صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۹	پیشنیاں	پیشنیاں
″	۲۲	جنھوں نے آگے	جنھوں نے ان آگے
۳۲	۱۳	لاتسبّوا	لاتسبّوا
″	۱۰	آں شدہ بدلیل قطعی ثابت ثابت نشدہ باشد	آں بدلیل قطعی ثابت شدہ باشد
۳۴	۱۷	بفضل کرم	فضل وکرم
۳۷	۷	عقیدہ - دریں	عقیدہ - دین
۳۸	۲۴	صاف وپاک کرنا	صاف کرنا اور پاک کرنا
۴۰	۷	خدلان	خذلان
″	۱۰	ائیکہ	اینکہ
″	۸	راضی حقتعالے ازانست چیز	راضی است حقتعالے ازاں چیز
″	۱۸	بمقتضائی	بمقتضائی
۴۲	۶	تعالی را بمناجی	تعالی بمناجی
۴۴	۹	غوث الثقلین	غوث الثقلین
۴۶	۸	فیہما	فہما
″	۲۱	توضیح بمضاف الیہ	توضیح مضاف بمضاف الیہ
۴۷	۱۷	وصف	وصفت
۴۸	۱۴	یعنی کہ گردیدن	یعنی تغیر کہ گردیدن
″	۱۸	بمعلوم خود قرار	بمعلوم خود قرار
″	۱۹	بایدیست ہوہو	بایدہست ہوہو
۵۰	۲	تقید	تقیید
″	۳	الجوار	الجواز
″	۵	منہ	منہ
″	۱۰	عالیہ	علیہ
۵۰	۱۴	کہ ازجوازش منع تام	کہ جوازش منع تام
″	۱۷	اختیار ممنوع	اختیار ممنوع
″	۲۰	نباشد	باشد
″	۲۱	انتزاع زبہتین	انتزاع از جہتین
″	۲۲	چیزی را	چیزی را
″	۲۳	بربای	بربنائی
۵۱	۱۲	اوان شرط کردہ شد	ازاں شرط کردہ شد
″	۱۸	متحقق	متحقق باشد
″	۲۱	لازم یا قدم	لازم آید یا قدم
۵۲	۴	عنہ	عنہ
۵۳	۳	فیشرط	فیشترط
″	″	محیاج	محتاج
۵۴	۳	وہذا	وہذا
″	″	المجاری	المجازی
″	۴	بسبعہ	بسبعہ
″	۹	تقدم علم للماہیتین	تقدم علم للماہیتین
″	″	معاصرہ ریا	معاصرہ ضروریا
″	۱۲	شرط	شرط
″	۱۳	ربالط	رابط
″	۱۵	چیزی	چیزی
″	۱۹	تخصیص وتغیر	تخصیص تغیر
″	۱۸	وایں	وایں
″	۲۳	لیس علم	پس علم
″	۲۴	متعاقب	متعاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۵	الاختصاص	الاختصاص
〃	۱۳	لا یجزی	لا تتجزی
〃	۱۷	متحقق	متحقق
〃	۲۲	در تعبیر ماہیت باین	در تعبیر ماہیت پایں
〃	۲۳	ماہیت	ماہیت
〃	۲۴	لا یجزی	لا تتجزی
۵۶	۲۱	حیام	قیام
〃	۲۳	یا غیر موجود	با غیر موجود
۵۷	۷	استعداده	استعدادہ
〃	۱۰	ان المعنی المصدر	ان معنی المصدر
〃	۱۲	لا بفعالیہ	لا فعالیہ
〃	۱۵	توفیقی	توفیقی
〃	حاشیہ سطر ۱	الحقیقة	الحقیقیة
۵۷	حاشیہ سطر ۴	تقدد	تقدم
۵۸	۴	لمنلئ	لمنبئ
〃	۵	مبنی	منبئ
〃	〃	الوجود	الوجود
〃	〃	ہو	ہو
〃	۱۵	تقدم رتبتی	تقدم رتبی
〃	۱۷	تاخر رتبتی	تاخر رتبی
〃	۱۹	تقدم رتبتی قوه	تقدم رتبی قوہ
〃	〃	تاخر رتبتی فعل	تاخر رتبی فعل
〃	۲۱	رتبتی است	رتبی است
۵۹	۱۲	میخواہد	یمیخواہد
〃	حاشیہ ۸	بتقدم	متقدم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۲ و ۳	اولا حاصل صفت منتسب صفت	اولا صفت حاصل منتسب صفت ضروری
۶۰	۱۳ و ۱۴	اعتداد در خارج	اخذ او از خود در خارج
۶۱	۱۱	علی معنی ای منفردا قائم	علے معنی قائم منفرد
۶۲	۱۴	دانسته نشود	دانسته شود
〃	۱۶	پس او وصفت	او صفت
۶۳	۲	فنہا	فنہا
〃	۳	لفنیہا	لفنہا
〃	۱۳	نواند	نتواند
〃	۲۱	جو	چوں
〃	حاشیہ ۹	لزوم تنکر	لزوم تنکر
۶۴	۲	او یحرف	او بحرف
۶۷	۶	ثابت	ثابت
〃	۱۱	لترتب	لترتب
۶۸	۱	لطلبیہ	لطلبیہ
〃	۶	فقد	فقد
〃	۱۳	کسیکہ طاب	کسیکہ او طلب
〃	۱۷	در ترتیش	و ترتیش
〃	۲۳	شولش	شولش
۶۹	۸	موجودا	موجودا
۷۰	۳	وجودا غیر	وجودا غیر
〃	۷	المعدداق	المصداق
〃	۲	مسلمہ	مسلم
〃	حاشیہ ۷	تعارض	متعارض
۷۱	۵	متقدما فی علم	متقدم فی علم
۷۲	حاشیہ نمبر ۲ سطر ۲	(عبارت مکرر ہے دوم غلط ہے)	متقدم فی علم (صحیح ہے)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	حاشیہ نمبر ۲ سطر ۳	ابوجود	الوجود
〃	۹	دقلیل بداہت	دقیل بداہت
۷۳	۵	فواعۃ	فواقعۃ
〃	۸	بد بہیا	بدیہیا
۷۴	۱۷	الکاری	انکاری
〃	۲۲	یود	بود
۷۵	۹	بحقدا و مجازا	بحقدا مجازا
۷۶	۸	اُخری	اخری
〃	۱۱	اُظہر	اظہر
〃	۱۵	بغیر	بغیر
۷۰	۲۲	صفقت	صفت
۷۷	۳	حاکم من زیدت علی المماہیۃ	حاکم من زید بت علی المماہیۃ
〃	۵	بعود فانی	بعود فانی مستقم
۷۰	۱۷	تعین خود	تعین صد
۷۸	۱۵	از انکہ	از انکہ
〃	۱۶	عوارض	عوارض
〃	۲۱	بہ نمانیت	نمانیست
۷۹	۱۷	دلیلی از	دلیلی است از
〃	۱۹	فتہ	رفتہ
۸۲	۱۰	حقیقیا	حقیقتا
〃	〃	الحقیقتین	الحقیقتین
〃	۱۴	اخلاف	خلاف
〃	۱۶	دروست	واد است
〃	۱۸	باتوارس	باتوارش
۸۳	۸	ممتنع	ممتنع
〃	۱۰	ماہیتہ	ماہیتہ
۸۴	۱۰	المار	المار
〃	۱۷	حقیقت زانچہ	حقیقت در انچہ
〃	۱۸	سوئی او	سوای او
۸۵	۹	ثالثا	ثالثا
〃	۱۵	برزخ در متغایرین	برزخ در متغایرین
〃	〃	ثالث	ثالث
۸۶	۱۰	فہو	فہو
〃	۲۲	عیراست	عیر خود است
۸۷	۰۳	بتوافق	بتوافق
۸۸	۱	بمقابلۃ	لمقابلۃ
〃	۲۴	آہنارا	آہنا
۸۹	۲	تعین	تحقیق
۹۰	۷	لا الا ولی	لا الا ولی
〃	۵	علیہ	علیہ
〃	۵	قیل	قیل
〃	۱۱	بالخلاف	بالخلاف
۹۲	۵	وجہ	وجہ
〃	۲۲	خبر	جز
۹۳	۲۰	لم یذکر	لم یذکر
〃	۶	واز فیکم	واز فیکم
〃	۱۱	واگر وجہ	واگر وجہ
〃	۱۲	مقصد دیگر	مقصد دیگرے

ص	س	غلط	صحیح
۹۵	۳	فی المصدر	فی مصدر
"	۶	کیفیت کاز و	کیفیت ذات کاز و
"	۱۹	یعنی	یعنی
۹۶	۱	ووجب التوحد	ووجب التوحد للعبد
"	۶	مفهوم	مفهوم
"	۹-۱۰	نظر	نظر
"	۱۳	یکدیگر و به تبع	یکدیگر و به تبع
"	۲۲	حقیقی یا حکمی بمقابلهٔ یکدیگر۔	حقیقی یا حکمی بمقابله یکدیگر۔
۹۷	۱	وکان ما به تاحکما	یعبارت مکرر محرر شد
"	۴	موجودا	موجودا۔
"	۶	موجودا	موجودا خسیم
"	۱۶	واگر ابچه	واگر ابچه
۹۸	۴	الاجزاء	الاجزاء
۹۹	۳	منطبقة توصفا	منطبقة وغیر منطبقة توصفا۔
"	۲	جنس	جنس
۱۰۰	۱	وبنابرین لفته شود	وبنابرین گفته شود
۱۰۱	۳ و ۴	صفته ولا ماهیته الذاتیة	صفته الذاتیة ولا ماهیته
"	۹	محل	محل
۱۰۲ حاشیه	۲	معرفه	معرفت
۱۰۳	۷	علم الیقین با ضافة	علم الیقین وصفا با ضافة
۱۰۳	۱۳	اضافت	اضافت
"	۱۷	باخبار	اخبار
"	۲۲	حکم او	حکم که او
"	۲۴	خوده وجود	خود و وجود
"	حاشیه ۱	اجمال	اجمالی
"	۱۲	تکثر	متکثر
"	۱۳	متکثره	تکثر و
۱۰۵	۸	میکتد	میکنند
"	"	ذکر کیفیة توحید	ذکر بیان توحید
"	۱۳	وحدت او	وحدت او
"	۱۵	واحد متوحد	واحد احد متوحد
"	۱۸	نماند	نماند
۱۰۶	۳	فتثنیة	فتثنیة
"	۱۱	خواد	خواه
"	۱۲	وز وجودی	ونه وجودی
"	۶	قام	قیام
"	۱۶	قدرت	قدرت
"	۱۷	متعدله	متعدد
"	۱۸	بشمار	بشمار
"	۱۹	مخلوق	مخلوق
۱۰۷	۲	بنفسه	بنفسه
"	۹	عدام	عدم
"	۱۳	لبعد یجا	لبعد ازیجا
"	"	حادث	حادث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۹	سایق	سابق
۱۰۹	۴	حتی تمہل	حتی لا تمہل
〃	۲۲	مانع رارد	مانع دارد
〃	حاشیہ ۷	ولغیرہ	و بغیرہ
۱۱۰	۲۴	رسالہ	رسالۃ
۱۱۱	۴	ذاتِ	ذاتٍ
〃	۵	فکانہا	فکانہا
〃	۱۴	مادہ	مادہ
〃	〃	نتواند کرد وجودے باشد	نتواند کہ وجودے باشد
		یا کہ بوجودی	یا بوجودی
۱۱۲	۳	فتکونَ	فتکونُ
〃	۱۸	واحد آنست	واحدٌ آنست
〃	حاشیہ ۵	یہ عبارت نہیں لکھی گئی	مرتبہ احدیت وسطہ احدث نیست و ندرد تمائز صفات بنا بر عینیت ازلزوم کہ لاغیراست
۱۱۱	۶	علی الحملۃ	علی الجملۃ
〃	۱۰	لعدم وجدتِ	لعدمِ وحدتِ
〃	۱۲	تمیز از لزوم	تمیز ازلزوم
〃	۱۳	خاصل	حاصل
〃	۱۵	وجود اولازمی بود	وجود او لازمی بود
〃	۲۰	واحد احد متوحد	واحد احد و متوحد
〃	حاشیہ ۳	بوجود خود	بوجود خود
۱۱۴	۶	یقدرا	یقدر
〃	۱۳	تخالف	تخالف
۱۱۴	۱۵	مفارضت	معارضت
〃	۱۹	عجز شانِ	عجزِ شان
〃	۲۴	تمیز آورده	تمیز آورده
〃	〃	حائز	جائز
〃	حاشیہ ۴	تفرضی	تفرض
۱۱۵	۴	وان تُفرَّضَ	وان تُفرض
〃	۱۰	نفس کثرت ای فی نفس کثرت وعکسہا	نفسِ کثرت وعکسہا
〃	حاشیہ ۲	وخود	و وجود
〃	۳	نیابد	نیاید
〃	۱۱	بسبت ثابت	نسبتِ دیگر ثابت
۱۱۶	۲	فی نفس	فی نفس
〃	۱۲	لقیامہ	بقیامہ
〃	۱۹	فتثنیۃ	فتثنیۃُ
۱۱۸	۷	التصور	التصورَ
۱۱۹	۲	حقیقا	حقیقیًا
〃	۱۳	تبعًا	تبعًا
〃	۱۹	تبع وعدم	تبعِ عدم
〃	۲۱	بزیتش	جزیتش
۱۲۰	۱	معرفۃ	معرفۃَ
〃	۱۱	ولضرورت	لضرورت
〃	۱۷	بفقدان	بفقدان
۱۲۱	۲۱	اجزار	جزر
〃	۲۲	امتناع وتوقف	امتناع توقف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۲۴	جزر جزر	نہ جزر جزر	۱۲۷	۹	مرالذات ش	مرالذات ش
۱۲۲	متن و حاشیہ	بیان کیفیۃ جبر وقدر الخ	بیان کیفیۃ جبر وقدر الخ	//	۱۳	ہمچیں	ہمچنیں
//	۱	فہی کاسبۃ	فہی کاسبۃ	۱۲۹	۱۱	لا نہما	لا نہما
//	۸	و سبتی	و نسبتی	//	۱۳	لا نہ بمقابلۃ	لا بمقابلۃ
//	۱۴	بسوئے خود	بسوئے خود	//	حاشیہ ۵	ملتزم اختیار	ملتزم از اختیار
//	۲۵	عجز است	عجز است	//	۱۲	آثار	آنکہ
//	حاشیہ ۵		حقیقت جبر وقدر	۱۳۱	۷	ففی الایجاد متبع	ففی الایجاد متبع
۱۲۴	۱	ای مخلوق	ای المخلوق	//	۸	خطار مبتدا مع خبر مع	خطار مبتدا مؤخر مع
//	//	ان تفکر	ان تفکر	//	//	غطار مبتدا مؤخر	غطار مبتدا مؤخر مع
//	۱۰	اسماء مع	اسماء مع	//	۱۹	ایں غطار است	ایں خطا است
۱۲۵	۱۸	معلوم باشد	معلوم باشند	۱۳۲	۷	فراق	فرق
//	۱۹	بمث بہ	مشابہ	//	۱۶	اشتراک وحدت	اشتراک و وحدت
//	۲۲	بعلم خود است درو	بعلم خود است درو	//	۲۳	شد پس دریں	شد دریں
		احتیاج بعلم خود است	احتیاج بقیام حقیقی	//	حاشیہ ۱	ان قائز الاعتبار الخ	ان تمائز الاعتبار الخ
		درو احتیاج بقیام	است بہ مخصص	۱۳۳	۶	بما ہیتہ	بما ہیتہ علیہا
		حقیقی است بہ مخصص		//	۷	غنیتہا	عینیتہا
//	۲۳	اسماء	اسماء ہمہ	//	۲۰	آن متغائر	آن ہمہ متغائر
//	۲۴	در مرتبہ	نہ در مرتبہ	۱۳۴	۱۰	التعصب و تفکرت	التعصب تفکرت
۱۲۶	۰۶	اَنَّ الکلام مع	اَنَّ الکلام مع	۱۳۵	۲۱	از حیثیت بوجود	از حیثیت وجود
//	۱۰	وَاَنَّ اللہ مع	وَاَنَّ اللہ مع	//	//	انچہ واو اوست	انچہ کہ او او است
//	۱۲	تجاوزن کردن	تجاوز کردن	//	ح ۳ و ۴	ماعرفناک الخ - عرفناک الخ	معنی عرفناک الخ - معنی عرفناک الخ
//	۱۹	نیابد بدو	نیابد بدو	۱۳۷	۱۲	درمیان قدیم وحادث مرتبہ ایست	درمیان قدیم وحادث مخلوق یعنی آنکہ درمیان قدیم وحادث کہ مخلوق است مرتبہ ایست
۱۲۷	۵	تجرد الطریق	تجرد الطریق				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	حاشیہ ۱۰	قدیم وحادث	قدیم وحادث مخلوق
۱۳۸	۳	یقتضی	تقتضی
"	۱۰	فعل فاعل	مع فعل وفاعل
"	ح ۸	اثر او است	اثرِ امر است
"	۲۱	محلوق	مخلوق
"	۲۲	وکا تحنے	وکاتحنے
۱۳۹	۴	تعاقبا رتبیا فلیس	تعاقبا رتبیا لا حقیقیا
			والا لامر ناقص وضعیف
			حتی الآمر والامر متعاقبا
			تعاقبا حقیقیا لا رتبیا
			قلیس
"	۹	قہو	فہو
"	۱۳	ہمیں کجی واسطہ حجاب	ہمیں واسطہ حجاب
"	۱۷	پس امر	پسِ امر
"	۲۱	بود حادث شد	بود وحادث شد
"	ح ۴	کونیہ را حادثہ اثر امر است	کونیہ حادثہ اثر امر است
"	ح ۶	حجاب قدیم	بر حجاب وقدیم
۱۴۱	۲	بالفضل	الفضل
"	ح ۸	قول سبحانہ	قول او سبحانہ
"	۱۰	در کیفیتہ	در کریمہ
۱۴۲	۱۷	کہ او قدیم است	او کہ قدیم است
"	۱۹	کم وبیش	کم وبیش
۱۴۳	۱۶	روئے حجاب	ورائے حجاب
۱۴۴	۱۱	رضی اللہ عنہما	رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۱۴۵	۱۳	فیقول الحق فیناد ون الحق	فیقول الحق فینادون الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۵	۱۵	چیست کہ ایں	چیست ایں کہ
"	ح ۹	کلا یرجع	کلامہ یرجع
۱۴۶	۹	صل علے	صل وسلم علے
"	۱۲	مذکور آید	مذکور آمد
۱۴۷	۹	من حیثیۃ	من حیثیۃ
"	۲۳	سبکتر است	سبک سیر است
۱۴۸	ح ۲	قربت	قریب
۱۴۹	۱۸	امام اعظم است	امام ما کہ اعظم است
"	۱۹	وجماعت اند قائل اند	وجماعت اند قائل اند
"	ح ۲ و ۳	امام اعظم است	امام ما اعظم است
"	۴	او تعالیٰ ہماں	او تعالیٰ را ہماں
۱۵۰	۹	حقیقۃ	حقیقیۃ
"	ح ۳	بہ تویش	بہ تشویش
۱۵۱	۴	ولا بحال فیہ	ولا بحال فیہ
"	۱۴	نفی ایں ہر دو	نفی ایں ہر دو
"	۱۹	رتبتی است	رتبی است
۱۵۲	"	علاوہ اند ہر دو	علاوہ ایں ہر دو
۱۵۳	ح "	آنکہ زائد بر ماہیت	آنکہ عارض زائد بر ماہیت
"	۲۳	ماہیۃ بواسطہ	ماہیت است بواسطہ
۱۵۴	۲	ولا ماہیۃ	ولا ماہیۃ
"	۴	صفۃ	صفتہ
"	۱۲	ان تبع	ان تتبع
"	۲۱	آخرا	آخر
۱۵۵	۱۰	لقیا مہا	لقیا مہما
۱۵۶	۱۴	منتغرّ	منتغبّر

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
مشتبہ	مشنبہ	۱۷	۱۶۸	آیا	آبا	۱۸	//
صفت از ظل	صفت را از ظل	۱۹	//	واجتماع نقیضین	واجتماع نقیضین	۱	۱۵۹
یافتہ شود	یافتہ می شود	//	//	بقیام	قیام	۱۲	//
بیان آنکہ عصمت نبی را لازم است یقیناً و مشتبہ فی مقابلہ و منتفی بر رتبہ	ان آنکہ عصمت را لازم است بگو و مشتبہ فی مقابلہ و منتفی بر رتبہ	ح ۱۹	//	باشد و نہ	باشد پس و نہ	ح ۱۹	//
				این ہر دو اوصاف	ہر دو اوصاف	۲۳	۱۵۸
و کفر کہ او	و کفر کہ او	۱۳	۱۶۹	کہ آنہا اضافات ذاتیہ	کہ اضافات ذاتیہ	۱۸	۱۶۰
			۱۷۱	الشائیہ	الشائیہ	ح ۳	//
و فارق در رفع اعجاز و کرامۃ و معونۃ و استدراج	و فارق در فعل اعجاز و کرامۃ و معونۃ و استدراج	ح ۹ و ۱۰	//	تعین او	یقین او	۲۰	۱۶۱
بدانکہ	بدانکہ	۱۲	۱۷۲	لاتشتبہ	و لا تشتبہ	۶	۱۶۴
سورۂ صف	سورۂ صف	۱۵	//	یعنی فریبندہ	یعنی بہ فریبندہ	۱۵	//
ایکان آوردند	ایکان آوردند	۱۷	//	سوئی ذی ظل	سوئی ظل	۱۷	//
از ہمچو مشبہ بہ	ہمچو مشبہ بہ	۲۱	//	بہ تبع	بر تبع	۲۶	۱۶۵
حذف کردہ	خلاف کردہ	۲۲	//			ح ۷ و ۸	//
بجوز	بجوز	۱	۱۷۴	بیان آنکہ ہر یک از ایشہا القافاً جامع و حدوداً مانع و بطور اصل برائی نبی و رسول است و بطور عرض و تبع برائی ولی است			
للہ سبحانہ	للہ سبحا	۲	//				
فستر	لستر	۵	//				
تحقق نیابد	تحقیق نیابد	۲۱	//				
و آنانکہ	و آنکہ	۱۴	۱۷۵				
نماز را	نماز	//	//				
بنابر	بر بنائی	۲۲	//				
صالحین	و صالحین	ح ۹	//				
مثبت	بثبت	۳	۱۷۶				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۶	۴	یقتضی	تقتضی	۱۸۵	۱۷	چنانچہ دریں سورہ	چنانچہ ہم دریں سورہ
〃	۲۱	ہر دو طور	ہر دو طور	〃	۲۳	طریقہ ہم جائز شد	طریقت ہم جائز است
۱۷۷	۲۰	درحال	در ہر حال	۱۸۶	۱	والحق	والتحقق
۱۷۸	۱۹	معانی مدار دانیکہ	معانی لازم آرد اینکہ	〃	۱۶	بنابرا استغنا	بنابرا استغنا
〃	〃	اینکہ بطلان	اینکہ ہر آئنہ بطلان	〃	۱۷	برآمان	برآمان
۱۷۹	۲۱	فانہ منصور	فانہ منصور	۱۸۹	۶	انتقض الحصر	انتقض ای ما انتقض
〃	۲۳	منصور یعنی فتحمند	منصور بمعنی فتحمند	〃	۱۵	کزد	کرد
۱۸۰	۳	من توسع	من التوسع	〃	ح ۴	+	تفسیر کریمہ لاتدع من دون اللہ الخ
〃	۷	للہ سبحانہ	للہ سبحانہ				
〃	۱۲	ولرسولہ	ولرسولہ تعالے	۱۹۰	۲	لاتعبد ویدل	لاتعبد ویدل کشفاً
〃	۲۰	برائی مومن	برائی ہر مومن	〃	۱۱	کسفاً	
〃	۲۲	ولو سوئی	ولو لی سوئی	〃	〃	فتعارضاً مما یجوز	فتعارض مما یجوز
۱۸۱	۱۰	ماہوالثابت	ماہو الثابت	〃	۱۷	واگر کشف ورد	واگر او کشف ورد
〃	۱۳	واگر فصل	واگر فصل	〃	۲۴	ہردورا	ہر دورا
〃	۲۲	رسول اوتعالی	رسول اوتعالی صلعم	〃	ح ۶	بحث تغییر	بحث تغییر
۱۸۲	۹	النصرۃ	النصرۃ	〃	۱۲	متعارض آمد	متعارض آید
〃	۱۸	ولولی بولی	ولو لی بولی	۱۹۱	۱۰	یتربصون	تربصون
۱۸۳	۱	استغاثہ	فاستغاثہ	〃	۱۵	ارشارت	اشارت
〃	۳-۵	ان لم تجر	ان لم تجر بصیغۃ غائب	〃	۲۶	یتربصون	تربصون
〃	۱۱	ادلی الجحیم	ادلی الجحیم	〃	〃	آرزو میکنند	آرزو میکنید
〃	۱۵	یاایہا الذین	یاایہا الذین آمنوا	〃	ح ۲	غیر او صلعم	غیر او صلعم است
〃	ح ۶	ادلی تربیان	ادلی ترمع بیان	۱۹۲	۱۷	از ثابت بوجود است	ثابت از موجود
۱۸۴	۳ و ۴	ولو ازظلموا	ولو انہم ازظلموا	۱۹۳		نہایت ۱۹۶ صفحات اولٹ پلٹ ہو گئے حسب ذیل ملاحظہ کرو	
〃	حاشیہ متن		تفسیر کریمہ ولو انہم ازظلموا الخ				
〃	۱۶	فاستغفروا اللہ	فاستغفروا اللہ	〃		تمام اسکے بعد صفحہ (۱۹۵) مطالعہ کیجئے	
۱۸۵	۱۴	دشخص	تشخص	〃	۱۴	بعینیت	بعینیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	تمام	سکے بعد صفحہ ۱۹۴	مطالعہ کیجیے	۲۰۴	۱۹	بجاز	بمجاز
۱۹۴	۴	لتعقیب	لتعقیب	″	۲۲	براہ راست	برروہ راست
″	۱۲	نتواں شناسید	توتوان شناسید	۲۰۵	۳	بمعنی	بمعنی
۱۹۴	تمام	سکے بعد صفحہ ۱۹۶	مطالعہ کیجیے	″	۲۱	بعث پس چگونہ	بعث پس بعث چگونہ
۱۹۶	۱۶	آیا از کسی از شما	آیا کسی از شما	۲۰۶	۵	بحذفہ	بحذفہ
۱۹۷	۱۰	فحزف الندار	فحزف الندار	″	۲۲	یعنی برآناں	یعنی تو برآناں
″	۲۰	مرایاری	مرایاری	۲۰۸	۱۲	مقدم	متقدم
″	۲۳	وفرمودند	وفرمودند	″	۱۴	واگر	واگر
۱۹۸	۱	اللہ رحکم اللہ	اللہ س رحکم اللہ	″	۲۰	واگر	واگر
″	ح ۴ و ۵	ازعباد باشند	ازعباد خاصہ واحیاء	″	۲۳	مقدم	متقدم
		ثابت	باشد ثابت اند	۲۱۰	۲۱	دمید انکہ	دمید انکہ
″	ح ۱۱	تخصیصاً	تخصیصاً	″	ح ۷	وذہنیاً	وذہناً
۱۹۹	۲۵	باطبابت	باجابت	″	″	اندباثریت خود	اندکہ باثریت خود
″	ح ۴	ارتفاع	انتفاع	۲۱۱	۱۰	بفعل ایشاں	بفعل اللہ مایشاء
۲۰۰	۵	ولیدابتہ	ولیدابتہ ای بعث النبی علیہ السلام الخ	″	۱۴	اولوالعزمی نبوت	اولوالعزمی نبوت
				″	۲۵	حیات دنیا	حیات دنیا و در آخرت
″	۱۹	بعث اسامو اسماع	بعث ارسالی حق باسماع	۲۱۲	۲۰	موجودت	موجودات
	حاشیہ	بیاسمی موتی از روئے	بیان معنی موتی از روئے	۲۱۳	۲۲	جوالاختیار	جواز الاختیار
		موضوع ومجاز	موضوع ومجاز	″	ح ۷	دریں زمان	در ہر زمان
۲۰۲	۹۵	عن الاثبات	عن الاثبات	۲۱۴	۶	عدوا	عدوا
″	۲۳	عمم کہ اشارت	عمم کہ اشارت	″	۲۲	ہردوست	ہردودست
۲۰۳	۵	والموخر	المؤخر	۲۱۵	۷	خبیثہ	خبیثہ ضد طیبہ
۲۰۴	۱	لابہتدی	لایہتدی	″	۱۲	رضی اللہ عنہا	رضی اللہ تعالیٰ عنہا
″	۱۷	عدم اسماع	عدم انتفاع	″	۱۹	خبیثہ	خبیثہ ضد طیبہ
″	″	وارشارت	واشارت	″	″	وسخن گندہ	ومثل سخن گندہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۵	۱۹	گندہ ہست از بالائے زمین	گندہ ہست کہ ضد پاکیزہ ہست او برکندہ شدہ از بالائی زمین
۲۱۶	۷	دار البوار	دار البوار
″	۹	ضمنتزعۃ	ضمنتزعۃ
″	۱۲	ابتدا از وقت موت	وابتدا برزخ از وقت موت
″	۱۹	اَحَلُّوْا	براَحَلُّوْا
۲۱۷	۱	اَوْ مُبَیِّنَۃٌ	اَوْ مُبَیِّنَۃٌ
″	۷	باضافۃ مغایر	باضافۃ مغایر
″	۲۴	از حجابات	از مرتبہ حجابات
″	ح ۱	مخلوق ہیچو	مخلوق نہ ہیچو
۲۱۸	۲۰	در زوی عام	روی عام
۲۱۹	۱۱	لم یُرَدْ	لم یُرِدْ
″	۱۵	عارض شود	عارض می شود
″	۲۴	ہر قتل	بر قتل
۲۲۰	۱	وَالموت	وَالموت
″	۱۴	ہملہ	ہماں
″	۱۵	نگفتن	نگفتن نقط
″	۱۹	ردق	رزق
″	ح ۶	مطلق عام است بعموم شاں و اماں از دو امر است	مطلق و عام است بعموم شاں و آناں از دو امر است
۲۲۱	۳	یُذَکَّرُوْن	یَذَّکَّرُوْن
″	۹	وَاِنْ یُوْرَدْ	وَاِنْ یُرَدْ
۲۲۲	ح ۱۶	بمنجورد	بمنجوردو
۲۲۴	۴	فیعبد اللہ	فیعبد اللہُ
″	۸	و لتبعہم	و لنتبعہم
″	۱۳	تقیید موت	تقیید موت
″	۲۱	شدن ویرائے	شدن - برائے
۲۲۵	۹	شانیا نفتید	شاکہ نیا فتید
۲۲۶	۲	مما جاز استحضارہ	مما جاز استحضارہ
″	۱۶	می شود	می شوند
″	۱۹	ارتہ	البتہ
۲۲۷	۱	فالغیب مع مو	فالغیب مع مو
″	۱۲	منہا ای من الشہود والمثل والروح ۱۲	منہا ای من الشہود والمثل والروح ۱۲
۲۲۸	۴	فخذوف	محذوف
″	۱۰	والجواب	والجواب حقیقتا ۱۲ ای عدم اتحاد الحقیقتین
″	۱۱	لا یعلمہ	لا یعلمہ ۱۲ الضمیر الی القدیم منصور
۲۲۹	۹	بنفسہ	بنفسہ
″	۹	بحصل	یحصل
″	۱۳	صدور	صدر
″	۱۶	و عیبی	وغیبی
۲۳۰	۳	مکشفہا	یکشفہا
″	۱۴	آنکہ دید بنہا	آں دید بنہا
″	۲۵	در نمی آید	در نمی یابد
۲۳۱	۱۸	باحتیاج	احتیاج
″	۱۹	مستقبل	مستقل
″	۲۶	وجودا استقرار	وجود و استقرار
″	۲۲	دریں ردو	دریں ہر دو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۶	عیب عام از انبیاء	عیب عام عام از انبیاء
〃	۱۸	منہ المسیح	منہ اسمہ المسیح
〃	۲۳	مرکزت	مرکزیت
۲۳۴	۴	وتخصیص	وتخصیص
۲۳۶	۱	بصلح	بصلح
۲۳۷	۶	واختصاصہ	واختصاصہ
〃	من ۲۰	ذکر کیفیۃ العلم	ذکر کیفیۃ العلم
〃	〃	ذکر در بیان	ذکر در بیان
۲۳۸	۱	ای مرتبۃ - لاہنا	ای مرتبۃ - لاہنا
〃	۱۷	خود سوئے	خود سوئے
۲۳۹	۱	حادث	حادث
〃	۱۴	ولوجود	ولوجود
〃	۲۴	کہ مفعول او است	کہ او مفعول او است
〃	۲۷	ہمچو اثر مخلوق است	ہمچو اثر او مخلوق است
۲۴۰	۷	شیئ	شیئ
〃	۱۰	لتحتاج	لتحتاج
〃	۱۸	در و بر و	در و بر و
〃	۱۹	وجود کہ	وجود یکہ
〃	۲۲	بتاخر رتبی	بتاخر رتبی
〃	ح ۴	بیان علم	بیان علم
〃	〃 ۶	بتاخر رتبی است	بتاخر رتبی است
۲۴۱	۵	التصدیق	التصدیق
〃	۱۸	فروختن	افروختن
۲۴۲	۳	بحثا	بحثا ہر
〃	ح ۱۵	بذاتہ	بذاتہ
۲۴۳	۸	تحقق علم	تحقق علم
〃	۲۱	پیش	پیش
۲۴۴	۱۱	وتکمیلہم خب	وتکمیلہم خب
〃	〃	عالم الشہود	عالم الشہود
〃	ح ۲	بیان التشخص	بیان التشخص
〃	۴	رعنت	رعنت
〃	۱۴	مقصودات بہ دلائل	مقصودات بہ دلائل
〃	۲۳	ہر دو	ہر دو
〃	۲ ۴	وظل	وظل
۲۴۶	۳	اعتبار رمی	اعتبار رمانی
〃	۱۲	المعصۃ	المعصیۃ
〃		او مجہول	او مجہول
۲۴۸	۳	موجودات مف	موجودات مف
〃	۲۰	آنکہ از ظل است	آنکہ ظل است
〃	۲۳	خمسہ	خمسہ وتمی یابد تمام او از وجہا
〃	〃	وتمی باید	وتمی یابد
۲۴۹	۱۲	بحاشیۃ	لیست بحاشیۃ
〃	۱۸	مومن آئینہ مومن آئینہ است	مومن آئینہ مومن است
〃	۲۲	مذکورہ آمد	مذکور آمدہ
〃	ح ۱۰	ہدایت	ہدایت
۲۵۰	۱	المنقصۃ	لمنقصۃ
〃	۱۱	ویتشابہ	ویتشابہم
〃	۱۹	انچہ گفتہ شد	انچہ کہ گفتہ شد
〃	〃	نیز	تیز

صفحہ	سطر	غلط	صفحہ	سطر	صحیح
۲۵۱	۳	بش حقیقۃ	۲۵۸	۲۳	تحقیق
″	۷	مجاوی	″	″	موید
″	۸	فی کیفیۃ	۲۵۹	۱	منشاء ہو
۲۵۲	۴	والوصف	″	۱۴	عبادی اسرفوا
″	۱۷	اگر چیزی دیگر	″	۲۲	کہ متابعت
″	۲۰	لام	۲۶۰	۲۳	لایغفر
″	۲۱	انکہ ماہیت	۲۶۲	۱۲	دلیل منطبق
″	۲۴	از طلاق	″	″	مرکز یتہ
۲۵۴	۱۴	فَظَنَّ ظَنَّ	″	″	علی حقیقۃ
″	۱۵	برضای	۲۶۴	۱	علی دعوہ
۲۵۵	۶و۵	ان الاختلاف فی المسلمین فی کیفیۃ	″	″	دلیل بنفسہ
″	۱۴	چگونہ خواہد شد	″	۲	دلیل ختم
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	″	۱۴	دلیل است
″	۸	فالخذلان	۲۶۴	۳	آفریدہ
″	۲۳	مناقب	۲۶۵	۱۴	ممتنع
۲۵۷	۳	تغیر	″	۲۴	این نبی
″	۹	عدمہ	۲۶۷	۱۴	مرد
″	۲۲	دانستہ شد ربّ آں	″	۳۰	رما خوذ
۲۵۸	۱	بجمیع القبلیۃ	۲۶۸	۲	ولایت
″	۶	برب	۲۶۹	″	ومشتبہۃ
″	۷	والکفر	″	۱۴	ماتحت
″	″	حجۃ	″	۱۷	وسزاوارے
″	۱۹	من	۲۷۰	۱۶	محمدوحہ از
			″	۲۰	تکفیر
					وغیرہ درحدیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۳	بش حقیقۃ	بش اے حقیقۃ
″	۷	مجاوی	مجازی
″	۸	فی کیفیۃ	فی ذکر کیفیۃ
۲۵۲	۴	والوصف	والوصیف
″	۱۷	اگر چیزی دیگر	اگر باچیزی دیگر
″	۲۰	لام	لازم
″	۲۱	انکہ ماہیت	انکہ از ماہیت
″	۲۴	از طلاق	از اطلاق
۲۵۴	۱۴	فَظَنَّ ظَنَّ	فظنّ ظنّ
″	۱۵	برضای	برخدای
۲۵۵	۶و۵	ان الاختلاف فی المسلمین فی کیفیۃ	ان الاختلاف فی المسلمین فی کیفیۃ
″	۱۴	چگونہ خواہد شد	چگونہ ثابت خواہد شد
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	فالوجود مشترک
″	۸	فالخذلان	فالخذلان
″	۲۳	مناقب	مناقب
۲۵۷	۳	تغیر	تغیر
″	۹	عدمہ	عدمہ
″	۲۲	دانستہ شد ربّ آں	دانستہ شد دانستہ شد ربّ آں
۲۵۸	۱	بجمیع القبلیۃ	بجمیع من القبلیۃ
″	۶	برب	بربّ
″	۷	والکفر	والکفر
″	″	حجۃ	حجۃ خیب
″	۱۹	من	فمن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۷	نتواں شد	نتواند شد	۲۸۷	ح ۵	من امرہم	من امرہم ط
〃	۱۴	عالم ہیں	عالم و داناہیں	۲۸۹	۱۷و۱	اللہ تعالیٰ نے جو سورۂ تحریمہ	اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریمہ
〃	۲۱	فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماکان الخ	فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب رکوع پنجم میں ماکان الخ	〃	ح ۶	بیان ذکر تعظیم	ذکر بیان تعظیم
				〃	۱۷ 〃	برونیٔ خطاب	بُرے خطاب
۲۷۵	۵	فی نفسہ	من نفسہ	۲۹۰	۹	نتواند کرد	نتواں کرد
〃	۸	ترجمہ نباید	ترجمہ ونباید	۲۹۱	۱۱	مشاجرت	مشاجرات
〃	۱۹	کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی	کہ میری بیٹی کا تحت حکم رسول صلعم ہونا	〃	ح ۱	مشاجرت	مشاجرات
				۲۹۱	۲	سیماہم من اثر	سیماہم فی وجوہہم من اثر
۲۷۷	ح ۷	بیان تعظیم	وبیان تعظیم	۲۹۴	۴	مخصّص	مخصّص را
۲۸۰	۴	وہم ازینجا است	وہم ازینجا است	〃	۲۰	وبکھو فرق	دیکھو تو فرق
۲۸۱	۵	چہ نیست	چہ نیست (ہرشقہا پیدا)	۲۹۵	۲	رزّین	زرّین
〃	۱۰	منع صوت	منع رفع صوت	〃	۸	مقتدائی ثابت است	مقتدی ثابت است
〃	۱۳	دلالت ہورہی ہے	دلالت ثابت ہورہی ہے	〃	۱۱	حسدیث	حدیثؐ
۲۸۳	۱۰	ترجمہ کسانیکہ	ترجمہ وکسانیکہ	〃	۱۲	استعجاباً	استعجاباً
۲۸۴	۱	ذات سبحانہ	ذات اللہ سبحانہ	۲۹۶	۳	خدائی را عزوجل	خدائی عزوجل
〃	〃	بواسطہ غیرہ	بواسطہ غیرہ سبحانہ	۲۹۷	۴	ازینجا دو تحذیر است	ازینجا رد وتحذیر است
۲۸۵	۱۶	نفی ہوسکتی	نفی نہیں ہوسکتی	〃	ح ۲	مشاجرت	مشاجرات
۲۸۶	۸	میسند	میسند	۲۹۸	۲۱	منتسب	منتسب
〃	۱۰	وحذر ایذا وخیر	وحذر از ایذا وخیر	۳۰۰	۳	نہ در کثرت اعمال	نہ در کثرت اعمال
		خود است	خود است	۳۰۱	ح ۸	متنازعہ کا چند	متنازعہ کا نتیجہ چند
〃	۲۴	اور یہ ادب	اور یہ مفید ادب ہے	۳۰۲	۱۰ 〃	تعمیم ضروری	تعمیم منع ضروری
〃	〃	اور خیر کیلئے	اور خیر کیلئے بھی مفید ہے	۳۰۳	۵	با ثبات	با ثبات است
۲۸۷	۵	گرہی کہ دور کنندہ	گرہی کہ دور کنندہ	〃	۲۱و۲۲	حضور والدین	حضور کی والدین
〃	۱۹	لابد منہ ہے	لابد منہ ہے	〃	۲۵	اقصاے	اقتضائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۳	انا انفسکم	انا انفسکم
〃	۸	تُقِلتُ	تُقِلتُ
〃	۱۲	آخرت آیت	آخر آیت
۳۰۸	۳	خروج	خروج
〃	۱۱	جانب میں	جانب میں ہیں
〃	۱۴	ان تستغفروا	ان تستغفروا
〃	ح ۲	یہ ایسی	یہ کہ ایسی
۳۱۰	۱۰	بات الویہ	مات الویہ
〃	۲۰	ذازرۃ	وازرۃ
〃	ح ۴	قطعی پر	قطعی کفر پر
۳۱۲	۱۳	آپ کے حضرت عبداللہ	آپکے والد حضرت عبداللہ رضہ
۳۱۳	۲۱	الآیہ	الآیہ سورہ حدید کے
			تیسرے رکوع میں
۳۱۹	۱۷	برکت لینلی پر	برکت لینے پر
۳۲۰	۵	برفع تعارض	برفع تعارض
〃	〃	کرمہا اللہ	کرمہا اللہ
〃	۲۲	ذاتی وجود باوجود	ذاتی وجود باجود
۳۲۱	۸	واجب البقاع بودن	واجب البقاء بودن
۳۲۲	۶	مسلوبالتش رحمۃ اللہ علیہ	مسلوبالتش رحمۃ اللہ علیہ
۳۲۶	۳	نشود	مراد نشود
〃	۱۸	معلوم ہو کہ	معلوم ہوا کہ
〃	۲۳	عبادت بندگی	عبادت و بندگی
۳۲۸	۲۰	علیہ الآیہ	علیہ ؑ
〃	۲۴	مدلمین	بدلہ میں
۳۲۹	۲۱	اعتبار	اعتبار سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳۰	۱۶	اپنی پالنے والے کو	اپنے پالنے والے سے
〃	۲۱	اپنی پالنے والے	اپنی پالنے والے
۳۳۲	۲۳	معلوم ہونا	معلوم ہونا چاہیئے
۳۳۳	۷	واذ قال	اذ قال
〃	۹	اجمعون الا	اجمعون الا
۳۳۴	۸	غیرہ سجدہ عبودیۃ	غیر سجدۂ عبودیۃ
〃	۲۵	ثابت نہ ہونیکے	ثابت نہ ہونیکے
۳۳۷	۱	تنبیہ بو	تنبیہ بر
〃	۵	محی السنۃ	محی السنۃ
۳۳۹	۲	ونذرانہ ازہرچہ	ونذر از ہرچہ
〃	۹	سرور نبیار	سرور انبیار
〃	۱۳	جواد بر	جواز پر
۳۴۰	۵	ماورہ	ماورہ
〃	۱۷	اس خاص وجہ	اسی خاص وجہ
۳۴۱	۶	ینبغی درمحل جواز	ینبغی ولا ینبغی درمحل جواز
۳۴۲	۲۴	گذر کیا ہے	گذر رہے کیا ہے
۳۴۳	۶	بعموم	بعموم
〃	۱۵	تو اسکا	تو کہ اس کا
۳۴۴	۱۶	دی رہی ہی	دی رہے ہیں
〃	۱۷	مطابق	موافق
۳۴۶	۸	فقتلناک	فقتلناک
〃	۱۱	ساتھ ہی	آور ساتھ ہی
۳۴۸	۳	اداء ترک	اداء و ترک
〃	۶	بحرانی	بحرانی
〃	۱۱	خودرا باخفا	خودرا مگر باخفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۱۶	اداء ترک میں	اداء و ترک میں
〃	حاشیہ	*	بیان شان نزول کریمہ
			مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ الخ
۳۵۰	۵	اولیٰ تر	اولیٰ تر خب
〃	۲۰	ہوئی	ہووے
〃	۲۵	یہ اوندو تو	یہ کہ اُن دونو
۳۵۲	۲۴	شامل ہے *	شامل ہے * اس تقدیر
			پر عبارت نظم شریف
			کریمہ کی یہ ہوگی وَلْیَطَّوَّفُوا
			بالبیت العتیق یعنی
			اور چاہیئے کہ وہ اللہ کا
			طواف باسطہ بیت
			عتیق کریں۔
۳۵۴	۵	تبرک	تبرک فعل
〃	۲۱	اشارہ	اشارہ ہے
〃	۲۴ و ۲۵	عمل نیک ثابت نہوگا	عمل پر حکم عمل ثابت نہوگا
۳۵۵	۱۳	اگر بہائیں	اگر لفظ بہائیں
۳۵۷	۲۳	کرنا ناممکن ہے	کرنا ممکن ہے
۳۵۸	۶	وکر ھوانا	وکر ہوانا
〃	۷	والمخفوقون	والمخفقون
۳۵۹	۱۸	فائدہ اسکے	فائدہ اسکے متعلق
۳۶۱	۱۶	وأظہرط	واظہر وان لم تجدوا
۳۶۲	۳	دائمش	دائمیش
〃	ح ۵	بناپر	بناپر
〃	۶ و ۷	مرجع	راجع
۳۶۲	ح ۹	اور جو دیں	اور جو دیوے انکی خاص کر
			میں فضیلت
۳۶۳	۱۳	الشاط	الشاۃ
〃	ح ۳	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
۳۶۴	۲۴	ہوئی	ہوئی ہے
〃	ح ۳	پہنچتے ہیں	بھیجنے میں
〃	۷	اور متعذر کو	اور ایصال متعذر کو
۳۶۵	ح ۲	کہانا کہلانا	کہانا اور کہلانا
۳۶۷	۱۵	ہر وقت میں سبکو	ہر وقت میں سب کے لیئے
		شامل ہے	درست رہے جیسے کسی نے توجہ
			اصد اپنے مال سے مدرسہ جاری
			کرکے خود بھی انمیں تعلیم کی
			اور دوسروں کو بھی مدرس کیا
			اور آیندہ کیلئے اسکا صرف بھی
			مقرر کردیا پس یہ خیر ہر قسم کی
			خیر کو یعنی مالی و بدنی و روحی
			ہر شخص کے واسطے خواہ آپ ہو
			یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت
			میں سبکو شامل ہے
〃	۲۵	اسپر زیادہ	اسپر اور زیادہ
۳۶۸	۱	کردند و ہرکہ	کردند ہرکہ
〃	〃	بے شداد	باشد پس او
〃	۴	التصفقات	الفضفات
۳۶۹	۸	درشب برات	درشب عید برات
۳۷۱	۱۴	ایسا ہوکہ	ایسا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۱	۱۵	مخصوص ہو	منع مخصوص ہو
۳۷۷	۲۶	دل	دلیل
۳۷۸	۱۶	میں استحقاق	میں جمیں استحقاق
〃	۲۱	بما کسبت	بما کسب
۳۷۹	۱۳	بدلالہ	بدلہ
۳۸۱	۲	نہ مومنین مضا	نہ مومنین
〃	۳	صہ مومنین	صہ مومنین مضا
〃	ح ۱۰	ملائکہ سے انسان کو	ملائکہ کو انسان سے
۳۸۴	۱۸	چنانچہ مدارک	چنانچہ تفسیر مدارک
۳۸۵	۷	اماحوا	اباحوا
〃	۱۶	جنکی طرف	جسکی طرف
۳۸۶	۳و۴	مہلہ است برچہار	مہلہ ہر چہار
۳۸۷	۹	باسم اللہ سبحانہ بقدرتش	باسم اللہ سبحانہ بقدرتش
〃	۱۱	غیر خدائی	غیر خدائی عزوجل
〃	〃	بما موصولہ	بما موصولہ
〃	〃	خلافت فصاحۃ	خلافۃ فصاحۃ
〃	〃	بُعدش	بعدش
〃	〃	بی تحقیق	بی تحقق
۳۸۸	۲۰	کہ فائدہ	کہ اگر فائدہ
۳۸۹	۵	درزُج	درمازُج
۳۹۴	۸	خروج بذاتہ	خروج بذاتہ
〃	۲۲	جبتک غیر	جبتک مالک کے سوا کوئی غیر
۳۹۵	۵	العیاذًا	العیاذُ
۳۹۵	ح ۱-۲	+	حقیقۃ قبض بتصریف مصرف مُصرف کی روح ہے اور یہ قبض حقیقی واقعی ہے
〃	۲	مگر آنکہ	مگر آنگہ
〃	۸	وجہہ	لوجہہ
۳۹۸	۶	ش نُقل	ش نُقِل ط
〃	۱۹	منقول است	منقول است در طبرانی
〃	۲۴	بدعت حسنہ است	بدعت حسنہ است بالاجماع
۴۰۰	ح ۳	مَلک	مَلک
۴۰۱	۱۵	مگو	مگیو
〃	۱۶	حافظ کہ ابن حجر برائے	حافظ ابن حجر کہ برائے
۴۰۳	۱۵	نیک از محاسن	نیک کہ از محاسن
〃	۱۹	توبیہ را	توبیہ را
〃	۲۴	وچگونہ است پس	وچگونہ است ایں پس
۴۰۴	۱	بمولدہ	لمولدہ
〃	۲۰	اشتغال	اشتغال
〃	۲۱	دریں	و دریں
۴۰۵	۷	ولا فاذات	ولا فادت
〃	۱۰	ذاہر	ظاہر
۴۰۶	۲۴	مفسیر	مفسد
۴۰۷	۱	علیک و	علیکم و ما
۴۰۹	۱۳	دیگر براں	دیگر براں
〃	۲۳	کہ حسن نیست	کہ نیست حسن
۴۱۰	۷	القیاس لقولہ	و القیاس یقولہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۰	۱۶	شد احمال	شد اکمال	۴۲۱	ح ۱۸	*	قیاس تعظیم و توقیع ذاکر ذکر
〃	۲۴	قیاس	و قیاس				او صلعم
۴۱۱	۷	یعارض	یعارض جنابہ ۱۲	〃	۲۴	یوجہی نیکو	بوجہی کہ نیکو
〃	〃	التخصیص بالحسنۃ	التخصیص مقیدا بالحسنۃ	۴۲۲	۱۳	فوت عمل و	فوت عمل شود و
〃	۸	الذی	الذی	۴۲۴	۱۷	خدائی صلعم	خدائی تعالیٰ صلعم
۴۱۲	۲	میلاد صلعم	میلاد النبی صلعم	۴۲۷	۷	و علم علیہ	علیہ وسلم
〃	۱۰ و ۱۱	لا یبطلہ	لا یبطلہ و حتی لا تبطل	۴۲۸	۱۲	چارہ	وچارہ
〃	۲۳	بشار	بشار	۴۲۹	۹	انبہنی	آہبنی
〃	۲۴	باطل نہ کند	باطل نہ کنند و تا آنکہ	〃	۲۰	ایں حویشاز	ایں حدیث را
			فرمود صلعم در منام	〃	۲۱	بیدار کرد	ساختہ کرد
			یوسف حجازی لا تبطل	〃	ح ۳	*	احادیث در ثبوت وقوف
			المولد یعنی عمل مولد را				او صلعم بر قبور مرسلین
			باطل نہ کنی	۴۳۲	۱۹	ولبسند	ولبسند دیگر
۴۱۳	۲۳	برائی	برائے	〃	۲۱	سلامتی باد	یعنی سلامتی باد
۴۱۴	۱	الفرض المطلق	الفرض المطلق حاضر	〃	۲۴	پیشنیاں و	پیشنیاں و
		یعنی لمؤمن	جزء المطلق اولیٰ			پشنیان	پستان
			الاجزاء و ہا یبقی	۴۳۳	۵	با جنجہم	با جنجہم
			لمؤمن	۴۳۴	۱۱	عند الاسطوانۃ	عند الاسطوانۃ
۴۱۶	۵ سطر	و المنظرہ الشمائل	و المنظر و الشمائل	〃	۲۳	ہمین است	وہمین است
حاشیہ تحت				۴۳۴	۱۶	در آوری	در و آری
〃	۱۶	او صلی اللہ	او صلی اللہ	〃	۲۲	آورد و از	آورد از
۴۱۷	۱	کراہیۃ	کراہۃ	۴۴۰	۱۳	فضل مراتب	افضل مراتب
〃	۱۰	قیام کردند	قیام کنند	۴۴۱	۸	بصد وہ	بصد وہ
۴۲۱	۱۱	قیاس ایں تقیید	قیاس برائے ایں تقیید	〃	۱۵	حالت حمات	حالت حمات
〃	۱۵	بندہ سوئی	بندہ کہ سوئی	〃	۲۲	بکوشید	بکوشد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۲	۱۸	عن الاشتغال	عن اشتغال
〃	۱۹	گرآں	نگراں
۴۴۳	۱۱	حتی یاتاک الیقین	حتی اتاک الیقین
〃	۲۵	وعبات	وعیدت
۴۴۴	۱۸	وہمراہ سفرہا	وہمراہ اودر سفرہا
۴۴۷	۳	لایعرف عینًا	یعرف عینًا
〃	۲	ابن	بن
〃	〃	المدینۃ	المدینۃ
۴۴۸	۲	للرّضاء	للرّضا
〃	۲۳	فرزندان	وفرزندان
〃	〃	ودرود خدا	درود خدا
〃	〃	رحمت خدا	ورحمت خدا
۴۵۰	۱۳	وبرتت	وتربت
۴۵۱	۷	لئلا تقضی	لئلا تقضی
〃	۱۴	نیست	ونیست
۴۵۲	۲۴	ابن تیمیہ	بر ابن تیمیہ
۴۵۳	۱	السلف	لکن السلف
〃	۱۳	سلف	لیکن سلف
۴۵۵	۶	وقال علیہ	قال وعلیہ
〃	۱۱	بحث آدمی	بحث ادب
۴۵۶	۲۵	نیست ست	نیست
۴۵۷	۱۳	کسی راکہ اورا	کسیکہ اورا
۴۵۸	۱۷	میکنند اورا	میکند اورا
۴۵۹	۳	استجاب	استخباب
〃	۷	الی فخم	الی فخم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۱	بصلاحہ وعلمہ	بصلاحہ وعلمہ
〃	۲۲	بروی	بروے
〃	۲۴	بصلاحہ	بصلاحہ
〃	۲۵	برائی صلاح او	بسبب نیک بختی او
		وعلم او	وعلم او
۴۶۰	۶	عن المحال	عن المحار
〃	۱۶	کراہت	کراہیت
〃	۲۰	پس او گرفت	پس او گرفت
〃	۲۴	ودرہنی	ودرہنی از وچیزے ظاہر نشدہ
۴۶۱	۱۷	می دہد می	می دہند نمی برخاستند
		رحاسد لا انکہ	از انکہ می دانستند این
		می داسد س	را بعینی قیام شاہزا
		الوی قام سارا	از کراہت او صلعم
		ارکہ.... ماہر	بنا برقواضح
		لواضح	
〃	۲۰	ہمہ ادخال	ہمہ افعال
۴۶۴	۱۴	قوام عرش	قوائم عرش
۴۶۵	۲ ح	ہمہ عالم باو	ہمہ عالم متوجہ باو
〃	۳ 〃	وہر انبیاء	وہمہ انبیاء
۴۶۶	۳	ویحب	یحب
〃	۱۷	ورہر نفس	در نفس
۴۶۸	۱۵	پس شاد شدایں عبد	پس شاد شدند ایں عبد
		عبد المطلب وبر	المطلب وبرخاست او و
		خاست وکسیکہ او او	کسیکہ با او بود

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
مفید	مفید	۱۵	۴۸۳	صلعم را و داخل کرد	صلعم را و داں	۱۶	۴۶۸
بیان نقص تاویلات در کریمہ مذکورہ	۲	ح ۱	〃	اورا در جوف کعبہ	او اور جوف کعبہ		
				دروغ بستن برادر	دروغ بستن برے		〃
وچوں در لحد	چون در لحد	۴	۴۸۶	اللہ عنہا گفت حضرت	اور ضی اللہ عنہا		
مارتا ہے	ماتا ہے	۱۸	〃	عائشہ رضی اللہ عنہا			
وہ طلب	وہ مطلب	۱۲	۴۹۰	قیام شکر از و صلعم بر	ح ۳ و ۴ (چھوٹ گیا)		〃
ذکر بیان تفسیر	ذکر بیان تفسیر	۱۰ من حاشیہ	۴۹۱	ختم قرآن بروایۃ ابوہریرہ رضی			
از انجملہ	الی از انجملہ	۱۴	۴۹۵	وابو جعفر از جد و پدر خود			
مع مَن احببتَ	مع احببتَ	۷	۴۹۸	رضی اللہ عنہم۔			
ظرف	طرف	۱۴	〃	شکرہ صلی اللہ علیہ وسلم	شکرہ	۱۰	۴۶۹
از نجاست	از انجاست	۵	۵۰۰	الصرصری ای الرجیع الخ	الصرصری	〃	۴۷۰
از متشابہات	متشابہات	۸	۵۰۱	وشرزہ دہندہ	شرزہ دہندہ	۱۵	۴۷۲
نظر کے	نظر کرکے	۱۵	〃	ومقضی مراد موصوف	ومُقضِی مراد موصوف	۸	۴۷۵
رسول سے تہا بغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہوسکتا ہے یعنی فعل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کی ضرورت پر مبنی تہا کہ مقصود اُسکا بعث رسول صلعم سے تہا۔ ای حضرات۔	رسول سے تہا۔ ای حضرات	۱۷	۵۰۲	القضاءَ	القضاءُ	۳	〃
				حقائق معنی کریمہ تحقق	(چھوٹ گیا)	۳ تا ۶	۴۷۹
				الفاظ چنانچہ اذا بشرط			
				مخصوص بزمانہ عام و			
				محقق الوقوع است۔			
				وتعلیم دعا بطریق کہ در			
				قربت مخصوص حاصل			
				شود			
	مستعار	۷	۵۰۱	مستعارہ			۴۸۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	مباحث کتاب	صفحہ	مباحث کتاب
۴	دیباچہ شرح	۶۱	اصل ذکر کیفیت اللفظ
۴/۱	دیباچہ کتاب	۶۲	اصل ذکر کیفیت الاسم والفعل والحرف
۱/۲	عرضداشت بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ	۶۳	اصل ذکر کیفیت الصفت
۱/۳	ذکر کیفیت عقائد اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	〃	اصل ذکر کیفیت الاسناد
۴۶/۲	ذکر کیفیت الاصول العاصمۃ عن خطیات الفہم فی الحقائق الحقہ والکلام فیہا۔	۶۷	اصل ذکر کیفیت معارض الثابت
〃	اصل ذکر کیفیت حقائق الاشیاء ثابتۃ	〃	اصل ذکر کیفیت النفی بالضد والمتخالفت۔
۵۰	اصل ذکر کیفیت الاختراع۔	〃	اصل ذکر کیفیت الامر۔
۵۲	اصل ذکر کیفیت الاختصاص۔	۶۸	اصل ذکر کیفیت النہی۔
۵۵	اصل ذکر کیفیت الجوہر والعرض	۶۹	اصل ذکر کیفیت الخلاف
۵۷	اصل ذکر کیفیت معنی المصدر	۷۰	اصل ذکر کیفیت المعارض بالخلاف۔
۵۸	اصل ذکر کیفیت الوجود۔	〃	اصل ذکر کیفیت العکس۔
〃	اصل ذکر کیفیت الثبوت	〃	اصل ذکر کیفیت الوجود الخارج
۵۹	اصل ذکر کیفیت العدم	〃	اصل ذکر کیفیت الوجود الذہنی۔
〃	اصل ذکر کیفیت النفی	۷۱	اصل ذکر کیفیت الوجود البدیہی
۶۱	اصل ذکر کیفیت السلب	۷۲	اصل ذکر کیفیت الوجود النظری۔
〃	اصل ذکر کیفیت الوضع۔	۷۵	اصل ذکر کیفیت تعبیر الخارج والذہنی
		〃	اصل ذکر کیفیت تعبیر البدیہی والنظری۔

صفحہ	مباحث کتاب
۷۵	اصل ذکر کیفیت التجدد
۸۲	اصل ذکر کیفیت الاشتراک ومنعہ حقیقتاً
۸۵	اصل ذکر کیفیت الزجر
۸۷	اصل ذکر کیفیت المنع
۸۸	اصل ذکر کیفیت التخصیص
〃	اصل ذکر کیفیت الاستثناء
۹۰	اصل ذکر کیفیت الاستدراک
۹۳	اصل ذکر کیفیت المفضل والمفضل علیہ
۹۴	اصل ذکر کیفیت الحصر والتاکید
〃	اصل ذکر کیفیت الربط فی مصدر
〃	اصل ذکر کیفیت الجواز
۹۵	اصل ذکر کیفیت الذات
〃	اصل ذکر کیفیت التقسیم
〃	اصل ذکر کیفیت التبیین
۹۶	اصل ذکر کیفیت التشبیہ
〃	اصل ذکر کیفیت مفہوم کل وجزء
۹۹	اصل ذکر کیفیت مفہوم جنس
۱۰۰	اصل ذکر کیفیت مفہوم نوع
〃	اصل ذکر کیفیت الہولی والصورت
۱۰۲	اصل ذکر کیفیت الاطلاق والتقیید
۱۰۳	اصل ذکر کیفیت الاضافت
〃	اصل ذکر کیفیت الدلالت
〃	اصل ذکر کیفیت الحکم
۱۰۵/۵	ذکر کیفیت توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یضفون وشرحہا

صفحہ	مباحث کتاب
۱۰۸	اثبات جزء لا یتجزیٰ
۱۰۹	تفسیر کریمہ بدیع السموات والارض
〃	تفسیر کریمہ ام خلقوا من غیر شیء ام ہم الخالقون
۱۱۸/۶	ذکر کیفیت منع جواز نفس تصور عجزہم الواجب کلیا
۱۲۳/۷	ذکر کیفیت الجبر والقدر
۱۲۴/۸	ذکر کیفیت اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ ذاتہ تعالیٰ
〃	مطلب ان اسماء اللہ تعالیٰ قدیمۃ ولا بد للاسماء من الحروف والترکیب الخ
۱۲۶	مطلب لا بد للتکلیم من الصوت الخ
۱۲۷	مطلب فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیت الخ
〃	مطلب والحقیقیت ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا۔ الخ
۱۲۸	مطلب والشانیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الذات الخ۔
〃	مطلب والفرق بین الحقیقیۃ والشانیۃ۔
۱۲۹	مطلب ان الترک وجود نظری یلزم من الاختیار الخ
۱۳۰	مطلب قبل التکوین حقیقیۃ فقبل لیس بحقیقیۃ الخ
〃	مطلب ان الافعال القدیمۃ تحتمل حدوثہا اوقدم مفعول بہ الخ
۱۳۱	مطلب ان للحقیقیۃ مادۃ الکشف منہا فلا یجوز تقدم المادۃ عنہا الخ
۱۳۲	مطلب والحق ان تمایز الاعتبار الخ۔
۱۳۳	مطلب ان الذات مجمعۃ المتغائرین الخ۔

صفحہ	مباحث کتاب
۱۳۴	مطلب ان مفہوم الذات وجدانی الخ
۱۳۵	مطلب ما عرفناک حق معرفتک الخ
〃	مطلب عرفناک حق معرفتک الخ۔
۱۳۷/۹	ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق۔
۱۴۲/۱۰	ذکر کیفیت تحقیق حقیقت القرآن المجید۔
۱۴۷/۱۱	ذکر کیفیت معیۃ اللہ تعالیٰ وقربتہ واحاطتہ بخلقہ
۱۵۳/۱۲	ذکر کیفیت منع تعبیر الہیولیٰ من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ۔
۱۵۸/۱۳	ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ ومافیہا مع مطالب اخر۔
〃	مطلب فی الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ وصفتہم ومنشہم الخ
۱۶۵	مطلب بدلیل یزاد علی دعوی رسالۃ الرسول الخ
۱۶۷	مطلب انما النبوۃ صفۃ ثابتۃ للنبی صلعم فہی اعجاز الخ
۱۶۹	مطلب الولایۃ التابعۃ صفۃ مالغۃ الخ فہی کرامۃ۔
۱۷۰	مطلب الایمان وصف مانع الخ فہو معونۃ
۱۷۱	مطلب الکفر وصف مانع الخ فہو استدراج
۱۷۲	مطلب ان الاستعانۃ تقتضی الدعوۃ الخ لیست بشرک مخصوص۔
〃	تفسیر کریمہ یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ فی سورۃ الصف۔
۱۷۵	تفسیر کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا

صفحہ	مباحث کتاب
۱۷۵	الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون ۝ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون ۝ فی سورۃ المائدہ۔
۱۸۱	مطلب فان لم یفصل بالاستقلال والاضافت الخ
〃	مطلب التولی بالولی یلزم تبعہ الخ
۱۸۴	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما فی سورۃ النساء۔
۱۸۷	تفسیر الحدیث الشریف من لہ حاجۃ فلیحسن وضوئہ ولیصل رکعتین ولیقرء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی الحدیث
۱۸۹	مطلب انتقض الحصر فی ایاک نستعین فی سورۃ الفاتحۃ وتفسیرہ۔
〃	تفسیر کریمہ ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک الخ
۱۹۰	تفسیر کریمہ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ
۱۹۲	مطلب فالاستعانۃ بالانبیاء ونداہم
۱۹۳	مطلب وامالاستعانۃ بالاولیاء ونداہم
〃	اثبات سماعت الموتی عقلاً ونقلاً من الآیات القرآنیۃ والاحادیث الشریفۃ
۲۰۵	الحجۃ القاطعۃ فی سماعۃ الموتی

صفحہ	مباحث کتاب
۲۰۸	مطلب وان قیل یمکن ان لا یعیشوا ولا یسمعوا فی وقت
〃	مطلب وان قیل یمکن ان یعیشوا ویسمعوا فی وقت
۲۱۰	مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایت الخ۔
۲۱۱	تفسیر کریمہ الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ الخ وما فیہ من الحدیث الشریف
۲۱۶	مطلب انما الروح اثر من الامر
۲۱۹	تفسیر کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاء ولکن لا تشعرون ۝ واحیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ۔
۲۲۳	تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۝
۲۲۵ / ۱۴	ذکر کیفیت غیب وعلم وما فیہا۔
۲۳۱	تفسیر کریمہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء ط
۲۳۲	تفسیر الآیۃ الکریمۃ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا۔
۲۳۷ / ۱۵	ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا وما فیہا مع مطالب اُخریٰ۔
〃	بیان علم حصولی وعلم حضوری۔
۲۴۰	بیان علم الاشیاء باشباہہا وبانفسہا۔
۲۴۱	بیان التصدیق والتصور والاقرار۔
۲۴۳	بیان الیقین بتعریفہ ولا یزید ولا ینقص۔
۲۴۴	بیان الوجود علی الوجود باطل۔

صفحہ	مباحث کتاب
۲۴۴	بیان التشخص وہو زائد علی ماہیتہ وعین ماہیتہ۔
۲۴۵	بیان المومن وعابدیتہ ومعبودیتہ والتوفیق
〃	بیان قربت ورویت وفناء نظریہ وحقیقیہ۔
۲۴۷	بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود۔
۲۴۹	بیان معنی الحدیث الشریف من عرف ربہ فکل لسانہ
〃	الحدیث والمومن مرآۃ المومن الحدیث فی ضمن الکلام
〃	بیان اختلاف الاحوال فی وحدت الوجود۔
۲۵۱	بیان الوجود الخاص والعام۔
۲۵۲	بیان الاطلاق والتقیید والتنزل والصورت علی الہیولی فی قدمہا وحدوثہا۔
۲۵۴	بیان اعتقاد فی مسئلۃ وحدت الوجود
۲۵۶	بیان الکافر وعابدیتہ ومعبودیتہ والحذلان
۲۵۷	بیان معنی الحدیث الشریف کل شیء یرجع الی اصلہ الحدیث وکل میسر لما خلق لہ الحدیث ومن عرف نفسہ فقد عرف ربہ الحدیث فی ضمن الکلام۔
〃	بیان اقرب للمعلوم ربہ فکل ما علم علم ربہ قبلہ ومعہ وبعدہ۔
۲۵۸	بیان فالایمان والکفر والشرک متفرع من العبادات
〃	فالایمان الشرعی والکفر المشروع حجۃ علی حقیقتہما۔
〃	تفسیر الآیۃ الکریمۃ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدًا ہ
〃	وتبیان من الایمان والکفر لا یزیلہما۔

صفحہ	مباحث کتاب
۲۵۹	بیان منشار فی موجودات حادثہ ہو حادث اول فیہا منشار۔
〃	انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا والتزاما منہ
〃	تفسیر الآیۃ الکریمۃ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔
۲۶۱	بیان منشار فی مسلوبات ہو حادث اول فیہا منشار انتزاع لغیر کلہ تضمنا۔
〃	بیان لابد من اول فی کل واحد من المراکز والاول الذی فی موجودات حادثہ ہو محمد صلعم
۲۶۲	بیان یعتصم فی معرفت المرکز بحسانۃ الذاتیۃ وقولہ صلعم فہو کہ ننام فی عالم الشہود فی الآخر علی ترتیب ضروری من آدم علیہ السلام الی محمد صلعم
۲۶۳	بیان من ضمن ما ذکر فی صدر الکلام بمنع نظیرہ صلعم مطلقا۔
〃	بیان تفسیر الآیۃ الکریمۃ لیس کمثلہ شئی الآیۃ فی منع نظیرہ صلعم۔
۲۶۴	بیان دلائل اخری فی منع نظیرہ صلعم قیل ان یمکن ظہور الذات مکررا الخ۔
۲۶۵	بیان دلالات النصیۃ فی ختم نبوۃ صلعم وفی منع نظیرہ صلعم
〃	فاکتفار بامتناع نصی اولی ومنہا الآیۃ الکریمۃ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط ومنہا اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ

صفحہ	مباحث کتاب
۲۶۶	وَحِکْمَۃٍ الخ ومنہا الاحادیث الشریفۃ۔
۲۶۷	بیان فلازم احاطۃ المرکز وقربتہ ومعیتہ لما قبہ من الماخوذ وجواز علمہ بہ۔
۲۶۸	بیان ان التوسع بتعدد المثال والجسم لاینافی وحدت التشخص ولا باس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی تحت تفسیر الآیۃ الکریمۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَہُنَّ الآیۃ سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم الخ وتفسیر الآیۃ الکریمۃ مع بحث آخر۔
۲۷۲/۱۶	ذکر کیفیت تعظیم وادب ومحبت حضرت حبیب الرحمن صلعم
〃	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔
۲۷۵	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ۔
۲۷۶	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔
۲۷۷	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ مع توضیح۔
۲۸۰	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

صفحہ	مباحث کتاب	صفحہ	مباحث کتاب
۲۸۰	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۰	۳۰۱/۱۹	ذکر کیفیت ایمان والدین المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل قصیدہ متنازعہ مع توقف بر اصلے چند۔
		۳۰۴	مطلب تفسیر قولہ الذی یرٰیک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین ۰
۲۸۲	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوٰی لھم مغفرۃ واجر عظیم ۰	۳۰۷	مطلب تفسیر حدیث شریف سئل رسول اللہ تعالیٰ عن ابویہ فقال سئلتمانی فیعطینی فیھما والی لقائہ یوم ندن المقام المحمود۔
		۳۱۳/۲۰	ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنت وجماعت رضی
۲۸۳/۱۸	ذکر کیفیت وجوب حسران وارین از ایذاء حضرت حبیب الرحمٰن صلعم۔ با دیگر مطالب	۳۱۷/۲۱	ذکر کیفیت تعظیم ومحبت شعائر اللہ تعالیٰ وشعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم۔
″	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ۰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا ۰	۳۲۵/۲۲	ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ یا ضافۃ اللہ سبحانہ (ای خلق ۱۲)
		″	مطلب بیان اشتراک وصفی
		۳۳۰	مطلب در تحقیق عبودیت ومعبودیت وعبادت وشرک
		۳۳۲	مطلب فرق در سجدۂ عبودیت وسجدۂ تحیت
۲۸۷	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ۰	۳۳۷	مطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی ہریرہ رض انہ روی فیما یروی النائم الخ
		″	مطلب تفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المھاجرین الی ان فقال رسول اللہ صلعم اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمرا لاحد ان یسجد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجھا۔
۲۸۹/۱۹	ذکر کیفیت تعظیم ومحبت آلہ وصحابہ وتابعین وخیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام	۳۳۸	
۲۹۱	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ		
۲۹۹	مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ واخفض جناحک للمؤمنین		

صفحہ	مباحث کتاب
۳۴۰	مطلب تفسیر حدیث شریف قال دخل رسول اللہ صلعم حائطا للانصاری الی ان قال فقال رسول اللہ صلعم لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ۔
۳۴۲	مطلب تفسیر حدیث شریف عن قیس ابن سعد رض قال اتیت الحیرۃ الی ان قال فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا
۳۴۶	مطلب در انچہ فقہاء رح فرمودند۔
۳۵۰	مطلب در کیفیت طواف وتفسیر کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق الآیہ۔
〃	وان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ
۳۵۴	مطلب بیان مدخول علیہ لا جناح۔
۳۵۵	مطلب بیان شعائر۔
۳۵۹/۳۶۳	ذکر کیفیت جواز انتساب لغیر اللہ تعالیٰ بوجہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابۃ نفع عمل لغیر عامل بادیگر مطالب۔
۳۶۱	مطلب تفسیر کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ الخ۔
۳۶۲	مطلب فضل تخصیص موہوب لہ وموہوب بہ
۳۶۳	مطلب تعیین زمانی سنت مستحبہ است
۳۶۵	مطلب تفسیر کریمہ وافعلوا الخیر الخ
۳۶۷	مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الخ

صفحہ	مباحث کتاب
۳۷۳	مطلب ایصال نفع اعمال از احیاء باموات۔
۳۷۵ ۳۷۶	واز اموات باحیاء واز اموات باموات۔
۳۷۷	تفسیر کریمہ کل نفس بما کسبت رہینۃ۔
〃	وان لیس للانسان الا ما سعیٰ۔
۳۸۱	واز ملائکہ بانسان واز انسان بملائکہ۔
〃	واز تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور۔
〃	وتفسیر حدیث شریف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی قبرین الخ
۳۸۳	مطلب در تحقیق معنی کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ
۳۸۹	مطلب معنی کریمہ ما ذبح علی النصب۔
۳۹۱	مطلب معنی کریمہ ذلکم فسق
۳۹۲	مطلب معنی کریمہ ما جعل اللہ من بحیرۃ
۳۹۸/۲۴	ذکر کیفیت فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم۔
〃	مطلب وقت الولادت اکرم الاوقات بکرامۃ کلیۃ فیومہا ولیلہا وشہرہا۔
۴۰۵	مطلب البدعۃ کلہا سیئۃ وتفسیر الحدیث کل بدعۃ ضلالۃ
۴۰۶	مطلب بیان المقصد لقول عمر رض نعمت البدعۃ
۴۰۷	مطلب فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر
〃	وتفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ
۴۱۴	مطلب التعظیم لہ صلعم بما ذکرنا اللہ تعالیٰ۔

ص	مباحث کتاب
۴۱۶	مطلب واما القیام لہ صلعم ۔
۴۲۰	مطلب تقیید الیوم والشہر لذلک لذکر وتعظیم الذکر
۴۲۶/۲۵	ذکر کیفیت زیارت القبور خصوصا اشرف القبور قبر النبی الرحمۃ صلعم
۴۲۸	مطلب قد تقرر وتحقق بالبرہان المحقق ان حشو الزائر قبالۃ قبرہ الکریم والتسلیم والصلوٰۃ علیہ والتوسل بجنابہ العظیم والاستمداد والاستشفاع بجنابہ الفخیم بل وباصحابہ واہل بیتہ واولیائہ اجمعین صلعم من افضل الطاعات الخ۔
۴۳۰	مطلب قد علم بالضرورت ان القربات والطاعات خالصۃ للہ عزوجل لیس فیہا شرک المخلوق اصلا لکن فی بعضہا یلزم توسط مخلوق والتوجہ الیہ الخ
۴۳۱	مطلب اما الاحادیث فی وقوف صلعم علی قبور المومنین۔
۴۳۲	مطلب واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلعم
۴۳۵	مطلب واما استقبال قبرہ الشریف صلعم
۴۳۸	مطلب اما وضع الیمین علی الشمال فی الزیارۃ کما فی الصلوٰۃ۔
۴۴۰	مطلب فی التادب فی زیارتہ الشریفۃ صلعم
۴۴۴	مطلب فی التادب فی زیارۃ ابی بکر الصدیق رضہ
//	مطلب فی التادب فی زیارت عمر الفاروق رضہ
۴۴۵	مطلب ثم یرجع الی المحل وجہ النبی صلعم
۴۴۶	مطلب فی التادب فی زیارت اہل البقیع و شہداء احد رضہ

ص	مباحث کتاب
۴۴۷	مطلب فی التادب فی زیارۃ اہل بیت النبوۃ صلعم
۴۵۰	مطلب فی الافراط والتفریط الحاصل من امۃ محمدیۃ
۴۵۱	مطلب بین الافراط والتفریط امور مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ۔
۴۵۷	مطلب فی تفسیر الحدیث الشریف قوموا الی سیدکم۔
۴۶۲	مطلب واما ما اعتادہ الناس من القیام عند ذکر المولادت الشریفۃ۔
۴۷۴	ذکر کیفیت دعا واجابتش بادیگر مطالب۔
//	مطلب دعا خلاصہ عبادت است۔
۴۷۵	مطلب کیفیت اجابت دعوات۔
//	مطلب تفسیر حدیث شریف لا یرد القضاء الا الدعاء
۴۷۷	مطلب تفسیر کریمہ اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب الخ
۴۸۵	مطلب نیز دعاء بتوسل مقیمان عالم روح دعالم شہود وعالم برزخ عموما از انبیاء واولیاء و ملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
۴۸۷	مطلب در ترتب اثر دعا بر اجابت حق سبحانہ
۴۸۸	مطلب در اجابت دعوات کفار۔
۴۸۹	مطلب تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان یشاء الآیہ
//	مطلب در تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۔

صفحہ	مباحث کتاب
۴۹۰	مطلب انکار اجابت دعا کفر است
۴۹۱	ذکر کیفیت تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا۔
〃	وحدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا
〃	تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ وَثَنًا
۴۹۴	تفسیر حدیث شریف اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا

صفحہ	مباحث کتاب
۴۹۶	تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِیْ عِیْدًا
۴۹۷	تفسیر کریمہ یَا بَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ الآیہ
〃	بیان آنکہ ہجوم وزینت بحضور حضرت صلعم ناگزیر است ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست وشستن آن با دیگر مطالب ✤

فہرست مطالب ترجمہ مَاھِیَّۃُ الْحَقِّ کتاب تَذْکِرَۃُ الْحَقِّ

از جانب منجم

۱	دیباچہ کتاب ماہیۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق از منجم
۴/۲	ترجمہ دیباچہ شرح مع علامات ورواۃ
۶/۳	ترجمہ دیباچہ متن کتاب۔
۱۰/۴	عرضداشت مصنف کتاب بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ۔
۱۱/۴	ذکر کیفیت عقائد اہل سنت وجماعت مبنی بر کتاب العقائد النظامیہ مترجمہ حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ از فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ مع مختصر دیباچہ مصنف رح۔
۱۳	ترجمہ دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ حضرت مولانا ممدوح رح مشتمل بیک صد دو سہ عقید۔
۴۶/۵	ذکر کیفیت اصول عامہ الخ مشتمل بر پنجاہ ویک اصول

۴۶	اصل ثبوت حقائق اشیاء ومعانیش مع امثال و حدود وغیرہ ومعنی وہم۔
۵۰	اصل تحقیق انتزاع مع اقسام ومعنی او۔ وثبوت قیام مع اقسام او۔ وتعریف تضمن والتزام
۵۲	اصل بیان اختصاص مع حدود واقسام شاں الخ
۵۵	اصل بیان جوہر وعرض وتعریف شاں مع کیفیت جزء لایتجزیٰ وکیفیت قیام حقیقی ومجازی وبیان شاں۔ وآنکہ اطلاق شاں در حوادث است نہ در ذات۔ وآنکہ صفات باریتعالیٰ توقیفی اند۔
۵۷	اصل بیان معنی مصدر وتعریف ومراتب وتقدم وتاخر او بر فعل۔
۵۸	اصل بیان وجود واہمی پر دو بیان ضد او وبداہت او

صفحہ	مطالب کتاب
۵۸	اصل بیان ثبوت و آگہی برو و بیان ضد او و فرق
	درمیان نفی و سلب و تعریف ثبوت و بداہت
۵۹	اصل بیان عدم و ضد او و آگہی برو۔ و تعریف
	معدوم حقیقی و حکمی و اینکہ عدم نظری است۔
״	اصل بیان نفی و ثبوت متقدم او مع ثبوت ذہنی
	و اثر متاخر او و اینکہ نظری است و کیفیت آگہی برو
۶۴	و آنکہ نفی بر ثابت و ثبوت و عدم جاری نمیشود
۶۵	بلکہ بر ترتب اثر متاخر۔ و آنکہ نفی بوصف حی شود
۶۷	نہ بذات و نہ بوصف منطبق بعین۔
۶۱	اصل بیان سلب و آگہی برو و تعریف و اثر او
	و آنکہ نظری است۔
״	اصل بیان تحقیق وضع و دلالت و لزوم فیمابین
	و تخصیص و تعریف وضع۔
״	اصل بیان تحقیق لفظ و اقسام او۔ و حدود کلمہ
	و اسم و فعل و حرف و کلام و صفت مشبہ مع
	دلالت معنی و تحقیق قیام بغیر۔
۶۲	اصل بیان اسم آنکہ باصل خود معرفہ است یا نکرہ
	و تخصیص و تعریف نکرہ بعرض است و فعل
	و حرف کہ وصف قائم بغیر اند در اصل نکرہ اند
	و حکم تخصیص و تعریف ہر دو بما قام بہ است۔
۶۳	اصل بیان آنکہ اخبار از صفت بنفی و اثبات است
	بوجہ قیام حقیقی بعینیۃ ذات۔ و بیان صفت منطبقہ
	بذات و عدم امکان نفی از و۔

صفحہ	مطالب کتاب
۶۳	اصل بیان اسناد و اقسام و حدا و لزوم تنکر باصل۔
	و تعریف و تخصیص بعرض مع امثال و تفصیل۔ و حد
	تعریف و تخصیص و تنکیر و معرف و منکر و تعریف معرف
	و منکر و تخصیص منکر و تخصیص معرف و نفی منکر منحصر
	بوصف و باسم و بحرف۔
۶۴	امثال اسناد حقیقی و مجازی در معرفہ و نکرہ مخصص۔
۶۵	حد تعریف و تنکیر و تخصیص و مقصود تعریف معرف و منکر
۶۷	اصل بیان در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت
	بسبب بطلان او۔
״	اصل بیان نفی بضد و نفی بتخالف و بطلان نفی بضد
	بسبب عدم اجرائی حکم بعدم۔ و اثبات نفی بتخالف و
	امکان تاویل او بنا بر وجود او و عدم معارضت ثبوت۔
״	اصل بیان تعریف امر بغیر قید استعلاء بسبب نبودن
	دلیل ظاہر۔ و عدم اختیار جواز مامور در امر۔ و لغویت امر
	بر عین موجود معلوم و بر ممنوع امکان بنا بر طلب و ترتب
	البتہ بطور تشریف خطاب براہ تاویل۔ و امتناع امر
	برائے مجہول ثبوت متقدم و اینکہ مامور بہ نظری است
	و امر بر قاصد بنا بر تاکید است۔
۶۸	اصل بیان تعریف نہی بدون استعلاء بنا بر دلیل ظاہر
	نبودن براو۔ و عدم اختیار جواز منہی در نہی۔ و لغویت
	عین موجود معلوم و از ممنوع امکان بطور منع و ترتب
	البتہ بطور تشریف خطاب براہ تاویل۔ و امتناع نہی از
	مجہول ثبوت متقدم۔ و اینکہ نہی نظری است۔ و نہی بر غیر

صفحہ	مطالب کتاب
	قاصد بنا بر تنبیہ است۔
۶۹	اصل ۲۰ بیان آنکہ خلاف وجود مثل وضد وعکس او نباشد بلکہ غیر مثل او باشد خلاف خلاف واجتماع ہر دو خلاف در محل واحد۔
۷۰	اصل ۲۱ بیان معارض واقسام او مع تاویل وعدم تاویل
〃	اصل ۲۲ بیان عکس کہ وجود مثل او است بعکس۔
〃	اصل ۲۳ بیان وجود خارج واقسام او بمصداق متقدم ومتاخر وتعریف ہر دو مع دلائل۔
〃	اصل ۲۴ بیان حصول وجود ذہنی واحتیاج وتوقف او بر مصداق متقدم وآنکہ ذہنی را وجودی است یا نیست
۷۱	اصل ۲۵ بیان بدیہی مع تعریف وتقسیم او واقوال دیگراں بر دو ونظراں با دلائل۔
۷۲	اصل ۲۶ بیان وجود نظری واحتراز عشر در علم وتعریف او بذات او وآنکہ خارج از علم بدیہی است با دلائل واشکال انتزاع وکسبت وانباء در جہنین وبطور تکمیل وآنکہ نظری را حالت قلبلہ است قبل نیاتہ۔ واجتماع ہر دو نیاید با ثبوت اول۔
۷۵	اصل ۲۷ بیان تغیر خارج وذہنی بوصف شاں کہ دراں لحاظ علم است بوجود شاں۔
〃	اصل ۲۸ بیان تغیر بدیہی ونظری بوصف شاں کہ دراں لحاظ وجود است فقط۔
〃	اصل ۲۹ بیان تجدد بمثل وغیر وغیرہ وغیرہ با مطالب دیگر الخ
۷۶	تجدد صفت متجدد است کہ در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نہ صفت وجود سابق از۔ وتجدد

صفحہ	مطالب کتاب
	بمثل باتحاد مجازی است نہ حقیقی۔
۷۶	ثبوت تجدد وتجدید بمفہوم جدید بمقابلہ مفہوم قدیم وتعلق بینہما بجہت تجدد نہ از دیگر اگرچہ باشد۔
〃	بیان ظہور حدوث از تجدد بعدم سابق وحالت وجود حادث وزمان حال۔
۷۷	تعریف تشخص مع فنائی وبقائی واقسام او۔
〃	بیان حقیقت تجدد بمثل فانی ونفی بعود وبقائی غیر محتاج مع دلائل بسیط۔
۷۸	دلیل اول نفی عود فانی وبقائے غیر محتاج۔
〃	محل عوارض اقامت بہ است نہ ماقامت فیہ کہ بدون اول بقائے شاں ممتنع است بسبب قیام حقیقی۔
〃	قیام ماہیت بنفس خود ہست حاجت محل ندارد وفنائے نفس او غیر مسلم۔
〃	وبرائے ماہیت محل ماقامت فیہ لغو است۔
۷۹	بیان آنکہ محل را محل نیست۔
〃	دلیل دوم نفی عود فانی وبقائی غیر محتاج مع وجود دہر برائے دہریہ۔
۸۰	بیان وجود وظہور ماضی ومستقبل۔
〃	تجدد بمثل بدیہی است وفنائی فانی بنفس خود ہست
۸۱	تفسیر آیۃ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ الخ۔
〃	تفسیر کریمہ اَفَعَیِینَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ہُمْ فِی لَبْسٍ الخ۔
۸۲	بیان تجدد حسی ونظری۔
〃	بیان تفسیر درود شریف کہ او مصنف رح است

صفحہ	مطالب کتاب
۸۲	اصل ۳۰ بیان اشتراک و منع او حقیقتاً بنا بر اقتضائے تغائر و اتحاد هر که تغائر ممیز هر دو است و اتحاد مجازی مشارک هر دو یا دلائل و امثال وغیره ورنه باهم متعارض آمده تساقط هر دو مع حقیقت هر دو لازم شود - پس آب چگونه نار شود -
۸۵	اصل ۳۱ بیان برزخ حقیقی که تغائر طرفین است مع منع ثالث مستجمع بینهما - و برزخ مجازی و مثالی که وجود بسیط متاخر متفرع از متغائرین مستجمع آثار طرفین وصفاً است - و علم مستجمع مثال طرفین که این برزخ مثالی است الخ
۸۷	اصل ۳۲ بیان منع که بر تعمیم مسلم از خصوصیتش در وجه اشتراک نیاید -
۸۸	اصل ۳۳ بیان تخصیص که ثابت بمقابلهٔ تعمیم است نفی جواز امر مخصص برائے غیر او نمیکند مع دلائل -
〃	اصل ۳۴ بیان استثنا مع حصر وحدا و وفائده و اقسام او و با دیگر منافع و امثال -
۹۰	اصل ۳۵ بیان استدراک و حصر وحدا و اقسام و فائده او و با الا وغیر او مع امثال و دلائل وغیره -
۹۳	اصل ۳۶ بیان مفضل و مفضل علیه و تغائر و اتحاد با یکدگر و فائده حذف مفضل علیه -
۹۴	اصل ۳۷ بیان حصر و تاکید و آنکه خارج حصر از حصر بیرون نیست و نه از انتقاض بر او جاری میشود و تاکید در حکم همچو حصر است -
〃	اصل ۳۸ بیان ربط که در مصدر متعدی در فاعل و مفعول بسبب تغائر هر دو بقیام حقیقی و مجازی متحد نمی شود -
۹۴	اصل ۳۹ بیان جواز که جانب اولش بوجود او قوی است
۹۵	اصل ۴۰ بیان ذات که از و بنفس خود بحث نمی شود مگر بعوارض مع دلائل -
〃	اصل ۴۱ بیان تعمیم که در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر باختصاص او بوجوه جائزه یا واجبه بجواز سلب و عدم سلب +
〃	اصل ۴۲ بیان آنکه تبیین از عوارض واقع شود نه از ذات خواه از عوارض جائزه برائے رفع ابهام در وجه مخصوص یا از واجبه برائے رفع جهل از وجه مخصوص و توحد و تغائر در طرفین من وجه واجب است و وجه توحد مبین است بالکسر -
۹۶	اصل ۴۳ بیان آنکه تشبیه بنسبت باشد نه بحقیقت که وصف مانع بحقیقت خود است -
〃	اصل ۴۴ بیان مفهوم کل و جزء و توقف او بر یکدگر و تعریف هر دو و آنکه از هر دو یکی موجود حقیقی ضروری است که واحد حقیقی باشد بمقابله دیگرے که موجود حکمی غیر ضروری که افراد حکمیه باشند به تبع اول بصورت جواز امکان در آیند یا بعکس ورنه مفهوم هر دو باطل - و مفهوم جزء بمقابله مثل خود ثابت که حامل از افراد است اگرچه مختلف اند بخلاف تردد واحد پس حاصل مفهوم کل آنکه بر کثیرین مختلفین دفعتاً حائل شود بحیثیت اجزاء که این وصف مانع او است

صفحہ	مطالب کتاب
	واجزاء بمقابلۂ کل خود وافراد بمقابلۂ دیگر میان خود پس نسبت یکی دیگرے۔
۹۹	اصل ۴۵ بیان مفہوم جنس کہ بر افراد است نہ در فرد واحد بمقابل یک دگر موصوف بعینیۃ منطبقہ یا غیر منطبقہ بنا بر توصف وصفی کہ عارضی باشد یا اصلی باتحاد مجازی درمیان شاں کہ شرط مثبت است مفہوم جنس را مع تعریف وبیان افراد حقیقی ومجازی او ومصدر جعلی واصلی وحاصل ووصف مانع او
۱۰۰	اصل ۴۶ بیان مفہوم نوع مع حد ووصف مانع او۔
″	اصل ۴۷ بیان ہیولیٰ وصورت بمقابلۂ ماہیت و عارض بہ نسبت بقیام حقیقی کہ ثابت بماہیت باشد مع اقسام عرض۔ واگر عارض بقیام مجازی است از ماہیت مسلوب است واز صفات بسلوب بدیہیہ انکار نمی تواند کہ اجتماع اضداد لازم آید
۱۰۲	اصل ۴۸ بیان اطلاق وتقیید ومعرفت شاں۔
۱۰۳	اصل ۴۹ بیان اضافت ومعرفت او۔
″	اصل ۵۰ بیان دلالت وتصدیق وتسلیم ویقین مع اقسام یقین ومعنیٔ شاں۔
″	اصل ۵۱ بیان حکم تصدیق بایمان اجمالی وتفصیلی مع اجمال وتفصیل مصدّق۔ وبوجود واحد وتکثر وتوحد وتکثر وعکس بین او۔
۱۰۵	ترجمۂ متن ذکر بیان توحید حق سبحانہ بتوضیح۔
۱۰۷	″ شرح وحواشی مع ایراد متن بہ تفصیل
″	توقف علم قدیم بدلالت حادث۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۰۷	تعریف حادث وآنکہ غیر مادہ از عدم بکیف مجہول آمدہ ولا تجزی بنفسہ وبغیرہ است وعدم بدیہی است مع دلائل۔
۱۰۹	بیان کیفیت تجزی بنفسہ وبغیرہ۔
″	معنی لفظ بدیع۔
″	تفسیر کریمہ ام خلقوا من غیر شیء الخ مع اختلاف معنی غیر شیء وتعریف لفظ شیء۔
۱۱۰	تعریف وصف جامع ومانع
۱۱۲	شبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارض او ومرتبہ واحدیت مصداقش متقدم است وہمیں واسطۂ احداث است ودر وتمائز صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبۂ لاعین است۔
″	مرتبہ احدیت نہ واسطہ احداث ونہ در وتمائز صفات بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت۔
۱۱۳	متوحد بوجود خود لزوم وحدت دارد ولتعدد رانشاید
۱۱۴	تعریف توافق مع اقسام او۔
″	توافق متوافقین ومتخالفین۔
″	تعریف تقرض۔
۱۱۵	اشتراک در نفس نسبت قیام نیست ونہ در بستین برائی قیام وجود مشترک باشد ونہ وجود برائی وجود ثابت گردد کہ بہ نسبت دیگر ثابت آمد۔
″	تحقیق معنی وحدت در کثرت وعکس او۔
۱۱۷	تحقیق معنے مثل۔
″	ترکیب لفظ سبحانہ

صفحہ	مطالب کتاب
۱۱۸	ذکر بیان آنکہ نفس تصور مفہوم واجب را کلی جائز شمردن منع است +
〃	بیان حقیقت تصور و مصداق او +
۱۱۹	تحقیق مفہوم کل و جزء و حقیقی و حکمی بوجود افراد و فرد الخ +
〃	جزء بمقابل مقتضی مثل خود است و مقتضی بافراد
۱۲۰	بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است
۱۲۲	ذکر بیان جبر و قدر و انچہ او حق است
〃	بیان فرق نسبت خلق و نسبت قیام بادلائل هر دو آنکہ ماہیت کاسب عرض است +
۱۲۳	حقیقت قدر و جبر۔
〃	بیان قدرت اضافی و تمائز فرق اضطرار و اختیار
۱۲۴	ذکر بیان اسماء و صفات ذات او تعالیٰ کہ ہمہ قدیم اند و اسماء را از حروف و ترکیب چارہ نیست و تکلیم را از صوت۔
〃	حروف و صورت و ترکیب کلام او تعالیٰ را حادث نیامدہ بلکہ ہیچ متشابہات منزہ از کیف۔
۱۶۶	بحث آنکہ برائے تکلیم از صوت چارہ نیست۔
〃	بیان آنکہ خدائے برتر را وجہ و عین و ید و قدم است در مرتبۂ قدم و گفتہ شد ایں ہمہ از متشابہات اند بلا تاویل۔
۱۲۷	بیان اقسام صفات او تعالیٰ و آنکہ فعلیہ اضافات ذاتیہ متضمنہ بحقیقیہ اند۔
〃	و آنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بود۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۲۸	بیان آنکہ شانیہ اضافات ذاتیہ اند متضمن بذات
〃	بحث فرق میان حقیقیہ و شانیہ
۱۲۹	بحث آنکہ ترک وجود نظری است ملتزم از اختیار۔
〃	تعریف قدرت۔
۱۳۰	تعریف ارادت و مشیت و فرق میان شان۔
〃	بحث آنکہ گفتہ شد تکوین حقیقیہ است و گفتہ شد کہ حقیقیہ نیست۔ و تحقیق آنکہ او از اضافات ذاتیہ متضمنہ حقیقیہ از روئے انتزاع است۔
〃	بحث آنکہ افعال قدیمہ باعتبار نظر بصحت ربط در میان خود و مفعول بہ حدوث خود۔ و قدم مفعول بہ را احتمال کردہ شوند۔ و بیان صورت دفع خدشہ علی الطرفین الخ۔
۱۳۱	بحث آنکہ برائے حقیقیہ مادہ کشف است بآنہا پس تقدم مادہ از انہا جائز نیست۔
۱۳۲	بحث آنکہ حق آنست کہ تمایز اعتباری در شانی است آنکہ در میان مرتبہ زائدہ و ذات الخ۔
۱۳۳	بحث آنکہ ذات مستجمع متغائرین است بحیثیت مجہولہ و با وجود ایں تعدد نمی پذیرد الخ۔
۱۳۴	بیان آنکہ مفہوم ذات وجدانی است بعلم مع وجود خارج بضرورت بدلالت خواص الخ۔
۱۳۵	بیان معنی مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ
〃	بیان معنی عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ
۱۳۷	ذکر بیان مرتبۂ حجاب کہ در بیان قدیم و حادث است
〃	تفسیر کریمہ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا الخ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۳۷	قاعدہ حرف اِذَا واخواتِ او کہ متضمن معنیٰ شرط و موضوع برائے زمان است
۱۳۸	بیان آنکہ امر و ارادت و قول او تعالیٰ از فعل قدیم او بہ تعلقی کہ درمیان شان است بقاعدہ اِذَا حادثی است ظاہر از فعلِ فاعل قدیم نہ حادثے است کائن اثرِ امر الخ
〃	تعریف حادث ظاہر کہ از فعل فاعل قدیم است
〃	تعریف حادث کائن کہ اثرِ امر است۔
〃	بیان حادث غیر مخلوق کہ حجاب است درمیان فعل فاعل قدیم و حادث مخلوق
۱۳۹	بیان آنکہ حادث مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم
〃	بیان آنکہ حجاب واسطہ تعلق است میان قدیم و حادث و بغیر او حفظ حدین عقلاً ممتنع است
〃	بیان آنکہ امر و اثر او قدیم نیست مع دلائل او۔
〃	معنی حدیث شریف کان اللہ ولم یکن معہ الخ
〃	بیان آنکہ کونیت حادثہ اثرِ امر است۔
۱۴۰	تفسیر کریمہ الا لہ الخلق والامر الخ
〃	بیان آنکہ تجلی مذکورہ کریمہ فلما تجلی ربہ للجبل الخ حجاب حادث است۔
۱۴۱	بیان آنکہ حجاب معبر بظل است بقیام حقیقی یدی ظل چنانچہ قول او سبحانہ کیف مد الظل الآیہ و مخلوق ظل الفضل او۔
〃	بیان امکان آنکہ ظل کہ در کریمہ است ہر دو ظل تعبیر کردہ شود بتفاوت لحاظ قیام حقیقی و مجازی۔

صفحہ	مطالب کتاب
۱۴۲/۱۱	ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید۔
〃	بیان آنکہ یکے قرآن مجید کلام قدیم و صف نفس قدیم او است تعالیٰ زائد بر ذات
〃	بیان آنکہ شنیدنِ کلام قدیم و ادراک حقیقتِ او از حادث ممکن نیست و ایں کم و بیش نمی شود و نہ بعض تواند و نہ نفی۔
〃	بیان آنکہ یکی قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبہ حجاب مع حروف و ترکیب و صوت آنچہ لائق او است تعالیٰ و انہم و صف نفس کریم قدیم است از زائد بر صفت ذاتیہ
۱۴۳	معنی کریمہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الخ
〃	بیان تکلم روح بصفت ذاتیہ است کما فی انفسکم الآیہ کہ ہمچو کلام حجابی است
〃	کلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ می شود و حقیقتش مفہوم بنص کریمہ۔
〃	و تفسیر کریمہ لا یمسہ الا المطہرون الآیہ و اینجا لا یمسہ بمعنی مضارع است۔
۱۴۴	ایں کلام حجابی کم و بیش میشود نہ بعض تواند و ہم نفی۔
〃	کتاب ہائے او تعالیٰ و کلام او با انبیاء و اولیاء وغیرہ حادث غیر مخلوق مع حروف وغیرہ است حسب حیثیتِ او است کہ لائق شان او است تعالیٰ از مرتبہ حجاب۔
۱۴۵	دلیل بر کلام حجابی حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعود رض است اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل سماء الدنیا کجر السلسلۃ الخ

صفحہ	مطالب کتاب
۱۴۵	توافق کلام حجابی از عبارت فقہ اکبر بقول صاحب معتبر و رازی آنکہ کلامہ یرجع الی ما یحدثہ من قدرتہ الخ
۱۴۶	بیان آنکہ یکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است بہ حیثیت کتابت و خواندن مخلوق و معنی او بذہن مع نسبت عادثہ بکلام او تعالیٰ از حجاب وصل حجاب
〃	اینجا بدیں مراد لا یمسہ معنی ہمی است۔
۱۴۷/۱۳	ذکر بیان معیت و قربت و احاطت او تعالیٰ بخلق او تعالیٰ
〃	بیان آنکہ خدائی واحد موجود خارج بوجود قدیم خود است ہمچنانکہ باسماء و صفات خود است یعنی آنچہ در علم او است او را مصداق متقدم است
〃	بیان آنکہ او از عرض و جوہر بودن و بقید زمان و مکان و از اتحاد و حلول بغیر پاک است۔ نہ با او چیزی غیر او بود کہ خلق است و نہ او محل خلق است کہ بعض بعض بہ الحیثیت تشخص زائد میشود نہ بحیثیت تشخص ماہیت۔
〃	بیان تشخص ماہیت سریع الفنا کہ مہلت محل شدن نمی یابد۔
۱۴۸	بیان آنکہ خدائی واحد برتر بخلق خود معی و قریب و محیط است در آن واحد۔
〃	تعریف معیت و قربت و احاطت۔
〃	فرق معیت و احاطت
〃	بیان آنکہ ایں ہر سہ اوصاف ذاتیہ من وصفیہ اند نہ فقط وصفیہ۔ کہ قول مخالفین است و بیان نصوص قرآنیہ دالہ بر ان۔
۱۴۹	استوا بر عرش او تعالیٰ را ہمان است کہ نزد او است

صفحہ	مطالب کتاب
	کہ مذہب امام است اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔
۱۵۰	قول بعض اہل سنت دریں ہر سہ اوصاف وصفاً محمول بہ تشویش فکر است بمقابلہ نصوص قرآنیہ۔
〃	بیان آنکہ معیت از مرتبہ فعلیہ و قربت از حقیقیہ و احاطت باہر دو است
۱۵۱	ایں ہر سہ اوصاف بتجاوز آمدہ در بیان دو مرتبہ حقیقیہ و فعلیہ نہ از روی جہتین بسبب نفی مکانین ایں ہر دو را۔
〃	بیان آنکہ نسبت جہت در مکان و کائن است نہ در مکوّن و کائن۔
〃	بیان آنکہ او سبحانہ داخل نہ خارج نہ حالّ در چیزی غیر او و از و و در و است ولیکن معی و قریب و محیط است ہمچنانکہ مذکور آمد۔
〃	بدانکہ ہر سہ اوصاف مذکورہ بر دو نوع اند یکی از مرتبہ قدیمہ کہ کیفش مجہول و ایں نوع برائے ہر شے عام است و در عقائد سنت و جماعت ضبط آمدہ۔
۱۵۲	و دیگر از مرتبہ حجابیہ کہ کیفش معلوم و خاص است برائے نبی و ولی و ازیں خصوصیت در عقائد ضبط نیاوردہ اند۔
〃	بیان آنکہ خدائی سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است و صفات حجابیہ بقیام حقیقی قائم باو است نہ از و مخلوق است۔
۱۵۳/۱۳	ذکر بیان منع تغیر ہیولی از ذات او سبحانہ و صور از خلق او
〃	بیان تغیر ہیولی از ماہیت و عارض بصورت در محاورۂ قومی نہ در شریعت شریفہ۔
〃	بیان آنکہ عارض زائد بر ماہیت بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است کہ از ماہیت محادث نیست

صفحہ	مطالب کتاب
۱۵۳	بیان آنکہ عارض زائد بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت است بواسطۂ صفت ذاتیہ وایں از ہر دو حادث است مع امثال۔
۱۵۴	بیان آنکہ ماہیت آنست کہ قائم بنفس خود باشد وعارض باو در معنائے خود۔
〃	بیان ماہیت محل عارض است کہ از و قیام او است۔
〃	بیان ماہیت و عارض ہر دو باہم نسبت بقیام حقیقی دارند نہ نسبت بقیام مجازی۔
〃	محاورۂ ہیولیٰ و صورت در ذات و صفات او سبحانہ بامرتبۂ حجاب موافق آید ولیکن ما را اتباع محاورۂ شاں در کلام نباید۔
۱۵۵	نور او صلعم کہ مخصوص بذات اوست مخلوق است از عدم کہ منتزع از موجودات قدیمہ بقیام مجازی بطور شبہ است۔
〃	وغیر او صلعم ہمچنیں از و است صلعم کہ از تضمن موجودات او صلعم یا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات او انتزاع یافتہ و مخلوق از عدم است
〃	تغیر ہیولیٰ از موجودات قدیمہ و صورت از نور او صلعم و غیر او موافق نیاید مگر در حد ذات او و عوارض او صلعم بسبب قیام حقیقی در ہر دو۔
〃	درین صورت مذکورہ کہ تغیر ہیولیٰ و صورت از ذات و عوارض او صلعم شود ہر دو حادث مخلوق اند ورنہ انکار آید از مرتبۂ خلق کہ او بدلائل نقلیہ و عقلیہ ثابت مذکور آمدہ۔ یا لزوم مسلوبات آید

صفحہ	مطالب کتاب
	برائے ہیولیٰ قدیمہ کہ باطل است واشالش ہمہ بذکر آمدہ۔
۱۵۷	در صورت عدم تسلیم تغیر مذکورہ و اقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولیٰ بصور متضادہ پیش آید کہ ایں ہم معقول نیست۔
〃	ادعائے وحدت وجود ہیولیٰ قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی یا لغیر وجود غیر ایں باطل است۔
〃	ماہیت بماہیتے بطور عرض عارض نشود ورنہ ماہیت بعرض نام نہادہ شود۔ ورنہ در ہر دو قیام مجازی باشد۔ ورنہ ماہیت برائے ماہیت بقیام حقیقی عارض است پس صورت برائے ہیولیٰ چگونہ است۔
۱۵۸ / ۱۴	ذکر بیان رسالت و نبوت و ولایت و اعجاز و استدراج و استعانت و آنچہ در و است با دیگر مطالب۔
〃	بحث رسالت و نبوت و ولایت و صفت و لغت آنہا۔
〃	معنی لغوی رسالت و نبوت مع حاصلش۔
۱۵۹	معنی اصطلاحی ہر دو مع حاصلش۔
〃	بیان وقوع مرکز و منشاء تعینات ایں ہر دو۔
۱۶۰	بحث تعینات کہ در و مقدم تعین ذات است
〃	بیان تعین صفات حقیقیہ۔
〃	بیان تعین صفات شانیہ۔
〃	بیان تعین صفات فعلیہ۔
۱۶۱	بیان تعینی صفات تنزیہیہ۔
〃	بیان منشاء اولو العزمی و غیر اولو العزمی و تعین رسالت و نبوت و ولایت وغیرہ الخ۔
〃	بیان حقیقت ابراہیمی و اولیت منشاء نبوۃ او مع سبب و منشاء او

صفحہ	مطالب کتاب
۱۶۲	بیان حقیقت موسوی و اولویت منشاء نبوت او مع مبدء و منشاء او ✦
〃	بیان حقیقت آدمی و اولیت و مبدء او۔
〃	بیان حقیقت عیسوی در اولیت و مبدء او
۱۶۳	بیان حقیقت محمدی و اولیت و مبدء و منشاء او
〃	بیان استکمال محبوبیت محمدیہ باستجماع ہر دو حقیقت مذکورہ مستقلہ و ہر دو ممتنعات بالاصالت
〃	تفسیر حدیث شریف انا اول الاولین و انا اٰخر الاٰخرین۔
۱۶۴	بیان آنکہ رسالت بمعنی مصدر ہمچو ظلیت و بیان مرسل و مرسل و ظل و ذی ظل غلط و نسبی است معروض کہ مشتبہ و مشترک نشود و موصل بذی ظل و ہمچنین حقیقت نبوت ہست۔
〃	بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و حد و تعریف ولایت۔
۱۶۵	بیان آنکہ ہر یک از ہیہا از روئے اتصاف جامع و بحدود و موانع و بطور اصل برائے نبی و رسول است و عرضاً و تبعاً ولی را است ✦
〃	بیان آنکہ در اعتبار رسالت و نبوت و ولایت نظر متفرق آمدہ برائے بعض بسبب عروج و نزول از ولایت سوئے رسالت و نبوت حالانکہ رسالت مستجمع اعتبار ولایت ہست و آنکہ از ولایت عروج نکردہ ناظر است بفضیلت ولایت او بر رسالت و نبوت و آنکہ بعد عروج نزول نکردہ ناظر است بفضیلت رسالت و نبوت و اگر نزول کردہ ہر دو را مستجمع است

صفحہ	مطالب کتاب
۱۶۶	بحث دلیل بذاتہ و عرضہ بر دعوئی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیہ او باصالت کہ حسن حسنات و خیر تبرات قول او ست بتوحید و رسالت بکلمہ طیبہ
〃	دلیل بعوارض رسول برائے خواص و عوام۔ و بیان عوارض۔
〃	بیان معرفت رسول و رسالت و حسنات و بیان اشتباہ حسنات۔
۱۶۷	حسنات ذاتیہ رسول ہم دلیل دعوئی رسالت اند باصالت و تحقق ایمان ہر دو بادراک صحبت ہست و صحبت از تاثر است و ہر کہ ادراک نکرد در حالت ہست
〃	بحث اینکہ نبوت صفت مانعہ است برائے نبی و اعجاز او ست صلعم و ایں مشروط بتحدی نیست
۱۶۸	بیان آنکہ عصمت نبی را لازم است یقیناً و شبہ بغیر نیست ✦
〃	آنچہ از صفت نبی در ہیچ وقت یافتہ شود اعجاز است باو از خدائے رحمٰن رحیم۔
۱۶۹	بحث ولایت کہ صفت مانعہ است برائے ولی و کرامت
〃	حفظ ولی یقینی و ظنی ہر دو ست بنابر قاطعیت و اشتباہ
〃	متشابہ در حقیقت ولایت نیست و حکم بر موجود و ظاہر است و بر معدوم باطل و بر بنائے حقیقت مجہول۔ و نفی حفظ از غیر او تعالیٰ جائز۔ و در
〃	جانب اول قوی۔ ہر چہ از صفت فعلی بصورت حسن باتصاف جامع بارسول خود در ہیچ وقت یافتہ شود کرامت ہست از خدائے غالب رحیم۔
۱۷۰	بحث حقیقت ایمان و تعریف شرعی و حقیقت معنوی یقیناً و ظناً ✦

صفحہ	مطالب کتاب
۱۷۱	بحث تعریف وحقیقتِ کفر واستدراج یقیناً و ظناً بنا بر سجدۂ عبودیت در ازل۔
〃	استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً وظناً
〃	آنچہ از وصفِ کافر در ہیچ وقت یافتہ نشود استدراج است از خدائے عزیز وحکیم۔
〃	فارق درمیانِ اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج ہمیں وصف مانع است۔
۱۷۲	بحث استعانت کہ مقتضی دعوت است حقیقتاً یا مجازاً از غیر خدا شرک مخصوص وممنوع نیست
〃	تفسیر کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ الخ
۱۷۳	بیان آنکہ اعراض از نصرت نبی کفر است۔
۱۷۵	تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔
〃	بیان معنی لغوی ولایت وتحقیق وتخصیص او باتحادِ مقصودیت عامۂ برائے خدا ورسول ومومنین صالحین ازیں آیۂ کریمہ بالا شارتاً واقتضاءً۔ وتخصیص ایمان بر کوع بہ نفی ولایت یہود ونصاریٰ کنایتاً۔
۱۷۶	نماز مستجمع ہمہ عبادات بدنیہ وزکوٰۃ ہمہ عبادات مالیہ وصلاح مستجمع ہر دو جنس عبادت۔ وایتاء زکوٰۃ بالحیثیۃ المفہوم بسبب ابتناء صفات محبوبیت بدوام مراعاۃ در ہر حال وزمان ومکان برائے اینہا بارشارت وحمراحمت واقتضاء ازیں کریمہ بالا۔
۱۷۷	بیان آنکہ تولی تحویل تکفل مہمات است بنا بر قرینہ

صفحہ	مطالب کتاب
	نہ بمعنی محبت وقرب کہ اول واجب است مقصداً وسببیاً دوم باضطرار
۱۷۸	بیان آنکہ اباحت باختیار است
〃	بیان آنکہ تولی باعتبار معنی اول ولایت عامہ را باختیار می خواہد بنا بر شعور وقدرت
۱۷۹	بیان ترکیب آیۂ کریمہ مذکورہ بالا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الخ
۱۸۰	بیان آنکہ اعجاز وکرامت گاہی بعلم واقع شود وگاہی بجہل وغلبہ یقینی خدائی راست کہ ظہورش بتضمن از صفات او در اضافات اولی۔ ورنہ از خطاب تقسیم ولایت عامہ برائے خدا باطل وچگونہ عجز است سوئے او اے خلق فعل عباد۔ وشرک مخصوص سوئے رسول ومومن بصفت جامعہ۔
۱۸۱	بحث آنکہ در مستعان باستقلال واضافت اگر نصر نکردہ شود در استقلال عدم شرک وجواز شرک لازم آید
〃	انتصار ونصرت بفضل استقلال واضافت باختیار ثابت ومتحقق آمد وخلافش ماوّل۔
۱۸۲	بحث آنکہ تولی بولی متبع ولی را لازم کند ونصرت بریں موقوف کہ شوتش باختیار آمدہ۔
۱۸۳	استعانت از کافر جائز نیست اگرچہ سوئے کفر نکشد واز مومن فاسق تا آنکہ سوئے فسق نکشد بکراہت جائز است۔ واز اولیاء واتقیاء بمقتضیات وقرائن نکوہیدہ شمائل اولیٰ ترجیح بیان نصوص آیات وترکیب استدلال۔
۱۸۴	تفسیر کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ الخ

صفحہ	مطالب کتاب
۱۸۵	بیان آنکہ تحقق و تاکید اجابت باستغفار رسول است و استغفار بلا واسطۂ او اجابت غیر متحقق و غیر متوکد دارد۔ مع جواز طلب مغفرت از شیوخ طریقت ✦
۱۸۷	تفسیر حدیث شریف نماز حاجت ہر کرا حاجتی باشد و طریق نماز و دعا ✦
۱۸۹	مطلب آنکہ حصر در اِیَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بوجوہ خاص است نہ بوجوہ عام۔ و فرق وجوہ خاص و عام۔ و استعانت در وجوہ خاص ممنوع۔ و فیما یجوز فی المضافات جائز ✦
〃	تفسیر کریمہ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ط الخ ✦
۱۹۰	بیان اینکہ در کریمہ لَا تَدْعُ بمعنی لَا تَعْبُدْ است برائے غیر او تعالیٰ بدلالت لفظیہ ✦
〃	تفسیر کریمہ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ✦ کہ در وکشف ورد مستقل مراد است یا اضافی متعارض بارادۂ او سبحانہ اضافی تابع باو ورنہ انچہ کہ در مضافات جائز و ثابت است متعارض آید ✦
۱۹۱	و خطاب نہی و تنبیہ و اطمینان دریں آیات بمقصود برائے غیر او است صلعم بنا بر عصمت و حفظ او صلعم کہ سراسر غیر است بدلیل بمنصوصات قرآنی کہ مذکور آمدہ
〃	مقصود از خطاب بہ نہی وغیرہ غیر او است صلعم بنا بتمام غیر از منصوصات قرآنیہ کہ دریں بحث ثبت آمدہ
۱۹۲	تشبیہ بخطاب نہی برائے او صلعم درست نباید و لیکن

صفحہ	مطالب کتاب
	تخصیص خطاب بنا بر تخصیص لطف محبت است ✦
۱۹۲	بیان آنکہ نہی در کریمہ مذکورہ از شرک حقیقی آمدہ کہ ممنوع است نہ از استعانت انبیاء و اولیاء کہ ایشاں بمضمن موجودات او تعالیٰ واصل بحق اند پس استعانت باضافت شاں ہم بدو برسد نہ استعانت با صنام و خبائث کہ آنہا منضمن بمسلوبات اند کہ بدو تعالیٰ نسبت نمی یابد و نہ باو رسد۔
〃	بحث آنکہ استعانت و ندا با انبیاء در ہر وقت از ہر عالم صحیح است بنا بر اعجاز بعصمت و از خبائث و اصنام درست نیست ✦
۱۹۳	مطلب استعانت با ولیاء و ندا بایشاں الخ۔
〃	بحث اثبات سماعت موتی عقلاً و نقلاً از آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ صلعم ✦
۱۹۶	بیان آنکہ سمع و شعور و اہلیت خطاب برائے اہل قبور امر اجماعی است و خلافش ماول و خطاب باو صلعم مخصوص نیست ✦
۱۹۷	بیان آنکہ ندا از حرف یا قریب و بعید ہر دو درست پس چہ حذر و باک است برائے بعید از انبیاء و اولیاء بنا بر اعجاز و کرامت ✦
۱۹۸	بیان آنکہ استعانت و ندا و وجود و قدرت و سمع برائے اخیار مخصوص نیست تا موتی را ممنوع بنامند و ہر دو استعانت و ندا خواہ از عباد خاصہ و اخیار باشند ثابت اند ✦
〃	تفسیر کریمہ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الآیہ و کریمہ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ الآیہ کہ دریں ہر دو از

صفحہ	مطالب کتاب
	موتی وَمَنْ فِی الْقُبُوْرِ کافران مراد اند واز اسماع معنی مجاز انتفاع یا الاسماع در وجہ مقصود ایمان بر بعث مراد اند تخصیصاً کہ در تعمیم اہمال معنی موضوع است بدلائل بعضی قرآنی ۔
۱۹۹	تفسیر کریمہ وَمَا اَنْتَ بِہٰدِی الْعُمْیِ الخ کہ دریں از اعمی معنی مجاز مراد اند نہ موضوع کہ ابتدا اعمی از قرآن ثابت است
״	بیان آنکہ اسماع برائے بعث مخصوص مؤول بمعنی مجاز یعنی انتفاع باجابت الحق بالاسماع است ورنہ بمعنی مجاز صحت نفی بعث نیاید ومخالف ثابت وبداہت مقصود بعث و اہمال بعث شود۔
۲۰۰	بیان معنی موتی از روئے موضوع ومجاز۔
۲۰۱	تفسیر کریمہ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الخ ۔
״	بیان معنی موضوع عام اسماع کہ بہ بعث مختص نشوند کہ این بعث بجز وآخر آیت اظہر است ۔
״	بیان تاویل معنی مختص اسماع بمعنی مجاز کہ او انتفاع باجابت حق است بچو سبب بجائی مسبب آمدہ۔
۲۰۲	بیان معنی موت وموتی وصم ودعاء وادبار وتوالیت مجازاً وحقیقتاً الخ
۲۰۴	بیان اختلاف کیفیت تشبیہ موتی بہ صم وعمی بنا بر اختلاف مشبہ ومشبہ بہ وبیان تفوق وفرق فیما بینہم ۔
״	ماحصل ترجمہ آیت کریمہ فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی

صفحہ	مطالب کتاب
	وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الآیہ۔
۲۰۵	بحث حجت قاطعہ در اعانت وسماعت وحفظ وکرامت در وقت استغاثت ونداء واسماع وسمیع موتی الخ
״	بیان آنکہ نفی اسماع عام ازیں آیت کریمہ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد
۲۰۶	بیان حاصل معنی آیت اِنْ تُسْمِعَ الَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ۔
״	بیان آنکہ او صلعم ہر آئینہ محیی در سمع ومبصر نہ موتی وصم وعمی است ۔
۲۰۷	بیان آنکہ در سمع واسماع برائے موتی حالت معروف است وتعلق روح بجسش بکیفیت دیگر بمقابلہ اولی۔
۲۰۸	بحث آنکہ اگر گفتہ شود کہ مدد نہ کردن ونشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمت وباحتمال سلب حفظ یا بتفصیل جوابش۔
״	بحث آنکہ اگر گفتہ شود یاری کردن وشنیدن در وقتے ممکن است باحتمال حفظ مع جواز ثبوت بعقل ونقل تفصیلاً الی آخرہ۔
۲۰۹	بیان آیات کریمہ در ثبوت حفظ وسلب اوان اولیاء بہ
״	بیان استغاثت از اہل قبور بنا بر حدیث وبقول امام حجت الاسلام محمد غزالی رح ۔
۲۱۰	بیان ثبوت استغاثت بہ علم وشعور وقدرت وتصرف برائے اہل قبور خصوصاً اولیاء اسناد مختصر طبیبی۔
״	بحث آنکہ اعجاز وکرامت ہر دو از ایذاء بعثت تا نہایت محیط الدور وجود حادث خارجی وذہنی ماتحت مرکز خود ظاہراً وذہناً اصلاً وذاتاً عرضاً وتبعاً ودر ذہنی

۲۰۹ بیان آنکہ اسماع بمعنی انتفاع است از جوابات حق سبحانہ

۲۱۰ تفسیر بیان اسناد اعمال قدسیہ الہیہ انکہ بامر حق است خود در ایشان اسناد الی اللہ ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۱۱	تفسیر کریمہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً الخ و آنچہ در اوست از حدیث شریف +
۲۱۲	بیان آنکہ از شجرۂ طیبہ مراد شخص روحی او صلعم است تا مطابقت کلی در تمثیل بکلمۂ طیبہ پدید نہ قرآن مجید کہ او تبیان عوارض او صلعم است و عکس او +
״	بیان آنکہ مقصود از مثل مثال وصفی و تعریضی است
۲۱۳	بیان آنکہ او صلعم باصل لامکانی است بحیثیت انتزاع تضمنی از موجودات قدیمہ و بعدم ذکر مستقر و آیت برائے شجر و استفاضۂ سفلیات از علویات دہر و از او صلعم۔
״	بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بدادن و باز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری و اضطراری ہر دو در ہر زمان برائے ہر موجود است و ذکر او بنا بر تشریف و تعظیم او صلعم است +
۲۱۴	بیان تفسیر حدیث اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ الخ و آنکہ او صلعم مرکز تبلیغ و ہدایت و قسمت و اعطا است و خلیفہ اعظم است در موجودات و مفاتیح خزائن است خصوصاً در قسمت ارزاق و علوم و معارف و طاعات +
״	بیان آنکہ خزائن کرم و نعم او تعالیٰ بدست و ارادۂ او صلعم دادہ و مختار تمام فرمودہ ہر کرا خواہد دہد یا ندہد
״	تفسیر کریمہ ہٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ الخ

صفحہ	مطالب کتاب
۲۱۵	بیان آنکہ امکان اختیار مضاف از و تعالیٰ او شفقت و رحمت است کہ صاحب فضل حقیقی اوست
״	بیان آنکہ شجرۂ خبیثہ از مسلوبات آمدہ کہ اصلش در موجودات نیست و وقوف مسلوبات۔
۲۱۶	بیان آنکہ قول ثابت کلمۂ طیبہ است و آخرت برزخ و ابتدائیش موت و در ایمان حقیقی احتمال سلب نیست
״	بیان آنکہ گمرہی بخذلان است بحکمت برائے روگردانان
״	بیان گمراہ کردن درہ نمودن کار او تعالیٰ است و آگہی برائے رہ یافتگان +
״	بیان آنکہ انجام و مقر کافران مع قوم ثمود دوزخ است +
״	بحث آنکہ روح اثر امر است +
۲۱۷	بیان اقسام روح و اینکہ امر از حجابات حادثات غیر مخلوق نہ ہیچو صفات لاعین و لاغیر
״	بیان حیات و عبادت و تصرف روح از مثال و شہود و حقیقت کسب او کیست
۲۱۸	بیان کیفیت جسد مثالی و حقیقت و اقسام او
۲۱۹	بیان آنکہ لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیرش۔
״	بیان اثبات وجود موت و کیفیت و حقیقت آن و بعد موت تعلق روح بجسد +
״	تفسیر کریمہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ
״	بیان معنی قتل نفس و قتل جسد +
״	بیان عدم تجزی نفس +
۲۲۰	بیان معنی موت +
״	تفسیر کریمہ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ الخ
״	بیان آنکہ حیات مقتولین راہ خدا خاص است

صفحہ	مطالب کتاب
	در رزق و رازق و مرزوق بہ و آنچہ داد شانرا مطلق و عام است بعموم شان و آنان از مدبرات امر اند +
۲۲۱	بیان آنکہ حیات و جملہ صفات ذاتیہ روح با مقتول و غیر مقتول بہر کسی عموماً در برزخ باقی ماند علی السویہ بخلاف حیاتی کہ برائے مقتول مخصوص فی سبیل اللہ است +
۲۲۲	بیان آنکہ از موت تعطل برائے جسد لازم نیاید
〃	بیان آنکہ در قتل نفس کہ از قتل جسد اولیٰ و اعم است تعریف جسد شہودی و مثالی مستند بنیست و آنہا بنا بر اصل اعلی الحیات اند بقتل نفس فی سبیل اللہ +
〃	قتل نفس جہاد اکبر است از قتل جسد در راہ خدا کہ جہاد اصغر است +
〃	بیان آنکہ انبیاء در گورہائی خود زندہ و نماز خوانان ہستند بجسد و روح و تصرف و سیر در ملکوت و این عالم ہمچناں میکنند کہ پیش از وفات نہ و زمین جسد شاں نمی خورد و این مسئلہ قطعی است بتواتر اخبار +
۲۲۳	تفسیر کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ +
〃	بیان آنکہ از یقین موت مراد نیست لیکن بر مقصدی مراد شود نہ از موت عبادت بخلق ساقط نشود بلکہ سقوط فرض و وجوب عبادت و فتنہ +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۲۵/۱۵	ذکر بیان غیب و علم او و آنچہ در وے است +
〃	اقسام غیب و تعریف او کہ بمعنی غیر حضور و شہود است
۲۲۶	تعریف خلاف و غیب کہ بمعنی خلاف حضور است +
〃	تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او +
〃	بیان جواز و عدم جواز استحضار و وجوبش و امتناع غیب و غائب مع تعریف حقیقی شاں۔
〃	اقوال در تعریف غیب و غائب
۲۲۷	وجوب استحضار غیب و غائب و علم او سبحانہ
〃	بیان غیب بمعنی خلاف شہود
〃	بیان خصوصیت انسان از ملائکہ و تمائز مراتب شہود و مثال و روح و تمائز ظاہر و باطن +
۲۲۸	بیان شناخت قدیم و ایمان بغیب او تعالیٰ۔
۲۲۹	بیان فرق غیب خلاف شہود و خلاف حضور و تفسیر عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔
〃	بیان حضور غائب بمعنی خلاف حاضر۔
〃	بیان حضور غائب بمعنی خلاف شہود
۲۳۰	بیان انکشاف معنیات کہ برفع حجاب است بآنچہ کہ رسول آورد و اینکہ آنچنیں کشف را رسول اولیٰ است و رسول ما صلعم اعلیٰ و خدائی برتر احق و احاطۂ آں بعلم آنی و جوباً غیر او تعالیٰ را ممنوع و بطور جواز با و صلعم در آوان جائز +
〃	بیان آنکہ کشف معنیات در خلاف حکم خدا و رسول اسندراج است کہ موصل بمساوات است و مشترک الاسم و در ادائی حکم الٰہی موصل بموجودات و مشترک الوصف +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۳۰	بیان آنکہ علم غیب ثابت باضافت است
	پس خلاف ماؤل نہ ثابت کہ تاویل را نیز زد
۲۳۱	بیان دلائل در جواز علم غیب از نقل
〃	تفسیر کریمہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم
۲۳۲	تفسیر کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ
	احدا الا من ارتضی من رسول الخ
۲۳۵	دلیل جواز علم غیب از حدیث
〃	بیان آیاتیکہ در منع علم غیب انہ مع تاویلات شان
۲۳۷	ذکر بیان علم و معرفت و عارف و معروف و متعلقات
	وغیرہ او الخ
〃	بیان علم حصولی و علم حضوری
۲۳۹	ضمیمہ در بیان آنکہ سبب علم و حکم رابطہ باشد
〃	بیان آنکہ خدائی بر تر نفس خود را مع صفات خود
	تا فعل حجابی مع اثر او اگرچہ بوجود خارج از علم
	او تعالیٰ است و اگرچہ در علم او تعالیٰ ہست اما خلاف
	معلومات تغیر نیابد
۲۴۰	بیان آنکہ معرفت موقوف در نفس عارف بشیئ است
	کہ وجہ معرفت است مع تعریف شیئ
〃	بیان علم اشیاء بنفس آنہا و بشبہ آنہا معا
	بتاخر رتبی است +
۲۴۱	بیان آنکہ وسیلہ معرفت وصف جامع و مانع
	است و تعریف ہر دو و اینکہ ثبوت تصدیق ہمیں آمد
〃	بیان تصدیق و تصور و اقرار و تعریف تصدیق
〃	بیان محل و مبدء تصدیق۔ و تعریف تصور +
	بیان محل و مبدء تصور۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۴۲	بیان اعتبار زائد تصدیق و تصور بر معرفت و
	تعلق اول بحسی و غیر حسی ہر دو۔ و دوم فقط
	بحسی و تصدیق حسی بتصور و تصدیق معقول
	بدلالت سوئے او +
〃	بیان کیفیت علم شئے حسی و غیر حسی کہ چگونہ برخیزد
	و از کجا و بچہ رو آرد از کجا بوسیلہ کدام و چگونہ
	حاصل آید۔
〃	کیفیت انبعاث علم و تعلق و حصول مجہول است
〃	بیان آنکہ بنا بر مقصود تصدیق مقدم و بنا بر
	حصول مؤخر است۔
〃	و تصور بنا بر سبب مؤخر است و از روئی حصول
	مقدم پس بذاتہ مقصود نیست +
〃	تصدیق از افعال اختیاری است +
۲۴۳	تعریف و حکم اقرار و آنکہ بر تصدیق این دلیل لمی است +
〃	بیان یقین و تعریف او و اینکہ کم و بیش نمیشود
〃	بیان آنکہ ایمان کم و بیش نمیشود و بکفر جمع نیاید
۲۴۴	بیان آنکہ وجود بر وجود باطل است مع کیفیت شر
	و تشخص کہ زائد بر ماہیت و عین ماہیت است
〃	بیان آنکہ بر وجود علم وجود معرفت و بران تصدیق
	و بر وجود تو صیف درست و صحیح است فضلاً در حصر
	تعین شاں +
۲۴۵	بیان مومن و عابدیت و معبود برای او و توفیق
〃	بیان قربت و رویت و فنای نظریہ و حقیقیہ۔
۲۴۶	بیان آنکہ رویت حقیقی در دنیا جائز یا نیست مع
	دلائل او +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۴۶	بیان آنکہ بُعد نظری جائز است نہ بُعد حقیقی و نہ فنائے حقیقی۔
״	و قرب در طاعت نظری است یا اتصافی وغیرہ
۲۴۷	بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت +
״	بیان وحدت وجود و وحدت شہود۔
״	کیفیت وجودی۔
۲۴۸	کیفیت شہودی۔
״	احوال مشاہدات۔
۲۴۹	بیان معنی حدیث شریف مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ وَكَلَّ لِسَانُهُ۔ وَالْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ در ضمن کلام
״	بیان اختلاف احوال در وحدت وجود۔
״	انکشاف وجود ذات ادلتعالی بطور بداہت در مرتبہ حق الیقین +
۲۵۰	انکشاف مرتبہ حجاب۔
۲۵۱	انکشاف باہیت بنا بر علت۔
״	بیان وجود خاص و عام۔
۲۵۲	بیان اطلاق و تقیید و تنزل و صورت برہیولی در باب قدم و حدوث او۔
״	اطلاق نیست زیادت بخلاف تقیید کہ زائد بر ماہیت است
״	خدائے سبحانہ از اطلاق و تقیید در ذات و صفات خود منزہ است۔
۲۵۳	اطلاق باہیت و تقیید بوصف صادق نمی آید
״	اطلاق و تقید بر ماہیتین بنا بند و نہ قدم و حدوث بر وجود درست آید +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۵۳	بیان آنکہ مثل تقیید تنزل و صورت بر ہیولی انچہ تعارف جہلاء حقائق است نیست اما تقید ذات بصفات لاغیرہا و تنزل ذات بصفات لاعینہا و تنزل صفات لاعینہا تا مرتبہ حجاب متعین در حد خود ہا صحیح است و صورت بر ہیولی بر مرتبہ حجاب مع اصل خود صادق
۲۵۴	نہ تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوی مرتبہ سفلیہ بحث امر کہ تعارف جہلاء حقائق آمدہ
״	بیان اعتقاد در مسئلہ وحدت وجود۔
۲۵۵	بیان آنکہ اختلاف صوفیہ در مسئلہ وجود و شہود بکیفیت رجوع تقدیم یا تنزل حقیقی و مجازی از اشتباہات نظریہ است کہ معذور اند نہ در قدیم باسماء و صفات او مگر بچیزے ہیچ کیف صفات در عین و غیر ذات پس در اصل ایمان اجمالی توحید کہ بغیر کیف ربط است نزاعی نیست و لیکن از خطا در تفصیل بطلان صحت صواب اجمال است۔
۲۵۶	بیان کافر و عابد بیت او و معبود برائی او و خذلان و وجود کافر و تعلق خذلان
۲۵۷	بیان حجاب کافر از موجودات بنا بر وصل در رجوع باصل خود۔
״	بیان معنی حدیث شریف کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ الحدیث، وَكُلُّ مُيَسَّرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ الحدیث وَمَنْ عَرَفَ ... فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ الحدیث در ضمن کلام +

صفحہ	مطالب کتاب
۲۵۷	بیان آنکہ قریب تر موجود ترا رب اوست پس آنچہ دانستہ شد معلوم شد کہ رب او قبل و مع و قریب و محیط او است الخ ٭
۲۵۸	بیان آنکہ ایمان و کفر و شرک متفرع از عبادات است و ایمان و کفر مشروع حجت بر حقیقت ہر دو است - و نسیان از ایمان و کفر ہر دو را زائل نمیکند
״	تفسیر کریمہ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ الخ
۲۵۹	بیان منشار کہ او در موجودات حادثہ حادث اول است کہ منشار انتزاع است برائی غیر حادث بتمامہ براہ تضمن و التزام از حادث۔
״	تفسیر کریمہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الخ
۲۶۱	بیان منشار کہ در مسلوبات است او حادث اول است در موجودات کہ منشار انتزاع برائی غیر خود است بتمامہ او را از روی تضمن ٭
״	بیان آنکہ از اول در ہر واحد از مراکز چارہ نیست و او لیکہ در موجودات حادثہ است او محمد است صلعم
۲۶۲	بیان آنکہ جنگ ورزیدم در معرفت رسول بحسب ذاتیہ و قول او صلعم و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بترتیب ضروری از آدم علیہ السلام تا محمد صلعم۔
۲۶۳	بیان است از من آنچہ کہ در صدر کلام ذکر کردہ شد آنکہ منع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقًا ٭
״	تفسیر کریمہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الآیہ

صفحہ	مطالب کتاب
۲۶۴	بیان آنکہ معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص متوقف بر او ست صلعم و خدا سمیع و بصیر قول قائل و حقیقت دلہا است در تصدیق و نفاق۔
״	بیان دلائل دیگر در منع نظیر او صلعم کہ گفتہ شد آنکہ ظہور ذات مکرر ممکن باشد۔
۲۶۵	بیان دلالات نصیہ در ختم نبوت صلعم و در منع نظیر او صلعم و اکتفا بامتناع نفی اولی - آزو است کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ الخ و از و است اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ و آزو است از احادیث شریفہ الخ
۲۶۶	بیان آنکہ نور او صلعم ماخذ انتزاع غیر او است بطور تضمن و التزام از موجودات و مسلوبات او صلعم بقیام مجازی - و مرکز است غیر او را پس لازم آید احاطت مرکز و قرب و معیت الخ
۲۶۸	بیان توسع بتعدد مثال و جسم بعض اولیاء و انبیاء بطور کرامت و اعجاز الخ۔
״	بیان آنکہ در قول ابن عباس رضہ در تحت تفسیر آیت اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الخ بحث نقد در امثال انبیاء آمدہ ہیچ باک نیست در تفسیر کریمہ مذکورہ مع دیگر بحث ٭
۲۷۲/۱۴	ذکر بیان تعظیم و محبت حضرت حبیب الرحمن صلعم
״	بیان تعظیم و ادب و حق و محبت حضور صلعم کہ خالص اللہ کی وجہ میں آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ واجب ہے کہ حسب حیثیت ادا کرے مستقرر ہے ٭

صفحہ	مطالب کتاب
۲۷۲	تفسیر کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ الآیہ ۔
〃	بیان یہ کہ نبی کو مطلق بہتری حاصل ہے ہر مومن پر ہر درجہ میں ولایت کے معنی لغوی کے اعتبار سے بصراحت واقتضاء والتزام آیت ۔
۲۷۳	بیان ردّ اسبات کا کہ وے دنیوی امور میں اپنی مصلحت میں حضور صلعم سے زیادہ دانا ہیں دلیل حدیث سے حالانکہ حدیث بمقابلہ نص آیت میں ماوّل ہو مع بیان تاویل ۔
۲۷۴	بیان اسکا کہ حکم خدا ورسول کے بعد اختیار و رخصت نہیں سوائے تعمیل حکم کے بنص کریمہ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا الخ ۔
۲۷۵	بیان یہ کہ محبوبیت بقدر محبت حضور صلعم ہے اور یہ کہ حضور کے حقوق ہماری آپس کے حقوق سے ہر درجہ میں غالب ہیں اور یہی صحت ایمان ہے بحکم حدیث ۔
〃	قول حضرت صدیق بر غلبہ حقوق پر حضرت صلعم کے سبب غلبہ محبت و ایمان کے تمام اشیا پر ۔
〃	تفسیر کریمہ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِھِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیہ ۔
〃	فوائد محبت حضور صلعم حسب آیت ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ لَا یُصِیْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ الخ
۲۷۶	تفسیر کریمہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا

صفحہ	مطالب کتاب
	الخ دلیل بر تعظیم وادب حضور صلعم ۔
۲۷۷	تفسیر کریمہ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ الخ مذکورہ آیہ کی تائید میں ۔
〃	وبیان تعظیم وتوقیر حضور صلعم میں ۔ وبیان رجوع ضمائر کا حضور صلعم کی طرف مع دلائل ۔
〃	وتوضیح بیان مذکورہ ۔
۲۸۰	تفسیر کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الخ ۔
〃	تفسیر کریمہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ
۲۸۱	بیان ردّ کلام آنکہ تعظیم حضور صلعم ہمچو تعظیم برادر کلان است بدلیل حدیث شریف کہ آن ماوّل باشد بوجہی ورنہ معارض نص قطعی شود ۔
۲۸۲	تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الخ ۔
۲۸۳/۱۸	وکر بیان ایذای حضرت حبیب الرحمن صلعم کہ موجب نقصان ہر دو جہان است مع فوائد دیگر ۔
〃	تفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ الخ
〃	وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا الخ ۔
۲۸۵	بیان آنکہ مساوات اخوت ایمانی بحضور صلعم منع است ردّ دلیل حدیث بمقابلہ آیت اول از آنکہ ایمان بنفس خود خاص صلعم وایمان بر غیر فرق بین وتخصیص رسول ظاہر ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۸۵	وبیان اقسام ایذا قلبی ونفسی مع دلائل۔
〃	ترکِ ادب ایذائی قلب است۔
۲۸۶	ترک ادب قبر مستلزم ایذائی مقبور است بدلیل حدیث وفقہ۔
〃	قاعدۂ اجمالی بر ترک اختیارِ ادب۔
۲۸۷	تفسیر کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا الخ
〃	تعریف عطفِ تفسیر۔
〃	بیان آنکہ مخالفت حضور صلعم در مرخصات عادیہ جائز نیست۔
۲۸۸	حدیث بمقابلہ آیت اول باشد
〃	رخصت در امور عادیہ پیش از امر است نہ بعد از
۲۸۹ / 19	ذکر بیان تعظیم ومحبت حضرات ملائکہ وصحابہ و تابعین وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر فوائد۔
〃	تعظیم ومحبت ملائکہ بعصمتِ شان واجب و عداوت شاں کفر۔
〃	خواص ملائکہ را علیہ السلام وما بقی را رحمہ اللہ تعالیٰ گفتن حسب معروف۔
〃	وحذر از خطاب وانتساب ناسزا لازم۔
۲۹۰	تعظیم ومحبت صحابہ واہل بیت لوجہ الرسول واجب۔
〃	وقت ذکر اسم شریف شاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفتن بنص کریمہ است۔
〃	استثناء بعض صحابہ وتابعین ازیں بشارت

صفحہ	مطالب کتاب
	حق باوجود شمولِ بشارت نمی تواند۔
۲۹۱	بیان آنکہ مختلف تفصیل احوالِ مشاجرات بعد تصحیح عقائد از قرآن وحدیث است ودر صحت عقیدہ دخلی ندارند بدلائل منصوص۔ و ردّ عقیدہ کہ خلاف اہل سنت وجماعت است۔
〃	تفسیر کریمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ الخ
〃	تفسیر کریمہ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ۔
〃	تفسیر کریمہ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ الخ
〃	تفسیر کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ
۲۹۴	تفسیر حدیث شریف وترجمہ او کہ بروایت عمر فاروق است يَقُوْلُ سَئَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ الخ
۲۹۵	تفسیر حدیث شریف مع ترجمہ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِيْ الخ
۲۹۷	بیان ردّ وتحذیر خلاف عقیدۂ اہل سنت وجماعت در باب مشاجرات بنا بر اختلاف فقہ گویاں۔
〃	بیان فضیلت وترتیب خلافت صحابہ۔
۲۹۸	بیان وجوب تعظیم ومحبت تابعین وتبع تابعین بنص حدیث۔
〃	بیان وجوب تعظیم ومحبت علمائے ربانی ووصف وعلامت شاں بنص قرآن۔
〃	بیان وجوب تعظیم ومحبت جملہ مومنین وعلمائے مجازی بنا بر علم دینِ حق بنصوص حدیث وآیات۔

صفحہ	مطالب کتاب
۲۹۸	بیان وجوب تعظیم ومحبت سلطان عادل
	بلاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم بدون ذکر
۲۹۹	بیان معانی عالی وجانی کہ الفاظ حدیث اند
″	تفسیر کریمہ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
″	بیان آنکہ بدترین خصائل در مرتبۂ شریعت و
	طریقت مخاصمہ در تفاضل از یکدگر انبیاء اللہ
	واولیاء اللہ خلاف نفس است مع ردّ او
۳۰۰	فضل بر کثرت عمل نہ بل آنکہ عند اللہ مقصود
	واین مجہول مگر آنچہ بقطعیات معلوم در
	اعتقادیات است برائی مخاصمہ در تقابل
۳۰۱/۳۰	ذکر بیان ایمان والدین رسول اللہ صلعم
″	حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلی چند
″	بیان قضیۂ متنازعہ حدیث +
۳۰۲	بیان تحقیق نزول کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا الخ کہ
	ابوطالب را است نہ نسبت والدین حضور صلعم
″	بیان آنکہ کلیہ است کہ اجتماع دوامر در یکوقت
″	مستلزم اشتراک ہر دو نتواند مگر اشتباہے
	تواند آورد کہ بمقابلۂ وجہ اتحاد واختلاف
	رفعش تواند شد
″	منع ضروری استغفار تخصیصی نسبت بابی طالب
	در تعمیم منع ضروری استغفار مشرکین را
	باتحاد حقیقت مانع شرکت نتواند شد
۳۰۳	تخصیص چوں در تعمیم باتحاد حقیقت مندرج نشود

صفحہ	مطالب کتاب
۳۰۳	پس تخالف حقیقت چگونہ متضمن شرکت شود
″	آذن زیارت مقتضی ایمان است ومشرکین را
	ممنوع بنص قرآن
	بیان آیات واحادیث متوافق نسبت نفاست
	نسب اجداد نبوی صلعم
۳۰۴	تفسیر کریمہ الذی یراك حین تقوم ۝ و
	تقلبك فی الساجدین ۝ مع حدیث
	متوافق مضمون در باب نگاہداشت نور نبی صلعم
	بصلب ساجدین
۳۰۵	بیان آنکہ ابوت آزر مسلّم الکفر ممنوع المغفرت
	نسبت بابراہیم علیہ السلام حقیقتاً صحیح نیاید
	مگر مجازاً از انکہ پدر حقیقی تارخ است وآزر عم کہ
	مشہور ومحقق است +
۳۰۷	تفسیر حدیث شریف جس میں حضور کے والدین کی
	نسبت آپ کا سوال ہے ان کے لیے اعطاء حق
	کا مژدہ
″	حدیث احیاء وایمان آوردن والدۂ او صلعم
″	حدیث احیاء واسلام آوردن والدین او صلعم
	ہر دو بروایت بعض اصحاب
۳۰۸	قاعدہ تقدم دخول جنت نتواند شد بمنع خروج
	مگر تقدم دخول بار بخروج لازم پس رفع تعارض
	بثبت ایمان است +
″	قاعدہ - بعد ثبوت اخبار نبوی صلعم وآثار قولی
	وفعلی وحالی والدیہ المکرمین صلعم اخبار دخول نار

بخروج لازم نتواند شد ودخول او دلیل بر دوام خلود نتواند شد

صفحہ	مطالب کتاب
۳۰۸	قاعدہ بے ثبوت عصیانِ امر مرسل عذاب نمی شاید بنص کریمہ اگر رسولے دریں عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید بنص حدیث۔ و بر غیر مدرک امر مرسل وجوب عذاب و اعتبار حالت یاس نباشد
۳۰۹	قاعدہ اقل مدتِ تامل در زمان فترت بست و پنج سال است حالانکہ حضرت عبد اللہ پدر آدم صلعم ہیژدہ سالہ و آمنہ مادرش صلعم بست سالہ فوت شدند پس کجا است رفع عذر حالت فترت۔
۳۱۰	قاعدہ در ابتدائی اسلام او صلعم از استغفار مومن مفروض ممنوع بودند بنص حدیث پس منع استغفار دلالتی قطعی بر کفر ندارد دلیل دیگر جانب بجانب مقابل اخبار اقرب است۔
"	حاصل قضیہ۔ آنکہ خبر نار و بکاء حضرت صلعم و منع استغفار ما دل بوجہ من الوجوہ غیر کفر است بملاحظہ اصلین سابقین۔ و بملاحظہ اصلین لاحقین اخبار نار قبل از اطلاع حال اہل فترت است بنص حدیث حال اطفال مشرکین پس اخبار ایمان پس منع استغفار پس احیاء۔
"	بیان حکم ایمان نسبت والدین او صلعم بحکم فقہ حنفی و در خلالت او ایذائی رسول و ایذا ہذا و حکم لعنت بنص کریمہ و حدیث قصہ سبیعہ بنت ابو لہب +
۳۱۳	ذکر بیان آثار مجمع علیہ اہل سنت و جماعت کہ متخالف ایں متخاصم است +

صفحہ	مطالب کتاب
"	تعظیم و محبت خدا اور رسول و شیخین و ختنین و سبطین رضی اللہ عنہم۔
"	مسح موزوں پر۔ نماز صالح و فاسق کے پیچھے اور انکی نماز جنازہ۔ مومن کا حکم صغیرہ و کبیرہ گنہگار پر۔
"	جنت و نار مع تمام اشیاء کے جو اُن میں فی الحال موجود ہیں بنص قرآن و حدیث۔
"	جنت مخلوق ہے بنص قرآن و آثار
۳۱۴	دوزخ مخلوق ہے مع اُن تمام اشیاء کے جو اُس میں ہیں اور موجود فی الحال ہے۔
"	مومنین کے لیئے جنت میں نعمتیں ہیں بدلہ عمل میں اور یہ کہ عمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو۔
"	جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہونا بنص قرآنی +
"	جنت میں باقی رہنا مع اس تشخص کے بنص آیات
۳۱۵	بیان دلائل بقائی تشخص بحصول حظ نعمائی جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت۔
"	بیان یہ کہ عمل کا منشکل بہ نعمت ہونا لازم ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کر ظنی ہے اور اول قطعی بنص کیونکہ تشکل عمل محدود و مخصوص و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل۔
۳۱۶	بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائی تشخص اور جو کچھ دوزخ میں قسم عذاب ہے۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۱۶	بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نزدیک میں رویت وحجاب کا فرق نزدیک ہے گا۔
〃	بیان فضیلت انبیاء کا اولیاء پر۔
〃	بیان نماز تراویح بیس رکعت۔
〃	بیان یہ کہ بمقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت وجماعت اور بھی ایسے ہیں جو مذکورہ بالا پر محصور نہیں ہو سکتے۔
۳۱۷	ذکر بیان تعظیم ومحبت شعائر خدا ورسول وغیرہ۔
〃	تعظیم ومحبت قبلتین بنص کریمہ اور جو اُن دونو سے متعلق ہیں۔
〃	تعظیم ومحبت کتب منزلہ حق۔
〃	تعظیم ومحبت دین خدا بانضمام بتفاوت مراتب
〃	تعظیم مسجد مع حقوق متعلقہ مسجد بنص کریمہ
۳۱۸	بیان ممانعت بے ادبی شعائر خدا بنص کریمہ
〃	تعظیم ومحبت آثار انبیاء واولیاء اور تبرک ازاں بادلائل۔
〃	تعظیم وتبرک آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم بنص حدیث۔
〃	تعظیم وتبرک آثار صحابہ حضر وسیران طریقت بدلیل عمل صحابہ وبنص کریمہ کہ بنسبت تابوت سکینہ است۔
۳۱۹	تعظیم ومحبت مدینہ منورہ ومکہ معظمہ بخصوص احادیث
۳۲۰	اختلاف فضیلت دربیان مدینہ ومکہ مکرمہ ومعظمہ بنص حدیث مع قول فیصل۔

صفحہ	مطالب کتاب

〃	بیان آنکہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ومسجود الیہ است مع تفصیل نور حجابی۔
۳۲۱	مکہ معظمہ بسبب محل نور حجابی محبوب ترین بقاع است بحضور صلعم۔
〃	مدینہ منورہ بسبب محل وجود باجود حضور صلعم بجناب رب العالمین احب البقاع است
〃	مدینہ مکرمہ را بر مکہ معظمہ فضل جزئی است وبعکس مکہ معظمہ را فضل کلی۔
۳۲۲	محل زمین جسد مبارک صلعم بجز محل نور حجابی وعرش کہ محل نور مسجود الیہ است از ہمہ روئی زمین وآسمان اشرف است۔
〃	عنصر قلب شریف صلعم از ماہیت عرش عظیم افضل است وعنصر تابع روح است واز مسلوبات او است۔
〃	قلب لبسیط شریف حضرت صلعم فضل بعد فضل افضل است از عرش عظیم۔
۳۲۳	تعظیم ومحبت دیگر آثار حضور صلعم کہ مختلف حقیقۃ ومتحد نسبت باشند لازم است بر سمع فقط بغیر تحقیق ورد سوء ادب ظاہر وطریقہ سلف ہمین است وبود۔
〃	تعظیم آثار را احتمالی کافی است صحت روایت درکار نیست بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ۔
۳۲۴	تاکید شرف بالانتساب وحضور مدینہ بزیارت مرقد سید عالم صلعم وحذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت بنص حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ وبمراتب حکم وآداب قبر ودر اقوال صحابہ بحکم تعظیم وتبرک آثار ودر سخنان نازیبا۔

صفحہ	مطالب کتاب	صفحہ	مطالب کتاب
۳۲۵/۲۳	ذکر بیان صحت اشتراک وصفی یا اسمی با اسم سبحانہ	۳۲۹	اشتراک صفت کفایت
〃	در وجہی از وجوہ باضافت اللہ۔	〃	اشتراک صفت تولیۃ و امداد و اعانت
〃	مطلب بیان اشتراک وصفی۔	〃	اشتراک صفت قضاء امر و عصیان از امر۔
〃	اشتراک در صفت رافت و رحمت۔	〃	بیان آنکہ اشتراک وصفی از ایمانیات ست و امراض از و کفر۔
〃	اشتراک در صفت تخلیق۔		
〃	اشتراک در صفت ترزیق۔	۳۳۰	اشتراک تعظیمی شرک نیست چنانچہ سجدۂ تعظیمی و طواف تعظیمی و مالی منتسات و تشابہات محضہ
۳۲۵	اشتراک صفت شکر۔		
۳۲۶	بیان عطف نسق۔	〃	اشتراکِ حادث از قدیم در وصفِ قدم یا در وجہ مخصوص شرک است۔
〃	شکر مخصوص موقوفۃ النیت لہ سبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نمی شود مگر مانع شکر مخصوص بہ سبحانہ۔	〃	مطلب در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک۔
〃	شکر از قسم عبادت است۔	〃	تحقیق عبودیت و معبودیت از قول الست بربکم۔
〃	اشتراک صفت اطاعت مع عطف نسق و تفسیر		
۳۲۷	اشتراک صفت قنوت۔	۳۳۱	تعریف عبادت و اطاعت و قربت
〃	اشتراک صفت ایمان۔	〃	بیان اقسام شرک۔
〃	اشتراک صفت ربوبیت۔	۳۳۲	مطلب فرق سجدۂ عبودیت و سجدۂ تحیت۔
〃	اشتراک صفت برارت۔	〃	ثبوت شرک فی العبادت در سجدہ عبودیت از قرآن مجید۔
〃	اسرار وقف مطلق مع وقف آ مختلف فیہ در براءۃ تالیہ و مستقلہ بحکم وصل و فصل متضمن بعطف تفسیری و عطف نسق الخ۔	۳۳۳	ثبوت سجدۂ غیر عبودیت از قرآن مجید یعنی ثبوت سجدۂ تحیت۔
۳۲۸	اشتراک صفت بخشش	۳۳۶	تحقیق لفظ و معنی مساجد کہ در کریمہ آمدہ مع اختلاف نزول وغیرہ و آنکہ سجدۂ تحیۃ منسوخ و منع نسبت
〃	اشتراک صفت رہنما		
〃	اشتراک صفت اغنا	۳۳۷	بیان تحقیق سجدۂ تحیت از احادیث شریفہ و تفسیرش۔
〃	اشتراک صفت انتساب۔		

صفحہ	مطالب کتاب
۳۳۷	تفسیر حدیث حضرت ابی خزیمہ رضہ در باب سجدہ نمودن بر جبین مبارکش صلعم بنابر تصدیق رویا۔
۳۳۸	تفسیر حدیث شریف از حضرت عائشہ رضہ در سجدۂ شکر و سوال صحابہ و جواب آنحضرت صلعم مع ثبوت سجدۂ تحیت بدلائل مستنبطۂ حدیث و مع رد و قدح بتعظیم ۔
۳۳۹	بیان جواز سجدۂ تحیت و قیام دست بستہ و سلام با نحنار و نذر چیزے و قربانی برائے اکرام مکرم۔
۳۴۰	تفسیر حدیث شریف حضرت انس رضہ در سجدۂ غنم مع جواب حضرت صلعم بر سوال حضرت صدیق رضہ
	بنسبت سجدۂ تحیت مع بیان رد و قدح در جواز۔
۳۴۱	بیان استعمال آنکہ لفظ ینبغی و لا ینبغی در محل جواز است نہ در وجوب۔
۳۴۲	تفسیر حدیث شریف حضرت قیس بن سعد رضہ در قیاس سجدۂ تحیت رسول بر سجدۂ برائے مرزبان و سوال از و صلعم و جواب بر نہی مشتمل بجواز مع رد و قدح بجواز ۔
۳۴۴	بیان آنکہ منع کہ بعرض دیگر مخصوص است نہ در ذاتش آں منع مخصوص بسبب صنف مزعوم ثابت قوی را معارض نشود۔
۳۴۵	تفسیر حدیث شریف از حضرت صہیب بنسبت حضرت معاذ رضہ در سجدۂ تحیت بحضور صلعم بر قیاس

صفحہ	مطالب کتاب
	یہود و نصاریٰ کہ برائے علماء و عظمائے خود میکردند
۳۴۶	بیان احکام در سجدۂ تحیت و عبودیت آنچہ فقہا رح فرمودند۔
〃	سجدۂ تحیت و زمین بوسی پیش سلطان گناہ کبیرہ است نہ کفر۔ از عبارت فتاوی ہندیہ۔
〃	سجدۂ عبودیت سلطان کفر است۔ از جوہر اخلاطی
〃	در سجدۂ عبودیت باکراہ سجدہ نہ کردن افضل است چنانکہ اقرار کفر باکراہ صبر افضل است از گفتن۔ و در سجدۂ تحیت و تعظیم باکراہ سجدہ کردن افضل است۔ از فتاوی قاضی خان۔
۳۴۷	زمین بوسی پیش علماء و زہاد فعل جہلاء است و فاعل و راضی گنہگار اند۔ از غرائب۔
〃	سوائے سجدۂ تعظیم ہر قسم چوں قیام و دست بستن و خمیدن برائے غیر خدا بطور خدمت جائز است۔ از غرابت ۔
〃	حاصل و مختار آنکہ سجدۂ تحیت کفر نیست و در رویم نزاع نیست ولیکن بر کبیرہ بودنش انتظار صحت و ثبوت اصلے بر آں است ۔
〃	حکم کفر بر سجدہ بدون تحقق نیت مخالف حدیث إنما الأعمال بالنیات و نیز دلیلے بر کفر بودنش باید بر قول ابو جعفر رح۔
〃	استادن و خمیدن و دست بر دست گرفتن ہمچو ارکان عبادات بفارق نیت جائز است غیر را و بہ نیت عبادت کفر و لیکن بر استنباط سجدہ از جواز دلیلے پا بد آورد ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۴۸	بیافتن مباحات در افضال صحابہ بفرد فیلی بر حضرت نایافتہ نتواند شد بلکہ بیش از مباحات بوقتے واجب الادا گردد و بیش واجب الترک۔
〃	حاصل ہمہ آنکہ امر بسجدہ تحیت نباید و نہ بر ساجد تکفیر و تضلیل از آنکہ امر و نہی صریحی در آں یافتہ نشد
〃	بیان شان نزول کریمہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ الخ
۳۴۹	بیان آنکہ سجدہ تحیت موصل بسجدہ عبادت است نزد اہل حرمت بدلائل آیات۔
〃	مقصد در سجدہ تحیت حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیہما السلام کہ مستمر است موصل الی اللہ است۔
〃	در ضمن سجدہ طرف قبلہ سجدہ طرف نور عجائبی دگر
〃	منطق سجدہ خدائی راست سبحانہ و در ضمن مسح و تقبیل حجر اسود مصافحہ و تقبیل بالید تا
۳۵۰	ترک سجدہ تحیت بوجہ حفظ غیر و بنا بر اختلاف ادلہ تر دد حکم کفر بران اندیشہ کفر بر حاکم اختلافی مدعا کما ہو معمول العلماء
〃	بیان کیفیت جواز طواف و تفسیر کریمہ وَلْيَطَّوَّفُوا الخ و اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
۳۵۱	قاعدہ باد تقدیم و تخصیص۔ و فعل متعدی بدو مفعول بسبب تقدیم و تخصیص اصلی مقتضی او مذکور نیست۔
۳۵۲	مدخول صلہ علی الصحت مقتضی اخراج غیر نیست تخواہد۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۵۲	صلہ بار از متعدی بدو مفعول مقتضی اخراج مدخول از مفعولیت و مفعول غیرش بالفرورت نیست
〃	صلہ با مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطہ مدخول نسبت بمفعول مقتضی است
۳۵۳	طواف مقابر سعی است بدلائل شافعیہ
〃	سعی صفا و مروہ بنص کریمہ نیست ولیکن بفعل حدیث ثابت است۔
۳۵۴	بیان آنکہ حکم سعی تسہیل و تبرک امت راست و بیان حکمت سعی۔
〃	از فعل و آثار صلحاء تبرک جائز است و اختیار سنت شان از تطوع اولی۔
〃	بیان مدخول علیہ رفع جناح و بیرون حکم سعی بفص حدیث۔
۳۵۵	بیان شعائر و معنی شعائر و آنکہ انبیاء و اولیاء خیر الشعائر اند۔
〃	تعظیم شعائر کار متقیان است۔
〃	تعظیم انبیاء و اولیاء ی خدا خیر التقویٰ است
〃	تعظیم غیر خدا و شعائر او بقال اشرک نیست بل افرش بہ نیت نائی است چنانچہ تعظیم تابوت ملکیت کہ موصل تعظیم خدا است۔
۳۵۶	بیت محدث معروف بہ بیت بسبب محل انوار جلال ربوبیت۔ و صفا و مروہ بسبب تقدم حضرت ہاجرہ نظر بمطرف آمدہ و داخل شعائر شدہ

صفحہ	مطالب کتاب
۳۵۶	جسم شریف انبیاء و بعض اولیاء اللہ اشرف است از صفا و مروہ از انکہ محل قلب است و قلب محل نور حجابی رویت است بحقیقت در آخرت۔
۳۵۷	قاعدہ ثبوت شئی لشئی لزوم نفی بماورائش نکند تا نفی ضریحش نباشد الخ۔
"	جواز تقبیل ہر مستحق تعظیم مستنبط است از مشروعیت حجر اسود۔
"	بیان جواز طواف قبر مومن صالح و اولویت طواف برای احیاء صالحین۔
۳۵۸	بیان اختلاف علمائے متقدمون و محققون در تحریم و کراہت و رباحت و استحباب لصحاف قبر شریف و تقبیل آستانہ علیاء و رخسار بر و مالیدن دست و دیوار ہا و غلطیدن بر آستانہ وغیرہ۔ و آنکہ حکم تحریم و کراہت بغرض احتیاط سد باب حرمت و کراہت است۔
۳۵۹ ۳۶۰	ذکر بیان جواز انتساب غیر خدائی را برائی وجہ او تعالیٰ و فصل تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ و تخصیص زمانی و اصابت نفع محل بغیر عائل یا دیگر موانع
۳۶۰	پانی کے ساتھ فاتحہ کی فضیلت۔
"	نماز روزہ کا میوتی کو ثواب پہنچانا۔
"	اولویت فاتحہ خاص چیز کی۔
۳۶۱	اثبات لطیفہ جزئی الاسمیہ خیر از کلام آدمی مخلوق

صفحہ	مطالب کتاب
۳۶۱	نذر و نسبت بغیر خدا مشروع و لابد منہ است۔ و تفسیر کریمہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الخ۔
"	صدقہ ہدیہ رسول معظم صلعم را مقبول لکن ... صدقہ غیر ہدیہ ممنوع۔
۳۶۲	اثبات استدامہ عرض حاجت و مناجات و ہدیہ بحضور صلعم ببقائے حیات و تصرف و نصرت دائمی صلعم۔
"	ہدیہ مخصوص برائے معظم مکرم تعظیماً و تکریماً اولیٰ است۔
"	بیان فصل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ۔
۳۶۳	بیان آنکہ تعیین زمانی سنت مستحبہ است در ایصال ثواب و نذر و نیاز و زیارت۔
۳۶۴	جواز زیارت قبر و ایصال ثواب و شرکت اعراس و اولویت قریب را و ایصال متعذر را۔
"	روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعائے خیر کردن و طعام فرستادن سنت است۔
۳۶۵	تعیین روز سوم موتی و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع پراگندن و مسح بردہ۔ و تقسیم و طعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سنت است
"	بیان تفسیر کریمہ وَاَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ الخ
۳۶۶	تجرات ہر نوع در ہر وقت خواندن درست است
"	روز سوم و دہم و بیستم و چہلم چیزے بخواندن عمل حسن و سنت۔

صفحہ	مطالب کتاب
۳۶۷	ثبوت روز سوم وغیرہ کہ تطوع وسنت است و در ضمن چہلم بنص حدیث و کریمہ وحکمت زیادت دریں تعیین ۔
۳۶۸	بیان تخصیص صدقہ و فاتحہ بشب جمعہ وعیدین وشب برأۃ ۔
۳۶۹	ثبوت آمد ارواح مومنین درایام وشبہائے مقررہ لطالب خیر بنص حدیث ۔
"	انجام ثبوت تخصیص وعدم تخصیص وجواز مصافحہ ومعانقہ ۔
۳۷۰	جواز اجتماع روز سوم موتی ومنافع او وردّ مانعین وقائلین ببدعت
"	تخصیص تاریخ رحلت صلحاء بنا بر ثواب اولیٰ
"	است وآں یوم ایشاں ومتعلقین ایشاں را رحمت است ۔
۳۷۱	در تخصیص نسبت بخواص منفی از عموم یا نسبت بعوام منفی از خصوص ۔
"	فاتحہ بوقت رحلت برائے میت موجب فرحت است ۔
"	یوم وصال اولیاء وصلحاء یوم خیر وبرکت ولوزانیت کثیرہ است ۔
۳۷۲	جواز زیارت مقابر اولیاء وحاضری اعراس شاں وتسفر کردن بہر او موجب خیر وبرکت است
"	ثبوت جواز عموم مانع منع مخصوص در نہ اجتماع ضدین لازم ۔
۳۷۲	تفسیر حدیث شریف لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ ۔
۳۷۳	بیان اثبات ایصال ثواب ونفع اعمال مطلقہ مشروعہ بدنی ومالی وغیرہ بے قید زمان ۔ و ایصال دعا برائے غیر عالم در ہر زمان ۔
۳۷۵	بیان ایصال نفع اعمال از زندگان بمردگاں ولعکس ہمدگر ۔
"	بیان تحقق وتوسع شفاعت در زمان حال و مستقبل از اہل ہر عالم باہمدگر ۔
۳۷۶	بیان ایصال ثواب از اموات باموات
۳۷۷	تفسیر کریمہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۔
۳۷۹	جزائے عمل متاخر عمل بفعل معطی است کہ بنص حدیث وغیرہ از ہر جنس عمل تخصیصاً وتعمیماً اعطا برائے غیر ثابت بخلاف معتزلہ ۔
۳۸۰	سقوط عمل از ذمہ غیر عامل در واجب لنفسہ بجزائے عمل غیر نتواند شد ۔
۳۸۱	بیان نفع عمل از ملائکہ بانسان ۔
"	بیان نفع اعمال از انسان بملائکہ ۔
"	بیان نفع تسبیح سبزۂ گور بصاحب گور ۔ وتفسیر حدیث شریف آنکہ حضرت صلعم گذر بقبور دو کس کہ معذب بودند ۔ وطریق تخفیف عذاب از وصلعم
۳۸۳	مطالب در تحقیق معنی کریمہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ

صفحہ	مطالب کتاب
۳۸۳	اللہ۔ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔
〃	معنی لغوی اہلال واطلاق وتقیداو وتعدیہ وغیرہ۔ ومعنی مہلہ ومقولہ وغیرہ مع امثال۔
۳۸۴	بیان تقید اہلال بذبح باقوال مفسرین۔
۳۸۶	بیان وجوہ واقسام اہلال بہ نیت خدا وغیر خدا بنام خدا وبنام غیر خدا۔ وتفصیل حکم حلت و حرمت بر او۔
۳۸۷	حاصل معنی کریمہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ
〃	عموم مہلہ و فاعل با افادۂ نسبت ضمنہ لام۔
〃	حاصل معنے کریمہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ
〃	وخصوص مہلہ مع عموم فاعل با افادۂ نسبت از ضمنہ لام۔
〃	رجوع ضمیر متصل سوئے بعید خلاف فصاحت
۳۹۳	ہمت بغیر فائدہ بلاغت مرام۔
۳۸۸	ثبوت افادۂ نسبت از ضمنہ لام۔
〃	اتصال ضمیر مفید تخصیص است ورنہ لزوم اہمال ضمیر است۔
〃	از اُهِلَّ بر انتساب کہ امر معنوی است دلالتے نیست پس بر بنائے معنی نسبت از اُهِلَّ ثبوت حرمت نیست۔
۳۸۹	در مقابلہ خصوص نظم تعمیم لغت غیر مختار است
۳۹۴	پس زعم تعمیم مَا موصولہ مرتفع است۔
〃	تسمیۃ باللہ شرط ذبح وتزکیۂ غیر نجس
۳۹۵	

صفحہ	مطالب کتاب
	العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم ہم مزکی شود در حد خود نہ بہر خوردن۔
۳۸۹	تفسیر ومعنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وآنکہ تعیین مکان ذبح سبب حرمت وکراہیت نیست بجز اتصال بت بہ نیت وتوافق کفار
۳۹۰	توافق وتفارق ہر سہ کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ الخ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ الخ و مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔
۳۹۱	تعلق معنی اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ بتوافق مفسرین
〃	معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ بلحاظ خطاب مومنین مع افادت صراحت واشارت معنی ذٰلِكَ
۳۹۲	تفسیر معنی کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ الخ۔
۳۹۳	سائبہ وہم جانورے کہ مرفوع الانتفاع بغرض خیر گذاشتہ شوند ہمچو سائبہ حرام نیند وبر حسب افتراء صریح کفار است۔ وہمچنان جانورے کہ بنام بزرگان مخصوص باشند حرام نیند ونہ در حکم سائبہ اند۔
〃	ہمہ افعال ظاہر وباطن لوجہ اللہ معلق بغرض اللہ تعالے ہستند بجز ایمان ونماز وروزہ مع متعلقات او بنص حدیث وامثال۔
۳۹۴	خروج بذاتہ شے از ملک مخرج نمشروط بقبض قابض غیر ش نیست مگر بعرض قصد مشروط وبیان حقیقت قبض کہ امر معنوی است بمثل حدیث۔
۳۹۵	حقیقت قبض تبعریف معرف از روح معلوم است وبیان قبض حقیقی

صفحہ	مطالب کتاب	صفحہ	مطالب کتاب
۳۹۵	نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لغیر اوتعالیٰ	۴۰۰	بیان کیفیت بنائی میلاد شریف۔
	وتصرف بمصارف بوجہ تعالیٰ نیابتاً از فقرا	"	میلاد فعل حسن است وفاعلش مشکور ومحمود۔
	منذور لہ بصورت صحیح است وحساب بزمرۂ نائب	"	بیان معمول صلحاء در ترتیب میلاد ورویداد
"	انتساب لغیر تعالیٰ بجز انتساب مخصوص		صلعم در منام وتہدید بترک وخوشنودی بعمل او۔
	او تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان	۴۰۱	تخریج میلاد متعین یوم بنص حدیث صوم یوم
	وبدگمانی گناہ است۔ بدلالت نیت کہ غیر		عاشورہ از صحیحین بتحقیق حافظ۔
	معلوم است۔ وبآشکارا شدن بحکم مذہب حنفی	۴۰۲	بیان عمل مولد وآنچہ در وی شود۔
	رایت لازم نہ کفر۔	"	تخریج دیگر بر عمل مولد از حدیث عقیقہ باظہار
۳۹۶	سایۂ منذور بتقرب اصنام مثل تقرب خدا		شکر کہ دلیل استحباب مولد است ومنع منکرات
	شرک بالله ورنہ اسراف۔ وبتقوی از منسوب		شرعی دریں عمل خیر۔
	غیر خدا پرہیز۔	۴۰۳	تخفیف عذاب بسرور ولادت صلعم بقصۂ ابو
۳۹۷	منتسب لغیر الله از کریمہ مَا اُهِلَّ الخ عموماً		لہب از حدیث ابن عباس نظر
	حرام نیست ونہ منتسب مشرک بحکم ذٰلِكُمْ	۴۰۴	بانئے میلاد را بشارت بدخول جنت وعموم فضل۔
	فِسْقٌ الخ الا ہر احفظنا۔	"	بیان اینکہ تا ایندم اجماع است بر میلاد
۳۹۸ ۲۵	ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد شریف حضرت	"	خواص میلاد ورفع حاجات۔
	سید عالم صلعم۔	"	بیان منہیات کہ در میلاد نباید۔
"	وقت ویوم وماہ وسال ولادت صلعم از	۴۰۵	بیان آنکہ بدعت تنہا بر گناہ است وتفسیر حدیث
	ہمہ اوقات وایام وشہور وسنین اکرم است		شریف کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔
	بکرامت کلی۔	"	تعریف عام وتخصیص
"	اظہار سرور بنزول او صلعم۔	"	لفظ کل چوں صفت جمع تاکید است مانع استدراک
۳۹۹	بیان مصنف روزۂ یوم دوشنبہ واشارت		واستثناء وتخصیص است وہر گاہ نیست نہ
	بہ تعیین۔		چنین است۔ وبیان فرق کلی میان ہر دو۔
"	بیان آنکہ ذکر ولادت بدعت حسنہ است یا	۴۰۶	عموم وخصوص در خواص حق عارض شود وتعارض
	حقیقت مجموعہ۔		بمجتمع نشود۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۶	بیان مراد قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ ہذہ وفعلش رضی اللہ عنہ تراویح از جماعت اعادہ است نہ بدعت۔
"	تعریف بدعت و مساہمت بہ تسمیہ حسنہ۔
۴۰۷	در بیان اثبات آنکہ ذکر ولادت او صلعم حسن ذکر است و تفسیر کریمہ
"	واذکروا نعمۃ اللہ الخ۔ و کریمہ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم الخ
"	ذکر او صلعم فرض مؤبد است و او صلعم نعمت خدا است
۴۰۸	ذکر فضائل و شمائل او صلعم وسیلہ تقرب خدا است عموماً و اجتماع ہم از انہا است۔
"	و در مجالس انبیاء و ملائکہ ہمیں ذکر بود بنص کریمہ سوف یعطیک ربک فترضی شامل ذکر است باخلاف احکام
"	واقعات ولادت او صلعم اعظم اعجاز است غیر مشتبہ بعقل و نقل و سحر و ذکرش موجب شفاعت و رحمت و استغفار ملائکہ۔
۴۰۹	ذکر ولادت در قرون اولی ثابت و حسن بہت بما اصل شرح مع دلائل اصول بنص احادیث
"	حدیث تقابل صلحاء و تعریف او کرحمت
"	بنا و سنت حسنہ موجب حصول اجر خود و اجر عامل او است۔ و حسن نزد مسلمانان شخص نزد خدا است۔ انکار او صلعم بر ضلالت جمیع نہ شود۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۰۹	حسن ہمو است کہ در کتاب و سنت است بصراحت و اقتضاء یا باشارہ یا قیاس بقول بعض کریمہ
۴۱۰	قیاس بر حسن حسن است در ضمن اکمال دین است از رضاء و اکمال تا قیاس است در رضا بر احادیث شریفہ مرویہ۔
"	تعریف ضلالت۔ و آنکہ بدعت در اصول ادلہ مسلمہ نیافتہ شد۔ و اجماع بذکر میلاد بقول او صلعم
۴۱۱	بدعت حسنہ بقول او صلعم ثابت نہ بلکہ حسن و سنت حسنہ۔
"	جواب ثقات ہم دلیل صحت عمل و اینکہ حسن است بر اصل حدیث کہ او را بیننده بخواب دید و عمل حضرت مصنف رحمہ اللہ۔
۴۱۲	رویائی مصنف رح در آمدن او صلعم بخانہ بانی محفل میلاد شریف۔ و رویت او صلعم بجواب رویت حقہ است۔
"	امر بجواب دلیل صحت عمل است و دلیل عمل ما بعد بنص کریمہ۔
۴۱۳	ذکر ولادت شریف بعد ادائی فرض مطلق مستحب است و ہر کہ او را لازم گرفت باطل نکند و فرد نگذارد بنص کریمہ۔
"	معرفت شخص او صلعم نعمت عظیمہ است و او ذکر ولادت و آبائین او صلعم بر اید

مطالب کتاب

صفحہ	
۴۱۴	قبل ادائی فرض اعراض از ذکر او صلعم کفر است و بعد ادائی او اعراض است بجز مطلق کراہی الاجزا است و ایں مومن را نمی زیبد۔
"	تعظیم او صلی اللہ علیہ وسلم فرض مؤبد است بنص کریمہ در حضور و غیبت
۴۱۵	خلافِ تعظیم و توقیر او صلعم کفر را لازم بخلاف تعزیر کہ در و نیست۔ و در حضور او فرض موقت بنصِ کریمہ و در غیبت او مستحب کہ معمول صحابہ است ؛
۴۱۶	بیان قیام برائی او صلعم از نص کریمہ و نص حدیث
۴۱۷	نہی از قیام بکراہتِ او صلعم است بوجہی غیر مذکور نہ از کراہتِ مطلقہ کہ معارض ثابت شود پس مأوّل شود۔
۴۱۹	سکوت و وقار و غیرہ طرقِ تعظیم در مجلس ذکر صلعم بجا آوردن لازم است بنص کریمہ و وجوب او
۴۲۰	توارث و اجماع بر استحسان قیام بنص حدیث۔
"	بیان تقیید یوم و ماہ بذکر و تعظیم ذاکر و قیاس بر و۔ و برکتِ ذکر و ذاکر بر رفع گناہ۔
۴۲۳	بیان آنکہ ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول رحمت است و عبادت مشروع کہ ثابت بنص کریمہ است ؛
۴۲۴	قصہ از حرمین از راہ تتمیہ برائی ہدایت
۴۲۶ / ۳۶	ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر۔
۴۲۶	خطبہ مصنّف کتاب ہذا تذکرۃ الحق۔
؛	خطبہ مؤلف رسالہ الدّر المنظّم۔
۴۲۸	بیان آنکہ حضوری زائر بر مزارِ اقدس صلعم و تسلیم و صلوۃ بر و و توسّل و استمداد و استشفاع بجاہ و جناب او و بآل و اصحاب و اولیائی او اجمعین ثابت محقق است کہ افضل طاعات و اجل عبادات و ارجی مثوبات و اعظم قربات نزد پروردگار عالم است۔ و خلاف اعتقادش خلاف خدا و رسول و علمائی اعلام است و از ربقۂ اسلام بیرون شدن بنصوص کریمہ و احادیث۔
۴۲۹	بیان آنکہ دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علمائی محدثین بر ضعف و صحتِ حدیث۔
۴۳۰	بیان آنکہ بضرورت دانستہ شد کہ طاعات و قربات خالص برائی خدائی عزوجل است و مخلوق را ہرگز در و شرکت نیست و لیکن بمقتضائی حکمت و مصلحت در بعض حال واسطہ شدن مخلوق لازم شود بنصوص کریمہ۔
۴۳۱	احادیث در وقوف او صلعم بر قبور مومنین
۴۳۲	بیان وقوف بر قبر نبی صلعم
۴۳۳	احادیث و اخبار وقوف بر قبر نبی صلعم۔
۴۳۵	بیان استقبالِ قبر شریف و استدبار قبلہ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۳۸	بیان اتفاق علماء بر حیات وعلم او صلعم در قبر شریف وزوآوردن باو وپشت دادن بکعبہ وخطیب را پشت بکعبہ سنت وغیر را استدبار بکعبہ واستقبال بمدرس مستحب است
"	بیان دست راست بر چپ نہادن در زیارت ہمچو ہیئت نماز
۴۳۹	اتفاق جمہور بر وقوف زائر نبی صلعم ہیئت نماز۔
"	ووقوف زیارت نبی صلعم ہمچو وقوف عرفہ ومزدلفہ ومشاعر عظام است کہ خدای راست۔
۴۴۰	احادیث وآثار بسلام ورد سلام بحضور واز حضور صلعم وعلم او صلعم ازو۔
"	تاکید ادب داشتن در زیارت شریفہ بحضور قلب وجوارح بطریق صلوٰۃ وسلام براو وبر اصحاب وآل او۔
۴۴۲	طریق سلام بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم از صلحاء وعلماء۔
۴۴۲	بیان طریق ادب وسلام در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
"	بیان طریق ادب وسلام در زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
۴۴۵	بیان بازگشتن سوئے نزد روئی نبی صلعم واز وتوسل واستشفاع واستدعائے خود۔ وزیارت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا وآداب آنست۔
۴۴۶	بیان آداب زیارت اہل بقیع وشہدائے احد رضی اللہ عنہم

صفحہ	مطالب کتاب
۴۴۷	بیان آداب زیارت اہل بیت نبوت وسلام بر او رضی
۴۵۰	بیان افراط وتفریط کہ برد وحرام کردہ وذم کردہ شدہ اند۔ ولیکن بیان افراط در تعظیم الخ
"	بیان تفریط در تعظیم
۴۵۱	بیان امور مشتبہ در بیان افراط وتفریط کہ در دلائل معارض آمدہ واقوال مختلف
۴۵۲	بیان راہ صواب در میان افراط وتفریط مع آثار مستند
۴۵۷	بیان آنکہ در احادیث نہی قیام وثبوت قیام ہیچ متناسبت نیست وبیان ضعف وتاویل آنہا۔
"	قول شیخ الاسلام حافظ ابن حجر در شرح وتفسیر حدیث قوموا الی سیدکم۔
۴۵۸	جواب طبری بحدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ ومن احب ان یتمثل الرجال قیاما الخ۔
"	جواب ابن قتیبہ در معنی حدیث عدم قیام کہ ہمچو عجمیان است۔
"	صحت ابن بطال در جواز قیام از حدیث حضرت عائشہ رضی نسبت حضرت سیدہ رضی۔
۴۵۹	قول علامہ طاہر فتنی در استحباب قیام مع تاویلات معنی حدیث قوموا الی سیدکم الخ
"	قول قاضی در تاویل احادیث نہی قیام مع حاصل معنی
۴۶۰	تفسیر ملا علی قاری در حدیث قوموا الی سیدکم مع اقوال تاویلی علماء

صفحہ	مطالب کتاب
۴۶۰	وجواب طیبی و اجتماع جمہور و تفسیر حدیث کانوا اذا مرا وہ لم یقوموا الخ
۴۶۱	تاویل طیبی بحدیث مذکور۔ و تاویل ابو حامد۔
۴۶۲	تفسیر ملا علی مع اقوال تاویلی در حدیث من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما الحدیث
〃	تاویل بیہقی در معنی حدیث۔
۴۶۳	تفسیر ملا علی در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ و اقوال شراح باحکام تعظیم۔
〃	تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم۔
〃	استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث عمر رضی اللہ عنہ۔
۴۶۴	بیان آنکہ قیام در ذکر میلاد شریف بدعت حسنہ است موافق اصول شرع نہ مخالف سنت و نہ مفسد و موجبات در دخول او در سنت۔
۴۶۵	بیان آنکہ اصل قیام میلاد شکر نعمت خدا است ایجاد و تخلیق و بعثت او صلعم کہ اعظم نعم و منت است کہ وجود ہمہ عالم متوقف باو بود کہ کتب سماوی بدو ناطق و ہمہ انبیاء بدو مبشر مع دلائل آیات و حدیث
۴۶۶	بیان آنکہ میلاد شریف چیست و چہ رسمت و برائے چیست۔
۴۶۷	بیان آنکہ قیام شکر میلاد چہ قدر باید و اکتفا بر تولد برائے چیست و دلائل قیام شکر حسب عادت عرب خالص و بحدیث و دلیل اکتفا بر تولد

صفحہ	مطالب کتاب
۴۶۸	روایت قیام شکر حسب عادت عرب غربا از جدہی کریم بر ولادت او صلعم۔
〃	قیام شکر از و صلعم بر ختم قرآن بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و ابو جعفر از جد و پدر خود رضی اللہ عنہم۔
〃	قیام شکر از حدیث براءت صدیقہ رضی اللہ عنہا بروایت عروہ رضی اللہ عنہ بخاری۔ شرح قسطلانی بر حدیث مذکور۔
۴۶۹	بیان آنکہ بر وجوب شکر۔ قیام ہنگام ذکر ولادت شریف واجب است۔ و اقوال علمائے متقدمین بر و تا ایندم عمل بر ان۔
۴۷۰	قیام امام سبکی بر مدح او صلعم و ہمہ حضار و انس بسیار کردن۔
۴۷۱	قول ابن حجر ہیثمی کہ بر مندوب بدعت حسنہ اتفاق شدہ و اینکہ عمل مولد و اجتماع آن میان بدعت حسنہ است۔
〃	قول ابو شامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد و فوائد آن۔
〃	قول سخاوی و ابن جوزی در اشاعت عمل مولد و فوائد ش و نزول برکات و خواص۔
۴۷۲	بیان بنائے مولد و تصنیف کتاب در و۔
〃	حافظ ابن حجر و سیوطی رحمہما اللہ او را از سنت اصلی بر آوردہ
〃	اختتام از مصنف رسالہ در المنتظم و دعا از و۔
۴۷۳	تمت و از مصنف کتاب تذکرۃ الحق۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۷۴	ذکر بیان دعا و اجابت مع دیگر مطالب
"	بیان حقیقت دعا آنکہ عبادت و خلاصۂ عبادت است
۴۷۵	کیفیت اجابت دعا
"	تفسیر حدیث شریف لَا یَرُدُّ القضاء اِلَّا الدعاء
"	تحقیق معنی قضا و دعا مع حدود۔
۴۷۶	بیان قضا بمعنی اجراء
۴۷۷	قضا و قدر ہر یک صفت مخصوصہ بمعنی مخصوصہ است نہ بمرتبۂ اجمال و تفصیل
"	تفسیر آیت کریمہ واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب الخ
"	ترجمہ کریمہ از مصنف رحمہ اللہ۔
۴۷۸	مطلب و خلاصہ از مترجم۔
۴۷۹	بیان آنکہ ایمان صفت اختیاری بندہ است
"	مطابق معنی کریمہ بتحقیق الفاظ چنانچہ اذا یشرط مخصوص بزمانہ عام و محقق الوقوع است۔
"	و تقلیم دعا بطریق کہ در و قربت مخصوص حاصل شود
۴۸۱	ترکیب نحوی آیۂ کریمہ مذکورہ
۴۸۲	آیات و احادیث دیگر در تائید مدعا در باب دعا و استجابت بواسطۂ اوصلعم۔
"	بیان دفع دخل از دیگر معانی آیۂ مذکورہ۔
۴۸۴	بیان نقص تا و بلات در کریمہ مذکورہ۔
۴۸۵	دلیل توسل و استعانت از بی کریمہ بوسیلۂ انبیاء و اولیاء و ملائکہ۔ و بہ توسل مقیمان عالم ارواح و شہود و برزخ مع ثبوت باحادیث نبویہ۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۸۶	بیان آنکہ از خیر و شر و نفع و ضرر از و تعالیٰ راجع بسوئے حکمت معلوم از تعالیٰ است نہ بوجوب وحق و غرض کہ مستلزم جبر و اضطرار باشد بمقتضائے کرم و رحم او سبحانہ و کرامتی بحال بعض حقی غیر واجب کہ شائبۂ از وجوب دارد۔ در رد قولے کہ بحق فلاں گفتن ممنوع است تا بر و تعالیٰ از کسے حقی نباشد الخ
۴۸۷	بیان انواع ترتب اثر دعا باجابت او سبحانہ
۴۸۸	بیان اصابت دعوات کفار۔
۴۸۹	تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ۔
"	تحقیق معنی آیت کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔
۴۹۰	انکار مقبولیت دعا کفر است بنا بر انکار ارض قطعیہ
۴۹۱	ذکر بیان ہر دو حدیث لا تتخذوا قبری وثنا۔ و لا تتخذوا قبری عیدا۔
"	تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا۔
"	بیان لفظ اتخذ و اتخاذ کہ مفید معنی جواز و تاکید است بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم است۔
۴۹۲	بیان لطائف باعتبار لفظ وثن با حذف حرکت تشبیہ و اسم غیر صفت را بہ تبع مفعول اول مفعول ثانی آمدن منع امت۔

صفحہ	مطالب کتاب
۴۹۲	حاصل معنی حدیث ۲
"	اعجاز پیشین گوئی حدیث شریف مذکور
۴۹۳	چادر و غلاف پوشانیدن و گل و صندل بختن بر قبر منع نیامدہ و تشبیہ بمعبودیت و بت باطل۔
۴۹۴	تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد الخ۔
۴۹۶	تفسیر حدیث شریف لا تتخذوا قبری عیدًا۔ دریں حدیث وجہ تشبیہ عرض بعرض است
۴۹۷	حاصل معنی حدیث مذکور۔ و آنکہ زینت بلحاظ ادب و تعظیم لوجہ اللہ ثابت ۲
"	تفسیر کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الخ و انسام زینت و شانِ نزول کریمہ
۴۹۸	تحقیق معنی مسجد کہ دریں کریمہ است۔
"	حضور بحضرت صلعم افضل از حضور مسجد است در ہر
"	وجہ و واجب و وجوب بر ہر واحد لازم ہجوم۔
۴۹۹	نہی بر وقوف مزار اقدس بمقابلہ و وقوف ثابت اول۔
"	بیان اعجاز پیشین گوئی دریں حدیث شریف
۵۰۰	ذکر بیان منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں با دیگر مطالب۔
"	نوشتن قرآن مجید از ہر قسم نجاست کفر است و دم مسفوح ہم دریں است بوجہ اہانت۔

صفحہ	مطالب کتاب
۵۰۱	قطع نظر در عوارض است نہ در ذات۔ و نوشتن بعض متشابہ از قرآن کفر و بعض نہ و لیکن از سوء ادب خالی نہ۔ و در تکفیر مجوزین احتراز واجب باحتمال خطائی اجتہاد
۵۰۲	سوختنِ قرآن باہانت و اعراض کفر است نہ در غیر ایں از انکہ سوختن از امارات اہانت و اعراض بالقطع نیست کہ حکم بر علت ہست پس بے مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن ۲
"	تبرک و توسل و استشفاء بکلمات و اسمائے طیبات و از خدا و از انبیاء و اولیاء براہ تعظیم مقتضائے دین و عقل است نہ از روئے بے حرمتی بعوذ باللہ تعالے

دیباچہ کتاب تذکرۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۔ فَاَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۔ فَهُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ حَرِيْصٌ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔ ذٰلِكَ مِنَ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ط فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِنُوْرِهٖ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ خُصُوْصًا خُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ وَبَقِيَّةِ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ ۔ وَالسِّبْطَيْنِ الْمُعْتَوْلَيْنِ الْمَحْبُوْبَيْنِ مَعَ اُمِّهِمَا الزَّهْرَآءِ الْبَتُوْلِ الْمُطَهَّرَةِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ وَجَمِيْعِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَزْوَاجِ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ ۔ وَعَلٰى اَتْبَاعِهِمُ التَّابِعِيْنَ وَتَبَعِ التَّابِعِيْنَ خِيَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْاٰخِرَةِ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۔ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى

علیہم ... ن ۔ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ۔
اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۔ اَلَا
عَلَی الْفِرَاقِ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ وَنُوْرِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْن ۔

اما بعد این کتاب مسمّٰی بہ **تذکرۃ الحق** از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ سالکِ کامل
مخزنِ حقائق منبع دقائق محقق الملۃ والدین مظہرِ علمائی راسخین کاشف اسرارِ غیبی واقف علم لدنی
صوفی صافی شیخ الوقت فقیر کامل حضرت اوستادی ومولائی مولنا مولوی محمد عبد الوحید ا
بہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ ۔ کہ از حقائق ومعانی ومعارف ومسالکِ صوفیۂ کرام ۔ وبر جمیع عقائد
اہل سنۃ وجماعۃ بانفاسیرِ احادیثِ شریفہ وآیات کریمہ مؤید مافی الباب ۔ مملو ومشحون است
آیات منیفہ وآثار شریفہ ومسائل دینیہ کہ در ... احتمالات واشتباہات واختلافات از متقدمین ومتا
علمائے صوفیہ منقول آمدہ بامطالب اخری ہم بدو ثبت آمدہ ۔ وبدلائل مثبتہ وبراہین قاطعہ ورجح
واثقہ عقلی ونقلی کہ ہر کس را ازاں گزیرے نباشد ارتفاع آنہمہ اختلافات ونظریات کردہ شد
طریق حق وسُبُل السلام وانمودہ شد ۔ شانِ جلیل ورتبہ رفیع دارد ۔ مدحش بیرون ازان است کہ
برآید ۔ وضرورتش زائد ازو است کہ بسنجیدن در آید ع ستیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ فَیَا اَیُّھَا
النَّاظِرُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ ۔ پس بہ بینی کہ حق حق است
اَنْتَ الْحَقُّ وَتُحِقُّ الْحَقَّ ۔ اما در رعزرِ مطالب وجواہرِ زواہرِ معانی این مکتوب منتہای حسن
ادب چوں در عبارت قصیر المبانی کثیر المعانی بصورت الہامی باجمال الفاظ تعبیہ آمدہ ہمچو گوہر شاہوا
در خلوتخانۂ صدف وچوں لعل بدخشاں در صمیم کان مستور ۔ اخذ مطالب وفہم معانی ہر کس را
دشوار ۔ وکشف معضلات وحل مشکلات از خون جگر ودقت نظر خالی نبود ۔ وضروریات در
دریافت مسائل جمّہ مقتضی بر وقوف مطالبش لابد منہا ۔ آرزو داشتم کہ بہرہ ازو برگیرم و

شرمسار کہ نہ بہرۂ ادب و نہ از علم مایہ دار۔ و شوق دامنگیر کہ گیر ہرچہ برآید۔ کہ بکار آید۔ پس بکم مائگی و از بے استعدادی خود در خود نگونسار۔ و از ہمت و شوق خود بفضل و کرم حق افتتاح کار را طلبگار۔ بحمد اللہ کہ نسیم رحمت حق وزید و غنچۂ باب اُمید شگفتہ و اگردید **شعر** رحمت ہزار جان بامید مائلی ✤ محروم از درت نہ شود ہیچ سائلی ✤ ناچار دیدم بعض مسائل کہ بزبان فارسی بعبارت سہل آمدہ مطالعش برچیدم و او را بزبان اُردو نگاشتم **شعر** ہرچہ ہست از قامت ناسازو بے اندام ماست ✤ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ✤ ہمت و فیضان حضرت مصنف رحمہ اللہ کہ مؤید من اللہ است یار آمدہ رہبری فرمود و بسی اشتہای شوقم افزود و کشاں کشاں بتدبر و تفکر بہر گوشۂ کتاب در ہر مسئلہ بخوض آمدم ہمت کریم کار فرما آمد۔ اگرچہ حل مشکل از ہرچہ باید نیامد اما ترجمہ اش بزبان اُردو از فارسی و بعضے از عربی کردہ آمد۔ آنقدر بر استعداد خود سنجیدم از بیروں یافتم۔ شکر نعمت باری بجا آوردم **شعر** منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیکنم ✤ منت بدار اینکہ بخدمت بداشتت ✤ باز دو سہ بار نظر نمودم تصحیح در آوردم۔ رحمت خدا ببرو باد کہ ہمتش مرا یار آمد ورنہ ازیں بے مایہ چہ آید۔ الحمد للہ علی ذلک۔ پس کتاب تذکرۃ الحق با ترجمہ اش کہ نامش ماہیۃ الحق باد ہر دو بہ ترتیب فوق و تحت علیحدہ علیحدہ ازیں ناچیز دوست محمد اجمیری کہ یکے از بندگان خواجہ بزرگ حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری است قدس اللہ سرہ العزیز نوشتہ آمد۔ و دریں مجلد دو فہرست نہادیم یکی از مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کہ برائی اصل کتاب ترتیب دادہ۔ و دوم از مترجم کہ او را بسط نمودہ تا ہر یکی را در طلب مقصود آسانی شود و باللہ التوفیق و ہو خیر الرفیق تمنا از انصاف مندان ناظرین است کہ اگر سہوے و خطائے در ترجمہ ایں بیمایہ بمطالعہ کتاب ملاحظہ فرمایند بفحوائے کریمہ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا خسب مدعائے متن صحت فرمودہ بجان منت نہند و العفو عند کرام الناس مامول را کلہ فرمودہ درگزارند کہ انسان بہ نسیان در آمدہ۔ و چوں ازیں ترجمہ کشف مطالب کتاب برآید و بہرہ از و بیابند و حظ و نفع بردارند از دعائے خیر ایں فرومایہ را فراموش ندارند و ان اللہ ولی التوفیق یہدی من یشاء و انہ لذو الفضل العظیم۔ والحمد للہ رب العالمین آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ شرح

دیباچہ شرح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُرْسِلِ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعَالَمِیْنَ رَحْمَۃِ الْمُصَلِّیْ الْمَخْصُوْصِ مِنَ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ بِقَاءً بِوُجُوْدِہٖ وَمِنَ الْمَلَائِکَۃِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ دُعَاءً بِشُہُوْدِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

زیں پس آنست کہ دردمند مستمند نظر بمدعا کہ مبادا بتغیر دلالۃ وربطِ الفاظ مقصود ش از فہم قاصد دور افتد بنوشتن شرح وحاشیہ ما یحتاج الیہ از دلالۃ وربطِ بعض متن کفایۃِ بعض بعبارت وبعض بعلامت نمود۔ پس علامت از فاعل فا است واز مفعول صف واز مبتدا صب واز خبر خب واز مضاف مض واز مضاف الیہ

ترجمہ دیباچہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شرح ترجمہ

ترجمہ دیباچہ شرح کی تبدیل کردہ اصل علامات و رموز کا بیان

محمودیت یعنی تعریف کیا جانا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ساری جہانوں پر بھیجنے والا ہے کہ وے رحمت ہیں مخصوص رحمت بھیجنے والے کی خدائے رحمٰن سے اپنے وجود کے بقا کے سبب۔ اور رحمت ہیں ملائکہ اور مومنین کی دعا کی بنا پر جو موافق مراد خدا کے ہے اپنے شہود وظہور کے سبب۔ اسطرح اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ الخ یعنی ایجاد رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کہ وے نبی امی یعنی اصل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب اور سارے پیروان پر۔

اس کے بعد یہ ہے کہ دردمند مستمند نے مدعا پر نظر کرکے کہ ایسا نہ ہو دلالت اور ربط الفاظ کے تغیر کے سبب اسکا مقصود قاصد کی فہم سے دور پڑ جاوے شرح اور حاشیہ لکھنے میں بعض متن کی اسقدر کہ دلالۃ وربط سے اسکے لیے ضرورت تھی کچھ عبارت پر اور کچھ علامت پر کفایت کی۔ پس علامت فاعل کی فا ہے اور مفعول کی صف اور مبتدا کی صب اور خبر کی خب اور مضاف کی مض اور مضاف الیہ

الیہ مضا وازموصوف مو وازصفت صف وازممیز هم وازتمییز تم
وازذوالحال ذی پیوستہ وازحال حا وازمعطوف علیہ متع وواز
معطوف مع وازمتعلق بہ متعب وازمتعلق متع وازمردد ها
وازتردید تر وازمبدل منہ مبد وازبدل بد وازاسم اِنّ ومثلها نهم واز
خبراِنّ ومثلها خب برنقط وازمتن م وازشرح متن ش وازحاشیہ ح میان سطر واز
ربط ہمہ گرعلامت ہندسہ موافق برنیش واز مقدم م وازموخر خ برعلامت واز
مرکب درمرکب خطے ــــ برعلامتین وازمرجع ضمیر ہندسہ موافق زیرنیش منتہی تا نہ ۹ در
متن ودرشرح جدا ازاں ودرحاشیہ جدا ازاں۔ وباید کہ ترتیب نگاہ دارد وبضرورت
رجوع بدورسابق تکرار ہندسہ وچوں بسر آید از سر آید وَمِنَ اللّٰہِ العَلِیِّ التَّوفِیقُ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وبارک وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ الیہ کی مضا اور موصوف کی مو اور صفت کی صف اور ممیز کی هم اور تمیز کی تم اور
ذوالحال کی ذی ملا ہوا اور حال کی حا اور معطوف علیہ کی متع اور معطوف کی مع اور متعلق بہ کی
متعب اور تعلق کی متع اور مردد کی ہا اور تردید کی تر اور مبدل منہ کی مبد اور بدل کی بد اور
اسم اِنّ اور اسکے مثل کی نهم اور خبر اِنّ اور اسکے مثل کی خب یہ علامتیں مذکورہ لفظ کے اوپر ہیں۔
اور متن کی م اور متن کے شرح کی ش اور حاشیہ کی ح یہ سطر کے درمیان ہیں۔ اور علامت کی آپس میں
ربط کی غرض سے اپنے اسی کے موافق ہندسہ کر دیا گیا ہے اور علامت مقدم کی م اور موخر کی خ علامت
کے اوپر۔ اور علامت مرکب درمرکب کی ایک خط ایسا ــــ دو علامتوں پر ہے۔ اور مرجع کی ضمیر کا
موافق ہندسہ اسی ضمیر کے نیچے کہ نہ ۹ تک پورا ہوتا ہے متن میں علیحدہ ہے اور شرح میں اس سے جدا
اور حاشیہ میں اس سے جدا۔ اور چاہیئے کہ ترتیب نگاہ رکھے اور ضرورت کی صورت میں تکرار ہندسہ کا
اسی پہلے دور پر رجوع کرتا ہے کہ جب عدد مذکور نہ ۹ تک تمام ہوتے ہیں تو ابتدا سے شروع ہوتے
ہیں۔ اور خدا سے برتر سے ہے توفیق کا ملنا۔

خدا وند ارحمت اور برکت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو نبی رحمت ہیں اور آپ کے جمال پر
جیسا تو اسی محبوب رکھتا ہے اور اس پر راضی ہے اور اسکو ہم میں شفیع کر اور اس کے سبب سے ہم پر رحم کر۔

دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الضابط بنورہ فنستعینہ والصلوۃ علی رسولہ محمد الرابط بظہورہ فنستشفعہ وعلی الہ واصحابہ خصوصاً علی ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذی النورین وعلی خاتم الولایۃ دلیلہا والحسنین المحبوبین وعلی اتباعہ فعلی الذین ہم متبعون ش باید دانست الحمد مصدر مجہول است چہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ در افادت مقصودہ محتاج غیر نبود وموافق است بمعنی لغت بخلاف مدح کہ احتیاج غیر دارد در وجود وحقائق محتویۂ خطبہ بفحوای آنست کہ حمل مطالب قرآن مجید کہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم است در باء است

ترجمہ دیباچہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کیا جانا تمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو اپنے نور سے ضابط یعنی نگاہ رکھنے والا ہے پس اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ اور درود اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم پر کہ اپنے ظہور سے رابط یعنی ربط دینے والے ہیں پس آپ ہی سے ہم سفارش چاہتے ہیں۔ اور رحمت آپکے آل واصحاب پر ہو جیو خاصکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی پر کہ خاتم ولایت اور دلیل یعنی رہنمائے ولایت ہیں اور حضرت حسنین پر کہ دونو محبوب ہیں اور آپ کے پیروان پر پس ان لوگوں پر کہ وے پیروی کئے گئے ہیں یعنی جو میرے مقتدا ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ سمجھنا چاہیئے الحمد مصدر مجہول بمعنی محمودیت ہے یعنی تعریف کیا جانا اسلیئے کہ اسم مفعول مالم یسم فاعلہ کا یعنی وہ اسم مفعول جو اپنے فاعل کے معروف اور موسوم نہونیکے سبب اسکا قائم مقام ہووہ افادت مقصودہ یعنی مراد کے موافق نفع پہنچانے میں غیر کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اور موافق ہیں یہ معنی لغت سے بخلاف مدح کہ یہ وجود میں غیر کی احتیاج رکھتا ہے اور خطبہ کے محتویہ حقائق یعنی وے حقائق جو اس خطبہ کو حاوی ہونیوالے ہیں اس مضمون کے موافق ہیں کہ قرآن مجید کے مطالب جو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حمل ہو چکے ہیں وے سب اسکی باء میں ہیں

ترجمہ دیباچہ متن کتاب تذکرۃ الحق

ترجمہ دیباچہ متن کتاب تذکرۃ الحق از مصنف علیہ الرحمۃ حال خود وشان

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقطۂ آں وکفایت کرد در صفات اصحاب و آل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر ترتیب تخصیص حقیقۃ شان کہ موفق ایں اسرار را در محلش تواند دریافت والا کار دشوار تر از دشوار۔

م اما بعد ایں مکتوب مسمّٰی بہ تذکرۃ الحق از دردمند عائذ موسوم بہ محمد عبد الوحید از والدیہ ش ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ م ومخاطب بہ امیر از مرشدیہ ش یعنی جناب حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ م قریشی نسبًا کیانی لقبًا ش از عمّی حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ تعالیٰ شنیدم کہ یکی را از ابنار حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنت کیان مسلّم از اولادش ہستیم ازیں باعث قریشی نسب وکیانی لقب ہستیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب م کرسوی وطنًا ش کرسی قصبہ است قریب لکھنؤ۔ م اجمیری مسکنًا ش بامر خواجۂ غریب نواز حضرت محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار الخیر اجمیر مسکن گرفتہ

ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقطہ اسکے ہیں۔ اور اصحاب اور آل رضی اللہ عنہم کی صفات میں انکی حقیقت کی ترتیب تخصیص پر کفایت کی یعنی ایسی خاص ترتیب پر کہ انکی حقیقت مرتب ہے کہ صاحب توفیق ان بھید و نکتوں کے محل میں معلوم کرسکتا ہے ورنہ کام مشکل سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ یہ کتاب جس کا نام تذکرۃ الحق رکھا گیا اس دردمند عائذ یعنی پناہ ڈھونڈھنے والے سے ہے جسکا نام والدین کی طرف سے محمد عبد الوحید ہے۔ اس نسب نامہ کے ساتھ کہ ابن محمد نور الاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبد القادر رحمہم اللہ تعالیٰ اور لفظ امیر کے ساتھ اپنے دونوں مرشد یعنی حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور جناب حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف خطاب پائی ہوئی ہے۔ نسب میں قریشی اور لقب میں کیانی ہے۔ کہ میرے چچا حضرت عبد الاحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے سنا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے کسی ایک کو کیانی سلطنت مسلّم وحاصل تھی ہم انکی اولاد سے ہیں اسی باعث سے قریشی نسب اور کیانی لقب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور وطن کے اعتبار سے کرسوی کہ کرسی ایک قصبہ ہے لکھنؤ کے قریب اور مسکن کے اعتبار سے اجمیری ہے کہ حضرت خواجۂ غریب نواز محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے دار الخیر اجمیر میں مسکن اختیار کیا۔

ہر حنفی شریعتاً و نقشبندی مجددی و چشتی معینی طریقتاً۔ سوئی محبوبی است بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ کہ دل و جان در گرو جمالش باد تا باشد کہ سیاہیش بنور جمالش بدلی یابد۔ و می سپارد کار خود بخداوند گار فنعم المولیٰ و نعم النصیر۔ و ازاں رہ کہ گذران تا آنجناب رافت مآب بگذرد تنبیہاً للعوام بر قدر ضرورت بترجمۂ آیاتِ منیفہ و اخبار شریفہ و تصریح مدعا باز یادت دیگر منافع پرداخت۔ و نکوشید مگر در تحقیقِ حق کہ مُزہقِ باطل است۔ و آرزوئے ندارد ہر کہ توافقش کند یا تخالفش بر اوست۔ مگر شش استثنا راست از ندارد اے آرزوئے دارد ہر متابعۃ کریمہ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

و تدبرِ کلام منعوت بجوامع الکلم و کلام قصیر المبانی کثیر المعانی در مند کہ بیشتر با دعوی متضمن دلیل است و باحکم غایت البحث و مطلب متاخر ہم و با جواب ایراد و حصولِ موارد نیز کہ خود ازاں ناشی است۔

ترجمہ اور شریعت کی راہ سے حنفی اور طریقت کی راہ سے نقشبندی مجددی اور چشتی معینی ہے۔ یہ ایک محبوب کی طرف لکھی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے۔ اور دل و جان اسکے جمال کا گرویدہ ہو تا اسکے نورِ جمال سے اسکی سیاہی شاید کچھ بدل جاوے۔ اور اپنا کام اپنے مالک کے سپرد کرتا ہے۔ پس کیا اچھا ہے مالک اور کیسا عمدہ وہ مددگار ہے۔ اور اس امید پر کہ کوئی جانے والا اُس راہ بھری جناب تک پہنچ جاوے عوام کی تنبیہ کے لیئے ضرورت کی مقدار پر بعض آیات منیفہ اور اخبار شریفہ کا ترجمہ اور مدعا کی تصریح میں کچھ فائدہ اور بڑھا کر مشغول ہوا۔ اور بجز حق کی تحقیق کے جو باطل کا مٹانیوالا ہے دوڑ کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اسکی آرزو نہیں کہ کوئی اسکی موافقت کرے یا مخالفت یہ اسکی اُسی پر ہے مگر تمنا ہے اس آیت کریمہ کی متابعت میں کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ یعنی یہ کتاب کہ ہمنے اُسکو تیری طرف اوتاری مبارک یعنی برکت بھری ہے اسلیئے کہ وے اسکی آیتوں کو سوچیں اور اسمیں فکر کریں اور اسلیئے کہ عقلمند یاد کریں اور یہ کہ وہ کلام جو جوامع الکلم کے ساتھ وصف کیا گیا ہے اور درد مند کا کلام جو الفاظ کم اور معانی بہت رکھتا ہے اسمیں فکر کریں کہ اکثر دعوے کے ساتھ دلیل کو متضمن ہے یعنی بیشتر کلام دعوی مع دلیل واقع ہوا ہے جس میں غایت و انجام بحث کے ساتھ حکم بھی لگا ہوا ہے اور مطلب متاخر بھی یعنی آخر میں مطلب بھی۔ اور ساتھ ہی اسکے اسمیں ایراد کا جواب اور موارد کا حصول بھی جو اس سے خود بخود امور ہیں یعنی اعتراض

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَقٌّ وَّتُحِقُّ الْحَقَّ فَیَا اَیُّھَا النَّاظِرُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ تنبیہہ باید دانست خیر کثیر کہ عبارت است از علم حقائق جز بآداب نہ بخشند کما قال سبحانہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الآیہ - پس بے ادب را نہ سزد کہ تعصبًا باکلام دردمند دردآویزد چہ دلالتِ لفظی بے علم ماہیت مختصہ نتواند شد - ہما کریمہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ج وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ ۙ الآیہ تنبیہہ فرماست **بیت** معشوقہ چوں نقاب زرخ برنکردہ است ✤ ناداں حکایتے بتصور چرا کند ✤ وظاہر آنست بر آنچہ نداند صبر چوں تواند ہاں آداب دانی فائز الحقائق مؤید العلم اگر در تحقیقِ حقائق ✤ یا تعبیرش خطائے دریابد بکرم عمیم در اصلاح التفات فرمودہ بے محو عبارت محررہ ربط مناسب تحریر فرماید بجان منت ازاں انصاف مند و دعا بخیرش ازیں دردمند

ترجمہ اے میرے خدا تو حق ہے اور حق کو حق کرتا ہے - اور اے دیکھنے والے تو اس کتاب میں یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہی بلکہ جو کچھ کہا اُسمیں نظر کر - **تنبیہ** سمجھنا چاہیئے خیر کثیر کہ عبارت حقائق کے علم سے ہے وہ بجز آداب دانوں کے غیر کو نہیں بخشتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلِکَ الْکِتٰبُ الخ یعنی یہ وہ کتاب ہے جسمیں شک وشبہ نہیں اسمیں پرہیزگاروں کے واسطے رہنمائی ہے - پس بے ادب کو لائق نہیں کہ دردمند کے کلام میں تعصب کی راہ سے اُلجھے کہ لفظی دلالت بغیر علم ماہیت کے مختصہ نہیں ہو سکتی ہے یعنی خصوصیت نہیں پاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ کریمہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا الخ جو سورۂ بقر رکوع ۳ میں ہے تنبیہہ فرما رہی ہے - یعنی اُسی سے بہتیرے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے راہ پر لاتا ہے - اور نہیں گمراہ کرتا ہے اس سے مگر انھیں بیحکموں کو جو خدا کے عہد کو مضبوط کر کے بعد میں توڑ ڈالتے ہیں **بیت** معشوقہ نے نقاب نہ اُلٹا ابھی رخ سے ✤ ناداں بات کرنا تصور پہ ہے کیسے ✤ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نہیں جانتا ہے اُسپر صبر کیسے کر سکتا ہے - ہاں کوئی آداب داں کہ حقائق کو پہنچا ہوا اور علم سے فائز پائے ہوئے ہو اگر حقائق کی تحقیق یا اُس کی تعبیر میں کچھ خطا معلوم کرے تو بخشش عام سے اصلاح میں التفات فرما کر لکھی ہوئی عبارت کو بغیر مٹائے مناسب ربط کے ساتھ تحریر فرما دیوے تو اُس صاحب انصاف کا احسان جان پر ہے اور دعائے خیر اُسکے لیئے اس دردمند سے ہے ✤

تا خلق از خطیئات بضلالت نرود و موجب دعائے تحسین یا استغفار از ان محبوب مظہر الحق شود۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ +

عرضداشت بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ + اے محبوب محبوبان حمدت از جمالت عیاں است و مدحت در جلالت نہاں بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي جَمَالِكَ وَجَلَالِكَ بتمنائے ما بیں بجلوۂ دلربائی خود ببیں + از دوری ضروری چہ تواں ناچار بعرض نالۂ دل والہ کہ گاہ بیگاہ سرمیزند + خامۂ عجز نہاد را پیش دست گرفتم تا سر نیاز بخطِ اظہارِ راز نہادہ اشک در میریزد شعر

عرضداشت مصنف ہمو محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ۔

ترجمہ: تا مخلوق خطاؤں کے سبب گمراہی میں نہ پڑے اور اس محبوب مظہر حق سے دعائے تحسین یا استغفار کا موجب ہو سکے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ

یہ عرضداشت محبوب کی طرف ہے خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اسکے رسول پر کہ نام پاک ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان سے سفارش چاہتے ہیں۔ اور انکی آل اور انکے اصحاب اور انکے سب پیروان پر درود پڑھتے ہیں۔ اے محبوبوں کے محبوب تیری حمد تیرے جمال سے ظاہر اور ہویدا اور تیری مدح تیرے جلال میں پوشیدہ ہے۔ خدائے برتر تیرے جمال اور تیرے جلال میں برکت دے اور انکو زیادہ کرے۔ ہماری آرزو کو نہ دیکھ اپنے دلربا جلوہ کو دیکھ یعنی ہماری تمنا پر خیال نکر اپنے دلربا جلوہ پر نظر کر۔ دوری ضروری کے سبب کیا کر سکتا ہے اور ناچار جدائی ہے کیا بنا سکتا ہے۔ لاچار ہو کر دل شیفتہ و والہ کی فریاد و نالہ عرض کرنیکو جو موقع پیدا کیا خود بخود بلکل بیتاب ہو خامۂ عجز نہاد کو اپنے پیشدست بنایا تو سر نیاز اظہار راز کے خط پر رکھ کر درد و غم کے آنسو برسا رہا ہے شعر

ترجمہ عرضداشت مصنف ہمو محبوب کی طرف ہے خدا اس کے حسن و جمال میں برکت دے

باشد کہ بدیں بہانہ روزے ❊ برخط نگری و یادم آری ❊ روئے ندارم کہ ترا خواہم روئے داری کہ مرا خواہی۔ والعذر عند المحبوب مقبول والرحمۃ منہ مامول کل یعمل علی شاکلتہ والسلام علیک وعلی من لدیک۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم بہ۔

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سنۃ وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ دریں وقت صراط مستقیم صحۃ عقاید محبان اہل سنۃ وجماعۃ بمحبۃ ومعرفۃ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کہ از مبلغ کمال تحقیق حق است بخاشاک اختلاف مبتدعان محروم وش واختلاط مطالب شان مستور شدہ

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سنۃ وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

ترجمہ کسی دن اس بہانے سے تو شاید ❊ مرا خط دیکھ لے اور بار کرے ❊ تیرا کیا منہ جو تجھ کو چاہوں یہ تیری ہی خوبی اور خوبروئی ہے جو میری پرسش و آبرو ہے۔ اور عذر محبوب کے سامنے مقبول ہے۔ اور رحمت کی اس سے امید موصول ہے۔ ہر کوئی اپنے ڈھنگ کا کام کرتا ہے۔ اور سلام تجھ پر اور اس پر جو تیرے پاس ہو۔ یا اللہ تو صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم بہ

ترجمہ

یہ ذکر اہل سنۃ وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں ہے خدائے برتر اس سے راضی و خوشنود ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اس زمانہ میں سیدھا راستہ محبان اہل سنۃ وجماعۃ کے صحیح عقیدوں کا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت و معرفت کی طرف جو تحقیق کی پوری حد کو پہنچا حق ہے۔ وہ اس کے مبتدعان محروم یعنی بدعتی لوگوں کے خاشاک اختلاف کے سبب اور ان کے مطالب کے اس میں مل جانے سے پوشیدہ ہو رہا ہے۔

یہ ذکر کیفیت عقاید اہل سنت وجماعت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے عقاید کا خلاصہ ہے۔ اس رسالہ کا نام تذکرۃ الحق ہے۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ❊ تذکرۃ الحق

بیشتر خلق بمقتضائے میش سیرتی ناشناختہ بآشوبستان حرمان بدعت میروند۔ ہمانا فرمود صلعم کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ وکُلُّ ضلالۃٍ فی النار۔ فیا اسفا علی الفراق شعر

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

منتظر تائید الٰہی باظہار سببے بودم تا بمدینۃ السلامۃ رسند فمن امن فیہا امن۔ ناگاہ نامۂ سامیہ عقائد نظامیہ زیب دست تمنا

شد فطوبیٰ للطالبین پس بعینہا بمقابلہ

شرح فقہ اکبر ملا علی رحمۃ اللہ

تعالیٰ بازیادت ترجمہ

وشرح نوشتہ

شد

ترجمہ اس وجہ سے بہت سی مخلوق اپنی بھیڑ عادت کے تقاضے سے ایجادوں کی طرح بدعت کی محرومی کے آشوب جنگل میں چلے جارہے ہیں۔ یہی بات ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے پس اے افسوس جدائی اور فراق پر۔ **شعر** خلاف پیمبر چلا جو کوئی + نہ پہنچے گا منزل کو ہرگز کبھی +

میں منتظر تھا تائید خدا کا کسی سبب کے ظاہر کرنے کی نسبت تاکہ دے شہر سلامتی کو پہنچ جاویں کیونکہ جو ایمان لایا اس میں نڈر ہو گیا۔ کہ اچانک کتاب بزرگ عقاید نظامیہ آرزومند کے ہاتھ لگ گئی فطوبیٰ للطالبین پس خوشخبری ہو جیو طلبگاروں کو۔ پھر بعینہ وہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرکے معہ زیادتی ترجمہ اور شرح کے لکھدی گئی + + +

دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ از مولانا فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنائی بعدد مر خالق ودود جل شانہ را ✤ و درود نامحدود بر محمود کونین رسول الثقلین محمد مصطفی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر آل و اصحاب او

اما بعد ہرگاہ ایں مؤلف بے بضاعۃ محمد فخر الدین کہ تولید صوری و معنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز دارد ✤ برائے زیارت قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود الاجودھنی ایدنی اللہ بلطفہ الخفی و الجلی کہ در حق طالبان حق کبریت احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاکپٹن رسیدہ بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزہ آنحضرت از راہ کرم و عنایت فرمودند کہ عقائد اہل سنت و جماعۃ کہ بنہج قدوہ انام

ترجمہ دیباچہ کتاب عقائد نظامیہ

ترجمہ کتاب عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جسکا شمار نہ ہو خاص خالق ودود جل شانہ کو یعنی پیدا کرنیوالیکو کہ دوست و مہربان ہی اور اُسکی بہت بڑی شان ہی۔ اور بیحد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سرہی ہوئے پر اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کیلیے بھیجے ہوئے پر کہ نام پاک آپکا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اور آپکی آل و اصحاب پر ہو جیو۔ اسکے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلف بیمایہ محمد فخر الدین جنکی ظاہری اور باطنی پیدایش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز سے ہوئی ہے زیارت کیلیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدا برتر انکے لطف خفی و جلی سے میری مدد کرے) کہ یہ زیارت جن کے طالبگار وں کی حق میں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچکر اُس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا اُس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم و عنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنت و جماعۃ کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت سہل آرید کہ موجب یاد آوری در جناب فیض انتساب **ش** یعنی حضرت فرید الدین رح هم شود حال آنکہ استطاعۃ خود از جہۃ اختلاف مسائل اینقدر نمی یافتم و طاقۃ عدم قبول سوال ایشاں نیز نمیداشتم لہذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق الی صراط المستقیم مرشد الانام فی مناہیج الدین القویم **ش** امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ **هم** بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در زدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنون **ش** اسے پیش گرفتہ **م** بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلام امام انام کہ بنائے اہل سنۃ و جماعۃ حنفی است بہرہ یاب گشتہ ایں ہیچمدان را بدعای تبعیت اہل سنۃ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و خیریت خاتمہ افتخار بخشند تو لاً کہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرام الناس مامول بخشند و اصلاح فرمایند ٭

ترجمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہم نے آسان عبارت میں تحریر کر دیں کہ اس جناب فیض انتساب یعنی حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں یاد آوری کا موجب رہے ٭ حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اسقدر اپنی استطاعت نہیں پاتا تھا اور نہ اُن کے سوال کو نہ مان کر رد کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اسلیے فرشتہ عادات قدسی صفات مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو امام اکبر رضی اللہ عنہ کی تالیف وجمع کی ہوئی ہے پناہ لی اور آسان عبارت میں اُس کو بیان کیا ٭ اور ہر مسئلہ کا شروع لفظ عقیدہ سے کیا تاکہ عام و خاص امام انام کے کلام سے جو اہل سنت و جماعت حنفی کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہو کر اس ناچیز کو پیروی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اور خیریت خاتمہ کی دعا کر کے افتخار بخشیں۔ اُمید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجاوے تو موافق حکم العفو عند کرام الناس مامول یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی اُمید ہے معاف فرما کر درست کر دیں۔

عقیدہ ۱ - اصل توحید و ما یصح الاعتقاد بہ ترجمہ چیزیکہ صحت
می یابد اعتقاد بآں بدایں است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم
بتوحید حق تعالیٰ در ذات و تفرید در صفات و بملائکہ کہ بندہائے حق تعالیٰ اند و
مبرا اند از ذنوب و معاصی و منزہ اند از ذکورت و انوثت و بکتابہائے حق تعالیٰ
مثل توریت و انجیل و زبور و فرقان و غیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیا و رسل و بزندگی
بعد موت و بآمدن قیامت و بقدر خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات
بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش ضمیر عاید بسوئے مرتبہ م از حسن و قبح و نفع و ضرر
ش انہمہ بیان مرتبہ بصلہ از بیانیہ م بقید زمان و مکان۔ عقیدہ ۲ حساب
افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق است۔
عقیدہ ۳ حق تعالیٰ واحد است ش نہ بطریق عدد کہ توہم شود بعد
او دیگر م یعنی کسے او را شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات ۔ عقیدہ ۴
و مشابہ نیست او را کسی از مخلوقات قَالَ نُعَیْمُ ابْنُ حَمَّادٍ مَنْ شَبَّہَ اللّٰہَ بِشَیْءٍ مِنْ خَلْقِہٖ

ترجمہ - عقیدہ ۱ توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کرکے
یوں کہے۔ کہ میں ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر۔ اور میں ایمان لایا فرشتوں
پر کہ وہ حق تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں۔ اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں
ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جنکا شمار مقرر نہیں
اور میں ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر۔ اور میں ایمان لایا مرنیکے بعد زندہ ہونے پر۔ اور میں ایمان
لایا قیامت پر۔ اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کر دینے پر
یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور
نفع اور نقصان پایا جاتا ہے۔ عقیدہ ۲ فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور
دوزخ اور پل صراط اور حوض کوثر حق ہے عقیدہ ۳ حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کیطرح
اسکے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔
عقیدہ ۴ اس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جسنے خدا تعالیٰ کو
اسکی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے

فقد کفر ترجمہ گفت نعیم پسرِ حماد ہر کہ مانند کرد اللہ تعالیٰ را بچیزے
از خلق او پس تحقیق کفر کرد عقیدہ ۵ ہمیشہ بود در ماضی و ہمیشہ بود در باقی
باسماءِ خود و صفاتِ ذاتی و فعلی خود۔ صفات ذاتی او ہفت ۷ اند حیات ۱
و قدرت ۲ و علم ۳ و کلام ۴ و سمع ۵ و بصر ۶ و ارادت ۷۔ و صفات فعلی او تخلیق
و ترزیق و انشاء و ابداع و صنع و غیر آں۔ عقیدہ ۶ اسماء و صفاتِ
حق تعالیٰ بتمامہا ازلی اند کہ نیست آنہا را ابدایت و ابدی اند کہ نیست
آنہا را انہایت۔ عقیدہ ۷ اللہ تعالیٰ عالِم است بصفۃ علم ازلیٔ خود
و قادر است بقدرتِ خود کہ صفۃ ازلیٔ او ست و متکلم است بکلام نفسیٔ
خود کہ صفتِ او است در ازل۔ و خالق است بتخلیقِ خود و فاعل است
بفعلِ خود کہ صفت او است در ازل۔ عقیدہ ۸ مفعول مخلوق است
و حادث و فعل اللہ تعالیٰ غیر مخلوق است و قدیم۔

ترجمہ تو یقینی اُس نے کفر کیا عقیدہ ۵ ہمیشہ تھا وہ گذری ہوئے زمانہ میں اور ہمیشہ رہیگا باقی
میں بھی اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنی ذاتی اور فعلی صفتوں کے ساتھ۔ اور اسکی ذاتی صفتیں سات ۷
ہیں یعنی صفتِ حیات ۱ کہ زندگی ہے۔ اور صفت ۲ قدرت یعنی قادر ہونا۔ اور صفت ۳ علم یعنی جاننا
اور صفت ۴ کلام یعنی بولنا۔ اور صفت ۵ سمع یعنی سُننا۔ اور صفت ۶ بصر یعنی دیکھنا۔ اور صفت ۷ ارادت یعنی
قصد و ارادہ کرنا۔ اور اسکی فعلی صفتیں تخلیق یعنی پیدا کرنا۔ اور ترزیق یعنی رزق دینا۔ اور انشا یعنی
مادہ سے بنانا۔ اور ابداع یعنی بغیر مادہ بنانا۔ اور صنع یعنی کاریگری۔ اور اسکے سوائے۔ عقیدہ ۶
خدا تعالیٰ کے نام اور صفتیں سبکی سب ازلی یعنی ہمیشہ کی ہیں جنکی ابتدا نہیں۔ اور ابدی یعنی ہمیشہ تک ہیں جنکی
انتہا نہیں ہے۔ عقیدہ ۷ خدائے برتر عالم یعنی جاننے والا ہے اپنی صفت علم سے جو ازلی ہے۔ اور قادر یعنی صاحب
قدرت ہے اپنی صفت قدرت سے جو ازلی ہے۔ اور متکلم ہے یعنی کلام کرتا ہے اپنے کلام نفسی سے جو اُسکے نفس کی صفت ہے ہمیشہ سے
کہ اُسکے کلام کرنیکی ابتدا نہیں اور خالق یعنی پیدا کرنیوالا ہے اپنی تخلیق یعنی پیدا کرنیکی صفت سے۔ اور فاعل ہے یعنی کرنیوالا
اپنے فعل سے کہ اُسکی صفت ہے جو ہمیشہ سے ہے۔ یہ سب اُسکی صفتیں ازلی ہیں لہذا وہ ہمیشہ سے عالم قادر خالق فاعل
وغیرہ ہے۔ عقیدہ ۸ مفعول مخلوق ہے اور حادث ہے یعنی جسکو خدا تعالیٰ فاعل حقیقی نے کیا وہ عدم سے وجود میں
آکر مفعول بنا پس ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل سے وہ پیدا ہو کر مخلوق ہوا اور پہلے نہ تھا پھر وجود میں آیا لہذا حادث

عقیدہ ۹ - صفاتِ حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق ✤ پس ہر کہ گفت صفات حق تعالیٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد درین مسئلہ برابر ست کہ طرفینِ او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است

عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید ش دریں جا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملا علی ؒ ھ کہ شان او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدستہا بواسطۂ نقوشِ حروف و اشکالِ کلمات و در دلہا محفوظ است نزدیک تصورِ مغیبات ش آنچہ غائب باشد و شاید کہ ایں لفظ معینات باشد ھ بالفاظِ متخیلات و بر زبانہا مقروء است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وسلم منزل است بواسطۂ حروفِ مفردات و مرکبات در حالات مختلفات - عقیدہ ۱۱ - تلفظِ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتابتہائے ما قرآن مجید را و خواندنہائے ش شاید کہ بجائے لفظ خواندنہا لفظ حفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ ✤ عقیدہ ۹ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں۔ حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حق تعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالت شک میں اسکی شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایکطرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وہ کافر ہے۔ عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید۔ کہ اس سے مراد یہاں کلام نفسی خدا تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ اسکی شان سب سے بڑی ہے۔ کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطہ سے کلموں کی صورتوں میں۔ اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصور کرکے یا معنی دار کا تصور کرکے خیالی لفظوں میں۔ اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے انھیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سننے میں آتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکب حرفوں کے وسیلہ سے اتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے عقیدہ ۱۱ - ہمارا تلفظ یعنی لفظ کرکے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو۔ اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی ؒ قاری میں ہے قرآن شریف کو مخلوق ہے۔

ازجہۃ آنکہ گفتن و نوشتن و خواندن ازجملہ افعال عباد است وفعل مخلوق مخلوق است۔ عقیدہ ۱۲ قرآن مجید ش اے کلام نفسی ص غیر مخلوق است ونیست کہ حلول کند در مصاحف وغیر مصاحف بکتابت یا باشارت عقیدہ ۱۳ ۔ چیزیکہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن مجید از اخبار و آثار حضرت موسیٰ وجمیع انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام واز فرعون وابلیس بتمامہ کلام اللہ تعالیٰ قدیم وغیر مخلوق است ۔
عقیدہ ۱۴ ۔ کلام موسیٰ وَلٰکِنْ کَانَ مَعَ رَبِّہٖ وکلام سائر انبیاء ومرسلین وفرشتہائے مقربین مخلوق است وحادث عقیدہ ۱۵ ۔ قرآن مجید کلام حقتعالیٰ است ازروی حقیقۃ نہ ازروی مجاز پس قدیم است مانند ذات حق تعالیٰ وشنید موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ را قال اللہ تعالیٰ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ترجمہ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را کلام کردن۔

ترجمہ اسلیے کہ کہنا اور لکھنا اور پڑھنا یہ سب بندوں کے افعال ہیں اور مخلوق کا فعل مخلوق ہے عقیدہ ۱۲ ۔ قرآن مجید یعنی کلام نفسی خدا تعالیٰ کا غیر مخلوق ہے اور ایسا نہیں ہے کہ مصحفوں یعنی کتابوں میں اور غیر مصحفوں یعنی دلوں میں یا زبانوں پر حلول کر جاوے یعنی سما جاوے خواہ لکھ کر ہو یا اشارہ سے ہو۔ عقیدہ ۱۳ ۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا خبروں کی نسبت اور حضرت موسیٰ اور تمام انبیا صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہم السلام کے آثار کی نسبت اور فرعون اور ابلیس کی نسبت وہ سارا کا سارا خدا تعالیٰ کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے ۔ عقیدہ ۱۴ ۔ کلام موسیٰ علیہ السلام کا اگرچہ اپنے رب کے ساتھ تھا اور کلام تمام نبیوں اور رسولوں کا اور ان فرشتوں کا جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں مخلوق اور حادث ہے ۔ عقیدہ ۱۵ قرآن مجید حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ مجازی طور پر پس قدیم ہے حق تعالیٰ کی ذات کی طرح ۔ اور سنا ہے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے کلام کو جیسا فرمایا خدائے تعالیٰ نے کَلَّمَ اللّٰہُ الخ یعنی خدائے تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰ سے کلام کرنا۔

عقیدہ ۱۶ - تحقیق بود اللہ تعالیٰ متکلم در ازل و نہ بود کلام با موسیٰ بل اصل موسیٰ - عقیدہ ۱۷ تحقیق بود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردن خلق عقیدہ ۱۸ - ہرگاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با موسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم خود کہ حق تعالیٰ را قبل از خلقت موسیٰ بود - عقیدہ ۱۹ - صفاتِ حقتعالے بتمامہا واقع اند بخلاف صفاتِ مخلوقین کہ صفات ایشاں ہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزہ نیستند اگرچہ اشتراک اسمی واقع است - عقیدہ ۲۰ - اللہ تعالیٰ میداند حقائق اشیاء را و کلیات اشیاء را و جزئیات اشیاء را و ظاہر اشیاء را و باطن اشیاء را بعلم ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانند علم ما زیرا کہ ما میدانیم اشیاء را بآلات و تصور صور نہائے کہ در ذہنہا موافق فہمائے ما حاصل آید۔

عقیدہ ۲۱ قادر است اللہ تعالیٰ نہ مانند قدرتِ ما زیرا کہ قدرت او قدیم است بدون آلات و بدون مشارکت و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آنہم بآلات و مددگار۔

ترجمہ - عقیدہ ۱۶ - بیشک خدا تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ عقیدہ ۱۷ بیشک خدا تعالیٰ خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے عقیدہ ۱۸ جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حقتعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا۔ عقیدہ ۱۹ - حقتعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اُس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے عقیدہ ۲۰ خدا تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور انکی کلیات کو اور اُن کی جزئیات کو اور انکے ظاہر کو اور اُن کے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں سے اور صورتوں کے تصور کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں۔ عقیدہ ۲۱ خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اسکی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اسکو ان کی احتیاج نہیں۔ بخلاف ہم بندگان کے ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگاروں کی مدد سے۔

عقیدہ ۲۲ - می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانند دیدن ما و می شنود نہ مانند شنیدن ما زیرا کہ ما می بینیم اشکالہا و رنگہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات مولفہ را بآلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائے مرکب و حق تعالیٰ می بیند اشکال و الوان و صور مختلفہ را بنظر اصلی خود۔ و می شنود آواز ہا را و کلمات مفردات و مرکبات را بسمع خود کہ صفۃ ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است۔ عقیدہ ۲۳ میگوید حق تعالیٰ نہ مانند کلام ما زیرا کہ ما کلام میکنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف۔ و اللہ تعالیٰ کلام میکند بدون واسطۂ آلات و حروف از کمال ذات و صفات خود۔ عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق است مانند آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق است و قدیم است بذات۔ عقیدہ ۲۵ - اللہ تعالیٰ و تبارک شے ہست یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثل اشیاء مخلوقہ از روئے ذات و صفات و معنی بودن حق تعالیٰ شے نہ مانند اشیاء است۔

ترجمہ - عقیدہ ۲۲ - خدا تعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگوں کو۔ اور ہم سنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو اعضا مرکب یعنی کان آنکھ منہ میں پیدا کیے گئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صورتوں کو اپنی اصلی اور دائمی نظر سے۔ اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اسکی ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں۔ عقیدہ ۲۳ - حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہمارے کلام کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے۔ اور حق تعالیٰ کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے۔ عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے ساتھ یعنی ذاتی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے۔ عقیدہ ۲۵ - خدائے برتر اور صاحب برکت شے ہے یعنی موجود ہے ذات و صفات کے ساتھ۔ اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات و صفات کی رو سے بلکہ معنی حق تعالیٰ کے شے ہونیکے اشیاء کی مانند نہیں ہیں۔

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است چنانچہ اشیاء صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ و حق تعالیٰ از ہمہ منزّہ است وَلَا شَرِيكَ لَهُ در ذات و در جمیع صفات۔ عقیدہ ۲۶ نیست حد و نہایت حق تعالیٰ را و نیست ضد و منازع و ممانع در بدایت نہ در نہایت و نیست شبیہ مر حق تعالیٰ را۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ را ید است و وجہ است و نفس است چنانچہ لائق ذات او است مِمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ وَالْيَدِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وَالنَّفْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَلَهٗ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفَ ترجمہ از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شوندہ است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودن او تعالیٰ دست خدا بر دستہائے شان است۔ و از ذکر نفس مثل فرمودن او تعالیٰ حکایتاً از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفس من است

ترجمہ عقیدہ ۲۵ ذات حق تعالیٰ کی وجود ہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیاء صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں۔ اور حق تعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔ اُسکا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقیدہ ۲۶ حق تعالیٰ کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنیوالا اُسکا نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حق تعالیٰ کے لیے شبیہ و شکل ہے۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اُسکی ذات کے لائق ہے جس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی مُنہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اُس کا قول ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اُس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اُس کا قول ہے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا نَفْسِيْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

و بمنیدانم آنچہ در نفس ہست۔ و برائے او تعالیٰ صفات بیچگون ہستند یعنی کیفیات صفات غیر معلوم اند۔ عقیدہ ۲۸ ۔ نباید گفت در مقام تاویل چنانچہ بعضے خلف کہ مخالف سلف اند میگویند کہ عبارت از ید قدرت است یا نعمت حق است زیرا کہ در تاویل ابطال صفۃ حق است و آں قول اہل قدر و اہل اعتزال است ولیکن ید حق صفت حق است بلا کیف کہ ما نمی شناسیم کیفیۃ ید او را کہ صفۃ او است چنانچہ عاجزیم در معرفۃ کنہ بقیہ صفات او فضلاً عن معرفۃ ذاتہ عقیدہ ۲۹ غضب حق تعالیٰ و رضائے او دو صفۃ اند از صفات او لیکن بلا کیف عقیدہ ۳۰ ۔ پیدا کرد حق تعالیٰ اشیاء را بغیر مادہ کہ سابق باشد بر مخلوقات چنانچہ اللہ تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ است خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ترجمہ پیدا کنندہ ہر چیز است ×

توضیح اور جو تیرے جی میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ اور خدا تعالیٰ کی صفتیں بلا کیف ہیں یعنی بدون اسکے کہ کیونکر اور کیسی ہیں اسلیئے کہ کیفیات صفات معلوم نہیں ہیں اور نہ ہو سکتی ہیں کیونکہ محدود بحید کو حد میں نہیں لا سکتا اور بغیر احاطہ کیے کیفیت و حقیقت نہیں جانی جا سکتی پس ازلی و ابدی صفات کی کیفیات اُن کے قدیم و دائم ہونے کے سبب کوئی مخلوق حادث جو عدد میں محدود ہے نہیں جان سکتا ناچار اُسکے بلا کیف ہونے پر ایمان و اعتقاد لائے گا۔ عقیدہ ۲۸ ۔ مذکورہ بالا صفات و الفاظ کی تاویل کرکے یوں نہ کہنا چاہیے جیسا پچھلے جو اگلوں کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ ید سے مراد قدرت ہے یا نعمت حق ہے اسلیئے کہ تاویل کیفیت میں صفت حق کا باطل کرنا ہے حالانکہ مثل صفت قدرت کے بھی ایک صفت حق ہے۔ اور یہ قول تاویل ید یہ اور معتزلہ کا ہے۔ اور نہ ہم اسکو مثل مخلوق کے ہاتھ کے جانتے ہیں ولیکن ید حق صفت حق ہے بلا کیف کہ ہم اُس ید کی کیفیت کو جو خدا کی صفت ہے نہیں پہچانتے ہیں جیسا اسکی باقی صفات کی کنہ اور حقیقت کی معرفت میں ہم عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھکر اسی طرح ذات کی معرفت سے بھی ہم عاجز ہیں لہذا اسکو بلا کیف ایک صفت حق جانتے ہیں عقیدہ ۲۹ حقتعالیٰ کا غضب اور اسکی رضا یہ بھی اسکی صفات میں سے دو صفتیں ہیں لیکن بلا کیف عقیدہ ۳۰ حقتعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا بغیر مادہ کے کہ مخلوقات پر پہلے سے ہو یعنی اشیاء کے پیدا کرنے سے پہلے کوئی مادہ نہ تھا جس سے مخلوق کو بنایا بلکہ بغیر مادہ کے اشیاء کو پیدا کیا جیسا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

حالانکہ خلقتِ بعض اشیاء از مواد منافی عقیدہ سابق نیست زیرا کہ اصل مواد از مخلوق غیر موجود است۔ عقیدہ[۳۱] - بود اللہ تعالیٰ عالم در ازل باشیاء قبل وجودِ اشیاء دراں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود وحکم کردہ مطابق علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است وبعض متعلقاتِ آں علم حادث است چنانچہ نص صریح دال اوست وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ترجمہ پوشیدہ نگردد از و برابر ذرہ در آسماہا و نہ در زمین و نیست خوردتر ازاں و نہ بزرگتر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتابِ روشن یعنی لوح محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ عقیدہ[۳۲] نمیباشد در دنیا و نہ در آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بمشیتِ او و علم او و قضاء او یعنی حکم او و قدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیرِ او و کتابتِ او در لوحِ محفوظ کہ بوصف است ش اے بوصفِ موجودِ حادث ھ نہ بحکم یعنی نوشتہ است حقتعالیٰ در جمیع اشیاء

ترجمہ تو اس کلیہ میں مادہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتدا ہر چیز کی بے مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے۔ عقیدہ[۳۱] خدا تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود کے پہلے اُس حال میں کہ مقدر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں۔ پس علم خدا تعالیٰ کا قدیم ہے اور اُس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نص صریح اُسکی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ الخ یعنی اور اُس سے چھپا نہیں رہتا ہے ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اُس سے خرد تر اور نہ اس سے بزرگ تر مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ عقیدہ[۳۲] نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اُس کی مشیت اور اُس کے علم اور اُس کی قضا سے یعنی اُسکے حکم سے۔ اور اُسکے قدر سے کہ موافق مقدار اُسکے اندازہ کرنے کے ہے۔ اور اُس کے لکھدینے کے ہے لوح محفوظ میں جو موافق وصف موجود حادث کے ہے۔ نہ موافق حکم کے۔ یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

باینکہ خواہد شد چنیں و چنیں موافق قضاء نہ بروجہ امر زیرا کہ اگر می کرد امر جہاں وقت بوجود می آمد۔ و قضاء و قدر یعنی حکم اجمالی و تفصیلی اوست۔ و مشیتہ ارادۂ حق تعالیٰ کہ متعلق بآں است شش یعنی موجودات حادث م صفۃ حق تعالیٰ است در ازل بلا کیف عقیدہ ۳۳ میداند حق تعالیٰ معدوم را در حالتِ عدمِ آں معدوم و میداند کہ آں معدوم وقت موجود شدن بکدام حال پیدا خواہد شد۔ عقیدہ ۳۴ میداند اللہ تعالیٰ موجود را در حالتِ وجودِ او و میداند کہ بکدام نہج خواہد بود فناءِ او۔ عقیدہ ۳۵ میداند حق تعالیٰ قائم را در حالتِ قیامِ او پس ہرگاہ می نشیند قائم میداند حق تعالیٰ او را قاعد در حالِ نشستنِ او از غیر تغیر شدنِ علم او در ازل یعنی علمِ حق تعالیٰ از نشستن و برخاستن و حیات و ممات و صلوٰۃ و صوم و سائر مقامِ موجود تغیر نمی یابد باین نہج کہ در ازل نبودہ باشد حالا حادث شدہ باشد باین قسم شش یعنی باین قسم اختلاف احوال مذکورہ بالا م ولیکن تغیر و اختلافِ احوال از قیام و قعود

ترجمہ کہ اس طرح اور اس طرح قضا کے موافق ہوگا نہ امر کی وجہ پر کیونکہ اگر امر تا تو اسی وقت وجود میں آجاتا۔ اور قضا اور قدر اسکے حکم ہیں اجمالی اور تفصیلی اور مشیت کہ حقتعالی کا ارادہ جو موجود حادث کو متعلق ہے یہ صفت حقتعالی کی ہے ازلی بلا کیف **عقیدہ ۳۳** حقتعالی جانتا ہے معدوم کو اس معدوم کے نہ ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ وہ معدوم موجود ہونیکے وقت کس حال میں پیدا ہوگا **عقیدہ ۳۴** خدا تعالیٰ جانتا ہے موجود کو اسکے ہونیکی حالت میں اور جانتا ہے کہ کس طریق سے فنا ہوگا۔

عقیدہ ۳۵ حق تعالیٰ جانتا ہے قائم کو اس کے کھڑے ہونے کی حالت میں پھر جب بیٹھتا ہے وہ قائم تو حق تعالیٰ اسکو قاعد جانتا ہے اس کے بیٹھنے کی حالت میں بغیر تغیر ہونے اس کے علم کے ازل میں یعنی علم ازلی حق تعالیٰ کا موجود کے بیٹھنے اور اور اٹھنے اور زندہ ہونے اور مرنے اور نماز اور روزہ سے اور اسکی ساری حالت سے تغیر نہیں پاتا ہے اس طرح کہ ازل میں تو نہ ہوا ہووے اب احوال مذکورہ بالا کے اس قسم سے اختلاف کے سبب حادث ہوا ہووے۔ اور لیکن تغیر اور اختلاف احوال کا بسبب قیام اور قعود

وامثالِ آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین ✤ **حفظہ ۳۶** - پیدا کرد حفظہ اللہ
خلق را سادہ از آثار کفر و انوار ایمان باینکہ گردانید ایشاں را قابل اینکہ ازینہا
عصیان و احسان **ش** عبادت بحضور دل **ھ** واقع شود بعد ازاں خطاب
کرد حق تعالیٰ ایشاں را در وقت تکلیف **ش** اینوقت در شرع بلوغ است
کہ تقدیر کردند علماء بہ پانزدہ ۱۵ سال **ھ** بعبادت و امر کرد ایشاں را بایمان و طاعت
و منع کرد ایشاں را از کفر و معصیت پس ہر کہ کفر کرد کفر کرد بہ فعلِ خود و اختیارِ خود
و انکارِ خود و اصرارِ خود بر جہل و استکبارِ خود بخذلانِ اللہ تعالیٰ یعنی بترک نصرت
اللہ تعالیٰ او را و ہر کہ ایمان آورد بفعلِ خود و انقیادِ خود و اقرار بزبانِ خود و
تصدیق بجنان **س** بفتح جیم بمعنی دل **م** خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیق
اللہ تعالیٰ آنرا و یاری اللہ تعالیٰ او را بمقتضائے فضلِ خود کما قال اللہ تعالیٰ
إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب
فضل است بر آدمیان ✤

ترجمہ اور اس جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ **حفظہ ۳۶** پیدا کیا حق
تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثارِ کفر اور انوارِ ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اسطرح کہ انکو قابل اسکے
بنا دیا کہ انسے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضور دل سے ہو۔ بعد
اسکے خطاب کیا حق تعالیٰ نے انکو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ۔ اور وقت تکلیف کا شرع
میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علماء نے پندرہ ۱۵ برس کیا ہے۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور طاعت کا اور منع
کیا انکو کفر و معصیت سے۔ پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے
انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدائتعالیٰ کے خذلان
سے یعنی اُسکے لیئے خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے۔ اور جو کوئی ایمان
لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مقید ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور
اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدائتعالیٰ کے خدائتعالیٰ کی توفیق
اور اسکی مدد سے اُسکے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدائتعالیٰ نے إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
عَلَى النَّاسِ یعنی یقینی خدائتعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر ✤

عقیدہ ۳۷ - بیروں آوردہ ذریت حضرت آدم علیہ السلام را تا روز قیامت بس یعنی ہر قدر کہ تا روز قیامت پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلب حضرت آدمؑ اولاً بعد ازاں از اختلاف اصلاب فرزندان و ترائب بنات آدمؑ کہ بعض آں سپید بودند و بعض آں سیاہ و انتشار ساخت بسوئے یمین و یسار آدمؑ بعد ازاں خطاب کرد ذریات آدمؑ را بقول اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی آیا نیستم پروردگار شما و امر کرد ایشاں را بایمان و احسان و منع کرد ایشاں را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ جل شانہ را بربوبیۃ و ذاتہائے خود را بعبودیۃ از قول بلیٰ از روئے ایمان حقیقی یا حکمی فَهُمْ يُوْلَدُوْنَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ ترجمہ پس آنہا پیدا کردہ میشوند بریں آفرینش ۔ عقیدہ ۳۸ - شخصے کہ کفر آورد و بعد ایمانِ میثاقے تبدیل کرد و تغییر ساخت ایمان فطری را بکفر و کسی کہ ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہارِ ایماں بایں روش کہ ایمان لسانی را مطابق تصدیقِ جنانی ساخت ثابت ماند بر دینِ خود کہ اصل فطرت بود و مستمر شد بر اقرارِ خود کہ بقولِ لفظِ بلیٰ بود۔

ترجمہ ۔ عقیدہ ۳۷ - باہر لایا خدا تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو دن قیامت تک یعنی جسقدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونیوالے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے بعد اُس کے اُن کے فرزندوں کی پشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض اُن کے سپید تھے اور بعض اُن کے سیاہ ۔ اور آدم علیہ السلام کے دہنے اور بائیں اُنکو پھیلا کر اسکے بعد ذریت آدم علیہ السلام سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمھارا پروردگار۔ اسکو روز میثاق کہتے ہیں ۔ اور حکم کیا اُنکو ایمان اور احسان کا اور اُنکو کفر و عصیان سے منع کیا۔ پس سب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے ربّ ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیت یعنی بندہ ہونے پر قول بلیٰ یعنی ہاں سے ۔ یہ اقرار ایمانِ میثاقی ایمان حقیقی کی راہ سے تھا یا حکمی کی فَهُمْ يُوْلَدُوْنَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ یعنی پس وے پیدا کیے جاتے ہیں اسی بیدار پر ۔ عقیدہ ۳۸ - پس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اُس نے ایمان فطری کو کفر سے بدلدیا اور تغیر کر دیا ۔ اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اُس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اسطریقہ سے کہ زبانی ایمانکو دلکی تصدیق کے مطابق کر لیا وہ اپنے دین پر جو اصل فطرۃ کا تھا ثابت رہا اور اُس اپنے اقرار پر جو لفظ بلیٰ کے قول سے تھا جاری رہا

عقیدہ ۳۹ جبر نہ کردہ است ہیچکس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشاں را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشاں را اشخاص **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر فعل عبد است یعنی باعتبار اختیار ایشاں نہ بروجہ اضطرار **عقیدہ ۴۱** می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر میکند کافر در حالت کفر و ہرگاہ ایمان می آرد بعد از ارتکاب کفر میداند اللہ تعالیٰ او را مومن در حال ایمان او از غیر تغیر علم او تعالیٰ و صفۃ او تعالیٰ **ش** یعنی عضب و رضا چنین است در شرح فقہ اکبر ملا علی۔ **ھ** یعنی از کفر بندہ و ایمان بندہ علم حق تعالیٰ متغیر نمی شود و نہ صفۃ او تعالیٰ **ش** یعنی عضب و رضا۔ **ھ**

عقیدہ ۴۲ جمیع افعال عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسب ایشاں است بر سبیل حقیقۃ و نیست بر طریق مجاز و نہ بر سبیل اکراہ و غلبہ بلکہ اختیار ایشاں است در فعل ایشاں باعتبار اختلاف و میلان ذاہتہائے ایشاں **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** ترجمہ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئیہا و بر وے باشد آنچہ کسب کرد

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۹ خدا تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنی مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر اور نہ انکو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے انکو اشخاص۔ **عقیدہ ۴۰** ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار اُن کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر۔ **عقیدہ ۴۱** خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں۔ اور جب کفر اختیار کرنیکے بعد ایمان لاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسکو مومن جانتا ہے اُسکے ایمان کے حال میں بغیر متغیر ہونے خدا تعالیٰ کے علم کے اور خدا تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفۃ عضب و رضا کے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حق تعالیٰ کا علم متغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسکی صفت عضب و رضا۔ **عقیدہ ۴۲**۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ اُنھیں کا کسب ہے۔ اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ اُن کے فعل میں اُنکا اختیار ہے اُن کے اختلاف کے اعتبار سے اور اُن کی ذاتوں کے اسطرف میلان کرنے سے **لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ اُنھیں کے لیے ہونگی اور جو کچھ کوشش کرکے انھوں نے

بجہد اثر بدیہا عقیدہ ۴۳ اللہ تعالیٰ خالق افعال عباد است موافق ارادۂ خود کما قال اللہ تعالیٰ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وفعل عباد نیز داخل در تحت شی است عقیدہ ۴۴ تمام افعال عباد از خیر و شر کسب ایشاں بارادۃ و علم حق تعالیٰ و قضائے حقتعالیٰ است عقیدہ ۴۵ طاعۃ بتمامہا ش از فرض و واجب و مندوب ہر قلیل و کثیر ثابت است از امر اللہ تعالیٰ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ترجمہ فرمان برید اللہ تعالیٰ را و فرمان برید رسول را صلعم ۞ و سبب محبت حق تعالیٰ است اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست می دارد پرہیزگاران را ۞ و از رضائے حق تعالیٰ است لقولہ تعالیٰ فی حق المؤمنین رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ترجمہ خوشنود شد اللہ تعالیٰ از ایشاں ۞ و علم و مشیۃ و قضا و تقدیر حق تعالیٰ است و معصیۃ بتمامہا ش از کفر و شرک و کبیرہ و صغیرہ ہر از علم حق تعالیٰ و قضائے حق تعالیٰ و تقدیر حق تعالیٰ است و مشیۃ حق تعالیٰ و نیستند سبب محبت حق تعالیٰ چنانچہ آیت قرآن مجید مشعر است اِنَّ اللّٰهَ لَا

(اے سبب رضائے حقتعالیٰ است ۱۲)

ترجمہ برائیاں کا میں الگا بوجھ انھیں پر رہیگا۔ عقیدہ ۴۳ بندوں کے فعلوں کو خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے ارادہ کے موافق جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا خالق کل شئ یعنی ہر چیز کا خالق ہے اور تحت شے میں بندوں کے فعل بھی داخل ہیں تو اُن کا خالق بھی وہی ہے۔ پس اُسی نے پیدا کیے اور وہی پیدا کرتا ہے عقیدہ ۴۴۔ بندوں کے تمام فعل نیکی اور بدی کے اونھیں نے کمائے ہوئے ہیں حقتعالیٰ کے ارادہ اور علم سے اور حق تعالیٰ کی قضا سے عقیدہ ۴۵ فرماں برداری تمام قسم کی فرض اور واجب اور نفل و مستحب تھوڑی اور بہت ثابت ہے خدا تعالیٰ کے حکم سے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنی تابعداری کرو خدائے تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول صلعم کی۔ اور یہ تابعداری سبب ہے خدائے تعالیٰ کے لیے محبت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ یعنی یقیناً خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔ اور یہی سبب ہے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے مومنین کے حق میں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی خوشنود ہو گیا خدا تعالیٰ اُنسے۔ اور یہ خدائے تعالیٰ کے علم اور مشیت اور قضا اور تقدیر سے ہے اور نافرمانی بھی ہر قسم کی یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ اور صغیرہ خدا تعالیٰ کے علم اور قضا اور تقدیر اور مشیت سے ہے لیکن سبب محبت خدا تعالیٰ کی نہیں ہے جیسا آیت قرآن مجید کی آگاہ کر رہی ہے

یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ۝ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نمیدارد کافران را و نمیپسندد معاصی بر بندگان حق تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ سورہ زمر رکوع اول نہ بامر او تعالیٰ چنانچہ در کلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم نمی فرماید بہ بیحیائی بد **عقیدہ ۴۶** جمیع انبیاء علیہم السلام پاک اند از صغائر و کبائر و قبائح مانند قتل و زنی و لواطت و سرقہ و قذف محصنہ و سحر و فرار از جہاد و ظلم بر عباد و قصد فساد در بلادش عمدًا و سہوًا از کبائر نہ سہوًا از صغائر بعد تشرف بہ نبوت نہ قبل و معصوم اند از کفر قبل از نبوت و این ہمہ بالاجماع است خلاصہ از شرح فقہ اکبر ملا علی م

عقیدہ ۴۷ - تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظہور نبوت یا بعد مناقب رسالت زلّات و خطیئات - **عقیدہ ۴۸** مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ ہَاشِمٍ

ترجمہ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ۝ یعنی یقینی خدا تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور معصیتیں خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے سورۂ زمر میں اول رکوع میں وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہیں جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یقینی خدا تعالیٰ بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے **عقیدہ ۴۶** تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل اور زنا اور لواطت اور چوری۔ اور پارسا عورتوں پر بہتان باندھنے۔ اور جادو اور جہاد سے بھاگنے۔ اور بندوں پر ظلم کرنے۔ اور شہروں میں فساد پھیلانے سے اگر کبیرہ گناہوں سے جانکر اور بھولکر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں۔ اور صغیرہ سے جانکر پاک ہیں نہ بھولکر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونیکے بعد نہ اس سے پہلے۔ اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونیکے پہلے بھی۔ اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا۔ **عقیدہ ۴۷** بیشک ہوئے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلّات یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالہ کے بعد یعنی رسالت کے اوصاف حمیدہ کے بعد **عقیدہ ۴۸** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

بن[۴] مناف بن[۳] قصیّ بن[۲] کلاب بن[۱] مرّہ بن[۵] کعب بن[۶] لوئی بن[۷] غالب بن[۸] فہر بن[۹] مالک بن[۱۰] نضر بن[۱۱] کنانہ بن[۱۲] خزیمہ بن[۱۳] مدرکہ بن[۱۴] الیاس بن[۱۵] مضر بن[۱۶] نزار بن[۱۷] معدّ بن[۱۸] عدنان ش دریں قدر بہ نسب آنحضرت صلعم اختلاف نیست۔ و روایت کردہ شد از آنحضرت صلعم کہ منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار بن معدّ بن عدنان از شرح فقہ اکبر ملا علی۔ م خاتم الانبیاء است و حبیب اللہ تعالیٰ و بندۂ خاص حضرت جلّ و علیٰ و رسول اللہ تعالیٰ و تبارک و عبادت نہ کردہ است صنم را و شریک نہ کردہ است باللہ تعالیٰ کسے را گاہے نہ قبل از نبوت نہ بعد از نبوت و نہ مرتکب شدہ است صغیرہ و کبیرہ را س نہ قبل از نبوت نہ بعد م

عقیدہ ۴۹۔ افضل الناس بعد وجود مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ابن ابی طالب۔

ترجمہ ابن[۴] مناف ابن[۳] قصیّ ابن[۲] کلاب ابن[۱] مرّہ ابن[۵] کعب ابن[۶] لوئی ابن[۷] غالب ابن[۸] فہر ابن[۹] مالک ابن[۱۰] نضر ابن[۱۱] کنانہ ابن[۱۲] خزیمہ ابن[۱۳] مدرکہ ابن[۱۴] الیاس ابن[۱۵] مضر ابن[۱۶] نزار ابن[۱۷] معدّ ابن[۱۸] عدنان جنکا نسب شریف یہ ہے۔ خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنیوالے نبیوں کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا۔ اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں۔ اور حضرت جلّ و علیٰ کے بندۂ خاص ہیں۔ اور خدا تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بت کو آپ نے کبھی نہیں پوجا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوت کے نہ بعد نبوت کے۔ اور نہ صغیرہ اور کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوت سے پہلے اور بعد۔ اسقدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ معہ آنحضرت صلعم کے بائیس[۲۲] پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے منسوب فرمایا اپنے نفس مبارک کو نزار ابن معدّ عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملا علی میں ہے۔ عقیدہ ۴۹ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ابن ابی طالب ہیں۔

عقیدہ ۵۰ - بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باقی دوام بر تبعیت حق اند چنانچہ بودند در زمانِ ماضی یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تغیرِ حالِ ایشاں و نقصان در کمالِ ایشاں ش نقصان عظمت است بر تغیر یعنی بے نقصان م پس بوقوعِ مشاجرات وغیرہا تغیرے بحال و نقصانے در کمال واقع نشد عقیدہ ۵۱ دوست میداریم ما اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم را ش آل نیز شامل اصحاب است م وزشت نمیگوئیم کسے را از ایشاں بخلاف روافض و خوارج لقولہ تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشینان کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ و از مددگاران کہ اہل مکہ را مدد کردند و آنانکہ متابعت کردند سابقان را در ایمان و طاعۃ مراد ند سائر صحابہ خوشنود شد خدا تعالیٰ از ایشاں بقبول طاعۃ ایشاں و خوشنود شدند ایشاں از خدا تعالیٰ باچہ یافتند از نعیم دینیہ و دنیویہ خلاصہ از تفسیر حسینی

ترجمہ - عقیدہ ۵۰ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہوئے انکی حال کے اور بدون نقصان کے انکے کمال میں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونیکے سبب کچھ تغیر انکے حال میں اور کچھ نقصان انکے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ عقیدہ ۵۱ ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور آل بھی شامل اصحاب میں ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں۔ بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور ان کی دوستی اس فرمان خدا تعالیٰ کے سبب ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنھوں نے اہل مکہ کی جو مہاجر ہو کر آئے تھے مدد کی۔ اور جنھوں نے آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہو گیا خدا تعالیٰ انسے انکی طاعت کو قبول فرما کر۔ اور راضی ہو گئے وے خدا تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔

وَلقولہ علیہ السلام لَا تَسُبُّوا اَصحَابِی ترجمہ برائے فرمودن علیہ السلام زنہار نہ گوئید اصحاب مرا ؛ عقیدہ ۵۲ یاد میکنیم ہر یکے را از اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بخیر اگرچہ صادر شد از بعض ایشاں آنچہ در صورت شر است بنا بر حسن ظن بایشاں لقولہ علیہ السلام خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ترجمہ بہترین ہر قرنے کہ گذشت وگزرد قرن من است ؛ وَلقولہ علیہ السلام اِذَا ذُکِرَ اَصحَابِی فَاسکُتُوا ترجمہ وبرائے فرمودن پیغمبر علیہ السلام ہرگاہ ذکر کردہ شوند اصحاب من پس خاموش باشید ش ازیں حدیث شریف اشارت است کہ در معاملات صحابہ از ہجو مشاجرات وغیرہا حذر کنید ونیز از نکوہش و افراط و تفریط بخود رائی م ۔ عقیدہ ۵۳ ۔ تکفیر نمیکنیم ہیچ مسلمانے را از ذنوب اگرچہ مرتکب کبیرہ باشد مادام کہ معتقد حلت معصیتی کہ حرمت آں بدلیل قطعی ثابت نشدہ باشد نیست چنانکہ خوارج میکنند ش اے تکفیر میکنند مرتکب کبیرہ را از شرح فقہ اکبر ملا علی ۔ م عقیدہ ۵۴ زائل نمی شود از مسلم بسبب ارتکاب کبیرہ اسم ایمان

ترجمہ ۔ اور ان کی دوستی بسبب فرمانے اس ارشاد حضور علیہ السلام کے ہے لَا تَسُبُّوا اَصحَابِی یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو۔ عقیدہ ۵۲ ہم اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو خیر سے یاد کرتے ہیں اگرچہ حسن ظن کے سبب اگرچہ بعض سے انکے وہ چیز جو شر کی صورت میں ہو صادر ہوگئی بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے خَیرُ القُرُونِ قَرنِی یعنی ہر قرن زمانہ کہ گذرا وگذرتا ہے ہمیں سب سے اچھا میرا زمانہ ہے ۔ اور بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے اِذَا ذُکِرَ اَصحَابِی فَاسکُتُوا یعنی جب میرے اصحاب ذکر کیے جاویں تو چپ رہو۔ اس حدیث شریف سے اشارت ہے کہ صحابہ کے معاملات میں مانند مشاجرات وغیرہ معرکوں کے جو ان میں وقوع میں آئے پرہیز کرو۔ اور ملامت اور خود رائی سے افراط و تفریط یعنی زیادتی اور کمی کرنے سے بھی انکی نسبت میں بچو۔ عقیدہ ۵۳ ۔ کسی مسلمان کی گناہوں کے سبب ہم تکفیر نہیں کرتے ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ اس سے ہوا ہووے جب تک اس گناہ کے حلال ہونے کا جس کا حرام ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو چکا ہو معتقد نہیں ہے جیسا خوارج گناہ کبیرہ کرنے والے کی تکفیر کرتے ہیں اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ ۵۴ مسلمان سے گناہ کبیرہ ہو جانیکے سبب سے اسکا ایمان یعنی وصف ایمان زائل نہیں ہوتا ہے۔

ش اے وصف ایمان از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم چنانچہ معتزلہ گویند ش کہ مرتکب کبیرہ بیروں شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت میکنند مرتبہ میان کفر و ایمان با نکہ اتفاق دارند بر نیکہ صاحب کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم بلکہ نام میدہ ازیم مرتکب کبیرہ را مومن از روے حقیقۃ نہ از روئے مجاز۔ عقیدہ ۵۵ ۔ نمیگوئیم کہ ضرر نمیکند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ ش چنانکہ مرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم عقیدہ ۵۶ ۔ مسح بر خفین ثابت است از سنت برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷ تراویح در شبہائے ماہ رمضان سنت است۔ عقیدہ ۵۸ ۔ نماز عقب صالح و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹ ۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ فاسق باشد در ال کہ مردہ باشد بحسن خاتمہ عقیدہ ۶۰ ما قائل نیستیم با نکہ تحقیق حسنات ما مقبول اند و سیئات ما مغفور مانند قول مرجیہ

ترجمہ جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنیوالا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے پس وے درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے انکا اس بات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ بلکہ گناہ کبیرہ کرنیوالے کا نام ہم مومن رکھتے ہیں حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی روسے۔ عقیدہ ۵۵ ۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونیکے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ فرقہ مرجیہ اور ملاحدہ اور اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۵۶ مسح موزوں پر سنت سے ثابت ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین رات دن۔ عقیدہ ۵۷ تراویح ماہ رمضان کی راتوں میں سنت ہے۔ عقیدہ ۵۸ مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹ ۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے۔ عقیدہ ۶۰ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور برائیاں بخشدی گئی ہیں مانند قول مرجیہ کے۔

لیکن میگوئیم کسیکہ عمل خواہد کرد حسنہ بشرائط مصحۂ آں حسنہ دراں حال کہ خالی باشد از عیوب مفسدۂ ظاہری و معانی مبطلۂ باطنی چوں کفر و عُجب و ریا تا آنکہ خارج شود از دنیا ضائع نخواہد شد ش اے ایں عملِ حسنہ م اللہ تعالیٰ در قرآن مجید میفرماید اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ ترجمہ بتحقیق اللہ تعالیٰ ضائع نمیکند اجر عابدانِ حاضر دل × بلکہ قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حقتعالیٰ بہ فضل و کرم خود و ثواب بداں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدۂ خود۔

عقیدہ ۶۱ ۔ کسیکہ کرد سیئات را سوائے شرک و کفر و توبہ نہ کرد تا آنکہ مرد مومن غیر تائب پس او متعلق بارادۂ حق سبحانہ و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند بعدلِ خود مقدار استحقاق عقابِ آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند بفضل و کرم خود۔ عقیدہ ۶۲ ۔ ریا ہر گاہ کہ واقع شود در عملے از اعمال پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکہ ثابت نخواہد شد ش اے آں عمل م و ہمچنیں عُجب ضائع کنندہ عمل است ش از اقتضاء بر ریا و عجب از سائر آثام اشعار است

ترجمہ لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کریگا اُس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ ہسطرحسے کہ وہ نیک عمل اُن عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور اُن باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنیوالی ہیں خالی ہووے جیسے کفر اور عجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دکھلائے کو وہ عمل ہو یہانتک کہ وہ عامل دنیا سے خارج ہووے۔ یہ عمل نیک اُسکا ضائع نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ بیشک خدا تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقتعالیٰ اپنے فضل کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اُسپر بندوں کو اپنے وعدہ کے موافق ثواب دیگا۔

عقیدہ ۶۱ جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اور بُرے کام کیے اور توبہ نہ کی یہانتک کہ مومن مرا بے توبہ کیے ہوئے پس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ میں متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے اپنے عدل سے اُس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرماوے۔ عقیدہ ۶۲ ۔ جب کسی عمل میں اعمال سے ریا واقع ہو جائے گی تو اُس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا اور اسی طرح عُجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عُجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے

باینکہ دیگر سیئات ابطالِ حسنات نمیکنند از شرح فقہ اکبر ملا علی ص عقیدہ ۶۳
معجزات از انبیاء علیہم السلام و کرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت
گردیدہ است از کتاب و سنت۔ عقیدہ ۶۴۔ خرق عش دریدن یعنی خلاف
عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طی ارض و فرعون
در روائی نیل و دجال در کشتن و زندہ کردن و چنیں روایت کردہ شدہ است
در اخبار کہ بو دند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را معجزات
زیرا کہ معجزات مختص با نبیاء علیہم السلام اند و نہ بکرامات زیرا کہ کرامات
مختص با صفیا اند لیکن نام میداریم آنخوارق را از قضاء حاجات مر اعدا را
از روے استدراج مکرٌ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوبَةٌ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
ترجمہ فریب است با نہا در دنیا و عذاب است برائے آنہا در آخرت ۱۲ کما
قال اللہ تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ترجمہ زود
باشد کہ بگیریم ایشاں را پایہ پایہ یعنی اندک اندک و بہلاکت نزدیک گردانیم از انجا کہ ندانند

ترجمہ اسبات کا کہ دوسرے گناہ نیکیونکو باطل نہیں کرتے ہیں جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۶۳
معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سنت سے۔
عقیدہ ۶۴۔ خرق عادت۔ خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں اور مراد یہاں خلاف عادت کی ہیں جو حقتعالے
کے دشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور
دجال کے مار ڈالنے اور جلانے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے
ہیں۔ پس ہم اُن خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص
ہو گئے ہیں۔ نہ اُن کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیا یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے
ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم اُن خوارق کو استدراج کہکر پکارتے ہیں اور یہ دشمنان خدا کے لیے
اُنکی حاجتیں پوری کرکے خدا تعالیٰ کا اُنکو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مَكْرٌ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَعُقُوبَةٌ
لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ دنیا میں اُن کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں اُن کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ
تعالیٰ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے عنقریب ہم انکو آہستہ آہستہ
یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ بچ نہ سکیں گے

یعنی ہرگاہ کہ گناہے میکنند نصیبہ مرایشاں را زیادت میگردانیم تا در طغیان وعصیان می افزایند از تفسیر حسینی۔ پس در غفلت می افتند و فریفتہ می شوند بآں مش اسے قضاء حاجات کہ از روئے استدراج است م ومی پندارند آنرا انعام واحسان وزیادہ میشوند از روئے عصیان اگر باشند فجار واز روئے کفر اگر باشند کفار۔ عقیدہ ۶۵ ہست اللہ تعالیٰ خالق پیش از پیدا کردن مخلوق وہست رازق پیش از رزق دادن مش باشد کہ تکرار فرمود امام علیہ الرحمۃ این مطلب را برائے آگہی اینکہ واجب است بریں اعتقاد از شرح فقہ اکبر ملا علی م۔ عقیدہ ۶۶ مومنان خواہند دید حق تعالیٰ را در جنت بچشم سر بلا تشبیہ و بلا کیف وکمیۃ۔ عقیدہ ۶۷ نخواہد شد میان حق تعالیٰ وخلق مسافت یعنی نہ در غایت از قرب ونہ در نہایت از بعد ونہ بوصف اتصال ونہ بصفت انفصال ونہ بحلول مش در آمدن در چیزے م واتحاد مش یک شدن م عقیدہ ۶۸۔ وایمان اقرار بزبان است وتصدیق بجنان ۔

ترجمہ یعنی وے جب کوئی گناہ کرتے ہیں ہم اُنوقت خاص اُن کے لیے نعمت بڑھا دیتے ہیں تو وہ طغیان اور نافرمانی میں اور بڑھ جاتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ پھر وہ غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اُن حاجت روائیوں پر جو بطور استدراج ہیں فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُنکو انعام اور احسان سمجھتے ہیں اگر وہ کافر ہوتے ہیں نافرمانی اور گناہ زیادہ کرتے ہیں۔ اگر کافر ہوتے ہیں کفر میں بڑھ جاتے ہیں عقیدہ ۶۵ خدا تعالیٰ خالق ہے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے۔ اور رازق ہے رزق دینے سے پہلے۔ شاید امام علیہ الرحمۃ نے فقط اسبات کی آگہی کے لیے اس مطلب کو مکرر فرمایا کہ اسپر ایمان واجب ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۶۶ مومن حق تعالیٰ کو جنت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے بغیر تشبیہ اور بغیر کیف اور کیفیت کے کیونکہ خدا تعالیٰ اشبہ اور صورت ہونے اور کیفیت یعنی کیسا اور کس طرح اور کیونکر ہونے سے پاک اور مقدار اور اندازہ ہونے سے پاک ہے۔ عقیدہ ۶۷ حق تعالیٰ اور خلق کے درمیان مسافت یعنی فاصلہ نہ نہایت نزدیک ہونیکی صورت میں اور نہ نہایت دور ہونیکی صورت میں۔ اور نہ اتصال یعنی نزدیک ہونیکی صفت کے ساتھ۔ اور نہ انفصال یعنی جدا ہونیکی صفت کے ساتھ۔ اور نہ حلول کی صورت میں یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا جسکو گھل جانا کہتے ہیں اور نہ اتحاد یعنی ایک ہو جانیکی طریق پر جسمیں دوئی کا اطلاق نہ ہو عقیدہ ۶۸ ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنیکا اور دل سے تصدیق یعنی سچا ماننے کا ہے

عقیدہ ۶۹ ایمانِ اہلِ ایمان از ملائکہ و اہلِ جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء و سائر مومنین زیادت و نقصان نمی پذیرد عقیدہ ۷۰ - جمیع مومنین مستوی اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال۔ عقیدہ ۷۱ - اسلام تسلیم ش اے قبولِ باطن ہم و انقیادِ ش فرمانبرئ ظاہر ہم امر و نہی اللہ تعالیٰ را میگویند پس در طریقِ لغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیر اسلام پس ایمان و اسلام مانند شے است کہ ہرگز از یک دیگر جدا نمی شود چنانچہ گشت باشکم۔ عقیدہ ۷۲ - دریں اطلاق ش گفتن یا صدر تقیید ہم کردہ میشود بر ایمان و اسلام و شرائع بتمامہ۔

عقیدہ ۷۳ - می شناسیم حق تعالیٰ را چنانکہ حق معرفت است حسب مقدور خود و طاقۃ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود را بتمام صفاتِ ثبوتیہ۔ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ ہم و سلبیہ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ او تعالیٰ نیست ہم در کتابِ خود و در قرآن مجید آمدہ است

ترجمہ۔ عقیدہ ۶۹ ایمان ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے وہ فرشتوں میں سے ہوں یا جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسم انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مومنین عقیدہ ۷۰ تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔
عقیدہ ۷۱ - اسلام خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں۔ پس لغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے۔ پس ایمان اور اسلام مانند ایک شے کے ہے کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے۔ عقیدہ ۷۲ دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لیے۔ عقیدہ ۷۳ ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا حق تعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں۔ ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ترجمہ نیست مثل او سبحانہ چیزے وحال اینست کہ او شنوا و بینا است عقیدہ ۴۲ نیست قادر کسیکہ عبادت کند اللہ تعالیٰ را چنانچہ او سبحانہ سزاوار اوست لیکن بندہ عبادت میکند اللہ تعالیٰ را بامر او تعالیٰ چنانکہ امر فرمودہ است۔ عقیدہ ۴۳ تمام مومنین مستوی اند در معرفۃ فی نفسہا و یقین در امردین و توکل بر خدا و محبۃ برائے خدا و رسول و رضاء بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی ایقان بہ ثبوتِ ذات او تعالیٰ و تحقق صفات او تعالیٰ۔ و متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان و در چیزیکہ ذکر کردہ شد است بتمامہ عقیدہ ۴۴ در غیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوتِ ابرار در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتبِ عصیان از شرح فقہ اکبر ملا علی و تو اند شد کہ از ماسوائے ایمان مراد تصفیہ و تزکیہ و تخلیہ باطن باشد از ماسوی اللہ تعالیٰ باستقامۃ بر یقینیات ھ

ترجمہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ نہیں ہے مثل اس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ عقیدہ ۴۲ نہیں ہے کوئی قادر کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اُسکا سزاوار ہے لیکن بندہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اُسکے حکم سے جیسا اُسنے حکم فرمایا ہے۔ عقیدہ ۴۳ تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہے یعنی نفس اسی معرفت میں۔ اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو۔ اور خدا پر توکل کرنے میں۔ اور خدا اور رسول کے لیے محبت میں۔ اور تقدیر اور قضاء پر راضی ہونے میں۔ اور غضب اور عقوبت سے خوف کرنے میں۔ اور خوشنودی اور ثواب پانیکے لیے امیدواری میں۔ اور ایمان یعنی یقین کرنے میں ذات خدا تعالیٰ کے ثابت ہونے اور صفات خدا تعالیٰ کے متحقق ہونے پر۔ اور مومن متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور ان چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئیں ہیں یعنی غیر تصدیق و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گنہ میں اختلاف کے موافق۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو وے یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدا تعالیٰ سے ہو کے قیام پانیکے لیے یقینیات پر

عقیدہ ۷۶ - اللہ تعالیٰ فضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضلِ خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدلِ خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا میکند از ثواب و اجر دو چنداں چیزیکہ مستحق ہست بآں از فضلِ خود و گاہے می پوشد گناہ را از فضلِ خود بواسطۂ شفاعۃ و بلا واسطہ۔ عقیدہ ۷۷ شفاعۃ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعۃ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم برائے مؤمنین گنہگاران و برائی اہلِ کبائر از مومنین کہ مستوجب عقاب اند حق است۔ عقیدہ ۷۸ شفاعۃ ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفالِ مومنین صابرین علی البلوی ثابت است عقیدہ ۷۹ وزنِ اعمال بر ترازو کہ ہر دو کفہ خواہد داشت در روزِ قیامۃ حق است عقیدہ ۸۰ - قصاص میانِ نوعِ انسان در روزِ قیامۃ حق است یعنی حسناتِ ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلۂ ظلم اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدِّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درہما و دینارہا × عقیدہ ۸۱ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیئاتِ مظلومین بگردنِ ظالمین نہادن حق است۔

ترجمہ - عقیدہ ۷۶ خدا تعالیٰ فضل کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے۔ اور عذاب کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر۔ اور کبھی عطا کرتا ہے دوگنا ثواب اور اجر اُس چیز کا جسکے وہ مستحق ہیں اپنے فضل سے۔ اور کبھی چھپاتا ہے گناہ کو اپنے فضل سے بواسطہ شفاعۃ یا بلا واسطہ۔ عقیدہ ۷۷ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعۃ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گنہگار مومنین کے لیے اور مومنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے کہ لائق سزا ہیں حق ہے۔ عقیدہ ۷۸ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور شہداء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی اُن مومنین کے بچوں کی جنکے والدین نے اُنکی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے عَلَی الْبَلْوٰی ثابت ہے یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سبکا اتفاق ہے عقیدہ ۷۹ اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں جسکے دو پلڑے ہونگے قیامت کے دن حق ہے۔ عقیدہ ۸۰ قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان بنی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دینگے مقابلہ ظلم میں اِذْ لَيْسَ هُنَاكَ الدِّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيْرُ اسلیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہونگے کہ اُنسے اُنکا بدل ہو سکے۔ عقیدہ ۸۱ - اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہونگی تو بدلۂ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے۔

عقیدہ ۸۲ - حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حق است وپل صراط حق است
عقیدہ ۸۳ - جنۃ و نار کہ موجود اند الیوم قبل از قیامۃ حق اند وفانی نخواہند شد
بعد دخول جنیان و دوزخیان بخلاف جبریہ م - عقیدہ ۸۴ - عقاب و
ثواب اللہ تعالیٰ فانی نخواہد شد ہمیشہ بخلاف جبریہ م - عقیدہ ۸۵
اللہ تعالیٰ ہدایت کند راہ راست برون م میکند سوئے ایمان وطاعۃ از فضل
خود ہر کسے راکہ میخواہد وضلالت میدہد بکفر ومعصیت از عدل بالحکمۃ م خود ہر کسے راکہ میخواہد - عقیدہ ۸۶ اضلال اللہ تعالیٰ عبارت از خذلان است
وتفصیل خذلان اینست کہ توفیق نیابد بندہ آں چیز راکہ راضی حق تعالیٰ از آں چیز
وآں خذلان از عدل بالحکمۃ م است آنچنیں عقوبت مخذول بر معصیت
از عدل بالاستحقاق م - عقیدہ ۸۷ - نیستیم قائل اینکہ شیطان
سلب میکند ایمان را از بندہ مومن از روئے قہر وجبر لیکن میگوئیم بندہ میگذارد ایمان را باختیار
خود باغوائے شیطان یا بہوائے نفس پس ہرگاہ ترک میکند بندہ ایمان را پس سلب میکند ایمان را از آں بندہ شیطان

ترجمہ عقیدہ ۸۲ حوض پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حق ہے اور پل صراط حق ہے۔
عقیدہ ۸۳ جنت اور دوزخ جو آج موجود ہیں قیامت سے پہلے حق ہیں۔ اور فنا نہ ہونگی یعنی جنتیوں اور
دوزخیوں کے داخل ہونیکے بعد بخلاف جبریہ کے۔ عقیدہ ۸۴ عذاب اور ثواب خدا تعالیٰ کا
فنا نہ ہوگا ہمیشہ بخلاف جبریہ کے عقیدہ ۸۵ - خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے یعنی سیدھا رستہ بتلاتا ہے
ایمان اور طاعت کی طرف اپنے فضل سے جس کسیکو وہ چاہتا ہے۔ اور گمراہ کرتا ہے کفر وگناہ کی طرف
اپنے عدل سے جو بمقتضائے حکمت ہے جس کسی کو کہ وہ چاہتا ہے۔ عقیدہ ۸۶ گمراہ کرنا خدا تعالیٰ کا
عبارت ہے خذلان سے۔ اور تفصیل خذلان کی یہ ہے کہ بندہ توفیق نہیں پاتا ہے اس چیز کی
جس سے حق تعالیٰ راضی ہے۔ اور یہ خذلان حکمت کی بنا پر خدا کے عدل سے ہے۔ اور اسی طرح مخذول کا
عذاب کیا جانا گناہ پر عدل سے ہے جس کا وہ مستحق تھا۔ عقیدہ ۸۷ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں
کہ شیطان ایمان کو بندۂ مومن سے سلب کرلیتا ہے قہر اور جبر کرکے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ بندہ ایمان کو
اپنے اختیار سے چھوڑ دیتا ہے شیطان کے بہکانے سے یا ہوائے نفس سے۔ پس جب بندہ ایمان کو ترک
کردیتا ہے تو شیطان ایمان کو اس بندہ سے سلب کرلیتا ہے۔

عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ
ترجمہ۔ کیست ربّ تو و چیست دین تو و کیست پیغمبر تو ۔ در قبر یا در مستقر
ش اے جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چنانکہ غریق و حریق و خوردہ گرگ وغیرہ
م حق است عقیدہ (۸۹) ۔ اعادۂ روح بسوئے جسد بندہ در قبر حق است ۔
عقیدہ (۹۰) ۔ ضغطۂ ش ہندی دبانا ۔ ضغطۂ قبر برائے مومن مانند معانقۂ
مادر مشفقہ ہست از شرح فقہ اکبر ملا علی م قبر جمیع مومنان را حق است ۔
عقیدہ (۹۱) عذاب قبر حق است جمیع کافران را و بعضی عصات مومنین را ۔
و ہمچنین متنعم بعض مومنین حق است عقیدہ (۹۲) تغییر تمام اسماء کہ ذکر کردہ
اند آنرا علماء بزبان فارسی از صفات حق تعالیٰ عزت اسمائہ و تعالت صفاتہ
جائز است مگر یدٌ کہ تغییر یدٌ بفارسی جائز نیست ۔ عقیدہ (۹۳) جائز است
کہ بگوید بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف ۔ عقیدہ (۹۴) ۔ نیست قرب اللہ
تعالیٰ از ارباب طاعت و بُعد اللہ تعالیٰ را از اصحاب معصیت

ترجمہ عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ حق ہے
یعنی کون ہے تیرا رب ۔ اور کیا ہے تیرا دین ۔ اور کون ہے تیرا نبی ۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ
جہاں کہیں کہ ہووے جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا ۔ اور آگ میں جلا ہوا اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ
عقیدہ (۸۹) ۔ روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے عقیدہ (۹۰) ضغطۂ قبر
یعنی دبانا قبر کا نسبت مومنین کے لیے حق ہے ۔ مومنین کے لیے ضغطۂ قبر شفیق ماں کے گلے
لگا لینے کی مانند ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ (۹۱) قبر کا عذاب سب
کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے ۔ اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت
دینا حق ہے عقیدہ (۹۲) ۔ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزت اسمائہ و تعالت
صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اسکے اور برتر ہیں صفات اسکی ۔ علماء نے جنکی بتغیر
فارسی میں بیان کی ہے وہ تغییر اسماء کی جائز ہے مگر یدٌ کہ بتغیر یدٌ کی فارسی ید دست کے ساتھ
جائز نہیں ہے عقیدہ (۹۳) جائز ہے کہ کہے بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے جو بغیر
تشبیہ اور بدون کیف کے ہے عقیدہ (۹۴) خدا تعالیٰ کی نزدیکی فرمانبرداروں سے اور دوری گنہگاروں سے

از طریق طول و قصر و مسافت و نہ بر معنی کرامت و ہوان ولیکن مطیع قریب است از حق تعالیٰ بلا کیف و عاصی بعید است از حق تعالیٰ بلا کیف اے بوصف تنزیہ ش قرار داد امام علیہ الرحمۃ قرب و بعد حق تعالیٰ را از بندہ و قرب و بعد بندہ را از حق تعالیٰ از باب متشابہات بلا تاویل از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم عقیدہ ۹۵ قرب و بعد و اقبال ش ضد اعراض ہم اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورت بندہ در جنت و وقوف بندہ در قیامت میان یدین حق تعالیٰ بلا کیف است عقیدہ ۹۶ - قرآن مجید کہ نازل شدہ است نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وسلم و مکتوب است در مصاحف مابین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علیٰ ما ہو المشہور - عقیدہ ۹۷ - آیات قرآن مجید کہ متشابہات در معنی کلام است یعنی در مقام مقصود است برابر است کہ دراں ذکر رحمت اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکر غضب اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلت لفظی و عظمۃ معنوی

ترجمہ: لمبائی اور پوتائی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی اور ہوان یعنی خواری اور بیعزتی کی بنا پر۔ ولیکن مطیع قریب ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف۔ اور عاصی بعید ہے حق تعالیٰ سے بلا کیف یعنی وصف تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جسمیں اسکی پاکی ہوتی ہو۔ امام علیہ الرحمۃ نے حق تعالیٰ کے قرب اور بعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قرب اور بعد کو جو حق تعالیٰ سے ہے بدون تاویل باب متشابہات سے اسکو قرار دیا ہے۔ یہ ہی خلاصہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا۔ عقیدہ ۹۵ نزدیکی اور دوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدائے تعالیٰ کا مناجات کرنے والے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوس ہونا بندہ کا خدا سے جنت میں اور بندہ کا قیامت میں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلا کیف ہے۔ عقیدہ ۹۶ - قرآن مجید رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وسلم پر جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان لکھا ہوا ہے خدا تعالیٰ کا کلام ہے علیٰ ما ہو المشہور یعنی اسی بنا پر کہ وہ مشہور ہے۔ عقیدہ ۹۷ قرآن مجید کی آیتیں جو کہ متشابہات ہیں یعنی مقام مقصود میں ہیں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے خواہ انمیں خدائے تعالیٰ کی رحمۃ کا ذکر ہو خواہ اولیاء اللہ کی مدح ہو یا خدا تعالیٰ کے غضب یا خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلت لفظی اور عظمۃ معنوی

ولیکن بعض آیات را فضیلۃ ذکر و مذکور است مانند آیۃ الکرسی زیرا کہ مذکور در آیۃ الکرسی جلالت و عظمۃ اللہ جل جلالہ و صفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذات حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلۃ یکی فضیلۃ ذکر دوم فضیلۃ مذکور و بعضی آیات را فضیلۃ ذکر است فقط نہ فضیلت مذکور چنانچہ سورہ تبت یدا و مانند ایں از احوال فجار عقیب ۹۸ ۔ اسماء اللہ تعالیٰ چنانچہ اللہ و احد و صفات حق تعالیٰ چنانچہ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بتمامہ مستوی اند در فضیلۃ و عظمۃ ش مطلقاً یعنی بقطع نظر از وجوہ فضیلۃ بعض بر بعض م و نیست تفاوت در اطلاق آنہا بر ذات و صفات حق تعالیٰ و ایں منافی عظمۃ بعضی اسماء و صفات بر بعضی اسماء و صفات نیست ش عظمۃ جزئیۃ یعنی مع لحاظ وجہ فضیلۃ و عظمۃ بعض بر بعض م عقیب ۹۹ و والدین رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مردند بر کفر ش دریں مسئلہ اختلاف علماء است و جانب صحۃ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجح بدلائل و زیادۃ فریق است م

ترجمہ ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دونوطرح کی فضیلت ہی جیسے آیۃ الکرسی اسلیے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہ کی جلالت و عظمت اور اسکی اُس صفت کا مذکور ہے جو فقط تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتو نکو فقط فضیلت ذکر حاصل ہے نہ فضیلت مذکور جیسا سورہ تبت یدا اور اسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت۔ عقیب ۹۸ خدا تعالیٰ کے نام جیسے اللہ اور احد اور خدا تعالیٰ کی صفتیں جیسے لَهُ الْمُلْكُ اور لَهُ الْحَمْدُ یعنی اُسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے۔ یہ تعلق فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی اُن وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کی بعض پر فضیلت ہے۔ اور ذات و صفات حق تعالیٰ پر اُن کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے۔ اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء و صفات کی عظمت کی جو اُن کو بعض اسماء و صفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت بعض کے بعض پر۔ عقیب ۹۹ والدین رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونیکی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے

رسول علیہ السلام انتقال ازیں عالم بر ایمان کردند۔ ابو طالب عم حضرت رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرد کافر۔ حضرت قاسم و حضرت طاہر و حضرت ابراہیم بودند فرزند رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ و بیوی زینب و بیوی رقیہ و بیوی ام کلثوم بنات رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودند عقیدہ ۱۰۱ ہر وقتیکہ مشکل شود بر انسان اہل ایمان شیٔ از دقائق علم توحید پس واجب است بران انسان اینکہ اعتقاد کند چیز یرا کہ صواب است نزد حق تعالیٰ بطریق اجمال مثل یعنی ہر چہ صواب است نزد حق تعالیٰ ہمان مقبول و مختار من است و تفصیل نکند مادام کہ یابد عالم را عارف بحقیقۃ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بر وجہ کمال و تاخیر نکند۔ عقیدہ ۱۰۲۔ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسد در بیداری بسوئے آسمان حق است و ثابت است بطریق متعددہ پس کسیکہ رد کند آں خبر را و ایمان نیارد مقتضائے آں خبر ضال است و مبتدع ؛

ترجمہ۔ رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابو طالب چچا حضرت رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافر مرے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی ام کلثوم سلام اللہ علیہن رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں عقیدہ ۱۰۱ جس وقت انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جاوے تو اس انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہو۔ یعنی جو کچھ حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول و مختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہانتک کہ کسی ایسے عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔ عقیدہ ۱۰۲ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے پس جو کوئی اس خبر کو رد کریگا اور اسکے موافق ایمان نہ لائیگا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے

عقیدہ ۱۰۳ خروج دجال و یاجوج و ماجوج و طلوع شمس از غرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام از آسمان و سائر علاماتِ روز قیامت بنا بر چیزیکہ وارد است بآں اخبارِ صحیحہ بلکہ آیات صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴ ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میکند ہر کس را کہ می خواہد بسوئے صراطِ مستقیم نقش ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملا علی۔ زیں پس دعاء است از مترجم و صلوٰۃ از دردمند ہم

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا
بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِیْبِكَ وَعَلٰی
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَ
شَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ ؕ

ترجمہ عقیدہ ۱۰۳ خروج یعنی نکلنا دجال کا۔ اور یاجوج ماجوج کا۔ اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے۔ اور ساری علامتیں روز قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کے بلکہ صاف آیتیں اسکی نسبت وارد ہیں

عقیدہ ۱۰۴ ۔ اللہ تعالیٰ جس کسیکو کہ چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملا علی قاری کی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مترجم کی دعا ہے اور دردمند کی درود

دعائے مترجم

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا بِحُرْمَةِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ
اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ایخدا ہمکو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا صاحب صراط کی حرمت سے کہ مالک ہے
راستے کے۔ اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔ درود دردمند اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ
وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِیْبِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَ
تَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم
تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور انکے انوار پر جیسا تجھ کو وہ محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور اسکو ہمارا سفارشی کر اور

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمہ عن خطیئات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمہ عن خطیئات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان الکلام فی اصول تعصمک عن خطیئات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ذکر کیفیۃ حقائق الاشیاء ثابتۃ

اصل ۔ ان حقایق الاشیاء ثابتۃ ش فیہا مغایرت علی انواع الاضافۃ تامل فیہا ۔ والشیء یطلق علی مالہ وجود فیہا واقعتان بنفسہما ۔ وان نفیتا فثابتتان لثبوت متقدم للنفی ۔

ترجمہ اصول

ایں ذکر در بیان کیفیت اصول است کہ از خطاہائے فہم در حقائق حقہ نگاہدارندہ اند و در انہا گفتگو و کلام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنیم خدایرا و یاری خواہیم ازو ، و درود خوانیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم ۔ و بر آل او و یاران او و بر متابعان او و بتمامہا ۔ بدانکہ ہر آئینہ ایں کلام در اصول است کہ از خطاہائے فہم در حقایق حقہ ترا نگاہدارند ۔ و در انہا بحث و کلام است

اصل ۔ ہر آئینہ حقایق اشیاء ثابت است یعنی حقیقتہائے چیزہا ۔ و درین ہر دو مغایرت است بر اقسام اضافت یعنی در حقایق کہ مضاف است بسوی اشیاء و مضاف الیہ درین ہر دو مغایرت موجود است ۔ زیرا کہ اضافت در شیئین موجودین می باشد ۔ و ایں مغایرت بر اقسام اضافت است چنانچہ اضافت لامی بمعنی برای کہ تخصیصی ہم ازیست چوں حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ برای اشیاء اند یا مخصوص باشیاء مثل اسم زید کہ برای تخصیص است و اضافت منی بمعنی از کہ بیانے ہم ازو است چوں حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ از اشیاء اند مثل انگشتری طلا کہ درین بیان مضاف از مضاف الیہ است ۔ و اضافت تحلیلی چوں حقایق اشیاء ہمچو آب شیر کہ درین مضاف بمضاف الیہ تحلیل یافتہ ۔ و اضافت توضیحی چوں حقایق اشیاء ہمچو شہر مکہ کہ درین توضیح بمضاف الیہ است ۔ و علی ہذا القیاس ۔ پس باید کہ در ینہا فکر و تامل کنی ۔ و اشیاء جمع شیء است و لفظ شیء گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد یعنی ہستی و بودن ازو دانستہ شود ۔ پس ہر دو یعنی شیء و حقیقتش بنفس خود واقع ہستند یعنی واقعی ہر دو ہستند ۔ و اگر ہر دو نفی کردہ شوند پس برای نفی ثبوتی میباشد ازیں ہر دو ضروری است کہ نفی بدان جاری شود و در نہ نفی بر عدم باطل است پس بنا بر ثبوت متقدم برای نفی ہر دو ثابت آمد

ذکر کیفیت اصول کہ از خطاہائی فہم در حقائق نگاہدارندہ اند و در انچہ در کلام است مشکل بگشاید

اصل ثبوت حقایق اشیاء دو معانی دارد اشتمال وجود و وجود و غیرہ و معنی دوم

والعلم بہما متحقق ش فیہ اشارۃ الی ثبوتہا بل ثبوتہما بالاضافۃ
اذ العلم لا یتحقق بالعدم فاذا تحقق فصح الحکم فالحقیقۃ
اما بمعنی الذی ہو مصداق متقدم لحصول شیۂ لصنع شیء
فہو ثابت۔ واما بمعنی علت معلول کما فی قیام محتاج بمحتاج
الیہ قیاما حقیقیا او مجازیا وہو اظہر ش ای لا یحتاج الی
دلیل م واما بمعنی ماہیۃ شیء وہی وجود نفسہ الواقع
فان تکن وہمیۃ ای متحصلۃ من وہم فمعنی وہمیۃ
اما ان لا یکون لہا وجود مطلقا فالعدم مجہول فکیف حکمہ
واما ان یکون لہا وجود منتزعا غیر مستقر بذاتہ فالوجود
بہذا الوجہ واقع ش وان لم یکن واقعا فالعلم بہ ممتنع و

ترجمہ وعلم بانہا متحقق است۔ ودریں اشارت است بہ ثبوت حقایق اشیاء بلکہ ثبوت ہر دو بنابر
ربط اضافت از انکہ علم بعدم متحقق نمی شود وہر گاہ کہ تحقق یافت پس حکم صحیح شد کہ آں ہر دو ثابت اند یعنی اشیاء
وحقایق اشیاء۔ اکنوں حقیقت یا بمعنی آنکہ او مصداق متقدم است برائے حصول شبہ صنع شئ را یعنی چیزے
پیش شوندہ کہ از و برائے صنع وساختن دیگر شئ شبہ حاصل کنند تا او مصداق یعنی تصدیق کنندہ پیشین باشد
واو ثابت است ورنہ شبہ از کجا حاصل آید۔ یا حقیقت بمعنی علت معلول است یعنی علت اشیاء چنانچہ در قیام
محتاج بمحتاج الیہ ایں علت ظاہر تر است کہ احتیاج دلیل نمی دارد خواہ قیام حقیقی باشد چوں قیام عرض بجوہر یا فعل
بصفت وصف بذات۔ یا مجازی چوں قیام حادث بقدیم وسیاہی بکاغذ یا حقیقت بمعنی ماہیت شئ است و
او بودن نفس شے است کہ واقعی باشد۔ پس اگر آں ماہیت وہمی است یعنی از وہم حاصل شدہ چنانچہ بعض
عقیدہ کردند۔ پس معنی وہمیہ یا آنکہ او را وجود مطلق نباشد۔ پس عدم مجہول است او را حکم چگونہ باشد
ویا آنکہ او را وجودے منتزع باشد کہ غیر مستقر بود بذات خود یعنی بذات خود قرار پذیر نباشد۔
پس در ہمیں وجہ وجودے کہ منتزع است کو بذات خود قرار ندارد اما واقعی است چرا کہ اگر واقع
نیست پس علم بدو ممتنع است حالانکہ علم ہست پس ایں وجود ضرور واقع است ۔

هو وانما التغير منتزع ش من حيث الاتخاذ هو من
متغير فى العلم موجودان واقعًا ش اى وجودًا وانتفاءً هذا
دليل على واقعية وجود المنتزع هو لا ش اى ان لم
يكن بمعنى وجودٍ واقعٍ هو فبالمعنى الاولِ للواجبِ تعالى توهم
ش اى علم العدم هو نفى له وحق انه الوهم علم غير
مستقر بمعلومه لا معلوم غير مستقر فى وجوده *
فالمعلوم بحقيقته كما هو فان الماهية الموجودة بين
عدمين تشرع الى فنائها حتى لا يستقر علمها بها فهذا
حقيقة الوهم والوهمية لا كحلقةٍ من شعلةٍ جوالةٍ
لانها بحقيقتها معدومةٌ وبوجود الحلقة من جولان
الشعلة يلزم انها كهي حدوثا وقدمًا فلا يصدق
التشبيه لوجودٍ حادثٍ من قديمٍ *

ترجمہ و دیگر آنکہ حق ایں نیست کہ تغیر از متغیر منتزع است و انتزاع بحیثیت اتخاذ بمعنی فرا گرفتن است یعنی کہ گرد ایں است ممکن نیست کہ برگردندہ فرا گرفتہ شود پس در علم ہر دو واقعی موجود اند یعنی وجود واقعی دارند۔ ایں دلیل است بر واقعی بودن وجود منتزع یعنی منتزع ہم وجود واقعی دارد۔ پس حاصل معنے وہمیہ آنکہ ادراک وجود منتزع باشد کہ در وجود واقع است۔ ورنہ باعتبار معنی اول برای واجب تعالی توہم محض است یعنی علم بر عدم است کہ وجود مطلق ندارد چنانچہ در معنی دوم گفتہ شد۔ و بمعنی ثانی گفتہ شد بایں کہ عدم مجہول است و حکم بر مجہول محال و حق آنکہ ہر آئینہ وہم علمی است کہ بمعلوم خود غیر مستقر است یعنی آں علم بمعلوم خود قرار پذیر نیست بسرعت فنای خود نہ اینکہ معلوم در وجود خود غیر مستقر است پس معلوم بحقیقت خود چنانکہ باید نیست ہمو ہمو۔ چنانچہ وجود باری تعالی کہ موجود معلوم است ہمچنانست کہ ہست کما ہو ولیکن علم مخلوق بدو بجہت سرعت فنا غیر مستقر است کہ قرار نمی پذیرد و ہر آئینہ ماہیتی کہ موجود است در میان دو عدم یعنی سابق و لاحق چنان بفنای خود آں ماہیت تیز می رود کہ علم او باو قرار نمی پذیرد و ہمیں حقیقت وہم و وہمیت است نہ چوں حلقہ کہ از شعلۂ جوالہ پدید آید کہ مذہب بعض کسان ہست از آنکہ ایں حلقہ بحقیقت خود معدوم است۔ و در تسلیم وجود حلقہ کہ از جولان شعلہ لازم آید اینکہ آں حلقہ از روی حدوث و قدم مثل شعلہ است پس ایں تشبیہ برای وجود حادث از قدیم صادق نباشد

فاما الکلام فی وجودٍ خارجٍ من علمٍ ووجودٍ ذهنیٍ فان لم یکن لمعلوماتٍ حادثة وجودٌ خارج فالحسّ ای اللمس وان کان متنازعا بقیامٍ مجازی من حاسٍ ومحسوس او بقیامٍ حقیقی من روحٍ و جسدٍ باطلٌ لان الحسّ لا یوجد الا فی وجودٍ خارج وهو مجمع علی وجوده بداهتا۔ واما بمعنی اثر شیءٍ مثلاً فی مُبردٍ برودتٌ فان قیل الاثر بالنسبة لا بالحقیقة فتحقق الاثر بالنسبة بسلب الاثر بالحقیقة من الطرفین باطلٌ فکیف وانما الثبوت متقدم علی السلب ش لان السلب لا یوجد الا بتقدم الثبوت م حق انه ثابت بحقیقته ومسلوب بنسبة ش لان الحقیقة اقدم من النسبة اذ النسبة لا تقوم الا بالحقیقة م وانما التاثیر وسلبه بالنسبة لا بالحقیقة ۔

ترجمہ: لیکن سخن است در وجود خارج از علم و وجود ذہنی۔ پس برائے معلوماتِ حادثہ اگر وجود خارج نیست۔ پس حس یعنی لمس کسودن است باطل باشد اگرچہ این حس از حاس ومحسوس بقیامِ مجازی متنازع است یا بقیامِ حقیقی از روح وجسد از انکہ این حس یافتہ نہ شود مگر در وجودِ خارج حالانکہ بر وجود او مجمع است کہ او از بداہت است۔

یا حقیقت بمعنی اثر شے است چوں در مُبردِ برودت یعنی خنکی در خُنک شے۔ واگر گفتہ شود کہ اثر ثابت بہ نسبت است نہ بحقیقت کہ قول بعض حکما است این چگونہ راست آید۔ از انکہ تحقق اثر کہ بہ نسبت است بسلبِ اثر بحقیقت از طرفین باطل است و بہ ثبوت نہ پیوستہ کہ اثر بحقیقت از ان ہر دو اشیا کہ در وی بہ نسبت قائم است اگر سلب بود بدونش اثر بہ نسبت متحقق یا بد پس اثر بہ نسبت بدون اثر بحقیقت کے راست شود وہمیں است کہ ثبوت متقدم است یعنی پیش شوندہ بر سلب و تا وقتیکہ ثبوت پیشتر نہ آید سلب از کجا آید لہذا سلب بغیر تقدمِ ثبوت یافتہ نہ شود۔ پس حق آنست کہ اثر ثابت بحقیقتِ خود است ومسلوب بہ نسبت است از انکہ حقیقت از نسبت اقدم یعنی پیشتر است زیرا کہ نسبت بدون حقیقت قیام نیابد۔ وجز این نیست کہ تاثیر وسلبِ تاثیر بہ نسبت آمدہ نہ بحقیقت ۔

ذکر کیفیت انتزاع۔

اصل۔ ان الانتزاع لیتحقق من جهةٍ وهو اتخاذ
ش بخاءٍ وذالٍ فوقانیتین والاتخاذ یفید علی
تخصیص المخصص ممنوع الجواز ام شیء من شیء اتخاذا
ش بخاءٍ وذالٍ مهملتین ام فلا یحتاج فی حدہ
بشیءٍ اخر منه لعدم الاشتراک بای وجهٍ وقد یحتاج
بتحققه ان شیء اخر منه فمن جهتین او جهات
ش ای فیتحقق من جهتین او جهات ام وان
قیام شیءٍ بشیء علی وجهین حقیقی وهو تحقق النسبة
بین القائم والقائم به ای المنسوب والمنسوب الیه علی عینیته
به بوجهٍ مع زیادت القائم علیه ش ای علی القائم به متعلق زیادت

ترجمہ اصل۔ ہر آئینہ انتزاع میں کہ از جہتے متحقق شود۔ واو اتخاذ است یعنی فراگرفتن چیزی را از چیزے
در وجہ اتحاد ورنہ در وجہ خلاف وند اخذ (بخاء وذال معجمتین) از جانبین ممتنع است۔ ایں اتخاذ مفید است
بر تخصیص مخصص ممنوع الجواز یعنی ایں فراگرفتن سودمند است بر خاص کردن خاص کردہ شدہ باینکہ خاص
کردن کہ از جوازش منع نام باشد از انکہ در جواز طرفین مساوی باشد۔ و در اخذ طرفین بسبب منع جواز مساوات ندارد
بلکہ فقط یکطرف وجوب ثابت باشد چوں قول ادتعالی خُذُوْا مَا اٰتٰىكُمْ بِهِ الرَّسُوْلُ یعنی بگیرید چیزے کہ آورد
ایں رسول آور دریں آیت شریفہ از مَا اٰتٰىكُمْ بِهِ الرَّسُوْلُ یعنی آنچہ کہ آورد ایں رسول آورد۔ جواز
اختیار وعدم اختیار ممنوع است بلکہ اختیار کردنش واجب است۔ پس در اخذ یعنی در گرفتن یک سمت وجوب
ثابت آمد و جواز ممنوع۔ الحاصل ایں انتزاع کہ از جہتی متحقق باشد بسبب عدم اشتراک بہیچ وجہ در حد خود بچیزے
دیگر از اں محتاج نشود یعنی بجز اتخاذ من وجهٍ بہیچ وجہ اشتراک بچیزی آخر ندارد پس در حد خود از چیزے
بچیزے دیگر محتاج نباشد۔ وگاہے ایں انتزاع بتحقق خود بچیزی آخر از اں جہۃ واحد محتاج نباشد پس ایں
انتزاع زمینین یا از جہات ثابت و متحقق شود۔ و چونکہ انتزاع و اتخاذ بوجہ اتحاد در شیئین باشد
لہذا در ہیچ جا چیزے از چیزے از قیام چارہ نیست۔ و ہر آئینہ قیام چیزی بچیزے بر دو وجہ است یکی حقیقی و آں تحقق
نسبت است و میان قائم و قائم بہ یعنی منسوب و منسوب الیہ بر بنائے عینیت قائم با قائم بہ مع
زیادت قائم بر قائم بہ یعنی در قیام حقیقی قائم را با قائم بہ نسبۃ لطور عینیت ثابت باشد۔ اگرچہ
وجہ زیادت قائم بر قائم بہ ہم متمائز شود

تحقق انتزاع میں
ومعنی او و ثبوت قیام
سام او و تعریف
ں و التزام۔

مر والزیادۃ شرطت فیہ لان الانتساب لا یتحقق الا فی
الموجودین ومجازی وھو لیس کذلک ش ای یتحقق
النسبۃ بالعینیۃ بوجہ مع الزیادت مر بل مع المغایرت
ولا یتحقق الا بتحقق واسطتہما بالقیام الحقیقی الذی یسعہ
فھو حاجب موصل بین القائم والقائم بہ - فما من جہۃ
ش ای الانتزاع الذی یتحقق من جہۃ مر اما تضمنی
وھو انتزاع من وجود من حیث ترتب الوجود تضمنا منہ
فاما قیاما حقیقیا کالفعل من الصفۃ والصفۃ من الذات
فلزم حدوثہما ش ای المنتزع والمنتزع منہ
مر او قدمہما علی حکم منتزع منہ وحدوث منتزع
کوجود الحاجب الموصل وقدم منتزع منہ علی سالبہما

ترجمہ وجہ زیادت در قیام حقیقی اوال شرط کردہ شد کہ انتساب متحقق نیاید
مگر در موجودین پس نسبت درمیان موجودین کہ منسوب ومنسوب الیہ باشند زیادت را میخواہد
وقیام حقیقی عینیۃ را ودیگر قیام مجازی کہ او ہمچنین نیست کہ مذکور آمد یعنی تحقق نسبت بعینیۃ مع
وجہ زیادت بلکہ تحقق ایں نسبت با مغایرت آمدہ - وایں نسبت متحقق نباشد مگر بتحقق واسطہ
چیزے کہ با منسوب الیہ قیام حقیقی دارد ومنسوب مجازی را ہم در خود فروگیرد یعنی او را گنجایش
وفراخی دارد پس او حاجب موصل است کہ درمیان قائم وقائم بہ وصل وپیوند دہد ونیز حجاب
آرد - ہو انتزاعے کہ از جہتی متحقق - یا تضمنی است وآں انتزاع واتخاذ است یعنی بیروں کشیدن و
فراگرفتن بحیثیت ترتب وجود از وجودی بتضمنش درگرفتہ یعنی ایں انتزاع باینطور است کہ وجود
از وجودی ترتیب وادن است بتضمن او درگرفتہ - وایں انتزاع تضمنی یا قیام حقیقی است چوں
فعل از صفت وصفت از ذات پس بقیام حقیقی حدوث ہر دو لازم یا قدم ہر دو بنا بر حکم منتزع
منہ در منتزع یعنی اگر منتزع منہ قدیم است قدم منتزع ہم لازم آید واگر آں حادث ایں ہم حادث
وحدوث منتزع چوں وجود حاجب موصل وقدم منتزع منہ چوں ذات وصفات واجب
تعالی پس در حدوث یا در قدم ہر دو بر حال خود اند +

ش حدوثاً او قدماً مر و اما مجازیاً فهما علی حدهما
کوجودِ حادثِ مخلوقٍ عن قدیمٍ شبهاً عنه و اما النزاعی
وهو انتزاعٌ من عدمٍ لازمٍ مبنیٌ علیه بوجودِ حادثٍ تضمناً
منه من حیثِ ترتبِ الوجود التزاماً من وجودٍ شبهاً عنه فمن وجودٍ
خارجٍ ملتزمٍ الا فی هذا وجهُ التزامی یتعلق بالوجود ووجهٌ تضمنی یتعلق بالعدم
فاحفظِ النظر عن الزیع وهذا لا یحتاج بتحققه الی جهةٍ اخری
ومامن جهتین کالتحت والفوق وهذا یحتاج بانتزاعه الی
جهة وبتحققه الی جهةٍ اخری ومامن جهاتٍ کالقرب و
البعد وهذا لا ینتزع الا من جهتین محکومتین فی حکمٍ واحدٍ
للانتزاع ولا یتحقق الا بجهة ثالثة

اصل ۳۔ ان اختصاص شیءٍ بشیءٍ علی قسمین حقیقی وهو احتیاج
بینهما اما قیاماً حقیقیاً واما قیاماً مجازیاً کما فی الانتزاع من جهة وهذا

اصل در کیفیۃ اختصاص

ترجمہ وو دریں انتزاع تضمنی یا قیام مجازی است پس ہر دو در حدِ خود اند چوں وجود حادث مخلوق کہ انتزاعی است تضمناً بقیام مجازی از قدیم بغرض حصولِ شبہ از قدیم۔ و یا انتزاعی کہ از جہتی متحقق باشد التزامی است و او انتزاع است از عدمِ لازم کہ بوجود حادث بروآگہی است بایں طور کہ ایں انتزاع از عدم ضمناً بحیثیت ترتبِ وجود است بطور التزام کہ لازم آمدن است از وجود بغرضِ حصولِ شبہ تا وجودی از وجود بغرضِ حصولِ شبہ بطور التزام مترتب شود۔ پس ایں انتزاع از وجودِ خارجِ ملتزم است یعنی از وجود خارج کہ لزوم گیرندہ و لازم شوندہ است انتزاع شدہ ترتبِ وجود بود۔ آگاہ باش کہ دریں انتزاعِ التزامی وجہ التزامی بوجود تعلق دارد و وجہ تضمنی بعدم تعلق دارد پس از کجی نظر را نگہدار۔ و ایں انتزاع بتحقق خود سوئی جہتِ دیگر محتاج نباشد۔ و آنچہ ثبوتش از جہتین است چوں تحت و فوق است یعنی زیر و بالا۔ و ایں با انتزاعِ خود سوی جہتے محتاج باشد و بتحقق و ثبوتِ خود سوئی جہتی دیگر۔ و آنچہ تحققش از جہات است چوں قرب و بعد است یعنی نزدیکی و دوری۔ و ایں انتزاع نیابد مگر از دو جہتی کہ ہر دو در حکمِ واحد برائی انتزاع محکوم اند و متحقق نشود مگر بجہتِ ثالث۔

اصل ۳۔ ہر آئینہ اختصاص یعنی خاص گردیدن و شدن و خاص گردانیدن و کردنِ چیز بچیزے بر دو قسم است یکی حقیقی و او احتیاجی است درمیان ہر دو۔ و ایں احتیاج یا بطور قیام حقیقی باشد یا مجازی چنانچہ در انتزاع جہتے مذکور آید

اصل در کیفیۃ اختصاص
حدود اقسام مختار الحق
وجہ مجازی وہ ہے کہ رشتہ بجوازی
وجہ تضمنی وہ ہے کہ رشتہ بلزومی
وجہ التزامی ضروری اور حتمی ہے۔

ش ای الاختصاص الحقیقی م لا یحتاج فیما فیہ ش ای فیما وقع فی الاختصاص الحقیقی م الی اختصاص مخصِّص فیشترط علم محتاجٍ من جہۃ محتاج الیہ ضرورتا ش ای وجوبا م لا عکسہ وھذا ش ای الاختصاص الحقیقی م بمعنی ۲ رابطٍ بینہما ش ۱ بین الشیئین او بین المحتاج والمحتاج الیہ م وھنا الاختصاص بمعنی لازمٍ ش الذی بمقابلۃ متعدٍ م وبمعنی ۲ اختصاصِ مخصِّص ایضا فیشترط علمہا بربطہما الدائرِ ش ای بینہما قیل اختصاصِ المخصِّص م وھنا الاختصاص بمعنی متعدٍ ش الذی بمقابلۃ لازمٍ م فیشبہ بمجازی ش الذی بمقابلۃ الحقیقی م ۲ ومجازی ۱ وھو اختصاصُ مخصِّصٍ شیئا بشیءٍ ولا احتیاج بینہما قیاما حقیقیا ولا مجازیا

ترجمہ و ایں اختصاصِ حقیقی محتاج بسوئے اختصاصِ مخصِّص نباشد یعنی بسوئے خاص گرداینده خاص کننده در آنچه که او دریں اختصاص حقیقی واقع آمده پس علم محتاج از جہت محتاج الیہ ضرورتاً شرط باشد یعنی ایں شرط واجب ہست نہ عکس او یعنی از جہت محتاج علم محتاج الیہ کہ ایں شرط واجب نیست۔ و ایں اختصاص حقیقی بمعنی ربط ہست درمیان ۲ دو شی یا درمیان محتاج و محتاج الیہ۔ و اینجا اختصاص بمعنی لازم ہست یعنی خاص شدن کہ مقابل متعدی باشد چوں اختصاصِ فعل بہ صفت و صفت بذات کہ دریں اختصاص لازم بسبب ربطِ درمیانی ذات را علم صفت یعنی دانستن صفت واجب ایست نہ عکس او۔ و ایں اختصاصِ حقیقی بمعنی اختصاصِ مخصِّص ہم آید۔ پس بسبب ربطی کہ پیش از اختصاصِ مخصِّص درمیان ہر دو دائر است علم محتاج و محتاج الیہ ہر دو شرط باشد۔ و اینجا ۲ اختصاص بمعنی متعدی است یعنی خاص گرداینده کہ مقابل لازم باشد۔ و ایں اختصاص مشابہ بمجازی بیشتر کہ در مقابلِ حقیقی آید کہ بیانش می آید چوں اختصاصِ اسم زید بہ زید کہ پیش از مخصِّص باو خاص است۔ پس دریں اختصاص متعدی مشابہ بمجازی وقتِ اختصاص۔ مخصِّص را علم ذات و اسم ہر دو بسبب رابطی کہ درمیان ذات و اسم پیش از اختصاصِ مخصِّص دائر است مشروط باشد۔ ہمچنیں علم اختصاصِ لفظِ اللہ بذاتِ واجب۔

۲ دوم مجازی و او خاص کردنِ مخصِّص چیزی را بچیزے ہست و درمیان ایں ہر دو شی احتیاج قیام حقیقی و مجازی نیست

فھٰھنا یشترط علمھما معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومین من قبل ویکون بمعنی رابط بینھما بعد اختصاص مخصص مجازًا فیشبہ بحقیقی - وھذا ش ای الاختصاص المجازی م لا یتحقق الا بتحقق واسطۃ مما باختصاص حقیقی الذی بسببہ فلابد للمخصص من فعل یستجمع الربط بینھما ش الضمیر الی الشیئین یحتملان الربط مجازًا م مجازًا وکما ش ای الشیئان م مفعولاہ فکان الفعل فی نفس المخصص باختصاص حقیقی فما یشبہ بمجازی فی حکمہ وما یشبہ بحقیقی فی حکمہ ففی ما یشبہ بمجازی لا یکون تقدم علم للماھیتین معًا ضروریا الا للماھیۃ محتاج فالی قدم ضروری ش ای تعاقب العلم الی قدم ھو محتاج الیہ محتاج ضروری لحصول الدلالۃ القطعیۃ

ترجمہ پس اینجا وقت اختصاص شرط باشد کہ علم ہر دو معًا بود مع شرط اینکہ معلومین از پیش موجود باشند۔ و این اختصاص مجازی بمعنی رابطہ مجازی است کہ درمیان ہر دو شے بعد خاص گردانیدن خاص کنندہ است پس مشابہ باشد بحقیقی۔ و این اختصاص مجازی متحقق نشود مگر بہ تحقق واسطہ چیزے کہ با مختص اختصاص حقیقی داشتہ باشد آنچنان کہ اختصاص مجازی را آں واسطہ شے گنجالیش دارد۔ پس مخصص را از فعلے چارہ نیست کہ آں فعل درمیان ہر دو شے ربط را مجازًا گرد آرد۔ و این ہر دو شے مفعول آں فعل باشند۔ پس این فعل در نفس مخصص باختصاص حقیقی بود۔ و این فعل بلفظ تخصیص و تغیر کردہ شود۔ پس آنچہ کہ مشابہ بمجازی است در حکم خود است و آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است در حکم خود است پس در آنچہ کہ مشابہ بمجازی است تقدم علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری نباشد مگر برائے ماہیت محتاج۔ پس بسوئے قدم ضروری است یعنی پس علم ماہیت محتاج در تعاقب علم سوئے قدم کہ او محتاج الیہ است محتاج را برائے حصول دلالت قطعیہ ضروری است۔ پس علم ہر دو متعاقب بیکدیگر حاصل شود نہ معًا کہ این ضروری نباشد بلکہ ضرورت برائے حصول دلالت قطعیہ است کہ از علم متعاقب حاصل شود۔

م ویتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومین معًا وقت الاختصاص لا بشرط المعلومین معًا قبل الدلالۃ والی الممکن لیس کذلک ش ای تعاقب العلم الی محتاج الیہ ھو الممکن المحتاج لیس بضروری لعدم حصول الدلالۃ القطعیۃ م فیتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومین معًا وقت الاختصاص مع شرط المعلومین قبل الدلالۃ وفی ما یشبہ بحقیقی یکون تقدم العلم منتفیا للماھیتین معًا ضروریا والبحث مشتمل فی اختصاص الذی بدلالۃ والذی لا بھا ش ای بدلالۃ م

اصل ۴ اصل ۴ ذکر کیفیۃ الجوہر والعرض

م ان الجوھر والعرض لموجودان معًا بان بالخصوصیۃ ش ای خصوصیۃ النسبۃ فیھما وخصوصیۃ اللفظ للمعنی م ولا فماھیتان موجودتان وبالحال لا حاجۃ فی تعبیر ماھیۃ بانھا جوھر او عرض فقد یطلق لفظ الجوھر علی عینھا لا یراد فیھا الخصوصیۃ المذکورۃ فھی التی لا یتجزی اذ ھی غیر متجزیۃ

ترجمہ پس این اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معاوقت اختصاص متحقق باشند نہ بایں شرط کہ معلومین معًا پیش از دلالت متحقق باشند وسوئے ممکن این چنین نیست یعنی تعاقب علم بسوئے محتاج الیہ کہ او ممکن است محتاج را بسبب عدم حصول دلالت قطعیہ ضروری نیست۔ پس این اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معاوقت اختصاص متحقق باشند بشرطیکہ معلومین پیش از دلالت موجود باشند۔ ودر آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است تقدم علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری باشد۔ وآیں بحث مشتمل است در اختصاصے کہ او بدلالت است وآنکہ بدلالت نیست۔

اصل ۴ اصل ۴ کیفیۃ جوہر وعرض وتعریف شان مع کیفیۃ وحقیقۃ جزء لا یتجزی و کیفیۃ قیام حقیقی ومجازی فیما بین شان ذاینکہ اطلاق شان در حوادث است نہ در ذات وصفات باری تعالیٰ کہ آں توقیفی اند۔

اصل ہر آئینہ جوہر وعرض ہر دو موجود اند البتہ موجود اند کہ تعبیر کردہ شوند بخصوصیت نسبت کہ میان ہر دو است وخصوصیت لفظ برائے معنی۔ ورنہ پس دو ماہیت اند کہ ہر دو موجود اند۔ ودر بحال در تعبیر ماہیت ایں کہ ایں ماہیت جوہر است یا عرض حاجت نیست۔ وگاہے لفظ جوہر بر عین ماہیت گفتہ شود کہ در و خصوصیت مذکورہ مراد نہ بود۔ پس او ہمانست کہ لا یتجزی باشد یعنی جزء جزء نہ شود۔

فی بدوِ وجودها من عدمٍ وجوبا ش کما ذُکِرَ فی شرح ذکر کیفیة توحید الله تعالیٰ ه ولمّا کان الجزء لا یصح فی تعبیرها لفظ الجزء اذ هو یقتضی بمقابلته الجزء ش کما ذُکِرَ فی کیفیة الاصول فی اصل کیفیة الکل والجزء ه فموجود یُعبّر بعرض بنسبة قیامه ش ای بحصول نسبة القیام ه باخره حقیقتاً وهما ثابتان فالعرض فی الحال موجودٌ واقع زائدٌ علی الذات وان لم یکن هکذا فکیف ثبتت نسبة القیام بین معدومٍ وموجودٍ ش ای العرض المعدوم والجوهر الموجود اذ لا یکون موجودٌ واقعٌ حسیّاً وقع او غیره بغیر موجودٍ واقعٍ من ایّ جهةٍ عینه ه فبطلت نسبة القیام ش هی وجه التعبیر بالعرض فالعرضیة باطلةٌ ه وکیفیة العینیة والزیادة مجهولةٌ فی التحقیق۔

ترجمہ از انکہ او در بدوِ وجود یعنی در ابتدائے ہستیٔ خود کہ از عدم است وجوباً یعنی بالضرور غیر متجزی است یعنی منقسم و جزء جزء شوندہ نیست۔ چنانچہ در شرح ذکر کیفیۃ توحید اللہ تعالیٰ مذکور آمدہ است۔ و ہرگاہ کہ او جزء جزء نمی شود لفظ جزء در تعبیرش صحت نمی پذیرد از انکہ جزء جزء را بمقابلۂ خود میخواہد۔ چنانچہ در ذکر کیفیۃ اصول در اصل چہل و چہارم کیفیت کل و جزء بیانکردہ شدہ پس موجودیکہ بعرض تعبیر کردہ شود یا بہ نسبت قیام حقیقی خود با آخر خود است یعنی نسبت قیامیکہ او حقیقتاً حاصل است با آخر خود کہ موجود دیگر است و ازیں نسبت قیام کہ او را بدیگر حاصل آمدہ و او را عارض شدہ بعرض تعبیر کردہ شد و آں ہر دو ثابت اند یعنی عرض مع موجود آخر خود کہ یا دو قیام گرفتہ و او ما قام بہ است یعنی آنچہ کہ او بدو قائم است پس ایں عرض کہ بقیام حقیقی بموجود آخر آمدہ در حال موجود واقع است زائد برذات و اگر چنیں نیست پس نسبت قیام درمیانِ معدوم و موجود چگونہ ثابت شود یعنی درمیانِ عرضِ معدوم و جوہر موجود زیرا کہ نمی شود موجود واقع کہ حسی شدہ است یا غیر حسی۔ بغیر موجود واقع از ہیچ جہتی عینِ او یعنی موجود واقعی کہ وجودش حسی باشد یا غیر حسی یا بغیر موجود واقعی از ہیچ جہتی عینِ او بنا شد پس نسبت قیام باطل شد کہ وجہ تعبیر بعرض ہمیں نسبت است پس عرضیت باطل است۔

وَالمسئلة تشير الى مسئلة قيام الافعال بالصفات والصفات بالذات والصورة بالهيولى فى وجه القيام تلميحًا فاقتصرت على الاشارة فان قصدت فهمت لكنهما يطلقان فى حوادث واسمائه وصفاته سبحانه توقيفية فلا يجوز اطلاقهما فى ذاته وصفاته واسمائه سبحانه ۔ او مجازًا ففى الحال موجود واقع لا زائد بل مغائر فى حقيقته لا تتحقق عينيته فالمجاز لا يتحقق الا بان يتضمنه بالقيام حقيقى فى موجود اخر وهو استعداده لقيام النسبة به والاخر بجوهر ش اى يعبر بجوهر هر وهو محل قيام عرض فقط فالمجاز لا يتحقق بمرتبة قديمة ÷

اصل ۔ ان المعنى المصدرى هو صفة لمنبئ عليه من فعل فاعله لانه منشأ انتزاعه فهو قوة واستعداد بانفعاله فى فاعله ولافعاله به

ترجمہ واین مسئلہ در وجہ قیام بطور تلمیح اشارت میکند سوی مسئلہ قیام افعال باصفات حقیقیہ وصفات حقیقیہ باذات ۔ وقیام صورت باہیولی ۔ پس بریں اشارت کوتاہ کردم اگر قصد کنی بفہمی ۔ ولیکن ہر دو یعنی جوہر و عرض در حوادث اطلاق کردہ شوند ۔ واسماء وصفات حق سبحانہ توقیفی ہستند یعنی بواقف گرداینیدن شارع متوقف آمدند وازیں غیر کہ شارع از و خبر دادہ گفتہ نشوند اگرچہ در حد خود بحصر نیامدہ ۔ پس اطلاق آں ہر دو یعنی جوہر و عرض در ذات وصفات واسمائے حق سبحانہ جائز نیست ۔ یا قیام عرض بجوہر خود کہ ایں جوہر از و موجود دیگر است بطور مجاز باشد بخلاف قیام حقیقی کہ او چنانست کہ گذشت ۔ پس ایں عرض کہ بآخر خود قیام مجازی دارد در حال موجود واقع است نہ زائد بلکہ در حقیقت خود مغائر کہ عینیتش متحقق نمیشود ۔ پس ایں مجاز متحقق نمیشود مگر اینکہ متضمن باو چیزی باشد کہ در موجود آخر بقیام حقیقی است و ہمو است استعداد او برائے قیام نسبت باو ۔ وآں آخر کہ موجود دیگر است بجوہر تعبیر کردہ شود ۔ و ہمو محل و جائے قیام عرض است فقط ۔ پس مجاز بمرتبہ قدیمہ ثابت نشود ÷

اصل ۔ بر آئینہ معنی مصدر کہ او صفت است کہ از فعل فاعل او بروالبتہ آگہی کردہ آید از انکہ آں معنی مصدر انتزاع فعل بر انشاء ہست کہ نشو فعل از انجا است ۔ پس آں معنی مصدر قوت و استعداد او ہست بانفعال خود در فاعل فعل یعنی قوت و استعداد بفعل در آمدن و بکار پذیرفتن خود است در فاعل فعل ۔ و نیز قوت و استعداد او ہست برائے افعال فاعل بانفعال یعنی بر آں کار کردن فاعل بواسطہ قوت انفعال معنی مصدر ۔ حاصل آنکہ معنی مصدر قوتے

اصل ذکر کیفیت معنی مصدر

اصل کیفیت معنی مصدر کہ تعریف و مراتب و نقد و تاخرش بر فعل در وے مذکور است ÷

ففیہ مرتبتان رتبیتان تقدما لفاعلیۃ وتاخرا لمفعولیۃ فیتقدم من فعل فاعلہ الامتیازہ بہ ش ای لا یتقدم من فعل فاعلہ لامتیازہ بفعل فا
م فلا ینتزع منہ بل مبنی منہ۔

اصل ذکر کیفیۃ الوجود۔ **اصل** ان الوجود لمبنی علیہ من الموجود وھو ضد عدم فلا یقتضی عدما بمقابلتہ ولا یجتمعان فی محل واحد فالوجود بدیہی ؎

اصل ذکر کیفیۃ الثبوت **اصل**۔ ان الثبوت لمبنی علیہ من ثابت ویفارق من الوجود بحریان نفی وسلب علیہ کما سنذکرہ ان شاء اللہ تعالی۔

ترجمہ پس در معنی مصدر دو مرتبہ رتبی است یکی تقدم یعنی پیش بودن برای فاعلیت و دوم یعنی پس افتادن برای مفعولیت۔ پس آں معنی مصدر از فعل فاعل خود مقدم و پیش تر برای امتیاز خود بفعل یعنی از فعل فاعل خود مقدم نمی باشد بسبب امتیاز خود بفعل فاعل خود۔ مراد آنکہ مصدر از فعل فاعل خود مقدم بود از آنکہ استعداد التفاتی کہ ہمو معنی مصدر است پیش از فعل در فاعل می باید بود تا بداں قوت واستعداد فاعل افعال یعنی کار کردن تواند و مقصود خود از قوۃ بفعل آرد کہ سر انجام و اجرای فعل شود و ہمیں مرتبہ تقدم رتبی است معنی مصدر را کہ مخصوص برائے فاعلیت آمدہ از انکہ فاعل شدن بر و متوقف است ولیکن چونکہ امتیاز معنی مصدر بفعل فاعل خود است بنا بریں تقدمش بفعل فاعل خود نمیگردد از انکہ امتیازش بوقوع فعل متوقف آمدہ تا افعال فعل از فاعل نیاید امتیاز معنی مصدر نشود و ایں مرتبہ تاخر رتبی دارد مر معنی مصدر را کہ مخصوص برائے مفعولیت است۔ الحاصل فاعل معنی مصدر را بواسطہ استعداد التفاتی کہ برائے فاعلیت آمدہ در استعداد افعالی کہ مفعول راست از مرتبہ تقدم رتبی قوۃ بمرتبہ تاخر رتبی فعل می دارد پس باعتبار قوت واستعداد ایں معنی مصدر تقدم از فعل دارد و بوجہ امتیاز متاخر از فعل ست ایں تقدم و تاخر رتبی است واللہ علم بالصواب۔ پس ایں معنی مصدر از فعل منتزع نیست بلکہ از و مبنی است یعنی از فعل آگہی کیفیۃ وجود و آگہی وبیان ضد او و ہست او +

اصل ہر آئینہ وجود از موجود مبنی علیہ است یعنی آگہی دادہ شدہ و آں ضد عدم است۔ پس وجود عدم را بمقابلہ خود نمیخواہد۔ و نہ ہر دو در محل واحد مجتمع شوند چرا کہ ضدین در جائے واحد گرد نیایند۔ پس معلوم شد وجود کہ بر او از موجود آگہی است بدیہی است۔ **اصل** ہر آئینہ ثبوت از ثابت مبنی علیہ است یعنی آگہی دادہ شدہ۔ و ایں از وجود فرق کردہ شود بسبب جاری شدن نفی و سلب بر و یعنی بر ثبوت نفی و سلب جاری شود نہ بر وجود۔ و ہمیں در میان بر و ثبوت و بر است او۔ تفارق ہست چنانچہ عنقریب ما او را بیان خواہیم کرد انشاء اللہ تعالی و آں در اصل نفی است کہ

ولا یقتضی نفیا بمقابلته الا سلبا فالثبوت هو بموضع خارجا بمقابلة سلبه عن موضع فالثبوت بدیهی ۞

اصل ان العدم لضد الوجود فلا یقتضی الوجود ولا یحتج به فمبنی علیه من معدوم حقیقی او حکمی ش الحقیقی بعدم لاحق والحکمی بعدم سابق هر ملتزما بوجود حادث من جهة حدوثه لا منتزع منه لان الانتزاع لفی اتحاد فالعدم نظری ۞

اصل ان النفی لا یجری علی عین ثابت وش الواو حالیة لبیان حالت الثبوت وحکمه نفی ضمن الثابت عطفا هر الثبوت المبنی علیه منه ثابت ولا علی عدم فقط ش لانه علیهما غیر معقول هر

اصل ذکر کیفیة العدم

اصل ذکر کیفیة النفی

ترجمه و ایں ثبوت بمقابلهٔ خود نفی را میخواهد مگر سلب را پس ثبوت آنکه او بموضعی باشد بطور خارج بمقابلهٔ سلب خود از موضع (یعنی ثبوت در خارج بموضعی است که سلبش بمقابلهٔ او از موضع است پس بمقابلهٔ سلب یعنی عدم خود در خارج ثابت بدیهی آمده از انکه بر ثبوت از ثابت آگهی است بنابرین در ضمن ثابت او هم ثابت است) پس معلوم شد که ایں ثبوت که بر و از ثابت آگهی است بدیهی است ۞

اصل هر آئینه عدم البته ضد وجود است پس وجود را نمی خواهد و نه باو گرد آید (که اجتماع ضدین ممتنع است) و او از معدوم حقیقی یا حکمی مبنی علیه است یعنی آگهی داده شده باینکه ایں عدم ملتزم آمده یعنی لازم شده است وجود حادث را از جهت حدوث آں وجود نه از و منتزع است از انکه انتزاع در اخذ یعنی گرفتن چیزی هر آئینه در اتحاد آید (و در وجود و عدم مغائرت کلی است بعد پس اتحاد چگونه برآید البته) وجود حادث را ایں عدم از جهت حدوث التزام یافته که حدوث را از عدم سابق و لاحق چاره نیست. معدوم حقیقی آں باشد که عدم او لاحق بود یعنی بدنبالش پیوسته و باو بهم شده باشد. و حکمی آنکه در سابق او عدم یعنی عدم پیش او سبقت کرده پیشش حکم عدم کرده شده. پس معلوم شد که ایں عدم (که بر و از معدوم حقیقی و حکمی آگهی است بالتزام وجود حادث) نظری است نه بدیهی ۞ **اصل** هر آئینه نفی بر عین ثابت و ثبوت هر دو جاری می شود که ازاں ثابت بر ثبوت که او هم ثابت است آگهی داده شده است پس در ضمن ثابت ثبوت هم ثابت است پس باعتبار بیان حالت ثبوت که وصف و حالش گذشت در ضمن ثابت حکمش

اصل کیفیة عدم وضده او و آگهی برو و تعریف معدوم حقیقی و حکمی و اینکه عدم نظری است.

اصل کیفیة نفی و ثبوت بتقدم و ذهنی و اثر متاخر او و اینکه نظری است و کیفیة آگهی برو و اینکه نفی بر ثابت و ثبوت بر عدم جاری نمی شود و اینکه بر ترتب اثر متاخر. و اینکه نفی بوصف می شود نه بذات و نه بوصف

لکنہ یجری علی ترتب اثر متاخر من ثبوت ذہنی کان صالحا
لترتبہ بانتزاعہ منہ فی خارج شبہا لصنعہ او لا حاصل
صح وری وھو موقوف الحکم للاثر ش فان لم یحصل
لا یمکن حکم النفی للاثر م من ثبوت متقدم خارج ش اعلم
ان ترتب اثر متاخر فعین ثابت وان لم یترتب فعدم
فان النفی لترتب اثر متاخر من ثبوت ذہنی کما ہو
المذکور حصرا لا من غیرہ م فیقضی الثبوت قبلہ
لا بمقابلتہ خارجا فمبنی علیہ من منفی ملتزما بثبوت
ما ثبت ش ای ثبوت حاصل ما ثبت م فالنفی نظری فاعلم ان
النفی بالوصف ہو مخبر بہ لا بالذات ہی مخبر عنہا اذ ہی ثابتۃ

ترجمہ ولیکن از ثبوت ذہنی اثری کہ پیش ترتب شود بران ترتب اثر ایں نفی جاری می شود۔ خواہ ایں ثبوت ذہنی صلاحیت داشتہ باشد ترتب اثر را با نتزاع و اخذ او ازاں ثبوت ذہنی در خارج بطور شبہ برائے صنع اثر یا نداشتہ شد۔ یعنی ایں ثبوت ذہنی را برائے ترتب اثر با نتزاع و اخذ او در خارج بغرض صنع بطور شبہ صلاحیت حاصل باشد یا نباشد۔ و اینکہ ثبوت ذہنی از ثبوتے کہ پیش ازیں در خارج باشد ضروری حاصل باشد و آں ثبوت پیشیں ثبوت متقدم است از ثبوت ذہنی۔ حالانکہ ایں ثبوت ذہنی برائے اثر موقوف الحکم است یعنی حکم نفی برائے اثر موقوف بر ثبوت ذہنی است و اگر ایں ثبوت ذہنی مذکور از ثبوت متقدم خارج حاصل نشود حکم نفی برائے اثر ممکن نشود۔ بدانکہ اگر اثر متاخر کہ پس ثبوت ذہنی است مترتب شد پس او عین ثابت است و اگر مترتب نشد پس عدم است۔ پس ہر آئینہ نفی برائے ترتب اثر کہ از ثبوت ذہنی متاخر و باز پس آمدہ چنانچہ او بطور حصر مذکور آمد نہ نفی از غیر او است۔ و نفی ثبوت را قبل خود میخواہد نہ بمقابلہ خود در خارج۔ و ایں بیان تتمہ ہماں است کہ مصنف در اصل بحث ثبوت پیش ازیں بوجہ تفارق سلب و نفی از و وعدہ ذکر نمودہ فاعلم و احفظہ۔ پس نفی از منفی مبنی علیہ است یعنی بر منفی الٰہی دادہ شدہ و اینکہ ملتزم آمدہ بثبوت یعنی ثبوت لازم شدہ است کہ آں ثبوت حاصل است ازاں چیزے کہ ثابت شدہ است۔ پس معلوم شد کہ ایں نفی کہ برادر منفی الٰہی است بالتزام خود بہ ثبوت کہ حاصل است از ثابت نظری است نہ بدیہی۔ و بدانکہ ہر آئینہ ایں نفی از وصف باشد کہ او مخبر بہ است یعنی باو کہ خبر دادہ شود نہ از ذات باشد کہ او مخبر عنہا است یعنی بسبب او خبر دادہ شدہ۔ از انکہ ذات ثابت است و نفی از ثابت نمی شود کہ خلاف بداہت و عقل است

ولا بالوصف المنطبق بالذات عينا اذ هو مع الذات عين ثابت + اصل ۱۰ ان السلب لا يجرى الا على ثبوت الذي هو مبنى عليه من ثابت ويقتضيه قبله وبمقابلته خارجا فالسلب هو عن موضع بمقابلة ثبوت بموضع خارجا فمبنى عليه من مسلوب ملتزما بثبوت مما ثبت ش اى بثبوت حاصل مما ثبت م فالسلب نظرى - اصل ۱۱ ان الواضع بالتخصيص ش شيئا لشئ حال الوضع م ليتحقق دلالة ش من شئ على شئ م ليقتضى دلالة استلزاما والدلالة لا توجد الا بالوضع ش المعرف على وصف التخصيص م اصل ۱۲ ان اللفظ بالوضع الدال ان اعتبر فيه دلالة على معنى مفرد فهو كلمة ولو كان مركبا على اصل معنى فان دل على معنى اى مفرد اقام بنفسه ولم يفهم به تقيد زمان كالذات فهو اسم

اصل ۱۰ ذکر کیفیة السلب

اصل ۱۱ ذکر کیفیة الوضع

اصل ۱۲ ذکر کیفیة اللفظ

ترجمه ونه نفی از وصفی باشد که باذات منطبق بعین باشد از انکه او با ذات عین ثابت است وثابت نفی نه کرده شود - ماحصل وصفیکه از ذات منطبق بعین باشد در ثابت همچو ذات است ونفی از عوارض باشد نه از ذات ونه از وصفیکه باذات منطبق بعین باشد چرا که ذات بحث کرده نشود مگر از عوارض +

اصل - هر آینه سلب جاری نمیشود مگر بر ثبوتیکه او مبنی علیه از ثابت است یعنی از ثابت بروا گاهی است - واین سلب ثبوت را در خارج پیش از خود میخواهد وبمقابلهٔ خود - پس سلب آنست که او سلبیست از موضع بمقابلهٔ ثبوت که او در خارج است بموضعی - واین سلب از مسلوب مبنی علیه است یعنی از مسلوب بروا گاهی است - واین ملتزم آمده یعنی لازم شده است ثبوت را که او از چیزی حاصل است که ثابت آمده - پس سلب معلوم شد که نظری است نه بدیهی چرا که از مسلوب بروا گاهی است ویا اینکه او به ثبوت ملتزم آمده که از ثابت بروا گاهی حاصل است - **اصل** ۱۱ هر آینه وضع که خاص کردن چیزیست برای چیزی تا دلالت از چیزی بچیزی ثابت ومتحقق شود واین وضع دلالت را البته بطور استلزام میخواهد ای بچو لازم گرفتن - باینوجه که دلالت یافته شود مگر باینوضع - پس این وضع بنابر وصف تخصیص معرف است یعنی به خاص کردن چیزی بچیزی معرفت حاصل کرده معرفه کرده شود وبمین است که بلام تعریف اینجا آورده شد + **اصل** ۱۲ هر آینه لفظی که بنابر وضع دلالت کننده است چون در دلالت بر معنی مفرد اعتبار کرده شود پس آن کلمه است اگرچه آن لفظ بر اصل معنی مرکب باشد - واگر دلالت کند بر معنی مفرد

اصل ۱۰ ذکر کیفیة السلب - ان السلب لا يجرى الا على ثبوت الذي هو مبنى عليه من ثابت ويقتضيه قبله وبمقابلته خارجا فالسلب هو عن موضع بمقابلة ثبوت بموضع خارجا فمبنى عليه من مسلوب ملتزما بثبوت مما ثبت ش اى بثبوت حاصل مما ثبت م فالسلب نظرى

اصل ۱۱ ذکر کیفیة الوضع - ان الواضع بالتخصيص ش شيئا لشئ حال الوضع م ليتحقق دلالة ش من شئ على شئ م ليقتضى دلالة استلزاما والدلالة لا توجد الا بالوضع

اصل ۱۲ ذکر کیفیة اللفظ - ش المعرف على وصف التخصيص م اصل ان اللفظ بالوضع الدال ان اعتبر فيه دلالة على معنى مفرد فهو كلمة ولو كان مركبا على اصل معنى فان دل على معنى اى مفرد اقام بنفسه ولم يفهم به تقيد زمان كالذات فهو اسم

اصل ۱۰ ذکر کیفیة سلب واگ
برهوانیکه نظری است
وتعریفش والتزامش

اصل ۱۱ ذکر کیفیة تحقیق
وضع ودلالت ولز
فیما بین وتخصیص معرف
وضع -

اصل ۱۲ ذکر کیفیة تحقیق
واقسام او وحدود
اسم وفعل وحرف وکلام

مشبه مع دلالت معنی وتحقیق قیام بغیر

وان دل علی معنی قائمٍ بالغیر اصلاً وفهم به تقیید زمانٍ
کالوصف الواقع فهو فعلٌ وان دل علی معنی قائمٍ بالغیر عرضاً ولم یفهم
ای مفهوم ۱۲
به تقیید زمانٍ کالابتداء والانتهاء فهو حرفٌ فان اشترک
اللفظ بالمعنیین ش ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مر کالفاعل
والمفعول فهو صفةٌ مشبهةٌ ش باسم مر ولذا قد یجرد لواحد
منهما ولما کان الوضع مع مقتضی الدلالة والدلالة موجودة بالوضع
فلا یمکن ان الوضع لیس بدالٍ وما هو لا یدل فخرج من الوضع وان
اعتبر فیه دلالة علی معنی مرکبٍ فهو کلام ولو کان مفرداً علی
اصل لفظٍ ۱۳ اصل ان الاسم قد یکون معرفةً وقد نکرةً اصلاً
فالنکرة قد تعرف او تخصص عرضاً والفعل والحرف هما وصفان
قائمان بغیرهما لقد کانا نکرةً اصلاً فلیحکمان معرفا او مخصصاً
عرضاً علی حکم ما قام به ۱۲ ۱۳

ترجمہ واگر دلالت کند بر معنی آنکہ بطور اصل قائم بغیر است یعنی از خود بغیر قائم است وتقیید
زمان بدو دانستہ نشود ہمچو وصف واقع یعنی وصفی کہ واقع شدہ است پس او فعل است ۔ واگر دلالت کند
بر معنی مفردی کہ قائم بغیر است بطور عرض وتقید وقت بدو دانستہ نشود ہمچو ابتدا وانتہا پس او حرف
است ۔ واگر لفظ بدو معنی ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مشترک آمدہ باشد چوں فاعل ومفعول پس او صفت
مشبہ است یعنی صفتی است کہ باسم بشابہت گرفتہ ۔ وازیں سبب گاہی از ہر دو معنی بہ یکے مجرد شود وتنہا
کردہ آید وہر گاہ کہ وضع دلالت را مقتضی باشد یعنی خواہندہ ۔ ودلالت موجود باشد یعنی یافتہ شود
با نیز وضع ۔ پس ممکن نباشد کہ وضع دال یعنی دلالت کنندہ نباشد یعنی رہنما ۔ وآنچہ کہ او دلالت کند
اے رہنما نباشد پس او ازیں وضع خارج شد ۔ وچوں در و دلالت بر معنی مرکب اعتبار کردہ شود
پس او کلام است اگرچہ بر اصل لفظ مفرد باشد ۔ اصل ۱۳ ۔ ہر آئینہ اسم گاہی معرفہ باشد وگاہی نکرہ بطور اصل
واین نکرہ بطور عرض گاہی معرفت یا خصوصیت دادہ شود وفعل وحرف کہ ہر دو وصفانند کہ باغیر خود ہا
قائم اند البتہ ہر دو بطور اصل نکرہ ہستند ۔ پس ہر دو از روئے تعریف یا تخصیص حکم کردہ شوند بطور
عرض بر حکم ما قام بہ یعنی بر بنائے حکم چیزے کہ آں ہر دو بطور عرض بدو قائم اند حکم کردہ شوند ۔

اصل ۱۳ اسم گاہی معرفہ باشد وگاہی نکرہ بطور اصل وفعل وحرف کہ ہر دو وصفانند کہ باغیر خود ہا قائم اند البتہ ہر دو بطور اصل نکرہ ہستند ۔ پس ہر دو از روئے تعریف یا تخصیص حکم کردہ شوند بطور عرض بر حکم ما قام بہ یعنی بر بنائے حکم چیزے کہ آں ہر دو بطور عرض بدو قائم اند حکم کردہ شوند ۔

اصل ۱۴ اصل ان الصفة تكون عينا للذات من وجه قيامها الحقيقي بها فيها الاخبار اثباتا او نفيا فقد تكون عينا منطبقا بالذات ش كالوجود ه فلا يمكن نفيها للزوم نفي الذات وعنها الاخبار

اصل ۱۴ ذکر کیفیۃ الصفۃ

اصل ۱۵ اصل ان الاسناد هو اقامة ش على المجاز ه شئ بشئ نوعان ش احدهما الاسناد ه الحقيقي وهو بقيامه الحقيقي بمسند اليه ولزمه التنكر بمسند به اصلا فيحكم معرفا او مخصصا على حكم مسند اليه عرضا و ش ثانيهما الاسناد ه المجازي وهو بقيامه المجازي بمسند اليه ولكن الاسناد المجازي لا يتحقق الا بان يتضمنه ما بالاسناد الحقيقي فهما يصحان في المعرفة بالاصل

اصل ۱۵ ذکر کیفیۃ الاسناد

ترجمہ اصل ۱۴ ہر آئینہ صفت برائی ذات عین باشد بوجہ قیام حقیقی خود بذات پس بدو بہت اخبار بطور اثبات یا نفی یعنی خبر دادن اثبات و نفی بصفت است و بس۔ و گاہے ایں صفت عین باشد منطبق بذات چوں وجود۔ پس نفی ایں صفت نمی تواند بود بسبب لزومش نفی ذات را یعنی ایں صفت با ذات چناں منطبق بعین باشد کہ نفی ایں صفت نفی ذات لازم آرد۔ پس بسبب لزوم نفی صفت نفی ذات را نفی ایں صفت ممکن نباشد حالانکہ اخبار از ذات است یعنی از ذات خبر دادہ شود بواسطہ صفت از انکہ ذات خود بحث کردہ نشود مگر بعوارض پس اخبارش از و بعوارض و صفات باشد و ازاں صفات ہیچ بذات منطبق بعین باشد چوں کل صفات خبر دادہ شود لاکن ایں صفات کہ بطور عین منطبق بذات شدہ اند نفی کردہ نہ شوند مثل دیگر صفات کہ ازانہا اثبات و نفی ہر دو کردہ آید +

اصل ۱۴ کیفیۃ اخبار صفت بنفی و اثبات بوجہ قیام حقیقی و عینیت ذات و بیان صفت منطبقہ بذات و عدم امکان نفی ازو +

اصل ۱۵ ہر آئینہ اسناد کہ او قائم کردن چیزے بچیزے است بنا بر مجاز۔ او بر دو قسم است یکی ازاں ہر دو اسناد حقیقی است و او بمسند الیہ بقیام حقیقی خود باشد۔ و او را نکرہ بودن لازم است با مسند بہ بطور اصل یعنی مسند بہ کہ فعل و صفت باشد جو اسناد بدو کردہ شود بسبب لزوم اسناد بمسند بہ کہ در اصل خود نکرہ است اسناد حقیقی را نکرہ بودن نیز بدو لازم است۔ پس بنا بر قیام حقیقی حکم کردہ شود بر حکم مسند الیہ ازروئے تعریف یا تخصیص بطور عرض۔ و دوم ازاں ہر دو اسناد مجازی است و او بمسند الیہ بقیام مجازی خود باشد و لیکن اسناد مجازی ثابت و متحقق نباشد مگر بانکہ متضمن باشد بدو چیزے کہ باسناد حقیقی است۔ پس ہر دو یعنی اسناد حقیقی و مجازی صحت می

اصل ۱۵ کیفیۃ اسناد قسما وحدا و لزوم تنکیر احد و تعریف و تخصیص احد طرفیہ مع امثال و تفصیل و حذف و تخصیص و تنکیر و معرف و تعریف معرف و منکر و تخصیص معرف و تنکیر منکر و تخصیص موصوف بوصف و بجرف

ش کالعلم م من جهةٍ لا فی المنکر لاهما لهما الا
بتخصیصه بالعرض ش کما باسمٍ او بحرفٍ او بقرینةٍ
م من جهتین فضرورت التخصیص لا بد منه استقامتاً
للمعنی قرینةٌ کافیةٌ فینشیها الاسناد حتی یجریها الی ان
یستقیم المعنی به فکانا مفیدین لثبوتهما فی حدهما
ش فمثال الحقیقی فی معرفةٍ بالاصل من جهةٍ۔ زیدٌ قائمٌ
والمجازی غلامُ زیدٍ۔ ومثال الحقیقی فی المخصص بالعرض
من جهتین فباسمٍ هذا الرجلُ قائمٌ وبحرفٍ الرجلُ قائمٌ

ترجمہ ما چوں علم کہ در اصل معرفہ است ہمیں جہت معرفت اور اسند است۔ نہ در منکر یعنی در منکر ہر دو اسناد صحت نمی یابند در است بایند بسبب اہمال آں ہر دو۔ یعنی ہر دو در نیصورت مہمل افتند مگر بخاص کردن منکر بعرض از دو جہت چنانچہ باسم یا بحرف یا بقرینہ۔ از انکہ حکم قیام بہ ما قام بہ است پس عرض بآنکہ عارض است در حکم تخصیص یا تعریف است لہذا آں منکر بالعرض خاص کردن از دو جہت صحت پذیرد فتن اسناد ضروری است پس ضرورت تخصیص کہ از و چارہ نیست برائے استقامت معنی قرینہ تخصیص کافیست وآں قرینہ را اسناد نشومی آرد یعنی پیدا میکند تا آنکہ می کشد آں تخصیص منکر را بسوئے آنکہ بدو معنی استقامت می یابد۔ پس آں ہر دو اسناد مفید شوند برائے ثبوت خود ہا در حد خود ہا۔ پس مثال اسناد حقیقی در معرفہ باصل از جہتی چوں زیدٌ قائمٌ است یعنی زید استادہ است۔ کہ اسناد قیام با زید کہ معرفہ باصل است اینجا حقیقتاً از جہتی صحت یافتہ است۔ و مجازی غلامُ زیدٍ است یعنی غلام مملوک خاص برائے زید است۔ اینجا اسناد غلام بزید بمقتضیٰ ملکیت زید کہ در او اسناد حقیقی است ہم از یک جہت صحت یافتہ۔ و مثال اسناد حقیقی در مخصص بعرض از جہتین۔ حقیقی اسناد حقیقی در نکرہ کہ بعرض اسم یا حرف یا قرینہ خاص کردہ شدہ است از دو جہت صحت اسناد گیرد اینجا است پس چوں باسم هذا الرجل قائمٌ اے ایں مرد قائم است۔ وبحرف الرجل قائمٌ یعنی مرد خاص استادہ است۔

امثال اسناد حقیقی و مجازی در معرفہ و نکرہ مخصص

وبقرینۃ رجلٌ قائمٌ - والمجازی ھذا الغلام للرجل و
الغلام لرجلٍ - وغلام رجلٍ فالمقصود فی الکلام بالاسناد
المخصص بقرینۃ من ھو قائمٌ ومن ھو مملوکٌ لرجلٍ مالکہ
لا الجنسیۃ فتعلق العلم بالمعلوم بوجہ الذی لا یزیل العموم
ھو فالتعریف تعیین من حیث الذات فلا یقبل التعمیم اصلا
فالمعرف منہ - والتنکیر تعمیم من حیث الوصف فلا یقبل
التعیین اصلا فالمنکر منہ - والتخصیص تعیین یقتضی العموم
بمقابلتہ لا یزیلہ - فتعریف المعرف تاکید وتعریف المنکر ھمل
ش لاقتضائہ التعمیم اصلا فالتعارض ولکن جاز
تخصیصہ لاقتضائہ العموم

ترجمہ وبقرینۃ رجلٌ قائمٌ بجواب قرینہ من ھو قائمٌ یعنی بجواب کسی کہ پرسید کیست کہ او
استادہ است گفتہ شد مرد استادہ ہست - وبریں ہر سہ امثلہ اسناد حقیقی از دو جہت صحت یافتہ - ومثال اسناد
مجازی در مخصص مذکور اینست چوں باسم ھذا الغلام للرجل یعنی ایں غلام برائے مرد است وبحرف و
الغلام لرجلٍ یعنی غلام خاص برائے مرد است - وبقرینہ غلام رجلٍ بجواب قرینہ من ھو مملوکٌ
لرجلٍ مالکہ یعنی کیست او کہ ملک کردہ شدہ برائے مردی کہ مالک اوست گفتہ شود
غلام رجلٍ یعنی غلام مرد است - وبریں ہر سہ امثلہ ہم اسناد مجازی از دو جہت صحت پذیرفتہ
پس مقصود دریں کلام باسناد کہ بقرینہ خاص کردہ شدہ بقرینہ من ھو قائمٌ است یعنی کیست
کہ او قائم است وبقرینہ من ھو مملوکٌ لرجلٍ مالکہ ہست یعنی کیست کہ او مملوک ہست
برائے مردی کہ مالک اوست - پس مقصود در کلام ازیں قرائن تخصیص است نہ جنسیت کہ تخصیص را
نشاید وبسبب تنکیر اسناد مہمل گردد - پس علم با معلوم بایں معنی وجہی متعلق شد کہ عموم را آنوجہ زائل نمیکند
پس حاصل آنکہ تعریف تعیین است یعنی مقرر کردن ہست از حیثیت ذات پس تعمیم را آں تعیین از روے اصل نمی
پذیرد واز روست ایں معرف - وتنکیر تعمیم است یعنی عام کردن ہست از حیثیت وصف پس تعیین را از اصل خود آں تعمیم
نمی پذیرد - واین منکر ہم ازوست - وتخصیص تعیینی است کہ عموم را بمقابلہ خود میخواہد واورا زائل نمیکند آں تعیین - وتعریف معرف
تاکید است - وتعریف منکر مہمل است از انکہ خواستِ او تعمیم است از روے اصل است - پس تعارض پیدا می شود درمیان تعمیم
وتعریف - وتعمیم کہ اصل از منکر است تعریف را رضی مہمل گرداند - لیکن تخصیص منکر جائز است بنابر خواہ او عموم را

حد تعریف وتنکیر وتخصیص
ومقصود تعریف معرف
وتخصیص معرف ومنکر

م وتخصیص المعرف یشیر الی زوال اقتضائہ ش ای لا یقبل التعمیم اصلا م عرضا ش تمیز من الزوال ای بعرض التخصیص م فیقبل التعمیم لا اصلا ش تمیز من الزوال ای لا یشیر الی زوال اقتضائہ من اصلہ م وتخصیص المنکر یشیر الی زوال اقتضائہ ش ای لا یقبل التعیین اصلا م عرضا فیقبل التعیین لا اصلا ش شرح المیزین کما تبین م ولا یفرق فی وجہ المقصود من التعریف والتخصیص ولکن فیہما اشارۃ الی اقتضائہما وفیہما مطلب اخر ھو تعیین فی حد ذات المعرف وتعمیم فی حد وصف المنکر ش ینظر اھل النظر فی محلھما م ویجوز نفی المنکر المخصص بالوصف عن نفسہ ش اذ نفی الوصف جائز والمنکر المخصص شامل بہ م

ترجمہ وتخصیص معرف اشارت میکند سوئے زوال خواستِ او بطور عرض وخواست معرف آنست کہ تعمیم را نمی پذیرد و بہ اصل خود و از زوال خواست معرف بعرض تخصیص است کہ ازیں اشارت رفتہ پس تعمیم را نمی پذیرد ایں معرف بطور عرض بسبب تخصیص نہ بطور اصل یعنی بسبب تخصیص خواستِ خود را از اصل خود نمیگرداند بلکہ بطور عرض بسبب عرض تخصیص کہ بدیں زوال اشارت میکند۔ پس در تخصیص معرف قبول تعمیم عارضی است وعدم قبول تعمیم اصلی است۔ وتخصیص منکر اشارہ میکند سوئے زوال خواستِ خود بطور عرض۔ وخواستِ منکر آنست کہ تعیین را نمی پذیرد از روئے اصل۔ و ایں زوال خواستِ منکر بعرض تخصیص است کہ ازیں اشارت رفتہ۔ پس منکر ازیں تخصیص تعیین را نمی پذیرد بطور عرض نہ بطور اصل یعنی خواستِ خود را از اصل خود ازیں تخصیص زائل نمی گرداند بلکہ بطور عرض بسبب عرضِ ایں بدیں زوال اشارت می کند۔ پس در تخصیص منکر قبول تعیین عارضی است وعدم قبول تعیین اصلی۔ واز تعریف وتخصیص در وجہ مقصود فرق کردہ نمیشود ولیکن در ہر دو اشارتے است سوئے خواستِ ہر دو۔ و در ایں اشارت مطلبی است دیگر و آں تعیین است در حد ذات معرف و تعمیم است در حد وصف منکر کہ در محل ہر دو اہل نظر بہ بینند ہر کس۔ ونفی منکر مخصص بوصف از نفس او جائز است از انکہ نفی وصف جائز است و منکر کہ خاص کردہ شدہ است بوصف شامل بدو است پس از نفس منکر کہ مخصص بوصف

لا شئ یجوز نفی المنکر المخصص بالاسم والحرف اذ هما معرفة بالذات فی ثابت شئ ولا نفی عن نفس ثابت

اصل ۱۶ ان معارض الثابت یؤول بما لا یعارضه لا الثابت لتقدمه علی المعارض والا الثابت باطل وکیف بطلانه۔

اصل ۱۷ ان نفیا بضد ثابت باطل شئ اذ لا یجری نفی بضد صف ثابت علی ثابت فعدم والعدم لا یحکم فباطل

ومخالفه شئ ای ثابت هو ما ول شئ اذ له الوجود فیحکم بتاویل هو ما لا یعارض ثانیا فلیتامل فی الضد والتخالف فیصیب ان شاء الله تعالیٰ۔ اصل ۱۸ ان الامر طلب لترتب اثر جائز امکان من ثبوت ذهنی صالح له حاصل من ثبوت متقدم خارج معلوم صف شئ امر ومامور به۔

ترجمہ ونفی منکرے کہ باسم وحرف مخصص یعنی خاص کردہ شدہ است جائز نیست از انکہ آں ہر دو در ثابت ہیچو معرفہ بالذات اند۔ ونیست نفی از نفس ثابت یعنی از نفس ثابت نفی نیاید۔ اصل ۱۶ ہر آئینہ معارض ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ آں ثابت را معارض نباشد نہ ثابت تاویل کردہ شود کہ او بر معارض تقدم وپیشی یافتہ است ورنہ ثابت باطل است وبطلان او چگونہ می شود کہ از پیشتر ثابت آمدہ۔

اصل ۱۷ ہر آئینہ نفی کہ ضد ثابت است نفیش باطل است از انکہ آں نفی بر ثابت جاری می شود پس آں نفی عدم است وعدم حکم کردہ نہ شود پس باطل آمد۔ ونفی کہ بتخالف ثابت است تاویلی است از انکہ برائے او وجود است پس بتاویل حکم کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نباشد۔ پس باید کہ در ضد وتخالف فکر کنی ان شاء اللہ خدا تعالیٰ است پس بر سبی صائب باشد۔

اصل ۱۸ ہر آئینہ امر طلب است برائے ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ مترتب شدنش جائز باشد ودر امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ آں برائے ترتب اثر صلاحیت دارد وآں از ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ وایں ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم آمر ومامور باشد۔

اصل ۱۶ ذکر کیفیۃ معارض الثابت +

اصل ۱۷ ذکر کیفیۃ النفی بالضد والمتخالف

اصل ۱۸ ذکر کیفیۃ الامر

اصل ۱۶ کیفیۃ در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت بسبب بطلان او۔

اصل ۱۷ کیفیۃ نفی بضد ونفی بتخالف وبطلان نفی بضد بسبب عدم اجرائے حکم بعدم واثبات نفی بتخالف وامکان تاویل او نہ بر وجود او وعدم معارضت ثبوت۔

اصل ۱۸ کیفیت تعریف امر بغیر قسم استطلاع بسبب نجودن دلیل ظاہر وعدم اختیار جواز مامور بہ امر وتعریف امر بہ بین موجود معلوم وبر ممنوع امکان بنا بر طلب وترتب الیہ لہ بر تشریف خطاب براہ تاویل واقناع۔ امر برائے مجہول ثبوت متقدم وبانکہ مامور بہ نظر او است۔ آمد بر مقدمہ ثانیہ [illegible]

لہ من ھو اھل لطلبہ ولا یقصدہ ولا یجوز الجواز باختیار
للمامور ولا دلیل علی استعلاء الطلب وعدم الاستقلال بہ
ظاھرا فمنھ من ھو قاصد تاکید احتمالا لامکان فقد
القصد لا الطلب فالامر لعین موجود معلوم ولممتنع
امکان طلبا وترتبا لغو وفقدا ایضا شئ ای لممتنع
امکان فقد القصد لغو ھر لکنہ قد یاول تشریفا
بالخطاب ولمجھول شیئ متقدم خارج موجودا او
معدوما ممتنع فالمامور بہ نظری۔ اصل ان النھی
منع عن ترتب اثر جائز امکان من ثبوت ذھنی صالح لہ

اصل فی کیفیۃ النہی

ترجمہ پس این امر وطلب از آن کسی است کہ او برای طلب ترتب اثر اہل است حالانکہ قصدش نداشتہ باشد۔ وایں امر برای مامور بہ جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی مامور را بعد اجرای امر اختیار نیست در جواز تعمیل۔ وبرای استعلاء طلب یعنی بر غلبۂ آں وبر استقلال بنودن آں از روئے ظاہر دلیلے ثابت نیست۔ پس از آنکہ طلب ترتب اثر را قاصد است یعنی قصد وآہنگ طلب دارد ایں امر تاکید است بر آں قصد بنا بر احتمال برائے امکان فقد قصد یعنی تاکید ازیں احتمال است کہ ممکن است کہ قصد خود گم کردہ از طلب باز ماند لہذا امر در یں صورت برائے تاکید قصد است نہ برائے طلب پس امر برائے عین موجود معلوم وبرائے ممنوع امکان کہ از روئے طلب وترتب است یعنی طلب وترتبش غیر ممکن ومحال باشد امرش لغو است وہم برائے ممنوع امکان فقد قصد یعنی امر بر قاصدے کہ گم کردن قصدش از ممکن نیست بلکہ امکان گم کردگی قصد در وے ممنوع باشد تاکید است بر آں بالحال یقینی باشد پس امر در یں صورت نیز لغو است اگر باشد برائے تشریف بخطاب تاویل کردہ شود چنانچہ ماتن فرمودہ لاکن آں فقد قصد یعنی گم کردگی آہنگ کہ ممنوع امکان باشد از روئے تشریف بخطاب گاہے در وتاویل کردہ شود۔ وامر برائے مجہول ثبوت متقدم خارج کہ از روئے موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی برائے شئ کہ ثبوتش متقدم وخارج است ومجہول آمر ومامور کہ شئ یش خواہ از موجودش بود یا از معدوم وشئ امرش ممتنع است پس مامور بہ یعنی بآنکہ حکم کردہ شدہ است نظری است۔ اصل ہر آئینہ نہی منع است از ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ ترتب شدنش جائز باشد ودر امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ برائے ترتب اثر صلاحیت داشتہ باشد

اصل بیان کیفیۃ تشریعیۃ نہی نیز استعلاء را بر دلیل ظاہر نمودن روا نیست وعدم اختیار جواز مامور بہ نہی وشئ ایں موجود معلوم از ممنوع امکان طلب ممنوع وترتب الشئ وطلب تشریف خطاب براہ تاویل واقتضاء نہی از مجہول ثبوت متقدم بآنکہ نہی از نظری است وآں نہی بر غیر قاصد بنا بر حقیقۃ است۔

حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ ش ناہٍ ومنہيٍ
م ممن ہو اہلٌ لمنعہٖ ویقصدہٖ ولا یجوز الجوز باختیار
للمنہي ولا دلیل علی استعلاء المنع وعدم استعلائہ ظاہرًا
فمن ہو لا یقصدہٖ تنبیہٌ احتمالًا لامکان القصد لا المنع
فالنہي عن عینِ موجودٍ معلومٍ وعن ممنوعٍ امکانٍ منعًا وا
ترتبًا لغوٌ وقصدًا ایضًا ش ای ممنوع امکان قصدٍ لغوٌ
م لکنہ قد یاوّلُ تشریفًا بالخطاب وعن مجہولِ ثبوتٍ متقدمٍ
خارجٍ موجودًا او معدومًا ممتنعٌ فالنہي بہ نظريٌ ۔ اصل
ان الخلاف خلافہ ش الضمیر الی الخلاف ای وجود غیر مثلہ
ولیس بضدہٖ فیقتضي وجودًا غیر مثلہ م ولیس بعکسہ
فہو جدانِ فی محلٍ واحدٍ ۔

اصل ۲ ذکر کیفیۃ الخلاف

اصل کیفیۃ خلاف کہ وجود مثل و ضد ہر یکی اوباشد بلکہ غیر مثل اوباشد خلاف خلاف و ارتفاع ہر دو در محل واحد ۔

ترجمہ واز ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ و ایں ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم ناہی و منہی باشد یعنی آنکہ منع کنندہ است و آنکہ منع کردہ شدہ است باو دانستہ باشد۔ پس ایں منع ترتب از آں کسی است کہ او برائے منع آں اہلیت داشتہ باشد در حالیکہ قصدش بدارد۔ و ایں نہی برائے منہی یعنی نہی کردہ شدہ جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی نہی را بعد اجرائے نہی اختیار نیست و در جواز تعمیل و برائے استعلاء منع یعنی بر غلبہ آں و بر استعلاء نبودن آں از روئے ظاہر دلیلے ثابت نیست۔ پس از آں کسیکہ او منع ترتب اثر را قصد نمیکند ایں نہی تنبیہ است برائے قصد نکردن بنا بر احتمال برائے امکان قصد یعنی تنبیہ ازیں احتمال است کہ ممکن است کہ قصد کند و باز نماند لہذا نہی در تصور برائے قصد نکردن گاہی است نہ برائے منع است۔ پس نہی از عینِ موجودِ معلوم و از ممنوعِ امکان کہ از روئے منع و ترتب است یعنی آنکہ منع و ترتبش غیر ممکن و محال است لغو باشد و از ممنوعِ امکانِ قصد یعنی آنکہ قصدش غیر ممکن و محال است نہی او و نیز لغو باشد اگر باشد دراں قصد گاہی تاویل کردہ شود چنانچہ ماتن فرمودہ لاکن آں قصد کہ ممنوعِ امکان است از روئے تشریف بخطاب گاہی از و تاویل کردہ شود۔ و نہی از مجہولِ ثبوتِ متقدمِ خارج کہ از راہ موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی ثبوتیکہ در خارج متقدم است و مجہول ذہنی و منہی کہ ثبوتش خواہ از موجودش بود یا از معدومش نہیش ممتنع است۔ پس نہی بآں نظری است۔ اصل ۲ ہر آئینہ خلاف خلاف است یعنی وجود یکہ غیر مثل او باشد ای مثلش نباشد۔ و بضدش نباشد پس وجود یکہ غیر مثل خود۔ و ایں خلاف خلاف است عکس خلاف نیست۔ پس ایں ہر دو خلاف در محل واحد یافتہ شوند

اصل ۲۱ ذکر کیفیۃ التعارض بالخلاف

اصل ۲۱ - ان المعارض بالخلاف یؤول وبالضد لا ش یؤول - م لان الخلاف یقتضی وجودا غیر مثلہ بمقابلتہ فیسع تاویلہ والضد لا فلا ش ای لا یقتضی وجودا غیر مثلہ فلا یسع التاویل م فلزم التساقط +

اصل ۲۲ ذکر کیفیۃ العکس

اصل ۲۲ - ان العکس وجود مثلہ فی العکس +

اصل ۲۳ ذکر کیفیۃ الوجود الخارج

اصل ۲۳ ان الوجود الخارج ماھو المصداق لما فی علم متقدما منہ ش ای المصداق متقدما مما فی علم ای الشبہ ھو معلوم م او متاخرا ش ای المصداق متاخرا مما فی علم ای الشبہ ھو مصنوع م حسیا او غیرہ +

اصل ۲۴ ذکر کیفیۃ الوجود الذہنی

اصل ۲۴ ان الوجود الذھنی فی حصولہ موقوف علی مصداقہ المتقدم فلیس مستقلا فی وجودہ ولا بمصداق

ترجمہ اصل کیفیۃ تعارض و اقسام او مع تاویل و عدم تاویل +

اصل - ہر آئینہ معارض کہ بخلاف ہست تاویل کردہ شود - و معارض کہ بضد است چنیں نیست یعنی او را تاویل نیست از انکہ خلاف وجود غیر مثل خود بمقابلہ خود میخواہد پس گنجایش دارد تاویل وجود غیر مثل را و ضد در مقابلہ خود وجود غیر مثل خود کہ ضد او باشد نمیخواہد یعنی ضد ضد را نمیخواہد پس تاویل را گنجایش نہ دارد و تساقط لازم آید +

اصل ۲۲ ہر آئینہ عکس وجودی است مثل او در عکس -

اصل ۲۳ - ہر آئینہ وجود خارج آنچہ کہ او مصداق باشد متقدم یعنی تصدیق کنندہ چنیں کہ کہ پیش شوندہ باشد برائے آنچہ کہ در علم است یعنی آیں وجود خارج مصداق است متقدم از آنچہ کہ در علم است کہ او شبہ است ازاں مصداق کہ او معلوم متقدم است - یا آیں وجود خارج مصداقی متاخر باشد حسی یا غیر حسی از آنچہ کہ در علم است کہ شبہ مصداق متقدم است - و آیں مصداق کہ متاخر است مصنوع است ازاں شبہ کہ در علم از مصداق متقدم حاصل آمدہ پس از و بصنع در آمدہ مصنوع شد +

اصل ۲۴ کیفیۃ حصول وجود ذہنی و احتیاج و توقف او بر مصداق متقدم و آنکہ ذہنی را وجودی است یا نیست

اصل ۲۴ - ہر آئینہ وجود ذہنی در حصول خود موقوف بر مصداق متقدم خود است پس در وجود خود مستقل نیست و نہ آیں مصداق است از انکہ مصداق در وجود خود خارج مستقل باشد +

وَلَا یُمکِنُ اَن یُقَالَ لَیسَ لِلذِّھنِی وُجُودٌ اَی وُجُودٌ مُستَقِلٌّ وَ
اَن یُقَالَ لِلذِّھنِی وُجُودٌ اَی وُجُودٌ غَیرُ مُستَقِلٍ فَاِن یُفھَمْ
کَذَا فَلَا نِزَاعَ وَالَّا فَالقَولَانِ بَاطِلَانِ وَعُلِمَ مِن ھٰذَا اَنَّ
الذِّھنِیَّ فِی حَالِ مَعلُومِیَّتِہٖ خَارِجِیٌّ لِاَنَّہٗ مِصدَاقٌ مُتَقَدِّمٌ
لِمَا فِی عِلمٍ لَہٗ شش اَی لِلذِّھنِی طَورٌ مِصدَاقٌ مُتَقَدِّمٌ اَی فِی عِلمٍ اٰخَرَ لَہٗ
مَرَّ وَلَا یَحصُلُ الذِّھنِیُّ اِن کَانَ مِصدَاقُ مُتَقَدِّمٌ مَعدُومًا
لِامتِنَاعِ تَاَخُّرِہٖ اَصلٌ اَن الوُجُودَ البَدِیھِیَّ مَا یَتَحَقَّقُ وُجُودُہٗ وَاقِعًا
حِسِّیًّا اَو غَیرَہٗ وَاِن لَم یَکُن غَیرُ حِسِّیٍّ بَدِیھِیًّا فَمَا اُطلِقَ عَلَی
اَنَّہٗ مَحَلُّ النِّزَاعِ مِنہُ شش اَی قَولُھُم اَن البَدِیھِیَّ مَا یُدرِکُ بِنَفسِہٖ
وَالنَّظَرِیَّ مَا یُدرَکُ بِدَلَالَۃِ حِسِّیٌّ بَدِیھِیٌّ وَغَیرُ حِسِّیٍ نَظَرِیٌّ فَیَقُولُ
الحَقِیرُ اِن نَظَرتَ فِی تَعرِیفِ النَّظَرِیِّ وَجَدتَہٗ بِعَرَضِ دَلَالَۃٍ
وَتَفَکُّرٍ کَمَا قَالُوا تَوَقُّفُ اِدرَاکِہٖ عَلَی دَلَالَۃٍ وَتَفَکُّرٍ فَقَط

اصل ۲ ذکر کیفیۃ الوجود البدیہی +

اصل ۳ کیفیۃ بدیہی مع تعریف وتقسیم او وما اقوال دیگر آں کہ تعریف او است ونظر بر آں مع دلائل +

ترجمہ وازیں روممکن است کہ گفتہ شود کہ برائے ذہنی وجودی نیست یعنی مستقل نیست وآنکہ گفتہ شود ذہنی را وجودی است یعنی غیر مستقل پس اگر ہمچنیں کہ گفتہ شد فہمیدہ شود در و نزاعی نیست در پس ہر دو قول باطل اند۔ وازیں دانستہ شد اینکہ ذہنی در حال معلوم شدن خود خارجی است از انکہ ایں ذہنی مصداق متقدم است برائے آنچہ کہ در علم است کہ برائے ذہنی ایں علم آمدہ یعنی ایں علم آخر کہ برائے ذہنی است ازیں علم آخر ذہنی مصداق متقدم واقع شدہ۔ وایں وجود ذہنی حاصل نیاید اگر مصداق متقدم معدوم باشد زیرا مصداق متاخر یعنی ایں وجود ذہنی برائے حصول شبہ خود موقوف بر مصداق متقدم است نہ بر مصداق متاخر پس ہر موجود مصداق متقدم حاصل نیاید بلکہ در حصول شبہ باو محتاج است لہذا در صورت معدوم باشد۔ وبرائے مصداق متاخرہ اورا احتیاجی است ونہ بر و موقوف است + **اصل** ہر آئینہ وجود بدیہی آنکہ وجودش از روئی واقع بطور حسی یا غیر حسی متحقق آمدہ۔ واگر غیر حسی بدیہی نباشد پس بر وجود اشتراعی کہ از غیر حسی است چہ گفتہ واطلاق کردہ شود۔ یعنی قول آناں اینکہ بدیہی آنست کہ بنفس خود ادراک شدہ باشد۔ ونظری آنکہ بدلالت ادراک شود۔ پس حسی بدیہی است وغیر حسی نظری۔ ومیگوید بدیں حرف کہ در تعریف نظری اگر تو نظر کنی نظری را بعرض دلالت وتفکر پیدا یعنی موقوف بعارض شدن اینہا اورا پیدا چنانچہ گفتند کہ ادراکش بر دلالت وتفکر موقوف آمدہ وبس

لکن ماهية التي توقف ادراكها على دلالة في تحقق وجودها
واقعة بذاتها كما هي هي وان يحصل نظري اخر كانتزاع من
النظري الاول اى غير حسي وشرط ان نظريا لا يحصل الا بديهي
على قولهم فالحكم على الاول ولا يمكن حكم البداهة والنظر
على حقيقة واحدة فما يحكم على الوجود الانتزاعي من غير
حسي هو ان يشترط وجودا واقعا فغير حسي فيه ش
اى داخل في البديهي لوجوده الواقع هو اصل ان الوجود
النظري ماهو انتزاعه في علم ش حال الانتزاع او صفته اى
ليس بخارج من علم فليس بواقع هو حكما عقليا فاذا تحققت
انتزاعيته خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو في الحال
ش اى كائنا في حال تحقق انتزاعيته خارجة من علم هو بديهي

اصل ۲۵ ذکر کیفیۃ الوجود النظری

اصل ۲۶ ذکر کیفیۃ الوجود النظری

ترجمہ لیکن ماہیتی کہ ادراکش متوقف است بر دلالت در تحقق وجود خود آں ماہیت بذات خود واقع است چنانکہ او او است۔ پس نظری بنا بر توقف ادراکش بر دلالت ہمچو ماہیت وجود واقع دارد و بذات خود چنانکہ او او است واقع بود کہ تفصیلش در اصل او عنقریب خواہد آمد آنجا نظری دیگر بود اگر نظری دیگر چوں انتزاع از نظری اول کہ غیر حسی است حاصل کردہ شود حالانکہ بر قول شاں شرط آنست کہ نظری حاصل نمی شود مگر بہ بدیہی پس چہ حکم است بر نظری اول کہ غیر حسی است بنا بریں بر قول شاں نظری اول کہ غیر حسی است بدیہی می شود و غیر حسی ہم بداہت در آید۔ و حکم بداہت و نظر بر حقیقت واحدہ امکان نیابد پس بر وجود انتزاعی از غیر حسی چہ حکم کردہ شود۔ مگر وجود بدیہی شرط کردہ شود از روئے وجود واقع پس غیر حسی در او است یعنی بسبب وجود واقع خود در بدیہی داخل است۔ **اصل** ۲۶ ہر آئینہ وجود نظری آنکہ او انتزاع خود است از روئے حکم عقلی کہ آں انتزاع در علم است یعنی خارج از علم نیست پس واقع نیست۔ و چوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس آں انتزاعیت بوصف خود واقع آمد پس دراں حال او بدیہی است یعنی بوقت ثبوت و تحقق انتزاعیتش خارج از علم بودنش ثابت بدیہی است۔

اصل ۲۶ کیفیۃ وجود نظری کہ وانتزاعش در علم است مع تعریف بذاتہ وخارج از علم بدیہی است مع دلائل اثبات انتزاع و نسبتہ وآثارہ کہ ثابت باشد و بطور تحلیل

اینکہ نظری حالت قلبیہ است و قلیل بداہت است و امتناع ہر دو بنا بر اثبوت اول۔

هذا تعریفه بذاته ثم اعلم ما قال فی المتن فاذا تحقق وجود ما هو بانتزاعه خارجا من علم فواقع بوصفه فهو فی الحال بدیهی بل قال ما قال ففیه نکتة ای ما هو بالانتزاع فی علم حکما عقلیا الی آن یتحقق انتزاعیته خارجة من علم نظری فاذا تحققت خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو فی الحال بدیهی لان منشاء الثبوت للمنظر هو الانتزاع الحال بین المنتزع والمنتزع منه لا وجود المنتزع المتحقق ولکن لما تحقق فتحقق انتزاعیته خارجة من علم یجعله بدیهیا وکذلک نسبة وانباء ثم مثلا ان الملک مفهوم انتزاعی من جهتین من مالک ومملوک قال وان لا یتحقق خارجا من علم نظری فاذا تحققت انتزاعیته خارجة من علم فهو فی الحال بدیهی فهذا مثال للنسبة والانتزاع والانباء کلها فی الجهتین ومثلا ان فعلا لازما مفهوم انتزاعی من جهة من صفة وذات

ترجمہ این است تعریف وجود نظری کہ بذات اوست۔ بدانکہ دریں تعریف نظری کہ گفتہ شد ایں نگفت کہ چوں وجود یکہ او بانتزاع خود خارج از علم متحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال بدیہی است۔ لیکن گفت انچہ گفت کہ در و نکتہ است یعنی انچہ کہ او بانتزاع است در علم از روئے حکم عقلی تا آنکہ انتزاعیتش خارج از علم متحقق شود نظری است و چوں خارج از علم متحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال اے دراں حال بدیہی است از انکہ منشاء ثبوت برائے نظر ہمو انتزاع است کہ درمیان منتزع و منتزع منہ حال است یعنی فرود آیندہ۔ نہ وجود منتزع متحقق۔ ولیکن چوں متحقق و ثابت شد پس ثبوت و تحقق انتزاعیتش خارج از علم تحقق خروج از علم او را بدیہی گرداند۔ و ہمچنین است نسبت و ابناء۔ مثلاً آنکہ ملک مفہوم انتزاعی است از جہتین کہ از مالک و مملوک است پس تا آنکہ او خارج از علم متحقق نباشد بدیہی است و چوں انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس او دراں حال بدیہی است۔ و ایں مثال است نسبت و انتزاع و انباء ہمہ را کہ در جہتین باشد۔ و مثلاً آنکہ فعل لازم کہ مفہوم انتزاعی از جہتی است کہ از صفت و ذات

فالی ما لا یتحقق بنفسہ من منتزع منہ خارجا من علم نظری فاذا تحققت انتزاعیتہ خارجۃ من علم فھو فی الحال بدیہی ھذا مثال للنسبۃ والانتزاع والانباء کلھا التحلیلی فللنظری حالۃ قلیلۃ ھر فالنظری قبل البداھۃ شن ای اذا کان الامر کما قیل فی النظری والبداھۃ فالنظری ثابت قبل البداھۃ ھر فما استجمعھا شن الفاء لجزاء الشرط المحذوف ای اذا کان الامر کذا ای النظری قبل البداھۃ - وما للاستفہام للانکار فالحاصل ما من شیء استجمعھما ویمکن ان یکون ما نافیۃ والمستتر الی ما ھو بالانتزاع فی علم - ھذا شامل لجواب سوال متوھم من عبارۃ المتن ای النظری ما ھو بالانتزاع فی علم فاذا تحققت انتزاعیتہ خارجۃ من علم فواقعۃ بوصفھا فھو فی الحال بدیہی ۔

ترجمہ پس تا آنکہ او از منتزع منہ خارج از علم بنفس خود متحقق نشود نظری است وچوں انتزاعیتش خارج از علم ثابت شد و تحقق یافت پس او ہماں وقت بدیہی است - و این مثال است نسبت و انتزاع و انباء ہمہ را کہ تحلیلی است پس نظری را حالتے است قلیل - و آں نظری چنانکہ در نظر و بداہت او گفتہ شد قبل بداہت است یعنی ثابت ہست وچوں ثابت شد کہ نظری پیش از بداہت است فما استجمعھما یعنی پس چیست کہ ہر دو را گرد آورد و مجتمع کرد - ایں استفہام است انکاری از انکہ دریں جملہ مذکورہ حرف فا جزائی شرط محذوف اذا کان الامر کذا است یعنی ہرگاہ کہ امر چنیں است و حرف ما استفہام انکاری - پس حاصل مضمون جملہ مذکورہ آنکہ ما من شیء استجمعھما یعنی چیست از چیزہا چہ چیزی است کہ ہر دو را مجتمع ساخت - خلاصہ آنکہ چوں امر چنیں است کہ نظری پیش از بداہت است پس چہ چیزی است کہ ہر دو را مجتمع ساخت - و ممکن است کہ در جملہ مذکور حرف ما نافیہ باشد و ضمیر مستتر در فعل استجمع راجع بسوئے جملہ ما ھو بالانتزاع فی علم باشد یعنی گرد نیاورد ہر دو را انچہ کہ او بانتزاع است در علم - پس ایں عبارت شامل است جواب سوال را کہ متوہم از عبارت متن است باینطور کہ نظری آنکہ او انتزاع است در علم وچوں انتزاعیتش خارج از علم تحقق یافت پس بوصف خود واقع آمد پس او ہماں وقت بدیہی شد

هو ان اجتمع النظري والبداهة شئ واحد اي ما هو لا تنزاع في علم - فجوابه انما اذا كان النظري قبل البداهة فما اجتمعهما هو على الاصل العلميات بديهية في حدها ٭

اصل ۲۷ - ان تغيير الخارج والذهني بوصفهما مع لحاظ العلم بوجودهما ٭

اصل ۲۷ ذکر کیفیۃ تغییر الخارج والذہنی

اصل ۲۸ - ان تغيير البديهي والنظري بوصفهما بلحاظ وجودهما فقط ولو لا المجهولين ٭

اصل ۲۸ ذکر کیفیۃ تغییر البدیہی والنظری

اصل ۲۹ - ان التجدد لا يوجد بوجود الذي وجد الا بوجود الذي يتجدد مجازا ش تمييز من تجدد الذي مصدر لفعله اي تجددا ومجازا هو بمثل باتحاد مجازي لا حقيقتا ش تمييز من تجدد الذي

اصل ۲۹ ذکر کیفیۃ التجدد

ترجمہ ایجا ایں توہم پیدا آند کہ نظری و بداہت ہر دو جمع آمدہ شی واحد بر آمدند یعنی نظری و بداہت یکی واحد است کہ جمع آورد و واں نیست یعنی آنچہ کہ او با نتزاع است در علم ہر گاہ کہ او در علم آمد نظری نامیدہ و چوں خارج از علم شد بدیہی گفتند پس شے واحد را باعتبار محل نامش نوگر فتند ورنہ در خارج ہماں آمد کہ در علم بود پس جوابش ہمیں است کہ چوں نظری پیش از بداہت ثابت شد فما اجتمعهما یعنی نظری و بداہت ہر دو را مضمون ایجملہ آنچہ کہ او با نتزاع است جمع نیاورد از انکہ نظری پیش از بداہت است و ایں پیشی و پسی در میان ہر دو فارق است - و ایں قاعدہ مسلمہ بر بنائی اصل است کہ علمیات در حد خود ہمہ بدیہی ہستند

اصل ۲۷ - ہر آئینہ تغییر خارج و ذہنی بوصف خود با لحاظ علم است بوجود ہر دو یعنی تغییر خارج و ذہنی بوصف ایں ہر دو است مع لحاظ علم بوجود ہر دو ٭

اصل ۲۷ کیفیۃ تغییر خارج و ذہنی کہ بوصف خود با لحاظ علم است بوجود ہر دو

اصل ۲۸ - ہر آئینہ تغییر بدیہی و نظری بوصف خود با لحاظ وجود ہر دو است فقط اگرچہ ہر دو مجہول نیند یعنی تغییر بدیہی و نظری بوصف ہمیں ہر دو است فقط بلحاظ وجود ہر دو اگرچہ مجہول ہر دو نیستند و لحاظ علم دریں ہر دو در کار نیست ٭

اصل ۲۸ کیفیۃ تغییر بدیہی و نظری کہ ہم بوصف است و در انہا لحاظ وجود است فقط

اصل ۲۹ - ہر آئینہ تجدد یافتہ نہ شود بوجودی کہ یافتہ شد مگر بوجودی کہ متجدد میشود از روئے تجدد مجازی بمثل وجودی کہ یافتہ شد بسبب اتحاد مجازی - نہ بوجودی کہ از راہ تغیر حقیقی متجدد میشود آنرا نہ بلکہ از راہ حقیقت تجدد وی باید

اصل ۲۹ کیفیۃ تجدد بمثل وغیرہ بمطالب دیگر

فاعلم ان التجدد صفۃ لوجود الذی یتجدد بمقابلۃ وجود الذی
وجد لا لوجود الذی وجد فلا بغیرہ ش ای اذا کان التجدد
بالمثل باتحاد مجازی فلا یوجد التجدد بغیر مثل وجود الذی وجد
فی العوارض مع الذات ش لان بتجدد العوارض یلزم التجدد
فی الذات لقیامہا الحقیقی بہا وہی منشاہا ف التجدد والتجدید
بہا ش ای ہو مفہوم جدید ومتعلق ثابت ف واقع بازائہ
فالمفہوم قدیم منہ من وجود وجد یتعلق بہ من جہۃ صفۃ
التجدد بہ لا من جہۃ اخری فیہما ش ای فی نفسہما دون تعلق
بصفۃ التجدد ومع اشارۃ الی معنی بینہما ف ولو وجدتہا وکیف
التقابل فیہما بہا ش ای لیس التقابل بالجہۃ الاخری فی نفسہما
ف فالحدوث بالتجدد اظہر ش لان التجدد یستلزم عدما سابقا
ف فلملحادث حالۃ قارۃ غیر قارۃ بین عدم سابق ولاحق
منبئین علیہما بہ فہہنا وجود الحال ش

ترجمہ پس بدانکہ تجدد یعنی نو شدن صفت است برائی وجودی کہ متجدد است یعنی نو شونده بمقابلۂ وجودی کہ یافتہ شدہ نہ صفت است برائی وجودی کہ یافتہ شدہ - پس ایں تجدد بمثل یافتہ نشود بغیر مثل یعنی ہرگاہ کہ تجدد بمثل باشد باتحاد مجازی پس ایں تجدد نیافتہ شود بغیر مثل وجودی کہ یافتہ شد - وایں تجدد در عوارض مع ذات باشد از انکہ تجدد عوارض در ذات تجدد لازم گیرد بسبب قیام حقیقی آں عوارض باذات کہ او منشاء عوارض است - پس تجدد وتجدید ثابت است بانچہ کہ او مفہوم جدید است کہ بمقابلۂ او مفہوم قدیم از و واقع شد حالانکہ ایں مفہوم قدیم از وجودی است کہ یافتہ شد وایں وجود متعلق میشود بمفہوم جدید از جہت صفت تجدد کہ بدو دست نہ از جہت دیگر کہ در ہر دو ہست یعنی در نفس ہر دو مفہوم جدید وقدیم یا در میان ہر دو سوائے تعلق بصفت تجدد متعلق کہ از جہت دیگر است اگرچہ جہت دیگر را سیابی ولیکن مفہوم قدیم بجدید تعلق نیابد بہیں جہت صفت تجدد کہ او بمفہوم جدید دست وازیں رو تقابل ہا شاید - وچگونہ باشد ایں جہت دیگر در نفس ہر دو مفہوم جدید وقدیم تقابل باشد یعنی ایں تقابل بجہت دیگر در نفس ایں ہر دو نیست - پس حدوث بایں تجدد ظاہر است از انکہ تجدد عدم سابق را مستلزم بود ولزوم میخواہد - پس برائے حادث حالت قارہ غیر قارہ است در میان عدم سابق ولاحق کہ از حادث بریں ہر دو عدم آگہی حاصل آید +

تجدد وصفۃ متجدد ہست کہ در عوارض مع الذات بقیام حقیقی باشد نہ صفۃ وجود سابق از و وتجدد بمثل اتحاد مجازی است نہ حقیقی +

ثبوت تجدد وتجدد بمفہوم جدید بمقابلہ مفہوم قدیم وتعلق بینہما بجہتہ تجدد نہ از دیگر اگرچہ باشد +

وظہور حدوث از تجدد بعدم سابق وحالت وجود حادث وزمان حال +

ای وجود الزمان الحال مع بقاء تشخص حاصل زائد علی
الماہیۃ منہا ولا ہو عین نفسہا بل التشخص ہو تعین معین
من غیر اعتبار عرض بای وجہ من زیادۃ علی الماہیۃ فلا
یتجدد معہا او عینیۃ بالماہیۃ فیتجدد معہا ہر فالتجدد
بمثل فانی حق لا بعود فانی عن محل ہ وآن لم بش
ای ان لم یکن التجدد بمثل فانی وہو یستلزم عدما سابقا
حقا وکان عود الفانی عن المحل ہر فبقاء غیر محتاج فی
مستقر بش المجرور متعلق ثابت خبر المبتدء فجزاء
الشرط ہر ففی جہۃ الموجود شرک افعال وفی جہۃ
الموجد تعطل وہذا باطل

ترجمہ وجود زمان حال ازینجا است - وآنحالت مع بقاء تشخص حاصل کہ از ماہیت
است زائد بر ماہیت ہست - و نہ این تشخص عین نفس ماہیت است یعنی حادث را در میان عدمین سابق
ولاحق گردیدن ہر دو بحادث آگہی حاصل آید حالتی است فرار کنندہ کہ گاہی او را قرار نیست وہمیں حالت وجود
زمان حال است با وجود آنحالت تشخص او باقی ماند و این تشخص عین نفس ماہیت نیست بلکہ زائد بر ماہیت
است حالانکہ از ماہیت حاصل است - و این تشخص کہ او تعین معین است کہ معین از غیر اعتبار عرض ہیچ
وجہی آمدہ یعنی تشخص تعین معین است حالانکہ آن معین از غیر اعتبار عرض ہیچ وجہے معین آمدہ
است ای در تعین خود آن معین ہیچ وجہی اعتبار عرض ندارد - این تشخص یا از زیادت ہست بر ماہیت
پس یا ماہیت متجدد نشود یا از عینیت است با ماہیت پس با ماہیت تجدد باید - پس تجدد کہ بمثل فانی است
حق است نہ بعود فانی از محل یعنی تجدد بمتجدد کہ ہمچو شئی فانی باشد حق است نہ اینکہ تجدد بعود شئی فانی باشد یعنی
بعد فنا شدن شئی فانی عود کرد و تجدد بعود فانی شد این لغو است ہرگز راست نیاید و حق نباشد - و اگر این
تجدد کہ بمثل فانی است حق نباشد حالانکہ او عدم سابق را مستلزم است ہرآئینہ خواہد بلکہ عود فانی باشد از محل یعنی
آنچہ کہ از محل فنا شدہ عود کرد پس فانی از محل عود کرد در ینصورت بقای غیر محتاج ثابت و مستقر باشد یعنی در قرار گاہ ثابت
ثابت آید کہ محتاج بکسی نباشد - پس در جہت موجود یعنی مخلوق شرک افعال پدید آید و در جہت موجد یعنی خالق
کہ نوآورندہ مخلوق است تعطل وانماید یعنی بیکار ماندن و این بقای غیر محتاج در مستقر باطل است

تعریف تشخص مع فنا و بقائے او و اقسام او

وحقیقت تجدد بمثل فانی ونفی بعود وبقائے غیر محتاج مع دلائل بسیطہ

لان ش تعلیل نفی عود فانی عن المحل وبقاء فی محل عن المحل م فناء العوارض ش دون الماہیۃ م عن المحل انتقالا ش لا فناء لنفسہا م یقتضی بقائہا فی محل والمحل ما قامت بہ ش ای الماہیۃ التی قامت بہ العوارض بقیامہا الحقیقی م لا ما قامت فیہ ش ای الزمان والمکان م وبقاء العوارض بقیامہا الحقیقی بماہیۃ اخری دون ما قامت بہ ممتنع فان فی محل ش ای ان بقت فی محل من الزمان والمکان م بما قامت بہ ففی المحل لیس الفناء عن ما قامت بہ فاذا البقاء غیر محتاج ش ففی المحل ای فی ہذا الزمان والمکان متعلق متقدم بلیس جزاء شرط والفاء للتفسیر واذا للشرط علی الجملۃ المحذوفۃ ای اذا کان الامر کذا والبقاء غیر محتاج جزائہ م والماہیۃ لا تقوم الا بنفسہا فلیس لہا محل ش المقصود ان یثبت التجدد فی الماہیۃ ولم یسلم فناء نفسہا کما ہو قولنا فما لہا من محل ای ما قامت بہ ولفی ما قامت فیہ کما ہو المذکور فکیف م وان یقصد ما قامت فیہ فلغو ولزم البقاء غیر محتاج ش

ترجمہ از انکہ ہر آئینہ فنائے عوارض از محل بدون ماہیت کہ از راہ انتقال است نہ فناست برائے نفس عوارض بلکہ ایں فنا کہ نقل است بقائے عوارض در محل میخواہد۔ ومحل عوارض ما قامت بہ است یعنی ماہیتے است کہ عوارض بقیام حقیقی خود بدو قائم اند۔ نہ محل ما قامت فیہ است یعنی زمان ومکان کہ عوارض وغیرہ در وقیام دارند نہ بدو قائم اوند چنانکہ عوارض با ماہیت وصفت باذات۔ حالانکہ بقائے عوارض بقیام حقیقی خود بماہیتِ دیگر بدون ما قامت بہ ممتنع است واگر در محلے از زمان ومکان بما قامت بہ باقی ماند پس دریں محل یعنی دریں زمان ومکان از ما قامت بہ بے فنا نیست۔ وہرگاہ کہ ایں چنیں است بقائے غیر محتاج ثابت شد وماہیت قائم نمی شود مگر بنفس خود پس نیست او را محل۔ مقصود آنکہ تجدد ثابت می شود در ماہیت حالانکہ فنائے نفس ماہیت مسلم نہاد وتسلیم کردہ شد چنانچہ او قول ما است پس چیست برائے ماہیت از محل یعنی ما قامت بہ۔ وما قامت فیہ نفی کردہ شد چنانچہ او مذکور آمد۔ پس چگونہ تجدد در ماہیت ثابت خواہد شد۔ واگر ما قامت فیہ برائے محل ماہیت قصد کردہ شود پس ایں لغو است کہ بقائے غیر محتاج لازم آید۔

دلیل اول نفی عود فانی و بقائے غیر محتاج۔

محل عوارض ما قامت بہ است نہ ما قامت فیہ کہ بدون اصل بقائے شاں ممتنع است بسبب قیام حقیقی

قیام ماہیت بنفس خود احتیاج محل ندارد وفنائے انفس او غیر مسلم ۲

برائے او ماہیت محل ما قامت فیہ لغو است ۲

لان التجدد واقع فی نفس المتجدد لا من حیث انتقال من المکان والزمان والقیام فیهما ولزم البقاء غیر محتاج لعدم التجدد فی نفسها ﻫ و التجدد باطل ش ان تفرض انتقال المکان و الزمان و القیام فیهما فالتجدد الذی انما لا یقع الا فی نفس المتجدد باطل ﻫ ولیس المحل للمحل ش ولو من ما قامت به او ما قامت فیه لان المحل متجدد ولیس له محل اخر لقیام ما فتی ﻫ وان العلم بالمعلوم فی حده ان انتقل منه فعاد الیه فکیف فی علم المعلوم الذی لا ینفک عنه ولولا الجهل فی حد من الانتقال الی العود ش و ان معطوف علی ان مجرور اللام علة نفی عود فانی و من الابتداء الانتقال و الی لغایة العود ﻫ فالدهر موجود واقع فی زمان حال واقع ش لان التجدد لا یقع الا فی وجود واقع فی زمان حال ﻫ

ترجمہ از انکہ تجدد واقع است در نفس متجدد نہ از حیثیت انتقال از مکان و زمان و نہ از حیثیت قیام دریں ہر دو است۔ و بقائے غیر محتاج بسبب عدم تجدد در نفس ماہیت لازم آید۔ و تجدد باطل شود باینکہ اگر انتقال مکان و زمان و قیام دریں ہر دو فرض کردہ شود پس تجددے کہ او جزایں نیست کہ واقع نشود مگر در نفس متجدد باطل است۔ و برائے محل محل نیست اگرچہ از ما قامت به یا از ما قامت فیه باشد از انکہ ہر آئینہ محل متجدد است و برائے او محل دیگر نیست بسبب قیام ما فتی یعنی محل متجدد را محلے دیگر نیست از انکہ قیام چیزے است کہ فانی شد در تجدد خود۔ ایں اول دلیلے از مصنف برائے نفی عود فانی از محل۔ و برائے نفی بقا در محل از محل کہ سابق در شرح عبارت عربی بدو اشارت فتہ از الفاظ تعلیل نفی عود فانی الخ و در ترجمہ بہندسہ اینجا اورا باتمام رسانید۔

دلیل اول بقائے غیر محتاج مع وجود ہر باطل برائے دہریہ +

و دلیل دوم بطور عطف از ینجا در بیان آورد چنانچہ گفت۔ و از ینکہ ہر آئینہ علم بہ معلوم در حد خود است اگر از و منتقل شدہ باز سوئے او عود کرد پس چگونہ ایں انتقال و عود است در علم معلومی کہ از معلوم انفکاک نمی پذیرد یعنی جدائی نمی یابد اگرچہ در حدے کہ از انتقال تا عود است جہل نیست پس ایں دہر است کہ موجود واقع است در زمان حال کہ واقع است او را از انکہ تجدد واقع نمی شود مگر در وجود واقع در زمان حال +

دلیل دوم نفی عود فانی و بقائے غیر محتاج مع وجود ہر باطل برائے دہریہ +

فالماضي بعدم لاحق به يستلزم فناءً ش الضمير المجرور يرجع الى موجود واقع في زمان حال متعلق لاحق صفة لعدم مجرور متعلق ثابت خبر مبتدء ويستلزم فناء صفة لهما اى للموصوف والصفة معًا هر والمستقبل بعدم سابق به يستلزم تجددًا ش تركيب الجملة كتركيب جملة سابقة عليها هر ويتحقق الدعوى بالتجدد ش اى يتحقق الدعوى لوجود زمان حال وعدم ماضي ومستقبل بالمجدد اي الحادث لانه يستلزم العدمين هر وان لم يكن كذا فيشتمل بالدهر الباطل للدهرية في بقاء غير محتاج ولزوم التناسخ في العود ش بعدم العدمين هر ومن دونه ان فناء فاني بنفسه والتجدد بمثله بديهي ش لما بيان كان بداهتها فلا يحتاجان بدليل هر وان تفرض بقائه في محل اخر والعود فليس عليهما دليل ش اى على بقائه في محل اخر وعوده نفس الفاني هر فاعلم الحق ومن قوله تعالى على ما ندعي

ترجمہ پس ماضی ثابت است بعدمی کہ لاحق بموجودی است کہ در زمان حال واقع آمدہ ولاحق شدن عدم مستلزم فنا است پس آں موجود بعدم لاحق بماضی در آمدہ وماضی بعدم لاحق ثابت آمدہ بہ مستقبل ثابت است بعدمی کہ سابق بر دو است یعنی بموجودی کہ در زمان حال وقوع بیابد وسبقت عدم مستلزم تجدد باشد پس آں موجود بعدم سابق بمستقبل آمدہ مستقبل بعدم سابق ثابت آمدہ - واین دعوی متحقق می شود بہ تجدد یعنی ثابت می شود این دعوی بنا بر وجود زمان حال وعدم ماضی ومستقبل بہ متجدد یعنی بحادث از آنکہ حادث عدمین را مستلزم شود - واگر چنین نیست پس بدہر باطل کہ برای دہریہ است شامل خواہد شد در بقائی غیر محتاج ولزوم تناسخ در عود بسبب نبودن عدمین - وعلاوہ ازیں اینکہ فنای فانی بنفس خود وتجدد بمثل او بدیہی است از آنکہ ہر دو بطور بداہت درک شوند وہر دو بدلیل محتاج نمیند - واگر بقای او در محل دیگر وعود ہر دو فرض کنی پس ہر دو دلیلے نیست یعنی بر بقائے او در محل دیگر وعود نفس فانی - پس بدان حق را کہ گفتہ شد واز قول او تعالی است بر آنچہ ما دعوے کنیم ۔

بیان وجود ظہور ماضی

وجود وظہور مستقبل

تجدد بمثل بدیہی است وفنائے فانی بنفس خود بداہت ۱۲

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ
تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فَاعْلَمْ اَنَّ النَّسْخَ
يَتَنَاوَلُ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا لَا شَيْءَ اَيْ لَا يَتَنَاوَلُ مُرَادَ التَّجَدُّدِ اِلَّا يَصْدُقُ
بِمِثْلِهَا فَقَطْ فَبِخَيْرٍ مِّنْهَا وَالْقَدِيْرُ هٰهُنَا يَدْفَعُ لَبْسَ عَجْزٍ فِيْ خَلْقٍ مُجَدَّدٍ
بِالْعُوْدِ شَيْءٌ يَتَعَلَّقُ بِلَبْسٍ مُرَادٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ
الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ هُمْ يَرْجِعُ اِلٰى
مُشَخَّصَاتٍ مَوْجُوْدَةٍ بَعْدَ فَانٍ وَّفِيْ لَبْسٍ اَيِ الْتِبَاسٍ بِالْفَانِيْ
بِتَجَدُّدِ مِثْلِهٖ ذَاتًا وَعَرَضًا اَوْ فِيْ لِبَاسٍ اٰخَرَ قَبْلَ لِتَرَقِّيْ اَوْهُمْ اِلَى الْكُفَّارِ
وَفِيْ لَبْسٍ اَيْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اَيْ خَلْقِ يَوْمِ الْبَعْثِ قُبَيْلَ
لِاِضْرَابٍ عَلٰى قَوْلِ الْكُفَّارِ

ترجمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (در سورۂ بقر رکوع ۱۳) یعنی چوں ما آیتے نسخ و موقوف کنیم یا او را فراموش گردانیم بہتر ازو یا مثل او می آریم یا میرسانیم آیا ندانستی کہ ہر آئینہ خدائے بر تر بر ہمہ چیز قادر بزرگ است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ نسخ فرا گیرد و شامل شود بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا را یعنی بہتر از و یا مثل او۔ نہ تجدد کہ فرا نمیگیرد و شامل نمیشود مگر صادق شود فقط بِمِثْلِهَا را یعنی تجدد بمثل او ست و بس۔ و لفظ بِخَيْرٍ مِّنْهَا و لفظ قَدِيْرٌ اینجا لبس عجز در خلق مجدد بعود را رفع و دور میکند یعنی التباس و شک عجز در خلق مجدد یعنی نو آمدہ کہ از عود پیدا می شود ازیں ہر دو لفظ رفع میشود چنانچہ فرمود خدائے سبحانہ (در سورۂ ق رکوع ۱) اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ یعنی آیا پس ماندہ شدیم بآفرینش اول۔ اینچنین نیست۔ بلکہ ایشاں از آفرینش نو در لبس یعنی شک افتادند۔ اینجا ضمیر هُمْ سوئے مشخصاتے میگردد کہ بعد فانی موجود آمدہ۔ و مراد از فِيْ لَبْسٍ التباس است بفانی بسبب تجدد بمثل او کہ از روئے ذات و عرض است۔ یا مراد بہ فِيْ لَبْسٍ فِيْ لِبَاسٍ اٰخَرَ ہست یعنی در لباس دیگر است و لفظ بَلْ برائے ترقی است۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ ایں مشخصات موجودہ کہ بعد فانی از خلق جدید اند در لباس دیگر اند۔ یا ایں مشخصاتِ موجودہ بعد فانی اول بسبب تجدد مثل خود در التباس شک اند بفانی کہ آیا فانی شدہ اند یا نہ۔ یا ضمیر هُمْ راجع بکفار است۔ و بہ فِيْ لَبْسٍ مراد فِيْ شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ است یعنی خلق یوم البعث۔ و بَلْ برائے اضراب است یعنی روگردانیدن از قول کفار۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ کفار در شک و شبہ ماندہ اند از خلق

تفسیر آیہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ

تفسیر آیہ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ الخ

فاعلم انّ التجدّد حسّیٌ ش کما هو ظاهرٌ م و نظریٌ باستدلال منع بقاءٍ غیرِ محتاجٍ۔ فیا ربِّ کیف خلقتنی فی الخلافِ ش ای فی خلافِ هذه المسئلةِ وغیرها م و انی اخافکَ ش ای فی التخالف م و ما توفیقی الّا بکَ ش علی الحق م و توکلتُ علیک لتهدینی م و افتح لی ابوابَ رحمتِک ش وهی الحق م و انت خیرُ الفاتحین۔ وصلِّ وسلِّم علی محمّدٍ نبیِّ الرحمةِ وعلی انوارِه ش یُرادُ بانواره وجودُ الانبیاءِ والاولیاءِ والملئکةِ حتّی ما فیه نورُه صلعم م و شفعه فینا وترحّمنا به وانت خیر الراحمین ٥+

اصل[۳۰] انّ الشرکة تقتضی التغایرَ والاتحادَ فالتغایرُ ظاهرٌ م و الاتحادُ لا یوجدُ الّا فی شیئین مجازًا فاشتراکُ الحقیقتین حقیقیًا فی ما یمتازانِ ممتنعٌ الّا مجازًا

اصل[۳۰] ذکر کیفیۃ الاشتراک ومنعہ حقیقیًا +

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ تجدد حسی است چنانچہ او ظاہر است۔ و نظری است باستدلال منع بقائے غیر محتاج یعنی بسبب دلیل آوردن بر منع بقائے کہ احتیاج غیر ندارد ایں تجدد نظری است۔ پس ای رب من چگونہ مرا آفریدی در اخلاف ایں مسئلہ و غیرا و حالانکہ من ہر آئینہ بتو می ترسم در ین تخالف۔ و مر توفیق بر حق نیست مگر بتو۔ و من بر تو توکل و اعتماد کردم کہ مرا رہنمائی۔ پس برائے من دروازہائے رحمت خود کشادہ کن در راہ حق۔ و حال اینکہ تو بہتر کشایندگان است وصل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی انوارہ و نزول رحمت کن و سلام بفرست بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی رحمت است و بر انوار او۔ مراد بانوارش وجود انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہست تا آنکہ در و نور او صلعم است و شفعہ فینا و ترحمنا بہ وانت خیر الراحمین ٥ و او را در میان ما شفیع گردان و با ما رحم کن کہ تو بہتر رحم کنندگان است +

تجدد حسی و نظری

فیہ درود مصنف از و

اصل[۳۰] ہر آئینہ شرکت تغایر و اتحاد ہر دو را می خواہد۔ پس تغایر ظاہر است۔ و اتحاد نیافتہ شود مگر مجازًا در دو شے۔ پس اشتراک حقیقتین حقیقیًا در انچہ کہ ہر دو بہ تمیز کردہ شوند ممتنع است یعنی شریک شدن دو حقیقت در اں چیز کہ آں ہر دو حقیقت بہ تمیز کردہ و شناختہ شوند از روئے حقیقت منع آمدہ مگر مجازًا +

اصل[۳۰] کیفیۃ اشتراک و منع او کہ حقیقتًا است بسبب اقتضاء تغایر و اتحاد ہر دو بنا بر تغایر ہر دو ممتاز اند و بنا بر اتحاد مجازی

اشتراک و منع دلایل و امثال غیرہ و ربہم متعارض شدہ نسا قط ہر دو و سہم حقیقت لازم آید پس آب چگونہ نار شود +

ش لانهما ان تغايرتا حقيقةً فالاتحادُ بينهما مجازاً فكيف المتغايران
في حدهما يتحدان حقيقةً يا ربِّ الّا مجازاً بوصفٍ جامعٍ هو
حقيقةٌ واحدةٌ لا تقتضي التغايرَ والاتحادَ في حدِها فكيف هي دائرةٌ
فيما به الامتيازُ وهو التغايرُ وفي ما به الاتحادُ وهو في شيئين
يا ربِّ وأما اشتراكُ العارضين فالعارضان اما بقيامٍ حقيقيٍّ
واما بقيامٍ مجازيٍّ على حقيقةٍ او حقيقتين فبما مُنع اشتراكُ
الحقيقتين ممتنعٌ الّا مجازاً ومن دونه ان يكنِ العارضان (ای اشتراک العارضین) في
ماهيةٍ قديمةٍ فلزم حدوثُها بتغيرِهما عن حدِهما فرضاً
باطلاً ش لان الاشتراكَ يغيرهما عن حدهما الذي يمتازان
به وهما لا يتغيران م وان يكونا في ماهيةٍ حادثةٍ (ای العارضین) (ای الماهیۃ)
فالفناءُ لا يمهلهما حتى يستحيلا وما ترى مستحيلاً
ش كما في قوله تعالى

ترجمہ از انکہ ہر دو اگر متغایر بحقیقت اند پس اتحاد درمیان ہر دو بطور مجاز است۔ پس ای پروردگار من دو متغایر در حد خود ہا از روئے حقیقت چگونہ متحد شوند مگر بطور مجاز بوصف جامع متحد آیند۔ و حقیقت واحدہ تغایر و اتحاد ہر دو را در حد خود نمیخواہد پس ای رب من او در چیزے کہ امتیاز بدو ہست و او تغایر است و در انچہ کہ اتحاد بدو ست وایں در دو چیز باشد چگونہ دائر شود یعنی ایں حقیقت واحدہ در تغایر و اتحاد باوصف چنیں امتیاز و تعدد شیئین موجودین چگونہ دائر باشد۔ و لیکن اشتراک عارضین پس ایں ہر دو عارضان یا بقیام حقیقی و یا بقیام مجازی بر حقیقت یا بر حقیقتین عارض شدہ اند۔ پس بانچہ اشتراک حقیقتین ممنوع است اشتراک عارضین ممتنع آمدہ مگر مجازاً۔ و از سوائے او اگر ایں ہر دو عارض در ماہیت قدیمہ باشند پس بہ تغیر ہر دو از حد خود ہا بطور فرض باطل حدوث ماہیت قدیمہ لازم شود از انکہ اشتراک تغیر میدہد ہر دو عارض را از حد آں ہر دو کہ بدو ہر دو ممتاز اند حالانکہ ان ہر دو عارض متغیر نمی شوند۔ و اگر ایں ہر دو عارض در ماہیت حادثہ باشند پس فنا مہلت نمی دہد آں ہر دو را تا انکہ استحالہ یابند یعنی ہر دو از حال بگردند و انچہ لازمی مبنی مستحیل یعنی گردیدہ از حال او شخص نہ اندر بر ماہیت ہست۔ چنانچہ در قول او تعالیٰ ہست (در سورۂ مومنون رکوع ۱)

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ الآیہ
وفی غیرھما ایضًا ھو التشخص الزائد علی الماھیۃ ینسخ بغیرمثلھا
وَاِنْ یُّمْهِلْ تفرضًا باطلًا فبقاءُھا غیر محتاج فالحق ما قیل
ش ای امتناع اشتراکِ الحقیقتین حقیقتًا فیما تمتازان۔ ھو
من ورائہ اِن الکلام دائرٌ فی الاشتراکِ وھو فی المتغایرین من
حقیقتین او عرضین علی حقیقۃٍ او حقیقتین فَاِن تعارضَ
المتغایران لِلاشتراکِ فتساقطا ھما وحقیقۃٌ یقومان بھا فیا ربِّ
کیف تبقی حقیقۃٌ ساذجۃٌ ویصیر ماءٌ نارًا فافقھوا یا اولی الالباب
ما قیل ش ای ما رُدَّ وما اُثبِتَ ھم وقیل استحالۃُ الماءِ نارًا بدیھیٌ
فافھموا اَنَّ فناءَ نفسہ بدیھیٌ ام فنائہ عن المحل واستحالتہ

ترجمہ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
الْمُضْغَةَ عِظَامًا الآیہ یعنی باز آفریدیم نطفہ را پارۂ خون بستہ پس آفریدیم پارۂ خون بستہ را پارۂ
گوشت و آفریدیم پارہ گوشت را استخوان تا آخر۔ و دیگر فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ الآیہ
یعنی بیانداخت عصائے خود کہ ناگاہ اژدہائی بود ظاہر۔ و ہم در غیر ایں ہر دو۔ کہ فنا آں تشخص زائد بر ماہیت را
نسخ میکند و نیست میگرداند سوئی غیر مثل ماہیت۔ و اگر از روئی تفرضِ باطل فنا مہلت میدہد پس بقائے
ماہیت غیر محتاج است پس حق ہمو است کہ گفتہ شد در امتناع اشتراک حقیقتین از روی حقیقت۔ و آنچہ ممتاز اند ہر دو
از سوئی او آنکہ کلام در اشتراک دایر است و او در متغایرین است از حقیقتین یا شدیا از عرضین
بر حقیقت یا بر حقیقتین۔ پس اگر متغایرین برائے اشتراک متعارض آیند پس متساقط شوند ہر دو
و ہم حقیقت کہ آں ہر دو بدو قائم اند۔ پس اے رب چگونہ باقی ماند حقیقتِ ساذجہ و آب آتش
گردد پس اے دانشمندان دریابید آنچہ گفتہ شد یعنی آنچہ ردّ کردہ و آنچہ اثبات کردہ شد
و گفتہ شد کہ استحالۂ آب بسوئے آتش بدیہی است یعنی ایں بدیہی است کہ آب آتش
گردد۔ پس بفہمید آنکہ فنائے نفسِ او بدیہی است یا فنائے
او از محل و استحالۂ او ✣

وعلی القائل ان یاتِ علیھما بدلیلٍ وانّ الظّنّ لا یُغنی من الحقّ شیئًا + **اصل** ۳۱ - انّ البرزخ فی المتغایرین تغایرھما فھو وصفٌ مانعٌ فی نفسھما لا الثالث بینھما مستجمعٌ بوصفھما والدّلیل علیہ لفظًا وجودُ المتغایرین ومعنًا مفھومہ وھذا برزخٌ حقیقیٌّ ولا یحتاج الی غیرھما للفرق والمعرفۃ وان یکن ثالثًا بینھما مستجمعًا بوصفھما کقولھم لا مستجمع المتغایرین فی وجہٍ التغایر وھو مانعٌ فلا یمکن ان یکون عین الآخر ش ای التغایر الآخر م فلما کان التغایر بماھیۃ عینھا فلا یمکن عینیتھا بوصف التغایر صف الآخر انتھی وان یکن ثالثًا بینھما مستجمعًا بوصفھما علی وجہٍ مجھولٍ بقیامھما الحقیقی بہ او المجازی فالوجود مستجمعُ المتغایرین فی نفسہ ومتغایرُ المتغایرین غیریۃ فلزم برزخٌ بینھما مستجمعٌ لتغایرھما وکان التسلسل والدور +

اصل ۳۱ ذکر کیفیۃ البرزخ

ترجمہ ودلیل بر گویندہ است اینکہ برفنای محل واستحالہ ہر دو دلیلی آرد - وانّ الظّنّ لا یُغنی من الحقّ شیئًا (در سورۂ نجم رکوع ۲) یعنی وہر آئینہ ظن از حق ورستی ہیچ بے نیاز نمیکند او را ہیچ بے نیازی اور الکل کام نہ آوی ٹھیک بات میں کچھ **اصل** ۳۱ - برائیہ برزخ ومتغایرین تغایر ہر دو متغایرین است وآں تغایر وصفی است - مانع کہ در نفس آں ہر دو متغایرین است نہ ثالث است درمیان ہر دو کہ وصف آں ہر دو را مستجمع یعنی گرد آرندہ باشد - ودلیل بر وے از روئے لفظ وجود ہر دو متغایر است واز روئے معنی مفہوم او - وایں برزخ حقیقی است وایں برائے فرق ومعرفت سوئے غیر آں ہر دو محتاج نباشد - واگر ایں برزخ درمیان ہر دو ثالث باشد ہمچو قول شاں مستجمع بوصف ہر دو - پس قول شاں انکہ در وجہ تغایر ایں ثالث ہر دو متغایر را مستجمع نیست کہ تغایر مانع است پس ممکن نیست کہ تغایر عین تغایر دیگر باشد - وہر گاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد پس عینیت او بوصف تغایر دیگر ممکن نباشد یعنی وصفیکہ ہمان تغایر است چوں عین ماہیت یکی باشد پس ممکن نباشد کہ عینیت ماہیت وصف تغایر دیگر باشد ای چوں تغایر عین ماہیت باشد پس نخواہد ماند کہ عینیت ماہیت کہ تغایر است وصف تغایر دیگر گردد انتہی - واگر ایں برزخ درمیان ہر دو متغایر ثالث است مستجمع بوصف ہر دو بر وجہ مجہول بقیام حقیقی ہر دو بثالث یا بقیام مجازی - پس ایں ثالث وجودی است کہ مستجمع متغایرین است در نفس خود وہم متغایر متغایرین است کہ ہر دو

ذکر کیفیۃ برزخ حقیقی تغایر طرفین وصفیست مانع مستجمع آں طرفین وصفاست وقائم بنفس خود

تغایر ہر دو طرف ایں برزخ وجود ایں برزخ غیر ایں ہر دو متغایرین ہر دو متغایرین ہر دو غیر ایں برزخ است

برزخ حقیقی ثالث متغایرین است در وجود لیکن در تغایر محتاج بایشان است

برزخ مجازی وہمچنانکہ مثال برزخ حقیقی ثالث متغایرین است در وجود لیکن در تغایر محتاج بایشان است

وما هو ثالث بينهما غيريه وفي نفسه ولا غير ش لا
فالجملة مع تقديره اى لا غيرة بثالث بينهما غيريه وفي نفسه
على الجملة الاولى م والعجب من ان الثالث بين الاثنين وانما
هو الثاني بين الثلث والا هذا الكلام في برزخ حقيقي وهو المفرق
والبتة وجود بسيط متاخر من المتغايرين ش من من اشارة
الى الانتزاع من المتغايرين م مستجمع باثار الطرفين وصف
الحقيقي به او المجازي الذي يحتاج بالحقيقي فهي وصف جامع في
الوجود ش اى هذا الوجود المتاخر م في نفسه ش تاكيد في
الوجود م فرقا ومعرفتا لهما ش اى للفرق والمعرفة للمتغايرين
م لا هو واقعا بينهما للفصل او الوصل حقيقة فهو برزخ في حد
نفسه تشخصا زائدا اى مستجمع وهذا برزخ مجازي ويحتاج الى
غيره لفرقه ومعرفته وان قيل هو موصل الطرفين او مفرق
حقيقة فيرد ما قيل في الصدر على نفسه وفيه ش اى في
معنى البرزخ المجازي م برزخ مثالي

ترجمه و نه اين وجود ثالث ماند درميان هر دو متغايرين كه هر دو غير اين وجود اند و هر دو كه مستجمع
اين وجود اند و نه غير او ثالث است درميان هر دو كه غير اين وجود اند در نفس وجود اند و عجب ست ازين كه ثالث
درميان دو باشد و حال اينكه جز اين نيست كه او ثاني است درميان سه و آگاه باشيد كه اين سخن در برزخ حقيقي ست
و او مفرق يعني جدا كننده است و البته وجود بسيط متاخر يعني پس آينده كه منتزع از متغايرين است مستجمع باثار
طرفين است از روي وصف بقيام حقيقي آثار بآن وجود يا بقيام مجازي كه محتاج بحقيقي باشد و آن آمد
درين وجود متاخر در نفس او وصفي است جامع بنا بر فرق و معرفت براي هر دو متغايرين نه وجودي
درميان هر دو بنا بر فصل و وصل از روي حقيقت پس اين وجود بسيط متاخر مستجمع آثار برزخ است در حد نفس خود
از روي تشخص زائد يعني مستجمع و اين برزخ مجازي ست كه محتاج سوي غير است بنا بر فرق آن غير و معرفت آن و اگر
گفته شود كه اين برزخ موصل يعني پيوندد هنده طرفين ست يا مفرق يعني برنده است از روي حقيقت پس آنچه
در صدر گفته شد وارد شود بر نفس او و در معني برزخ مجازي برزخ مثالي است

وھو علم مستجمع مثالِ الطرفین فالمثالان لا یتحدان فیما یمتازان
بہ الا مجازاً و ش المثال م الواحد لا یوافق لمصداقین
متقدمین لعلمٍ الا لمصداقٍ متقدمٍ ومتاخرٍ لصنعٍ بتوافقٍ
مجازی بجامعیۃٍ لا حقیقی بمانعیۃٍ ولا یساویان فی حدھما و
ان کانا ماھیۃً واحدۃً فلزم الدور بان الماھیۃ ش الالف
واللام للعھد الذھنی م کانت ماخذ وجود الشبہ فالشبہ
ش الالف واللام للعھدِ الذھنی م کان ماخذ وجودھا
ومثال الذی لصنعٍ یحتاج الی مثالِ الذی لعلمٍ و فی المثالی
برزخ حقیقی کما ذکر ولطافۃ المقاصد فی البحث لا یدرک الا
اللطیف ۳۲ اصل ان المنع لیس بخصوصیتہ علی تعمیمٍ مسلمٍ
فی وجہ الاشتراک لان الممنوع منہ فکیف ش ای فکیف
المنع علی المسلمِ م الا فی وجہ غیرِ مشترکٍ ✤

۳۲ اصل ذکر کیفیۃ المنع۔

ترجمہ واو علم است مستجمع مثالِ طرفین پس این ہر دو مثال در انچہ کہ بدو شناختہ شوند
ہر دو متحد نشوند مگر مجازاً۔ و این مثال واحد موافق نمیشود برائے ہر دو مصداق کہ برائے علم ہر دو متقدم
اند مگر موافق آید برائے مصداق متقدم و متاخر کہ برائے صنع است بتوافقِ مجازی کہ بجامعیت است
نہ بتوافق حقیقی کہ بامانعیت ہست۔ و ہر دو مصداق متقدم و متاخر در حدِ خود ہا مساوی نباشند
و اگر ہر دو مصداق مذکورہ ماہیت واحدہ باشند پس دور لازم آید باینطور کہ این ماہیت
معہود ذہنی ماخذ وجود شبہ باشد و این شبہ کہ برائے معہود ذہنی است ماخذ وجود
او باشد۔ و ماخذ مثالی کہ برائے صنع است ہر آئینہ محتاج سوئے مثالی شود کہ برائے علم است
و درین ہر دو مثال برزخ حقیقی است چنانچہ مذکور آمد۔ و لطافتِ مقاصدی کہ درین بحث
است ادراک نکند مگر لطیف ✤

۳۲ اصل کیفیت منع کہ بر تعمیم مسلم از خصوصیتش نباید ✤

۳۲ اصل ہر آئینہ منع نیست بخصوصیتش بر تعمیم مسلّم در وجہِ اشتراک کہ تعمیم مسلّم است بریں
از خصوصیتش منع نباید از انکہ ممنوع از و است کہ مسلّم است یعنی مسلّم آنست کہ منع از و
ممنوع است مگر در وجہ مشترک یعنی در وجہیکہ اشتراک نباشد ✤

اصل ۳۳ ان التخصیص بمقابلۃ تعمیم فیفید المقصود فلا ینفی جواز امر مخصص لغیر مخصص لہ لاشتراکہ فی عموم ان لم یکن ممتنعا لغیرہ ش لان الوجہ الممنوع لا یشترک فی العموم م وان لم یجز فاشتراک العموم باطل ومغایرت مخصص من معمم فی وجہ التخصیص واجبۃ والتخصیص لا یزیل اشتراک الذی فی عموم ولا یعارضہ ولا یعتبر عموم ولا خصوص الا فی العوارض ش لا فی الذات م ۔ اصل ۳۴ ان الاستثناء محصور فی وصف وما قام بہ حقیقتا ش ہو فاعلہ م او مجازا ش ہو مفعولہ م فالوصف وجہ الاستثناء وما قام بہ حقیقتا او مجازا مستثنی منہ ومستثنی والمتعلقات الزائدۃ غیر الوصف ش الذی حصر الاستثناء فیہ م للمستثنی منہ

اصل ۳۳ کیفیت تخصیص کہ ثابت بمقابلہ تعمیم است

اصل ۳۴ کیفیت استثناء کہ حصر در او

ترجمہ ۔ اصل ۳۳ ہر آئینہ تخصیص ثابت است البتہ بمقابلہ تعمیم پس برائے مقصود مفید آید ۔ واین تخصیص نفی نمیکند جواز امر مخصص برائے غیر مخصص لہ بسبب اشتراک مخصص در عموم یعنی امریکہ خاص کردہ شدہ است این تخصیص جواز ش را برائے ہر آنکہ او را این امر خاص نکردہ شد نفی نمیکند ازیں سبب کہ در عموم مخصص کہ خاص کردہ شدہ است ازیں عموم اشتراک دارد وبنا بر اصل خود در تعمیم بشرطے کہ این امر مخصص برائے غیر مخصص لہ ممتنع نباشد از انکہ وجہ ممنوع در عموم مشترک نباشد ۔ واگر امر مخصص جائز نباشد پس اشتراک عموم باطل است ۔ واز معمم کہ عام کردہ شدہ است مغایرت مخصص اے خاص کردہ شدہ در وجہ تخصیص واجب است ۔ وتخصیص اشتراکی را کہ در عموم است زائل نمیکند ونہ او را معارض باشد ۔ وعموم وخصوص معتبر نباشند مگر در عوارض نہ در ذات ۔

اصل ۳۴ ہر آئینہ استثناء محصور است در وصف وبا آنچہ قیام وصف با او حقیقی بود واو فاعل او است ۔ یا قیام با او مجازی بود واو مفعول او است ۔ پس این وصف وجہ استثناء است وما قام بہ حقیقتا یا مجازا یعنی فاعل یا مفعول کہ قیام وصف با او حقیقی باشد یا مجازی مستثنی منہ است ومستثنی ومتعلقات زائدہ غیر ازاں وصفیکہ در و حصر استثناء است آنہا را برائے مستثنی منہ

اصل ۳۴ ذکر کیفیت استثناء کہ حصر در او وفائدہ واقسام او وبیان مثال ۔

والمستثنى شامل لهما لوجه الاستثناء متشابه ومتغاير وجه الاستثناء بالنظر للمعنى المذكور ومتغاير المستثنى منه والمستثنى بالخلاف ضروريان وان لم فبطل الاستثناء داخل معناه فالاستثناء يفيد الحصر وتحقق لما فيه من اثبات لا من نفي اذ ليس الحصر والتحقيق الا في موجود ۔ شعر ۔

مثلاً جاءني زيد العالم
الا عمرو الجاهل
وعكسه ۔

ترجمہ ۔ مستثنیٰ ہر دو در تعلق دارند لیکن نہ بر دو وجہ استثناء یعنی تعلق شاں ہر دو بر دو وجہ استثناء نباشد ۔ پس جہت استثناء در فاعل و مفعول و در وصف شاں باشد کہ قیام وصف بفاعل فی الحقیقۃ باشد و با مفعول بطور مجاز لہٰذا وجہ استثناء وصف آید و مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ہر دو از فاعل و مفعول ۔ زیرا کہ در جا باشد برائے ہر دو شامل ہر دو باشد نہ بر دو جہ استثناء ۔ پس تغایر وجہ استثناء برائے معنی مذکور بقصد ضروری و تغایر مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ بخلاف ضروری است یعنی ہر دو جملہ استثناء متغایر یکدیگر باشند کہ دراں مغایرت وجہ استثناء را معنی ضد از اول ضروری باشد و مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ را دریں مغایرت معنی خلاف باہمدگر ضروری است ۔ و اگر چنیں نباشد کہ گفتہ شد در وجہ مغایرت بالضد و بالخلاف ضروری پس استثناء باطل شدہ و بیمعنیش حاصل گردد ۔ و ایں استثناء برائے آنچہ کہ در دار اثبات است حصر و تحقیق را فائدہ دہد نہ در آنکہ در نفی است زیرا کہ حصر و تحقیق نیست مگر در موجود ۔ پس استثناء در جملہ مثبتہ حصر کند و در ا تحقق گرداند نہ منفی را از انکہ حصر و تحقیق در ثابت موجود آید نہ در نفی کہ او غیر موجود است ۔ مثلاً جاءنی زید العالم الا عمرو الجاهل یعنی زید کہ عالم است نزدم آمد مگر عمرو کہ جاہل است نیامد ۔ و عکس او چوں ما جاءنی عمرو الجاهل الا زيد العالم یعنی عمرو کہ جاہل است نزدم نیامد مگر زید کہ عالم است بیامد ۔

شعر ۔ و استثناء را در صورت اتصال جنسیت مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ متصل خواہند کہ مثالش گذشت ۔ و در انفصال و انقطاع و ایقین مذکورین منفصل و منقطع چوں در انفصال مثلاً جاءنی القوم الا الحمار یعنی قوم نزدم آمدند الا الحمار کہ در جنسیت قوم و حمار انفصال است کہ از جنس نیند و باہم فصل دارند ۔ و در انقطاع چوں لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا یعنی باختیار ندارند خواستن کسے را مگر باختیار دارد کسے کہ استوار گرفت از رحمت کنندۂ عالمیان پیماں ۔ کہ تفصیلش در تفسیر ایں آیۃ است ۔ اما چوں از ہر یقین

اصل ۳۵ اِن الاستدراک محصورٌ فی وصفٍ وما قام بہ حقیقتًا ش ھو فاعلہ ھر او مجازًا ش ھو مفعولہ ھر فالوصف وجہ الاستدراک وما قام بہ حقیقتًا او مجازًا مستدرکٌ فی الجملۃ الاولی ومستدرکٌ منہ فی الجملۃ الثانیۃ والمتعلقات الزائدۃ غیر الوصف ش الذی حصر الاستدراک فیہ ھر للمستدرک والمستدرک منہ لا لوجہ الاستدراک فمقصود الاستدراک الثانیۃ لا الاولی لصراحتہا دلالۃً علیہ ولکن الاستدراک لا یتحقق بغیر ذکر الاولی فلذا قیل مستدرکًا ش تامل فی معنی لفظ المستدرک والمستدرک منہ فوضح تغایر المتین فیھما ھر فتغایر وجہ الاستدراک بالخلاف للمعنی المذکور ضروری

۳۵ اصل ذکر کیفیۃ الاستدراک

ترجمہ۔ اصل ۳۵ ہر آئینہ استدراک محصور است در وصف وبما قام بہ حقیقتًا یعنی باچہ کہ قیام وصف باو فی الحقیقت است وہمو فاعلِ وصف است۔ ومجازًا یعنی قیام وصف بطور مجاز بدو یو کہ ہمو مفعول است۔ پس ایں وصف وجہ استدراک شود۔ وما قام بہ حقیقتًا او مجازًا کہ فاعل ومفعول است چنانچہ معلوم شد در جملہ اولی مستدرک ودر جملہ ثانی مستدرک منہ باشد۔ ومتعلقاتِ زائدہ کہ غیر آنِ وصف اند کہ در حصرِ استدراک آمدہ برائی مستدرک ومستدرک منہ باشد نہ بنا بر وجہِ استدراک یعنی تعلق شاں ہر دو بر وجہِ استدراک نباشد۔ پس مقصود استدراک کہ طلب ودریافتِ مقصود ومراد است جملہ ثانیہ است نہ جملہ اولی کہ صراحتش دلالت است بر او یعنی بر جملہ ثانی کہ مراد است ایں دلالت ضرور تطلب ودریافت ندارد ودانچہ در ضرورت طلب است قصدش بسوئے مقصود یت می برد واں جملہ ثانیہ است کہ مطلوب است ومقصود ولیکن بغیر ذکر جملہ اولی استدراک متحقق نہ شود پس بنا بریں گفتہ شد کہ ما قام بہ در جملہ اولی مستدرک است کہ قیام استدراک یعنی طلب ودریافتی ازیں جملہ اولی بسوئے ثانی متحقق شد۔ نیک بنگر در معنی لفظ مستدرک ومستدرک منہ کہ تغایر ایں ہر دو بوضوح پیوست ونیک بر آمد۔ پس تغایر وجہ استدراک بخلاف برائے معنی مذکور ضروری است یعنی ہر وجہ استدراک کہ در جملہ اولی کہ مستدرک است گفتہ آید ضروری است کہ متغایر آں در جملہ ثانی کہ مستدرک منہ است بخلاف معنی مذکور وجہ استدراک مذکور باشد پس ایں تغایر بخلاف در وجہ استدراک آنے معنی در ہر دو جملہ ضروری آمد۔

۳۵ اصل کیفیۃ استدراک وحصر وصف واقسام او وقائدہ او بالا وغیرہ او مع اشکال ودلائل وغیرہ +

قولہ ان یتغایر المستدرک منہ من المستدرک فیذکر وجہ الاستدراک والمستدرک منہ وجوبا بعدم دلالۃ علیہ بتغایرھما ش مثلا جاءنی زید لکن عمرا ذھب الی خالد ھر او لم یتغایر ش المستدرک منہ ھر فقد یحذف جوازا فصاحۃ بوجود الدلالۃ علیہ بتوحدھما ش مثلا ما جاءنی زید لکن ذھب الی عمرو ولکنہ ذھب الخ ھر وقد یحذف وجہ الاستدراک العام ش الذی ما یستقیم المعنی بہ ھر فی الجملۃ المستدرکۃ وجوبا فصاحۃ وبلاغۃ لتوسعہ ش مثلا ما زید الا عالم ھر وان کان تغایر وجہ الاستدراک بالضد للمعنی المذکور فلہ ان لم یتغایر المستدرک منہ من المستدرک

ترجمہ پس او را یا آنکہ مستدرک منہ از مستدرک متغایر باشد و در ینصورت واجب است کہ وجہ استدراک و مستدرک و مستدرک منہ ہر سہ مذکور آیند کہ بسبب متغایر شان دلالت برین ہمہ نماند چون زید نزدم آمد لاکن عمرو سوئے خالد رفت۔ یا مستدرک منہ متغایر نباشد و در ینصورت جائز است کہ از روئے فصاحت گاہے آں حذف کردہ شود کہ بوجہ یگانگت و توحدش دلالت بر و موجود است چون زید نزدم نیامد لاکن سوئے عمرو رفت۔ اینجا زید کہ مستدرک منہ است در جملۂ ثانی بوجہ اتحاد محذوف شد۔ و ہم جائز است کہ ضمیر بجایش آوردہ مذکور گردد چون زید نزدم نیامد لاکن او سوئے عمرو رفت۔ و حضرت مصنف ہر دو امثال مذکور را در عبارت شرح کتاب یکجا جمع آوردہ ہمچنین فرمود مثلا ما جاءنی زید لکن ذھب الی عمرو ولکنہ ذھب الخ یعنی زید نزدم نیامد ولیکن سوئے عمرو رفت ولیکن او رفت الخ۔ و گاہے وجہ استدراک کہ عام باشد چنانکہ معنی بدو راست آیند و قیام پذیرند در جملہ مستدرکہ از روئے فصاحت و بلاغت واجب است کہ برائے توسع وجہ استدراک حذف گردد چون زید نیست مگر عالم اینجا وجہ استدراک در جملۂ اولی ممتدرکہ۔ و در جملۂ ثانی مستدرک منہ ہر دو محذوف است یعنی مستدرک منہ بوجہ توحد۔ و وجہ استدراک بسبب عموم معنی مستقیمہ باو کہ اصلش چنین است ما زید جاہل الا زید عالم یعنی زید جاہل نیست لیکن زید عالم است۔ و اینجا در وجہ استدراک تغایر بالخلاف است و مستدرک و مستدرک منہ متحد۔ و اگر تغایر وجہ استدراک برائے معنی مذکور بضد باشد یعنی وجہ استدراک در ہر دو جملہ

ش واما فهو لاستثناء مثلاً جاءني زيدٌ الّا عمرًا وما جاءني زيدٌ الا عمرٌو ص فالاستدراك هل الا لمقصد اخر الذي يذكر بعد المستدرك منه ففي الحال الّا للاستدراك استفادة الحصر والتحقيق في جهة الثبوت لا في جهة النفي اذ ليس الحصر والتحقيق الّا في موجود ولم يذكر وجه الاستدراك بوجود الدلالة عليه بضديته ش مثلاً لا ينفع سعيهم الا بمشية الله تعالى اي ينفع سعيهم بمشية الله تعالى ص بخلاف لكن ش لا يستفاد منه الحصر والتحقيق ص لا يستفاد منه الحصر والتحقيق في الثبوت المتغاير بالضد من النفي السابق ش اذ الثبوت بعد النفي بالضد يفيد للحصر والتحقيق مثلاً ما كان زيدٌ اخا احدٍ منكم ولكن اميرًا وعادلاً ص

ترجمہ اور نہ پس او استثناء است چوں زید نزد من آمد مگر عمرو۔ و زید نزد من نیامد مگر عمرو۔ و در بیضاوی کہ وجہ استدراک در جملۂ ثانی متغایر بضد شاید برائے معنی مذکورہ کہ در جملۂ اولی است و فی یقین یعنی مستدرک و مستدرک منہ متغایر نیایند بلکہ متوحد باشند استدراک مہمل است مگر برائے مقصدے دیگر کہ آں بعد مستدرک منہ مذکور شود پس در ہیچ حال حرف الّا برائے استدراک فائدہ حصر و تحقیق میدہد در جہت ثبوت نہ در جہت نفی از انکہ حصر و تحقیق در موجود۔ و وجہ استدراک مذکور نیاوردہ کہ از ضدیت شش دلالت بر موجود است چوں سعی شاں نفع نہ دہد مگر بمشیت خدائے تعالیٰ یعنی کہ بمشیت شاں از مشیت خدا اثمار سود مند شود۔ اینجا الّا بمعنی لکن برائے استدراک است از انکہ در ہر دو جملہ استدراک کہ انتفاع و عدم انتفاع است متغایر بالضد۔ و مستدرک و مستدرک منہ کہ سعیہم است متوحد۔ و وجہ استدراک در مستدرک منہ مذکور بسبب عدم وجود دلالت ابناء بر ضد نیاورد۔ گو این حصر الّا را بمعنی استثنا میخواہد مگر برائے کہ بعد مستدرک منہ مذکور آمد یعنی مشیت او تعالیٰ استفادۂ ابتدراک میدہد لیکن حصر و تحقیق در جہت ثبوت نہ در نفی از انکہ حصر و تحقیق خبر بموجود نیاید و بر غیر موجود بنا بر توسع و نفی حکم بر دوم باطل بخلاف لکن کہ از فائدۂ حصر و تحقیق نیاید مگر در ثبوت کہ نفی سابق متغایر بضد باشد فائدۂ حصر و تحقیق از و حاصل آید زیرا کہ ثبوت بعد نفی کہ بنا بر ضدیت برائے حصر و تحقیق مفید چوں ثابت زید برادر کسے از شما لیکن امیر و عادل است۔ پس در بین مثال لاکن مفید حصر و تحقیق است فائدہ از انکہ ثبوت امارت و عدالت زید کہ بعد نفی اخوت زید کہ متغایر بضد است برائے حصر و تحقیق امارت و عدالت زید است

وان لم یتغایرا وجہ الاستدراک للمعنی المذکور فہو مہمل
الا استیناف لمقصدٍ اخر الذی یُذکر ولم یذکر شئ وجہُ
الاستدراک مع وجودِ الدلالۃِ علیہ یعدم التغایر
فصاحۃً جوازًا شئ مثلاً لو شیتُ لضربتکم لکن
لاکرامکم ولو شیتُ لضربتکم لاکن اذ فیکم زیدًا لے
ما ضربتکم لاکرامکم وازفیکم زیدًا ہے

اصل ۳۷ - ان فی المفضَّلِ والمفضَّلِ علیہ تغایرًا
حقیقیًّا واتحادًا مجازیًا شئ کما زیدٌ اعلم من عمرٍو
ہے وقد یُحذف المفضل علیہ للتوسُّع
شئ کما اللہُ اکبر ہے والّا فبطلًا +

اصل ۳۷ کہ کیفیت مفضل و مفضل علیہ

اصل ۳۸ کہ کیفیت مفضل و مفضل علیہ و تغایر و اتحاد و بالکلیہ و فائدہ حذف مفضل علیہ +

ترجمہ واگرچہ استدراک برائے معنی مذکور متغایر نیست پس مہمل است مگر بطور جملہ استیناف یعنی جملہ نو برائے مقصد دیگر کہ ذکر کردہ شود۔ و وجہ استدراک درینصورت جائز است کہ برائے فصاحت نیاید کہ بسبب متغایر نبودن و از متحد شدن دلالت بر و موجود است چوں اگر خواستی ہر آئینہ زدمی شمارا لاکن برائے اکرام شما۔ و اگر خواستی البتہ زدمی لاکن برائے آنکہ زید درمیان شما ست یعنی من شمارا نزدم برائے اکرام شما۔ و برائے اینکہ زید درمیانِ شما ست۔ ایں آخر جملہ ہائے مستانفہ اند کہ در ہر دو مثال مذکورہ بحذف وجہ استدراک بنا بر توحش بالاجمال آمدہ بود لہذا با وجود تغایر وجہ استدراک ہر دو جملہ مستدرکہ را بنا بر استیناف بمقصدِ آخر رفع اہمالش نمودہ راست آورد ورنہ اہمال ظاہر + اصل ۳۷ - ہر آئنہ در مُفضَّل و مُفضَّل علیہ یعنی فضیلت دادہ شدہ بر آنکہ بر و فضیلت دادہ شود۔ تغایرِ حقیقی و اتحادِ مجازی است چنانچہ زیدٌ اعلمُ من عمرٍو یعنی زید از عمرو دانا تر است۔ پس زید و عمر کہ اول مفضل و دوم مفضل علیہ است تغایر حقیقتًا در و ظاہر است تو در جنسیت با یکدیگر اتحاد مجازی است۔ و گاہے مفضل علیہ بنا بر توسع حذف کردہ شود چنانچہ اللہُ اکبرُ یعنی خدا از ہمہ بزرگتر است۔ اینجا مفضل علیہ محذوف شدہ توسع آورد۔ ورنہ در عدم تقدیر آں توسع ابطال ہر دو آید یعنی مفضل و مفضل علیہ چرا کہ مفہوم تفضیل کہ متوقف بر تقابل است از حذف یکی تقابل نماند و توقف مفہوم تفضیل ہر دو پس نہ مفضل باشد نہ مفضل علیہ۔ و ایں درست نہ آید مگر در گرفتن توسع در صورتِ حذف مفضل علیہ +

اصل ۳۷ ذکر کیفیۃ الحصر والتاکید

اصل ۳۷ اِنَّ الحصرَ هو الحصرُ المحصورِ فليس خارجٌ منه شئ اى ثابتًا من بعض المحصورم فلا يجرى عليه انتقاضٌ فانِ استُثنِىَ او استُدرِك او خُصِّص بعضٌ منه فى الكلام فهو بمعنى جميعٍ لا حصرَ منه فالحصر لا يرجع الى المستثنى والمستدرك والمخصوصم والتاكيدُ كالحصر فى الحكم ✣

اصل ۳۸ ذکر کیفیۃ الربط فی المصدر ✣

اصل ۳۸ ان الربط فى مصدرٍ متعدٍ لا يتحدُ فى فاعلٍ ومفعول لانه بقيامٍ حقيقي فى فاعل وبقيامٍ مجازي فى مفعول اذ هما متغايران بنسبةٍ لهما لكنه يقتضى الدلالةَ الى كلٍ واحدٍ منهما به فلا يدرك كلُ واحدٍ غيرَه الا مجازًا والكلام فى الادراك الذى بالربط المصدري لا بوجه غيره

اصل ۳۹ ذکر کیفیۃ الجواز

اصل ۳۹ اِنَّ الجانبَ الاوّلَ فى الجواز قوىٌ لانه موجودٌ ✣

ترجمہ ۔ اصل ۳۷ ہر آئینہ حصر او حصر محصور است یعنی گرد آوردن گرد آورده شده پس آنکہ خارج حصر است از محصور نیست یعنی از بعض محصور ثابت نیست ۔ پس انتقاض بروے جاری نمیشود یعنی نقض و شکستہ شدن ۔ و اگر بعض از محصور در کلام استثنا کرده شد یا استدراک یا خاص کرده شد پس او بمعنی جمع است نه حصر ۔ پس این حصر سوی مستثنی و مستدرک و مخصوص باز نمیگردد ۔ و تاکید در حکم همچو حصر است یعنی آنچه حکم حصر است تاکید را همچنین است ✣

اصل ۳۸ ۔ ہر آئینہ ربط در مصدر متعدی در فاعل و مفعول متحد نمی شود از انکہ او در فاعل بقیام حقیقی است و در مفعول بقیام مجازی زیرا کہ فاعل و مفعول ہر دو بنسبتی کہ برائے ہر دو است متغایر اند یعنی باهم دگر بمغایرت دارند لیکن ربط دلالت را می خواهد بکدو سوئے ہر واحد از ہر دو ۔ پس ہر واحد غیر خود را ادراک نمیکند یعنی در نمی یابد مگر مجازًا ۔ و این کلام در ادراک است آنکہ بربط مصدری است نه بوجه غیر او ✣

اصل ۳۹ ۔ ہر آئینہ در جواز جانب اول قوی است ازان کہ او موجود است ✣

اصل ۴۰ اِنَّ الذات لا تبحث بنفسها لمفهومیتها بالوجدان علماً بالضرورت الا بعوارضها فلا تتبع الا لعوارضها وهکذا العوارض لا تتبع بنفسها الا بما قامت به لانها لا تقوم الا بماهیت والعرض علی العرض ممنوع وان اقرّ ماهیة فالعرض مفقود وان وجد فما نقول۔ اصل ۴۱ ان التعمیم لا یقع فی الذات نفسها الا فی اختصاصها بوجوہ جائزۃ لش هی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها ام واجبۃ لش هی کانت ضروریۃ فلا یجوز سلبها ام

اصل ۴۲ اِنَّ التبیین یقع من العوارض لا من الذات فمن عوارض جائزۃ لش هی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها ام لرفع الابهام فی وجہ مخصوص ومن واجبۃ لش هی کانت ضروریۃ فلا یجوز سلبها ام لرفع الجهل عن وجہ مخصوص

ترجمہ۔ اصل ۴۰ ہر آئینہ ذات بنفس خود بحث نمیکردہ شود از انکہ مفہومیت یعنی دانستہ شدن و فہمیدن ذات بوجدان است بطور علم ضروری از انکہ وجدان بعلم است پس ضروری است کہ ذات را بعلم در یابد۔ مگر ذات بحث کردہ شود بعوارض خود۔ پس ذات تبع کردہ نشود مگر بعوارض خود و ہمچنین عوارض بنفس خود تابع و پیرو نمی شوند مگر بہ ما قامت بہ یعنی بچیزی کہ باو قائم اند از انکہ عوارض قیام نمی یابند مگر ماہیت۔ و ہر آئینہ عرض بر عرض ممنوع است۔ و اگر ماہیت اقرار کردہ شود پس بر عرض مفقود و گم است۔ و اگر یافتہ شود پس آنچیز است کہ ما میگوئیم یعنی ماہیت +

اصل ۴۱ ہر آئینہ تعمیم در ذات واقع نمی شود نفس ذات مگر در اختصاص او بوجوہ جائزہ یعنی تعمیم در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر این تعمیم در ذات واقع گردد در خاص شدن او از وجوہ جائزہ آنکہ نیستند ضروریہ پس سلبش جائز است یا از وجوہ واجبہ آنکہ ضروریہ ہستند پس سلبش جائز نیست +

اصل ۴۲ ہر آئینہ تبیین یعنی بیان کردن از عوارض واقع شود نہ از ذات پس یا واقع شود از عوارض جائزہ آنکہ ضروری نیستند و سلبش جائز باشد این تبیین مذکورہ برای رفع ابہام یعنی بر داشتن شک و پیچیدگی است در وجہ مخصوص یا از عوارض واجبہ آنکہ ضروری ہستند سلبش جائز نباشد این تبیین از عوارض واجبہ برای رفع جہل است از وجہ مخصوص

اصل ۴۰ اصل کیفیت کہ از وی بنفس خود بحث نیاید مگر بعوارض ہم دلائل

اصل ۴۱ اصل ذکر کیفیۃ التعمیم

اصل ۴۱ اصل کیفیۃ تعمیم کہ در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر باختصاص او بوجوہ جائزہ یا واجبہ بجواز سلب و عدم سلب +

اصل ۴۲ اصل کیفیۃ تبیین کہ از عوارض واقع شود نہ از ذات خواہ از عوارض جائزہ برای رفع ابہام در وجہ مخصوص یا از واجبہ برای رفع جہل از وجہ مخصوص بتوحد و تغایر در طرفین من وجہ واجبہ است و وجہ توحد مبین است بالکسر +

ووجب التوحد في المبين والمبين من وجه والتغاير من
وجه وهما ظاهران منهما فوجه التوحد مبين +

اصل ۴۳ - ان التشبيه باضافة لا بحقيقة اذ وجه
التشبيه وصف مانع بحقيقته من فالتشبيه
بحقيقة ممتنع +

اصل ۴۴ - ان مفهوم كل ليتعلق باجزائه بمعنى جميعها فمفهوم
كل يقتضي مفهوم جزء له ومفهوم جزء يقتضي مفهوم كل له وهما
متخالفان في مفهومهما فلا ينطبق بعضهما على بعضهما وبقطع
نظر عن مفهومهما لا بحث فيهما فان مفهوم كل متوقف
على مقابلة مفهوم جزء له ومفهوم جزء على مقابلة مفهوم
كل له فان كان بازائه مفهوم كل موجودا حقيقيا ضروريا في حده
وهو واحد حقيقي فكان بازائه مفهوم جزء له موجودا حكميا

اصل ۴۴ ذکر کیفیة مفهوم کل وجزء

ترجمه - در مبين ومبين يعني بيان كرده شده (بيان كننده) توحد من وجه واجب آمد يعني از وجهي
در مبين ومبين يگانگت مقرره ضروري است . وتغاير من وجه يعني از وجهي جدائيگي ضروري است و
هر دو از هر دو ظاهر اند يعني از توحد و تغاير كه از هيچ وجه باشد - پس وجه توحد مبين است يعني
اين وجه از بيان كننده بوجود -

اصل ۴۳ ذکر کیفیة التشبیه

اصل کیفیة آنکه تشبیه باضافت یعنی بنسبت است بحقیقت از انکه وجه تشبیه وصف
مانع است بحقیقت خود یعنی این وصف در حقیقت خود از شرکت مانع غیر است پس تشبیه
بحقیقت ممتنع است مگر باضافت آن حقیقت از انکه بنسبت بدون حقیقت قیام نمی یابد +

اصل ۴۴ ذکر کیفیة مفهوم کل وجزء

اصل کیفیة مفهوم کل وجزء وتعریف کل
وجزء وبقابله خود هر دو را میخواهد وموقف
باشد گراند که چون یکی موجود حقیقی باشد
بمقابله او دیگر موجود حکمی وتعریف
حکمی بیان تخالف هر دو وعدم انطباق
یکی بر دیگری وانکه کل واحد حقیقی یا حکمی
بمقابله یکدیگر مفهوم وبه تبع یکدیگر ورنه
هر دو مفهوم باطل ومفهوم جزء بمقابله
مثل خود ثابت که حاصل از اجزاء است اگرچه
کل آنکه بر کثیرین مختلفین دفعتا خاصه
بحیثیت اجزاء ایں وصف مانع است - واجزاء بمقابله کل خود
بنسبت یکدیگر +

اصل ۴۴ - ان مفهوم كل ليتعلق باجزائه بمعنى جميعها فمفهوم كل يقتضي مفهوم جزء له ومفهوم جزء يقتضي مفهوم كل له وهما متخالفان في مفهومهما فلا ينطبق بعضهما على بعضهما وبقطع نظر عن مفهومهما لا بحث فيهما فان مفهوم كل متوقف على مقابلة مفهوم جزء له ومفهوم جزء على مقابلة مفهوم كل له فان كان بازائه مفهوم كل موجودا حقيقيا ضروريا في حده وهو واحد حقيقي فكان بازائه مفهوم جزء له موجودا حكميا

اصل ۴۴ - هر آئينه مفهوم كل البته متعلق باشد باجزاي خود يعني بهمه اجزاء - پس مفهوم كل مفهوم جزء را ميخواهد
براي خود - ومفهوم جزء ميخواهد مفهوم كل را براي خود حالانكه هر دو در مفهوم خود با هم متخالف
اند - پس بعض هر دو بر بعض هر دو منطبق نمي آيند - واز مفهوم هر دو قطع نظر كرده در
هر دو بحث نيست - پس هر آئينه مفهوم كل متوقف يعني واستاده است بر مقابله مفهوم جزء كه براي او است - ومفهوم
جزء متوقف است بر مقابله مفهوم كل كه براي او است - پس اگر آنچه كه باو مفهوم كل است در حد خود موجود
حقيقي ضروري باشد حالانكه او واحد حقيقي است

فکان مابہ مفہوم جزء لہ موجودا حکمیا ش ای غیر موجود متفرضا بالوجود غیر ضروری فی حدہ تبعا بوجود مابہ مفہوم کل ان لم یکن امکان جواز وجودہ ممتنعا وھو افراد حکمیۃ وان کان مابہ مفہوم جزء موجودا حقیقیا ضروریا فی حدہ وھو افراد حقیقیۃ فکان مابہ مفہوم کل موجودا حکمیا ش ای غیر موجود متفرضا بالوجود غیر ضروری فی حدہ تبعا بوجود مابہ مفہوم جزء ان لم یکن امکان جواز وجودہ ممتنعا وھو واحد حکمی فان لم یکن التبع لامتناع الوجود الحکمی فالتوقف ش الفاء تفید معنی العطف علی التبع والجزاء لشرط مقدر ای اذا لم یکن التبع بامتناع الوجود الحکمی بطل بعضہما فلم یکن التوقف بینہما المتوقف علی وجودہما ام بطل مفہوم کل وجزء لعدم وجود بعضہما لعدم التبع ولعدم وجودہما لعدم التوقف

ترجمہ پس انچہ کہ باو مفہوم جزء است برای انچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی غیر ضروری باشد در حد خود بطور تبع بوجود انچہ کہ مفہوم کل باو است از انکہ موجود حکمی تبع باشد موجود حقیقی را۔ اگر امکان جواز وجود موجود حکمی ممتنع نباشد و آں موجود حکمی افراد حکمیہ است یعنی افراد اند غیر موجودی کہ بوجود فرض کردہ شدہ اند و اگر انچہ کہ باو مفہوم جزء است موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد حالانکہ او افراد حقیقیہ از ازاد مفہوم کل۔ پس انچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی باشد یعنی غیر موجودی کہ بوجود فرض کردہ شدہ کہ غیر ضروری است در حد خود کہ حکمی است۔ بطور تبع بوجود انچہ کہ مفہوم جزء باو است ۔ اگر امکان جواز وجود او ممتنع نباشد و آں موجود حکمی واحد حکمی است۔ پس اگر نباشد امتناع وجود حکمی بطور تبع کہ یکی را بدیگرے است نباشد بعض ہر دو باطل گردد پس توقفی کہ متوقف است بر وجود ہر دو در میان ہر دو یکی را بدیگری نماند۔ و بدون توقف مفہوم کل و جزء باطل گردد از انکہ بسبب عدم تبع۔ وجود بعض ہر دو مفہوم معدوم شود و بسبب عدم توقف وجود ہر دو معدوم شود۔ یعنی بسبب امتناع وجود حکمی تبع نماند و از ان ہر دو بعض باطل شود پس این توقف کہ در میان ہر دو است کہ یکے بر دیگری متوقف است نباشد و بسبب نبودن این توقف وجود ہر دو معدوم شود پس مفہوم کل و غیر

فاعلم ان مفہوم جزءٍ لا یتحقق الا بمقابلۃ مثلہ ش ھو جزءٌ
م بخلاف فردٍ واحدٍ فلا یحصل الجزءُ الا بافرادٍ ولو
مختلفین ش فلیس اتحادُ مجازیٌ فیہا شرطًا فی ھذا
ای افراد ۱۲
الوجہ م ولمّا الاجزاءُ بمقابلۃ کلہا والافراد بمقابلۃ
ثابتۃ منفصل ۱۲ منفصل ثابتۃ
بینہا فالاجزاءُ لیست بافراد والافراد لیست باجزاء واذا
توقف مفہومُ بعضہما علی بعضہما ففی ایّ وجہٍ ش
من الوجہین المذکورین ای ان کان مابہ مفہومُ کلٍ موجودًا
حقیقیًا ضروریًا فی حدہ وان کان مابہ مفہومُ جزءٍ موجودًا
حقیقیًا ضروریًا فی حدہ م لا یتحقق الا وجودًا حکمیًا ش ای
الا یتحقق مفہومُ بعضہما وجودًا حکمیًا م فالحاصل انما مفہوم
کل ماھو یخص علی کثیرین ولو مختلفین دفعۃ من حیث
انہما اجزاء لہ فھذا وصف المانع

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ مفہوم جزء ثابت و متحقق نہ شود مگر بمقابلۂ مثل خود کہ جزء است بخلاف فرد واحد و حاصل نمی شود این جزء مگر بافراد اگرچہ مختلف باشند پس دریں وجہ اختلاف اتحاد مجازی دریں افراد شرط نیست۔ و ہرگاہ اجزاء ثابت اند بمقابلۂ کل خود و افراد ثابت اند بمقابلۂ کہ درمیان شان است پس اجزاء افراد نیستند و افراد اجزاء و چونکہ مفہوم بعض ہر دو بر بعض ہر دو متوقف و استادہ است پس در ہیچ وجہے از ہر دو وجہ مذکورین یعنی آنچہ کہ باو مفہوم کل است در حد خود اگر موجود حقیقی ضروری باشد و آنچہ کہ باو مفہوم جزء است اگر موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد۔ ثابت نشود و متحقق نہ پذیرد مگر وجود حکمی یعنی مگر مفہوم بعض ہر دو بطور وجود حکمی متحقق خواہد شد۔ مطلب آنکہ چوں مفہوم بعض ہر دو یکی بر دیگری متوقف آمدہ۔ پس در ہیچ وجہے کہ ازیں ہر دو وجہ مذکورہ یکی ضرور تا موجود حقیقی متحقق گردد بمقابلۂ او موجود حکمی لامحالہ معترض خواہد شد از انکہ مفہوم یکی بر دیگری متوقف است ورنہ مفہوم ہر دو کل و جزء باطل۔ پس حاصل ہمیں است کہ مفہوم کل آنکہ او بر کثیرین دفعتًا خاص شود بایں طور کہ ہر آئینہ ایشاں اجزاء اند مر آں کل اگرچہ آں کثیرین مختلف باشند پس

۴۵ اصل ذکر کیفیۃ مفہوم جنس

اصل ۴۵ انّ مفہوم جنسٍ ش ثابتٌ م بافرادٍ حقیقیۃٍ ش ای لہا وجودٌ واقعٌ م متقابلۃٍ موصوفٍ م بعینیۃٍ منطبقۃٍ توصّفًا عارضیًا بوصفٍ بمعنی مصدرٍ جعلیٍ او اصلیٍ مبنیٍ علیہ بہا یکون اتحادٌ مجازیٌ بینہا فلا بفردٍ ش ای لا یثبت مفہومُ جنسٍ بفردٍ واحدٍ م فالاتحادُ المجازیُ شرطٌ مُثبتٌ لمفہومِ جنسٍ فمغایرتٌ مجازیۃٌ فی افرادٍ مجازیۃٍ ش ای مَالہا وجودٌ واقعٌ م لا تحقّقُ افرادیۃً حقیقیۃً فبطل مفہومُ جنسٍ حقیقیۃً لا مجازًا فافرادُ الوصفِ المقیدۃ بافرادٍ موصوفۃٍ بہ توصّفًا عارضیًا موصوفۃً توصفًا ذاتیًا جنسٌ ایضًا

۴۵ اصل کیفیۃ مفہوم جنس کہ بافراد حقیقیہ متقابل یا بگیر موصوف بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور توصف عارضی یا صفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است کہ بر بمعنی بآں افراد حقیقیہ آگہی می شود ایں مفہوم جنس درمیان افراد اتحادی مجازی باشد۔ پس مفہوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد آنکہ مفہوم جنس کہ ثابت بافراد حقیقیہ می باشد یعنی ازاں افراد کہ وجود آنہا واقع باشد نہ از فرد واحد او اتحادی است مجازی درمیان ہماں افراد کہ آنہا باہم تقابل دارند و اینکہ بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور عارض وصف شدہ موصوف بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی آید یا اصلی کہ اخبار و آگہی براں مصدر بافراد حاصل شود۔ پس ایں اتحاد مجازی شرط مثبت یعنی ثابت کنندہ آمد برای مفہوم جنس۔ و مغایرت مجازیہ در افراد مجازیہ یعنی افرادیکہ آنہا را وجود واقع نیست افرادیت حقیقیہ متحقق و ثابت نکند پس مفہوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد وصفیکہ مقید بافرادی است کہ موصوف براں وصف ازراہ توصف عارضی اند یعنی بطور وصف شدن عارضی آں افراد وصف مقید کہ موصوف ازراہ توصف ذاتی یعنی بطور وصف شدن ذاتی آنہم از جنس آمدند یعنی چنانکہ افراد بوصفی ازراہ توصف عارضی موصوف شدہ مفہوم جنس در می یابند کہ گزشت ہمچناں افراد ایں وصف مقیدہ مذکورہ ازراہ توصف ذاتی براں موصوف شدہ نیز جنس می باشند۔

ترجمہ اصل ۴۵ ہر آئینہ مفہوم جنس کہ ثابت است بافراد حقیقیہ یعنی افرادے کہ برای آنہا وجود واقع است و آں افراد حقیقیہ متقابل یعنی متقابل بہمد گر باشند۔ و موصوف بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور توصف عارضی بوصفی باشد یعنی ایں موصوف شدن افراد بطور عارضی بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است کہ بر بمعنی بآں افراد حقیقیہ آگہی می شود ایں مفہوم جنس درمیان افراد اتحادی مجازی باشد۔ پس مفہوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد آنکہ مفہوم جنس کہ ثابت بافراد حقیقیہ می باشد یعنی ازاں افراد کہ وجود آنہا واقع باشد نہ از فرد واحد او اتحادی است مجازی درمیان ہماں افراد کہ آنہا باہم تقابل دارند و اینکہ بعینیت منطبقہ یا غیر منطبقہ بطور عارض وصف شدہ موصوف بوصفی باشد کہ بمعنی مصدر جعلی آید یا اصلی کہ اخبار و آگہی براں مصدر بافراد حاصل شود۔ پس ایں اتحاد مجازی شرط مثبت یعنی ثابت کنندہ آمد برای مفہوم جنس۔ و مغایرت مجازیہ در افراد مجازیہ یعنی افرادیکہ آنہا را وجود واقع نیست افرادیت حقیقیہ متحقق و ثابت نکند پس مفہوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد وصفیکہ مقید بافرادی است کہ موصوف براں وصف ازراہ توصف عارضی اند یعنی بطور وصف شدن عارضی آں افراد وصف مقید کہ موصوف ازراہ توصف ذاتی یعنی بطور وصف شدن ذاتی آنہم از جنس آمدند یعنی چنانکہ افراد بوصفی ازراہ توصف عارضی موصوف شدہ مفہوم جنس در می یابند کہ گزشت ہمچناں افراد ایں وصف مقیدہ مذکورہ ازراہ توصف ذاتی براں موصوف شدہ نیز جنس می باشند۔

فمصدرٌ جعليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى واللفظِ
ومصدرٌ اصليٌ وما موصوفٌ به جنسٌ على اصلِ المعنى
لا اللفظِ ولذا يُقال مصدرٌ اصليٌ وصفًا عامًا وفاعلٌ وَ
مفعولٌ اسمًا عامًا باعتبارِ الذاتِ وصفةً عامةً باعتبارِ
الزمانِ فالحاصلُ انما مفهومُ جنسِ ما هو يعمُّ على كثيرين متفقين
من حيث انهم متقابلين فهذا وصفه المانعُ + اصلٌ ان
مفهومَ نوعِ ما هو يعمُّ على كثيرين متفقين من حيثِ وصفِهم
فهذا وصفه المانعُ + اصلٌ انما ماهيةُ التي يظهرُ منها
عارضٌ تعبّر بهيولى والعارضُ بصورةٍ في محاورةِ قومٍ
فقط فانّي اصرّحُ اي ان كانَ العارضُ زائدًا على الماهيةِ بقيامٍ
حقيقيٍ بها اصلًا لمنشأيتها له وهو صفةٌ ذاتيةٌ لها
فليس بحادثٍ منها

اصل ذکر کیفیۃ مفہوم نوع

اصل ذکر کیفیۃ الہیولی والصورۃ +

ترجمہ - پس مصدرِ جعلی وانچہ موصوف است بدو جنس است بر اصلِ معنی و لفظ - و مصدرِ اصلی وانچہ بدو موصوف است بر اصلِ معنی جنس است نہ بر لفظ - و بنا بریں گفتہ شود مصدرِ اصلی بطور وصفِ عام یعنی از روی وصف عام است - و فاعل و مفعول باعتبارِ ذات اسمِ عام و باعتبارِ زمان صفتِ عام - پس حاصل ہمیں آمد کہ مفہومِ جنس آنکہ او بر کثیرین متفقین عام باشد ازیں حیثیت کہ ہر آئینہ ایشاں مقابل بہم گرد باشند - و ہمیں وصفِ او است مانع +

اصل - ہر آئینہ مفہومِ نوعِ آں کہ او - عام باشد بر کثیرینِ متفقین از حیثیتِ وصفِ شان - و ہمیں است وصفِ مانعِ او +

اصل ہر آئینہ ہیولی است کہ ماہیتی کہ از و عارض ظاہر شود ہیولی تعبیر کردہ شود و عارض بصورت در محاورۂ قومی فقط - پس البتہ من تصریح میکنم یعنی اینکہ اگر آں عارض زاید بر ماہیت است بقیامِ حقیقی بآں ماہیت بطور اصل بنا بر آنکہ برائے عارض آں ماہیت منشاء واقع شدہ و او صفتِ ذاتیہ است برائے ماہیت پس آں عارض از ماہیت حادث نیست +

اصل کیفیۃ ہیولی و صورۃ بمقابلہ ماہیت و عارض بہ نسبت بقیامِ حقیقی کہ ثابت ماہیۃ باشد مع عرض اگر عارض بقیام مجازی است از ماہیت مسلوب است و از صفاتہائی مسلوبہ بدیہیہ انکار نتواند کہ اجتماع اضداد لازم آید +

وَاِن کان زائدًا علی صفۃٍ ذاتیۃٍ بقیامٍ حقیقیٍ بھا اصلًا
لمنشأیتھالہ فبالماھیۃ عرضًا بواسطۃِ الصفۃِ الذاتیۃِ
فھوحادث منھما ش کما زیدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغیر صفتہ ولا
ماھیتہ الذاتیۃ لکن تغیر قیامہ وقعودہ قائمان بقیامٍ حقیقیٍ
بصفتہ الذاتیۃ اصلًا لمنشأیتھما فبماھیتہ بواسطۃِ
صفتہ الذاتیۃِ عرضًا فھما یحدثان منھما ص فما ھو بقیامٍ
مجازیٍ لیس بصوتٍ لھا اذ ھو ماھیۃٌ او عارضٌ فان کان
ماھیۃً فھی قائمۃٌ بنفسھا فی معناھا ش ای ماھیۃٍ
لا عارض ص وان کان عارضًا فلہ محلٌ قیامہ قائمٌ
بقیامٍ مجازیٍ وھو ماھیۃٌ قائمۃٌ بنفسھا فی
معناھا فھما علی نسبۃٍ بقیامٍ حقیقیٍ بینھما فی
معنی طویلی وصورۃٍ فلا علی نسبۃٍ بقیامٍ مجازیٍ

ترجمہ واگر آں عارض زائد بر صفتِ ذاتیہ است بقیامِ حقیقی بآں صفت بطور اصل بنا بر آنکہ
برائی عارض آں صفت منشاء واقع شدہ پس ایں عرض بواسطۂ صفتِ ذاتیہ عرض ماہیت
آمدہ و او حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ او۔ چنانچہ زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ
است پس دریں مثال متغیر نمی شود صفتِ ذاتیہ و نہ ماہیت زید را ولیکن قیام و قعود او متغیر
شد کہ ہر دو بقیامِ حقیقی بصفتِ ذاتیہ بطور اصل قائم اند از انکہ ایں صفتِ ذاتیہ برائی ہر دو
منشاء ظہور و جائے نشو است پس بواسطۂ صفتِ ذاتیہ بماہیتش بطور عرض قائم اند۔
پس ہر دو قیام و قعود از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ حادث می شوند۔ پس آنچہ کہ او
بقیامِ مجازی است نسبت صورت برائی او یعنی برائے ماہیتیکہ از انکہ او ماہیت است
یا عارض۔ پس اگر او ماہیت است پس او قائم است بنفسِ خود در معنائی خود یعنی در یعنی ماہیت
نہ عارض۔ و اگر او عارض است پس برائے او است محلِ قیام کہ قائم بقیامِ مجازی است
و ایں محل ماہیت است قائم بنفسِ خود در معنائی خود۔ پس ہر دو یعنی عارض مع محل کہ ماہیت است بنا بر
نسبت بقیامِ حقیقی اند کہ درمیانِ ہر دو است در معنی طویلی و صورت و نیستند بنا بر نسبت بقیامِ مجازی درمیانِ ہر دو

فاعلم ان ما ھو بقیام حقیقی من صفات التی ثابتۃ فی ماھیۃ
وما ھو بقیام مجازی من صفات التی مسلوبۃ من ماھیۃ
فان انکرت مسلوبۃ التی بدیھیۃ لزم اجتماع اضداد
بالتی ثابتۃ ۞ اصل انما الاطلاق بمقابلۃ التقیید وعکسہ
ش ای وانما التقیید بمقابلۃ الاطلاق م وھما علی ماھیۃ
واحدۃ والا بطلا والتقید مشتمل علی ماھیۃ بقیام حقیقی من
جھۃ اخری بمغایرت حکمیۃ بالاطلاق فزاد علیھا
لا الاطلاق ش کما ذکر فی ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ
بزیادۃ شیء من ھذا م وتقید الذات لیس من حیث او صافھا
بمغایرت الوصف بالذات حقیقۃ فی حدھما لکنہ
من حیث نفسھا بالوصف لا بالذات ۞

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ انچہ کہ او بقیام حقیقی است از صفاتی است کہ در ماہیت آں صفات ثابت اند۔ وانچہ کہ او بقیام مجازی است از صفاتی است کہ از ماہیت آں صفات مسلوب اند پس اگر صفاتہائے مسلوبہ آں کہ بدیہیہ اند انکار کردہ شوند اجتماع اضداد لازم آید بآنکہ ثابتہ اند۔

اصل ۔ اطلاق ہمیں است کہ بمقابلۂ تقیید شناختہ شود وعکس او یعنی تقیید ہمان است کہ بمقابلۂ اطلاق تمیز کردہ شود وہر دو بر ماہیت واحدہ اند ورنہ ہر دو باطل۔ پس تقیید کہ بر ماہیت است بقیام حقیقی از جہت دیگر ثابت بمغایرت حکمیہ باطلاق است۔ پس ایں تقیید زاید شد بر ماہیت نہ اطلاق چنانچہ در ذکر کیفیت العلم والمعرفت الخ بزیادت چیزے ازیں بیان کردہ شد۔ وتقیید ذات از حیثیت اوصاف ذات نیست بسبب مغایرت وصف با ذات از روئے حقیقت در حد ہر دو یعنی در حد وصف ذات لیکن تقیید از حیثیت نفس ذات بالوصف است نہ بالذات

یعنی ذات را با وصف در حد خود ہا چوں مغایرت حقیقی است

پس تقیید ذات از حیثیت اوصاف نیاید ولیکن از حیثیت

نفس ذات باشد بنا بر وصف نہ بنا بر ذات ۞

اصل کیفیۃ الاطلاق والتقیید

اصل کیفیۃ الاطلاق والتقیید مع مثال

۴۹ اصل ان الاضافۃ لا تصح بین عامٍ وخاصٍ وعامین ولا بین موجودٍ ومعدومٍ ومعدومین الا بین موجودین خاصین فعلیک تاملٌ فی البیان ۵۰ اصل انما الدلالۃ الی مدلولہا قاطعۃٌ عن غیرہ فمتضمنۃ اخبارٍ محتملٍ تصدیقٍ ش لا تکذیب م فالتصدیق متضمن تسلیمٍ فحصل یقینٌ ش ہو علمٌ بدیہٍ ای واقعٍ م فقد یکون ش تامٌ م علم الیقین ومضاف باضافۃ الی مفعولٍ وقد عین الیقین باضافۃٍ بیانیۃٍ ش ای نفس الیقین م وقد حق الیقین باضافۃٍ الی فاعلٍ للمحصلٍ ۵۱ اصل الحکم ہو تعیین شیءٍ یدور بین فاعلٍ ومفعولٍ فحکم تصدیقٍ باجمالٍ مصدقٍ ہو لازم تفصیلٍ وجودٌ واحدٌ فی حدہ تفصیل مصدق لازم اجمالٍ وجودٌ متکثرٌ فی حدہ

۴۹ اصل کیفیۃ الاضافۃ

۵۰ اصل کیفیۃ الدلالۃ

۵۱ اصل کیفیۃ الحکم

ترجمہ - اصل ۴۹ ہر آئینہ اضافت یعنی نسبت درمیانِ عام وخاص و درمیانِ دو عام صحت نمی پذیرد و نہ درمیانِ موجود ومعدوم و دو معدوم مگر درمیانِ دو موجود کہ ہر دو خاص باشند - پس دریں بیان بر تو تامل لازم است -

اصل ۵۰ دلالت ہمیں است کہ سوئے مدلولِ خود از غیرِ او قاطع باشد یعنی برندہ - پس ایں دلالت متضمن باخبار باشد یعنی خبرے از و حاصل آید کہ محتمل تصدیق باشد نہ تکذیب و تصدیق متضمن تسلیم است پس یقین حاصل آمد کہ او علم بدیہہ است یعنی واقع - و ایں یقین گاہے علم الیقین باشد باضافت سوئے مفعول یعنی در امثالِ اضافت علم مصدر سوئے یقین مفعول بمعنی یقین را دانستن است - و گاہے عین الیقین باضافتِ بیان یعنی نفس یقین - و گاہے حق الیقین باضافت سوئے فاعل برائے حاصل کنندہ یعنی حاصل کنندۂ یقین را یقین محقق شد - اصل ۵۱ حکم او تعیین یعنی مقرر کردن چیزے است کہ دائر باشد درمیانِ فاعل و مفعول - پس حکم تصدیق مع اجمال مصدق کہ آن اجمال بتصدیق شدہ لازم تفصیل است در حدِ خود وجودِ واحد است - و تفصیلِ مصدق کہ لازم اجمال است ایں در حدِ خود وجودِ متکثر است یعنی بسیار شنوندہ

۴۹ اصل کیفیۃ الاضافت وشناخت شاں -

۵۰ اصل کیفیۃ دلالت و تصدیق و تسلیم و یقین و علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و معنی شاں -

۵۱ اصل کیفیۃ حکم تصدیق و ایمان اجمالی و تفصیلی مع اجمالی و تفصیل مصدق و وجود واحد و متکثر و توحد و تکثر و عکس او -

فَبَيْنَ هٰذَا تَوَحُّدٌ مَعَ تَكَثُّرٍ وَتَكَثُّرٌ مَعَ تَوَحُّدٍ ش
اى توحد وجود حكم تصديق باجمال مصدق مع تكثر
وجود حكم تصديق بتفصيل مصدق وعكسه اى وجود
حكم تصديق بتفصيل مصدق مع توحد وجود حكم
تصديق باجمال مصدق م فحكم تصديق باجمال
مصدق اهون وانفع للمصدق ش كما تقول امنت
بالله كما هو باسمائه وصفاته وقبلت جميع احكامه
م اللهم صل وبارك وسلم دائما ابدا على محمد رسولك
حبيبك وعلى الوارثه كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ پس ازینجا است توحد با تکثر و تکثر با توحد یعنی توحد وجود و حکم تصدیق
باجمال مصدق مع تکثر وجود حکم تصدیق بتفصیل مصدق و عکس این یعنی تکثر وجود حکم تصدیق
بتفصیل مصدق با توحد وجود حکم تصدیق باجمال مصدق۔ پس حکم تصدیق باجمال مصدق
برائے مصدق یعنی تصدیق کنندہ آسان تر و بہ سود مند تر است چنانچہ تو گوئی امنت باللہ
کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ یعنی ایمان آوردم
بخدائے برتر چنانکہ او باسمائے خود و صفات خود است و ہمہ احکام او قبول نمودم و پذیرفتم
اللھم صل وبارک وسلم دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی
الوارثہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی ایخدائے
من رحمت نازل فرما و برکت بدہ و سلام رسان ہمیشہ کہ انجامش نباشد بر رسول تو
و حبیب تو کہ محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر الوارث او از انبیاء و اولیاء
و ملائکہ تا آنکہ در دولت ورش دائر و سائر باشد آنچناں کہ دوست دارئی تو او را و از و خوشنود شوی
و او را در میان ما شفیع گرداں و مغفرت خواہ و بد و ما را رحم فرما و نزول رحمت کن۔ الحمد للہ
رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین انیس
الغریبین شفیع المذنبین محمد وآلہ واصحابہ واھل بیتہ واولیائہ وجمیع
انبیاء ہم وعلینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین +

(۵)

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا

ذکر کیفیۃ توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم القول عمن یدین ان الحادث یقتضی قدیما واحدا احدا متوحدا بضرورۃ وان لم یکن فالحادث ممنوع والتوافق ممتنع

متن کیفیۃ توحیدہ۔

ترجمہ ذکر کیفیت توحید خدائے کہ پاکیزگی است او را برتری از انچہ کہ وصف میکنند مع متن وشرح وحاشیہ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم متن بتفصیل

ترجمہ متن بزبان فارسی بتفصیل

ستایش کنیم خدائی را وباری خواہیم ازو ۔ و درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم وبروشفاعت خواہیم ۔ وبر آل او وبر یاران او وپیروان او بتمامہا ۔ بداند ایں قول از اں کس است کہ مراد ہدایت میکند یا نیکہ ہر آئینہ حادث بالضرور قدیم واحد احد متوحد را میخواہد بہ ضرورۃ پس ایں حادث ممنوع بود ۔ از انکہ تعلیق قدیم موصوف وجود گرفتہ پس احتیاجش بالضرور لازمی است ودر صورت عدم احتیاج تعلیقش باطل وحدوث حادث ممنوع وہم در صورت نبودن قدیم یا بوجہ لزوم تمانع دور وبنا بر عدم تحدث او وجود ایں حادث نیز ممنوع باشد حالانکہ او موجود ظاہر وبدیہی است پس چگونہ ممنوع شود ۔ وکثرت قدم ووحدت چگونہ آید ۔ ناچار باشد کہ ایں حادث قدیم موصوف بالضرور مقتضی شود ۔ وتوافق ممتنع است ۔ یعنی اگر قدیم واحد متوحد نباشد وچند شرکای قدیم اتفاق آورند تواتفق نمودہ ہستایں توافق یوجوہ ممتنع آید بایں طور کہ آنہمہ باہم موافقت دارند یا مخالفت ۔ در صورت موافقت جائز باشد کہ ایشاں بنا بر رفع معارضت توافق کردہ اند کہ احتیاج بدو داشتند یا بمعارضت قدرت نداشتند ۔ اگر بسبب رفع معارضت محتاج توافق آمدند ایں لزوم احتیاج قدرت قدیمہ را باطل میکند چوں قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم نماند پس توافقش چگونہ برآید ۔ وبنا بر عدم قدرت بر معارضت عجز شاں ظاہر است وایں عجز قدرت قدیمہ وقدم ہر دو را باطل میکند وازبطلان قدم وقدیم بطلان توافق پیدا ۔ ودر صورت مخالفت از انکہ توافق متخالفین در انچہ ایشاں تخالف نمودہ اند بوجہ تخالف شاں توافق باہم گرچگونہ بندد لہذا در وجہیکہ ایشاں تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین ممتنع است ۔ پس توافق قدم در ہر دو صورت موافقت ومخالفت ممتنع آمد ۔ وقدیم بجز واحد احد متوحد نباید وشرکت وکثرت در و ممنوع وتوافق ممتنع ۔

وبالتقرض الباطل توافقا لا دليل على المتوافقين والمتوحد
ليس بمتعدد وانتزاع الحادث بقيامه الحقيقي من
قد يبطله فتثنيته وجمعه بكل الوجوه
باطل وانما الله اله واحد سبحانه
وتعالى عما يصفون ٭ اللهم صل
وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى انواره كما تحبه
وترضاه وشفعه
فينا وترحمنا به

ترجمہ وبتقرض باطل از روئے توافق دلیلے بر متوافقین نیست۔ ازانکہ در تقرض نسبتہ قیام خواہ حقیقی باشد یا مجازی اشتراک نیست۔ و در وجودی میان دو نسبتہ برائے قیام خود مشترک باشد وجود برائے وجودے کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت نمیگردد۔ و اگر برائے ہر فرد نسبت قیام علیحدہ پنداشتہ خالق ہر فرد جداگانہ فرض کردہ بدیں گونہ معارضت باہمی برداشتہ شود و ازاں صورت برائے رفع معارضت جائزہ لزوم احتیاج دائر خواہد شد حالانکہ لزوم احتیاج برائے رفع معارضت مذکورہ بر بطلان قدرت قدیمہ و قدم و توافق ظاہر و موجود است۔ و متوحد متعدد نیست کہ بشمار جزو جزو شدن تواند۔ و انتزاع حادث بقیام حقیقی خود از قدیم بطلان قدیم کند چرا کہ حادث مخلوق کہ در حد امین محدود است فانی شدنی است پس ہر کہ ایں فانی قیام حقیقی دارد او ہم بفنائے ایں بسبب قیام حقیقی فنا پذیرد۔ پس تثنیہ و جمع قدیم ہر وجہ باطل شد حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است ازاں او صاف پاک و برتر است کہ آناں وصف او میکنند۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔ خدایا رحمت نازل کن و سلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است و بر انوار او چنانچہ دوست داری او را و از و خوشنودی و شفیع کن او را در میان ما و رحم کن ما را بدو ٭ ٭ ٭

فترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً
اعلم انما علم توحید قدیم یتوقف علی دلالۃ الحادث بنفسہ
الیہ فقال م ان الحادث ش اعلم ان معرفۃ حدوث
وقدم متوقفۃ بعدمین خ ای عدم سابق وعدم
لاحق ش فالحادث ما ھو بین عدمین و العدم
بالتغیر بدیہی فکیفیۃ خلقہ مجہولۃ والمادۃ لہ معدومۃ
و لا متجزی بنفسہ ح ای لا ینقسم ش ولا بغیرہ ح ای لا
یترکب ش من بدو وجودہ من عدم ح سابق ش الی
فنائہ الی عدم ح لاحق ش وجوبا و التجزی بغیرہ لازم
ترکب والترکب یقع فی الاجسام لا فی البسائط

ترجمہ ۔ اکنوں شرح او است یعنی ترجمۂ شرح مع متن و حاشیہ وغیرہ بتفصیل بزبان پارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد بجا آوردن حمد و صلوٰۃ و تسلیم بدانکہ یقینی است کہ دانستن توحید قدیم بر دلالت حادث توقف یافتہ تا حادث بنفس خود جانب قدیم دال بنا شد فہم علم توحید محال باشد پس علم حادث مقدم باشد برائے دلالت لہذا حضرت ماتن حادث را مقدم فرمود و گفت ان الحادث یعنی تحقیق ایں حادث۔ بدانکہ ہر آئینہ معرفت حدوث و قدم متوقف یعنی بازمانده است بدو عدم یعنی کہ یکی ازاں عدم سابق باشد و دیگرے لاحق۔ پس حادث آنست کہ درمیان عدمین واقع شود۔ و عدم کہ اول و آخر حادث است از تغیر حادث واقعی معلوم می شود کہ بظاہر است۔ و کیفیت آفرینش حادث مجہول است باینکہ ابتدائے خلق حادث از عدم واقع شدہ۔ و مادہ برائے او معدوم از انکہ مادہ سبقت میجوید بر عدم سابق از خلق است پس مادہ در عدم معدوم۔ و ضروری است کہ حادث از ابتدائے آفرینش خود از عدم سابق تا فنایش بعدم لاحق نتواند کہ بنفس خود جزو جزو شود کہ منقسم باشد و نہ بغیرش اجزا پذیرد کہ مرکب باشد۔ زیرا کہ بغیر خود اجزا گرفتن ترکب را لازم گرداند۔ و ترکب در اجسام واقع شود نہ در بسایط۔

توجمہ شرح و حواشی مع ایراد متن بالتفصیل۔
توقف علم توحید بر دلالۃ حادث۔
شرح متن مذکور کہ علم توحید بر دلالۃ حادث موقوف است و حادث بنفس خود بر صانع دلالت میکند۔
حادث و خلق او مجہول و مادہ او معدوم۔
حادث بنفسہ منقسم نیست و بغیر ہم منقسم نمیشود۔
مع دلائل۔

فثبت الدعوی من جہۃٍ والکلام فیہما مطلقا فان ترکب
لزم موجودان للترکب من قبل ح الترکب ش فلا بد والوجود
للترکب ح وکلامنا فی بدو الوجود ش وان بدا وجود
الترکب من عدمٍ لزم موجودان سابقان للترکب فی مرتبۃ
عدمٍ او عدم مرتبۃ عدمٍ وھما باطلان ولزم الترکب للموجودین
السابقین للترکب فلزم تسلسلٌ لا ینتہی بنفی الوجود من
عدم الذی منہ بدایۃ الوجود فالوجود ازلی بلا بدایۃ
فذلک شرکٌ حقیقیٌ فی قدمہ او ھو لا خالق لوجودہ
وفنائہ وان انتہی بالوجود الذی لا ترکب لہ حصل انہ
لا تجزی بنفسہ ولا بغیرہ من بدو وجودہ من عدمٍ الی فنائہ
الی عدمٍ وھو باطل مع ان الوجود الذی فارغ عن عدمٍ ازلیٌ بلا
بدایۃٍ لا تجزی بنفسہ ولا بغیرہ ✤

ترجمہ اینجا دعوے جہتی از جہات حادث کہ عدم سابق را باشد ثابت گردید حالانکہ کلام در ہر دو جہات مطلق آمدہ یعنی ہمیں دعوی برائی جہت دیگر حادث کہ عدم لاحق باشد دلیل باشد پس اگر حادث مرکب باشد برائے ترکب او پیش از ترکب دو موجود لازم شوند حالانکہ ابتدائے وجود ترکب را نیامدہ وکلام ما در بدو وجود است۔ واگر وجود ترکب از عدم پیدا آمدہ ابتدا شد در مرتبۂ عدم نیز برائے ترکب دو موجود سابق لازم آیند یا عدم مرتبۂ عدم لازم شود بنا بر وجود ہر دو موجود سابق وایں ہر دو امر باطل است چرا کہ برائے ترکب ہر دو موجود سابق نیز ترکب لازم شود وتسلسلے لازم آید کہ بنفی کردن وجود از عدم کہ بدایت وجود از وست منتہی نہ شود۔ پس ایں وجود ازلی باشد کہ ابتدائے ندارد۔ وایں شرک حقیقی است در قدم یا ہر او است کہ برائے وجود او وفنائے او خالق نیست۔ واگر حادث بوجودی کہ برائے او ترکب نیست آخر شد ہمیں برآید کہ حادث بالضرور بجنس خود و نہ بغیر شد از ابتدائے وجود خود از عدم سابق تا فنایش بعدم لاحق جزو جزو نہ شود با آنکہ ہر آئینہ وجودی کہ آں از عدم فارغ است ازلی ہست کہ بدایت وابتدا او را نیست او نہ بجنس خود جزو جزو شود و نہ بغیر خود ✤

فالکلام فی تحقیق کیفیۃ تجزیہ بنفسہ وبغیرہ فانہما فی مرتبۃ تشخص زائد علی ماھیۃ لا فی مرتبۃ تشخص ماھیۃ اذھما سریعۃ فی فناتھا ح کما یفھمان فی ذکر کیفیۃ الاصول فی ذکر کیفیۃ تجدد ش حتی تمھل للترکب ففی حال الترکب ماھیۃ التی فی مرتبۃ بدو وجودھا غیر متجزیۃ مطلقا ح بنفسہ وبغیرہ ش ولوجودہ الی غیرہ محتاج کما قال سبحانہ بدیع السموات والارض الایہ والبدیع من یخلق المخلوق من غیر موادہ کما قال سبحانہ ام خلقوا من غیر شیء ھو عدم اعلم ان الشیء یطلق علی مالہ وجود فغیرہ عدم فثبت خالق بوصف مانع وبتوحیدہ بتخلیق من عدمای من غیر مادۃ

کیفیۃ تجزی بنفسہ وبغیرہ +

تقسیم تجزی وعدم

تفسیر آیہ ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شے

دربیان کیفیت تجزی بنفسہ ولغیرہ

بمعنی بدیع۔

تفسیر آیہ ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شے وتعریف شے +

ترجمہ زیں پس سخن است در تحقیق کیفیت تجزی بنفسہ وبغیرہ والبتہ ایں ہر دو در مرتبہ تشخصی ہستند کہ زائد بر ماہیت است نہ در مرتبہ تشخص ماہیت زیرا کہ ماہیت در فنائی خود چناں سبک سیر است کہ برائی ترکب مہلت نمی یابد چنانچہ در ذکر کیفیت اصول یا صل ذکر کیفیت تجدد مفہوم میشود۔ پس در وقت ترکب آں ماہیت کہ در مرتبہ بدو وجود خود ہست مطلقاً غیر متجزی است یعنی چیز و چیز پذیر نیست نہ بنفس خود و نہ بغیر ش۔ و برائے وجود خود جانب غیر ش محتاج۔ زیرا کہ ہر چہ از عدم بوجود آید خود نیاید مگر باحتیاج غیر چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورۂ انعام رکوع ۱۳۔ بدیع السموات والارض الایہ یعنی نو آورندۂ آسمانہا و زمین است۔ اینجا لفظ ارض بمعنی زمین اسم جنس ہم دلالت بر کثرت از سموات میکند اگر جمع آمدے خلاف فصاحت بودے و کلام الٰہی جل جلالہ بر کمال فصاحت و بلاغت ہست۔ و بدیع کسی است کہ آفریند خلق را بغیر مادہ و مایش چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ طور رکوع ۲۔ ام خلقوا من غیر شیء آیا آفریدہ شدند آنان از غیر شی کہ آں عدم است چوں بدانکہ شے اطلاق کردہ نشود و گفتہ نشود بر چیزے کہ او را وجود باشد پس غیر او عدم باشد اکنوں ثابت شد کہ بغیر مادہ از عدم آفرینندہ ہماں خالق است کہ وصف مانع دارد و متوحد باشد زیرا کہ از عدم بوجود آوردن سوائے خالق حقیقی دیگرے را محال است پس چنیں خلق را فاعل مختص و متوحد باید کہ وصفش بر غیر ممنوع و برائی غیر مانع باشد و توحدش توسع را نہ خواہد۔

فاذا لم یکن استبعاد فی خلق جدید فقد صدقت الرسالۃ بتحقیق المقالۃ والعدم قول راجح عندی من اقوال فی التفسیر الکبیر وغیرہ منظور فیہ عند اھل النظر والدعوی ففی قولہ من غیر شیء ای من غیر خالق نظرا بان الاستفہام لنفی الخالق المخصوص بتوحیدہ * وفی قولہ من غیر شیء ای من غیر مادۃ باستفہام لنفی خالقیۃ خلقوا من مادۃ نظرا بان لا یثبت خالق بوصف مانع لاشتراک خالقین فی وصف جامع بخلق من مادۃ وان اللہ احسن الخالقین بابداعہ من غیر مادۃ فکیف یثبت دعوی حشر ودعوی رسالۃ بتحقیق المقالۃ ام ھم الخالقون * بوصف مانع

ترجمہ۔ والحال ہیچ استبعاد و دشواری در خلق جدید نماندہ بخوبی مفہوم شد کہ خلقت جدید را از عدم آوردن ہمچنیں فاعلی را سزد نہ غیرش را۔ وہم رسالت رسول بتحقیق مقالتش کہ از صدق کلام رسول صادق محقق است راست آمد۔ باینکہ آں رسول امین راست مبین امانت حق را حق حق نمود و آنکہ خالق را ہمچنیں بتحقیق غیر مادہ مانع الوصف فرمود پس صدق ارسالش رسول صادق را وانماید و دعوی رسالت چنیں کس را شاید۔ واز اقوال تفسیر کبیر قول یعنی من غیر شیء بمعنی عدم نزد من راجح و قوی تر است ای نزد شارح رحمۃ اللہ علیہ از انکہ اقوال دیگر بر متامل در نظم کتاب و ثبوت دعوے منظور فیہ آمدہ کہ خالی از خدشات نمیباشند۔ چنانچہ در قول من غیر شیء بمعنی من غیر خالق ایں جائے نظر است کہ لفظ خلقوا بوجہ مجہولیت فاعل خالق خود متوسع میخواہد پس استفہام خالق مخصوص بتوحید خود از خالق آنہا کہ متوسع اند چگونہ صورت بندد۔ و در قول من غیر شیء بمعنی من غیر مادۃ بسبب استفہام کہ برائے نفی است حاصلش خلقوا من مادۃ یعنی آنکہ آیا پیدا کردہ شدند آناں از غیر مادہ۔ چونکہ اینجا استفہام برائے نفی آمدہ لہذا حاصل معنی چنیں شد کہ آنہا از مادہ آفریدہ شدند۔ پس ہمیں جائے نظر است و خدشہ این ہست کہ خالق مانع الوصف بسبب اشتراک خالقین در وصف جامع کہ آں از مادہ آفریدن است ثابت نگردد۔ و وصف مانع آنست کہ شرکت غیر را بخود مانع باشد چنانکہ در غیر آں وصف یافتہ نشود۔ و وصف جامع آنست کہ شرکت غیر را بخود جامع باشد چنانکہ آں وصف در غیر یافتہ شود۔ پس وصف جامع بخلق از مادہ اشتراک خالقین ہست کہ ازیں اشتراک خالق بوصف مانع ثابت نگردد حالانکہ بمقتضائے ان اللہ احسن الخالقین یقینی خدا برتر بوجہ ابداع خود از غیر مادہ نیکوترین آفرینندگان است پس دعوی حشر و دعوی رسالت بتحقیق مقالت چنانکہ در تفسیر آیت مذکورہ مافی البحث مذکور آمدہ چگونہ ثابت گردد۔ حال اینست کہ آیت مذکورہ باثبات رسالہ و حشر استدلال گرفتہ۔ و اثبات حشر بعد بتحقیق مقالت رسول صادق نیز دیدہ شود۔ برآمدہ کہ خالق بغیر مادہ از عدم بوجود آورندہ را باز بحشر موجود کردن چہ دشوار گردد۔ و آں اینست ام ھم الخالقون ہ الخ یا آنہا خالقانند بوصف مانع۔ یعنی آناں ایں وصف ندارند کہ بغیر مادہ از عدم آفرینند۔ الحاصل حادث بغیر مادہ خلق شدہ و پیدایش خود محتاج آمدہ لہذا حضرت مانن فرمود۔

تعریف وصف جامع و مانع *

مع یقتضی ش لاحتیاج وجودہ ص قدیماً ش ای مما ھو لیس
بین عدمین فکیفیۃ قدمہ مجھولۃ وازلی بلا بدایۃ وابدی بلا
نھایۃ ولیس لہ مواد ولا یحتاج لوجودہ الی غیرہ ولا یتحد بہ ص
واحداً ش ھو یتصف بصفات لھا زائدۃ علی ذات بغیرھا
منھا لتمایزھا بنفسھا ھنا فکانھا تحدث ولا یقابلہ عدد وھو
واسطۃ احداث لفاعلیتہ ح اللام الجارۃ لعلۃ والضمیر
المضاف الیہ الی واحد ش لفظاً ح تمییز من الفاعلیۃ
ای بناءً علی لفظ فاعل الذی یستعمل لحدوث فعل فھذا
دلیل علی معنی کانھا تحدث ش ومعناً ح معطوفہ ای
بناءً علی معنی فاعل الذی یحتاج الی شبہ مفعول

ترجمہ یقتضی قدیماً میخواہد قدیم را۔ یعنی اقتضائے حادث برائے قدیم بنا بر احتیاج وجود اوست
و قدیم آنست کہ در میان عدمین نباشد پس کیفیت قدم او مجہول است۔ و ازلی است بی بدایت از انکہ
حد بدایت ممیز است از عدم سابق۔ و ابدی است بی نہایت از انکہ حد نہایت ممیز است از عدم لاحق۔ و
نیست برائے او مادہ چہ عدم مادہ نتواند کرد وجودی باشد پا کہ بوجودی نام نہادہ شود حالانکہ او تعالیٰ واجب
الوجود است۔ و احتیاج ندارد بر ترے وجود خود جانب غیر خود۔ و نہ متحد می شود بغیر خود چہ اتحاد
شیئین ممتنع است تکیف اتحاد الحادث بالقدیم لمنع اجتماع الضدین یعنی اتحاد حادث با قدیم با وجود
منع اجتماع ضدین چگونہ صورت بندد۔ بناءً علیہ فرمود واحداً یعنی آں قدیم کہ مطلوب حادث است
واحد است۔ و او موصوف است بصفاتی کہ برائے آنہا بر ذات ازاں صفات زیادت باشد کہ از ذات غیر
دارند چند نیز متمیز است بنفس صفات متمایز است پس گویا ایں صفات حدوث یافتہ حالانکہ ایں حدوث زیادت
می باشد۔ و نہ او را عدد مقابل باشد یعنی ثانی وغیرہ۔ و او واسطۂ احداث است بنا بر فاعلیت خود از روے
لفظ و معنی۔ چہ در لفظ لفاعلیتہ لام جارہ برائے علت آمدہ۔ و ضمیر لاحقہ بمضاف الیہ راجع برائے واحد۔ و لفظاً کہ در شرح
است تمییز از فاعلیت است یعنی صفت واحد واسطۂ احداث است بر بناء لفظ فاعل کہ مستعمل میشود برائے حدوث
فعل پس ایں دلیل است برائے ایں معنے کہ گویا آنہا حادث می شوند۔ و لفظ معناً معطوف است از لفظاً
مذکور۔ یعنی صفت واحد واسطۂ احداث است ہم بر بناء معنے فاعل کہ محتاج جانب شبہ مفعول می شود

شبہ ذات بعوارضش برآید ومصداق متقدمش واحدیت است وہمیں واسطہ احداث است۔

وشبهُ الذات لايحصل الا بعوارضها التي هي لا عينها
فواحدية هي مصداقٌ متقدمٌ لحصولِ شبهٍ لصنعٍ من
ذاتٍ بصفاتٍ التي هي لا عينها فتكون واسطة احداث۔
م احداً ش هو تصف بصفاتِ التي هي في واحدية عينية
فلا تميز لها زيادةً على ذاتٍ بغيريتها منها هنا ولا يقبل تجزيٍ
في وجوده ولاهوا واسطة احداثٍ للزومه ح اللام الجارة
لعلةٍ والضميرُ المضافُ اليه الى احدٍ ش لفظاً
تميز من اللزومِ اى بناءً على لفظِ صفةٍ مشبهةٍ التي
تستعمل للزوم صفةٍ فهذا دليلٌ على لزوم صفاتٍ
عينيةٍ في احديةٍ لا غيريةٍ

شبہ ذات حاصل نمی شود مگر بعوارضِ او ومرتبہ واحدیت مصداقش متقدم است وہمیں واسطہ احداث است وورود است تمایز صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبہ لا عین است

ترجمہ وشبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارضِ او کہ آنہا لا عین او است یعنی غیر او ہستند۔ پس واحدیت کہ او مصداقِ متقدم است برائے حصولِ شبہ برائے صنعت از ذات بصفات آنکہ او لا عین او ست یعنی غیر او ست پس واحدیت واسطہ احداث باشد۔ حاصل معنی آنکہ واحدیت صفت زائد بر ذات است موصوف بغیریت تمایزش اینجا بمفہوم او حاصل است از لفظِ صفت کہ زائد است از ذات پس گویا کہ او حادث شدہ۔ وہمیں صفت واسطہ احداث است درمیانِ فاعل ومفعول کہ از روئے لفظ ومعنی بلفظ واحد فاعل ہویدا است چہ لفظ فاعل مستعمل حدوثِ فعل میشود واز روئے معنی اینکہ فاعل احتیاج شبہ مفعول بیدار در وشبہ ذات بغیر عوارض زائدہ بر ذات حاصل نمی شود پس واحدیت برائے حصولِ شبہ صنعت مصداق متقدم خواہد شد۔ مصداق متقدم برائے صنع واسطہ احداث است۔ نہ مرتبہ وصفتِ احدیت چنانچہ فرمود۔ احداً یعنی آں قدیم ہم احد است۔ واحد آنست کہ موصوف بود بصفاتیکہ در واحدیت ہست اما لا کن آنچنانکہ عین او ست۔ پس زیادت بر ذات مع غیریت او از و اینجا چوں واحدیت شناختہ نمیشود۔ واو در وجود خود تجزی نہ پذیرد تا آنکہ جزو جزو شود۔ ونہ او بنا بر لزوم خود واسطہ احداث است از روئے لفظ ومعنی چہ در لفظ للزومہ لام جارہ برائے علت ہست۔ وضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع جانب احد ولفظاً در شرح تمیز از لزوم یعنی بر بنائے لفظ احد کہ صیغہ صفت مشبہ ہست آنکہ برائے لزوم صفت مستعمل می شود پس این دلیل است بر لزوم صفات بطور عینیت کہ در احدیت از روئے عین اند و غیریت را در آن گنجایش نیست چوں در واحدیت کہ زیادت صفات بر ذات در اینجا غیریت را وانماید +

صفات شبہ بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت

واحدیت نہ واسطہ احداث ونہ در وجود

ش ومعناح معطوفہ ای بناءً علی معنی احدیۃ فیہا
لیس تمایز صفاتٍ بلزومہا بعینیۃٍ فلا یحصل شبہۃٌ لصنعٍ
من ذاتٍ فلا تکون واسطۃَ احداثٍ م متوحدًا ش
ہو تلزمہ وحدۃٌ فی وجودہ فلیس بمتعدٍ م بضرورۃٍ
ش متعلقٌ بفعلٍ یقتضی م وان لم یکن ش
الواو حالیۃٌ فحالٌ من قدیم او للعطفِ علی الجملۃِ
وان شرطیۃٌ ولم یکن تامۃٌ والضمیر المستتر
الی قدیمٍ واحدٍ احدٍ متوحدٍ فاعلہ اونا قصۃٌ
فموجودًا خبرہ محذوفٌ م فالحادث ممنوعٌ ش
فہذا الحادث بعدم القدیم او بتنازعٍ فیہ لعدم وجدانٍ
ممنوعُ الوجودِ وانما ہو بدیہیٌ + م والتوافق ممتنعٌ

متوحد در کہ وجود خود لزوم وحدت دارد

ترجمہ ولفظ معناً دریں جا معطوف بر لفظاً مذکور است کہ تمیز از لزوم است یعنی بر بنائے معنی احدیت کہ در و تمائز صفات نیست بسبب لزوم صفات کہ بعینیت است۔ پس برائے صنع شبہ از ذات حاصل نہ شود کہ او خود صفت مشبہ بذات است پس واسطۂ احداث نخواہد شد۔ متوحدًا و نیز صفت متوحد قدیم را ضروری است و او آنست کہ وحدت و یکتائی در وجود او لازمی او بود پس متعدد در و نگنجد۔ بضرورۃٍ۔ و ایں متعلق بفعل یقتضی است کہ خبر حادث است۔ یعنی ناچار می خواہد۔ از انکہ حادث را بجانب قدیم کہ واحد احد و متوحد است ضرورت احتیاج است۔ وان لم یکن و اگر نبود آں قدیم کہ واحد احد و متوحد است یا اگر آں قدیم موجود نیست اینجا واو حالیہ است کہ از قدیم حال است یا برائے عطف بر جملہ۔ وان شرطیہ بنا بر استدلال قدیم از حادث۔ ولم یکن فعل تام کہ فاعلش ضمیر مستتر است راجع جانب قدیم واحد احد متوحد یا فعل ناقص کہ موجودًا خبرش محذوف است فالحادث ممنوعٌ پس وجود ایں حادث ممنوع بود یعنی اگر آں قدیم واحد احد متوحد است نباشد پس وجود ایں حادث بسبب عدم قدیم یا بوجہ تنازع در و یعنی در قدمین ممتنعین کہ در احداث حادث بنا بر عدم وحدت لازمی است ممنوع خواہد شد حالانکہ حادث بالبداہت ہست یا واقعی موجود است۔

متوحد بوجود خود لزوم وحدت دارد و بعد در انشاید +

والتوافق ممتنعٌ۔ و توافق ممتنع است +

ش الواو للعطف علی الجملۃ والتوافق اتحاد مجازی
فان قیل توافقا فی خلق الحادث فکیف امتناع وجودہ
قیل توافق متعب المتخالفین فی وجہ تخالف فی ما شیئ
ممتنع وتوافق متعب المتوافقین فی ما شیئ یلزم احتیاج رفع
معارضۃ جائزۃ مبطل قدرۃ قدیمۃ فقدم وان لم
یقدرا لمعارضۃ عجزھما مع مبطل قدرۃ قدیمۃ
فقدم ش لاقتضائہ عدما سابقا ولاحقا ومالتفرض
الباطل توافقا ش الواو کالاولی والتفرض ما
یجوزہ العقل وقد ما وجد فوصف بباطل ای لایجوزہ
العقل علی ما ذکر وتوافقا تمییز للتفرض الباطل

ترجمہ ایں واو عطف بر جملہ است۔ وتوافق اتحاد مجازی را گویند۔ واگر بطور سوال
دو دعوی گفتہ شود کہ چوں ہر دو در پیدائش حادث اتفاق نمودند پس امتناع وجودش چگونہ خواہد شد
بطور رد و جواب گفتہ شود کہ توافق متخالفین بوجہ تخالف در آنچہ کہ خواستہ شدہ است ممتنع است
یعنی در وجہیکہ ایشاں تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین بوجہ مخالفت ممتنع است۔ وتوافق
متوافقین در آنچہ کہ خواستہ شدہ است باطل کنندۂ قدرت قدیمہ است از آنچہ جائز باشد کہ معارضت
پیدا شود و برائے رفع معارضت احتیاج لازم آید یعنی در وجہیکہ ایشاں اتفاق نمودہ اند جائز باشد
کہ بنا بر احتیاج رفع معارضت کہ لازم بود ایں اتفاق ورزیدند۔ در ینصورت بسبب لزوم احتیاج
توافق متوافقین قدرت قدیمہ را باطل میکند۔ چوں قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم باطل شد پس توافق
چگونہ بر آید۔ واگر ہر دو معارضت نمی توانند پس عجز شاں بطلان قدرت قدیمہ و قدم ہر دو میکند
قدیم آنست کہ در میان عدمین نباشد بلکہ فارغ از عدمین باشد۔ وایں عجز عدم سابق ولاحق ہر دو
میخواہد و ازیں بطلان بطلان توافق ظاہر۔ وبالتفرض الباطل توافقا ایں واو مثل سابق عطف
بر جملہ است۔ وتفرض آنست کہ عقل او را جائز دارد چونکہ او یقینا غیر موجود است لہذا بباطل وصف
کردہ شد یعنی عقل او را جائز نمی پندارد چنانکہ مذکور شد۔ بعدہ توافقا را از فرض باطل
تمیز آوردہ یعنی ہر چند نزد عقل چنانچہ مذکور شد توافق جائز نیست والیشاں بفرض باطل
خود باو جود بطلان توافق جائز دارند ✣

ترکیب توافق واقسامش۔

ترکیب توافق متوافقین ومتخالفین

ترکیب تفرض مع باطل۔

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیابد و خود در نسبتین برائے قیام مشترکہ نیابد و نہ وجود برائے وجودے ثابت شود کہ بہ نسبت دیگر ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس ایں۔

مم لا دلیل علی المتوافقین ش لان لیس اشتراک فی نفس نسبۃ قیام ولو حقیقتا او مجازا ولیس الوجود مشترکا فی نسبتین لقیامہ ولا یتحقق وجود او وجود متحقق من نسبۃ اخری وان تفرض خالق فرد الکل فرد وھم لا یعارضون فی خلق علی وجہ مفارقۃ نسبۃ قیام فاحتیاج رفع معارضۃ ظاھر ولا دلیل علی المتوافقین الا علی واحد۔ مم والمتوحد لیس بمتعدد ش الواو کالاولی والجواب عن التثلیث ای المتوحد لا یقبل التجزی عددا واعلم ان وحدتا فی کثرت وعکسہا فمعناھا اما ان وحدتا فی نفس کثرت ای فی نفس کثرت وعکسہا ای ان کثرتا فی نفس وحدت ش فباطل واما ان وحدتا فی کثرت ای فی نفس کل فرد من الافراد تقتضیہم فحق وعکسہا

ترجمہ لا دلیل علی المتوافقین۔ دلیلے بر متوافقین نیست از انکہ در نفس نسبت قیام خواہ حقیقتاً باشد یا مجازاً اشتراک نیست ورنہ وجودی میان دو نسبۃ برائے قیام خود مشترک باشد ونہ وجودی برائے وجودی کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت گردد۔ واگر فرض کردہ شود کہ برائے ہر فرد خالق علیحدہ ہست وایشاں باہم دگر در افرینش معارض نیند چرا کہ بنسبت قیام ہر فرد جداگانہ آمدہ در احتیاج رفع معارضت ظاہر چنانچہ بر بطلان قدرت قدیمہ و قدم و توافق از لزوم احتیاج رفع معارضت مذکور شد پس بر متوافقین ہیچ دلیلے دانستہ نشود مگر بر واحد و ایں تفرض واقعی باطل است بہیچ نوع پسندیدگی و پذیرائی را نشاید۔ والمتوحد لیس بمتعدد۔ و متوحد متعدد نیست۔ ایں واو ہم بنا بر عطف بر جملہ است۔ و ایں جملہ جواب از تثلیث ہست یعنی متوحد بطور عدد جزو جزو نمی تواند و تجزی نمی پذیرد۔ و بدانکہ ہر آئینہ وحدت در کثرت و کثرت در وحدت پس مراد ازاں یا وحدت در نفس کثرت و کثرت در نفس وحدت است و آں باطل است۔ و یا مراد از وحدت در کثرت اینکہ وحدت در نفس ہر فرد از افراد است کہ کثرت آنہا را میخواہد پس حق است نہ عکس او۔

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیست۔ ونہ در نسبتین برائے قیام وجود مشترک باشد ونہ وجود برائے وجودی ثابت گردد کہ بہ نسبت ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت و عکس ایں۔

ح ای ان کثرتا فی نفسِ وحدتٍ ش لانَّ توحُّدًا
لیس فی نفسِ تعددٍ وعکسہ ح ای تعددًا لیس فی نفسِ
توحدٍ م وانتزاعُ الحادث بقیامہ الحقیقی من القدیم
یبطلہ ش الواو کالاولی والردُّ علی توحیدِ الفلسفۃ
والتثلیثِ لان انتزاعَ الحادثِ المخلوقِ الذی اثرُ امرہ تعالٰی
بتکوینہ بقیامہ الحقیقی من القدیم یبطلُ القدیمَ۔ م
فتثنیتہ وجمعہ بکلِّ الوجوہ باطلٌ ش ھذا جزاءُ
شرطٍ محذوفٍ وھو اذا کانَ الامرُ کما ذُکِرَ فی ردِّ
المتخاصمین والتثنیۃ مثل الواحدِ فی وصفہ والجمعُ
مماثلُ الواحدِ فی وصفہ

ترجمہ یعنی اینکہ کثرت در نفس وحدت چرا کہ توحید یعنی در نفس تعدد نیست و نہ عکس این یعنی تعدد در نفس توحد۔ وانتزاع الحادث بقیامہ الحقیقی من القدیم یبطلہ۔ وانتزاع حادث بقیام حقیقی خود از قدیم بطلان قدیم کند۔ وایں واو مثل سابق عطف است بر جملہ۔ وردّ بر توحید فلسفہ وتثلیث۔ از انکہ انتزاع حادث از قدیم کہ قیامش بالقدیم حقیقتاً باشد مبطل قدیم است چہ حادثی کہ مخلوق است اثر امر او تعالٰی است کہ بتکوینش یعنی بہ ہست کردنش برآمدہ چوں انتزاعش از قدیم بطور قیام حقیقی باشد بسبب عینیتش در قدیم حدوث خلق وانماید و بطلانش کند پس ناچار انتزاع حادث مخلوق از قدیم بطور قیام مجازی باشد نہ حقیقی چہ در صورت قیام حقیقی از قدم وحدوث اجتماع ضدین لازم آید وآں نمی تواند بلکہ بطلان یکے گرد کند۔ فتثنیتہ وجمعہ بکل الوجوہ باطل پس تثنیہ وجمع قدیم بہر وجہ باطل شد۔ ایں جزائے است از شرط محذوف کہ او اذا کان الامر کما ذکر فی ردِّ المتخاصمین است یعنی چوں امر چناں باشد کہ در ردِّ متخاصمین مذکور شد پس تثنیہ وجمعش بہر صورت باطل شد۔ وتثنیہ چنانکہ واحد در وصف خود موصوف است بوصف خود مثل واحد آمدہ تو ہمچنیں جمع مماثل واحد است بوصف واحد وتا اینجا حقیقت مثل ندانی قید وصف نہ بنداری ✱

تحقیق معنی مثل

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمِثْلَ یَقْتَضِی اتِّحَادًا وَتَغَایُرًا وَلٰکِنَّ التَّغَایُرَ حَقِیْقِیٌّ وَالْاِتِّحَادَ مَجَازِیٌّ فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الْوَجْهَیْنِ بَطَلَ الْمِثْلُ فَقَیَّدَ وَاَکَّدَ بِنَفْیِ وَصْفِهٖ لِاَنَّ الْاِتِّحَادَ اَقْوٰی فِیْ وَجْهِ التَّثْنِیَةِ وَالْجَمْعِ لِاَنَّهٗ وَجْهُ تَشْبِیْهٍ فِی الْمِثْلِ وَهُوَ مَقْصُوْدٌ وَالضَّمِیْرُ فِیْهِمَا اِلَی الْقَدِیْمِ ص وَاِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَاحِدٌ ش اَلْوَاوُ حَالِیَةٌ عَنْ مَقُوْلِ الْقَوْلِ اَوْ کَالْاُوْلٰی فَمَا ثَبَتَ بَعْدَ الرَّدِّ بِالتَّحْقِیْقِ اَنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ ص سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ش هٰذَا تَخْفِیْفُ الْکَلَامِ عَلٰی سَبِیْلِ الْمُحَاوَرَةِ اَیْ سَبَّحَتْهُ سُبْحَانًا وَالْوَاوُ حَالِیَةٌ وَالْجُمْلَةُ الْفِعْلِیَّةُ حَالٌ عَنْ ضَمِیْرٍ لَاحِقٍ فِیْ سُبْحَانَ وَضَمِیْرٌ مُسْتَتِرٌ فِیْ یَصِفُوْنَ عَامٌّ اِلٰی مَعْهُوْدٍ ذِهْنِیٍّ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ۔

ترجمہ لہٰذا بدانکہ مثل اتحاد و تغایر را می خواہد لیکن باید کہ تغایر حقیقی باشد و اتحاد مجازی۔ پس اگر یکی ازیں دو وجہ فقدان یابد مثل باطل گردد پس قید و تاکید وصف بمثل ازیں سبب آمد کہ وصف اتحاد در وجہ تثنیہ و جمع قوی تر است زیرا کہ در مثل ہمیں وجہ تشبیہ واقع شد و ہمیں مقصود است۔ و ضمیر در تثنیہ و جمع جانب قدیم است۔ وَاِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَاحِدٌ۔ حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است۔ ایں واو حالیہ است از مقولہ قول یا مثل سابق عطف است۔ پس آنچہ ثابت شد بعد رد بہ تحقیق ہمیں است کہ اللہ است الٰہ واحد و معبود یکتا و کسی دیگر معبود و پرستش را نہ سزد۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ پاکی ستودم اورا چنانکہ پاک است حالانکہ او برتر است از آنچہ کہ وصف میکنند در تو صیفش یا آنچہ میسزد وصف میکنند بوصف محدود۔ ایں تخفیف کلام در سُبْحَانَهٗ بر سبیل محاورہ است کہ از سَبَّحْتُهٗ سُبْحَانًا آمدہ۔ زیں پس واو حالیہ است کہ بعدش جملہ فعلیہ حال واقع شدہ از ضمیر لاحقہ کہ در سُبْحَانَهٗ آمدہ۔ و ضمیر مستتر در یَصِفُوْنَ عام است کہ سوئے معہود ذہنی است۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ ترجمہ ایں درود

ترکیب لفظ سبحانہ

ترکیب لفظ سبحانہ

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیا

ذکر کیفیۃ منع جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اللھم قیل جواز نفس تصور مفہوم الواجب کلیا فجازلک شریک ولا الہ الا انت وحدک یا ایہ المستفہم ان المفہوم ھو المصداق والتصور یتبعہ

تحقیق مفہوم کل وجزو ہمیں مصداق است۔

ترجمہ۔ بیان کیفیت آنکہ منع است جائز داشتن نفس تصور مفہوم واجب الکلی یعنی آنکہ از واجب تعالی فہم کردہ شود پس این مفہوم نفس تصور او را در فہم خود کلی پنداشتن۔ وآنرا جائز شمردن منع است ++

بیان آنکہ نفس تصور مفہوم واجب الکلی جائز شمردن منع است +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد میکنیم خدائرا وازو مدد میخواہیم۔ ودرود میفرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وشفاعت میخواہیم ازو۔ وبر آل واصحاب وپیروان او تمام را باد۔ خدا و اندا گفتہ شد کہ "نفس تصور مفہوم واجب را کلی پنداشتن جائز است" پس بدیں قول ترا شریک جائز آمد حالانکہ نیست معبود بحق تو وکتابی ترا است۔ ای مستفہم البتہ آنکہ مفہوم است ہمو مصداق است وتصور او را تابع بود ف چرا کہ تصور کہ محلش دماغ است وجودی است ذہنی غیر مستقل کہ برائے حصول شبہ صنع مصداق متقدم او اضروری است کہ وجودی باشد خارج مفہوم ومعلوم وآں پیش از وجود ذہنی یعنی از تصور ما کہ ازاں شے معلوم کہ مصداق متقدم است شبہ گرفتہ شود برائے صنع مصنوع کہ مصداق متاخر باشد پس تصور واسطہ وسبب شود درمیان مصداق متقدم معلوم ومتاخر مصنوع۔ بدینوجہ تصور بذاتہ مقصود نیست مگر از برائے سبب وواسطہ پس لامحالہ غیر مستقل خواہد شد وہر چہ غیر مستقل است وجوب را نشاید۔ وچونکہ در حصول شبہ برائے صنع اور امصداق متقدم ضروری است احتیاج حصول شبہ بدو وارد تبع او بمصداق لازم است۔ وازیں احتیاج وتبع واجب منزہ است +

بیان حقیقت تصور ومصداق او۔

وَاِنَّ مفهومَ كُلٍّ متوقفٌ على مفهومِ جزءٍ له فإن كان ما به مفهومُ كُلٍّ موجوداً حقيقياً ضروريًا فى حدِهٖ وهو واحدٌ حقيقيٌّ فكان ما به مفهومُ جزءٍ له موجوداً حكميًا غيرَ ضروري فى حدهٖ تبعًا بوجودِ ما به مفهومِ كلٍ إن لم يكن امكانُ جوازِ وجودِهٖ ممتنعًا وهو افرادٌ حكمية ومفهومُ جزءٍ لا يتحقق الّا بمقابلةِ مثلِهٖ وهو جزءٌ فلا يحصل الّا بافرادٍ

تحقیق مفہوم کل و جزء وہمیں مصداق است۔

ترجمہ والبتہ اینکہ مفہوم کل متوقف است بر مفہوم جزو کہ برائے کل است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم کل است اگر حقیقتاً موجود باشد کہ ضروری است در حد خود۔ واو واحد حقیقی است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم جزو است برائے او حکماً موجود شود کہ غیر ضروری است در حد خود بسبب تبع وجود آں چیز کہ بدو مفہوم کل است بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد۔ واو افراد حکمی است۔ ف ازینجا معلوم شد کہ مفہوم کل بے مفہوم جزء متواں داشت چرا کہ فہم ہر واحد بدیگرے متوقف آمد۔ اگر یکے موجود حقیقی باشد دیگرے برائے فہم آں بنا بر توقف فہم یکے بدیگرے تبعاً موجود حکمی خواہد شد یعنی وجود فرضی پنداشتہ نہ موجود اصلی۔ وآنچہ موجود حقیقی باشد در حد خود ضروری باشد کہ ہمیں واحد حقیقی است۔ وآنچہ موجود حکمی باشد در حد خود غیر ضروری باشد چرا کہ آں بر تبع موجود حقیقی ضروری بنا بر توقف فہم فرضاً پنداشتہ آمد لہذا بطور حکم افراد فرض کردہ شود پس آں افراد حکمی باشد بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد چہ بسبب امتناع وجود افراد حکمی مفہوم تبع برنیاید۔ واز نبودن تبع مفہوم وجود یکی ازاں ہر دو یعنی کل و جزء حاصل نہ شود۔ چوں یکے ازاں ہر دو معدوم بود عدم توقف لاحق شود حالانکہ فہم ہر یکے ازاں بدیگرے متوقف بود پس لامحالہ عدم ہر دو پیدا آید واز ہر صورت مفہوم کل و جزء باطل گردد یعنی از عدم تبع و عدم وجود یکے ازاں ہر دو واز عدم توقف عدم وجود ہر دو الحاصل مفہوم کل و جزء ہر دو باطل شود۔ دیگر آنکہ مفہوم جزء بغیر مقابلہ مثلش کہ آں ہم جزء باشد متحقق نشود واین مفہوم حاصل نیاید مگر بافراد۔ ف زیرا کہ جزء را بمفہوم خود اگرچہ احتیاج مفہوم کل است الّا بغیر مثلش بغیر مقابلہ جزء دیگر کہ مثلش باشد ثابت نشود پس لامحالہ افراد را خواہد و بغیر تحقق افراد مفہوم جزء حاصل نہ گردد۔ وچونکہ مفہوم یکی ازاں ہر دو بدیگرے متوقف است پس در وجیکہ آنچہ از دو جزء مفہوم شود چوں بوجود حقیقی باشد مفہوم کل وجود حکمی گیرد وعلی ہذا عکس آں بنا بریں ہر یکے را ازاں ہر دو در وجہی وجود حکمی حاصل است۔ واز توقف یکے بدیگرے افراد ہم متحقق است +

بیان تحقیق مفہوم کل و جزء وجود ایشاں حقیقی و حکمی و وجہ ہر یکے

جزء بمقابل مثل خود می خواہد و مقتضی ما نزاد

وَافرادُ الواجبِ ممتنعۃٌ بان معرفۃَ الواجبِ بدلالۃِ الحدوثِ
فَاِن کان افرادُ الواجبِ فان توافقوا فی ارادتہم لاحداثِ فبطلت
قدرۃٌ قدیمۃٌ عنہم لاحتیاجِ رفعِ معارضۃٍ جائزۃٍ توافقًا
ش مفعولٌ لہ لرفعِ مر فالوجوبُ ش ای فبطل الوجوبُ
بُطلانِ القدرت مر وان لم یقدِروا علی معارضۃٍ فلعجزٍ
ش متعلق بطل ای فبطل الوجوبُ لعجزٍ مر لافتقائہ عدمًا
سابقًا ولاحقًا وان تخالفوا فکان وجودُ الحادث ممنوعًا
بتنازعٍ وانما الحادثُ بدیہیٌ۔

بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است

ترجمہ و واجب را افراد ممتنع است۔ بانیکہ معرفتِ واجب بدلالتِ حدوث است۔ کہ مصنوع بدلالت گواہ است۔ پس اگر واجب را افراد باشند۔ وآنہمہ افراد برائی احداثِ حادث یعنی برائی خلق مخلوق۔ اگر دارادہائی خود با اتفاق نمودہ اند و بضرورتِ احتیاجِ رفعِ معارضتِ جائزہ بنا بر موافقت پس قدرت قدیمہ از انہا باطل شد **ف** زیرا کہ جائز باشد کہ درمیانِ آن افرادِ متوافقہ واجب معارضت و نزاع پیدا آید و بغیرِ رفعِ این معارضت و نزاع احتیاج بیکی بدیگری لازمی است تا اتفاق ماند کہ بدینضرورت اتفاق نمودہ اند پس چون بضرورت و احتیاج باشد قدرت کجا ماند چہ جائیکہ قدرتِ قدیمہ۔ چون قدرت نماند وجوب ہم برفت تا لازم بُطلانِ وجوب ببطلانِ قدرت ظاہر است لہذا واجب را افراد نشد زیرا کہ وحدت و یکتائی۔ و اگر آن افراد واجب باہمدگر بر معارضت و نزاع قدرت ندارند پس بسبب عجز شان کہ او سابق و لاحق عدم را میخواہد وجوب شان باطل شد۔ چہ بفقدانِ قدرت عجز خیزد۔ و عجز بہ تنگیِ خود محدود۔ و ہر محدود را اول و آخر منتہی است۔ و ہر حدوث نہایت را از اول و آخر عدم پیدا۔ و ہر چہ بین العدمین است حادث است و ہر حادث ممکن باشد نہ واجب پس بسبب عجز و عدم قدرت وجوب باطل شد لہذا وجوب را افراد نیامد کہ وجوب یکتائی سزا است و زیبا۔ و اگر آن افرادِ واجب باہم مخالفت نمودہ اند پس وجودِ حادث بسبب نزاع باہمی ممنوع بود حالانکہ وجود حادث ہمیں موجود بدیہی است **ف** چونکہ نزاع و مخالفت ہمدگر فتنہ و فساد گیرد چرا کہ یکی آن خواہد کہ دیگری نہ بیند و از خواہشِ خود ہر یکی بدیگری مانع آید پس ازیں منع و نزاع و خلاف وجودِ حادث صورت نہ بندد و فساد پذیرد۔ پس وجودِ حادث ممنوع بود حالانکہ حادث موجود بدیہی است کہ ہر کس علانیہ بیند و میداند و از کسی پوشیدہ نیست۔ پس این وجود کہ ممکن است دلیل است بر واجب و آن یکتا باشد تا فساد در وجود حادث نیاید کہ انکار بدایت گردد و آن خلاف عقل و نقل خواہد شد چنانچہ از قول لاحق ماتن ہویدا است ۔

فلا تثبت دلالۃ الیھم الا علی واحد کما قال سبحانہ فی سورۃ الانبیاء رکوع ۲ وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۔ فما امتناع وجود الافراد حقیقتا وحکما الذی حصلت بہ الاجزاء مع الاجزاء فالتوقف مش الفاء یفید للعطف علی الاجزاء والجزاء لشرط مقدر ای اذا حصلت بہ الاجزاء فحصل التوقف الذی لمفہوم کل علی مفہوم جزء لہ ولعکسہ ح ای لمفہوم جزء علی مفہوم کل لہ ربطل مفہوم کل وجزء

ترجمہ ۔ پس برای افراد واجب دلالت ثابت نمی شود (بسبب امتناع وجود حادث) مگر بر واجب واحد چنانچہ فرمودہ سبحانہ کہ در سورہ انبیاء از رکوع دوم است ۔ وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر بودی دریں ہر دو معبودان کثیر بجز ذات اللہ معبود یکتا برباد شدند ہر دو ف یعنی بسبب کثرت افراد واجب آسمان و زمین ہر دو از نزاع و مخالفت ہمدگر فساد پذیرفتی و از فساد و بربادی ہر دو و ہر چہ در و است واز معدومی مخلوق حادث ممکن بر واجب دلیل نماندی و دلالت ثابت نشدی ۔ حالانکہ ہر دو آسمان و زمین و ہر چہ در و ہست بداہتاً و صراحتاً موجود ہست و دلیل و دلالت بر واجب و صانع پیدا و ظاہر ۔ پس معلوم شد کہ خالق و صانع ہمہ کہ واجب ہست موجود ہست و او بجز ذات واحد افراد را نخواہد تا حادث ممکن برجا ماند کہ پیدا است لہذا واجب را افراد ممتنع آمد چنانچہ از فرمودہ او سبحانہ ظاہر است کہ اگر سوائے معبود برحق اللہ در آسمان و زمین معبود کثیر بودی ہر دو برباد شدی ۔ پس بسبب امتناع وجود افراد حقیقی و حکمی آنکہ بدو اجزا حاصل آمدند و از ہمدیگر توقف کہ مفہوم کل و جزء و عکس آں بدو حاصل است ۔ مفہوم کل و جزء باطل گردد ۔ اینجا فای فالتوقف مقید و سبب برائے عطف بر اجزاء و نیز فائے جزا است شرط مقدر را یعنی چونکہ از وجود افراد کہ حقیقی و حکمی اند اجزا برآمدند چنانچہ مذکور شد و از اجزا توقف حاصل آمد تا مفہوم کل بر مفہوم جزء کہ برائے کل است و بعینہ عکس آں یعنی مفہوم جزء بر مفہوم کل کہ برائے اجزاء ہست حاصل شود چرا کہ مفہوم ہر یکی ازاں بر دیگری متوقف است و فہم ہر یکی بر دیگر متوقف فہم فیما بین ہر دو حاصل آید ۔ پس از امتناع وجود افراد امتناع اجزا نیز امتناع و توقف شود کہ ہر دو بوجود افراد حاصل میشدند ۔ و از عدم اجزا و عدم توقف مفہوم کل و جزء نمی ماند از انکہ تمائز و مفہوم ہر یکی ازاں بتمائز و مفہوم دیگر متوقف آمدہ است ۔ و ایں امر بدون اجزاء افراد ممکن نیست چوں وجود افراد ممتنع باشد ایں ہم نماند و مفہوم کل و جزء باطل گردد نہ کل کل ماند نہ جزء جزء ۔

ش ارجع لتوضیح حقیقۃ مفہوم کل وجزء الی اصل فی ذکر کیفیتہما
مع شرحہما فتوضح مر قال سبحانہ فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون
(در سورۂ انبیاء رکوع ۲)
فاعلم ان البحث مشترک فی منع جواز مفہوم کل للواجب ذہنا وخارجا
اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اجمالہ کما تحبہ
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ٭

ترجمہ وچوں حقیقت مفہوم کل وجزء بوضاحت میطلبی لہذا اصلی کہ در ذکر کیفیت ہر دو مع شرح ہر دو است ارجوع کن پس واضح خواہی یافت وبکیفہم کنی۔ فرمود سبحانہ در سورۂ انبیاء کہ از رکوع دوم است فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون پس پاک است آں خدائی کہ مالک تخت است از انچہ آنہا وصف کنند۔ وبدانکہ ایں بحث کہ در منع جواز مفہوم کل واجب تعالیٰ را است ذہنی وخارجی ہر دو را مشترک است یعنی مفہوم کل برائے واجب تعالیٰ جائز داشتن چنانچہ از روئے ذہن منع است از روئے خارج ہم منع است یعنی ہر دو نوع ممنوع آمد۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اجمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود وسلام بفرلیس بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نبی رحمت است وبر اجمال او چنانکہ تو او را دوست داری واز وخوشنود شوی وشفیع کن او را در ایمان ورحمت فرما ازو ما را ٭

(۷)

ذکر کیفیۃ الجبر والقدر وما ہو حق ٭

ذکر کیفیۃ الجبر والقدر وما ہو حق ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم ان للعرض الحادث محلا حادثا لقیام الحقیقی لابد منہ فلہ نسبۃ الی خالقہ فینسب بہا الیہ

بیان تفارق نسبت خلق ونسبت قیام وآنکہ ماہیت عرض مع دلائل آنہا۔

ترجمہ۔ (بیان کیفیت جبر وقدر وانچہ او حق است) بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ حمد میکنیم خدائی را واز و مدد میخواہیم۔ ودرود می فرسیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلی اللہ علیہ وسلم وشفاعت میخواہیم ازو۔ وبر آل واصحاب وپیروان او وتمام را بار۔

بیان فرق نسبت خلق ونسبت قیام مع دلائل آنہا وآنکہ ماہیت عرض عرض است

بدانکہ عرض حادث را محلی است حادث کہ برائے قیام حقیقی او محل را از حدوث چارہ نیست پس عرض را بخالق خود باعتبار خلق نسبتی است کہ بداں نسبت بسوئے او نسبت کردہ شود ٭

وَنِسْبَةٌ إِلَى مَاهِيَّةِ الَّتِي قَامَ بِهَا فَيُنْسَبُ بِهَا إِلَيْهَا فَكَاسِبَةٌ لَهُ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ الآيَةَ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ الآيَةَ فَلَا بُدَّ مِنْ أَنَّ هُوَ الْمَنْسُوبَ بَيْنَ الْيَهِمَا فَإِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةٍ إِلَى خَالِقِهِ هُوَ قَدَرٌ لِلْقَدَرِيَّةِ - وَإِنْ زَاغَ مِنْ نِسْبَةٍ إِلَى مَاهِيَّتِهِ الَّتِي قَامَ بِهَا هُوَ جَبْرٌ لِلْجَبْرِيَّةِ فَلَيْسَ لَنَا الْجَبْرُ وَالْقَدَرُ لَكِنْ شَيْءٌ لَنَا مِنْ قُدْرَتِنَا إِضَافِيَّةٌ شَيْءٌ أَيْ مَخْلُوقَةٌ مِنْ شَأْنِهَا أَنْ تَسْتَلْزِمَ عَجْزًا حَقِيقِيًّا مُنْبَعِثًا عَلَيْهِ مِنْهَا فَالِاضْطِرَارُ وَالِاخْتِيَارُ مِنْ كَيْفِ الْكَسْبِ الْمُضَافِ

حقیقت قدر و جبر

بیان قدرۃ اضافی و فرق اضطرار و اختیار مع توابع آنہا۔

ترجمہ ونسبتی اورا بسوئے ماہیت است کہ بداں ماہیت آنعرض قائم است پس بسوئے ماہیت بداں نسبت آں عرض منسوب شود۔ واں ماہیت عرض را کسب کنندہ است چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ صافات رکوع ۳ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ الآیۃ آفرید شمارا و آنچہ عمل کنید الخ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ الآیۃ در سورۂ بقر رکوع ۱۶ و مر شمارا است آنچہ کسب کردید الخ۔ پس چارہ نیست از اینکہ ہر آئنہ آں عرض برائے ہر دو باشد کہ بسوئے شاں نسبت کردہ شدہ است۔ پس اگر کجی کرد از نسبتے کہ بسوئے خالق عرض است ہمیں قدر است کہ برائے قدریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتے خطر کہ از خالق است غفلت کردند و در ہر عمل و فعل خود کہ آں عرض ماہیت ہر فاعل و عامل است بسبب قیام حقیقی آں عمل و فعل کہ با ماہیت است از ان خود پنداشتند از انکہ عرض با ماہیت قیام حقیقی باشد پس بسوئے خود گماشتہ خود را قادر و مختار بر فعل و عمل دانستند و ہمیں مذہب اہل قدر است کہ در ہر عمل و فعل خود را فاعل مختار و عامل قادر دانند بر راہ غلط آمدند و از قدریہ نامیدہ شدند چرا کہ خود را قادر و خالق فعل و عمل پنداشتہ از قادر و خالق حقیقی کہ نسبت خلق ہر فعل و عمل بدو ہست کہ فرمود خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ الخ زر گرداینیدند و راہ گم کردند۔ و اگر کجی کرد از نسبتے کہ برائے ماہیت ہست کہ عرض بدو قائم است ہموں جبر است کہ برائے جبریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتے کہ سوئے ماہیت است کہ محل و قیام آں عرض است۔ و ہم کاسب عرض غفلت کردند و ہمہ فعل و عمل خیر و شر از خالق پنداشتہ بسوئے او گماشتند و خود را مجبور محض دانستند و از نسبت کسب عرض کہ با ماہیت خود ہست روگرداینیدند حالانکہ در ہر ہر قیام حقیقی است کہ ہمچو عینیت آمدہ انفکاک و جدائی در میان شاں دشوار است و از اختیار کسب غفلت ورزیدہ خود را مجبور محض گماشتند جبریہ نامیدند۔ و ایں است کجی کردہ راہ گم کردند و جبر پنداشتند جبریہ شدند۔ و برائے ما جبر و قدر نیست لیکن برائے ما قدرت اضافی است مخلوق شدہ کہ مستلزم عجز حقیقی است کہ از قدرت اضافی بروگاہی میشود۔ یعنی قدرت اضافی کہ از خلق خالق پیدا شدہ عجز حقیقی را از خالق خود لازمی خواہد کہ در قدرت خود احتیاج خلق بخالق دارد و ایں احتیاج عجز او قدرت اضافی ہر چہ حاصل است از عطیۂ خلق خالق ہست۔ پس اضطرار و اختیار کہ از کیفیت کسب ہست مضاف است

بیان قدرۃ اضافی و فرق اضطرار و اختیار

ش ای مخلوق مرد هما متمایزان منهما لکاسب ان تفکر فیهما۔ اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی انوارہ کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به ؛

ترجمہ یعنی مخلوق است وہر دو اضطرار و اختیار برائی کاسب متمائز اند از اضطرار و اختیار کاسب چوں در ہر دو فکر کنی تمیز ہر دو از حالت کاسب بخوبی میشود اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی اجاله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به ؛

ذکر کیفیۃ اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ وذاتہ تعالیٰ

کیفیۃ اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ وذاتہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ؛ اعلم ان اسماء اللہ تعالیٰ قدیمة فنعتصم باسم اللہ القدیم فعجب بحداث الحروف لتر کیبها بها والصوت لتکلیمه تعالیٰ به فی مرتبة الحجاب وما هما بحادثین الا صفته تعالیٰ القدیمة المنزهة عن الکیف کالافعال المنزعة من الصفات والمتشابهات

ان اسماء اللہ تعالیٰ قدیمۃ واللہ تعالیٰ متکلم بالحروف والصوت

ترجمہ۔ ایں ذکر در بیان اسمائے خدائے برتر و صفات او و ذات اوست کہ ہمہ برتر اند ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین۔ بدانکہ ہر آئینہ اسمائے خدائے تعالیٰ ہمہ قدیم اند۔ پس ما چنگ می زنیم باسم اللہ کہ قدیم است وعجب است بحدوث حروف بنا بر ترکیب اسماء بآں حروف وحدوث صوت برائے کلام کردن او تعالیٰ بآں آواز در مرتبۂ حجاب حالانکہ آں ہر دو یعنی حروف وصوت حادث نیستند مگر صفت قدیمہ خدائے برتر اند منزہ از کیف چوں افعال کہ از صفات منتزع اند چوں متشابہات ؛

بیان کیفیت اسماء و صفات وذات او تعالیٰ

بحث آنکہ اسمائے خدائے برتر قدیم اند و در آں اسماء از حروف و ترکیب چارہ نیست و از صوت برائے تکلیم ؛

حروف و ترکیب و صوت کلام او تعالیٰ را احادث باید بلکہ آنچہ متشابہات منزہ از کیف اند

لانه سبحانه مستجمع لجميع الصفات فی استعداده تعالی
فان اعرض عن هذا فانما اسماء حادثة مخلوقة فيلزم
شبهة خلقها من الواجب اولا واعرض عنه فكيف خلقها و
اعجب القول ان اسمائه تعالی عين الذات ومع هذا حدوث
الحروف الا نظر الی دلالة لفظية وهی باختصاص مجازی
فی شيئين ش ای لفظ وماهية اقتضاء المحل م معلومين
قبل الاختصاص بفعل مخصص فانما ههنا الاختصاص
بفعل مخصص قديم بعلمه ما فيه الذی يشبه بمجازی ۔
فالاسماء قديمة قائمة بالقديم متمايزة فی مرتبة زيادتها علی الذات
لا فی مرتبة عينيتها فی الذات ولا بد للاسماء من الحروف والتركيب فظاهر

ترجمہ چہ از انکہ حق سبحانہ در استعداد خود مستجمع جمیع صفات است یعنی ہمہ صفات را گرد آرندہ است۔ واگر ازیں اعراض یعنی روگردانی کردہ گفتہ شود کہ ایں حروف و صوت صفت قدیمہ منزہ از کیف نیستند۔ پس جز ایں نیست کہ ایں اسماء کہ حادث اند مخلوق اند بنا بر دلیلے کہ اسماء بحروف مرکب شدہ وصوت برائے تکلیم ناچار آمدہ۔ وایں ترکیب وتکلیم را حدوث لازم آمدہ۔ پس لازم شود شبہ خلق اسماء از واجب اولاً یعنی بنا بر اولیت حالانکہ از خلق اسماء روگردانی کردہ گفتہ شد کہ اسماء قدیم اند پس چگونہ خلق اسماء است۔ وعجب تر ایں قول است کہ اسماء او تعالیٰ عین ذات اند وبا وصف ایں دعویٰ حدوث حروف۔ آیا ندید او سوئے دلالت لفظیہ کہ ایں باختصاص مجازی است در شیئین یعنی در لفظ وماہیت بنا بر اقتضاء او خواست محل کہ ہر دو شے معلوم باشند پیش از اختصاص شدن بفعل مخصص۔ پس جز ایں نیست کہ اینجا اختصاص بفعل مخصص قدیم کہ بعلم مختص است چیزی است در مختص کہ آں بمشابہ بمجازی شود۔ پس ایں اختصاص حقیقی مشابہ بمجازی را در معنی اختصاص مختص کہ بمعنی مستعدی است در اصل اختصاص ذکر کردہ اصول کہ درین اختصاص علم محتاج ومحتاج الیہ ہر دو شرط است برائے مختص بنا بر رابطہ کہ درمیان محتاج ومحتاج الیہ ہر دو پیش از اختصاص مختص دائر است پس ایں اختصاص مختص قدیم کہ بفعل خود بعلم خود است در وے احتیاج بعلم خود است در وے احتیاج بقیام حقیقی است بہ مختص اما تشابہ بفعل مجازی دارد گو ہمچناں نیست۔ ومصنف رحمۃ اللہ علیہ بریں اصل اشارت فرمود کہ در اصل اختصاص گفتہ شد پس اسماء قدیم اند قائم بقدیم کہ در مرتبہ زیادت اسماء بر ذات شناختہ شوند۔ در مرتبہ عینیت آں اسماء در ذات۔ وبرائے اسماء از حروف وترکیب چارہ نیست پس

لابد للمتکلم من الصوت۔

وللتکلیم من الصوت بوجوب تعدیۃ بمفعولین لہ فالثانی لتعرض قوۃ الی فعل للاول وما فیہ الا صوت تضمن حروفا و ترکیبا فکیف حدوثہما اعلم ان تعرض قوۃ الی فعل بفعل فاعل الی غیرہ فان احتاج الی غیرہ فلیس بحق الا الی الذی ھو قائم بہ فلزم ان مفعولا ثانیا فی تکلیم لتعرض قوۃ الی فعل بفعل فاعل الی غیرہ لقائم بہ واعلم ان الکلام ان کان بمخاطب بغیر صوت وحروف وترکیب لم یحصل بہ استماع ولفظ یفید معناہ للمستمع وکیف کتب اللہ تعالی وانہا من کلامہ سبحانہ مع صوت وحروف وترکیب فلفظ یفید معناہ واسمائہ القدیمۃ مع حروف وترکیب وان للہ تعالی وجہ وعین ویدٌ وقدم فی مرتبۃ القدم وقیل ھی کلہا من المتشابہات

وان للہ تعالی وجہ و عین ویدٌ وقدم فی مرتبۃ القدم وقیل کلہا من المتشابہات

ترجمہ وبرائی تکلیم از صوت ہمچنین است از انکہ تکلیم را تجاوز ان کردن بسبب وجوب تعدیہ بدو مفعول چارہ نیست۔ ومفعول ثانی مفعول اول را برائی تعرض یعنی پیش آمدن قوہ سوئی فعل است ونیست دریں پیش آمدن مگر صوت کہ متضمن آمدہ حروف وترکیب را۔ پس چگونہ حدوث صوت وحروف است۔ بدانکہ تعرض قوہ سوئی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او۔ پس اگر فاعل سوئی غیر خود محتاج شد پس ایں بحق نیست مگر آنکہ احتیاجش سوئی آنکہ او قائم باو است باشد حق است۔ پس لازم آمد آنکہ مفعول ثانی کہ در تکلیم برائی تعرض قوہ سوئی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او۔ البتہ قائم بفاعل است

وبدانکہ ہر آئینہ کلام اگر بہ مخاطب بغیر صوت وحروف وترکیب شود حاصل نیاید در استماع ولفظ کہ معنیش برائے مستمع مفید باشند وچگونہ اند کتابہائے خدائے برتر کہ ہر آئینہ آنہا از کلام او سبحانہ اند مع صوت وحروف وترکیب پس لفظ از انہا کہ مفید شود معنی خود را۔ واسمائے او سبحانہ قدیمہ اند مع حروف وترکیب۔ وبدانکہ ہر آئینہ برائے خدائے برتر وجہ وعین ویدٌ وقدم است در مرتبۃ قدم وگفتہ شد کہ ایہمہ از متشابہات اند بلا تاویل

بیان آنکہ خدا را وجہ وعین ویدٌ وقدم است در مرتبۃ قدم وگفتہ شد کہ ایہمہ از متشابہات اند بلا تاویل

ولا تأوّل بل یُختار فی معنی موضوع مع مجہولیۃ کیفیتہا فکذا ان یختار الصوت والحروف والترکیب فی مرتبۃ القدم من المتشابہات لا یخالف المختار ش فتوافق القول قول طائفۃ من اہل الکلام والحدیث انہ ح ای الکلام ش حروف واصوات ازلیۃ مجتمعۃ فی الازل کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری فما نحن بتجزء الطریق م وان الصفات علی ثلثۃ فعلیۃ وحقیقیۃ وشانیۃ فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیۃ احتیاجا لوجودہا انتزاعا منہا والحقیقیۃ ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا من حیث انہا لا ہی عین ش ای نفس م الذات ش اذ الوصف لیس نفس الموصوف م ولا غیرہا ش من حیث انتزاع الوصف بقیام حقیقی بالموصوف م وتحدد ش بالحاء المہملۃ م الذات علیہا فلذلک سمیت صفۃ ذاتیۃ فقرار تشخص النفس علیہا

ترجمہ وتاویل نکردہ شوند بلکہ در معنی موضوع اختیار کردہ شوند مع مجہولیت کیفیت آنہا پس مختار آنست کہ اختیار کردہ بشود صوت وحروف وترکیب در مرتبہ قدم از متشابہات کہ مخالف مختار نشود پس این قول موافق شد قول طائفہ از اہل کلام وحدیث اینکہ ہر آئینہ کلام حروف واصوات ازلیہ کہ در ازل جمع آمدہ چنانچہ در شرح فقہ اکبر است برائے ملا علی قاری۔ پس نیستیم ما کہ دریں طریق تنہا ہستیم۔ وبدانکہ ہر آئینہ صفات بر سہ نوع اند فعلیہ وحقیقیہ وشانیہ۔ پس صفات فعلیہ کہ اضافات یعنی نسبتہائے ذاتیہ اند متضمن بحقیقیہ یعنی حقیقیہ را فراہم گیرندہ وبضمنش در آمدہ بنا بر احتیاج برائے وجود خود از حقیقیہ بطور انتزاع وانتخاذ یعنی فراگرفتن وحاصل نمودن۔ وصفات حقیقیہ کہ او متضمنہ ذات اند بقیام حقیقی خود بذات بحیثیتے اند کہ اینہا نہ عین ذات یعنی نفس ذات اند از انکہ وصف نیست نفس موصوف وہ این صفات حقیقیہ غیر ذات اند بریں حیثیت کہ انتزاع وانتخاذ وصف بقیام حقیقی بموصوف است۔ و ذات بریں صفات مجرد است یعنی باز داشتہ شدہ پس بنا بریں صفات ذاتیہ نام نہادہ شدند۔ وقرار تشخص نفس بر اینہا است۔

فالفعلیۃ ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ الحقیقیۃ

والحقیقیۃ ہی متضمنۃ الذات بقیامہا الحقیقی بہا

بیان اقسام صفات واقسام صفات فعلیہ

و آنکہ حقیقیہ متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بذات

والشّانيّة هي اضافاتٌ ذاتيّة متضمّنة الذات ولا احتياج في وجودها
الى الحقيقيّة انتزاعًا كالفعليّة الّا احتياجًا بوجه لتحدّد الذات
عليها فمحتاجة اليها في تضمن الذات لا حاجة خاصّة لوجودها
اليها فالاحتياج اليها بوجه غير معتبر فتحقّقت اصالتها بمقابلة
الحقيقيّة فمتساوية بالحقيقيّة في استقرارها في تضمن الذات
ولا تحدّد الذات عليها وهي لا عينها ولا غيرها والفرق بين
الحقيقيّة والشانيّة بتحدّد الذات ونوصف الحقيقيّة بالشانيّة
كالسمع بالوجود والقدرة بالعظمة ولا نوصف الشانيّة
بالحقيقيّة كالوجود بالسمع والعظمة بالقدرة ونوصف
الشانية بالشانية كالرحم بالوجود والعظمة ولا نوصف الحقيقيّة
بالحقيقيّة كالسمع بالبصر وقس على هذا وقدم الحقيقيّة والشانيّة
بالعينيّة والفعليّة بانتزاعها من الحقيقيّة بقيامها الحقيقي +

والشانية هي اضافات ذاتية متضمنة الذات +

والفرق بين الحقيقية والشانية +

ترجمہ وصفات شانیہ کہ اوا اضافات ذاتیہ یعنی نسبتہائی ذاتیہ اند متضمنہ ذات در وجود خود سوی حقیقیہ بطور انتزاع مثل فعلیہ محتاج نیند مگر احتیاج بوجہی دارند بنا بر تحدد ذات بر صفات حقیقیہ۔ پس در تضمن ذات سوی حقیقیہ محتاج اند نہ از روئے حاجت خاصہ کہ برای وجود خود سوئے حقیقیہ باشد پس ایں احتیاج سوی حقیقیہ بوجہی است غیر معتبر۔ پس اصالت صفات شانیہ بمقابلہ حقیقیہ ثابت و متحقق شد۔ پس با حقیقیہ در استقرار خود در تضمن ذات برابر اند۔ و ذات بر ہیچ ہیچ حقیقیہ متحدد نمی شود۔ و ایں صفات نہ عین ذات اند نہ غیر ذات +

وفرق میان حقیقیہ و شانیہ بہ تحدد ذات است۔ و وصف شدن حقیقیہ بشانیہ چوں وصف شدن سمع بوجود و قدرت بعظمت۔ و بخلاف آں شانیہ بہ حقیقیہ بوصف شدن نمی آید چوں وجود بسمع۔ و عظمت بہ قدرت۔ و فرق میان ایں ہر دو بوصف شدن شانیہ بشانیہ است چوں رحم بہ وجود و عظمت و بخلاف ایں حقیقیہ بہ حقیقیہ بوصف نمی شود چوں سمع بہ بصر۔ و ہمیں قیاس کن۔ و قدم حقیقیہ و شانیہ بعینیت است و قدم فعلیہ بسبب انتزاع او از حقیقیہ است بقیام حقیقی خود +

بیان آنکہ شانیہ او اضافات ذاتیہ اند متضمنہ ذات

بحث فرق میان حقیقیہ و شانیہ +

ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار

فاعلم ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار منتزع متضمن
من صحة فعل بخلاف الترك ش اي الترك ليس منتزعا
متضمنا من صحة فعل لم فسلب الاختيار بعد ثبوته ترك
فليس الترك مساويا صحة فعل في صفة قدرت فوضح
حقيقته من عدميات والمنتزعات العدمية النظرية
ليست مقاومة بصحة فعل ففي القدم بمنع سلب الاختيار
انتزاع الترك ممنوع الوجود كالعدم وما يشتبه بالترك هو
صحة فعل في حدها من قدرته تعالى في علمه تعالى فالقدرت
ما صحة فعل منه فقط كما قيل انه تعالى على كل شئ قدير
اي لترتب وجوده من صحة فعله ولا يحسبن منع الترك ملتزم
جبر واضطرار لله سبحانه لانهما من خصائص الحوادث وهو
سبحانه منزه عن شوائب الحدوث وفعله تعالى به من انباء الحوادث
به لانه بمقابلة القدم

بحث آنکه ترک وجود نظری است ملتزم اختیار

ترجمه پس بدانکه ترک وجود نظری است که ملتزم از اختیار است یعنی از اختیار لازم شونده است
آن اختیار که منتزع متضمن از صحت فعل است بخلاف ترک یعنی ترک منتزع متضمن نیست از صحت فعل پس بعد ثبات
شدن اختیار سلب او ترک است - پس ترک مساوی صحت فعل نیست در صفت قدرت - پس واضح شد که حقیقتش
از عدمیات است - و منتزعات عدمیه نظریه را بصحت فعل مقاومت نیست یعنی مساوات و باهم برابری کردن پس در
قدم مسبب منع سلب اختیار انتزاع ترک مثل عدم ممنوع الوجود است یعنی وجودش در قدم ممنوع است - و آنچه
مشابهت دارد به ترک او صحت فعل است در صدر خود از قدرت او تعالی در علم او تعالی - پس قدرت چیزی
است که از و صحت فعل است فقط چنانچه گفته شد انه تعالی علی کل شئ قدیر یعنی هر آئینه خدای بر هر چیز
بسیار توانا است یعنی برای ترتب وجود هر شئ از صحت فعل خود - و باید که هرگز گمان نکند کسی که منع ترک مستلزم جبر و اضطرار
است برای حق سبحانه از آنکه جبر و اضطرار هر دو از خصوصیتهای حوادث اند و او سبحانه از شوائب یعنی آمیزش و آلودگی های حدوث
منزه و پاک است - پس علم او تعالی به منع ترک از انبای حوادث است بدو یعنی بمنع ترک از حوادث آگهی است که علم
او تعالی بدو است نه این علم او سبحانه بمقابله قدم است +

تعریف قدرت

والارادة ما تخصيص فعل منه لصحته فقط والمشية مترادفة
كما قال سبحانه فاراد ربك ان يبلغا اشدهما الآية وما شاء و
فعال لما يريده ويخلق ما يشاءه فالمفعول يدل الى تخصيص صحة
الفعل به والبتة المشية بوقوع القريب وقيل التكوين
ما ايقاع صحة فعل مخصص منه حقيقة فقيل ليس بحقيقة
لان صحة فعل هي ايقاعه والا الحقيقة في وصفها تحتاج
الى الحقيقة وليس كذلك ٭ والتكوين من اضافات ذاتية
متضمنة الحقيقة انتزاعا فالفرق بين التخليق والتكوين كالانشاء
والابداع والبتة ان الافعال القديمة نظرا بصحة ربط بينها
ومفعول به تحتمل حدوثها او قدم مفعول به وانتزاع الفعل حدوثا
يلزم الحدوث بالصفات والذات بحكم منشايتها وهي لغاة وتقدمه

قيل التكوين حقيقة
قيل ليس بحقيقة

ان الافعال القديمة
تحتمل حدوثها او قدم
مفعول به

ترجمه وارادت چیزی است که تخصیص فعل از و است برای صحت فعل فقط - ومشیت مترادف ارادت است
یعنی شریک هم معنی است با ارادت چنانچه گفت سبحانه در سوره کهف رکوع دهم فاراد ربك ان يبلغا اشدهما
الآیه یعنی باز خواست پروردگار تو اینکه هر دو برسند بقوت خود ما - ودر سوره هود رکوع نهم ما شاء یعنی انچه خواست
ودر سوره هود رکوع نهم فعال لما يريد یعنی کننده است هر چه میخواهد یا باز خواهد - ودر سوره قمر رکوع
ششم يخلق ما يشاء یعنی پیدا میکند انچه او میخواهد پس درین امثال مفعول دلالت میکند سوی تخصیص صحت
فعل که باو مفعول است - والبته مشیت بوقوع قریب است ٭ وگفته شد تکوین آنکه واقع کردن
است صحت فعلی که خاص کرده شده است از و - از روی حقیقیه یعنی تکوین آنکه از و صحت فعلی که تکوین
خاص کرده شده است واقع کردن او است از روی حقیقیه - وگفته شد که تکوین حقیقیه نیست از انکه صحت فعل همان
ایقاع فعل است - ورنه حقیقیه در وصف خود سوی حقیقیه محتاج شود وانچنین نیست ٭ پس تکوین از
اضافات ذاتیه متضمنه حقیقیه است از روی انتزاع - پس فرق میان تخلیق وتکوین چون انشاء وابداع است ٭
والبته انکه افعال قدیمه بنظر کردن صحت ربط که درمیان شان ومفعول به هست احتمال یا گمان کرده شود حدوث
خود یا قدم مفعول به را حالانکه انتزاع فعل از روی حدوث لازم گرداند حدوث را بصفات وذات بنابر
حکم منشائیت او از انکه منشا وجود افعال ذات آمده واو سبحانه برتر وپاک بهت از حدوث ٭

بحث آنکه گفته شد تکوین حقیقیه
وگفته شد که حقیقیه نیست وتحقیق
آنکه از اضافات ذاتیه متضمنه
روی انتزاع است

بحث انکه افعال قدیمه
باعتبار تعلق ربط میان
خود ومفعول به بحدوث
خود وقدم مفعول بدان
اشعار کرده شود منشا
وقوع

او قدما القدم بمفعولٍ به ش ای انتزاع الفعل قدما یلزم القدم مفعولٍ به ھ فالحدشة علی الطرفین ش ای انتزاع الفعل حدوثا و انتزاع الفعل قدما مما مر فھذه فوعة بامر و فعل حجابیین ش کما ذکر حقیقتھما فی ذکر کیفیة اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم و الحادث المخلوق ھ الی معلوم متعلق بفعل فاعل قدیمین کما ھو معلوم و لیس بموجود خارج و مخلوق من عدم و لیس له مواد فی الایجاد بقطع نظر عن الامر بصحة الفعل خطاء و عن صحة الفعل بالامر خطاء فاعلم ان للحقیقیة مادة الکشف و ھی ما ھو وصفھا کفی البصر البصریة ھی عینه و ش علی ذلک فمادة الانکشاف فی حد کل واحدة من الصفات محدودة غیر مشترکة بغیرھا لان الاشتراک حقیقة ممنوع و مجازا لعدم وصف جامع فیھما باطل کما لیس البصر لسمع +

ترجمہ یا انتزاع فعل از روی قدم لازم گرداند قدم را بمفعول بہ۔ پس این حدشہ کہ بر ہر دو طرف است یعنی انتزاع فعل حدوثا باشد یا قدما این دفع کردہ شدہ است بامر و فعل کہ ہر دو حجابی اند چنانچہ حقیقت ہر دو یعنی امر و فعل در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمد۔ و آن ہر دو امر و فعل حجابی واقع شدہ اند سوی معلومی کہ متعلق بفعل فاعل است کہ آن فعل و فاعل ہر دو قدیم اند چنانچہ او دانستہ شد و معلوم ہست۔ و این معلوم متعلق موجود خارج نیست بلکہ آفریدہ از عدم ہست کہ برای او مواد نیست۔ پس در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدن خطا است۔ و بقطع نظر از صحت فعل در ایجاد بامر خطا است یعنی پردہ است یعنی این غلط است کہ در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدہ شود۔ و ہمچنین چون در ایجاد بامر از صحت فعل قطع نظر کردہ شود خطا پیش آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ برای صفات حقیقیہ مادہ کشف ہست و او آنچیز است کہ او وصف صفات ہست چون در بصر بینائی کہ او عین او ست و بریں قیاس کن ہمہ صفات حقیقیہ را۔ پس مادہ انکشاف در حد ہر واحد از صفات محدود است و با غیر او مشترک نیست از انکہ اشتراک حقیقتاً ممنوع است و مجازاً ہم باطل است بنا بر وصف جامع نبودن درین صفات حقیقیہ مثلاً آنچہ نصر نیست یعنی سمع یعنی بینائی بگویائی حاصل نمی شود +

ان للحقیقیة مادة الکشف معھا فلا یجوز تقدم المادة علی الحقیقة

بحث آنکہ برای حقیقیہ مادہ کشف ہست با ہا پس تقدم مادہ از انہا جائز نیست +

فمادة الكشف معه فلا يجوز تقدم المادة عن الوصف لعدم
انفكاكها عنه ولذلك اشتراكها بغيرها نقضا باطلا ايضا و
وحدتها ايضا ش اى لذلك المعية لا يجوز اشتراكها بغيرها
ووحدتها مر فيا رب كيف يمكن التقدم ش الحقيقي والرتبي
هر والاشتراك والوحدة وان قيل كلها اعتبار ليس الفراق
فى حدهم حقيقتا يا رب عجزت ان اكون مثلهم اعلم ان الجواب
على بنائهم نعم ان تعبر الفراق اعتبارا ففى الفرق ما قيل فى
الدعوى والحق ان ثمار الاعتبار فى شان الذى هو واسطة
بين مرتبة زائدة والذات لقيامها بها وموصليها بها عينية
مجهولة لا فى حد الزيادة هي موجودة واقعة ولا فى
الذات البحت فما قيل فى الدعوى ثبت فى الزيادة

ترجمہ پس مادہ کشف مع اوست یعنی با صفتی است کہ ایں مادہ کشف وصف آں صفت است و تقدم مادہ از وصف جائز نباشد بسبب عدم انفکاک او یعنی جدا بودن مادہ از وصف و بنا بریں معیت کہ مادہ را با وصف است در ہر واحد اشتراک مادہ با غیر خود از روئے فرض باطل ہم جائز نیست و نہ وحدت مادہ ہم جائز است یعنی مادہ از وصف خود تنہا باشد۔ پس اے رب من چگونہ تقدم حقیقی و رتبی و اشتراک و وحدت ممکن باشد۔ و اگر گفتہ شود کہ ایں ہمہ صفات حقیقیہ اعتبار اند کہ در حق شان حقیقتاً ہیچ فراق نیست اے رب من عاجزم کہ مثل شان شوم۔ بدانکہ ہر آئینہ جواب ایں است بر بنائے شان کہ اگر تو فرق را بطور اعتبار تعبیر کنی یا اگر فرق تعبیر کردہ شود بطور اعتبار پس در فرق چیزے است کہ در دعوی گفتہ شد یعنی اشتراک حقیقتاً و مجازاً ممنوع و باطل است کہ دریں صفات حقیقیہ وصف بحت مع نیست چوں بصر کہ سمع نیاید۔ و حق ایں است کہ ثمار اعتبار در شانی است آنکہ او واسطہ است درمیان مرتبہ زائدہ و ذات بنائے قیام حقیقی او با او و موصل او با او از روئے عینیت مجہولہ نہ ثمار اعتبار در حد زیادت است کہ او موجود واقعی است و نہ در ذات بحت۔ پس آنچہ کہ گفتہ شد پس دریں صورت ثابت آمد در زیادت کہ موجود واقعی است نہ در واسطہ کہ موصل مرتبہ زائدہ با ذات است بنا بر قیام حقیقی او با او از روئے عینیت مجہولہ۔

وَاِنْ تُغَایِرَ الاعتبارُ محضًا لا من حیث الوجود فالعلمُ بالعدمِ
واعلم اَنَّ الفرقَ فی الزیادۃِ حسبُہا وفی الاعتبار حسبہ فلیس
ہذا اِرٌ عن الفرقِ فلما سُلِّمَ سُلِّمَ الدعویٰ واعلم اَنَّ الذاتَ
مستجمعۃٌ المتغایرین عینیۃً مجہولۃً ولا تعدُّدَ باستجماعہم
واِنْ قیل بتقدم المادۃِ الواحدۃِ علی ما قیل ای لیکن مستجمع
المتغایرین فی وجہ التغایرِ وہو المانعُ فلما کان التغایرُ بماہیۃٍ
لا یمکن عینیتہا بوصف التغایرِ الآخر لانہا لیست عینیۃ المتغایرین
فی حدہم فتتعدَّدُ ✦ قُلْنَا شَ فی الجواب ہو اَنَّ المتغایرَ متخالفٌ
معنًا والمتخالفُ یقتضی وجودًا بمقابلتہ فیجتمع المتخالفون فی محلٍ
واحدٍ کما ہو بدیہیٌ فی نفسِکَ لا اضداد اذ الضدُّ لا یقتضی
وجودًا بمقابلتہ ووحدتُ مادۃِ الکشف والاشتراکِ فیہا تظہرانِ
لہ صحۃً یُعارِضانِ البداہتَ فباطلان ✦

ترجمہ واگر تو تغیر کنی ایں اعتبار را اعتبارِ محض یا اگر تغیر کردہ شود ایں اعتبار از روئے محض نہ از حیثیتِ وجود
پس ایں علم بعدم است وہیچ حکم نیست - بدانکہ ہر آئینہ فرق در زیادت موافقِ زیادت ہست و در اعتبار موافقِ
اوست پس از فرق فرار نیست - پس چوں فرق تسلیم کردہ شد دعوی تسلیم کردہ شد - وبدانکہ ہر آئینہ ذاتِ مستجمع
ہمہ صفاتِ متغایر است از روئے عینیتِ مجہولہ وباوجود استجماعِ ایشاں متغایر تعدد نمی پذیرد یعنی عدد و عدد
نمیشود - واگر گفتہ شود بنا بر تقدم مادۂ واحدہ بر انچہ گفتہ شد یعنی اینکہ در وجہ تغایر مستجمع متغایرین
ثابت نشد از انکہ اوصاف متغایرہ در وجہ تغایر مستجمع نمی شوند کہ ایں تغایر وصف مانع است پس
ہرگاہ کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد در یصورت عینیتِ او بوصفِ تغایر دیگر ممکن نشود
از انکہ آں عینیت نیست عینیت ہمہ متغایر در حد آں متغایر پس ذاتِ متعدد شود - پس در جواب
گفتہ شود کہ ہر آئینہ متغایر در معنی متخالف است و متخالف بمقابلۂ خود وجود را میخواہد پس می تواند
کہ ہمہ متخالف در محلِ واحد جمع آیند چنانچہ او در نفسِ تو بدیہی است - نہ اضداد کہ ایشاں در یکجا
مجتمع نشوند از انکہ ضد بمقابلۂ خود وجود را نمی خواہد - و وحدتِ مادۂ کشف و اشتراک ہر دو
دریشاں ای در صفاتِ حقیقیہ نظری اند کہ صحت نیابند کہ آں ہر دو بداہت را معارض آیند پس ہر دو باطل باشند

اتحاد ذات مستجمع متغایرین ✦

بحث اتحاد ذات مستجمع متغایرین بہت ✦

وقيل شئ فى الجواب مبنى على فرض باطل لقولهم لزم تعارض
خلاف فى القولين شئ اى ان الذات مستجمعة المتغايرين الخ
ولكن مستجمع المتغايرين الخ هو او تعارض ضد ففى الخلاف
كيفية الزيادة معروفة او العينية فالاهون ان نسلم معروفية
كيفية الزيادة مع مجهولية كيفية العينية اذ الزيادة اظهر
لا معروفية كيفية العينية مع مجهولية كيفية الزيادة اذ
العينية اخفى وفى الضد كيفيتهما مجهولة لما اذا تعارض العلم
والجهل فى شئ فبقى الجهل لانه لو عرف فقطعى رفع النزاع
فالاسلم ان لا يخاض فيها لان المجهول لا يخاض وههنا العجز عن درك
الكنه درك فان لا ينزعك التعصب وتفكرت فاصبت بالحق ان شاء
الله تعالى فاعلم ان مفهوم الذات وجداني علما مع وجوده خارجا
بضرورة بداهة عوارضه فلا يوجد بنفسه ولا يحاط ؛

ان مفهوم الذات وجداني الخ

ترجمه رد بفرض باطل بنا بر قول شان در جواب گفته شود که تعارض خلاف درین هر دو
قول یعنی آنکه ذات مستجمع همه متغایر است الخ در وجه تغایر مستجمع متغایرین ثابت نشد الخ
لازم آید - یا تعارض ضد پس در صورت خلاف کیفیت زیادت معروف است یا عینیت و آسان
تر آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت زیادت مع مجهولیت کیفیت عینیت از آنکه
زیادت ظاهر تر است نه آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت عینیت مع مجهولیت کیفیت
زیادت از آنکه عینیت اخفی است یعنی پوشیده تر است - و در صورت ضد کیفیت هر دو
مجهول است بنا بر آنکه چون علم و جهل در چیزی باهم عارض آیند پس جهل باقی ماند از آنکه اذا تعارض
شد پس قطعی است نزاع برخاست پس مسلم تر آنکه در مجهولیت خوض و فکر نکرده شود از آنکه مجهول
خوض نکرده شود - و عجز جا است که گفته شد ادراک کنه درک الکنه یعنی عاجز شدن از دریافت
حقیقت همین درک است - و اگر ترا تعصب به وسوسه نیندازد فکر کنی پس بحق برسی اگر مرضی خدای بر تو
است - و بدانکه هر آئینه مفهوم ذات از روی علم وجدانی است یعنی گم شده یافتگی مع وجود او در خارج
بضرورت بداهت عوارضش - پس بنفسه نیافته نشود و نه احاطه کرده شود ؛

بیان آنکه مفهوم ذات وجدانی است الخ

وکنہ الشیء ماھیتہ لا یتقدم ولا یتاخر منہ شیء فان تقدم
منہ لیس کنہہ او ان تاخر منہ لیس کنہہ لکن یمکن ان یکون وصفہ
قائما بہ فلیس کنہہ فقیل لا یدرک کنہ ذات اللہ تعالی و
صفاتہ وقیل یدرک لانہ سبحانہ لا یجھل عن کنہہ فخاز فی
ظلہ فیمکن الاختلاف بحسب حال فالعلم بہ سبحانہ کما ھو
بالتنزیہ وتشبیہہ لا یزیل التنزیہ ویمکن ان یاول الدرک
بالجھل عن کیف التنزیہ والجھل عنہ بالدرک فالجھل درک
والدرک جھل فتوافق القولان فقولہ صلعم ما عرفناک حق
معرفتک ای عرف من حیث وجودہ لا من حیث کنہہ ای ما ھو
عرفناک حق معرفتک مع الجھل عن معرفۃ الکنہ ومع معرفتہ
الکنہ علی احسب حال فتوافقا ویمکن ان یکون ھذا قولہ صلعم
من المتشابھات اذ تعارض العلم والجھل فی شیء فبقی الجھل

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

ترجمہ وکنہ وحقیقت شیء ماہیت شے است کہ از وبیش نمیشود ونہ پس می آید پس اگر از و پیشی
گرفت کنہ او نیست یا اگر از و پس آمد کنہ او نیست لیکن ممکن است کہ وصف او باشد قائم باو پس نیست
کنہ او۔ وگفتہ شد کنہ ذات خدائی برتر و صفات او ادراک نہ شود یعنی دریافت نہ کردہ شود و
گفتہ شد کہ ادراک شود از انکہ حق سبحانہ از کنہ خود نادانندہ نیست پس در ظل او جائز است پس
بحسب حال اختلاف ممکن باشد۔ پس این علم کہ خاص است باو سبحانہ است چنانکہ او با تنزیہ است
جالانکہ تشبیہ او تنزیہ را زائل و دور نمیکند۔ وممکن است کہ تاویل کردہ شود درک بجہل از کیف تنزیہ
و جہل از و بدرک۔ پس جہل درک است و درک جہل۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند کہ
قول او صلعم است ما عرفناک حق معرفتک یعنی نشناختیم ترا حق شناخت تو۔ مراد انکہ شناختہ شد
از حیثیت بوجود او نہ از حیثیت کنہ او کہ ھو ھو او است۔ و قول او صلعم عرفناک حق معرفتک یعنی
شناختیم ترا حق شناخت تو۔ این قول یعنی شناختیم ترا الخ مع جہل است از معرفت کنہ یا مع معرفت کنہ است
بر حسب حال۔ پس ہر دو قول باہم موافق آمدند۔ وممکن است کہ این قول او صلعم از متشابہات باشد
از انکہ علم و جہل در چیزے باہم عارض آمدند پس جہل باقی ماند۔

وھو فی حالہ صلعم ممنوع واعلم انہ سبحانہ وراء الوراء
عن درک حادث لا فی حد ذاتہ وصفاتہ والا ش اے
ان کان وراء الوراء فی حد ذاتہ وصفاتہ فالثبوت من
نفی النفی المذکور لزم النفی عن الثابت علی التسلسل فلا
یثبت القدم فما یدرک بالکیف ھو بتشبیہ حادث وما
یدرک بلا کیف ھو عدم سابق ولاحق او دلالۃ وربط
فتم حد الادراک وھو سبحانہ وراء الوراء عن درک
حادث فھذا حق ولا نزاع ولا استقرار علیہ اھون
واللہ بالغ امرہ ط قد جعل اللہ لکل شیء
قدرا ط اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ
وعلی انوارہ کما تحبہ و
ترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا یا ارحم

ترجمہ وایں در حال او صلعم ممنوع ہست۔ وبدانکہ ہر آئینہ او سبحانہ از درک حادث وراء
الوراء است یعنی پیش از پیش است نہ در حد ذات او و نہ در صفات او۔ ورنہ اگر در
حد ذات وصفات خود وراء الوراء بودے پس از نفی نفی مذکور ثبوتے کہ متحقق است
بدیں طور کہ ایں نفی آخر کہ نفی سابق است گویا نفی نفی میکند پس ثابت متحقق میشود
ازیں ثبوت ثابت بنا بر تسلسل نفی از ثابت نفی لازم آمدے پس قدم ثابت نشدے
پس آنچہ بکیف دریافت شود او ست بہ تشبیہ حادث و آنچہ بلا کیف ادراک شود او عدم
سابق ولاحق است یا دلالت وربط است۔ پس حد ادراک تمام شد و او سبحانہ از درک
حادث وراء الوراء ہست وایں حق است ونیست نزاع یعنی خصومت وکشیدگی۔ وقرار گرفتن
بر و آسان تر است واللہ بالغ امرہ ط قد جعل اللہ لکل شیء قدرا ہ کہ در سورۂ طلاق رکوع
اول است۔ یعنی خدائے برتر رساننده امر خود است۔ تحقیق خدائے برتر برائے ہر شے اندازہ
نہادہ ہست۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا یا ارحم۔ ترجمہ اش در بحث سابق گذشت ط

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ قال سبحانہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الایہ اصل اِذَا موضوعۃ لزمانٍ متضمنۃ لمعنی شرطٍ فوجود شرطٍ بوقوع فعلِ فاعلٍ مقیدٍ بزمانٍ وجزائہ متصلٌ بزمانِ شرطہ کما یوم یقول لہ کن فیکون الایہ مصرح بزمانٍ فان کان فعلٌ متعدیا فمفعولٌ واقعٌ بین فاعلہ ومفعولہ تعلقٌ خارجیٌ لا ذہنیٌ وخلاف الشرط والجزاء دلیلٌ علی حدوث الشرط والجزاء ۔

اصل اذا ایں موضوعہ برائے زمان متضمن معنی شرط است الخ

در فعل متعدی تعلقے کہ در میان فاعل و مفعول واقع است تعلق خارجی است نہ ذہنی

ترجمہ ایں ذکر بیان مرتبۂ حجاب است درمیان قدیم وحادث ومرتبہ ایست ثابت کہ از حجاب تعبیر کردہ شود پس دریں ذکر بیان اوست

بیان کیفیت مرتبۂ حجاب کہ درمیان قدیم وحادث است

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ در سورۂ یٰسٓ رکوع آخر اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الایہ یعنی جزایں نیست کہ امر او چوں ارادہ کند چیزے را آنکہ گوید او را باش پس باشود ۔ اِذَا لفظ اذا برائے زمان موضوع است ومتضمن است معنی شرط ۔ پس وجود شرط ثابت شود بواقع شدن فعل فاعل کہ مقید بزمان باشد وجزائے شرط متصل بزمان شرط خود است لہذا ایجاد جزائے شرط اذا از زمان شرط متصل شود چنانچہ ایں آیۂ کریمہ کہ در سورۂ الغمام رکوع ہم ست یوم یقول لہ کن فیکون الایہ تصریح کنندۂ زمان است یعنی درآں روز گوید او را باش پس باشود ۔ واگر فعل متعدی باشد پس فعلی کہ درمیان فاعل او ومفعول او واقع است آں فعل تعلق خارجی است نہ ذہنی ۔ وخلاف شرط وجزا دلیل است بر حدوث شرط وجزا ۔

تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا الخ

قاعدہ حرف اذا در خواست او کہ متضمن معنی شرط و موضوع برائے زمان است

فوضح تعلق بين الامر والارادة والقول كل واحد منهم حادث الذي ظاهره من فعل فاعل قديم بقيام حقيقي به اذ اذا يقتضي فعلا وفاعلا خارجين قبل ايقاع الفعل والا الايقاع من معدوم ممتنع عقلا لحادث الذي كائن اثرا لامر بقيامه المجازي به - فالظاهر الذي وصف فاعل زائد على صفة زائدة على الذات حادث غير مخلوق اذ وصف الموصوف لقائم به بقيام حقيقي لا مخلوق بش اذ المخلوق بقيامه المجازي مر والكائن الذي اثر امر مع فعل فاعل حادث مخلوق فالحادث الذي غير مخلوق حجاب بين فعل فاعل قديمين وحادث الذي مخلوق يحفظ حدهما

۱۰ وجزا دلیل است بر وث شرط وجزا ہریک از امر وارادت وقول متعلق فیما بین حادثی است کہ از فعل فاعل قدیم ظاہر است بقیام حقیقی بدو

تعریف حادث ظاہر

تعریف حادث کائن کہ اثر امر است۔

بیان حادث غیر مخلوقی

بیان آنکہ امر وارادت وقول او تعالیٰ از فعل قدیم او بہ تعلقی کہ درمیان شان ہست وبقاعدہ اذا حادثی است ظاہر از فعل فاعل قدیم نہ حادثی ہست کائن اثر امر الخ۔

تعریف حادث ظاہر کہ از فعل فاعل قدیم است۔

تعریف حادث کائن کہ اثر امر است۔

تعلق حادث غیر مخلوق کہ حجاب ہست درمیان فعل وفاعل قدیم وحادث مخلوق

ترجمہ۔ پس بہ تعلقی کہ درمیان امر وارادت وقول ہست ظاہر شد کہ ہر واحد ازانہا حادثے ہست ظاہر یعنی نمود دار از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی خود بآں فاعل قدیم یعنی ہریک از ینہا کہ با فاعل قدیم قیام حقیقی دارد بواسطۂ فعل فاعل قدیم بطور حادث نمود دار آمدہ ظاہر شد۔ زانکہ اذا فعل وفاعل ہر دو را در خارج پیش از ایقاع یعنی واقع کردن فعل میخواہد ورنہ ایقاع از معدوم عقلاً یعنی از روئے عقل ممتنع ہست۔ پس ہر واحد ازانہا حادثی ہست کائن بطور اثر برای امر بقیام مجازی خود بآں فاعل قدیم یعنی اینہا حادث کائن نیستند کہ امر را اثر باشند وبا فاعل قدیم قیام مجازی دارند۔ بلکہ ہر سہ از فعل فاعل قدیم حادث بظہور آمدہ بواسطۂ این فعل با فاعل قدیم قیام حقیقی می دارند۔ پس ظاہری کہ از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی بآں بحدوث نمود دار آمدہ انکہ او وصف فاعل قدیم است زائد بر صفتی کہ زائدہ است بر ذات این ظاہر حادث غیر مخلوق ہست ازانکہ وصف موصوف ہست کہ ہر آئینہ این وصف بآں موصوف قائم بقیام حقیقی ہست نہ مخلوق آں موصوف ہست ازانکہ مخلوق بخالق خود قائم بقیام مجازی ہست۔ وکائنے کہ اثر امر وفعل فاعل ہست این کائن حادث مخلوق ہست۔ پس حادثی کہ غیر مخلوق ہست او حجاب ہست درمیان فعل وفاعل کہ ہر دو قدیم اند ودرمیان حادثی کہ مخلوق ہست۔ وہمیں حجاب ہست کہ حد ہر دو محفوظ دارد یعنی فعل وفاعل ہر دو قدیم وحادث مخلوق را بحد خود ماندگاہ دارد۔

والحادث المخلوق دليل على الحجاب والقديم وحفظ الحدين
بتعلق القديم بلا واسطة الحجاب بحادث مخلوق ممتنع
عقلا فليحفظ الفكر عن الزيغ ومن ورائه ان كان الامر
قديما فكائن الذى اثره معه فى القدم تعاقبا رتبيا فليس
الاثر قديما فليس الامر قديما وقال صلعم كان الله ولم يكن
معه شئ الحديث غير قديم وان كان الامر حادثا مخلوقا
لزم فوقه امر اخر فتسلسل فثبت ان الامر حادث غير
مخلوق من حيثية وصف امر بزيادته على صفة زائدة
على الذات فهو حجاب كما ذكر والكونية الحادثة التى هى اثر
للامر ان لم تكن بايقاع فعل الذى حجاب من فاعل

حادث مخلوق دليل بر حجاب و قديم است

امر و اثر قديم نيست و دلائل

ترجمہ۔ و ایں حادث مخلوق دلیل است بریں مرتبہ حجاب قدیم از حدوث خود بر حجاب حادث و از خلق خود بر خالق قدیم۔ و نگاہداشت ہر دو حد مذکورہ دریں تعلق کہ قدیم را با حادث مخلوق ممتنع است بلا واسطہ حجاب عقلاً ممتنع است زیرا کہ ہمیں تعلق بواسطہ حجاب واسطہ تعلق است در میان قدیم و حادث مخلوق و ہمیں حاجب و نگاہدارندہ ہست حد ہر دو۔ پس باید کہ فکر را از کجی نگاہ دارد۔ و علاوہ ازیں اگر امر قدیم باشد پس کائنی کہ اثر امر است یا او باشد در قدم بطور تعاقب رتبی نہ از روئے حقیقی و در نہ ایں امر ناقص و ضعیف است تا آنکہ امر حالانکہ اثر متعاقب امر است یعنی از امر پس آیندہ است از روئے تعاقب حقیقی نہ رتبی یعنی اثری کہ از امر است و پس امر در حقیقت می باشد بطور رتبہ و پایہ پس امر مؤثر شود و در نہ ایں اثر یا امر بسبب اتصال و قربت در تاثیر ثابت شود و امر ناقص و ضعیف آید تا آنکہ امر۔ پس ظاہر شد کہ اثر نیست قدیم تا آنکہ امر ہم قدیم نیست و نمود صلعم کان اللہ ولم یکن معہ شئ الحدیث یعنی بود حق بر تر و با او چیزے نبود۔ مطلب آنکہ خدائے بر تر قدیم است و ہیچ شئ با او نبود یعنی با او نبود غیر قدیم پس چیزیکہ با او نبود حادث شد قدیم نیست۔ و اگر ایں امر حادث مخلوق باشد بالا ترا و امرے دیگر لازم شود پس تسلسل پیش آید پس ثابت شد کہ ہر آئینہ ایں امر حادث غیر مخلوق است از حیثیت وصف آمر کہ ایں وصف زیادت ہست بر صفت زائدہ کہ ذات است و ایں حجاب است چنانچہ مذکور آمد۔ و کونیت حادثہ آنکہ او اثر است برائے امر اگر بواقع کردن فعلے کہ او از فاعل حجاب است حادث و واقع نہ شود۔

کونیہ ز احادثہ اثر او ست

بیان آنکہ حادث مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم۔

بیان آنکہ حجاب و واسطہ تعلق است میان قدیم و حادث و ہر دو را حفظ حدین مقتضا است۔

بیان آنکہ امر و اثر قدیم نیست و دلائل او۔

معنی حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شئ۔

بیان آنکہ کونیت حادثہ اثر امر است

لزم استعداد الکونیۃ فی الکائن خارجا قبل الامر والایقاع
فلزم من قدم استعداد کونیۃ الکائن فلا شئ یلزم من
عدمہما شئ ای الکونیۃ والکائن من فکیف امر الوجود
علی الموجود وکیف قدم استعداد الکونیۃ فی شئ الذی
موجود من العدم وقول اللہ سبحانہ الا لہ الخلق
والامر تبارک اللہ رب العلمین ہ دلیل علی کونیۃ
الکائن بتخلیقہ فقط۔ والظروف متضمنۃ شرط
علی الاصل المذکور فالتجلی المذکور فی قولہ سبحانہ
فلما تجلی ربہ للجبل الایہ حجاب حادث وتفکر فیما لم
تذکر ظروف متضمنۃ شرط علیہ فتجد علی الاصل المذکور

الا لہ الخلق والامر

التجلی المذکور فی قولہ سبحانہ
حجاب حادث

ترجمہ۔ استعداد کونیت در کائن پیش از امر و ایقاع از روی خارج لازم شود پس قدم استعداد
کونیت کائن لازم آید یعنی استعداد کونیت را قدم لازم شود۔ و عدم ہر دو لازم نشود یعنی کونیت
و کائن ہر دو را عدم لازم نیاید پس امر وجود بر ایں موجود چگونہ شود۔ و قدم استعداد کونیت
در چیزی کہ او از عدم موجود آمدہ چگونہ ثابت شود یعنی چیزی کہ او از عدم بوجود آمدہ در و قدم
استعداد کونیت چگونہ ثابت آید۔ و قول خدائے سبحانہ کہ در سورۂ اعراف رکوع ہفتم است الا
لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین ہ یعنی آگاہ شو کہ برائے اوست سبحانہ خلق و امر
صاحب برکت است خدائے پروردۂ عالمیان است۔ ایں دلیل است بر کونیت کائن یعنی شدن شوندہ
بہ آفریدن او سبحانہ فقط یعنی چوں خلق و امر باو سبحانہ منحصر شد پس ہیچ آفریدہ آفریدہ نشود دگر بامر و خلق
او سبحانہ پس کونیت ہیچ کائن نشود مگر بآفریدن او پس شدن شوندہ بآفریدن او سبحانہ است فقط و ظروف
کہ متضمنۂ شرط اند بر ایں قاعدۂ مذکورہ اند۔ یعنی وجود شرط شاں بوقوع فعل فاعل است کہ مقید بزمان
باشد و جزائے شرط شاں بزمان شرط خود متصل باشد پس تجلی کہ مذکور است در ایں قول حق سبحانہ فلما
تجلی ربہ للجبل الآیہ در سورۂ اعراف رکوع ہفتم یعنی در ہر گاہ کہ پروردگار او برائے کوہ تجلی فرمود آں ایں
تجلی حجاب حادث است۔ و ہمیں فکر کن در انچہ کہ از ظروف متضمنۂ شرط مذکور نیامدہ پس بیابی بر قاعدہ مذکورہ
یعنی آں ظروف متضمنۂ شرط کہ مذکور نیامدہ بر ایں ظرف مذکورہ در انہا فکر کنی پس بر اصل مذکورہ بیابی۔

تفسیر آیت الا لہ الخلق والامر الخ

بیان آنکہ تجلی مذکور کہ بر کوہ فرمود آں تجلی حجاب حادث است

فاعلم ان الحجاب معبّر بظل کما قال سبحانہ کیف مدّ الظلّ الایۃ والظلّ بقیامہ الحقیقی بہ والمخلوق ظلّ الظلّ بقیامہ المجازی بہ فیمکن ان الظل المذکور فی الآیۃ الکریمۃ یعبّر باحدہما مع لحاظ تفاوت فیہما فیقام حقیقیا ومجازیا کما فی ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمۃ الم تر الی ربک کیف مدّ الظلّ ھو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ؛ اللھم صلّ وسلّم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما ستہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ان الحجاب معبّر بظل کما کیف مدّ الظل الایۃ والمخلوق ظل الظل

فیمکن ان الظل المذکور یعبر باحدھما مع لحاظ تفاوت فیھما

بیان آنکہ حجاب معبر بظل است بقیام حقیقی بخود ظل حجاب ومعبر کما کیف مدّ الظل الایۃ ومخلوق ظل الظل است

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ حجاب بہ ظل تعبیر کردہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم کیف مدّ الظل الایہ یعنی چگونہ دراز کرد ایں سایہ را وظل بذی ظل بقیام حقیقی خود است ۔ ومخلوق ظل ظل یعنی سایہ از سایہ است بقیام مجازی خود بذی ظل ۔ وممکن باشد کہ ہر آئینہ ایں ظل کہ در آیت کریمہ مذکور است بیکے از ہر دو تعبیر کردہ شود مع لحاظ تفاوت دریں ہر دو یعنی از روئے قیام حقیقی ومجازی چنانچہ در ذکر کیفیت تفسیر ایں کریمہ کہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم است الم تر الی ربک کیف مدّ الظل یعنی آیا ندیدی سوئے پروردگار خود کہ چگونہ ایں سایہ را دراز فرمود واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وخدائے برتر بدرستے دانا تر است ؛

اللھم صلّ وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما ستہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ؛ ترجمہ ایں درود شریف بالا نوشتہ آمد ۔

بیان امکان آنکہ ظل کہ در کیف است ہر دو ظل تعبیر کردہ بتفاوت لحاظ قیام حقیقی ومجازی ؛

ذکر کیفیت تحقیق حقیقۃ القرآن المجید۔

ذکر کیفیۃ تحقیق حقیقۃ القرآن المجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ فاعلم ان فی تحقیق حقیقۃ القرآن المجید انواعا منہا انہ قدیم من حیث انہ کلام اللہ تعالی ھو وصف لنفسہ الکریم القدیم زائد علی الذات فلا یمکن ان یسمعہ الحادث ویدرک حقیقتہ ولا یتقلل ولا یتکثر ولا یتبعض ولا یتنفی وھو سبحانہ مع صفاتہ وراء الوراء عن الدرک الحادث ومنہا انہ حادث غیر مخلوق فی مرتبۃ الحجاب من حیث انہ ظہر مع حروف وترکیب وصوت یلیق بشانہ تعالی من کلامہ تعالی

منہا انہ قدیم من حیث انہ کلام اللہ الخ وصفہ ۔

فلا یمکن ان یسمعہ الحادث ویدرک حقیقتہ ولا یتقلل

ومنہا انہ حادث غیر مخلوق فی مرتبۃ الحجاب مع حروف وترکیب وصوت الخ

ترجمہ ایں ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی اللہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ پس بدانکہ ہر آئینہ در تحقیق حقیقت قرآن مجید انواع است ۔ از انہا یکی آنکہ او قدیم است ازیں حیثیت کہ او کلام خدائے برتر است کہ او وصف است برائے نفس کریم کہ او قدیم است وایں وصف زائد بر ذات است ۔ پس ممکن نباشد کہ حادث او را بشنود و حقیقت او را ادراک کند یا حقیقت او فہمیدہ شود و نہ ایں قلت می پذیرد و نہ کثرت یعنی کم و پیش نمی شود و نہ بعض نواند و نہ نفی می شود بلکہ او سبحانہ مع صفات خود در ورائے الورا ہست از درک حادث ۔ و از انہا یکی آنکہ او حادث غیر مخلوق است در مرتبہ حجاب ازیں حیثیت کہ او ظاہر شد از کلام او تعالی مع حروف و ترکیب و صوتے کہ زیبا تواند و لایق شود بشان او تعالی ۔

بیان کیفیت تحقیق حقیقت قرآن مجید ۔

بیان آنکہ یکی قرآن مجید کلام قدیم و صف نفس قدیم اوست تعالی زائد بر ذات

وہیچ حادث کلام او را ادراک نمی کند و حقیقت او را نمی فہمد و نہ کم و بیش می شود و نہ نفی

یکی آنکہ قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبہ حجاب مع حروف و ترکیب و صوتے کہ لائق اوست تعالی

وایں ہم وصف نفس کریم قدیم است زاید بر صفت ذاتیہ ۔

فهو وصف قائم بنفسه الكريم القديم بقيام حقيقي زائد على الصفة الذاتية وإن لم يكن بحروف وتركيب وصوت فلا تمكن استفادة وافادة للمستفيد ٭

هذا ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب الاية كما يكلم الروح بصفتها الذاتية بزيادة حادثة عليها بقيام حقيقي بها وفي انفسكم افلا تبصرون مع تفاوت كيفية القيام فيهما ش اى كلام الله تعالى الذى هو حجاب وكلام الروح الذى هو حجاب م قياما حقيقيا ومجازيا به سبحانه فانه يسمع من سمع عالم المثال ويفهم حقيقته كما قال سبحانه لا يمسه الا المطهرون

ترجمہ وادوصف است قائم بقیام حقیقی بنفس کریم او کہ قدیم است وایں وصف زائد بر صفت ذاتیہ است۔ واگر ایں وصف حجابی حادث غیر مخلوق بحروف وترکیب وصوت نباشد پس استفادہ وافادہ یعنی فائدہ گرفتن ودادن برائے مستفید یعنی بفہم گیرندہ ممکن نباشد۔ وہمیں معنی یعنی مراد است ازیں آیت کریمہ کہ در سورۂ شوریٰ رکوع پنجم است ما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب الآیہ یعنی بر حق بشر نیست اینکہ او را خدائے برتر کلام کند مگر از روئے وحی یا از روئے حجاب۔ چنانچہ روح کلام میکند بصفت ذاتیہ خود بواسطۂ زیادت حادثہ کہ بر صفت ذاتیہ است بقیام حقیقی باں صفت یعنی زیادتی کہ بر صفت ذاتیہ حادث وپیدا یعنی ظاہر شدہ بود قیام حقیقی دارد بواسطۂ ایں زیادت حادثہ روح بصفت ذاتیہ کلام میکند۔ وازیں آیت کریمہ کہ در سورۂ ذاریات رکوع اول است وفی انفسكم افلا تبصرون یعنی در نفسہائے شما آیا پس نمی بینید۔ مع تفاوت کیفیت قیام کہ دریں ہر دو ہست یعنی کلام خدائے برتر آنکہ او حجاب است۔ وکلام روح آنکہ او حجاب است از روئے قیام حقیقی ومجازی است باو سبحانہ۔ پس ہر آئینہ او شنیدہ می شود از شنوائے عالم مثال وحقیقتش فہم کردہ میشود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ واقعہ رکوع سوم لا يمسه الا المطهرون الآیہ

معنی آیت ما كان لبشر ان يكلمه الخ

تکلم روح بصفت ذاتیہ کما فی انفسکم الآیہ کہ ہمچو کلام حجابی است

وکلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ شود وحقیقتش مفہوم شود کہ قول او سبحانہ است

تفسیر آیہ لا يمسه الا المطهرون الآیہ۔

وکی آنکہ قرآن مجید حادث غیر مخلوق در مرتبۂ حجاب مع حروف وترکیب وصوت انچہ لائق اوست تعالیٰ ایں ہم وصف نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیہ

معنی آیت ما كان لبشر ان يكلمه الخ

معنی فی انفسکم الآیہ کہ تکلم روح بصفت ذاتیہ است ہمچو کلام حجابی است

کلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ شود وحقیقتش مفہوم شود کہ قول او سبحانہ است

تفسیر آیہ لا يمسه الا المطهرون

وکی آنکہ قرآن مجید حادث غیر مخلوق در مرتبۂ حجاب مع حروف وترکیب وصوت انچہ لائق اوست تعالیٰ ایں ہم وصف نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیہ

ای لا یمسونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الاثام الظاهرة والباطنة اذ هو ما یتعلق بعالم المثال ولا
یکون اهله الا المتقون فلا یمس مضارع ویتفعل ویتکلف
ویتبعض ویتنفی کما قال سبحانه لا یکلمهم الله یوم
القیامة الآیة فکتب الله تعالی وکلامه تعالی بالانبیاء و
الاولیاء والملائکة علی نبینا وعلیهم الصلوة والسلام
من هذا القبیل ای من انه حادث غیر مخلوق فی مرتبة
الحجاب من حیث انه ظهر مع حروف وترکیب وصوت یلیق
بشانه تعالی من کلامه تعالی وفی سنن ابی داود و
البیهقی فی کتاب الاسماء والصفات عن عبد الله ابن
مسعود رضی الله عنهما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

وکتب او تعالی وکلام با نبیاء و
اولیاء وغیرہ حادث غیر مخلوق مع
حروف وترکیب وصوت لائق شانہ
در مرتبہ حجاب است ۔

حدیث عبد الله ابن مسعود
اذا تکلم الله ۔

ترجمہ ای لا یمسونه ولا یفهمون حقیقته الا المطهرون من رجس
الاثام الظاهرة والباطنة یعنی او را مس و لمس نمی کنند مگر پاکیزگان مراد آنکه او را نمی شناسند
و نه حقیقتش می فهمند مگر آنانکه طاهر و پاکیزه شده اند از نجاست گناهان ظاهره و پوشیده - از آنکه او
بعالم مثال تعلق دارد و او را اهل نمی باشند مگر پرهیزگاران - پس لا یمس مضارع ایجا بمعنی مضارع
است - و می تواند که این نوع کلام قلیل و کثیر و کم و بیش شود و بعض و نفی شود چنانچه فرمود
حق سبحانه لا یکلمهم الله یوم القیامة الآیه یعنی کلام نکند خدائے برتر ایشان
را روز قیامت الخ پس کتابهای خدائے برتر - و کلام او تعالی با نبیاء و اولیاء و ملائکه علی نبینا
وعلیهم الصلوة والسلام ازین نوع است یعنی آنکه او حادث است غیر مخلوق در مرتبه
حجاب ازین حیثیت که هر آئینه او ظاهر شد مع حروف و ترکیب و صوتے که زیبا شود بشان
او تعالی از کلام او تعالی - و در سنن ابو داود و بیهقی است در کتاب اسماء و صفات
از عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالی عنهما قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم

کتابهای او
تعالی و کلام او تعالی با نبیاء و اولیاء
وغیرہ حادث غیر مخلوق مع حروف
و ترکیب و صوت لائق شان اوست تعالی از مرتبه
حجاب

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ سَمَاءِ الدُّنْيَا صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَنِ الصَّفَا وَلَا يَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ فَإِذَا أَتَاهُمْ جِبْرِيلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا يَا جِبْرِيلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ الْحَقَّ فَيُنَادُونَ الْحَقُّ الْحَقُّ ثُمَّ وَالَّا فَكَيْفَ يُحِيطُ الْحَادِثُ قَدِيمًا وَكَيْفَ يَتَنَفَّى وَيَتَبَعَّضُ وَيَتَقَلَّلُ وَيَتَكَثَّرُ قَدِيمٌ وَمَا هُوَ مُكَلَّمٌ بِهِ عَلٰى وَصْفِهِ حَادِثًا وَقَدِيمًا شَ هٰذَا يُوَافِقُ بِقَوْلِ صَاحِبِ الْمُعْتَبَرِ وَالرَّازِيِّ فِي الْمَطَالِبِ الْعَالِيَةِ أَنَّ كَلَامَهُ يَرْجِعُ إِلٰى مَا يُحْدِثُهُ مِنْ قُدْرَتِهِ وَإِرَادَتِهِ لِقِيَامِهِ بِذَاتِهِ كَمَا فِي شَرْحِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ لِمُلَّا عَلِيٍّ الْقَارِيِّ انْتَهٰى أَيْ أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِي يَرْجِعُ إِلٰى مَا

+ ای دُفِعَ الفزعُ عن قلوبهم التفزیع بے بیم گردانیدن بصلہ عن صراح ۱۲۔

دلیل بر کلام نفسی حضرت عبداللہ ابن سعود رضی اللہ عنہ اذا تکلم اللہ الخ

ترجمہ اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اھل سماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ عن الصفا ولا یزالون کذلک حتی یاتیھم جبریل فزع عن قلوبھم قالوا یا جبریل ماذا قال ربک فیقول الحق الحق یعنی فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں کلام کند خدا وحی بشنوند اہل آسمان دنیا صلصلۃ یعنی آوازی مثل کشیدن زنجیر از کوہ صفا و ہمچنیں میباشند تا انکہ جبریل نزد شاں بیاید۔ پس ہر گاہ کہ جبریل بیاید نزد شاں دفع کردہ شود بیم از دل شاں گویند ای جبریل چیست کہ ایں گفت پروردگار من پس گوید الحق یعنی حق است کہ میگوید پس ہمہ ندا میکنند و میخوانند الحق الحق یعنی ایں حق است ایں حق است۔ اینجا فزع عن قلوبھم بمعنی دفع الفزع عن قلوبھم ہست از انکہ ففزع از التفزیع بمعنی بے بیم گردانیدن آمدہ بصلہ عن کہ در صراح است پس حاصل آنکہ بیم از دل شاں دور کردہ شود۔ دیدہ پس چگونہ احاطہ کند حادث قدیم را و چگونہ میتواند کہ نفی شود و بعض بعض شود و قلیل و کثیر یعنی کم و بیش شود قدیم۔ و آنچہ او کہ کلام کردہ شد بدو بر وصف خود است از روئے حدوث و قدم۔

توافق کلام جمابی از عبارت فقہ بقول صاحب معتبر و رازی آنکہ کلام یرجع الی ما یحدثہ من قدرتہ الخ۔

اینکہ گفتہ شد موافق می شود بقول صاحب معتبر و رازی کہ در مطالب عالیہ است کہ بازگشت کلام او کہ باز گردد سوئے آنچہ کہ او را احداث میکند از قدرت خود و ارادت خود البتہ قائم بذات او است چنانچہ در شرح فقہ اکبر است کہ برائے ملا علی قاری است۔ انتہی۔ یعنی ہر آئینہ کلام خدائے برتر آنچنان کہ باز گردد سوئے چیزے

ای مرتبۃ التی یحدثہا اللہ تعالیٰ من قدرتہ وارادتہ لقیامہ بذاتہ
تعالیٰ ش وان کان الحجاب غیر ما ذکر بقیام مجازی ش ای
مخلوقا ثم فیرجع الکلام فی تحقیق ما وراء الحجاب وشرح الحادث
کلاما قدیما فیرد علی ما یقال ومنہا انہ حادث مخلوق من حیثیۃ
الکتابۃ والقرءۃ مخلوق والمعنی فی ذہنہ مع نسبۃ الحادث
بکلام اللہ تعالیٰ من الحجاب واصلہ فالآیۃ الکریمۃ لا یمسہ
الا المطہرون علی معنی اخر ای لا یمسہ الا المطہرون من
الحدث ش الکبیر والصغیر ص فلا یمس نہی واللہ تعالیٰ اعلم
بالصواب۔ اللہم صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما
وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

وبحی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت وقرات نہ مخلوق یعنی مدلول مخلوق مع نسبت حادثہ بکلام اللہ تعالیٰ از حجاب واصل

وورین معنی لا یمسہ اینجا بمعنی نہی است +

ترجمہ یعنی سوی مرتبے کہ احداث کند خدائی بر تر از قدرت خود وارادت خود البتہ او قائم بذات او تعالیٰ۔ واگر ایں حجاب بقیام مجازی است یعنی مخلوق است غیر انچہ کہ مذکور آید پس ایں کلام باز گردد در تحقیق ماوراء حجاب و در شنیدن حادث کلام قدیم را پس رد کردہ خواہد شد کہ چہ گفتہ شود۔ واز انواع کلام یکی آنست حادث مخلوق است از حیثیت کتابت وقرات یعنی نوشتن وخواندن از مخلوق۔ واز حیثیت معنی کہ در ذہن است مع نسبت حادثہ خود بکلام خدائی بر تر از حجاب واصل او یعنی ایں کلام کہ حادث مخلوق است از حیثیت فعل مخلوق مخلوق است بنا بر نوشتن وخواندن کہ فعل مخلوق است واز حیثیت معنی کہ ایں ہم صفت ذہنی مخلوق است ازاں نسبتی کہ اصلش مرتبہ حجاب است کہ حادث غیر مخلوق آمدہ۔ پس ایں نسبت کہ در ابو اسطہ حجاب بکلام خدائی بر تر است نسبتی است بقیام مجازی بنا بر فارقی کہ در میان قدیم وحادث مخلوق است۔ و واسطہ قیام دریں ہر دو ابر دوی مجاز مرتبہ حجاب است کہ حادث است اما غیر مخلوق است از انکہ زائدہ است دبالذیم اورا بایں واسطہ زیادت قیام حقیقی است پس بایں نسبت و واسطہ ایں کلام حادث مخلوق کہ منسوب بکلام خدا از حجاب است کہ اصل او ہست محترم آمدہ و پس او بہ مطہرون مقید کردہ شد۔ پس اینجا ایں آیت کریمہ لا یمسہ الا المطہرون بر معنی دیگر است ای لا یمسہ الا المطہرون من الحدث الکبیر والصغیر یعنی باید کہ او را مس نکنند مگر آنانکہ طاہر و پاکیزہ شدگان اند از حدث کبیر وصغیر یعنی از جنابت وحدث وضو۔ پس اینجا لا بمعنی نہی است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی وخدائی بر تر بہتر دانندہ است بر آنچہ در درستی ایں کلام۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحب وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا۔

اینجا بریں مراد لا یمسہ بمعنی نہی است۔

ذکر کیفیۃ معیۃ اللہ تعالیٰ وقربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

ذکر کیفیت معیت اللہ تعالیٰ و قربتہ واحاطتہ بخلقہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم انما اللہ الٰہ واحد موجود خارج ش ای ما ھو مصداق لما فی علم متقدم منہ ع ربوجودہ القدیم کما ھو باسمائہ وصفاتہ بغیر عرضیتہ وجوھریتہ وتقیدہ بزمان ومکان واتحادہ وحلولہ بغیرہ ولم یکن معہ شئ غیرہ فخلق ولم یکن محل للخلق فبعضہ محل لبعضہ من حیثیۃ تشخصہما الزائد علی تشخص ماھیتہما ش لا من حیثیۃ تشخص ماھیتہما اذ ھو سریع الفناء ھم

بیان آنکہ خدائی واحد موجود خارج است بوجود قدیم خود باسماء وصفات خود یعنی مصداق آنچہ کہ در علم او متقدم است از آنچہ کہ در علم است بغیر عرضیت او وجوہریت او وتقید او بزمان ومکان واتحاد او وحلول او بغیر او یعنی ذات او عرض نشود ونہ جوہر شود ونہ بزمان ومکان مقید شود ونہ از غیر خود متحد باشد ونہ در و حلول کند ونہ غیر او در و حلول کند ونہ با او چیزی غیر او باشد کہ وصف خلق است کہ خلق شود ونہ او برای خلق محل باشد چنانکہ در خلق بعض او بعض او محل است از حیثیت تشخص ہر دو ۔ واین تشخص زائد است بر تشخص ماہیت ہر دو یعنی آن محل بعض است بعض را از آن حیثیت کہ تشخص ماہیت ہر دو از آنکہ تشخص ماہیت سریع الفناست یعنی فنای او با ماہیت خود چندان بسکر است کہ مہلت محل گرفتن وشدن نمی یابد ۔

ترجمہ ۔ این ذکر بیان معیت وقربت واحاطت او تعالیٰ است بخلق او تعالیٰ یعنی ہمرہی ونزدیکی وفراگرفتن او تعالیٰ است بمخلوق خود ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ بدانکہ جزاین نیست کہ اللہ کہ معبود واحد است کہ فرمود انما اللہ الٰہ واحد الآیہ در سورۂ نساء رکوع بست وسوم ۔ او موجود خارج است یعنی آنکہ او مصداق است یعنی آنچہ کہ تقدیق بدو است برای آنچہ کہ در علم است وآن مصداق متقدم است از آنچہ کہ در علم است پس این ذات واحد را کہ مصداق متقدم است پیش از آنکہ او در علم او ہست موجود خارج بودن ضروری است ۔ بوجود قدیم خود ہمچنانکہ او باسمای خود است وصفات خود است بغیر عرض بودن او وجوہر بودن او وقید شدن او بزمان ومکان واتحاد او وحلول او بغیر او یعنی ذات او عرض شود ونہ جوہر شود ونہ بزمان ومکان قید شود ونہ از غیر خود متحد باشد ونہ در و حلول کند ونہ غیر او در و حلول کند ونہ با او چیزی غیر او باشد کہ وصف خلق است کہ خلق شود ونہ او برای خلق محل باشد چنانکہ در خلق بعض او بعض او محل است از حیثیت تشخص ہر دو ۔ واین تشخص زائد است بر تشخص ماہیت ہر دو یعنی آن محل بعض است بعض را از آن حیثیت کہ تشخص ماہیت ہر دو از آنکہ تشخص ماہیت سریع الفناست یعنی فنای او با ماہیت خود چندان بسکر است کہ مہلت محل گرفتن وشدن نمی یابد ۔

فالله سبحانه معي بخلقه وقريبه ومحيطه في ان واحد
ولا منافات بينها اذ لكل واحد منها وجه خاص لا يعارض
غيره فالمعية مستفادة بموجودين بغير استيعاب اجزاء
المعي والقربة مستفادة بموجودين باستيعاب اجزاء القريب
والاحاطة مستفادة بموجودين بغير استيعاب اجزاء المحاط
فالفرق بين المعية والاحاطة بمعناهما فالمعية والقربة
والاحاطة كلها ذاتية مع ش اي الله سبحانه معي وقريب
ومحيط بذاته تعالت وتقدست هر فوصفية ش اي
معية وقربة واحاطة صفاتية ايضا هر معها ش
اي مع الذات هر وجوبا قد دلت نصوص القرانية عليها صراحة

وخدائی سبحانہ بخلق خود معی و
قربت ومحیط است در آن واحد

تعریف معیت وقربت
واحاطة

فرق
درمیان معیت
واحاطة

وبیان آنکہ معیت وقربت واحاطة
کلها ذاتیہ ووصفیہ ہر دو نہ
بدلالت نصوص قرآنیہ فقط
وصفیہ کہ قول مخالفین ہست

بیان آنکہ خدائی سبحانہ معی وقریب ومحیط است در
ذات خود

تعریف معیت وقربت واحاطة

فرق معیت واحاطت

بیان آنکہ
ایں ہر سہ اوصاف ذاتیہ مع
وصفیہ اند نہ فقط وصفیہ
کہ قول مخالفین ہست

دلیل بران

بیان نصوص قرآنیہ

ترجمہ پس اللہ سبحانہ بخلق خود معی است یعنی با او ہست وقریب او ہست ومحیط او ہست در آن واحد ودر ایں ہا منافات نیست از انکہ ہر واحد را از ایں ہا وجہی خاص است کہ غیر خود را معارض نباشد۔ وآن انکہ معیت مستفاد ہست بموجودین بغیر استیعاب اجزای معی یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است آن اجزای معی را یعنی ادراک با او ہست فراگیرد۔ وقربت مستفاد ہست بموجودین باستیعاب اجزای قریب یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل شدہ است آں اجزای قریب ونزدیک شدہ را فراگیرد۔ واحاطت مستفاد ہست بموجودین بغیر استیعاب اجزای محاط یعنی آنچہ کہ او بطریق فائدہ بدو موجود حاصل آمدہ است آں اجزای محاط یعنی فراگرفتہ را فراگیرد۔

پس فرق درمیان معیت واحاطت بہ معنای آں ہر دو ہست یعنی با او شدن وفراگرفتن بغیر استیعاب اجزائے ہمراہ شدہ وفراگرفتہ تفارق ہر دو ازیں ہر دو معنی نمایاں است پس معیت وقربت واحاطت ہمہ ذاتیہ اند یعنی خدائی سبحانہ معی وقریب ومحیط خلق ہست بذات خود کہ برتر وپاک است۔ وایں ہا ہمہ پس وصفیہ اند مع ذات یعنی معیت وقربت واحاطت ہمہ بصفات او سبحانہ ہست باینکہ او سبحانہ بدیں صفات مع ذات معی وقریب ومحیط خلق است یعنی ہمراہ ونزدیک وفراگیرندہ است۔ از روئے وجوب کہ بتحقیق دلالت میکنند بر ایں ہا نصوص قرآنیہ یعنی آیات کلام شریف بطور صراحت۔

کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیہ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا
کُنْتُمْ الآیہ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ ونحن اقرب الیہ الآیہ وانّ اللّٰہ بکلّ شیءٍ
محیطٌ الآیہ وانّ اللّٰہ قد احاط بکلّ شیءٍ علمًا الآیہ ومع ھذا
استوائہ تعالٰی شانہ علی العرش بحالہ کما ھو عند اللّٰہ
تعالٰی علٰی مذھب امامنا الاعظم رحمہ اللّٰہ تعالٰی واتمّا
فرقٌ مخالفۃٌ لاھل سنۃٍ وجماعۃٍ قائلۃٌ بمعیۃٍ وقربۃٍ
واحاطۃٍ کلّھا وصفیّۃً بنفی ذاتیۃٍ بحجج عقلیۃٍ
بلزوم الجھتین فی الذاتیۃ ولیس قرارھا بمقابلات النصوص
القرانیۃ ویُرَدُّ علیھم فی الوصفیۃ ما حجّوا بہ شق ای
لزوم الجھتین ۱۲

ترجمہ۔ چنانچہ فرمود سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیہ در سورۂ بقر رکوع نوزدہم ۱۹ یعنی ہر آئینہ خدائے برتر با صبر کنندگان است یعنی ہمراہشان است و بایشان معنی است الخ۔ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ الآیہ یعنی و خدائے برتر با شما است ہر جا کہ شما باشید الخ۔ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ در سورۂ بقر رکوع بست و سوم یعنی و ہر آئینہ من نزدیکم الخ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ الآیہ در سورۂ ق رکوع دوم یعنی ما نزدیک تریم بسوئے او الخ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ الآیہ یعنی ہر آئینہ خدائے برتر ہر شئی فراگیرندہ است الخ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا الآیہ در سورۂ طلاق رکوع دوم یعنی ہر آئینہ خدائے برتر ہر شئی را از روئے علم فراگرفتہ است الخ و با وصف ایں استوائے او تعالٰی شانہ یعنی قرار گرفتن و ظاہر شدن او کہ برتر است شانِ او بر عرش بحالِ خود است ہمچنانکہ او نزد خدائے برتر است بر مذہب امام اعظم است رحمت کند او را خدائے برتر۔ و جز ایں نیست کہ فرقۂ کہ مخالف برائے اہل سنت و جماعت قائل اند بمعیت و قربت و احاطت کہ ایہا ہمہ از روئے وصفیہ اند بنفی ذاتیہ یعنی میگویند کہ خدائے برتر بخلق بمعنی و قریب و محیط باوصاف است نہ بذات بحجتہائے عقلیہ بسبب لازم شدن جہتین در ذاتیہ یعنی گوئید کہ در صورت معیت و قربت و احاطت بذات بر ذات دو جہت لازم شوند حالانکہ ایں دلائل عقلیہ را بمقابلہ نصوص قرآنیہ قرار نیست کہ رد کردہ شود بر آناں در وصفیہ آنچہ آناں باو حجت گرفتند بلزوم جہتین یعنی آنچہ آناں در صورت ذاتیہ بدیں صفات بلزوم جہتین حجت گرفتند پس ایں ہمہ حجتہائے عقلیہ شاں ہمچناں در صورت وصفیہ بر آناں رد کردہ شوند بایں طور کہ در صورت وصفیہ ہم لزوم جہتین لازم آید و قاعدہ کہ آناں از و حجت گرفتند ہم بر آناں حجت شود پس ناچار معیت و قربت و احاطت ذاتیہ رجوع کنند بایں قاعدہ شاں باطل گردد

استوائے او تعالٰی بر عرش بحالِ خود است کہ نزد او است تعالٰی شانہ بر مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

استوائے او تعالٰی بر عرش بحالِ خود است کہ نزد او است تعالٰی شانہ بر مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

وبدلائل الاحاديث الشريفة وهي ماولة بمقابلة النصوص القرانية وباستدلال بان الله قد احاط بكل شئ علما ۔ وهو لا يعارض الاحاطة الذاتية وكذا المعية والقربة الذاتية بل ثبتت الذاتية والوصفية بدلالة النصوص القرانية + فقول بعض من اهل سنة وجماعة بمعية وقربة واحاطة كلها وصفية بنفي ذاتية محمول على تشويش الفكر بمقابلة النصوص القرانية الدالة على الذاتية فالمعية من مرتبة فعلية والقربة من مرتبة حقيقية والاحاطة معهما فان لم تكن معية وقربة واحاطة كلها ذاتية لزم مكان لمكون قديم وكائن مخلوق

قول بعض اہل سنت وجماعت بمقابلہ نصوص قرآنیہ دریں ہر سہ اوصاف بوصفیہ بہ تشویش فکر محمول شود

فالمعیت از مرتبہ فعلیہ وقربت از حقیقیہ واحاطت ہر دو است

ترجمہ وانچہ آنہا بدلائل احادیث شریفہ خصوصا آوردند آنہمہ احادیث بمقابلہ نصوص قرآنیہ ماول شوند وانچہ آنہا بایں آیت کریمہ استدلال یعنی دلیل گرفتہ اند کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا یعنی ہر آئینہ خدائے برتر ہر شئی را از روئے علم احاطہ کردہ و فراگرفتہ است ایں کریمہ احاطت ذاتیہ را معارض نباشد ۔ و ہمچنیں معیت و قربت ذاتیہ است بلکہ ایں ہمہ ثابت اند ذاتیہ و وصفیہ ہر دو بدلالت نصوص قرآنیہ +

قول بعض اہل سنت دریں ہر اوصاف وصفیا محمول بہ تشویش فکر است بمقابلہ نصوص قرآنیہ +

و قول بعض از اہل سنت وجماعت نسبت معیت و قربت و احاطت کہ ایں ہمہ وصفیہ اند بہ نفی ذاتیہ مثل قول فرقہ ہائے مخالف ایں قول محمول است بر تشویش فکر ایشاں کہ بمقابلہ نصوص قرآنیہ است از انکہ نصوص بر ذاتیہ دال اند چنانچہ از آیات مذکورہ بصراحت میشود کہ خدائے برتر معی و قریب و محیط است بذات خود بدلالت اسم ذات و ضمائر کہ اطلاقش بر ذات شود ۔ و معیت از مرتبہ فعلیہ است ۔ و قربت از مرتبہ حقیقیہ ۔ و احاطت ہم فعلیہ و حقیقیہ ہر دو است یعنی از ہر دو مرتبہ است ۔ و اگر معیت و قربت و احاطت ہمہ ذاتیہ نباشند برائے مکون قدیم یعنی ہست آرندہ قدیم و کائن مخلوق یعنی بہ ہست شوندہ کہ مخلوق است مکان لازم شود +

بیان آنکہ معیت از مرتبہ فعلیہ و قربت از حقیقیہ و احاطت از ہر دو است ۔

والظرف مقدم علی المظروف فانظر ماذا تری فی الطرفین
ولزم فیما یرد علی المخالفین الذی حجوا به منا من ضمن هذا
فالمعیة والقربة والاحاطة بتجاوز بین مرتبتین لاجهتین
لنفی المکانین وما تری من مکان لمکان وهو بنسبة بینهما
لا بنسبة بین المکون والمکان لا ینافی نفی المکانین
علی الاصل المذکور فهو سبحانه لیس بداخل فی
شیء غیره ولا بخارج منه ولا بحال فیه ولکنه
سبحانه معی وقریب ومحیط کما هو مذکور فاعلم انما
المعیة والقربة والاحاطة علی نوعین من مرتبة قدیمة فکیف
کلها مجهول وعام لکلشیء ومضبوط فی عقائد اهل سنة وجماعة

ترجمہ وظرف مقدم است بر مظروف پس نظر کن چیست ترا ای کہ در طرفین۔ ولازم شود آنچہ کہ از ضمن ایشان در آنچہ کردہ میشود بر مخالفین کہ آنہا بدو حجت گرفتند یعنی قول مخالفین کہ بلزوم جہتین حجت آوردہ از انچہ کہ ذکر کردہ شود در و ہم از ین ضمن لازم شود کہ مخالفین بر دو حجت گرفتند ۔ پس این معیت و قربت و احاطت بتجاوز است در میان دو مرتبہ یعنی حقیقیہ و فعلیہ نہ در دو جہت بسبب نفی این ہر دو از امکان۔ از انکہ دو جہتین بر کون و مکان ہر دو از امکان لازم آید و تقدم ظرف بر مظروف شود پس بیں کہ در طرفین چہ پیش آید دین تاجر بحذر از لزوم جہتین نفی از ہر دو مکان تسلیم شود۔ و انچہ تو می بینی از مکان کہ برای کائن است حال اینست کہ او بنسبت است در میان ہر دو یعنی در میان مکان و کائن نہ بنسبت است در میان مکون و کائن کہ این بر اصل مذکور منافی نیست ہر دو مکان را۔ از انکہ این ہمہ اوصاف بتجاوز اند بین مرتبتین لہذا این تجاوز رتبی است نہ محلی کہ محل و مکان فقط برای کائن است پس نسبت جہت در مکان و کائن است نہ در مکون و کائن لہذا این تجاوز رتبی بر اصل مذکور نفی ہر دو مکان را منافی نیامد کہ باہم یکی را دیگری نفی کند۔ پس او سبحانہ در چیزی غیر خود داخل نیست۔ و نہ از و خارج است۔ و نہ در حال است یعنی حلول کنندہ۔ ولیکن او سبحانہ معی و قریب و محیط است چنانچہ او مذکور آمدہ ۔
پس بدانکہ حزایں نیست کہ معیت و قربت و احاطت بر دو نوع است یکی از مرتبۂ قدیمہ است کہ کیفیت تمام آن مرتبہ مجہول است و برای ہر شی این نوع عام است و در عقائد اہل سنت و جماعت مضبوط است یعنی مسئلہ این مرتبہ در عقائد اہل سنت و جماعت ضبط کردہ شدہ است ۔

دوم از مرتبہ حجابیہ کہ کیفیت او معلوم و خاص برائے نبی و ولی است و بدیں خصوصیت در عقائد غیر منضبط

وَمِنْ مَرْتَبَةِ حِجَابِيَّةٍ فَكَيْفَ كُلُّهَا مَعْلُومٌ وَخَاصَّةٌ لِلنَّبِيِّ وَ الْوَلِيِّ وَغَيْرُ مَضْبُوطَةٍ فِي عَقَائِدِ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ لِخُصُوصِيَّتِهَا وَاِذَا تَحَقَّقَتِ الْمَعِيَّةُ وَالْقُرْبَةُ وَالْاِحَاطَةُ كُلُّهَا فِي الْمَوْجُودِيْنَ فَلَا فِي مَوْجُودٍ وَاحِدٍ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مَعَ صِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ مَوْجُودٌ وَاحِدٌ وَصِفَاتُهُ الْحِجَابِيَّةُ قَائِمَةٌ بِهٖ بِقِيَامٍ حَقِيقِيٍّ لَا مَخْلُوقَةٌ بَلْ فِي الْجُمْلَةِ اِدْفَاعُ زَعْمِ الَّذِيْنَ زَعَمُوا مَرْتَبَةً قَدِيمَةً اِلَى صِفَاتِ الذَّاتِيَّةِ وَمَرْتَبَةً حَادِثَةً مَخْلُوقَةً تَاوِيلًا بَاطِلًا اِلَى صِفَاتِ الْحِجَابِيَّةِ مَعَ نَفْيِ وُجُودِهَا خَلْقًا وَحَكَمُوا عَلَيْهَا مَا حَكَمُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْهُ وَحَقٌّ اَنَّ صِفَاتِ الْمَوْصُوفِ لَيْسَتْ بِمَخْلُوقَةٍ بَلْ قَائِمَةٌ بِهٖ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُونَ هُمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ نُورِكَ وَعَلَى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِينَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

خدائے سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است و صفات حجابیہ قائم بقیام حقیقی با و است نہ مخلوق او است

ترجمہ دیگر از مرتبہ حجابیہ است کہ کیفیت تمام ایں مرتبہ معلوم است۔ و ایں نوع خاص است برائے نبی و ولی و مسئلہ ایں مرتبہ در عقائد اہل سنت و جماعت غیر مضبوط است یعنی ضبط نہ کردہ شدہ است بسبب خصوصیت او یعنی بسبب خاص شدن ایں مرتبہ برائے نبی و ولی و ہرگاہ متحقق شود کہ معیت و قربت و احاطت ہمہ اینہا در موجودین است یعنی اینہمہ ثابت آمدند در موجودیں پس نیستند در موجود واحد و حالانکہ خدائے سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است۔ و صفات حجابیہ او با و قائم اند بقیام حقیقی کہ نیستند مخلوق او ایں فی الجملہ ادفاع یعنی دفع کردن زعم آنان است کہ زعم کردند مرتبہ قدیمہ را تا صفات ذاتیہ۔ و مرتبہ حادثہ مخلوقہ را از روئے تاویل باطل تا صفات حجابیہ مع نفی وجود سوائے ایں ہر دو از روئے خلق یعنی تا ایں دو مرتبہ حد وجود پنداشتند و علاوہ از ہر دو از روئے خلق نفی وجود انگاشتند و حکم کردند بر و انچہ حکم کردند نعوذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی پناہ میخواہیم بخدائے تعالیٰ از و۔ و حق اینست کہ صفات موصوف نیستند مخلوق موصوف بلکہ قائم اند بموصوف تعالی اللہ عما یصفون یعنی برتر است خدا از انچہ کہ آنان وصف میکنند۔ اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ خدایا درود و سلام بفرس بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ نبی است نور تو و بر انوار او بچنانکہ تو دوست داری او را و از و خوشنود شوی و شفیع گردان او را از میان یاران و ترحم کن ما را

دیگر از مرتبہ حجابیہ کہ کیفیتش معلوم و خاص است برائے نبی و ولی و ازیں بسبب خصوصیت در عقائد منضبط نیافتہ شد

بیان آنکہ خدائے سبحانہ مع صفات ذاتیہ خود موجود واحد است و صفات حجابیہ بقیام حقیقی قائم با و است نہ از و مخلوق است

ذکر کیفیۃ منع تعبیر الہیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + انما الماہیۃ التی یظہر منہا عارض تعبر بہیولی والعارض بصورت فی محاورۃ قوم لا فی الشریعۃ الشریفۃ فانی اصرح ای ان کان العارض زائدا علی الماہیۃ بقیام حقیقی بہا اصلا لمنشائیتہا لہ وہو صفۃ ذاتیۃ فلیس بحادث منہا وان کان زائدا علی الصفۃ الذاتیۃ بقیام حقیقی بہا اصلا لمنشائیتہا لہ فبالماہیۃ عرضا بواسطۃ الصفۃ الذاتیۃ

ذکر کیفیت منع تعبیر الہیولی من ذات اللہ سبحانہ والصورت من خلقہ +

تعبیر ہیولی وصورت باصطلاح + در شریعت +

تصریح عارض انچہ زائد بر ماہیت است بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است و انچہ زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی ایں عرض ماہیت است بواسطہ صفت ذاتیہ مع امثال +

بیان کیفیت منع تعبیر ہیولی از ذات و صورت از خلق او + باصطلاح قوم + در محاورہ قوم + نزد شریعت +

بیان آنکہ زائد بر ماہیت بقیام حقیقی صفت ذاتیہ است که از ماہیت حادث نیست +

بیان آنکہ عارض زائد بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی عرض ماہیت بواسطہ صفت ذاتیہ ایں ہر دو حادث است مع امثال +

ترجمہ

ایں ذکر در بیان آنکہ تعبیر ہیولی از ذات خدای سبحانہ منع است و تعبیر صورت از خلق او

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + جز ایں نیست کہ ماہیتی آنکہ از و عارض ظاہر می شود بہ ہیولی تعبیر کردہ شود و عارض بصورت در محاورۂ قومی نہ در شریعت شریفہ - پس من تصریح میکنم - یعنی اگر ایں عارض زائد است بر ماہیت بقیام حقیقی بآں ماہیت کہ اصل است برائے عارض بسبب منشائیت خود یعنی ماہیت عارض را منشاء واقع شدہ کہ از و نشو یعنی بالیدگی عارض است - پس ایں عارض صفت ذاتیہ است و ایں از ماہیت حادث نیست - و اگر ایں عارض زائد است بر صفت ذاتیہ بقیام حقیقی بآں صفت کہ اصل است برائے ایں عارض بسبب منشائیت خود یعنی ایں عارض را صفت ذاتیہ منشاء آمدہ کہ از و نشو و بالیدگی ایں عارض است - پس ایں عارض بماہیت بطور عرض است بواسطہ صفت ذاتیہ +

فهو حادثٌ منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا
صفته الذاتية ولا ماهية لكن تغيرٌ قيامه وقعوده
قائمان بقيامٍ حقيقي بصفته الذاتية اصلاً لمنشأيتها
فيماهيةٍ بواسطةِ صفة الذاتية عرضًا فهما يحدثان
من فيما هو بقيامٍ مجازي ليس بصورتٍ لها اذ هو ماهيةٌ او عارضٌ
فان كان ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش اى ما
لا عارضٌ من وان كان عارضًا فله محل قيامه قائمٌ بقيامٍ مجا
وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقي
بينهما في معنى هيولى وصورة لا على نسبةٍ بقيامٍ مجازي فهذ
محاورتهم توافق في الشريعةِ الشريفةِ في ذاته سبحانه وصفا
الذاتية حتى مرتبةِ الحجاب ش كما ذكرتُ في ذكر
اثبات مرتبة الحجاب هم ولكن مالنا ان نتبع محاو

ماہیۃ محل عارض است کہ از و قیام اوست
محاورہ ہیولی و صورت در ذوات و صفات او سبحانہ تا مرتبہ حجاب موافق آید ما را اتباع محاورہ شاں در کلام نباید

ترجمہ پس ایں حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیہ چنانچہ زید قائم و قاعد
پس ازیں قیام و قعود صفت ذاتیہ او تغیر نمی یابد و نہ ماہیت او ولیکن متغیر می شود قیام او و
کہ ہر دو صفت ذاتیہ قائم اند بقیام حقیقی بنا بر اصل بسبب منشا ربودن صفت ذاتیہ برای ہر دو پس
بواسطہ ایں صفت ذاتیہ قیام و قعود ہر دو ماہیت عرض آمدہ۔ پس ہر دو از ہر دو حادث اند نہ
ذاتیہ و ماہیت پس آنچہ او است بقیام مجازی برائے ماہیت صورت نیست از انکہ او ماہیت است یا عارض
پس اگر او ماہیت است پس او قائم است بنفس خود در معنائے خود یعنی در معنائے ماہیت است نہ در معنائے عار
کہ عارض ماہیت باشد بلکہ ماہیت است بنا بر اعتبار معنی ماہیت آنکہ بنفس خود قائم باشد۔ و اگر
است پس برائے او محل قیام او باید کہ قائم بدیگری بقیام مجازی باشد و حال آنکہ ایں محل ماہیت او
خود قائم است در معنائے خود و آں بدیں عارض شدہ قیام گرفتہ است پس ایں ہر دو ماہیت و عارض کہ اول
را محل آمدہ بنا بر نسبتی کہ بقیام حقیقی درمیان ایں ہر دو است در معنی ہیولی و صورت اند نہ بنا بر نسبتی کہ بقیا
مجازی است چنانچہ خلق را با خالق باختلاف حقیقتین۔ پس ایں محاورہ شاں موافق آمد در شریعت شریفہ در
سبحانہ و صفات ذاتیہ او تا مرتبہ حجاب چنانچہ بیان کردم در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب۔ ولیکن
پیروی کنیم محاورہ شاں را در کلام ؛

بیان آنکہ ماہیت است سر قائم بنفس خود و
ماہیت محل عارض است کہ از و قیام اوست
محاورہ ہیولی و صورت در ذوات و صفات او سبحانہ تا مرتبہ حجاب موافق آید ولیکن ما را اتباع محاورہ شاں در کلام نباید

ونورُ محمدٍ مخصوصٌ بذاته صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمن موجوداتٍ قديمةٍ شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها وغيرُه صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٌ من تضمن موجوداته صلعم شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها او من تضمن مسلوباته صلعم بقيامٍ مجازيٍ ملتزمًا بموجوداته صلعم ش كما تعرف فی ذکر کیفیة تخلیق نورِ محمدٍ صلعم من نورِ اللهِ سبحانه و المخلوقُ کلُّه من نورِه صلعم فلا یوافق تغیر الهیولی من موجوداتٍ قديمةٍ والصورةِ من نورِ محمدٍ صلعم ومن غیرِه صلعم ش لقیامها المجازی وان الصورة بقیامٍ حقیقی فلا فی حدِ ذاته صلعم وعوارضها بقیامٍ حقیقی بها وهکذا فی غیرِه صلعم فالهیولی مع صورتها حادثةٌ مخلوقةٌ فان لا یسلم فانکارٌ من مراتبِ الخلقِ الثابتةِ بالنصیةِ بقولهم سبحانه

نورِ او صلعم مخصوص بذات او مخلوق است از عدم کہ منتزع از تضمن موجودات قدیمہ بقیام مجازی بطور شبہ است وغیر او صلعم ہمچنیں از و از تضمن موجودات یا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

بتغیر ہیولی از موجودات قدیمہ وغیر او صلعم موافقت نکند مگر در ذات او و عوارض او صلعم بسبب قیام حقیقی و ہر دو

در صورت مذکورہ ہیولی مع صورت حادث مخلوق است و مرتبہ انکار آید از مرتبہ خلق کہ بدلائل نقلیہ وعقلیہ ثابت است کہ دریں مذکور آمدہ یا لزوم مسلوبات آید برائے ہیولی قدیمہ کہ ایں باطل است

نور او صلعم مخصوص بذات او مخلوق است از عدم کہ منتزع از تضمن موجودات قدیمہ بقیام مجازی بطور شبہ است وغیر او صلعم ہمچنیں از و صلعم یا از تضمن مسلوبات او صلعم ملتزم بموجودات او استراع یافتہ مخلوق از عدم است

بتغیر ہیولی از موجودات قدیمہ صلعم وغیر او موافق نیاید مگر در حدِ ذات او و عوارض او صلعم بسبب قیام حقیقی عوارض بذات۔ در صورت مذکورہ ہیولی مع صورت حادث مخلوق است و مرتبہ انکار آید از مرتبہ خلق کہ او بدلائل نقلیہ وعقلیہ ثابت است کہ مذکور آمدہ یا لزوم مسلوبات آید برائے ہیولی قدیمہ کہ ایں باطل است

ترجمہ ونور محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کہ مخصوص است بذات او صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق از عدم است کہ منتزع از تضمن موجودات قدیمہ بطور شبہ است ازاں موجودات و دریں انتزاع تضمنی او را بموجودات قدیمہ قیام مجازی است۔ وغیر او صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم مخلوق است از عدم منتزع از تضمن موجودات او صلعم است بطور شبہ ازیں موجودات و دریں انتزاع تضمنی ہم او را بایں موجودات او صلعم قیام مجازی است یا غیر او صلی اللہ علیہ وسلم کہ مخلوق از عدم است منتزع از تضمن مسلوبات او صلعم است بقیام مجازی کہ بموجودات او صلعم ایں مسلوبات ملتزم آمدہ یعنی بدو التزام یافتہ بسبب خروج وخلق از عدم کہ او را سلب لازم است چنانچہ بشناسی ایں را در ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کہ از نور اللہ سبحانہ است و ہمہ مخلوق خدائے سبحانہ از نور او است صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس موافق نشود در تغیر ہیولی از موجودات قدیمہ در تغیر صورت از نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و از غیر او صلے اللہ علیہ وسلم بسبب قیامے کہ دریں ہر دو مجازی است و بانکہ ہر کہ صورت مذکورہ ہیولی قیام حقیقی است۔ مگر ایں تغیر موافق شود در حد ذات او صلی اللہ علیہ وسلم و عوارض آں ذات بسبب قیام حقیقی عوارض بذات۔ و ہمچناں در غیر او صلعم۔ و در صورت مذکورہ ہیولی مع صورت خود حادث مخلوق است و اگر اینکہ گفتہ شد تسلیم نکردہ شود پس ایں انکار است از مرتبہ خلق کہ ثابت است بدلائل نصیہ بقول مولیں او سبحانہ در سورہ ملک رکوع اول

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ ش عموما الخلق
م وبقولہ صلعم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ
کُلَّہٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث ش خلق نورہ صلعم وغیرہ صلعم
کما ذکر م والعقلیۃ بدلالۃ متغیر لزوم العدمین
ش السابق واللاحق م مقتضی موجدہ
ولزوم مسلوبات لھیولی قدیمۃ بصور من مسلوبات
بدیھیۃ عقلیۃ ونقلیۃ کما ھی ظاھرۃ الانفھم
ش کالتوالد والسنۃ والنوم وغیرھم م وھو
باطل ۔

ترجمہ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ الآیہ یعنی نمی بینی در آفرینش رحمن از تفاوت الخ
ایجاد در خلق رحمن عموم خلق است۔ وہم بقول او صلعم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْمَخْلُوْقَ
کُلَّہٗ مِنْ نُوْرِیْ الحدیث یعنی اول چیزی کہ خدائے برتر آفرید نور من است وہمہ مخلوق خود را از نور من آفرید
تا آخر حدیث۔ خلق نور او صلی اللہ علیہ وسلم وغیر او صلعم چنان است کہ مذکور شد۔ وہم این مرتبہ خلق ثابت
است بدلائل عقلیہ بدلالت متغیر کہ تغیر شونده است باینکہ متغیر را بسبب تغیرش دو عدم لازم اند یکی عدم سابق
و دوم لاحق پس این متغیر در تغیر خود خواہندہ موجد خود است از انکہ ایجاد او را تغیر دہندہ موجد باید
کہ وجود نو پیدا آرد۔ و نیز در صورت عدم تسلیم ہیولی و صورت از مرتبہ حادث مخلوق برائے ہیولی
قدیمہ لزوم مسلوبات شود بسبب صور تہا کہ از مسلوبات اند کہ بدیہیہ عقلیہ نقلیہ اند یعنی ظاہر اند
بعقل می آیند و از نقل ثابت اند چنانچہ این ظاہر است آبا نمی دانستہ شود۔ چون توالد یعنی باہم
زائیدن یکے بدیگری۔ وسنۃ یعنی غنودگی۔ و نوم یعنی خواب و غیر اینہا کہ مسلوب از ذات قدیم اند
و موجود در مخلوق اند حالانکہ صورت با ہیولی قیام حقیقی دارد از انکہ بر ہیولی عارض زائد است پس
چنانکہ عارض را با ماہیت قیام حقیقی است صورت را با ہیولی است۔ پس حاصل آنکہ اگر ہیولی و صورت
ہر دو از مرتبہ حادث نباشند بلکہ ہیولی از مرتبہ قدیم و صورت از مرتبہ حادث مخلوق پس تسلیم کردہ شوند
برائے ہیولی قدیمہ مسلوبات حادث مخلوق کہ بسبب حدوث صور تہا لازم آیند بنا بر قیام حقیقی ہر دو با قاعدہ
مذکورہ۔ و وجود مسلوبات بصور تہائے شاں بالبداہت و از عقل و نقل ظاہر است چنانچہ گفتہ شد۔
پس این لزوم مسلوبات در خالق قدیم باطل است کہ از و اینہا مسلوب اند

واجتماع نقیضین فی ھیولی بصور متضادۃ لمنشائیتھا لھا وھو غیر معقول وان قیل للتحذر ش ای لتحذر من انکار مرتبۃ الخلق الثابتۃ ولزوم مسلوبات لھیولی قدیمۃ بصور من مسلوبات واجتماع نقیضین فی ھیولی بصور متضادۃ ھر صورت بقیام مجازی بھیولی قدیمۃ مع خلاف باصلھما فلا لزوم المسلوبات لکن ادعاء وحدت وجود ھیولی قدیمۃ مع صورتھا ینفی وجودھما باطل اذ ماھیۃ التی بقیام مجازی قائمۃ بنفسھا فی معناھا مع عوارضھا فلیست بعارضۃ لھا بقیام حقیقی فلیست بصورۃ لھا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ؛

یا در صورت عدم تسلیم تغیر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ پیش آید کہ ایں ہم معقول نیست ؛

وادعائے وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی باقی وجود غیر ایں باطل است

ماہیت بما ہیتی بطور عرض عارض نہ شود پس او صورۃ نشود ؛

ترجمہ ۔ وہم در صورت عدم تسلیم ہر دو از مرتبہ حادث مخلوق اجتماع نقیضین شود در ہیولی بسبب صور تہائی متضادہ بنا بر منشائیت ہیولی برائی صور یعنی ہیولی صور را در صورت قیام حقیقی منشاء واقع شود کہ از نشو و بالیدگی صور تہا حاصل آید کہ اینہا عارض زائد اند بر وقیام حقیقی ۔ پس بسبب صور تہائی متضادہ در ہیولی بقیام حقیقی کہ صندیں در وگرد آیند اجتماع نقیضین پیش آید ۔ وایں ہم معقول نیست ۔ اگر بنا بر تحذر از انکار مرتبہ خلق ثابتہ ۔ ولزوم مسلوبات برائی ہیولی بصور از مسلوبات ۔ واجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ ۔ گفتہ شود کہ صورت حادث را با ہیولی قدیمہ قیام مجازی است با وصف خلاف باصل ہر دو کہ گفتہ آمد نسبت اصل ہر دو وقیام ہر دو در ابتدائی ایں ذکر ۔ پس در ینصورت لزوم مسلوبات نیست لیکن ادعائے وحدت وجود یعنی ایں دعوی کردن کہ وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او ہست بانفی وجود سوائی ایں ہر دو یعنی سوائی ہر دو مذکورہ از وجود نفی کردہ شود ایں دعوی وحدت وجود باطل است از انکہ ماہیتی کہ آں بقیام مجازی است قائم بنفس خود است در معنائی خود مع عوارض خود ۔ نہ اینکہ ایں ماہیت بما ہیتی بطور عرض عارض شود وماہیت را عرض نام نہادہ شود در عرض وماہیت قیام مجازی باشد حالانکہ دریں ہر دو قیام حقیقی باید ۔ پس ایں ماہیت عارض نیست برائی ماہیت بقیام حقیقی پس نیست صورت برائی ہیولی واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی و خدائی برتر رہنمایدہ ہر کسی را کہ میخواہد سوئی راہ راست و درست ۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ؛

کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والاستدراج والاستعانۃ وما فیہا مع مطالب اخری ؛

ذِكْرُ كَيْفِيَّةِ الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَالْوَلَايَةِ وَالْإِعْجَازِ وَالْاِسْتِدْرَاجِ وَالْاِسْتِعَانَةِ وَمَا فِيهَا مَعَ مَطَالِبَ اُخْرٰى

بیان کیفیت رسالت ونبوت ولایت واعجاز واستدراج واستعانت واچہ دروست مع دیگر مطالب ؛

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين ؛ اعلم انما رسالة هي ارسال فرسول لغة منها بمعنى مفعول ففيها تعرض ذات بنفسها من جهة الى جهة ونبوت منقوصة بواو وهي رفعت او مهموزة لام هي انباء فنبي على الوجهين لغة منهما بمعنى فاعل او مفعول ففيهما تعرض ذات بوصفها من جهة الى جهة وقد تعبر الرسالة بالنبوة والنبوة بالرسالة لامتزاجهما بامتزاج الذات بالصفات

لب فی الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ وصفتہم ومنشہم الخ

ترجمہ ایں ذکر بیان رسالت ونبوت وولایت واعجاز واستدراج واستعانت است واچہ در وست مع مطالب دیگر ؛

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين ؛ بدانکہ خبر ایں نیست کہ رسالت مصدر بمعنی ارسال یعنی فرستادن است ورسول از نصب ووصف است بمعنی مفعول یعنی فرستادہ شدہ ۔ پس دریں وصف تعرض ذات بنفس خود است یعنی ذات را بنفس خود پیش آمدن وپرداختن است از جہتی سوی جہتی ونبوت منقوصہ بواو یعنی ایں مصدر در صدور ناقص واوی بمعنی رفعت یعنی بلندی آید یا ایں مصدر مہموز لام است بمعنی انباء یعنی آگہی وخبر دادن است پس لفظ نبی بریہر دو وجہ نعت ووصف است از ہر دو مصدر ناقص واوی ومہموز لام کہ نبوۃ ونباء است بمعنی فاعل ومفعول ای رافع ومرفوع یعنی بلند شوندہ وبلند کردہ شدہ یا بمعنی مخبر ومخبر است یعنی خبر دہندہ وخبر دادہ شدہ ۔ ودریں ہر دو وجہ یعنی پیش آمدن وپرداختن ذات بوصف خود است از جہتی سوی جہتی ۔ وگاہی رسالت بہ نبوت ونبوت برسالت تعبیر کردہ شود بسبب امتزاج ہر دو بہم ذات بصفات یعنی ایں تعبیر بنا بر بہم آمیختن ہر دو وصف رسالت ونبوت است بسبب ہم آمیختن ذات بصفات چوں در تعریف ہر دو اوصاف فکر کنی تعبیر ہر یکی بدیگری بنا بر آمیزش ذات بصفات دریابی ؛

فاصطلاحٌ فی معناهما شرعًا ش ای هما من الله سبحانه الی
خلقه م علی معناهما لغةً فالرسالة والنبوة مرکزیة تعیّن منشأً
افادت منتزعاته بقیاهما الحقیقی والمجازی به فش علیهما
ش ای علی الرسالة والنبوة م حقیقتهما دلالة
بهما الیها بظلیتهما منها۔
فهما عامتان بعمومهما لما تحت مرکزیتهما من موجودات
ومسلوبات ومخصوصتان بخصوصیتهما بالانس والجن
عما تحت مرکزیتهما بحکمته تعالیٰ وازلیتان فی
تعینهما فی علمه سبحانه ووجودهما فی ازل حادث
وان لم تکونا معلومتین فکان الرسول مجهولًا
فکیف فی المیثاق مسئولًا

معنی اصطلاحی ہر دو
حاصلش +

بیان وقوع مرکز انشاء
تعینات ایں ہر دو +

ترجمہ۔ پس اصطلاح در معنائی آں ہر دو از روئے شرع کہ ہر دو از خدائے سبحانہ است سوئے خلق بر معنائے آں ہر دو است از روئے لغت یعنی معنی اصطلاحی آں ہر دو در شرع بنا بر معنی لغوی آں ہر دو است واں در شرع بر بنائے معنی لغوی رسالت و نبوت تعرض یعنی پیش آمدن و پرداختن رسول و نبی است بنفس خود و صفت خود از خدائے سبحانہ سوئے خلق او پس ایں ارسال و فرستادن ذات رسول بنا بر ارتفاع و اخبار او عن الغیب است پس ایں رسالت و نبوت مرکز تعینی واقع شدہ کہ آں تعین منتزعات خود را منشاء افادت است بسبب قیام حقیقی و مجازی ایں منتزعات بآں تعین۔ پس حقیقت رسالت و نبوت بریں ہر دو قیاس کن از روئے دلالتے کہ ایں ہر دو از حقیقت یعنی حقیقت رسالت و نبوت بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت قیاس باید کرد از روئے دلالتے کہ ایں ہر دو را سوئے حقیقت است بنا بریں دلالت حقیقت ہر دو بریں ہر دو قیاس باید کرد۔ مطلب اینکہ حقیقت ایں ہر دو بریں ہر دو قیاس شود بایں طور کہ بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت دلالتے کہ ایں ہر دو را سوئے حقیقت است بنا بریں دلالت حقیقت ایں ہر دو باید فہمید و ایں ہر دو بسبب عموم خود عام اند برائے ما تحت مرکزیت ہر دو کہ از موجودات و مسلوبات اند یعنی آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو از موجودات و مسلوبات۔ و مخصوص اند ایں ہر دو بسبب خصوصیت خود بانس و جن از آنچہ کہ زیر مرکزیت ہر دو است بحکمت او تعالیٰ۔ و در تعین خود در علم او تعالیٰ ہر دو ازلی اند و در وجود خود در ازل حادث۔ و اگر ہر دو معلوم او تعالیٰ نباشند پس ایں رسول مجہول شود پس چگونہ در میثاق مسئول باشد یعنی پرسیدہ شود۔

مطلب فی التعینات الذات والصفات الحقیقیہ و الشانیہ والفعلیۃ والتنزیہیۃ الخ

ومقدم التعینات تعین ذات کما عرفتہا ش ای انہا مفہوم وجدانی علما مع وجودہا خارجا بضرورۃ م مع صفات حقیقۃ کما عرفتہا ش ای ہی متضمنۃ ذات بقیامہا الحقیقی بہا من حیث انہا لا ہی ولا غیرہا و تحدد ذات علیہا فقرار تشخص نفس علیہا م مع شانیۃ کما عرفتہا ش ای ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ ذات ولا تحتاج فی وجودہا الی حقیقیۃ انتزاعا کفعلیۃ الا احتیاجا بوجہ لتحدد ذات علیہا فحاجۃ الیہا فی تضمن ذات لا حاجۃ خاصۃ لوجودہا الیہا فلا احتیاج الیہا بوجہ غیر معتبر فتحققت اصالتہا بمقابلۃ الحقیقیۃ متساویۃ بالحقیقیۃ فی استقرارہا فی تضمن ذات ولا تحدد ذات علیہا وہی لا عینہا ولا غیرہا م مع فعلیۃ کما عرفتہا ش ای ہی اضافات ذاتیۃ متضمنۃ حقیقیۃ احتیاجا لوجودہا

ترجمہ و جزاین نیست کہ تعین ذات مقدم تعینات است چنانچہ آورا دانستی کہ ہر آئینہ ذات از روی علم مفہوم وجدانی است مع وجود او کہ خارج است بضرورت۔ پس تعین صفات حقیقیہ است چنانچہ دانستی آنہا را کہ بقیام حقیقی بذات متضمن ذات اند از ین حیثیت کہ آنہا نہ عین ذات اند و نہ غیر ذات۔ و ذات بر آنہا متحدد شود یعنی باز داشتہ شدہ۔ و قرار تشخص نفس بر آنہا است۔ پس تعین صفات شانیہ است چنانچہ دانستی آنہا را کہ اضافات ذاتیہ اند متضمن ذات و در وجود خود سوی حقیقیہ بمجرد فعلیہ بطور انتزاع محتاج نباشند مگر احتیاج بوجہی است کہ ذات را بر صفات حقیقیہ تحدد واقع شدہ۔ پس در ضمن آمدن ذات سوی حقیقیہ محتاج اند نہ برائی وجود خود سوی حقیقیہ حاجت خاصہ دارند پس این احتیاج کہ سوی حقیقیہ ہست بوجہی است کہ اعتبار ندارد۔ پس اصالت شانیہ بمقابلہ حقیقیہ متحقق شد پس در استقرار خود با حقیقیہ در تضمن ذات برابر اند۔ و ذات بر آنہا بمجرد حقیقیہ متحدد نباشد۔ و این صفات نیز بمجرد حقیقیہ نہ عین ذات اند و نہ غیر ذات۔ پس تعین صفات فعلیہ است چنانچہ دانستی آنہا را کہ آنہا اضافات ذاتیہ اند متضمن حقیقیہ از روی احتیاج بر او بوجود خود کہ انتزاع وجود فعلیہ از حقیقیہ ہست

بحث تعینات کہ در و متقدم تعین ذات است

بیان تعین صفات حقیقیہ

بیان تعین صفات شانیہ

بیان تعین صفات فعلیہ

انتزاعاً منها مر فتنزیہٍ انتزاعاً وصفاً للموصوف لا احتیاجاً
لوجودہ متساویاً بذاتٍ فی استقرارہ لا استجماعہ کذاتٍ۔
فی کلٍ واحدٍ منہا تعینٌ اولٌ لانشاءٍ منشاءٌ اولی عزمٍ وثانٍ
لغیرہ ش ای تعینٍ ثانٍ لانشاءٍ منشاءٌ لغیر اولی عزمٍ م
علی تعددِ صفاتٍ الا فی تعینِ ذاتٍ لعدم تعددہا ش ای
لیس التعینُ الثانی فی تعینِ ذاتٍ لعدمِ تعددِ ذاتٍ م
فحقیقۃُ ش الحقیقۃُ بمعنی علۃٍ معلول علی مبدئیتہا
مر ابراہیمیۃِ التی تصطلحُ عن تعینِ صفاتٍ حقیقیۃٍ لمبدئیتہ
تعینہ عم ش لمبدئیۃ تعینِ صفاتٍ حقیقیۃٍ تعینِ ابراہیم عم
مر فی اولیۃٍ منشاءٌ بنوتٍ استقلالاً ش ای علی استقرارِ
وجودِ صفاتٍ حقیقیۃٍ استقلالاً مر اصلاً ش

مطلب فی تعین الرسالۃ والدلالۃ والولایت و منشاء اولی عزم وغیرہ و مبدء حقیقیہ ابراہیمیہ وموسویہ ومحمدیہ وعیسویہ وآدمیہ علیہم الصلوۃ والسلام

ترجمہ پس تعینِ صفتِ تنزیہیہ است کہ انتزاعش از روی وصف است برائے موصوف خود نہ ایں
انتزاع بنا بر احتیاج است برائے وجودِ خود بلکہ ایں وصف در استقرارِ خود بذات باہم مساوی میشود
بنا بر استجماع خود ہمچو ذات یعنی چونکہ در ایں وصف استجماعِ جمیعِ صفات ہمچو ذات است بنا بریں استجماع ایں
وصف باذاتِ خود باہم مساوات دارد اگرچہ ایں وصف ہم برائے موصوف است بایں استجماع۔ پس در
ہر یکی از یہا تعینِ اول است برائے انشاکہ او منشاء اولوالعزمی است۔ و تعینِ ثانی برائے غیر اولوالعزم
است کہ از و منشاء غیر اولوالعزم انشا یابد بنا بر تعددِ صفات مگر در تعینِ ذات بسببِ عدمِ تعددِ ذات
یعنی در تعینِ ذاتِ ہمچو تعینِ صفات تعینِ ثانی نیست از انکہ در ذاتِ ہمچو صفات تعدد نباشد حقیقت
بنا بر مبدئیتِ خود یعنی بنا بر محلِ آغاز و آشکارہ شدنِ خود بمعنی علتِ معلول است۔ پس حقیقتِ ابراہیمی
کہ از تعینِ صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ شود بنا بر مبدئیتِ تعینِ شان است تعینِ او علیہ السلام
را یعنی تعینِ صفاتِ حقیقیہ مبدء است تعینِ ابراہیم علیہ السلام را بنا بریں حقیقتِ ابراہیمی از تعینِ
صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ می شود۔ پس حقیقتِ ابراہیمی در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت
است ہمراہ کہ استقرارِ وجودِ صفاتِ حقیقیہ از روئے استقلال است در اولیت یعنی وجودِ ایں صفات باذاتِ
مخدوذات بریں صفات بطور استقلال در اولیت قرار گرفتہ ہمچنیں حقیقتِ ابراہیمی کہ مبدا انتزاعِ تعینِ او
ایں صفات آمدہ در اولیت منشاءِ نبوت را بطور استقلال و اصل آمدہ برائے آنچہ کہ او اصل نبیت

بیان تعینِ صفاتِ تنزیہ

بیان منشاء اولوالعزمی وغیر اولوالعزمی و تعینِ رسالت و نبوت و ولایت

بیان حقیقتِ ابراہیمی و اولیت منشاء نبوت او مع مبدء و منشاء او

لما هو ليس باصلٍ والاصل بمقابلةِ فرعٍ واصلاً اى لا يحتاجُ
الى غيرهِ فى استقرارهِ فالاصلُ بمقابلةِ تبعٍ فالاصلُ على
المعنيينِ فيُشيرُ الى الفرعِ والتبعِ هما للاولياءِ ثم وحقيقةُ
موسويةِ التى هى مصطلحةٌ عن تعينِ شانيةِ لمبدئيتهِ
تعينهُ عم فى اوليةِ منشاءُ نبوتٍ استقلالاً اصلاً تساوِى
منشاءُ نبوتٍ لحقيقةِ ابراهيميةٍ كما عرفتهُ ش اى التساوِى
ثم فتعينُ فعليةٍ مبدءُ لتعينِ آدم عم فى اوليتٍ فيُصطلحُ
حقيقةُ آدميةٍ وتعينُ تنزيهٍ مبدءُ لتعينِ عيسى عم فى
اوليةٍ فيُصطلحُ حقيقةُ عيسويةٍ فينكشفانِ باستقلالهما
بالانتزاعِ احتياجًا لوجودهما فعلاً ووصفًا

ترجمہ واین اصل بمقابلۂ فرع است۔ وہم اصل آمدہ یعنی او در استقرار خود سوئی غیر خود محتاج نشود۔ واین اصل بمقابلۂ تبع است۔ پس اینجا اصل بریں ہر دو معنی است کہ اشارہ میکند سوئی فرع و تبع ہر دو۔ واین فرع و تبع ہر دو برائی اولیاء اللہ است۔ وحقیقت موسوی کہ از تعینِ صفات ثانیہ اصطلاح کردہ شدہ است بنا بر مبدئیتِ تعین این صفات است تعینِ موسیٰ علیہ السلام یعنی تعینِ صفاتِ شانیہ مبدء تعینِ موسیٰ علیہ السلام است بنا برین حقیقتِ موسویہ بہ تعینِ صفاتِ شانیہ مصطلح آمد پس این حقیقت موسویہ در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت است ہمچناں کہ حقیقتِ ابراہیمی منشاء نبوت واقع شدہ کہ دریں منشاء ہر دو باہم مساوی آمدند چنانکہ این مساوات را در تعریف صفاتِ حقیقیہ و شانیہ مثنا خنثیٰ۔ و تعینِ فعلیہ مبدء است برائی تعینِ آدم علیہ السلام در اولیت پس حقیقت آدمیہ اصطلاح کردہ شود از تعینِ صفاتِ فعلیہ و تعینِ تنزیہیہ مبدء است برائی تعینِ عیسیٰ علیہ السلام در اولیت پس حقیقتِ عیسویہ مصطلح است از تعینِ وصفِ تنزیہیہ +

واین ہر دو تعینِ فعلیہ و تنزیہیہ باستقلال خود ہا منکشف آیند یعنے واشوند با انتزاع بنا بر احتیاج برائے وجود خود ہا از روئے فعل و وصف +

۲ بیان حقیقت موسوی و اولیت منشاء نبوت او مع مبدء و منشاء او +

۳ بیان حقیقت آدمی در اولیت و مبدء او +

۴ بیان حقیقت عیسوی در اولیت و مبدء او +

وحقیقۃ محمدیۃ التی تصطلح عن تعین ذات لمبدئیۃ
تعینہ صلعم فی اولیۃ منشاء رسالۃ استقلالاً اصلاً
تضمن منشئ نبوت باعتبارہا من حیث قیامہما بہ +
واستکملت محبوبیۃ محمدیۃ باستجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین بالاصالۃ ش متعلق استجماع
ومعناہا ان لیس احتیاج فی استجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین الی الغیر ففی استقرار استکمال
المحبوبیۃ اصالتاً بل الغیر یحتاج فی استقرارہ الی الحقیقۃ
المحمدیۃ حقیقتاً من وجہ قیامہ بہا فصدق قولہ
صلعم انا اول الاولین وانا اٰخر الاٰخرین الحدیث
فالاولیۃ علی الوجود والاٰخریۃ علی الظہور

مطلب استکمال محبوبیۃ محمدیہ باستجماع بالاصالت ہر دو حقیقت مذکورہ مستقلہ وہر دو منتزعات +

تفسیر حدیث شریف انا اول الاولین وانا آخر الآخرین

ترجمہ وحقیقت محمدیہ آنکہ مصطلح است از تعین ذات بنابر مبدئیت او تعین او صلعم را در اولیت منشاء رسالت است بطور استقلال واصل کہ ایں منشاء رسالت متضمن شدہ است ہر دو منشاء نبوت را کہ حقیقت ابراہیمی وموسوی است باعتبار ہر دو منشاء آں از حیثیت قیام ایں ہر دو کہ باآں است۔ کہ کیفیتش در مبدء تعین حقیقت ہر دو منشاء کہ تعین صفات حقیقیہ وشانیہ اند در حقیقت ابراہیمی وموسوی مع تفارق باہمی وحیثیت قیام ہر دو باذات مذکور آمد بفکر وتامل درانجا نظر کن بخواست خدا ہمہ مطالب دریابی + پس محبوبیت محمدیہ بسبب استجماع ہر دو حقیقت مذکورہ کہ ہر دو مستقلہ وہر دو منتزعہ ہستند کہ مستجمع بالاصالت آمد زاں استکمال یافت وتمام کردن خواست ومراد آنکہ در استجماع یعنی گرد آوردن ایں ہر دو حقیقت مستقلہ وہر دو منتزعات مذکورہ ہر آئینہ حقیقت محمدیہ را سوئے غیری احتیاج نیست پس در استقرار استکمال محبوبیت ایں حقیقت محمدیہ از روئے اصالت است بلکہ ایں غیر در استقرار خود سوئے حقیقت محمدیہ حقیقتاً محتاج مشود از وجہ قیام خود بحقیقت محمدیہ۔ پس صادق آمد قول او صلعم انا اول الاولین وانا اٰخر الاٰخرین الحدیث۔ یعنی من اول ہمہ اولاں ہستم وزیں آخر آخراں ناآخر حدیث۔ وایں اولیت بنابر وجود است وایں آخریت بنابر ظہور +

ش بیان حقیقت محمدی واولیت وہر دو منشاء او

بیان استکمال محبوبیت محمدیہ باستجماع ہر دو حقیقت مذکورہ مستقلہ وہر دو منتزعات بالاصالت +

تفسیر حدیث شریف انا الاولین وانا آخر

فالرسالة بمعنی مصدر رابط بین مرسِل ورسول فهي نسبة معروفة لا تشتبه ولا تشترك وموصلة الى مرسِل فلا تعرف ولا توصل ش الضمير المستتر في الفعلين الى النسبة صر الا بتعريف رسول وهكذا اظلية ظل من ذي ظل ش اي كرسالة رسول من مرسِل اي بينهما رابط الظلية فهي نسبة معروفة ولا تشتبه ولا تشترك وموصلة الى ذي ظل فلا تعرف ولا توصل الا بتعريف ظل صر وحقيقة ش الحقيقة بمعنى ماهية صر نبوت ايضا في حكم الرسالة والظلية فالرسالة افضل من النبوت بما وصفنا والنبوت افضل من الولاية هي قربة منتبة مخصوصة حقيقية ونظرية واستحالية بقطع نظر عن المنشائية وعن غير الاتصاف بصفات الله سبحانه فالاتصاف المحض مقصود في الولاية

صدور تعریف رسالت وحقیقت

حقیقت نبوت

بیان افضلیت رسالت از نبوت و نبوت از ولایت و صدور تعریف

ترجمہ پس رسالت بمعنی مصدر ربطی است درمیان فرستنده و فرستاده شده - پس این نسبتی است معروف که مشتبه نشود و نه مشترک بلکه سوئے فرستنده موصل است یعنی رساننده - و این نسبت شناخته نمیشود و نه موصل نمیکند یعنی فرستنده نمی رساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن رسول - و همچنین است ظلیت ظل از ذی ظل یعنی همچو رسالت رسول از مرسِل مراد آنکه درمیان ظل و ذی ظل رابطه ظلیت است - و این نسبتی است معروف یعنی شناخته شده که مشتبه و مشترک نمی شود بلکه سوئے ظل موصل است و این شناخته نمی و بصاحب سایه نمیرساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن و آگاهانیدن ظل - و حقیقت یعنی ماهیت نبوت نیز در حکم رسالت و ظلیت است - پس رسالت افضل از نبوت است بنا بر آنچه بالتبع چیزے که وصف کرده شدند هر دو - و نبوت افضل است از ولایت - و این قربتے مخصوصه است بطور حقیقیه و نظریه و استحالیه - و این قربت بقطع نظر است از منشائیت و بقطع نظر است از غیر اتصاف بصفات خدائے سبحانه - بلکه در ولایت اتصاف محض مقصود است +

بیان آنکه رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و صدور تعریف

فکلٌ من الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ جامعٌ انصافًا ومانعٌ حدودًا ش ای تعریفًا بوصفہ م فاصلًا ش ای لا احتیاج الی التعریل غیرہ یحتاج الیہ م لنبیٍّ ورسولٍ عم وعرضًا ش ای ھو قیامٌ مجازیٌ مع مرادیتہ فی ضمن النبی عم احتیاجًا الیہ عم وتبعًا ش ای الاتصاف بصفاتِ اللہ سبحانہ فی تبع صفاتِ النبی صلعم م لولیٍّ ۔ وتفرّق نظرٌ بان لم یتعرّج الی اعتبارِ الرسالۃ والنبوۃ من اعتبار الولایۃ وھو مستجمعٌ لہ لبعضٍ وبان تعرّج فلم یتنزّل لبعضٍ فلم یستجمعا بھما فالاولُ ناظرٌ بفضیلۃِ الولایۃِ من الرسالۃ والنبوۃ والثانی بفضیلۃ الرسالۃ والنبوۃ وان تنزّلا فاستجمعھما ۔ فدلیلٌ بذاتہ ش ای لیس یحتاج الی غیرہ عم علی دعوی رسالۃ الرسولِ حسناتہ الذاتیۃ ش ای لیست بعرضٍ فلا تحتاج الی غیرٍ م باصالتٍ

ہر یک از رسالت و نبوت و ولایت بطور اصل برائے نبی و رسول است و بطور عرض و تبع برائے ولی ۔

مطلب فدلیل بذاتہ علی دعوی رسالۃ الرسول الخ

بیان آنکہ در اعتبار رسالت و نبوت و ولایت نظر فرق است

بعضی بسبب عروج و نزول از ولایت سوے رسالت و نبوۃ حالانکہ رسالت مستجمع اعتبار ولایت است از آنکہ ولایت اعتبار عروج نکردن است و نظر بفضیلت ولایت و اعتبار رسالت و نبوۃ اعتبار عروج و نزول کردن است و نظر بفضیلت رسالت و نبوۃ و اگر نزول کردہ باشد مستجمع است ۔

ترجمہ پس ہر یک ازیں رسالت و نبوت و ولایت از روئے انصاف جامع است بہر گرد از روئے حدود تابع یعنی از روئے تعریف بوصفہ خود ۔ پس ہر چہ از ینہا بطور اصل است یعنی آنکہ سوئے غیر محتاج بناشد بلکہ غیرش سوئے او محتاج شود برائے نبی و رسول علیہم الصلوۃ والسلام است ۔ و ہر چہ بطور عرض است یعنی او کہ قیام مجازی دارد مع مراد شدن خود در ضمن نبی علیہ السلام است بغرض احتیاج سوئے نبی علیہ السلام ۔ و ہر چہ بطور تبع است یعنی موصوف شدنش بصفاتِ خدائے سبحانہ در تبع صفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایں ہر دو یعنی عرضًا و تبعًا برائے ولی است رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ و متفرق و جدا شدہ است نظر اینجا بانکہ سوئے اعتبار رسالت و نبوت از اعتبار ولایت عروج نکردہ و بلند نشدہ او یعنی اعتبار رسالت اعتبار ولایت را مستجمع است برائے بعض کہ آنہا را گرد آمدہ آمدہ ۔ و بانکہ نظر عروج کردہ و بلند شد پس نزول نکردہ و پست نشد برائے بعض ۔ پس ہر دو ہر دو مستجمع نشدند یعنی اعتبار رسالت و ولایت باخود ما گرد نیامدند ۔ پس اول ناظر است بفضیلت ولایت از رسالت و نبوت ۔ و دوم ناظر است بفضیلت رسالت و نبوۃ ۔ و اگر نزول کردہ پس آں گرد آمدہ شد ہر دو را ۔ پس دلیلے کہ بذاتِ رسول است یعنی آں دلیلے کہ محتاج سوئے غیر او نیست بر دعوی رسالتِ رسول ۔ حسنات ذاتیۂ رسول آنند کہ باصالت اند یعنی آنکہ بہ تبع نیستند ۔ یعنی دلیل کہ بذاتِ رسول است بر دعوی رسالت آں نیکوئیہا و خوبیہائے ذاتیۂ رسول اند کہ بعرض نیستند پس سوئے غیر خود محتاج نشوند ۔ و آنکہ باصالت اند یعنی بر تبع نیستند ۔

ش ای لیست بتبع م فی صفۃ تبرءٍ عما وجب ش الضمیر المستتر الی التبرءِ م فلمّا ثبت حسنہ الذاتی باصالتہ فضدہ مسلوب عنہ فحصل دلیل الی الدعوی بقولِ رسولِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ش لِاَنَّ ھٰذِہِ الْحَسَنَۃَ حُسْنَی الْحَسَنَاتِ وھذا التبرءُ خیر التبرات والبحث العظیم فی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ م وانہ رسول اللّٰہ ش لِاَنْ لَا یعرف رسولًا اِلَّا رسولٌ دلیلًا بذاتہ م وبعرضہ احتیاج غیرہ الیہ ش ای احتیاج غیر رسولٍ الی رسولٍ م فکشف حقائق حسناتٍ والہامٌ لخواصٍ وتواترُ اخبارٍ وشہرۃُ آثارٍ لعوامٍ ومعروفُ المعرفۃِ ش ای معرفۃ الرسولِ والرسالۃ والحسنات ای موقوف علیہ م وصولٌ بظلٍ وقد تشتبہا ش الضمیر المتصل الی الحسنات م متشابہاتٌ ومآ ھی بحسناتٍ

ش ہمہ ایں حسنات از انچہ کہ بیزاری و بری شدن و تبرء واجب است در تبرء باشند۔ مراد آنکہ دلیل ذاتہ رسول کہ در اثبات دعوی محتاج غیر نباشد بر دعوی رسالت رسول نیکو یہا ذاتیہ رسول اند۔ آں نکو یہا کہ عارض شدہ نباشند آنکہ بالاصالت باشند نہ بالتبع و آنکہ در تبرء باشند از انچہ کہ بری شدن و بیزاری واجب است۔ و ہر گاہ کہ نکوئی ذاتی رسول باصالت ثابت شد پس ضدش از و مسلوب است۔ پس دلیل سوئی دعوی حاصل شد بقول رسول کہ گفت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ از انکہ ایں نکوئی نیک ترین نکو یہا است۔ و ایں تبرء بہترین بیزاریہا است۔ و بحث عظیم در اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و نیز دلیل حاصل شد بقول رسول کہ گفت اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی آنکہ او رسول خدا است۔ از انکہ رسول را بجز رسول دیگر نمی شناسد از روئی دلیل بذاتہ یعنی ازیں رو کہ ایں دلیل بذات رسول است پس غیرش بجز رسول او را نمی شناسد۔ و دلیلے کہ بعرض او است از روئی احتیاج غیرش سوئی او یعنی دلیلے کہ بسبب عارض آمدن احتیاج غیر رسول سوئی رسول غیر را بعرض او است معرفتش باحتیاج است کہ غیر رسول را سوئی او باشد۔ پس آں کشف حقائق حسنات است یعنی واشدن حقیقت نکو یہا و الہام است و ایں ہر دو برائے خواص است۔ و تواتر اخبار یعنی پے در پے اخبارش رسیدن۔ و شہرت آثار یعنی اثرہائی او شہرت گرفتن۔ ایں ہر دو برائے عوام است۔ و معروف المعرفت یعنی معرفتیکہ رسول در رسالت و حسنات بر و موقوف است آں وصول بظل است یعنی پیوستن و رسیدن است بسایۂ رسول و گاہی متشابہات بحسنات مشتبہ شوند و حال آنکہ آنہا حسنات نباشند

بحث دلیل بذاتہ و عرضہ بر دعوی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیہ او باصالت کہ حسن حسنات و خیر التبرات قول او است بتوحید و رسالت بکلمہ طیبہ ✤

دلیل بعوارض رسول برائی خواص و عوام و بیان عوارض ✤

بیان معروف معرفت رسول و ان حسنات و بیان اشباہ ایں

یَهْدِی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مَنْ یَّشَآءُ فَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَعَلِیٌّ وَلِایَتُهٗ
تَابِعَةٌ تَبَعُهَا شٌ بِالْوَاوِ عَطْفٌ عَلٰی دَعْوٰی رِسَالَةِ الرَّسُوْلِ
وَالضَّمِیْرُ الْمُضَافُ اِلَیْهِ اِلٰی حَسَنَاتِهِ الذَّاتِیَّةِ فَخَبَرٌ عَلَی الْعَطْفِ
مِ فَالْاِیْمَانُ بِبَدَاهَةِ النُّبُوَّتِ وَالْوَلَایَةِ لِغَیْرِ النَّبِیِّ عَمْ لَا
یَتَحَقَّقُ اِلَّا بِاِدْرَاكِ صُحْبَةِ مَنْ قَامَتْ بِهٖ (اَیِ الضَّمِیْرِ اِلَی النُّبُوَّةِ وَالْوَلَایَةِ)
مِنَ التَّاَثُّرِ فَمَنْ لَمْ یُدْرِكْهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَلَوْ كَانَ عَارِفًا
بِتَوْحِیْدِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَمَا لَكُمْ فِی اعْتِقَادِ الْوَلَایَةِ لَا تَفَكَّرُوْنَ
فَاعْلَمْ اَنَّمَا النُّبُوَّةُ صِفَةٌ خَبَرٌ مَّا بِغَةٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ
عَلٰی نَبِیِّنَا وَاِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ اِضَافِیَّةٌ حَالٌ شٌ مِنَ
اللّٰهِ تَعَالٰی اَیْ مَخْلُوْقَةٌ مِ مُشْتَرَكَةٌ وَصِفَةٌ مِنْ مَوْجُوْدَاتٍ قَدِیْمَةٍ

ترجمہ یَهْدِی اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مَنْ یَّشَآءُ فَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پس خدائے سبحانہ ہر کرا خواہد راہ راست عنایت کند پس گواہی میدہم
آنکہ نیست ہیچ معبودے مگر اللہ یکتا است او را نیست و او را شریک و گواہی میدہم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ او است و رسول
او۔ و دلیل بر دعوئی ولایت تابعہ تبع حسنات ذاتیۂ رسول است یعنی حسنات ذاتیۂ رسول بنا بر تبع آنہا دلیل است
نیز بر دعوی ولایت تابعہ کہ ولایت ولی تحت و تبع رسالت رسول باشد و حسناتش تبع حسنات رسول پس
حسنات ذاتیۂ رسول بریں ولایت تابعہ دلیل دعوئی ولی بر ولایت او آمد۔ پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت
برائے غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانۂ او
و ایں صحبت از تاثر است یعنی از اثر پذیر فتن پس کسیکہ او را ادراک نکرد در جاہلیت است اگرچہ عارف
بتوحید رب العالمین است پس چیست برائے شما در اعتقاد ولایت آیا فکر نمی کنید +

و بدان کہ جزیں نیست کہ نبوت صفت مانعہ است برائے نبی ما و بر برادران او کہ از انبیاء آمدہ در حالے کہ ایں صفت اضافیہ است از خدائے برتر
یعنی مخلوق خدائے برتر است و ایں صفت مشترکہ و صفیہ است کہ از موجودات قدیمۂ او سبحانہ اشتراک و صفی دارد +

مطلب اذا النبوۃ صفۃ مانعۃ للنبی صلعم فی زمانہ الخ

حسنات ذاتیہ رسول بریں ولایت تابعہ دلیل دعوی ولی است بر ولایت او پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت برائے غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانۂ او و ایں صحبت از تاثر است یعنی از اثر پذیر فتن پس کسیکہ او را ادراک نکرد در جاہلیت است اگرچہ عارف بتوحید رب العالمین است +

۳ بحث اینکہ نبوۃ صفۃ مانعۃ ہست برائے نبی و اعجاز او است صلعم و ایں مشترک بتحدی نیست +

فی اعجازہ الغیر ش الضمیر المضاف الیہ یرجع الی النبی
عہ فاعل المصدر والغیر مفعولہ ہم فی تقابلہ عن صفتہ
ہذہ الصفۃ فیہ مادامت نفسہ معصومۃ والعصمۃ
غیر منقطعۃ منہا ش ای النبوۃ ہم یقینا علی انہا
ش ای النبوۃ ہم لحسنۃ قاطعۃ عن غیرہا ش ای
الحسنۃ ہم ولا تشتبہ بغیرہا ش ای النبوۃ ہم
فالعصمۃ علی لزوم ش مقابل بتعدیۃ ہم صفۃ لسبحانہ
لذاتہ تعالی لیس نفیہا عنہ فکیف من ظلہا ش
ای کیف یمکن نفیہا من ظلہا ہم فما وجد من صفتہ
فی ای وقت اعجاز لہ من اللہ الرحمن الرحیم فلا یشترط
ش ای الاعجاز ہم بالتحدی ش ای بالمعارضۃ ہم ولا اعجاز
فی البرزخ ش ای القبر ہم ولیس التحدی ہنا بل مخصوص
بوقتہ فالتحدی وقت من اوقاتہ ش ای من اوقات ظہور الاعجاز

ترجمہ پس ایں نبوت اعجاز یعنی عاجز کردن نبی است غیر نبی را در تقابل او از صفت خود۔ و ایں صفت ثابت است در نبی مادامیکہ نفس او معصوم است۔ و عصمت از نبوۃ یقیناً منقطع و علیحدہ نباشد بنا بر آنکہ نبوت ہر آئنہ حسنہ یعنی نیکوئی است چنیں کہ قاطع یعنی برندہ است از غیر حسنہ و ایں عصمت مشتبہ نشود بغیر نبوت۔ پس ایں عصمت بنا بر لزوم خود کہ مصدر لازمی است مقابل متعدی صفتی است برائی حق سبحانہ ذات او تعالی را کہ از و نفی ایں صفت نیست پس چگونہ ممکن است نفی ایں صفت را از ظل او + پس آنچہ یافتہ می شود از صفت نبی در ہیچ وقت آں اعجاز است برائی نبی از خدائے رحمن رحیم + و ایں اعجاز مشروط بہ تحدی نباشد یعنی بمعارضت با خصم در غلبہ جستن حالانکہ ایں اعجاز در برزخ یعنی در قبر ہم ثابت است و یافتہ می شود و اینجا تحدی نیست بلکہ تحدی بوقت خود مخصوص است پس تحدی وقتے است از اوقات ظہور اعجاز +

ان آنکہ عصمت نبی را لازم است نگو د مشتبہ بغیر نیست

آنچہ از صفت نبی در ہیچ وقت یافتہ شود اعجاز است باو از خدائے رحمن رحیم +

مطلب الولایة التابعة صفة مانعة الخ ای کرامة

وکذا الولایة التابعة صفة مانعة باضافة ش من
الله تعالی ای مخلوقة م مشترکة وصفیة لنفس الولی فهی
کرامة موصوف له فی مقابلة غیره فهذه الصفة فیه مادامت نفسه
محفوظة والحفظ غیر منقطع منها ش ای الولایة التابعة
م یقینا علی انها ش ای الولایة التابعة م من حسنة
قاطعة عن غیرها ش ای الحسنة م ظنا علی انها ش
ای الولایة التابعة م مجهولة الحقیقة فی انها ش ای
الولایة التابعة م من حسنة او من متشابهة - فما من متشابهة
لیست بولایة حقیقة والله تعالی اعلم بصوابها لکن الحکم علی الموجود
والظاهر ش فالحکم علی المعدوم باطل وعلی الحقیقة مجهول
م فالحفظ علی تعدیة ش بمقابلة لزوم م صفة له سبحانه
لغیره تعالی فنفیه جائز عن غیره تعالی وفی الجواز جانب اولی
قوی فما وجد من صفته حسنا فی ای وقت کرامة له من الله العزیز الرحیم

بحث ولایت کہ صفت مانعہ ہست ولی وکرامت است

ترجمہ ہمچنیں ولایت تابعہ برائے نفس ولی صفت مانعہ باضافت است از خدائے برتر یعنی مخلوق و آفریدہ او است سبحانہ کہ مشترکہ و صفیہ است یعنی از موجودات قدیمہ اشتراک وصفی دارد۔ پس ایں کرامت کہ برائے ولی است در مقابلہ غیر خود است۔ پس ایں صفت ثابت است در ولی مادامیکہ نفس او محفوظ است وایں صفت حفظ از ولایت تابعہ یقیناً وظناً غیر منقطع است۔ یقیناً بر بنائے آنکہ ایں ولایت تابعہ از حسنہ است کہ از غیر خود قاطع و برندہ است۔ وظناً بر بنائے آنکہ ایں ولایت تابعہ مجہولۃ الحقیقت است یعنی حقیقت ایں ولایت تابعہ مجہول است در آنکہ او از حسنہ است یا از متشابہ پس آنچہ کہ از متشابہ است آں در حقیقت ولایت نیست واللہ تعالیٰ اعلم بصوابہا یعنی وخدائے برتر دانا تر است بصواب او۔ لیکن حکم بر موجود وظاہر است و بر معدوم ایں حکم باطل و بنا بر حقیقت مجہول۔ پس ایں صفت حفظ بنا بر تعدیہ بمقابلہ لزوم صفتی است برائے حق سبحانہ غیر او تعالیٰ را پس نفیش جائز است از غیر او تعالیٰ۔ و در جواز جانب اولیٰ قوی است پس آنچہ یافتہ شود از صفت او بطور حسن در ہیچ وقت باتصاف جامع یا رسول خدا یعنی بسبب متصف شدن ولی بروصف جامع یا رسول خدا ایں کرامت ہست برائے ولی از خدائے غالب و رحیم

بالتصافٍ جامعٍ مع رسوله وكذلك الايمانُ ش هو في الشرعِ الشريفِ محبةُ الحق فلازمها التصديقُ به م وصفٌ مانعٌ - باضافةٍ ش من اللهِ تعالىٰ اى مخلوقٍ م مشتركٌ وصفٌ لنفسِ المومنِ العامي فهو معونةٌ له في مقابلةِ غيرِهٖ فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسه معانةٌ والمعونةُ غيرُ منقطعةٍ منه ش اي الايمانَ م يقينًا على انه ش اي الايمانَ م حسنٌ قاطعٌ عن غيرِه ظنًا على انه ش اي الايمانَ م مجهولُ الحقيقةِ في انه حسنٌ او متشابهٌ فما هو متشابهٌ ليس بايمان حقيقةً والله تعالىٰ اعلم بصوابه لكن الحكمَ على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدومِ باطلٌ وعلى الحقيقةِ مجهولٌ م وما وُجد من وصفه حسنًا في اىِّ وقتٍ معونةٌ له من اللهِ العزيزِ الرحيمِ بالتصافٍ جامعٍ مع رسوله

مطلب الايمان وصف مانع الخ فهو معونة +

ترجمہ وہشتیں ایمان کہ او در شرع شریف محبت حق است۔ و محبت حق را تصدیق بحق لازم و ملزوم است۔ وصف مانع باضافت است از خدائی جز تر یعنی مخلوق خدائے بر تر است کہ مشترک وصفی است نفس مومن عامی را کہ از موجودات قدیمہ اشتراک وصفی دارد + پس این معونت است برائی مومن در مقابلہ غیر خود + و این وصف معونت در مومن مادامی است کہ نفس او باری دادہ شدہ است + و این معونت از ایمان غیر منقطع است از روئے یقین بریں کہ ہر آئنہ ایمان حسن و نیکوئی است کہ از غیر خود برہندہ و قاطع است + و از روئے ظن۔ بریں کہ ہر آئنہ ایمان مجہول حقیقت است یعنی حقیقتش مجہول است در این امر کہ او حسن است یا متشابہ + پس آنچہ کہ او متشابہ است در حقیقت ایمان نیست و اللہ تعالےٰ اعلم بصوابہ و خدائے بر تر دانا تر است براستی و درستی این حسن و متشابہ لیکن حکم بر موجود و ظاہر است و بر معدوم باطل و بنا بر حقیقت مجہول + پس آنچہ یافتہ شود از وصف او بطور حسن در ہیچ وقت بالتصاف جامع با رسول خدا معونت است او را از خدائے عزیز و رحیم +

بحث حقیقت ایمان و تعریف شرعی و حقیقت معونت یقینًا و ظنًا۔

مطلب الکفر وصف مانع الخ فہو استدراج

والکفرُ ش ھو فی الشرعِ الشریفِ استتارُ الحقِّ وانکارُہ م وصفٌ مانعٌ مشترکٌ اسمیٌّ بوجودِ مسلوباتٍ التزاماً فارغاً عن موجوداتٍ تضمناً للکافرِ باضافۃٍ ش من اللہ تعالیٰ ای ثابتۃٌ بخلقہ م فھو استدراجٌ لہ فی مقابلۃِ غیرہ فھذا الوصفُ فیہ مادامت نفسہ مستدرجۃً +

والاستدراجُ غیرُ منقطعٍ منہ ش ای من الکفرِ م یقیناً علی انہ ممن مسلوبٍ قاطعٌ عن غیرہ فظناً علی انہ مجھولُ الحقیقۃِ مما وقع فی الازلِ ش من سجدۃِ العبودیۃ م واللہ تعالیٰ اعلم بھا لکن الحکمَ علی الموجودِ والظاھرِ ش فالحکمُ علی المعدومِ باطلٌ وعلی الحقیقۃِ مجھولٌ م فما وجد من وصفہ فی ایِّ وقتٍ استدراجٌ لہ من اللہِ العزیزِ الحکیمِ فالفرقُ عن الاعجازِ والکرامۃِ والمعونۃِ والاستدراجِ بالوصفِ المانعِ

بحث تعریف وحقیقت کفر واستدراج یقیناً وظناً بسجدۂ عبودیت در ازل

ترجمہ وکفر کہ او در شرع شریف استتار یعنی پوشیدن حق است وانکار او وصف مانع مشترک اسمی است بسبب وجود مسلوبات کہ ایں وجودشاں از روئے التزام است یعنی کفر ہم وصفی است مانع کہ بنا بر وجود مسلوبات اشتراک اسمی دارد وبنا بر لازم شدن مسلوبات بایں وجود وفارغ است از موجودات براہ تضمن۔ وایں وصف ثابت است برائے کافر باضافت از خدائے برتر یعنی آفریدن او تعالیٰ۔ پس ایں وصف استدراج است برائے او در مقابلہ غیر او۔ وایں وصف در کافر مادامی است کہ نفس او مستدرج است یعنی گزاشتہ شدہ + واستدراج از کفر غیر منقطع است یعنی جدا شوندہ نیست یقیناً بر بنائے آنکہ او کہ از مسلوب است از غیر خود قاطع وبرندہ است پس از روئے ظن بر بنائے آنکہ او مجہول الحقیقت است از انچہ کہ در ازل سجدۂ عبودیت واقع شدہ وخدائے برتر یعنی سجدہ دانا تر است لاکن حکم بر موجود وظاہر است۔ پس ایں حکم بر معدوم باطل وبر بنائے حقیقت مجہول۔ پس انچہ یافتہ شد از وصف او در ہیچ وقت ایں استدراج است از برکافر از خدائے عزیز وحکیم یعنی غالب وصاحب حکمت بسیار۔ پس ایں فرق کہ از اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج است درمیان اینہا بوصف مانع اینہا است +

استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً وظناً

انچہ از وصف کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز وحکیم وفارق میان اعجاز وکرامت ومعونت واستدراج ہمیں وصف مانع است

مطلب ان الاستعانۃ بحقیقۃ الدعوۃ الزلیست بشرک مخصوص

اِعلم اَنَّ الاستعانۃ تقتضی الدعوۃ حقیقۃً شش ای ھی نفس النداء للاستعانۃ مر او مجازًا شش ای ما یفھم بہ الاستعانۃ مر من غیر اللّٰہ تعالٰی فیما یجوز فی المضافات شش ھی مخلوقات ثم لیست بشرک مخصوص ممنوع کما فی سورۃ الصف یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ فی الآیۃ نکات باقتضاء واشارت اعلم اَنَّ التشبیہ بالقول والمقولۃ لوجوب المقولۃ للقول مر فیقتضی مشبھًا محذوفًا تعظیمًا لہ صلعم بالاحتراز عن کالمشبہ بہ المذکور علی مقصود شش تعظیمًا مفعول لہ للمحذوف ای حذف المشبہ بعظمت شانہ صلعم

تقریر کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللّٰہ +

بحث استعانت کہ تقتضی دعوت است حقیقتًا یا مجازًا از غیر خدا مخصوص ممنوع شرک نیست +

ترجمہ بدانکہ ہر آئنہ استعانت دعوت را میخواہد حقیقتًا کہ او نفس ندا ست یعنی آواز دادن و خواندن است برائے یاری خواستن یا مجازًا یعنی آنچہ بدو استعانت مفہوم شود۔ پس ایں استعانت از غیر خدائے برتر در آں چیزی کہ در مضافات یعنی در مخلوقات جائز است شرک مخصوص ممنوع نیست یعنی آں شرک نیست کہ مخصوص ممنوع است یعنی خاصہ کردہ شدہ کہ منع کردہ شدہ است چنانچہ در سورۂ صف است در رکوع دوم یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ یعنی اے آنانکہ ایمان آوردند مددگاران خدا شوید چنانچہ گفت عیسی ابن مریم حواریان را کیست مددگار من سوئے خدا۔ دراں آیت کریمہ نکتہائے است موافق اقتضاء اشارت ایں آیت شریفہ۔ بدانکہ ہر آئنہ تشبیہ درین آیت کریمہ بقول و مقولہ ثابت آمدہ بسبب وجوب مقولہ برائے قول یعنی اینجا قول برائے مقولہ واجب است بنابر امر پس ایں تشبیہ مشبہ را محذوف میخواہد تعظیمًا یعنی بنابر تعظیم برائے او صلعم بغرض نگاہداشت و احتراز ازیں مشبہ بہ مذکور بر بنائے مقصود۔ اینجا تعظیمًا لفظ محذوف را مفعول لہ است یعنی مشبہ خلاف کردہ شد بنابر عظمت شان او صلعم +

تقریر کریمہ یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللّٰہ الخ +

لانہ صلعم لا ینبغی لہ صلعم ان یقول من انصاری ویومر
بہ فامر بالمومنین بنفسہ سبحانہ لنفسہ سبحانہ فجاز لہ
لہ صلعم ان یقولہ وبالاحتراز یتعلق تعظیما او محذوفا
وعلی مقصود متعلق بیقتضی والمقصود تعظیم نبیہ حبیبہ
صلعم وما فی علمہ سبحانہ مر وفی المشبہ بہ المذکور
اضافۃ الی یاء المتکلم وھی مفعول بہ خص للنصرت والی
اللہ حال من فعل الناصرین وفیہ اشارۃ بانباء ایمان
بالواجب تعالی ورسالتہ علیہ السلام فلا یجرد الفعل من نسبتین
بل تضمنت الاولی الثانیۃ فقالوا نحن انصار اللہ بترک
النسبۃ الیہ عم اظہارا لاخلاص اللہ سبحانہ فی ضمن
نصرتہ علیہ السلام لا اعراضا عنہا

ترجمہ از انکہ سزاوار نیست او صلعم را کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من حکم کردہ شود بدو کہ اینچنین گوید پس امر فرمود صلعم بنفس او سبحانہ مومنین را برای نصرت نفس او سبحانہ۔ پس جائز است برای او صلعم کہ گوید من انصاری یعنی کیست مددگار من۔ ولفظ بالاحتراز اینجا بہ لفظ تعظیما یا یا محذوفا متعلق میشود۔ وعلی المقصود متعلق است بلفظ یقتضی۔ مراد آنکہ حذف مشبہ بغرض احتراز از مجموع مشبہ بہ مذکور است یا احتراز بنا بر تعظیم او صلعم است۔ حاصل آنکہ ایں حذف مشبہ بغرض نگاہداشت عظمت او صلعم است پس مشبہ بہ مشبہ محذوف را بر بنای مقصود میخواہد۔ وآں مقصود تعظیم نبی او وحبیب او صلعم۔ وانچہ در علم او سبحانہ مقصود است۔ ودر مشبہ بہ مذکور اضافتی کہ سوئے یائے متکلم است وآں مفعول بہ است برائے نصرت خاصکردہ شدہ است او۔ والی اللہ حال است از فعل ناصرین۔ ودریں اشارت است باآگاہانیدن ایمان بواجب تعالی ورسالت او علیہ السلام۔ پس ایں فعل نصرت ناصرین از ہر دو نسبت مجرد خالی نخواہد شد بلکہ نسبت اولی ودوم را متضمن آمدہ۔ فقالوا پس بنا بریں ناصرین گفتند نحن انصار اللہ یعنی ما مددگاران خدا ہستیم۔ وترک نسبت او علیہ السلام کردند و نہ گفتند نحن انصارک یعنی یا باشند مددگار تو۔ پس ایں ترک نسبت کہ سوئے او علیہ السلام است بنا بر اظہار است برائے اخلاص خدائے سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام نہ بنا بر اعراض است از نصرت ۔

بیان آنکہ ظاہر اعراض از نصرت نبی کفر است ۔

فثبتت استعانتہ عم لنفسہ عم فیما یجوز فی المضافات فیما عجز عنہ وفی ھذا حکمۃ للہ سبحانہ وھو اعلم بھا وفی تعمیم الخطاب براءت عن الاستعانۃ من غیر المؤمنین واستطلاع علی من لیستجیب فھو مؤمن وان لم یسلم مما شر فکیف ینطبق وجہ التشبیہ وما من وجہ لحذف المشبہ المقتضی بالضرورۃ ولتعمیم الخطاب مع الفہم قوم مخاطبۃ مخصوصۃ وکیف یثبت ایمان الحواریین باعراض عن نصرتہ عم وھو کفر الا من نصرۃ اللہ سبحانہ فی ضمن نصرتہ عم شر لان لا تتحقق حقیقتہا غیر ما امر بہ النبی علیہ السلام وقد کفر ما امر فکیف نصرۃ اللہ تعالی بدون تضمنہا فی نصرۃ النبی عم وھی مطلوبۃ

ترجمہ - پس استعانت او علیہ السلام برائی نفس خود ثابت است در انچہ کہ در مضافات یعنی مخلوقات جائز شود در انچیزی کہ از وعجز آمدہ - و در ین حکمت است خدائی سبحانہ را و او دانا تر است باو - و در تعمیم خطاب کہ اینجا برائی مومنین است براءت و بیزاری است از استعانتی کہ از غیر مومنین است و استطلاع یعنی خبر جستن و آگہی دادن است بر کسیکہ ہر آئینہ قبول کند پس او مومن است - و اگر تسلیم نکردہ شود انچہ کہ تفسیر کردہ شد پس چگونہ منطبق خواہد شد وجہ تشبیہ و نیست از وجہی برائی حذف مشبہ کہ این مشبہ بضرورت خواستہ شدہ است و نیست از وجہی برائی تعمیم خطاب با وصف آنکہ ہر آئینہ آنان کہ قوم مخاطب اند مخصوص اند - و چگونہ ایمان حواریین ثابت شود باعراض در روگردانیدن از نصرت او علیہ السلام حالانکہ این اعراض کفر است مگر از نصرت خدائی سبحانہ در ضمن نصرت او علیہ السلام ایمان شان ثابت خواہد شد از انکہ حقیقت نصرت خدائی تعالی بجز انچہ کہ نبی علیہ السلام او را امر فرمود ثابت و متحقق نشود یعنی در غیر اقرار او علیہ السلام نصرت حق تحقق نیابد - و انچہ امر کرد تحقیق کفر کردہ شد یعنی انکار کردہ آمد اینجا پس چگونہ نصرت خدائی تعالی است بدون تضمن نصرت او تعالی در نصرت نبی علیہ السلام یعنی نصرت خدا تعالی در نصرت نبی عم کہ او مطلوب است بدون نصرت او تعالی پس چگونہ متحقق خواہد شد مراد آنکہ نصرت حق بدون تضمن او در نصرت نبی متحقق نشود کہ او مطلوب است

وفی سورۃ المائدۃ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ فتحققت الولایۃ العامۃ علی اختصاص اللغۃ بالمعانی ش ھی قربۃ وتکفل وخلۃ ومالکیۃ وتصرف ونصرۃ م بالتحصیر والتحقیق ش من انام عامۃ للہ سبحانہ ورسولہ تعالی صلعم والمومنین الصالحین للمخاطب العام المومن فی کل حال وزمان ومکان علی العطف ش یتعلق بفعل تحققت وفیہ اشارۃ الی تحقق اتحاد المقصود م لقدرۃ اللہ سبحانہ

تفسیر کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الخ

ترجمہ و در سورہ مائدہ است در رکوع ثم اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی جز ایں نیست کہ ولی و رفیق شما اللہ و رسول او ہست و آنکہ ایمان آوردند آناں نماز قائم و بر پا میدارند و زکوٰۃ میدہند و ہمانا اندر رکوع کنندگان۔ و ہر کہ ولی و رفیق گیرد خدا و رسول او را و آناں را کہ ایمان آوردند پس ہر آئنہ گروہ خدا است کہ ہماناں غالب شوندگانند ✤

پس دریں آیت کریمہ ولایت عامہ بر بنائے اختصاص لغت بامعانی کہ آنہا قربت و تکفل و خلت و مالکیت و تصرف و نصرت اند تحقق یافتہ است بسبب تحصیر و تحقیق از لفظ اِنَّمَا حالانکہ ہمیں ولایت بطور عام برائے خدائے سبحانہ و رسول او تعالی صلعم و برائے مومنین صالحین بر بنائے عطف ثابت شدہ بسبب مخاطب عام مومن۔ در ہر حال و زمان و مکان۔ یتعلق است بفعل تحققت در عبارت اصل مصنف کتاب ✤ و دریں اشارت است سوئے تحقق اتحاد مقصود بایں کہ ایں ولایت عام متحقق مے شود باتحاد مقصود بر بنائے قدرت خدائے سبحانہ ✤

بیان معنی لغوی ولایت تحقیق و تحصیر دریں و اتحاد مقصود بر بنائے عطف ثابت شدہ برائے خدا و رسول او و مومنین صالحین دریں آیت کریمہ بالاشارۃ یا و اقتضاء او تحصیر بیان برکوع پیشی ولایت یہود و نصاریٰ اسنا ثبتہ ✤

وبہ اعجاز النبی وکرامۃ الولی ببقاء صفاتھم مع توسعھا
وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلوما او مجھولا بما شاء اللہ سبحانہ
شرح ثبت المدعا اقتضاء لان الولایۃ فی کل حال وزمان
ومکان لعموم المخاطب یقتضی الاعجاز والکرامۃ ببقاء
صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمن فی ولایتھم معلوما او
مجھولا بما شاء اللہ تعالیٰ ھر لغیرھم من الفاسق والکافر
والتخصیص بالرکوع اشارۃ الی خشوعھم واستثناءھم عن
الیھود والنصاریٰ لان صلوتھما لیست بالرکوع فلا تتحقق
الولایۃ لھما کنایۃ فاعلم ان الصلوٰۃ تستجمع العبادات
البدنیہ کلھا والزکوٰۃ تستجمع العبادات المالیۃ کلھا فالصلاح
یستجمع کلیھما خشوعا للہ سبحانہ

ترجمہ وبنا بر اعجاز نبی وکرامت ولی۔ کہ بباقی ماندن صفات شان مع
توسع آنہا است وتعلق شان است بکسی کہ در ولایت شان است خواہ آنکس معلوم
شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائی سبحانہ یعنی این مدعا از ین آیت کریمہ اقتضاء
ثابت می شود از انکہ ہر آئینہ ولایت در حال وزمان ومکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز
وکرامت را مقتضی است می خواہد کہ این اعجاز وکرامت ببقائے صفات شان بسبب
حیات شان است وتعلق شان است بہ کسی کہ در ولایت شان است معلوم شان باشد
آنکس یا مجہول بانچہ کہ خواست خدائے تعالیٰ نہ برائی غیر شان است از فاسق وکافر
وتخصیص ایمان بر رکوع اشارت است سوئے خشوع شان واستثنائے شان
از یہود ونصاریٰ از انکہ نماز آن ہر دو بر رکوع نیست۔ پس این ولایت برائے
این ہر دو طور کنایت متحقق نہ شود۔
پس بدانکہ ہر آئینہ نماز کل عبادات بدنیہ را مستجمع می شود۔ وزکوٰۃ کل عبادات مالیہ را مستجمع آمدہ
پس صلاح وشکی این ہر دو را مستجمع است بنا بر خشوع برائے اللہ سبحانہ

نماز مستجمع ہمہ عبادات بدنیہ وزکوٰۃ ہمہ عبادات مالیہ
صلاح مستجمع ہر دو خشوع للہ سبحانہ
وازینجا ظاہر شد اختیار بعض
سبب بقاء صفات بحیات دوام صلاح است در ہر حال

فاباح التولی لمن یتولہ ش یدل علی ان التولی مباح م من
اللہ ورسولہ والذین امنوا فی کل حال وزمان ومکان
ش باستلزام من تعمیم الشخص صراحتا فتعمیم الزمان
والمکان اقتضاءً م علی العطف ش یتعلق بفعل اباح
فاشارۃ الی تحقق اتحاد المقصود م لقدرت اللہ سبحانہ
ولاعجاز النبی وکرامۃ الولی ببقاء صفاتھم مع توسعھا
بدوام حیاتھم وتعلقھم بمستعین معلوما او مجھولا بما شاء
اللہ سبحانہ ش یثبت المدعا باقتضاء لان التولی
فی کل حال وزمان ومکان لعموم المخاطب یقتضی الاعجاز
والکرامۃ ببقاء صفاتھم بحیاتھم وتعلقھم بمستعین
م والتولی بمعنی تحویل تکفل المھمات علی التعدیۃ لا بمعنی
المحبۃ لانھا واجبۃ الی جھۃ اللہ سبحانہ مقصدا۔

ترجمہ پس برای کسیکہ متولی گیرد خدا و رسول خدا و آنانرا کہ ایمان آوردند یعنی گروید ند بخدا ایں تولی مباح آمد در ہر حال وزمان ومکان بر بنای عطف کہ تعلقش باباحت میگرداند کہ مشیر تحقق اتحاد مقصود است وایں تولی را من یتولہ مباح کردہ است بہ تعمیم شخص وحال وزمان ومکان از انکہ من تعمیم شخص را بصراحت مستلزم است وتعمیم زمان ومکان را باقتضاء۔ وایں اباحت تولی بالتعمیم کہ بر بنای عطف مشیر اتحاد مقصود است بنا بر قدرت حق سبحانہ است وبنا بر اعجاز نبی وکرامت ولی است بسبب باقی ماندن صفات شان با توسع صفات بحیات دائمی شان وتعلق شان است بمستعین کہ او از ایشان مدد واستعانت میخواہد خواہ او معلوم شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدای سبحانہ۔ یعنی ایں مدعا کہ باقتضاء ثابت می شود از ایں آیت کریمہ ازان است کہ تولی در حال وزمان ومکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز وکرامت را مقتضی است ومیخواہد بسبب بقائے صفات شان بحیات پایدار وتعلق شان است بہ مستعین یعنی بمدد ویاری خواہندہ۔ و تولی بمعنے سپردن تکفل است یعنی سپردن ضمان مہمات وایں بر بنائے تعدیہ است۔ نہ بمعنی محبت از انکہ محبت واجب است سوئے جہت خدائے سبحانہ بنا بر مقصد ومراد ۔

بیان آنکہ تولی بمعنی تحویل تکفل مہمات است بنا بر تعدیہ نہ بمعنی محبت وتقرب کہ اول واجب است بمقصد او دوم بنا بر ضرورت

وَالی جهتین غیرہ سبحانہ سببًا ش لقولہ تعالی یاایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ الایہ وقولہ صلعم الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الحدیث م ولا بمعنی القرب لانہ من جہۃ اللہ سبحانہ ش لقولہ تعالی انی قریب م فبالاضطرار من جہۃ العبد والاباحۃ بالاختیار ش فلیست اباحۃ القرب من جہۃ العبد م فالتولی یقتضی الولایۃ العامۃ بمعانیہا ونفی بعضہا یلزم ان بطل التولی من جہتین ش ای من جہۃ من تولی لنفسہ من غیرہ ومن جہۃ من تولی لغیرہ من نفسہ م للزوم التولی ش اذ لا تکفل من بعید ولا ممن لا اہل لتکفل ولا من عدو مخالف

ترجمہ وسوئی جہتین غیر او سبحانہ بنا بر سبب برائی فرمودن او تعالی در سورہ نساء است رکوع ہشتم یاایہا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ الآیہ یعنی ای آنانکہ ایمان بیاورده اید ایمان بیاورید بخدای تعالی ورسول او صلعم الخ - وبرای فرمودن او صلعم الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الحدیث یعنی آگاہ باشید کہ نیست ایمان برای کسیکہ نیست محبت او را تا آخر حدیث - ونہ این تولی بمعنی قرب است از انکہ او از جہت خدای سبحانہ ثابت است بنا بر فرمودن او تعالی انی قریب یعنی منم قریب پس این قرب از جہت بندہ باضطرار است - حالانکہ اباحت یعنی مباح گردانیدن باختیار می باشد پس معلوم شد کہ اباحت قرب از جہت بندہ نیست لہذا انکہ باضطرار ثابت آمدہ پس تولی ولایت عامہ را می خواہد بمراد معانی او - ونفی بعض معانی او آنکہ بطلان تولی از جہتین باشد یعنی از جہت کسی کہ او برای نفس خود از غیر خود ولایت گرفت یعنی غیر خود را برای نفس خود متولی کردہ تولیت حاصل نمود - وہم از جہت کسی کہ او برای غیر خود از نفس خود ولایت گرفت یعنی بکار کسی بنفس خود قیام کرد - وآنچہ لزوم بطلان تولی کہ بنفی بعض معانی است بسبب لزوم آن معانی است کہ تولی را لازم آمدہ انانکہ از بعید تکفل نیاید - ونہ از کسی کہ از برای تکفل اہل نباشد - ونہ از عدوی مخالف ۔

بیان اباحت
آنکہ اباحت باختیار است

بیان آنکہ تولی با عتبار معانی او ولایت عامہ را باعتبار بعضی معانی خواہد بنا بر شعور و قدرت

ولا من غیر مالک للتولی ہر ویقتضی شعورا من جہتین من یتولی ومابہ التولی ش اذ لا تکفل من جاہل ممن یتولی ومابہ التولی ہر وقد تا علی مابہ التولی ش اذ لا تکفل من عاجز لمابہ التولی فان حزب اللہ ہم الغالبون ہ اعجازا وکرامۃ اختیارین علی انتصار المستنصرین جزاء شرط مقدم ش ای من یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا ہر علی ان اقیم سبب مقام مسبب فانہ کمنصور (ای الجزاء) فصاحۃ فی الکلام وبلاغۃ للمرام وفیہ اشارۃ الی استغاثۃ بہم ش فالحاصل من یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فانہ منصور (ای الجزاء) لان حزب اللہ ہم الغالبون علی انصارہ ہر فان للہ سبحانہ

ترجمہ ونہ از کسی کہ مالک تولی نباشد یعنی تکفل است از غیر مالک کہ تولی را نشاید مراد آنکہ تکفل است از آں کسیکہ او استحقاق تولیت ندارد۔ وایں تولی از جہتین مشعور میخواہد برائی کسیکہ ولایت میگیرد و چیزی را کہ باو ولایت گرفتہ از آنکہ تکفل نیاید از جاہل از کسیکہ متولی می شود و از آنچہ کہ بدو تولیت ہست۔ وایں تولی قدرت می خواہد بر آنچہ کہ بدو تولی است از آنکہ از عاجز برائی آنچہ کہ او را بدو تولی است تکفل نیاید۔ فان حزب اللہ ہم الغالبون ہ پس ہر آئینہ گروہ خدا ہماناں ہستند کہ غالب شوندگاں اند۔ از روی اعجاز و کرامۃ کہ ہر دو اختیاری ہستند بر نصرت دادن یاری خواہندگان۔ وایں جملہ آیت کریمہ مذکورہ جزا ہست شرط مقدم را کہ آں من یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ ہست بر بنای آں کہ سبب بجای مسبب قائم کردہ شد۔ پس ایں جزا سبب ہست کہ بجای مسبب کہ ہر آئینہ او ہمچو لفظ منصور میباید از روی فصاحت در کلام و بطور بلاغت برائی مقصود نہادہ شد۔ و دریں اشارت ہست سوی استغاثت بایشاں یعنی بخدائی تعالیٰ و رسول او و مومنین صالحین۔ پس حاصل ایں شرط و جزا بصورت مقدرات ایں ہست ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فانہ منصور لان حزب اللہ ہم الغالبون علی انتصارہ یعنی ہر کہ متولی کرد خدا و رسول او را و آناں را کہ ایمان آوردند پس ہر آئینہ او یعنی جزا منصور یعنی الجزا معتمد ہست از آنکہ بتحقیق لشکر خدا ہست کہ ہماناں غالب شوندگان اند بر دادستدن یا یاری دادن او۔ پس ہر آئینہ برائی خدائے سبحانہ ہست +

بیان ترکیب ایں آیت کریمہ مذکورہ +

غلبةٌ حقيقةً تظهر في الاضافاتِ تضمنًا ش ای ظهورًا
تضمنًا من صفاتِ اللهِ سبحانه م بالاولويةِ والاعجازُ
والكرامةُ قد يقعُ بعلمٍ وقد بجهلٍ من توسع حيث يشاءُ
اللهُ سبحانه لعزتهِ فانَّ العزةَ للهِ جميعًا فتعزُّ من تشاءُ
ش بالاعجازِ والكرامةِ م وهو على كلِّ شيءٍ قديرٌ
فان لم يسلَّمْ ما قيلَ فبطلَ تعميمُ الخطابِ ش بكم
ومن م فبطلَ الولايةُ العامةُ لكلِّ مؤمنٍ للهِ سبحانه
وقال سبحانه اللهُ وليُّ الذين آمنوا الآية وكيف العجزُ
في الولايةِ والتولّي الى اللهِ القديرِ في فعلهِ وفضلُ العبادِ
من خلقهِ الى ما شاءَ وشركٌ مخصوصٌ الى الرسولِ و
المؤمنِ في ايِّ المعنى للولايةِ والتولّي وهي صفةٌ جامعةٌ
ش للهِ تعالى ولرسولهِ صلعم وللمؤمنينَ الصالحينَ م

ترجمہ غلبہ حقیقی کہ بطور تضمن از صفاتِ خدای سبحانہ در اضافات یعنی در مخلوقات باولویت
ظاہر می شود یعنی ظہورش اولی و مناسب تر۔ از راہ تضمن می شود۔ و اعجاز و کرامت گاہے
بعلم واقع شود یعنی دانستہ و گاہی بجہل یعنی نادانستہ بسبب توسع ہر جا کہ خدای سبحانہ خواہد
برای عزتِ شان فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا فَتَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ از انکہ ہر آئینہ عزت
خاص تمامہ برای خدا است پس ہر کرا می خواہد عزت می دہد باعجاز و کرامت وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و او است کہ بر ہر چیزی قادر قوی است ✤
و انچہ کہ گفتہ شد اگر تسلیم نہ کردہ شود پس تعمیم خطاب کہ بلفظ کم و من است باطل شود۔ پس
ایں ولایتِ عامہ کہ برای مومن عام است برای خدای سبحانہ باطل شد حالانکہ فرمودہ حق سبحانہ در
رکوع آیۃ الکرسی اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ یعنی خدای تعالیٰ ولی است آنانرا کہ ایمان
آوردند الخ و چگونہ عجز است در ولایت و تو سوی خدای قدیر در فعل او حالانکہ فضل عباد
از خلق او است تا انچہ کہ او خواستہ است۔ و چگونہ شرک مخصوص شود سوی رسول و مومن در ایں
معنی کہ ولایت و تولی راست حالانکہ ایں صفت جامعہ است برای خدا بر تر و برای رسول او تعالیٰ و برای مومنین صالحین

بیان آنکہ اعجاز و کرامت گاہی بعلم واقع شود و گاہی بجہل و غلبہ حقیقی خدای را
است کہ ظہورش بتضمن از صفات او در اضافات اولیٰ و در ولایت عامہ برای خدا باطل و چگونہ عجز است سوی او از خلق فضل عباد و تو
مخصوص بسوی رسول و مومن ایستادہ جامعہ

مطلب فان لم یفصل الاستقلال والاضافۃ فی المستعان الخ

فَإِن لَّمْ يُفَصَّلِ الاستقلالُ والاضافةُ فی المستعان فانّه الاستقلال لیس بشرکٍ او انّه اجاز اللّٰہ سبحانہ شرکًا وھما ممنوعانِ نقلًا وعقلًا منه فیلزمُ التفصیلُ لیمتازا شش ای الاستقلال والاضافة ھو الّا شش ای ان لم یُفَصَّلْ ھو فحکم بغیر مفصّلٍ فی منعٍ وجوازِ الولایةِ و التولّی فی نسبٍ مختلفةٍ اقرارٌ لما منع وانکارٌ لما جاز ففی الاوّلِ شرکٌ وفی الثانی کفرٌ علی الحاکمِ فالانتصارُ و النصرت لمن یتولّ اللّٰہ تعالٰی ورسولہ تعالٰی صلعم والمومنین الصّالحین متحقّقٌ وثابتٌ فخلافُ الثابتِ ماوّلٌ والّا فکیف ابطالہ شش ای خلافُ ما ھو الثابتُ من غلبةِ اللّٰہِ تعالٰی ورسولہ تعالٰی صلعم والمومنین الصالحین لانتصارِ المستنصرین والنّصرت یاوّل بما ھو یرفعُ الخلافَ

عطف علی ما ۱۲

ترجمہ واگر فصل وفرق نکردہ شود باستقلال واضافت درمستعان پس ہر آئینہ او استقلال است کہ شرک نیست یا آنکہ ہر آئینہ او است کہ خدائے سبحانہ شرک را جائز داشتہ و ایں ہر دو ممنوع است از روئے نقل وعقل از وہ پس تفصیل وجدا کردن لازم شود تا کہ ہر دو استقلال واضافت تمیز کردہ شوند۔ ورنہ یعنی اگر فصل نہ کردہ شود۔ پس حکم بغیر مفصّل کہ در و فصل نکردہ شدہ در منع وجواز ولایت وتولّی در نسبتہائے مختلفہ اقرار لما منع ہست یعنی اقرار است بر انچہ کہ منع کردہ شد یا انکار است لما جاز یعنی برائے انچہ کہ او جائز است ایں حکم انکار شود۔ پس در اوّل یعنی در اقرار لما منع شرک است۔ ودر ثانی یعنی در انکار لما جاز کفر است بر حاکم۔ پس انتصار ونصرت یعنی دار ستدن ویاری دادن برائے کسی کہ متولی گردد خدائے تعالٰی ورسول او تعالٰی را صلعم ومومنین صالحین را متحقق وثابت است وخلاف ثابت تاویل کردہ شود ورنہ ابطال ثابت پس چگونہ شود۔ یعنی تاویل کردہ شود خلاف انچہ کہ او ثابت است از غلبۂ خدائے تعالٰی ورسول او تعالٰی ومومنین صالحین برائے یاری دادن مدد خواہندگان وخلاف نصرت تاویل کردہ شود بانچہ کہ او خلاف را رفع ودور کند یا تاویل کردہ شود ۔

بحث ہمہ بر استعانت باستقلال واضافت

اگر فصل نکردہ شود در استقلال عدم شرک وجواز شرک لازم آید ۔

انتصار ونصرت بفصل استقلال واضافت باجتناب ثابت ومتحقق آمد وخلافش ماوّل ۔

وبالانتصار والنصرة حقيقتا في علم الله تعالى وحكمته
وان لم يأول فيلزم ان الثابت باطل وانه لا يبطل
م ولا يمكن ان يقع خلاف هذا الثابت ش اي
خلاف في ثبوت جواز الاستعانة منع عموم جواز الاستعانة
م في ثابت ويأول خلافه لان لا منع بخصوصيته على
تعميم مسلم ش لان الممنوع من جزء التعميم المسلم
فان يمنع فبطل التعميم المسلم م والتولي بالولي يلزم
بتبعه فخلافه خلافه ش اي خلاف تبع الولي خلاف
التولي م فكيف ترجى النصرة ش اي لما وقع خلاف
التولي فكيف ترجى النصرة م ولما تحقق انتصار المستنصرين
لرسوله تعالى صلعم والمومنين الصالحين بالغلبة
من اضافة الله تعالى اختيارا فانه صلعم كاشف
الشدائد ودافع المكائد فالاولياء

مطلب التولي بالولي يلزم تبعه

ترجمہ بانتصار و نصرتی کہ حقیقتاً در علم خدا تعالیٰ است و در حکمت او۔ و اگر خلاف ثابت تاویل نکردہ شود پس لازم شود اینکہ ثابت باطل است حالانکہ ثابت باطل نشود۔ و ممکن نباشد کہ خلاف ایں ثابت واقع شود در ثابت یعنی خلافِ ثبوتِ جوازِ استعانت منع عموم جوازِ استعانت است ۴ و خلافش تاویل کردہ شود از انکہ ہر آئینہ بر تعمیم مسلّم بخصوصیتش منع نیست زیرا کہ ممنوع از جزء تعمیم مسلّم است۔ پس اگر منع کردہ شود پس تعمیم مسلّم باطل شود۔ و تولّی بولی لازم گیرد تبعِ ولی را ۴ و خلافِ تبعِ ولی خلافِ تولّی است پس چگونہ امید کردہ شود نصرت یعنی ہر گاہ کہ خلافِ تولّی واقع شود پس نصرت چگونہ امید کردہ شود ۴ و ہر گاہ کہ انتصار مستنصرین یعنی داد بندان و مدد کردن مدد خواہندگان برائے رسولِ او تعالیٰ صلعم و مومنین صالحین بسبب غلبہ کہ از اضافت یعنی خلق خدا تعالیٰ است از روئے اختیار ثابت و متحقق شد۔ پس بدرستیکہ او صلعم کاشفِ الشدائد یعنی کشایندۂ سختیہا و دافع المکائد یعنی دور کنندۂ مکرہا ہستند پس از ان اولیاء ہستند

لکھتے ہیں کہ تولی بولی تبع ولی لازم کند و نصرت بر موقوف کہ ثبوتش باعتبار آمدہ۔

استعانة هي في التولي تجوز حتى من الفاسق لشمول الايمان
ش اي حتى تجوز من الفاسق مع سلب الكرامة ان لم
تجر الى الفسق بالكراهة لعدم تحقق ولايته الا من
الكافر ش اي لا تجوز من الكافر مع سلب الايمان و
ان لم تجر الى الكفر كما قال سبحانه يا ايها الذين امنوا
لا تتخذوا الكافرين اولياء من دون المؤمنين الآية
وهي مبدء الخير والشر في حدودها في الخير والشر قال
الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على
الاثم والعدوان الآية فالمفعول به هو المستعان الا
نظرها في الممكنات لا بد منها فاستعانة من الانبياء والاولياء
اولى الحسنى هم وقربهم بالحسنات ولتعظيمهم كما يشير

ترجمہ۔ پس استعانت کہ او در تولی است جائز می شود تا آنکہ از فاسق جائز است بسبب شمول او ایمان را مع سلب کرامۃ اگر این استعانت با این فاسق سوئے فسق نکشد پس این استعانت بکراہت جائز است بسبب عدم تحقق ولایت فاسق۔ مگر از کافر جائز نشود بسبب سلب ایمان او اگرچہ سوئے کفر نکشد این کافر یا این استعانت چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ نساء رکوع بست و یکم یا ایها الذین لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین الآیہ یعنی آنکہ ایمان بیاورند کفار را اولیار مگیرید بجز مومنین الخ۔ و این استعانت در حد و خود در خیر و شر مبدء خیر و شر است یعنی خیر و شر را محل آغاز است و جائی ظہور کہ فرمود خدائے برتر در سورۂ مائدہ رکوع اول تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیہ یعنی با ہمدگر یاری کنید بر نکوئی و پرہیزگاری و با ہمدگر یاری مکنید بر گناہ و زیادہ کاری و ستم آشکارا۔ پس در این آیت کریمہ مفعول بہ فعل تعاونوا ہمان مستعین بہ است یعنی یاری و عون خواہندہ۔ آگاہ باش کہ این استعانت را در ممکنات آیا منی ہیچ کس از چارہ نیست۔ پس از انبیاء و اولیاء اللہ بسبب خوبی و نکوئی شان و قرب شان بنکوئیہا و بسبب تعظیم شان چنانچہ این آیت کریمہ ✤

استعانت از کافر جائز نیست اگرچہ سوئے کفر نکشد و از مومن فاسق تا آنکہ سوئے فسق نکشد بکراہت جائز است۔ و از انبیاء و اولیاء بعظمت و قرب و نکوئی شان اولیٰ تر بیان نصوص آیات و ترکیب شان ✤

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ ش ای شُیِّرَ الْاٰیَۃُ اِلٰی
اَوْلَوِیَّۃِ الْاِسْتِغَاثَۃِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَحُسْنِهِمْ
وَتَعْظِیْمِهِمْ مِ وَیُؤَیِّدُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ وَلَوْ
اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝
اِعْلَمْ اِذْ تَدُلُّ عَلٰی تَعْمِیْمِ الزَّمَانِ فَالْاٰیَۃُ عَلٰی اِسْتِغَاثَتِهٖ
ش اَیِ الْاٰیَۃُ تَدُلُّ عَلٰی اِسْتِغَاثَۃٍ مِ مِنْهُ صَلْعَمْ دَوَامًا
وَاِسْتِوَاءً ش عَطْفٌ عَلٰی اِسْتِغَاثَۃٍ مِ حَالَۃَ مَوْتِهٖ وَحَیٰتِهٖ
صَلْعَمْ وَاَنَّهٗ صَلْعَمْ حَیٌّ بِاَعْلَی الْحَیَاتِ کَمَا سَنُذَکِّرُهٗ اِنْ شَآءَ
اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِجَابَۃٍ ش عَطْفٌ عَلٰی اِسْتِوَاءٍ مِ اِسْتِغْفَارَهٗ
الْمُتَحَقِّقَ ش مِنْ صِیْغَۃِ مَاضٍ اَیِ اسْتَغْفَرَ مِ وَالتَّاْکِیْدِ
وَالتَّحَقُّقِ ش مِنَ لَامٍ وَمَاضٍ اَیْ لَوَجَدُوْا مِ

ترجمہ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ سوئے اولویت استغاثت از انبیاء و اولیاء و سوئے خوبیہائے و تعظیم شاں اشارت میکند استغاثت و یاری خواستن اولی است۔ و بنا بر تائید این مضمون قول او تعالیٰ است کہ یاری میدہد ادرا در سورۂ نساء بر کوع نہم آمدہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا و اگر ہر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم نمودند بنفسہائے خود را۔ آمدند نزد تو و مغفرت خواستند بخدا۔ و مغفرت خواست این رسول برائے شاں البتہ یافتند خدائے را بسیار رجوع کنندہ و بسیار مہربان بدانکہ لفظ اِذْ دلالت میکند بر تعمیم زمان۔ پس این آیت دلالت میکند بر استغاثت از و صلعم از روئے دوام۔ و بر استواء یعنی برابر شدن حالت موت و حیات او صلعم۔ و ہر آئینہ او صلعم البتہ حی است بہ اعلیٰ حیات یعنی برتر زیست چنانچہ عنقریب اورا ذکر خواہیم کرد اگر خواست خدا تعالیٰ است۔ و این آیت دلالت میکند بر اجابت و قبولیت استغفار او صلعم کہ متحقق است از صیغۂ ماضی اِسْتَغْفَرَ و تاکید و تحقق اجابت از لام و فعل ماضی لَوَجَدُوْا است

بحث ۱۲ تفسیر کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ۔

لوجدهم الله تعالى توابا رحيما فى حال استغفار الرسول
بتعميم الشخص صراحتا ش اى بتعميم شخص الرسول
على دلالة اللفظ صراحتا على الوصف العام م وتخصيص
سوق الكلام ومحل النزول ش اى تخصيص شخص
الرسول من سوق الكلام ومحل النزول م هو صلعم
ش اى من هو مخصص بسوق الكلام ومحل النزول هو
صلعم م لا باستغفارهم ش وهم كانوا منافقين
م مجردا عن وساطة الرسول كما فى السورة ومن يعمل
سوءا او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما
بغير التاكيد والتحقق فما للمؤمنين لو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاءوه مستغفرا واستغفر لهم وانه صلعم
بالمؤمنين رؤف رحيم فجاز الحكم الى شيوخ الطريقة

ترجمہ بنابر یافتن شان خدائی تعالیٰ را بسیار رجوع کنندہ و بسیار مہربان در حال مغفرت خواستن ایں
رسول حالانکہ ازیں لفظ رسول بہ تعمیم شخص رسول بربنائی دلالت لفظ بر وصف عام بطور صراحت است
و تخصیص شخص رسول دلالت از سوق و روانی کلام و از محل نزول است کہ آں رسول او صلعم
است ۔ یعنی آنکہ او کہ بسوق کلام و محل نزول خاصکردہ شدہ ہمو است صلعم برائی استغفار مومنین
نہ باستغفار منافقین کہ آناں از وساطت رسول مجرد اند چنانچہ دریں سورہ بر کوع شانزدہم
آمدہ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
یعنی ہر کہ کار کند بدی را یا ظالم کند نفس خود را باز مغفرت خواہد خدائی را خواہد یافت او خدا را بسیار بخشندہ
و بسیار مہربان ۔ پس دریں آیت کریمہ استغفار بوساطت رسول آمدہ و اجابتش بغیر تاکید و تحقق
است ۔ و آنچہ برائی مومنین است اینکہ اگر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم کردند نفسہائی خویشتن را آمدند پیش
صلعم مغفرت خواہاں و مغفرت خواست او صلعم برائی شاں حالانکہ ہر آئینہ او صلعم بمومنین
بسیار رافت کنندہ و بخشندہ و بسیار مہربان است ۔ پس ایں حکم طلب مغفرت سوئی شیوخ طریقہ جائز شد

بیان آنکہ تحقق و تکامل باجابت باستغفار رسول ہست
فی استغفار بلا واسطہ او اجابت غیر منتفی و غیر متحقق
و ادراج مشائخ جواز طلب مغفرت از شیوخ طریقت

وَاعلم اَنَّ التاکیدَ والتحقیقَ یتعلّقُ بفعلِ الواجدِ صریحًا
وبفعلِ اللہ تعالیٰ تلمیحًا بالمفعولِ الثانی لاستغنائہ عنِ
النقضِ فھذا ھو المعتقدُ فالتوابُ مبالغۃٌ لِفعلہٖ تعالیٰ
علیھم بخلافِ الغفورِ فاعلم اَنَّ فی الآیۃِ الکریمۃ
تخصیصٌ علی تعمیمٍ ولا یزیلہ وھذا مذھبُ اھلِ سُنۃٍ
وجماعۃٍ وتذکرون القصصَ فی مقصدِ الآیۃِ من اعجازہٖ
صلعم وھو فی البرزخ فی کتبھم ان شئتم ش ذکر
الحافظُ عبدُ اللہِ فی المصباحِ الظلام جاءَ البدویُّ علی
قبرِ النبیِّ صلی اللہُ علیہ وسلم بعدَ ثلثۃِ ایامٍ من وفاتِ
النبیِّ ص وقبضَ التُّرابَ من القبرِ وصبَّ علی رأسہٖ و
قال یارسولَ اللہِ نعم ظلمتُ علی نفسی وجئتُ فی حضورک

ترجمہ وبدانکہ ہر آئینہ تاکید وتحقق متعلق می شود بفعل واجد صریحًا۔ وتعلق او بفعل خدائی برتر بطور تلمیح
واشارت است بسبب مفعول ثانی بنا بر استغناء وبی نیازی او تعالیٰ از نقص وکمی۔ پس اینست کہ او
اعتقاد کردہ شدہ یعنی تعلق تحقق وتاکید بفعل واجد بطور صراحۃ است وبفعل خدائی تعالیٰ این تحقق و
تاکید بطور تلمیح واشارہ بسبب مفعول ثانی تواب ورحیم معلوم میشود وایں بہ تلمیح واشارت اظہار کردن در
سخن راندن او تعالیٰ بنا بر استغنا رہست از انکہ او تعالیٰ از نقص وکمی مستغنی است وہمیں ہست کہ او
اعتقاد کردہ شدہ۔ وتواب مبالغہ است برائے فعل او تعالیٰ برآمان بخلاف غفور۔ وبدانکہ ہر آئینہ در
آیت کریمہ تخصیص است بر تعمیم وایں تخصیص تعمیم را زایل نمیکند وہمیں مذہب اہل سنت وجماعہ ہست وبخواہید
دریافت در رسید قصہ ہا را اگر بخواہید در کتب شاں در مقصد ایں آیت کریمہ از اعجاز او صلعم حالانکہ
او در برزخ است یعنی اعجازش صلعم در برزخ آمدہ۔ کہ حافظ عبد اللہ در مصباح الظلام ذکر کردہ کہ یک
بدوی یعنی روستائی بعد سہ روز از وفات نبی صلعم۔ بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد واز قبر شریف
خاکی در مشت گرفت وبر سر خود ریخت وگفت ای رسول خدائی تعالیٰ من بر نفس خود ظلم کردہ ام و
پیش حضور تو آمدہ ام۔

لتطلب الاستغفار لی فجاء البناء عن القبر قد غفر الله لك
ہر دو من باعدہ فہیہات فہیہات وعلیہا ش ای علی
بناء مفہوم الآیۃ ہر اذ اجاءہ صلعم رجل متمنیا لعینہ
فقال صلعم من له حاجة فلیحسن وضوئه ولیصل رکعتین
ولیقرء اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد
نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذا
لتقضی لی اللهم فشفعه فی الحدیث قال الترمذی هذا
حدیث حسن صحیح غریب وصححه البیہقی وزاد فی اخر الحدیث
فقام وقد ابصر وفی روایۃ ففعل فبرء وفی معجم کبیر
طبرانی عن عثمان بن حنیف انه فی خلافة عثمان بن
عفان علمه رجلا وقضیت حاجته فقال رایت رسول الله تعالی
ای العلی

ترجمہ کہ استغفار برائی من بخواہی پس از قبر شریف ندائی بیاید کہ تحقیق خدائی تعالیٰ ترا بیامرزید
ہر کہ دوری گرفت او را پس افسوس و افسوس است۔ و بیتاء[۱۳] مفہوم این آیت کریمہ این حدیث ست
ہر گاہ کہ مردی آرزو مند بر ائی چشم خود پیش او صلعم آمد پس فرمود صلعم من له حاجة فلیحسن وضوئه
ولیصل رکعتین ولیقرء یعنی ہر کہ را حاجتی باشد پس باید کہ وضوئی خود نیکو کند و دو رکعت نماز
گزارد و باید کہ بخواند اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا
محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذا لتقضی لی فشفعه فی الحدیث
یعنی خدایا من بتو میخواہم و بسوئے تو روی آرم بواسطہ نبی تو محمد صلعم کہ نبی رحمت است ای محمد صلعم ہر آئینہ من
بوسیلۂ تو رو آوردم بسوئے پروردگار خود در باب حاجت من تا روا کردہ شود برائی من خدایا پس شفیع گردان او را
در من تا آخر حدیث۔ گفت ترمذی این حدیث حسن است و صحیح و غریب۔ و بیہقی او را صحیح شمردہ و در آخر حدیث این
زیادہ کرد فقام وقد ابصر وفی روایۃ ففعل فبرء پس برخاست بتحقیق او بینا آمدہ بود در روایتے
است کہ او کور دیدہ شدہ۔ و در معجم کبیر طبرانی است از عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ہر آئینہ او در خلافت عثمان
بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ این عمل را بمردی آموخت پس حاجتش روا شد پس گفت او دیدم رسول خدا تعالیٰ را صلعم

تفسیر الحدیث الشریف من
رجاجۃ رام الخ

۱۳ بحث تفسیر حدیث شریف نما
حاجت ہر کرا حاجتی باشد
وطریق نماز و دعاء

صلعم علمہ ضریر البصر وا ظن ان قولہ صلعم لیصل علی
قولہ سبحانہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ الآیۃ او علی ما
اراد صلعم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والحدیث الشریف
مع اختلاف بعض اللفظ فی الروایات ان شئتم ترجعوا الی
کتب الحدیث الشریف ۔ واعلم تعمیم من یقتضی تعمیم
الوقت کما ھو ظاھر فانظر فی الاعجاز والکرامۃ الی المستعین
فتدرک وان تکن لبشرک فلم توحد بین مستعان من الانبیاء
والاولیاء لبداھۃ حسناتھم عصمۃ وحفظا ومستعین من
اصحابھم ش کما مذکور ومن خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فی معرکۃ یا محمد یا منصور اجب اجب فی فتوح الشام
مر وقال اللہ تعالیٰ فی اخر سورۃ یوسف

ترجمہ صلعم کہ ایں عمل آموخت ضریر البصر را یعنی کسیکہ بینائی او رفتہ باشد وگمان میکنم کہ ہر آئینہ ایں
قولِ او صلعم لیصل یعنی باید کہ نماز بخواند بر بنائی قولِ او سبحانہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ
الآیۃ یعنی و یاری خواہید بوسیلۂ صبر و نماز الخ ۔ یا بنا بر انچہ کہ او صلعم او را ارادہ فرمود واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
یعنی و خدائے تعالیٰ دانا تر است براستی و درستی ۔ و ایں حدیث شریف مع اختلافِ بعض لفظ در روایات
آمدہ اگر میخواہید سوئے کتب حدیث شریف باز گردید ۔
و بدانکہ تعمیم من تعمیم وقت را میخواہد چنانچہ او ظاہر است ۔ پس نبین و نظر کن در اعجاز و کرامت سوئے
مستعین یعنی یاری خواہندہ پس دریابی ۔ و اگر ایں استعانت شرک بودی پس نیافتہ شدی در میان
مستعان یعنی یاری خواستہ شدہ کہ از انبیاء و اولیاء اند بسبب بداہتِ حسنات و نیکوئیہائی شان کہ ایں
ہمہ بعصمت و حفظ آمدہ اند ۔ و در میانِ مستعین یعنی یاری خواہندہ کہ از اصحاب شان اند ۔ چنانچہ
مذکور است کہ از خالد است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در معرکہ یا محمد یا منصور
اجب اجب یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ای فتحمند بپذیر بپذیر ۔ و ایں روایت در فتوح
الشام ہست ۔ و فرمود خدائے تعالیٰ در آخر سورۂ یوسف بر کوع دوازدھم ۱۲

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ ۛ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِذَا انْتُقِضَ الْحَصْرُ الْمُدَّعٰى الْمُسْتَفَادُ مِنْ تَخْصِيْصِ الَّذِيْ فِيْ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ش فِيْ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ م لِمَنْعِ اسْتِعَانَةٍ بِوُجُوْهٍ عَامَّةٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَالْحَصْرُ لَا يَنْتَقِضُ فَيَبْطُلُ الدَّعْوٰى اِمَّا ش لِلْاِسْتِثْنَاءِ مِنِ انْتِقَاضِ الْحَصْرِ الْمُسْتَفَادِ مِنْ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ لِمَنْعِ اسْتِعَانَةٍ م بِوُجُوْهٍ خَاصَّةٍ ش كَالُوْهِيَّةِ تَامَّةٍ وَقُدْرَةٍ كَامِلَةٍ وَهِدَايَةٍ خَاصَّةٍ هِيَ تَوْفِيْقُ مَرْضِيَاتٍ م لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهُوَ الْمُرَادُ وَاِنْ تَدَبَّرْتَ قَوْلَنَا فِيْمَا يَجُوْزُ فِي الْمُضَافَاتِ لَقَدْ اَصَبْتَ خَيْرًا وَقَالَ سُبْحَانَهٗ فِيْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مطلب انتقض الحصر فی ایاک نستعین فی سورۃ الفاتحۃ وتفسیرہ +

ترجمہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ ۛ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی بگو کہ ایں راہ من است کہ می خوانم سوئے خدا۔ بہ بینائی ہستم من و ہر کہ مرا پیروی کرد۔ و پاکی است خدائی را و نیستم من از مشرکین۔ و دریں ہنگام حصر مدعی کہ مستفاد از تخصیص است آنکہ در اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی خاص از نوبادی میخواہیم۔ کہ در سورۂ فاتحہ است۔ برائے منع استعانت بوجوہ عامہ برائے غیر خدائی سبحانہ بشکست بنا بر دعوئی خود کہ مدعی از ین تخصیص فائدہ گرفتہ قائم کردہ بود۔ حالانکہ حصر نمی شکند۔ پس ایں دعوئی حصر باطل شد۔ مگر بوجوہ خاصہ کہ برائے خدائی سبحانہ است ایں حصر مستفاد از تخصیص آیت کریمہ مذکورہ کہ برائے منع استعانت است نہ شکست چوں الوہیت تامہ و قدرت کاملہ و ہدایت خاصہ۔ و ایں ہدایت توفیق مرضیات است برائے خدائی سبحانہ یعنی موافقت کردن است بآنچہ کہ پسندیدہ ہائے خدا است۔ و ہمیں مراد است۔ پس حصر دریں وجوہ خاصہ موجود است و شکستہ نشد۔ و اگر ما در آنچہ کہ جائز میشود در مضافات بمخلوقات بیاندیشی و تفکر کنی البتہ تحقیق خیر و نیکوئی را یابی۔ و گفتہ است سبحانہ در سورہ یونس بر کوع یازدہم وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی و مخوان بجز خدا چیزی را کہ ترا نہ فائدہ دہد و نہ ترا ضرر کند۔ و اگر کردی پس ہر آئینہ تو در آنگاہ از ستمگاران ہستی +

مطلب آنکہ حصر در ایاک نستعین بوجوہ خاص است نہ بوجوہ عام۔ و فرق وجوہ خاص و عام و استعانت در وجوہ خاص ممنوع و فیما یجوز فی المضافات جائز +

بحث تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الآیہ

فَنَهَى الدعوةُ الحقةُ لغيرهِ تعالى عبادةً كما لا تدعُ مع اللهِ
إلهًا آخرَ ش اى لا تعبدْ ويدلُّ على المعنى الهام لانَّ
ش اى غيرهُ تعالى هم لا ينفعُ ولا يضرُّ عمومًا فى الدُّنيا و
الآخرةِ استقلالًا فهذا دليلٌ على نقصانه بوجودٍ غيرِ
مستقلٍ وبحثُ الالوهيةِ يقدمُ الى الكافر وما من غيرها
لاثباتها ش اى ما يقدمُ من غيرِ الالوهيةِ يقدمُ
لاثباتِ الالوهيةِ ر وإنْ يمسسكَ اللهُ بضرٍّ فلا كاشفَ
لهُ إلا هوَ اى كشفًا مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادتهِ
سبحانهُ لا اضافيًا تابعًا بها وإنْ يُردكَ بخيرٍ فلا رادَّ لفضلهِ اى
مستقلًا او اضافيًا متعارضًا بارادتهِ سبحانهُ لا اضافيًا تابعًا بها وإنْ لم
يشترطْ كشفًا ورادًّا مستقلًا او اضافيًا متعارضًا فتعارضًا ما مجوزٌ فى المضافاتِ
الثابت ش بتاءٍ مثلثةٍ صفةٌ لموصولةٍ مجرورةٍ مع صلتها

ترجمہ پس نہی و ممانعت کردہ شد دعوت حقہ برائی غیر او تعالیٰ از روی عبادت۔ چنانکہ آیت کریمہ
ست لا تدعُ مع اللهِ إلهًا آخرَ در سورۂ شعراء رکوع آخر۔ یعنی مخوان با خدا معبودے دیگر۔ پس لا
تدعُ بمعنی لا تعبدْ است یعنی مخوان بمعنی بندگی مکن۔ و بر بمعنی لفظ إلهًا دلالت میکند۔ از انکہ او
آخر است یعنی غیر او تعالیٰ است کہ نافع مفید بود نہ ضرر رساند عمومًا در دنیا و آخرت از روی استقلال
و ایں دلیل است بر نقصانِ او بوجود غیر مستقل یعنی ایں وجود غیر مستقل دلیلِ نقصان اوست۔ و بحث
الوہیت مقدم شود سوئے کافر و آنچہ از غیر او است برائی اثبات او است یعنی آنچہ مقدم شود از غیر الوہیت
مقدم شود برائی اثبات الوہیت۔ کہ پیشکردہ شود و اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ در سورۂ یونس رکوع یازدہم۔ یعنی و اگر خدا تعالیٰ ترا تکلیفی برساند پس او مسیح کشاینده نیست مگر او
ایجا از کاشف کشف مستقل مراد است یا اضافی کہ بارادۂ او سبحانہ متعارض باشد نہ آں اضافی کہ تابع
بارادت او سبحانہ باشد وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ یعنی و اگر ارادہ کند ترا بخیر پس قصل او را
ہیچ رد کنندہ و باز دارندہ نیست۔ ایجا از مرادِ رد مستقل مراد باشد یا اضافی متعارض بارادۂ او سبحانہ نہ اضافی
تابع بارادۂ او۔ و اگر کشف و رد ہر دو بمستقل یا اضافی کہ متعارض است شرط نکند پس تعارض شود از انچہ کہ ثابت است
کہ او در مضافات یعنی مخلوقات جائز باشد۔

تفسیر کریمہ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

بیان آنکہ در ایں آیت کریمہ لَا تَدْعُ بمعنی لَا تَعْبُدْ است برائی غیر او تعالیٰ بدلالت لفظیہ۔

بحث تفسیر آیۂ کریمہ قرآن یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ الخ کہ در و کشف و رد مستقل مراد است یا اضافی متعارض بارادۂ او سبحانہ نہ اضافی تابع بارادۂ او آنچہ کہ در مضافات جائز و ثابت است متعارض آید۔

مَنْ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ فَھٰذَا النَّھْیُ وَالتَّنْبِیْہُ وَالْاِطْمِیْنَانُ مَقْصُوْدٌ لِغَیْرِہٖ صلعم کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَلِاَنَّہٗ صلعم مَعْصُوْمٌ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ فَلَا یَصِحُّ النَّھْیُ لَہٗ صلعم لِاِمْتِنَاعِ قَصْدِہٖ صلعم لِلْمَنْھِیِّ عَنْہُ اِلَّا لِغَیْرِہٖ صلعم وَمَحْفُوْظٌ مِنْ کُلِّ ضَرٍّ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ فَکَیْفَ اَشْرَفُ الْاِنْسَانِ کُلِّھِمْ بِالْاِیْمَانِ وَعَمَلِ الصَّالِحَاتِ ۔ وَمُرَادٌ بِکُلِّ خَیْرٍ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی فِیْمَا اَرَادَ الرَّسُوْلُ صلعم وَفِیْمَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ ھَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ اِلَیْہِ فَلَا یَصِحُّ النَّھْیُ لَہٗ صلعم اِلَّا لِغَیْرِہٖ صلعم

ترجمہ: یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ میرساند او خیر را ہر کرا میخواہد از بندگان خود۔ و او است بسیار بخشندہ و مہربان۔ پس این نہی و ممانعت عبادت غیر خدائے عزوجل۔ و تنبیہ ایصال ضرر او را غیر او کا مشقت بنودن۔ و اطمینان خیر رسانی و فضل او را بسیج بالغ و فراخ بودن۔ پس ہمہ نہی و تنبیہ و اطمینان مقصود برائے غیر او است صلعم چنانکہ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ سوی او اشارت میکند و از انست کہ او صلعم از ہر ذنب و گناہ معصوم است۔ پس نہی برائے او صلعم بنا بر امتناع و یا ماندن قصد او صلعم منہی عنہ را راست نیاید یعنی قصد منہی عنہ کہ از و ممانعت آمدہ از و صلعم بسبب عصمت او صلعم ممتنع است پس نہی برائے او صلعم راست نیاید مگر برائے غیر او صلعم۔ و از انکہ او صلعم از ہر ضرر و گزند محفوظ است بسبب فرمودن او تعالیٰ در سورۂ عصر پارۂ عم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی قسم است روزگار کہ انسان البتہ در نقصان است مگر آنانکہ ایمان آوردند و نیکوئیہا کردند و باہم بیکدیگر براستی وحق وصیت و نصیحت کردند و بصبر ناکید نمودند۔ پس دلیل این آیۂ کریمہ چون ہر مومن صالح از ضرر و خسر یعنی نقصان و زیان محفوظ است پس چگونہ اشرف انسان کہ تمام خود شامل بایمان و نیکوکاریہا است محفوظ نباشد۔ و از انکہ او صلعم مراد است بکل خیر کہ او اشرف انسان است و تمامش بنیکوئیہا است (و علی ہذا ہر جملہ ہائے معصوم محفوظ است) بنا بر قول او تعالیٰ کہ در سورۂ والضحیٰ پارۂ عم است وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی یعنی و ہر آئینہ آخر بہتر است برائے تو از اول

بیان اینکہ در خطاب بہی غیر مقصود غیر او است صلعم بنا بر مراد او صلعم بتمام مراد از منصوصات قرآنیہ کہ ثبت آمدہ در بیں بحث

فتخصيصُ الخطابِ على تخصيصِ اللّطف بالمحبة فهذا النهيُ
عن الشركِ الحقيقي الممنوعِ لا عن استعانةٍ من الانبياءِ
والاولياءِ رض فيما يجوز في مضافاتهم من الموجودات فتصل
الى الله تعالى لتضمنها بها ش اي لمّا كانت مضافاتهم
من الموجوداتِ فهي اوِ الاستعانةُ تصلُ الى اللهِ تعالى
لتضمنِ مضافاتهم بالموجوداتِ م ولكنها ش اي الاستعانة
م لا تجوزُ من الاصنامِ والخبائثِ لانّها مضافاتهم من المسلوبات
فلا تصلُ الى اللهِ تعالى لتضمّنها بها ش اي لما كانت مضافاتهم
من المسلوباتِ فهي اوِ الاستعانةُ لا تصل الى الله تعالى لتضمن
مضافاتهم بالمسلوباتِ م الا نظرَ في المسئلةِ على البناءِ
فتصيب خيراً فالاستعانةُ بالانبياءِ وندائهم في كلِّ وقتٍ
ش من الشهودِ والبرزخ م صحيحٌ على دوام الاعجاز بالعصمةِ

ترجمہ وتخصیص خطاب بنا بر تخصیص لطف است بمحبت۔ پس این نہی از شرک حقیقی است کہ ممنوع است
نہی از استعانت ست از انبیاء علیہم السلام و از اولیاء رضی اللہ عنہم در انچہ کہ جائز می شود
در مضافاتِ شاں حالانکہ آں مضافات از موجودات اند۔ پس این استعانت یا مضافات
سوئے خدائے برتر برسد و واصل شود بسبب تضمنِ این مضافات بموجودات یعنی ہرگاہ کہ
مضافات انبیاء و اولیاء از ثابت بموجودات ہستند پس این مضافات یا استعانت واصل
شود یا واصل نشود سوئے خدائے برتر بسبب تضمنِ مضافاتِ شاں بموجودات۔ ولیکن استعانت از
اصنام و خبائث جائز نمیشود از انکہ جزاین نیست کہ مضافات شاں از مسلوبات ثابت آمدہ پس این
مضافات یا استعانت سوئے خدائے برتر واصل نشود و واز نرسد بسبب تضمن این مضافات بمسلوبات یعنی
ہرگاہ کہ مضافاتِ بتاں و خبائث از مسلوبات ثابت آمدند پس این مضافات یا استعانت واصل نمی شود
و واز نرسد سوئے خدائے برتر بسبب تضمنِ مضافاتِ شاں بمسلوبات۔ آیا نمی بینی در ین مسئلہ بریں بنا کہ گفتہ شد پس بخ
برسی۔ پس استعانت یا بانبیاء و ندا ایشاں در ہر وقت از عالم شہود و برزخ صحیح و درست است بنا بر دوام اعجاز بعصمۃ

مطلب
فالاستعانة بالانبياء
وندائهم الخ۔

بلکہ تخصیص خطاب بنا بر تخصیص لطف بمحبت ہست

بیان آنکہ نہی در آیت شریفہ نہی از شرک حقیقی آمدہ ممنوع است نہ نہی از استعانت

از شرک حقیقی ممنوع است نہ از استعانت

بحث آنکہ استعانت و ندا بانبیاء و ہر وقت از ہر عالم صحیح است بنا بر اعجاز بعصمہ و از خبائث و اصنام درست نیست

وَاَمَّا الاستعانۃ بالاولیاء ونداءہم فان قیل لا یسمعون ولا یعینون مطلقا ش ای فی الشہود والبرزخ ۱۲ فہذا انکار کرامتہم وعجب ۱۳ لان السمع والقدرۃ من صفات قائمۃ بالذات بالعینیۃ وہی بسیطۃ فزوالہما یستلزم زوالہا ولا خصوصیۃ بزوالہما عن دونہما فکیف ۲ یثبت شعور نعمۃ وعذاب فی قبر مخصوصا ویسلب شعور ما دونہما مخصوصا ومن ۱۴ قولہ تعالی حکایۃ عن صالح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد ہلاک قومہ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ۰ وحکایۃ عن شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد ہلاک قومہ

مطلب واما الاستعانۃ بالاولیاء ونداءہم الخ ۱۲

اثبات سماعت موتی عقلاً و نقلاً من الآیات القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ یعلم

ترجمہ ۱۵ ولیکن استعانت باولیاء ونداء بایشاں پس اگر گفتہ شود کہ آناں نمی شنوند ونمی بینند مطلقا یعنی در عالم شہود وعالم برزخ ۱۲ پس ایں انکار کرامت شاں است ۔ وعجب ۱۳ است از انکہ ہر آئینہ سمع و قدرت ازاں صفات اند کہ قائم بذات اند بعینیت وذات بسیط است ۔ پس زوال ہر دو صفت مذکورہ لازم گیرد زوال ذات را بسبب قیام عینیت صفات بذات ۔ وبزوال ایں ہر دو صفات خصوصیت نیست بغیر یا بدون ایں ہر دو یعنی بجز ایں ہر دو صفات زوال دیگر صفات نباشد خصوصیتی پدید نہ یافتہ نشود پس چگونہ زوال ایں ہر دو مخصوص باشد بہ صفات دیگر ۔ وشعور نعمت وعذاب در قبر بر سبیل اختصاص چگونہ ثابت خواہد شد وچگونہ شعور ایچہ سوائے ایں ہر دو است بطور مخصوص سلب خواہد شد ۔ حالانکہ از قول او تعالی است بطور حکایت از صالح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد ہلاک قوم او علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع دہم فتولی عنہم وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین ۰ یعنی پس روگردانید از ایشاں گفت اے قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شما را رسالت وپیغام پروردگار من ونصیحت کردم شما را ولیکن شما نصیحت کنندگان را دوست نمیدارید ۔ ونیز حکایت فرمود خدائی برتر از شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد ہلاک قوم او علیہ السلام در سورۂ اعراف رکوع یازدہم ۱۲

مطلب استعانت باولیاء ونداء بایشاں الخ ۱۰

بحث اثبات سماعت موتی عقلاً ونقلاً از آیات قرآنیہ واز احادیث نبویہ صلعم

المرادُ بالسّمع معناہ الموضوعُ لا المجازیُّ ھو اجابۃ
ایمانٍ بالحقِّ اذ ھو معارضُ الثابتِ الشرعیِّ البدیہیِّ لقولہ
تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ وما انتَ بمُسمِعٍ مَن فی القُبورِ
وغایتُ البحثِ انَّ الفاءَ علیٰ تولّیٰ لتعقیبٍ بعد الحَتم
لعدمِ صحۃِ غیرہٖ بنظمٍ سابقٍ کما لا یخفیٰ علی متاملٍ
وتلک اقوالُ الانبیاءِ علیٰ نبیّنا وعلیھم الصلوٰۃُ والسّلامُ
کقولہ سبحانہ لِمَنِ المُلکُ الیومَ للّٰہِ الواحدِ القھّارِ
ومِن حدیثٍ فی المشکوٰۃِ ش فی کتابِ الجھادِ
فی الفصلِ الثالثِ م عن ابنِ عائذٍ

ترجمہ - دریں حدیث شریف از لفظ سمع معنیٔ موضوع او مراد اند نہ معنی مجازی و او قبول کردن است ایمان بحق از انکہ معنی مجازی معارض ثابت شرعی بدیہی آمدہ بنا بر فرمودن او تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی نتواں شنایند موتیٰ را و بگوش شاں نرسانی۔ و در سورۂ فاطر رکوع سوم وما انتَ بمُسمِعٍ مَن فی القُبورِ یعنی تو شنانندہ و بگوش رساننده نیست آں کس را کہ در گورہا ہستند۔
و انجام و غایتِ ایں بحث آنکہ حرف فا کہ بر تولّیٰ آمدہ برائے تعقیب است بعد حتم و ہلاکی کہ بر رو افتاد بسبب عدم صحتِ غیر ایں معنی تعقیب باعتبار نظم سابق یعنی باعتبار نظم سابق کہ پیش ازیں آیت مذکورہ آمدہ کہ در و بیان ہلاکی قوم است ایں فا کہ بر لفظ تولی آمدہ برائے تعقیب می شود یعنی در پس یکدیگر کردن و بجز معنی تعقیب معنی دیگر درست نمی آیند کہ نظم سابق بر و حجت است کہ بعد ہلاکی و ختم ایں چنیں واقع شدہ چنانچہ بر متامل و فکر کنندہ پوشیدہ نماند۔
و آں اقوال انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام مثل قولِ او سبحانہ است کہ در سورۂ مومن رکوع دوم است لِمَنِ المُلکُ الیومَ للّٰہِ الواحدِ القھّارِ یعنی امر و زبرائے کیست ملک و بادشاہی۔ برائے خدائے واحد است کہ قہار یعنی بسیار غالب و چیرہ شوندہ است۔
و چگونہ ثبوتِ شعور و سلبِ شعورِ نعمت و عذاب در قبر بطور مخصوص خواہد شد حالانکہ از حدیث است کہ در مشکوٰۃ در کتاب جہاد در فصل ثالث از ابن عائذ رضہ روایت آمدہ کہ

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كَافِرِيْنَ ۝ كَمَا قَوْلُهٗ صَلَعَمْ
فِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ قَتَادَةَ اِلٰى اَنْ قَالَ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ
وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ
اِنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا
حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ
بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ
لٰكِنْ لَا يَجِيْبُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝

ترجمہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ
اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كَافِرِيْنَ ۝ پس بگردید از انہا و گفت ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا پیغامہائے پروردگار
من و نصیحت دادم شمارا۔ پس چگونہ اندوہگین شوم بریں قوم کافرین۔ ہمچنانکہ قول او صلعم است در
مشکوٰۃ از قتادہ رضی اللہ عنہ تا آنکہ گفت۔
پس ندا بایشاں کردن گرفت بنامہائے شاں و نامہائے پدران شاں اے فلان ابن فلاں
اے فلان ابن فلاں آیا خوشنود می گردید شمارا اینکہ شما اطاعت کردید خدا و رسول
اورا۔ پس ہر آئینہ ما یافتیم انچہ پروردگار ما از روئے حق بما وعدہ فرمود۔ پس آیا
یافتید شما انچہ وعدہ فرمود پروردگار شما از روئے حق۔ پس گفت عمر رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یا رسول اللہ چیست اینکہ حرف مے زنید از اجساد کہ نیست
ارواح ہا را ارواح یا آیا کلام مے کنی از اجساد بے روح فرمود نبی صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قسم بآنکہ نفس محمد بدست او است
نیستید شما شنوندہ تر برائے انچہ کہ میگویم از ایشاں
و در روایتے است نیستید شما شنوندہ تر از ایشاں لیکن
ایشاں جواب نمی دہند۔ این حدیث در کتب صحاح متفق علیہ است
یعنی بر صحت این حدیث اتفاق کردہ اند ۔

قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فى جنازة رجل
فلما وضع قال عمر بن الخطاب لا تصل عليه يا رسول
الله فانه رجل فاجر فالتفت رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى الناس فقال هل راه احد منكم على عمل
الاسلام فقال رجل نعم يا رسول الله حرس ليلة
فى سبيل الله فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
وحثى عليه التراب وقال اصحابك يظنون انك من
اهل النار وانا اشهد انك من اهل الجنة الحديث
ومن حديث عائشة رضى الله تعالى عنها ما من رجل يزور
قبر ابيه فيجلس عنده الا استانس به حتى يقوم ومن
قوله صلعم السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا و
لكم وانتم سلف ونحن بالاثر اخرجه الامام الحافظ
الترمذي فى سننه دلالة الى السمع والشعور واهلية الخطاب

ترجمہ کہ گفت برآمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در جنازۂ مردی پس ہرگاہ کہ نہادہ شد گفت عمر ابن خطاب
ای رسول خدا بر و نماز مخواں کہ ہر آئینہ او مرد نافرمان است پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوئے آدمیان التفات
فرمود و گفت آیا از کسی از شما او را بر عمل اسلام دیدہ است پس مردی گفت آری ای رسول خدا شبی در راہ خدا او
پاسبانی کردہ۔ پس بر و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز خواند بر و یعنی بر قبر او خاک ریخت و فرمود
یاران تو گمان میکردند کہ تو از اہل نار ہستی و من گواہی میدہم کہ ہر آئینہ تو از اہل جنت ہستی تا آخر حدیث
و از حدیث عائشہ است رضی اللہ تعالی عنہا کہ نیست از مردی کہ گور پدر خود را زیارت کند و نزد او
می نشیند مگر آرام یابد با و صاحب گور تا آنکہ بالیستد۔
و از قول او صلعم است السلام علیکم یا اهل القبور الخ یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل قبور بخشد
خدا برای ما و برای شما و شما پیشین ہستید و ما پسین بہ نشان شما ہستیم۔ این حدیث را امام حافظ ترمذی
در سنن خود بر آوردہ است بنا بر دلالت سوئے شنیدن و آگاہ بودن و اہل شدن خطاب باہل گور۔

یان آنکہ سمع و شعور و اہلیت خطاب برائے اہل قبور الخ ای است و خلاصش اول و خطاب با و صلعم مخصوص نیست۔

وقولہ صلعم السلام علیکم ماخص لہ صلعم بل وجد
من اصحابہ صلعم حتی الآن ممن تبعھم والا فکیف منھم
ش ای ان لم یکن غیر مخصوص لہ صلعم فکیف کان
منھم ای ممن اصحابہ صلعم وممن تبعھم فالسمع و
الشعور واھلیۃ الخطاب امر اجماعی م فخلاف الثابت
مؤول بما لا یعارض الثابت ش الخلاف بما استدل
بہ المخاصمون فی عدم السماع والشعور فھو مؤول بما لا
یعارض الثابت م وقال رسول اللہ صلعم ان اراد
عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی
یا عباد اللہ اعینونی ط حصن حصین فحرف النداء للقریب
والبعید فلا محذور للبعید من الانبیاء لاعجازھم والاولیاء
لکرامتھم وقال رسول اللہ صلعم اذا انفلتت دابۃ

ترجمہ وقول او صلعم السلام علیکم برائی او صلعم خاص نکردہ شد بلکہ از اصحاب او
صلعم یافتہ شد تا ایں زمان از ہر کس کہ ایشاں را پیروی کردہ۔ ورنہ پس چگونہ است از ایشاں یعنی اگر برائے
او صلعم غیر مخصوص ہوئے بلکہ مخصوص شد پس از آناں کہ از اصحاب او صلعم ہستند و از ہر کسی کہ ایشاں را پیروی
کردہ چگونہ آمدی۔ پس شنیدن و شعور و اہلیت خطاب برائی اہل فنون امر اجماعی است۔ بنابریں خلاف
ایں ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نشود یعنی خلاف بانچہ کہ مخاصمین بدو دلیل
گرفتہ اند در عدم سماع و شعور پس او تاویل کردہ شود بانچہ کہ معارض ثابت نشود + و فرمود رسول خدا صلعم یعنی اگر ارادہ کند کسے مدد را و نجواہد پس باید کہ بگوید اے
بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا مدد کنید سہ بار +
ایں حدیث شریف در حصن حصین آمدہ از معجم طبرانی + پس دریں حدیث شریف کہ
حرف ندا است قریب و بعید ہر دو را است + پس حذر و باکی نیست برائی بعید کہ از انبیاء اند بنابر
اعجاز نشاں و از اولیاء بنابر کرامت نشاں۔ و فرمود رسول خدا صلعم یعنی ہر گاہ کہ سواری او وارگوں شود

بیان آنکہ ندا بآیا قریب و بعید ہر دو را است۔
پس چیزے و باکے نیست برائے بعید از انبیاء
و اولیا از ندا بآنہا بر سبیل کرامت +

فلیُنادِ اَعینوا عبادَ اللّٰہ رحمکم اللّٰہ **مومص**
حصینٍ والعبادُ عامۃٌ والاستعانۃُ والنداءُ بوجودِ
قدرتِھم وسمعِھم فلا خصوصیۃَ الاستعانۃِ وا
وجودِ القدرۃِ والسمعِ لاحیاءِھم فلا منع لاموا
فانَّ الاستعانۃَ والنداءَ لثابتین ولو من عبادٍ حا
واحیاءٍ ۔ فقولُہ تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ الآیۃ یُصَحَّحُ
شٍ صفۃٌ لقولہ تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ ھ بقولہ
تعالیٰ وما انتَ بمُسمِعٍ مَن فی القُبورِ الآیۃ ای جسدًا
والمرادبہ الکفارُ وھم احیاءٌ ویسمعون یا وُوِّلَ بمعنی
الذی یدُلُّ علیہِ نظمُ القرانِ المجیدِ لتشبیھا استعارۃ
فی وجہٍ مقصودٍ تخصیصًا شٍ ایی فی وجہٍ مقصودٍ انفاءٍ

ترجمہ پس باید کہ ندا کند۔ مدد کنید ای بندگانِ خدا۔ و در روایتی است رحم کند خدای تعالیٰ شمارا۔ ایں حدیث شریف در حصنِ حصین است از بزار و از ابی یعلی موصلی۔ و مصنف ابن ابی شیبہ و اینجا لفظ عباد عام است۔ و استعانت و ندا بسبب وجودِ قدرتِ شان و سمع شان است پس ایں استعانت و ندا و وجودِ قدرت و سمع را برائے زندگانِ شان خصوصیت نیامد پس برا اموات شان ہم منع نیامد۔ پس ہر آئینہ استعانت و ندا ہر دو البتہ ثابت اند اگرچہ از خاص باشد و از زندگان است ۔

پس قولِ او تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ الآیہ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی تو موتیٰ و میت را شنانیدہ بگوش او نرسانی ایں قول تصریح کردہ میشود بقولِ او تعالیٰ وما انتَ بمُسمِعٍ مَن فی القُبورِ الآیہ در سورۂ فاطر رکوع سوم یعنی تو شنانندہ و بگوش رساننده نیستی ہر آنکس ہستند یعنی جسدہ مردہ ہستند و مراد باو کافران اند حالانکہ آنہا زندگان اند دمی شنوند۔ پس قول تاویل کردہ شود بمعنی مجازی آنکہ یدل علیہ نظم قرآن مجید دلالت میکند کہ ایں بطور تشبیہ و استعارہ شدہ است بسبب اجمال تخصیص از راہ خصوصیت نمودن در وجہ مقصود کہ آں انتفاع بالاسماع است

بیان آنکہ استعانت و ندا و وجود قدرت و سمع برائے احیا مخصوص نیست و موتیٰ را ممنوع نیامد و ہر دو دلیل خواہ از عباد باشند ثابت

بیان تفسیر آیہ لا تسمع الموتیٰ الآیہ و آیہ وما انت بمسمع من فی القبور الآیہ کہ درین ہر دو از موتیٰ و من فی القبور کافران مراد اند۔ و از اسماع معنی مجازی انتفاع بالاسماع در وجہ مقصود ایشان بر بعث مراد اند مقتضیا کہ در تخصیص اجمال معنی موضوع است بدلائل نصِ قرآنی ۔

لمن یؤمن علی البعث مر لا تعمیما ش ای لای وجہ مقصود
اسماع من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع مر لاھمالہ
کقولہ تعالی صم بکم عمی فھم لا یعقلون ۰ وھم یسمعون
ویتکلمون ویبصرون ویعقلون وقولہ تعالی وما انت
بھادی العمی عن ضلالتھم ۰ والاعمی یکون مھتدیا
لقولہ تعالی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک
لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایہ فکیف
علی ظاھر اللغۃ ش ای معنی موضوع مر فالحاصل
ان الاسماع خاص بعثا علی مقصود ش الذی
متعلق ببعث النبی عم مر فتاول بمعنی مجازا ای انفاع
باجابۃ الحق لمن یؤمن بالاسماع۔

ترجمہ برائے کسیکہ ایمان بر بعث آرد یعنی مقصود ازیں قول کہ بسبب اہمال تعمیم بطور تشبیہ واستعارہ
آمدہ آنست کہ کسیکہ ایمان بر بعث نبی علیہ السلام می آرد بگوش او در افگندہ بالخصوص اور ابہرہ مند گردانیدن
است ۔ نہ ایں قول او راہ تعمیم بمعنی موضوع واقع شدہ است ازیں رو کہ نہر شانیدہ ہر شنوندہ را شنانیدن
مقصود است از انکہ در ہیصورت اہمال تعمیم است کہ کلام بہ تعمیم مہمل میشود بلکہ نظم ایں آیت بطور تشبیہ و
استعارہ بہ بیان آوردن ہمچو قول او تعالی است در سورہ بقر رکوع دوم صم بکم عمی فھم لا
یعقلون ۰ یعنی کر و ناشنوا و گنگ و نابینا ہستند پس ایشاں نمی فہمند۔ حالانکہ آنان می شنوند و کلام میکنند
و می بینند و می فہمند ۔ و ہمچو قول او تعالی در سورہ نمل رکوع ششم وما انت بھادی العمی عن
ضلالتھم ۰ یعنی و تو راہ نمانیستی نابینا یانرا از گمرہی شاں ۔ حالانکہ اعمی یعنی نابینا مہتدی ای راہ یافتہ
می شود و نیز برفرمودن او تعالی در سورہ عبس پارہ عم عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک
لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الایہ یعنی ترشروی کرد و روگردانید باینکہ آمد پیش او
نابینا و نہ دریدہ تر باشد کہ او تزکیہ و تہذیب یا بد یا پند پذیرد پس ایں پند او را نفع دہد ۔ پس چگونہ یعنی
ایں بر ظاہر لغت یعنی بر معنی موضوع محمول شوند۔ پس حاصل اینکہ اسماع یعنی شنانیدن دریں آیۂ مذکورہ خاص برائے
بعث است بر بنائی مقصودی کہ متعلق بہ بعث نبی علیہ السلام است ۔ پس مأول است بمعنی مجاز یعنی نفع دادن
و بہرہ مند گردانیدن باطاعت و قبولیت حق برائے کسیکہ ایمان آرد کہ ایں انتفاع باسماع است یعنی بشنانیدن

بیان تفسیر آیہ وما انت بھادی العمی الخ کہ دریں از اعمی نابینا مراد است نہ معنی کہ از ابتداء اعمی از قرآن ثابت است ۔

بیان آنکہ اسماع برائے بعث مقصودی

اول یعنی مجازی برائے انتفاع باجابۃ الحق باسماع

است بدیہ کہ معنی مجازی صحت نفی و اثبات نمی یابد و معنی

حقیقت و مراد بمقصود ہمیشہ اثبات باسماع ثابت شود ۔

علی ما ذکر السبب مقام المسبب صحۃ للنفی والبعث
بثبوت متقدم ش فلیس عاما بلا خصوص بعث النبی
عم علی مقصود الذی یتعلق ببعث النبی عم.
اذ هو غیر مقصود هنا والنفی مخالف لثابت ای اسماع
الموتی بمعنی موضوع ولبداهۃ المقصود ومهمل البعث
ای بعث النبی عم لاسماع والاسماع علی البعث
هم وموتی ومن فی القبور هو جسد متعطل خصوص
العمل هنا ش اذ الموت علی مقصد تعطیل
من آثار الدنیا فالتعطل خاص عملا هنا م فیراد بها
الکفار استعارۃ علی المبالغۃ فی وجہ التشبیہ
بمعنی مجاز لبطلان معنی موضوع ش لموتی اذ
اسماع الموتی بمعنی موضوع ثابت م فاصح بتصریح اخ

ترجمہ بربنائی آنکہ سبب بجائی مسبب ذکر کردہ شد۔ تا ولیش بنا بر صحت است برائی نفی وبعث
بہ ثبوت متقدم۔ زیرا کہ اگر بعث ثبوت متقدم نباشد پس نفی ازچہ شود وصحتش نیز ثبوتش بنا بدیں
ایں اسماع عام یعنی بلا خصوصیت بعث نبی علیہ السلام بربنائی مقصودی کہ آں ببعث نبی
علیہ السلام متعلق می شود از انکہ او یعنی اسماع عام اینجا غیر مقصود است۔ وآں نفی مخالف
است ثابت را یعنی اسماع موتی را کہ بمعنی موضوع است وآں کفار بودند احیاء کہ می شنیدند۔ ومخالف
است برائی بداہت مقصود کہ بعث است از انکہ بعث نبی عم برائی اسماع حق است واسماع حق متوقف
بر بعث پس نفی ایں اسماع مخالف است بداہت بعث را کہ مقصود است۔ وہم مہمل بعث است از
بعث باعمال حق اسماع است ونفی اسماع اہمال بعث پس بربنائی معنی موضوع نفی اسماع چگونہ نباشد
آید۔ وموتی وہر کہ در قبور است او خبری است کہ خصوص عمل را اینجا متعطل است یعنی درین عالم
برزخ عمل برائی او مخصوص نیست از انکہ موت بر مقصد ومرادِ تعطیل است یعنی خالی گذاشتن جسد است
از آثار دنیا پس دریں جا تعطل از روی عمل خاص شدہ۔ پس از موتی کفار مراد شود بطور استعارہ بربنائی
مبالغہ در وجہ تشبیہ بمعنی مجاز برائی بطلان معنی موضوع کہ برائی موتی است از انکہ اسماع موتی بمعنی موضوع
ثابت است ودریں معنی تصریح میکنم بتصریح دیگر۔

بمعنی موتی از روی موضوع ومجاز۔

قال سبحانہ فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء
اذا ولوا مدبرین ۝ وما انت بہادی العمی عن
ضلالتہم ط ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فہم
مسلمون ۝ اعلم ان الاسماع بمعنی موضوع عام
من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع
ولا یختص بالمقصود الذی یتعلق ببعث النبی ع فما
یختص ش بالمقصود الذی یتعلق ببعث النبی
ع کما قال سبحانہ ان تسمع الا من یؤمن
بایتنا فہم مسلمون ۝ ہم ماول بمعنی مجاز ہو انفاع
باجابۃ الحق لمن یؤمن ش ای من ہو اہل باجابۃ
ایمان بالحق ہم بالاسماع علی ما ذکر السبب مقام المسبب ۔

ترجمہ فرمود سبحانہ در سورۂ روم رکوع پنجم فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء
اذا ولوا مدبرین ۝ وما انت بہادی العمی عن ضلالتہم ط ان تسمع الا من یؤمن
بایتنا فہم مسلمون ۝ یعنی پس ہر آئنہ تو مردہ را نمی تواں شنانید و نہ کر را تواں شنانید خواندن و
دعوت خود را آواز یا باشارت ہر گاہ کہ اوشاں پشت دادہ باز گردیدند ۔ و نہ تو نابینا را راہ نمائی از گمراہی
شاں ۔ نہ تواں شنانید تو مگر کسے را کہ بآیات ما ایمان می آرد پس ہماناں مسلمان اند ۔

بدانکہ اسماع بمعنی موضوع یعنی بشنانیدن و در گوش انداختن عام است از ہر مسمع یعنی ہر شنانندہ
و در گوش رسانندہ برائے ہر مستمع بمعنی موضوع یعنی ہر گوش دارندہ ۔ و آں اسماع بمعنی موضوع عام
مختص نشود بمقصودے کہ آں تعلق نمی دارد بہ بعث نبی علیہ السلام ۔ پس آنچہ کہ مختص نشود بہ
مقصودی کہ تعلق بہ بعث نبی عم دارد چنانچہ گفت سبحانہ ان تسمع الا من یؤمن
بایتنا فہم مسلمون ۝ یعنی تو نتواں شنانید مگر کسی را کہ بآیات ما ایمان می آرد و ہماناں اند
مسلمان آرندگان ۔ پس ہمیں معنی مختص ماول است بمعنی مجاز کہ او انفاع است باجابت حق برائے کسیکہ ایمان آرد
باسماع یعنی کسیکہ او اہل است بقبولیت ایمان بحق ۔ و ایں انفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن باسماع بر بنائے اصلی است کہ آنچہ سبب بجائے

تفسیر آیہ کریمہ لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء الخ

بیان معنی موضوع عام اسماع کہ بہ بعث مختص نہ شوند کہ ایں بحث بجز و آخر آیہ اظہر است

بیان تاویل معنی مختص اسماع بمعنی مجاز کہ او انفاع باجابت حق است بجہت سبب بجائے مسبب آمدہ ۔

فالانفاع قد یکون بالاسماع وقد یکون بالذی یفیدہ ش
ای الانفاع م فیشتمل معنًا بالاسماع علی غلبۃ المحاورۃ
بالاسماع فسوف تعرف بحجۃ قاطعۃ وان الموت قد یکون
بمعنی مجاز ای تعطل اذا الموت یعطل ک ما قال سبحانہ
کیف یحیی الارض بعد موتہا ای تعطلہا عن الاثبات
فیہا فالموتی متعطلون عن اجابۃ الحق لما فات عنہم
وقت اجابۃ الحق فلا یفیدہم الاسماع والذی یفیدہ الاجابۃ
فعلی ہذا مفعول ثان للاسماع متوسع بحذفہ فالموتی
بمعنی مجازہم الکفار استعارنا فی وجہ تعطلہم التام
عن اجابۃ الحق والصم بمعنی مجاز ای متعطلین عن استماع
ش ای استجابۃ م الحق والدعاء دعاء الرسول صلعم الی
الحق حقیقتًا او مجازًا ای ما یفہم بہ الدعوۃ کالاشارت ولکن
الصم یفید ہم الاشارت فلذا قال اذا ولوا مدبرین +

ترجمہ پس انفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن گاہی بہ اسماع میشود و گاہی بآں کہ انفاع را فائدہ دہد پس معنًا باسماع شامل شود بر بنائے غلبۂ وکثرتِ محاورہ باسماع وعنقریب در حجت قاطعہ مذکور شود خواہی شناخت۔ و بر آنکہ موت گاہی بمعنی مجاز شود یعنی تعطل از آنکہ موت معطل میکند چنانچہ گفت سبحانہ در سورۂ روم رکوع پنجم کیف یحیی الارض بعد موتہا یعنی زمین را چگونہ زندہ میکند بعد موت او یعنی تعطل او از اثبات کہ لازم است یعنی بعد معطل شدن او از رویدگی در و پس موتی آنند کہ از اجابت حق معطل اند یعنی خالی گذاشتہ شوندہ از آنکہ آنچہ وقت اجابت حق بود از ایشان فوت شد پس ایشان را اسماع و آنکہ فائدہ اجابت دہد مفید نخواہد شد پس بر بنائے ایں اجابت مفعول ثانی است برائے اسماع یعنی لا تسمع کہ بحذف خود متوسع است پس موتی بمعنے مجاز ہمان کفار اند بطور استعارہ در وجہ تعطل تام شان از اجابت حق و صم یعنی کر ہم بمعنی مجاز است یعنی معطلین از استماع حق یعنی از استجابت حق کہ خواست پذیرائی حق است۔ و دعاء خواندن رسول صلی اللہ علیہ وسلم است سوئے حق از روئے حقیقت یا از روئے مجاز یعنی آنچہ باو خواندن مفہوم شود چوں اشارت ولیکن صم کر اشارت آنہا را فائدہ نمیدہد پس بنابریں گفت اذا ولوا مدبرین یعنی ہرگاہ کہ آنہا پشت داده باز گردیدند +

بیان معنی موت و موتی و صم و دعاء و اجابت مجازا و حقیقتًا الخ

فالادبار بیان التولیۃ علی نہایتہ فاذا لا یفیدہم الاشارۃ وھما بمعنی مجازا ای انکار الحق غایۃ الانکار فھم الکفار استعارتا فی وجہ تعطلھم التام عن استماع الحق بالاسماع واستفادۃ الحق بالاشارۃ ✤ واعلم ان لا یتوقف الجزاء المقدم علی الشرط والمؤخر وھما بمعنی موضوع اذ لیس عدم اسماع الصم علی شرط التولیۃ والادبار بمعنی موضوع فالشرط بمعنی مجاز یشیر الی التعطل التام بمثلہ لا یستفیدون بالاشارت فی حالۃ الادبار یلزم ان الجزاء بمعنی مجازا استقامۃ المعنی بش ای لاستقامۃ المعنی ھو الھادی والعمی بمعنی مجازا ای ھادی الی الحق للعمی ای متعطلین عن اھتدائھم علی صراط مستقیم الحق

ترجمہ پس ایں ادبار یعنی پشت دادن بیان تولیت است بمعنی روگردانیدن بر نہائی نہایت او یعنی انتہائی روگردانی پشت دادن است کہ دریں ہنگام اشارت بایشاں ہم سود ندہد حالانکہ ہر دو ادبار و تولیت بمعنی مجاز اند یعنی انکار حق غایت انکار پس از روئی استعارہ ہماں کفار اند بوجہ تعطل تام شاں از استماع حق باسماع یعنی از گوش داشتن حق بکار محض شدہ کہ دعوت رسول بگوش شاں نداختن بوجہ تعطل تام شاں باجابت سود مند نیاید و ہم استفادہ حق باشارت یعنی باشارت ہم بوجہ تعطل تام خود از دعوت حق فائدہ اجابت حاصل نمی توانند ✤ و بداں اینکہ جزاء مقدم بر شرط موخر اینجا متوقف نمیشود در وقتیکہ ہر دو شرط و جزاء بمعنی موضوع باشند زیرا کہ عدم اسماع صم بر شرط تولیت و ادبار کہ ہر دو بمعنی موضوع آیند نیست یعنی تولیت و ادبار ہر دو چوں بمعنی موضوع آیند عدم اسماع صم در ینصورت بر شرط ہر دو نیاید از انکہ ایشاں خود بہ کری چوں نمی شنوند۔ در نتواں شنایندن شاں شرط تولیت و ادبار نہادن یعنی قید پشت دادہ روگردانیدن چہ نفع دہد۔ پس جزائی مقدم عدم اسماع صم بر شرط موخر تولیت و ادبار چگونہ متوقف گردد۔ پس ایں شرط بمعنی مجاز سوئی تعطل تام اشارت میکند بسبب آنکہ آنہا در حالت ادبار باشارت مستفید نتوانند یعنی فائدہ نمی بردارند و ازیں لازم شود اینکہ ہمانیہ جزا بمعنی مجاز است بنا بر استقامت برائی معنی۔ و ہادی و عمی ہم بمعنی مجاز است یعنی ہدایت کنندہ سوئی حق برائی نابینایاں کہ متعطل و بیکاراں اند از ہدایت یابی خود شاں بر صراط مستقیم حق ✤

والاعمى الضال لا يهتدي على صراط مستقيم بالاسماع
والاشارت والضلالة ضد الاهتداء فهم الكفار
استعارتا في وجه تعطلهم التام عن اهتدائهم على الحق
بالاسماع والاشارة فاختلاف التشبيه على اختلاف
كيفية المشبه والمشبه به فان تدبرت اصبت ان شاء
الله تعالى ش اي الموتى ليستمعون ولا ينفعون بالاسماع
بخلاف الصم لا يستمعون فلا ينفعون بالاسماع ولكن
يمكن ان ينفعوا بالاشارة فاشدون من الموتى في وجه
عدم الانفاع بخلاف العمي لا ينفعون بالاسماع والاشارة
فاشدون من الصم في وجه عدم الانفاع مه

ترجمہ: و اعمی گمراہ بر صراط مستقیم باسماع و اشارت راہ نمی یابد و ضلالت ضد اہتداست پس آنہا کفار اند بطور استعارہ در وجہ تعطل تام شاں از اہتداء خود شاں بر حق باسماع و اشارت یعنی آنہا ہماں کفار اند کہ از ہمہ موتی خود بر حق باسماع و اشارت چوں بالکلیہ بیکار و متعطل محض شدند در وجہ تعطل تام خود بطور استعارہ بموتی و صم و عمی نام نہادہ شدند۔ پس اختلاف تشبیہ بر اختلاف کیفیت مشبہ و مشبہ بہ است اگر فکر کنی برسی اگر خواست خدا تعالیٰ۔ یعنی حاصل اختلاف آنکہ موتی البتہ نمی شنوند باسماع نفع نمیگیرند بخلاف صم کہ آنہا نہ گوش دارند و نہ از اسماع نفع گیرند و لیکن امکان دارد کہ از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتی در وجہ عدم اسماع سخت تر اند و نہ از اسماع نفع گیرند و لیکن امکان دارد کہ از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتی در وجہ عدم اسماع سخت تر اند بخلاف عمی کہ آنہا باسماع و اشارت ہر دو نفع نمیگیرند پس از صم در وجہ عدم انتفاع سخت تر اند۔ پس حاصل معنی آیت کریمہ مذکورہ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ معنی مختص مجاز بطور استعارہ اند و وی تحقیق با تعلق نسبت بمعنی موضوع لہ میں برآمدند میفرماید او تعالیٰ کہ اے رسول من پس ہرآئینہ تو نتواں شنانید بہرہ مندی دعوۃ حق کفار مردہ دلاں را کہ گویا موتی اند و نہ تو بہرہ مند گردانی بشنانیدن بخواندن سوی حق بآواز یا باشارہ آں منکراں سخت را کہ گویا کر ہستند از پذیرائی و استجابت حق ہرگاہ کہ انکار حق را بغایت اظہار رسانیدند کہ گویا پشت دادہ روگرداندند۔ و نہ تو آں گمراہاں را براہ راست حق رہنما ہستی کہ از گمرہی خود بیکار محض و متعطل تام شدہ گویا نابینا آمدہ اند پس خواندن خود را کہ دعوت سوی حق است بآواز یا باشارہ تو کی تواں شنانید و بہرہ دنفع بداں دعوت نرسانی در راہ راست حق و انہائی کہ مبعوث نشدہ گوئندہ خبر نہا نیدہ مگر کسی را کہ ایمان آرد بآیات ما یعنی اہلیت قبولیت ایمان بحق دارد پس ہماں اند

اسلام آرندگان یعنی مسلمانان اند ۔

بیان اختلاف کیفیت تشبیہ موتی و صم و عمی بنا بر اختلاف مشبہ و مشبہ بہ۔ و بیان توفق و فرق۔ فیما بینہم

اصل ترجمہ آیت کریمہ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الخ

۲۰ الحجۃ القاطعۃ فی اسماء الساعۃ

۲۰ الحجۃ القاطعۃ

اعلم ان نفی اسماع الذی مذکور فی الایۃ الشریفۃ ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون ہ الایہ لا یمکن ان یکون بمعنی موضوع اذ الذی عام من کل مسمع لکل مستمع الذ بمعنے موضوع ولا یختص لمن یؤمن بل ھو شامل العموم فلا یصح النفی بعدم ثبوت متقدم ولا یصح الاستثناء لاثبات من منفی ونفی من عموم ولا یصح البعث فلا یصح العموم مخصوص الذی فی نظم لا حق نش ای الا من یومن بایتنا ہ یلزم ان نفی اسماع بمعنی مجازی الذی خاص

۲۰ بحث حجت قاطعہ در اعادت وسماعت وتحقیق وکرامت در وقت استماعت وفنا واسماع وسمع موتی الخ

ترجمہ الحجۃ القاطعۃ یعنی ایں حجت قاطعہ است کہ دلائل مخالفین قطع میکند ومی برد واز بیطور کہ فیصلہ کلی از وحاصل شود۔ بدانکہ نفی اسماع کہ دریں آیت شریف ان تسمع الا من یومن بایتنا فھم مسلمون الآیہ مذکور است ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد از انکہ معنی موضوع عام است از ہر شنانندہ برائی ہر گوش دارندہ آنکہ ہر دو بمعنی موضوع باشد۔ واین معنی موضوع برائی کسیکہ ایمان می آرد خاص نمی شود بلکہ او عام را شامل است۔ پس ایں نفی بسبب عدم ثبوت متقدم درست نیاید۔ ونہ ایں استثناء بنا بر اثبات از منفی ونفی از عموم راست شود۔ ونہ ایں بعث کہ باسماع حق است صحت پذیرد۔ پس عموم درست نباشد۔ از انکہ نفی را ثبوت متقدم باید کہ از و نفی کردہ آید ودر صورت نفی اسماع عام از ہر مسمع ومستمع ثبوت متقدم ثابت نہ شود کہ از و ایں نفی کردہ شود پس ایں نفی چگونہ درست آید۔ واستثناء مفید حصر وتحقق است کہ در موجود باشد نہ در معدوم وموجود ثابت بہت پس استثناء حصر وتحقیق کند برائی آنچہ کہ در و از اثبات است نہ از نفی وایں نفی از عموم است پس اثبات وتحقق او از و چگونہ شود واستثناء چگونہ راست آید۔ وبعث برائی اسماع حق است واسماع بر و متوقف ودر نفی عام او اہمال بعث پس چگونہ صحت پذیرد حالانکہ بعث برائی ایمان آرندگان ظاہر است لہذا نفی عام مخالف ہدایت وظاہر است بمقابلہ ہدایت مقصود ایں عموم نفی اسماع بمعنی موضوع درست نباشد۔ وخصوصیکہ آں در نظم لاحق است یعنی الا من یؤمن بایتنا لازم میکند کہ ہر آئنہ نفی اسماع بمعنی مجازی است چنانکہ خاص است برائے کسیکہ ایمان می آرد

بیان آنکہ نفی اسماع عام از یہ کریمہ ان تسمع الا من یومن الخ ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد

لہ من استقامۃ المعنی ھو انفاع باجابۃ الحق لمن یؤمن
ش ای من ھو اھل باجابۃ ایمان بالحق م بالاسماع
و بالذی یفیدہ فھم مسلمون علی التاثیر والتاثر فحینئذ
یصح ش بالخصوص م مما لا یصح ش بالعموم ای
النفی والاستثناء والبعث م ومفعول لا تسمع متروک
وھو الموتی والصم والعمی وھم الکفار علی خصوص المحل من
نظم سابق بمعنی مجاز فحاصل الکلام الشریف ان ما
بعثت مسمعا و ھادیا الا لمن یؤمن ای من ھو اھل باجابۃ
ایمان بالحق فقولہ لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی
القبور ولا تسمع الصم وما انت بھادی العمی کقولہ تعالی
لست علیھم بمصیطر وما انت علیھم بوکیل واللہ تعالی اعلم بالصواب
وآلہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لمحی الموتی ومسمع الصم ومبصر
العمی ولو بمعنی موضوع او مجاز باعجازہ صلعم فکیف النفی

ترجمہ و ایں اختیار معنی مجاز بنا بر استقامت معنی است و او انفاع است باجابت حق برای کسیکہ ایمان
آرد یعنی کسیکہ او اہل است باجابت ایمان بحق باسماع و بآں کہ او را مفید باشد پس ہمانان اسلام آرندگان
بر بنائی تاثیر و تاثر یعنی اثر کردن و اثر گرفتن از قول و فعل مسمع بحق۔ پس در ینحالت بخصوص درست
آید آنچہ بعموم راست نشود یعنی نفی و استثناء و بعث۔ و مفعول لا تسمع بحذف خود متوسع است و
آں موتی و صم و عمی است و آنہا کفار اند بر بنائی خصوص محل از نظم سابق بمعنی مجاز۔ پس حاصل کلام شریف
آنکہ بتحقیق ما بعثت مسمعا و ھادیا الا من یؤمن ای من ھو اھل باجابۃ ایمان بالحق یعنی
برانگیختہ نشدہ شنانندہ و رہنما مگر کسی را کہ ایمان آرد یعنی کسیکہ او اہل باشد بقبولیت ایمان بحق۔ پس قول او تعالی
لا تسمع الموتی۔ وما انت بمسمع من فی القبور۔ ولا تسمع الصم۔ وما انت بھادی العمی
ایشان ہمچو قول او است تعالی کہ در سورۂ غاشیہ رکوع اول پارہ عم است لست علیھم بمصیطر یعنی بر آنان
یعنی داروغہ و برگماشتہ نیستی۔ و ہمچو در سورہ انعام رکوع سیزدہم وما انت علیھم بوکیل یعنی وکیل نیستی تو ایشان را
واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ حالانکہ آمنہ او صلی اللہ علیہ وسلم الیتہ موتی را زندہ کنندہ است۔ و کر را
شنوانندہ۔ و نابینا را بینا کنندہ اگرچہ بمعنی موضوع باشد یا بمجاز باعجاز خود پس چگونہ باشد نفی ایں

بیان آنکہ اسماع بمعنی انفاع
باجابۃ حق کسی را کہ اہل است

بیان حاصل معنی آیت
ان تسمع الا من یؤمن

بیان آنکہ او صلعم آرندہ
موتی است

اعلم ان کلام البعض فی نفی السمع والاسماع للموتی بمعنی موضوع باستدلال الآیۃ الکریمۃ وللموتی حالۃ معروفۃ فی السمع والاسماع وتعلق الروح بالجسد بکیفیۃ اخری عن اولی کیف یشاء اللہ تعالی فلما لم یثبت النفی فی الوجہ المخصوص ش ای فی السمع والاسماع للموتی بمعنی موضوع لوجود حالۃ معروفۃ للموتی وعدم دلالۃ الآیۃ الکریمۃ علیہ ای النفی م بقی الثبوت العام ش فی السمع والاسماع وللحیوۃ بمعنی موضوع م علی حالہ وما ذکر ش فی البعض م نفی اسماع من مسمع بمعنی مجاز الذی قد ثبت لا اسماع بمعنی موضوع الذی قد ثبت فکیف نفی سمع من سامع وتعذر اسماع ش مسمع م لانہ لم یتعذر سمع ش سامع م

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ کلام بعض در نفی سمع واسماع برائے موتی بمعنی موضوع باستدلال ایں آیت کریمہ است حالانکہ برائے موتی در سمع واسماع حالت معروف است ہمچنانکہ در احادیث آمدہ و تعلق روح بجسد برائے موتی بکیفیت دیگر است از اولی کہ ہمچنان است کہ خدا تعالی میخواہد۔ و ہرگاہ کہ ثابت نشد ایں نفی در ہیئت مخصوص یعنی در سمع واسماع برائے موتی بمعنی موضوع بنا بر بودن حالت معروفہ برائے موتی و بنا بر نبودن دلالت آیت کریمہ بریں نفی کہ وجوہش ذکر کردہ آمد۔ باقی ماند آں ثبوت کہ عام است در سمع واسماع اگرچہ ہست برائے زندہ و مردہ بمعنی موضوع بر حال خود۔ و آنچہ در بعض ذکر کردہ شد نفی اسماع است از مسمع بمعنی مجاز آں کہ تحقیق ثابت آمدہ از بعض بتخصیص الا من یؤمن۔ نہ نفی اسماع است بمعنی موضوع از بعض کہ آں ہم بتحقیق ثابت شدہ است بعض بنفی خاص از عموم ثابت بمعنی موضوع و بودہ نفی از کجا آمد بدون ثبوت متقدم۔ پس چگونہ است نفی سمع از سامع یعنی نفی شنیدن از شنوا بعض۔ و تعذر اسماع مسمع لازم نمی آرد تعذر سمع سامع یعنی معذور ہی شنوا نیدن شنا نندہ شنیدن شنوا را معذوری لازم نمیکند۔

بیان آنکہ سمع واسماع برائے موتی حالت معروف است و نفی سمع بحیثیت کیفیت دیگر مقابل ایں حالت

وَاِن قیل یمکن ان لا یعیوا ولا یسمعوا فی وقتٍ ش ای بعض وقتٍ م لعدم العصمۃ والحفظ یحتمل سلبہ فلا دلیل علی نفی الاعانۃ والسماعۃ وسلب الحفظ فی الوقت ش ای وقت الاستعانۃ والنداء م وھذا الاحتمال الی النہایۃ یلزم نفیھما ش الضمیر الی الاعانۃ والسماعۃ وھما من الکرامۃ او الی الحفظ والکرامۃ م فی کل وقتٍ وھذا خلاف الثابت والجزء ش ای ادعاء ان یمکن ان لا یعیوا ولا یسمعوا فی وقتٍ م من الکل ش ای ھذا الاحتمال الی النہایۃ یلزم نفیھما فی کل وقتٍ م واِن قیل یمکن ان یعیوا ویسمعوا فی وقتٍ بوجود الحفظ والحفظ یحتمل ثبوتہ لتقدمہ من السلب فالثبوت اقوائی ش لان الثبوت مقدم علی السلب وفی الجواز جانب اول قوائی لوجودہ وھو الثبوت م فدلیل امکان الاعانۃ والسماعۃ موجود فی الوقت

مطلب وان قیل یمکن ان لا یعیوا ولا یسمعوا فی وقتٍ ش

ترجمہ۔ واگر گفتہ شود اینکہ مدد نہ کردن و نشنیدن ایشاں در وقتی چند از اوقات ممکن باشد بسبب عصمت نبودن در اولیاء۔ وحفظ کہ احتمال دارد سلب خود را۔ پس نیست دلیلی بر نفی اعانت و سماعت و بر سلب حفظ در ہیچ وقت یعنی وقت استعانت و ندا۔ و ایں احتمال تا نہایت وانتہا نفی ہر دو در ہر وقت لازم آرد یعنی نفی اعانت و سماعت در ہر وقت گذرا نکہ ایں ہر دو از کرامت اند پس کرامت کجا ماند یا ایں احتمال نفی حفظ و کرامت کند کہ مراد از ہر دو یا ایں ہر دو باشند۔ و ایں امر خلاف ثابت است و جزء است از کل یعنی دعوی کردن امکان نشنیدن و مدد نکردن در وقتی چند ایں جزء است از کل یعنی ازیں احتمال تا نہایت کہ نفی ہر دو لازم آرد در ہر وقت۔ واگر گفتہ شود کہ مدد کردن و شنیدن در وقتی بوجود حفظ یعنی در وقت یافتہ شدن حفظ ممکن باشد۔ ہر وقت حال اینکہ حفظ محتمل ثبوت خود باشد بسبب تقدم او از سلب۔ پس ایں ثبوت قوی تر است از انکہ ہر آئینہ ثبوت مقدم است بر سلب۔ و در جواز جانب اول قوی است بسبب وجود او و او ثبوت است پس دلیل امکان اعانت و سماعت در ہر وقت

بحث ۲۱ آنکہ اگر گفتہ شود کہ مدد نکردن و نشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمت او باحتمال سلب حفظ باتفصیل جواب ش

بحث ۲۲ آنکہ اگر گفتہ شود یا ی کردن و نشنیدن در وقتی ممکن است باحتمال حفظ مع جواز ثبوت حفظ بعقل و نقل تفصیلاً۔ الخ

ش ای وقت الاستغاثۃ والنداء م وھذا الاحتمال الی النہایۃ یلزم ثبوتھما ش الضمیر الی الاعانۃ والسماعۃ وھما من الکرامۃ او الی الحفظ والکرامۃ م فی کل وقت وھذا ھو الثابت والجزم ش ای دعوی ان یمکن ان یعینوا او یسمعوا فی وقت م من الکل ش ای من ھذا الاحتمال الی النہایۃ یلزم ثبوتھما فی کل وقت م فالقول علی قولہ سبحانہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ویثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ وان اللہ لا یخلف المیعاد الایۃ فکیف یحتمل سلب الحفظ وفی زاد اللبیب وخزانۃ الجلالی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور الحدیث

ترجمہ یعنی وقت استغاثت و ندا موجود است ۔ و ایں احتمال تا غایت و انتہا ثبوت ہر دو لازم کند در ہر وقت یعنی ثبوت اعانت و سماعت کہ ہر دو از کرامت اند یا ثبوت حفظ و کرامت ۔ و ایں ہمہ ثابت است و جزم است از کل یعنی دعوی امکان اعانت و سماعت در وقتی ۔ ایں جزم است از کل یعنی ازیں احتمال کہ تا نہایت لازم کند ثبوت ہر دو در ہر وقت ۔ پس ایں قول بر بنائے قول او سبحانہ است در سورۂ یونس رکوع ہفتم الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ھو الفوز العظیم یعنی باگاہ ہر آئینہ اولیائے خدا اند کہ برآنان نہ خوف است و نہ ایشاں اندوہگین شوند ہمانا مژدہ دادہ شدہ ایشاں را در زندگی دنیا و در آخرت ۔ کلمات خدا را تبدیلے نیست ۔ ایں ہمو فوز عظیم یعنی رستنی بزرگ است ۔ و اینکہ در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم است ویثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ وان اللہ لا یخلف المیعاد الایۃ یعنی ثابت و برجا دارد خدائے بزرگ آنانرا کہ ایمان بقول ثابت آوردند در حیات دنیا و در آخرت ۔ و ہر آئینہ خدائے برتر خلاف نمیکند میعاد را یعنی وعدہ کردہ را الخ ۔ پس چگونہ اکنون محتمل باشد سلب حفظ ۔ و در زاد اللبیب وخزانۃ جلالی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ در امور حیران و سرگشتہ شوید پس استعانت جویید از اہل گور یا مدد خواہید تا آخر حدیث ۔

بیان استعانت از اہل قبور بحدیث ۔ و نقل ابن حجر ۱۲ منہ عفی عنہ

ثبوت کرامت و ثبوت حفظ و سماع ۔ منہ عفی عنہ

ش فارجع الاسلام محمد الغزالی کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی
وفی المختصر الطیبی واما الاستمداد باھل القبور فقد انکرہ بعض الفقہاء وان
کان الانکار بانہ لا سماع لھم ولا علم لھم ولا شعور بالزائر واحوالہ فقد
یثبت بطلانہ وان کان بانہ لا قدرۃ لھم ولا تصرف لھم فی ذلک الموطن
حتی یمدوا بل ھم محبوسون عن ذلک ومشغولون بما عرض لانفسھم
من المحنۃ فلیس ذلک کلیا خصوصا فی شان المتقین الذین ھم اولیاء اللہ +
فیمکن ان یحصل لارواحھم عند الرب من القرب فی البرزخ والمنزلۃ والقدرۃ
علی الشفاعۃ والدعاء وطلب الحاجت لزائریھم المتوسلین بھم کما یحصل
یوم القیمۃ انتہی صرفیا ایھا الغافلون الا تنبھون علی الحق واعلم ان
الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ ففی الحادث الخارج خارجا

مطلب ان الاعجاز والکرامۃ محیطان من بدایۃ الی نہایۃ

ش ای فمحیطان فی الوجود الحادث الخارج من الذھن خارجا ص وفی
الحادث الذی ذھنا ش ای ومحیطان فی الوجود الحادث الذھنی ذھنا ص علی مرکزیتھما اصلا

ترجمہ کہ گفت حجۃ الاسلام محمد غزالی رح ہر آنکہ در حیات خود مدد خواست شود بعد وفات خود مدد خواستہ شود۔ تا آخر شد۔ و در مختصر طیبی ہست۔ ولیکن باری خواستن باہل گور ہا پس تحقیق انکار کردہ اند او را بعض فقہا۔ پس اگر این انکار بآن ہست کہ برائے اہل قبور سماع نیست نے علم است برائے شاں و نہ شعور است بزائر و احوال او پس تحقیق ثابت میشود بطلان او۔ و اگر این انکار بآں ہست کہ برائے شان قدرت نیست و نہ تصرف ہست شاں را در ایں وطن کہ مسکن شان ہست تا آنکہ یاری دہند بلکہ ایشاں محبوس اند و باز داشتہ شدہ از ایں و مشغول اند بآنچہ کہ پیش آمدہ شد برائے نفسہائے شاں از محنت۔ پس ایں از روئے کلی نیست خصوصاً در شان پرہیزگاراں کہ آں ہمانند اولیائے خدا اند و آیات کریمہ بالا ذکر کردہ آمدند + پس ممکن است اینکہ حاصل باشد ارواح شاں را نزد رب از قرب و نزدیکی در برزخ۔ و منزلت و قدرت بر شفاعت۔ و در عاء و طلب حاجت برائے زائرشاں کہ توسل کنندگاں و وسیلہ گیرندگاں اند بایشاں چنانچہ حاصل خواہد شد روز قیامت انتہی۔ یعنی تمام شد قول ملتقا مختصر طیبی + پس اے غفلت کنندگاں آیا بیدار و ہشیار نمی شوید بر حق و بر آنکہ ہر آئینہ اعجاز و کرامت ہر دو از ابتدا تا انتہا محیط و فراگیرندہ اند پس محیط اند در وجود حادث کہ خارج از ذہن ہست از روئے خارج۔ و محیط اند در وجود حادث آنکہ ذہنی است از روئے ذہن بر بنائے مرکز بودن ہر دو۔ بطور اصل

بیان ثبوت استمداد علماء و مشورت در امور از اہل قبور خصوصاً از اولیاء اللہ از مختصر طیبی +

بحث ۳ کہ اعجاز و کرامت ہر دو از ابتدا تا انتہا محیط اند خارجاً و ذہناً اصلی و ذاتاً مرکزاً و ذہناً

محیط اند در وجود حادث خارجی و ذہنی با نقطہ مرکز خود قدیم قدیماً اند نکتہ اشراقی قدیمہ الہیہ اند باثریت خود بر انہا دال اند +

ش ای المرکزیۃ لیست بتبع فللانبیاء علیہم السلام مرو ذاتا ش ای المرکزیۃ لیست بعرض فللانبیاء علیہم السلام مرو عرضا وتبعا ش ای المرکزیۃ لیست باصل وذات فللاولیاء مرو فی الذہنی القدیم من مصداق متقدم وہو من افعال اللہ تعالی قدیما یدلان علیہا باثریتہما منہا فی العالم کما نبہ اللہ تعالی فی سورۃ ابراہیم اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِیْٓ اُکُلَہَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ ۣ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَہَا مِنْ قَرَارٍ ۝ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ وَیَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝

ترجمہ یعنی ایں مرکزیت بطور اصل است کہ نیست بتبع و ازیں رو ذات است نہ بعرض پس ایں مرکزیت اصلی و ذاتی برائے انبیا علیہم السلام است۔ و مرکزیت بطور عرض و تبع کہ اصلی و ذاتی نیست پس ایں برائے اولیا است رضی اللہ عنہم۔ یعنی اعجاز و کرامۃ ہر دو بنائے مرکزیت خود محیط انداز ابتدا تا انتہا بما تحت مرکز خود ہر جود حادث خارجی را کہ خارج از ذہن است در خارج و ہر جود حادث ذہنی را در ذہن خواہ باعتبار اصل کہ تبع نباشد و ایں اعتبار اصلیت مرکز بوجہ اولوالعزمی و نبوت است۔ و خواہ باعتبار ذات کہ عرض نباشد و ایں احاطت مرکزیت بوجہ نبوت بلا واسطہ بغیر اولوالعزمی۔ و خواہ باعتبار عرض و تبع کہ ہمچو اولی اصلی و ذاتی نیست بلکہ عرض و تبع او است۔ پس مرکزیت اصلی و ذاتی برائے انبیا اولوالعزم و غیر اولی عزم است۔ و مرکزیت عارضی و تبعی در تحت اصلی و ذاتی بعرض و تبع ہر دو نوع انبیا برائے اولیا و امداد است کہ ہر دو جود حادث خارجی و ذہنی ما تحت مرکز خود را محیط است از ابتدا تا انتہا۔ و در ذہنی قدیم ایں اعجاز و کرامت از مصداق متقدم اند کہ او از افعال خدائے تعالی است از رو قدیم کہ دلالت میکنند بریں افعال ہر دو اعجاز و کرامت باثریت خود کہ ازاں افعال است دریں عالم۔ یعنی اعجاز و کرامت دریں عالم اثر افعال قدیمہ الٰہیہ اند کہ باثریت خود از انہا بریں افعال قدیمہ او تعالی دلالت می نمایند و او اسطہ مصداق متقدم کہ او ازیں افعال است در ذہنی قدیم انداز رو قدیم۔ چنانچہ آگہی داد خدائے برتر در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ الخ یعنی آیا ندیدی چگونہ زد خدائے برتر مثل زدہ است یعنی بیان کردہ است و آن نیست کہ کلمہ طیبہ ہمچو درختے است طیبہ یعنی پاکیزہ کہ منبع او ثابت و مضبوط است و شاخہائے او در آسمان اند۔ سیدہد ثمرہا خود بحکم پروردگار خود ہر وقت و میزند خدائے برتر برائے آدمیاں مثلہا شاید و خواہد زد شاید کہ ایشاں یاد آرند و تامل کنند۔ و مثل کلمہ خبیثہ یعنی سخن گندہ و پلید ہمچو درخت پلید و گندہ است کہ برکندہ شدہ است از بالائے زمیں کہ نیست او را ہیچ قرار۔ ثابت و مضبوط میدارد خدائے برتر آناں را کہ ایمان آوردند بقول ثابت در حیات دنیا و آخرت۔ و گمراہ میکند خدائے برتر ظالم کنندگاں را۔ و میکند خدائے برتر ہر چہ خواہد +

تفسیر کریمہ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ الخ وما فیہ من الحدیث الشریف +

بحث تفسیر کریمہ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ الخ وما فیہ من الحدیث الشریف +

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَبِشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ شَخْصُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلْعَمْ رُوْحًا وَاِنْ قِيْلَ الْقُرْاٰنُ الْمَجِيْدُ وَمُحَمَّدٌ صَلْعَمْ اَقْرَبُ لِلْاَوَّلِ وَلٰكِنْ لَا يَنْطَبِقُ التَّمْثِيْلُ كَمَا حَقَّهُ لَانَّ شْ اَيِ الْقُرْاٰنُ الْمَجِيْدُ مْ تِبْيَانٌ مِّنْ عَوَارِضِهٖ صَلْعَمْ فِيْ وَجْهٍ لَا مِثْلُهٗ صَلْعَمْ وَفِيْ وَجْهٍ عَكْسُهٗ شْ اَيْ مُحَمَّدٌ صَلْعَمْ تِبْيَانٌ لِّلْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ مَصْدَاقًا مِّنْ عَوَارِضِهٖ صَلْعَمْ مْ بِخِلَافِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُهٗ وَصْفًا وَنَعْرِيْضٌ لَّهٗ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنْ ضَرْبِ الْمَثَلِ فَكَانَ مُصَدِّقًا لِّمَسْلُوْبَاتِ مَنْفِيَّةِ الْاُلُوْهِيَّةِ اِنْتِزَاعًا مِّنْهُ صَلْعَمْ وَوُجُوْدًا بِهٖ صَلْعَمْ وَدَلِيْلًا عَلٰى مَوْجُوْدَاتٍ مُّنَزَّهَةٍ مُّثْبِتَةٍ لِّلْاُلُوْهِيَّةِ مُظْهِرًا بِهَا شْ اَيْ بِالْمَوْجُوْدَاتِ الْمُنَزَّهَةِ مْ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

ترجمہ آیا ندیدی سوی آناں کہ نعمت واحسان خدا بکفر وناشکری بدل کردند وفرود آوردند قوم خود را بدار ہلاکی یعنی بجہنم کہ سرائے کہ دراں ہلاکی وخرابی است۔ وآں جہنم است۔ درآیند اورا یعنی بنشینند بآں۔ واین جایگاہ خراب است۔ بدانکہ مراد بکلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ است وبشجرہ طیبہ تشخص روحی حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم است۔ واگر گفتہ شود کہ قرآن مجید ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک تر است برآ اول ولیکن این تمثیل چنانکہ باید منطبق نشود ازانکہ قرآن مجید تبیان وشرح است از عوارض او صلعم وزوے کہ از عوارض شرح آمدہ نہ مثل او صلعم است بتمامہ در وجہی ولیکن او است یعنی محمد صلعم تبیان وشرح است برآ قرآن مجید از روے مصداق از عوارض خود صلعم بخلاف لا الٰہ الا اللہ ازانکہ محمد رسول اللہ از روے وصف مثل او است ونعریض است برآ او وہمیں مقصود است از بیان مثل۔ پس او صلعم مصداق باشد برائے مسلوبات منفیۃ الالوہیت یعنی مسلوبائی کہ از الوہیت نفی کردہ شدہ واند صلعم منتزع آمدہ واز روے وجود یافتہ او صلعم اند۔ واو صلعم دلیل باشد بر موجودات منزہہ کہ مثبت الوہیت اند ازاں مظہر بآں موجودات منزہہ یعنی آں موجودات کہ منزہ وپاکیزہ آمدہ واز انہا اثبات الوہیت شدہ۔ مراد آنکہ او صلعم مصداق دلیل عیسیٰ بر امور مسلوبات منفیۃ الالوہیت وبر موجودات منزہہ مثبتۃ الالوہیت از روے استنزاع ووجود از وی یافتہ شدہ۔ واز روے مظہریت بموجودات منزہہ پس انطباق تمثیل کلمہ طیبہ باو صلعم بنا بر مظہریت موجودات التزام مسلوبات کلی وتمام مشیۃ بخلاف قرآن مجید کہ او فقط شرح وتبیان عوارض او صلعم است وباعتبار مصداق از عوارض خود او صلعم تبیان قرآن مجید واقع شود۔ پس قرآن مجید بہ تمثیل چگونہ انطباق یابد بمسلوبات وموجودات کہ او صلعم نیز بہمہ مسمّٰی آمدہ حالانکہ قرآن مجید صرف بیان عوارض او صلعم است۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی بیخ آں شجرہ پاکیزہ ثابت ومضبوط است۔

بیان آنکہ مقصود از مثل مثال وصفی وتعریض است۔

بیان آنکہ شجرہ طیبہ از تشخص روحی او صلعم است وقرآن مجید کہ او بیان عوارض او صلعم است وقیاس او۔

فی موجوداتٍ قدیمۃٍ من حیثِ انتزاعِھا التضمنی منھا ففی ترکِ
المستقرِّ اشارۃٌ الی اَنْ لا مکانَ لہ وقرعُھا فی السَّمآءِ من حیثِ تمکّنِھا
فی عالمِ الشھودِ اشارۃٌ الی توسعِھا وانّ کلًّا من سفلیاتٍ یستفیضون من
علویاتٍ وھما فی تضمنہ انتزاعًا منہ صلعم تؤتی اُکلَھا ای اثمارَھا ھی
ما یترتّبُ من تضمنِھا من اضافاتِھا اختیاریۃٌ او اضطراریۃٌ بتوسع مفعولٍ فی کلِّ حینٍ
فی الدنیا والاخرۃ باذنِ ربِّھا تعالی کما یشاء فمن الاذنِ جوازُ
اختیارِ مضافٍ ش من اللہ تعالی ای غیرِ مستقلٍ ھ فی الایتاءِ
وسلبہ لتشریفھا وتعظیمِھا وتوافقُ الاذنِ مقصودٌ فلا یظھرُ خلافُہ
وورد فی الحدیثِ الصحیحِ اِنّما اَنا مُبلِّغٌ واللہُ یھدی واِنّما اَنا قاسمٌ واللہُ
یُعطی ذکرہ السیوطی فی الجامعِ الصغیرِ

ترجمہ در موجوداتِ قدیمہ از حیثیتِ انتزاعِ تضمنی آں شجر ازاں موجودات قدیمہ۔ و در ترکِ مستقر
و قرارگاہ ایں شجر اشارت است سوئے آنکہ او را مکانے نیست یعنی ایں لامکانی است۔ وقرعُھا فی السّمآءِ یعنی
و شاخہائی او در آسمان اند از حیثیتِ تمکّن یعنی جائے گرفتن و قائم شدنِ او در عالم شہود کہ اشارت است سوئے توسع او
و آنکہ ہر آئینہ از سفلیات اند بتمامہ از علویات مستفیض اند و فیض میگیرند و ایں ہر دو در تضمن او بطور انتزاع از وصلعم
مستفیض اند ایں رو اشارت است سوئے علویات آمد تؤتی اُکلَھا یعنی میدہد ثمرہائے خود۔ و آں آنچہ کہ مترتب میشود از
تضمن شجر از اضافات او بطور اختیاری یا اضطراری ہر آنکس را کہ میخواہد۔ بتوسع مفعول دوم بحذف او فضلہ آں
کہ متعدی بدو مفعول است۔ کلَّ حینٍ یعنی ہر وقت در دنیا و آخرۃ۔ باذنِ ربِّھا بحکم پروردگار خود کہ بر راست
آنچہ کہ او میخواہد۔ و ایجاد اذن مضاف است سوئے رب۔ و ایں اختیار باجازت است از خدائے تعالی یعنی غیر مستقل است پس ایں اذن
مقصود جواز اختیار مضاف است یعنی اختیار یکہ نسبت داده شده از خدائے بر تر است کہ غیر مستقل است در ایتا و سلب او
یعنی دادن و باز گرفتن و ہمیں بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک کہ او صلعم و مقصود توافق اذن است از آنکہ اذن جواز
اختیار را میخواہد کہ از و تعالی اجازت اختیار است و جواز اختیار دادن و باز گرفتن ہر دو را شامل است۔ پس در دادن و باز
گرفتن از اذن جواز اختیار مقصود است و ایں بنا بر تشریف و تعظیم شجرۂ مبارک است کہ او صلعم اند۔ و اذن بنا بر موافقت
میباشد نہ در خلاف لہذا توافق در و لازمی است و ہمیں توافق اذن است کہ مقصود است پس ان پروردگار باذن او صلعم موافق آمد
پس خلافش ظاہر نخواہد شد۔ و در حدیث صحیح وارد شدہ اِنّما اَنا مُبلِّغٌ الخ یعنی جز ایں نیست کہ من رساننده ام و خدائے تعالی
و ایں نیست کہ من قسمت کنش کنندہ ام و خدائے کریم بخشش میکند۔ ایں حدیث را سیوطی در جامع صغیر ذکر آورده

بیان آنکہ او صلعم با وصف آنکہ مبلغ است بحکم خدائے تعالی
موجودات قدیمہ و ایجاد اذن او صلعم در ایتاء و سلب
سفلیات از علویات موجود است

بیان آنکہ اذن جواز اختیار است بدادن و باز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری و اضطراری ہر دو در ایں زمان برائے ہر موجود است و ذکرش بنا بر تشریف و تعظیم او صلعم است

اِعْلَمْ اَنَّ التَّبْلِیْغَ وَالْھِدَایَۃَ وَالْقِسْمَۃَ وَالْاِعْطَاءَ عَامُّ الْمَفْعُوْلِ بِمَا صَدَرَ
عَنِ الْفَاعِلِ وَبِمَا صَدَرَ عَلَیْہِ لِمَرْکَزِیَّتِہٖ صلعم لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ دَلَالَۃَ النَّظْمِ
ش قَالَ ابْنُ الْحَجَرِ الْمَکِّیُّ فِیْ شَرْحِہٖ عَلَی الْھَمْزِیَّۃِ اِنَّ النَّبِیَّ صلعم ھُوَ
الْخَلِیْفَۃُ الْاَعْظَمُ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ جَمِیْعِ شُیُوْنَاتِہٖ لَا سِیَّمَا فِیْ قِسْمَۃِ الْاَرْزَاقِ
وَالْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ وَالطَّاعَاتِ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ فِی الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ اِنَّمَا اَنَا
قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ + وَلِاَجْلِ ھٰذَا عَدُّوْا مِنْ خَصَائِصِہٖ اَنَّہٗ اُعْطِیَ
مَفَاتِیْحَ الْخَزَائِنِ انتہی + وَفِی اللُّؤْلُؤِ الْمُطَھَّمِ بَیْنَ جَوَاھِرِ الْمُنْظَمِ اَنَّہٗ
خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ کَرَمِہٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِہٖ طَوْعَ
یَدَیْہِ وَاِرَادَتِہٖ یُعْطِیْ مِنْھَا مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ مِنْھَا مَنْ یَّشَاءُ وَالْعَالِمُ
بِالصَّوَابِ ھُوَ اللّٰہُ انتہی ھ وَقَالَ سُبْحَانَہٗ لِسُلَیْمَانَ عم ھٰذَا عَطَآؤُنَا
فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ الْاٰیَۃَ مُتَوَسِّعَۃً لِمَعَانٍ +

ترجمہ بدانکہ ہرآئنہ دریں حدیث تبلیغ یعنی رسانیدن وہدایت یعنی راہ نمودن وقسمت یعنی بخش وبہرہ
کردن واعطا یعنی بخشایش نمودن ازروئے دلالت نظم عام المفعول است یعنی ہریک مفعول خود وعام ہمی خواہد اینکہ
باآنچہ کہ صادر شد از فاعل وباآنچہ کہ آں دریں صدور یافت بنابر مرکزیت او صلعم برائے ہر موجود یعنی ہرچہ کہ از فاعل حقیقی صادر
شد وہرچہ کہ آں دریں صادر شد ایں ہر دو تبلیغ وہدایت وقسمت واعطاء ہریک را عام مفعول است بنابر مرکز بودن او
صلعم برائے ہر موجود۔ مراد آنکہ او صلعم رساننده وبہرہ بخش وہادی ومعطی است برائے ہر موجود ہرچہ بود از خدائے فاعل صادر
شد وہرچہ کہ دریں آں صدور یافت بنابر مرکزیت او صلعم کہ برائے ہر موجود است۔ گفت ابن حجر مکی در شرح خود کہ بر ہمزیہ است
کہ ہرآئینہ نبی صلعم کہ او خلیفہ اعظم از خدائے برتر است در ہمہ شیونات یعنی در ہمہ مخلوقات بر ہمہ حالات خصوصاً در قسمت ارزاق
وعلوم ومعارف وطاعات۔ واز ایجاست کہ گفت دریں حدیث صحیح اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ یعنی ہمیں است کہ من
بخش کنندہ ام وخدا می بخشد۔ واز ایں روشمار کردند از خصائص او صلعم اینکہ او صلعم کلیدہا گنجینہا داده شد۔ آخر شد قول ابن
حجر مکی۔ ودر کتاب لولوء المطہم بین جواہر المنظم است کہ او صلعم خلیفہ اعظم خدائے برتر است آنچناں کہ گنجینہائے کرم خود وخوانہائے
نعمتہائے خود را تعالی فرمانبردست او وارادہ او صلعم گردانید انہا ہرکرا میخواہد بخشش میکند وہرکہ را نخواہد باز میدارد خدا
داننده بصواب ہواست خدائے برتر انتہی + وفرمود سبحانہ در سورۂ ص رکوع سوم آ فریدگار سلیمان علیہ السلام ھٰذَا عَطَآؤُنَا
فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی ایں بخشش ماست پس تو منت بنہ بدادن یا باز دار بغیر حساب۔ ایں آیۃ متوسع است معنیہا را +

بیان تفسیر ہویت مرتبہ انا مبلغ وانا مہدی وانا مقسم وانا معطی کہ مرکزیت صلعم
مرتبہ تبلیغ وہدایت وقسمت واعطا ہست وخلیفہ اعظم ہست در موجودات
وشفاعت کبریٰ ازاں ہست خصوصاً در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات +

بیان اینکہ قرآن کریم ہم ذکر نعم داده
ہست واراده او صلعم ہم ذکر نعم داده
عام فرمود ہر کرا خواہد ہمہ یا بعضی +

بیان تفسیر کریمہ ہذا
عطاؤنا فامنن او
امسک الخ +

منها قال ابن عباس رضی الله تعالی عنهما اعط من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیك حرج فیما اعطیت وفیما امسكت كبیر وهكذا فی الجلالین ولما كان الاختیار فی الاعطاء والامساك لسلیمان علیه السلام فكیف كان لسید الرسل حبیب الله تعالی صلعم ویضرب الله الامثال فی المستقبل للناس كالمثل المذكور بوجود الاولیاء لعلهم یتذكرون ۝ ترجیا بامكان اختیار مضاف شفقتا ورحمة لانه لذو فضل علی الناس والمراد بمثل كلمة خبیثة كشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ای لا اصلها فی موجودات قدیمة الا فی مسلوبات منبئة علیها من موجودات ممكنة التزاما منها فما لها من قرار فی مقصد فعلم ان لیست الشجرة غیر ما ذكر فیدرك الاعجاز والكرامة كما قیل فیا ایها العارفون احفظوا انظاركم عن الزیغ

ترجمہ او آنست کہ گفت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعط من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیك حرج فیما اعطیت وفیما امسكت۔ از تفسیر کبیر است وہمچنین است در جلالین۔ یعنی بخش ہر کرا خواہی یا منع کن ہر کرا خواہی بے حساب یعنی بر تو حرج نیست در انچہ عطا کردی و در انچہ باز داشتی۔ وہر گاہ کہ اختیار در اعطاء و امساک یعنی در دادن و باز داشتن برائے سلیمان علیہ السلام ہست، پس برائے سید رسل حبیب خدائے تعالی صلعم چگونہ وچہا باشد۔ ویضرب الله الامثال وبیان خواہد کرد خدائے بر تر مثلہا در زمانۂ آیندہ للناس برائے آدمیان ہمچو مثل مذکور بوجود اولیاء لعلهم یتذكرون ۝ شاید ایشاں یاد آرند و تفکر کنند از راہ امید یا امکان اختیار مضاف کہ باذن ہست از خدائے بر تر یعنی بنا بر امید دانیدن ایں اختیار کہ از راہ شفقت و رحمت ہست او انکہ او تعالی البتہ صاحب فضل و بخشش است بر آدمیان۔ ومثل كلمة خبیثة كشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ای لا اصلها فی موجودات قدیمة الا فی مسلوبات منبئة علیها من موجودات ممكنة التزاما منها فما لها من قرار فی مقصد فعلم ان لیست الشجرة غیر ما ذكر فیدرك الاعجاز والكرامة كما قیل فیا ایها العارفون احفظوا انظاركم عن الزیغ۔ وہمچنین درخت گندہ ہمچو درخت گندہ ہست از بالائے زمین۔ انچہ مراد ہمثل از کلمۂ خبیثہ ہمچو شجرۂ خبیثہ کہ بیخش بر کندہ شدہ است از بالائے زمین۔ از ان ہست کہ اصل و بیخ او در موجودات قدیمہ نیست۔ چنانکہ ضد شش شجرۂ طیبہ کہ اصلش در موجودات قدیمہ است۔ مگر در مسلوبات است کہ الٰہی دادہ شود بر آنہا از موجودات ممکنہ از روئے التزام با نہا یعنی الٰہی بر مسلوبات ازیں موجودات ممکنہ است بسبب التزام عادت کہ وجود ممکن از و بر آمدہ و عدم کہ از موجود حقیقی سلب است بوجود موجودات ممکنہ لزوم یافتہ و از و بر مسلوبات الٰہی آمد۔ فما لها من قراره پس نیست او را ہیچ قرار در مقصد و مراد پس دانستہ شد کہ ایں درخت انچہ ذکر کردہ شد غیر او نیست پس اعجاز و کرامت چنانچہ گفتہ شد ادراک کردہ و شناختہ شود پس اے اہل عرفان و شناسندگان نظرہائے خود را از کجی

فما لها من قرار یعنی نیست مر اصل او را در موجودات قدیمہ

بیان آنکہ شجرۂ خبیثہ از مسلوبات آمدہ کہ اصلش در موجودات نیست و وقوف بر مسلوبات

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْمَثَلِ اى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ اى بَعْدَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْبَرْزَخِ
فَلَا يَحْتَمِلُ سَلْبَ الْاِيْمَانِ الْحَقِيْقِىِّ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا الْاٰيَةَ
وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ اى الْمُعْرِضِيْنَ بِخُذْلَانٍ بِحِكْمَةٍ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ
مِنْ هِدَايَةِ قَوْمٍ وَقِيَامِهِمْ عَلَيْهَا وَمِنْ اِضْلَالِ قَوْمٍ فَنَبَّهَ عَنِ الْمُضِلِّيْنَ
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ وَهِىَ اَكْلُ الشَّجَرَةِ الطَّيِّبَةِ كُفْرًا وَاَحَلُّوْا
قَوْمَهُمْ اى مَعَهُمْ قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا اى هُمْ وَقَوْمُهُمْ
تَاْكِيْدٌ وَتَفْسِيْرٌ عَلٰى اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۙ ظَاهِرٌ فَاعْلَمْ اَنَّمَا الرُّوْحُ
اَثَرٌ مِنْ صِفَةِ الْاَمْرِ فَمُنْتَزِعَةٌ مِنْهُ اِتِّحَادًا فِىْ تَرْتِيْبِهَا وَتَغَايُرًا فِىْ تَعَاقُبِهَا

ترجمہ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثابت و مضبوط خواہد داشت خدائے برترآناں را کہ ایمان آوردند بقول
ثابت دریں مثل یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ در حیات دنیا و در آخرۃ یعنی
بعد حیات دنیا در برزخ ۔ و ابتدا از وقت موت است پس احتمال سلب ایمان حقیقی نباشد چنانچہ فرمود سبحانہ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا الْاٰيَةَ یعنی ہماناں
اند ایماں آورندگان از روئے حق ۔ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وگمراہ میکند خدائے برتر ظلم کنندگاں را یعنی روگردانندگاں از خذلان
یعنی بترک نصرت و بے بہرگی بحکمت و دانائی وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔ و میکند خدائے برتر آنچہ میخواہد ۔ از ہدایت قوم و قیام شاں
بران ہدایت ۔ و از گمراہ کردن قوم پس بیدار و ہوشیار فرمود از گمراہ شدگاں کہ آنہا از ضائع گردانندگاں و ہلاک کردہ شدگاں
اند کہ بگمرہی خود بہ یحالت رسیدند اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ آیا ندیدی سوئے آناں کہ نعمت و احسان خدا را بدل کردند
واں نعمت ثمرہائے درخت پاکیزہ اند یعنی حسنات او صلعم كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ بکفر و ناشکری و فرود آوردند قوم خود را
یعنی قوم خود را با خود ۔ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا بدارہلاکی کہ جہنم است دریرسند و بشیند آناں و قوم
شاں جہنم ۔ اینہا تاکید و تفسیر است اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ یعنی در آوردند قوم خود را با خود بدارہلاکی کہ جہنم است و دریرسند
اورا ۔ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۙ و ایں جایگاہ خراب است کہ ظاہر است ۔ و بیدا کہ چیزایں نیست کہ روح اثری است کہ از امر است
پس منتزع از امر است از روئے اتحاد در ترتب خود و مبائن تغایر در تعاقب خود ۔ یعنی ترتب وجود روح از امر بر انتزاع اثر از
بسبب اتحاد ی است کہ مجازاً دریں ہر دو است و مبائن مغایرتے است کہ حقیقتاً دریں ہر دو است کہ از پس آمدش پیدا است ۔ پس
انتزاع واحد یعنی اثر گرفتن بنا بر اتحاد است در ترتب وجود و بسبب تغایر است در تعاقب روح کہ عقب امر است با امر و ایں اتحاد
و تغایر در ترتب و تعاقب در صورت انتزاع است ۔ پس در ہیچ صورت حرف مِنْ دریں آیت کریمہ در سورۂ بنی اسرائیل کہ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ
الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ برائے انتزاع است پس روح منتزع است و مِنْ مُنْتَزَعٌ ۔ یا ایں روح مُبَيَّنٌ از امر است و مِنْ مُبَيِّنَةٌ

یعنی بیان کنندہ

بیان آنکہ قول ثابت کلمہ طیبہ است ۔ و آخرت برزخ و ابتدائش تا قیام قیامت است ۔ و ایماں حقیقی احتمال سلب نمیدہد

بیان آنکہ گمراہی بخذلان است | بیان آنکہ گمراہ کردن بدہ است نہ بدون کاری از او

بیان آنکہ اتباع قوم خود را با خود بدارہلاکی کہ جہنم است

بیان آنکہ روح اثر امر است

من الامر

أَوْ مُبَيِّنَةً لِرَفْعِ جَهْلٍ عَنْ وَجْهٍ وَاجِبٍ لَهَا وَهُوَ حُدُوثٌ أَوْ قِدَمٌ لِدَلَالَةٍ
مِنَ الْجَوَابِ لَا لِرَفْعِ إِبْهَامٍ عَنْ وَجْهٍ جَائِزٍ لَهَا وَهُوَ أَيًّا كَانَ لِعَدَمِ دَلَالَةٍ
إِلَى الْحُدُوثِ أَوِ الْقِدَمِ فَمِنْ ذٰلِكَ ﴿قُلِ﴾ أَيْ كَوْنُهَا مُبَيِّنَةً لِرَفْعِ الْأَمْرِ
إِلَى الِانْتِزَاعِ وَلَوْ كَانَتْ عَيْنَ الْأَمْرِ عَلَى التَّبْيِينِ فَكَانَتْ مِنَ الْحِجَابِ فَلَيْسَتْ
مَخْلُوقَةً وَهٰذَا بَاطِلٌ حَقِيقَةً فَتُضَافُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى تَضَمُّنًا وَالْتِزَامًا
بِالْمَوْجُودَاتِ لِتَوَقُّفِ تَرَتُّبِ وُجُودِهَا مِنْهُ سُبْحَانَهُ فَمِنَ الْمَوْجُودَاتِ
الْإِلٰهِيَّةِ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ ﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي﴾ الْآيَةَ بِإِضَافَةٍ مُغَايِرَةٍ وَ
مِنَ الْمَسْلُوبَاتِ غَيْرُهَا وَالْأَمْرُ مِنْ حِجَابَاتٍ حَادِثَةٍ لَا مَخْلُوقَةٍ وَإِنْ لَمْ يَكُ
حِجَابًا فَلَزِمَ التَّسَلْسُلُ بِالْخَلْقِ لِلْأَمْرِ وَإِنْ يَكُ بِمَعْنَى لَا هُوَ عَيْنُ ذَاتٍ وَلَا هُوَ
غَيْرُهَا فَلَزِمَ قِدَمُ أَثَرِهِ وَهِيَ حَيَّةٌ بِحَيَاتِ عَيْنِهَا فَلَا تَمُوتُ فَتُعْبَدُ مَعْبُودَهَا

بتحقیقا

ترجمہ و ایں بیان بنا بر رفع جہل است از وجہ واجب برای او یعنی برای روح و آں وجہی است کہ روح را جہل برداشتن از وی ضروری است از انکہ بیان بنا بر رفع جہل از وجہ واجب و جائز ہر دو می شود و واجب از جائز ضروری است پس رفع جہل از وجہ واجب و ایجا وجہ واجب کہ از و رفع جہل است او حدوث است یا قدم بسبب دلالتی کہ از جواب است یعنی از جواب کہ میہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي بگو کہ ایں روح از امر رب است۔ ایں بیان روح از امر رب کہ وجہ واجب قدیم است دلالت می شود کہ رفع جہل از وجہ واجب است پس ازیں دلالت جواب دانستہ می شود کہ در کریمہ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ یعنی از تو می پرسند نسبت روح سوال از حقیقت روح است در وجہ حدوث یا قدم او۔ و رفع جہل از و برای روح واجب و ضروری است۔ بنا بریں رفع جہل نسبت روح از وجہ واجب ازیں بیان جواب کردہ آمد کہ روح قدیم نیست بلکہ حادث از امر رب است۔ پس ایں روح بیان است برای رفع ابہام و پوشیدگی از وجہ جائز کہ برای روح است ہر چہ کہ او باشد از انکہ سوی حدوث یا قدم دلالتی از و یافتہ نشود۔ پس ازیں نسبت کہ رفع مُبَيِّنَةٌ است امر سوی انتزاع ہم باز میگردد۔ و در نہ پس روح بر بنائی تبیین عین امر گشت و از مرتبہ حجاب شد پس مخلوق نیست و ایں باطل است از روی حقیقت و تحقیق۔ پس نسبت کردہ شود روح سوی خدای برتر از راہ تضمن و التزام بموجودات بنا بر توقف ترتب وجود خود از و سبحانہ یعنی چونکہ وجود روح در ترتب یعنی راست و درست شدن خود با و سبحانہ متوقف و باز ماندہ است پس سوی او بطور تضمن و التزام بموجودات او تعالیٰ نسبت کردہ شود۔ پس از موجودات آں روح الٰہیہ است یعنی منسوب بالہ چنانچہ فرمود سبحانہ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي الْآيَةَ در سورہ حجر رکوع سوم۔ و سورہ ص رکوع پنجم۔ یعنی دمیدم در و از روح خود باضافت مغائر از انکہ تغایر روح با اضافت بای متکلم ظاہر است۔ و از مسلوبات آں روح غیر الٰہیہ است یعنی بخدا برتر منسوب نیست و امر از حجابات حادثہ است مخلوق نیست۔ و اگر حجاب نباشد پس تسلسل بخلق برای امر لازم آید۔ و اگر امر بمعنی لا ہو عین ذات و لا ہو غیرہا باشد یعنی ایں امر بجمیع صفات و افعال او تعالیٰ نہ عین ذات و نہ غیر ذات مراد باشد پس برای اثر او قدم لازم آید۔ و ایں روح زندہ است بحیات خود کہ عین او است پس نمی میرد۔ و عبادت میکند معبود خود را۔

بیان انقسام روح و تمثیل اطوار حجابات حادثہ است غیر مخلوق ہیچ وقت نہ عین و نہ غیر و بیان حیات و عبادت و نظر بہ روح از مثال و شہود و حقیقت کسب او لیسہ +

وَتَصَرَّفُ مِنْ وَصْفِهَا مُتَضَمِّنًا بِمَوْجُودَاتٍ اَوْ مَسْلُوبَاتٍ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی
مِنْ عَالَمِ الْمِثَالِ وَعَالَمِ الشُّهُودِ فَصَحَّتِ الْاُوَيْسِيَّةُ هِيَ عِبَارَةٌ عَنْ كَسْبِ
الَّذِي فِي الْمِثَالِ فَفِي الشُّهُودِ مِنَ الْمِثَالِ - وَلَا مَنْعَ بِخُصُوصِيَّتِهِ عَلَى تَعْمِيمٍ
مُسَلَّمٍ وَيُسَمّٰى ش اَيِ الْكَسْبُ الْمِثَالِيُّ ھ اُوَيْسِيًّا تَشْبِيهًا بِاحْتِيَاجِ اُوَيْسٍ
قَرَنِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٖ صلعم مِثَالِيًّا وَقَدْ تُعْطٰى جِسْمًا مِثَالِيًّا الَّذِي لَا يَرَاهُ غَيْرُ صَاحِبِ
الْمِثَالِ وَقَدْ تُعْطٰى جِسْمًا شُهُودِيًّا وَلَا يُدْرٰى اَمْ هُوَ اَوَّلٌ اَوْ اٰخِرٌ
فَيَتَاَثَّرُ مِنْ اٰثَارِ عَالَمِ الشُّهُودِ وَيُرٰى عُمُومًا وَقَدْ لِبَعْضٍ وَلَا يُعْرَفُ اَمْ هُوَ
مِنَ الْمِثَالِ اَوَّلًا وَيُعْرَفُ بِالْاَوَّلِ اَوْ مِثْلِهٖ لَا بِخِلَافِهٖ ش كَمَا ذُكِرَ حُضُورُ
حَوَّا وَاٰسِيَهْ وَمَرْيَمَ وَقْتَ وِلَادَةِ حَضْرَةِ رَحْمَةٍ لِلْعٰلَمِينَ صلعم وَمَا فُعِلَ
فِي عِقْدِ الْجَوْهَرِ مِنْ سَيِّدِ جَعْفَرِ الْبَرْزَنْجِيِّ وَمِنْ غَيْرِهٖ فِي تَالِيفِهٖ ھ

ترجمہ وبگرداند و تصرف میکند از وصف خود درحالیکہ متضمن میباشد بموجودات یا مسلوبات بآنچہ بمشیت خدائے برتر خواستہ است از عالم مثال و عالم شہود - پس صحیح آمد اُویسیت و آں عبارت است از کسب آنکہ در مثال است پس در شہود از مثال - و منع نیست بخصوصیت بر تعمیم مسلم - یعنی چوں عبادت و تصرف ایں روح از عالم مثال مسلم آمد پس کسب و اکتساب او در عالم مثال صحیح آمد - و ایں صحت کسب مثالی کہ عام است بخاص شدنش باطل نمیشود از آنکہ بخصوصیت بتعمیم اصل تعمیم کہ مسلم است منع نگردد - و ایں کسب مثالی بطور اویسیت نام نہادہ شود بنا بر تشبیہ باحتیاج حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ با وصلعم از روئے مثالی یعنی ایں کسب مثالی کہ باُویسیت نام نہادہ می شود بنا بر تشبیہ بحضرت اویس قرنی است رضی اللہ عنہ از آنکہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ با وصلعم در عالم مثال بکسب احتیاج داشت - و گاہی ایں روح جسد مثالی بخشیدہ شود کہ آنرا بجز صاحب مثال غیر او نمی بیند - و گاہی جسد شہودی عطا کردہ شود کہ نمی شناختہ شود آیا او اول است یا آخر یعنی دیگر او - و ایں متاثر می شود از آثار عالم شہود - و دیدہ می شود از روئے عام و گاہے دیدہ می شود برائے بعض - و نمی شناختہ شود آیا او از مثال است یا نیست بلکہ شناختہ شود با وّل یعنی ہمو اوّل است یا مثل او است و بخلاف امر شناختہ نمی شود - چنانچہ مذکور است حاضر شدن حضرت حوّا و آسیہ و مریم وقت ولادت حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم - و آنچہ ایشاں کردند - در کتاب عقد الجوہر از سید جعفر برزنجی و از غیر او در تالیف خود +

بیان کیفیت عمر مثالی و حقیقت

وھذا لیس من لزوم ممنوع للتناسخ والموت ھو موجود بوجودہ فیحضر ویذبح وان لم ش ای ان لم یکن موجودا بوجودہ م فکیف ش فکیف یحضر ویذبح م لا ھو محض نزع روح عن جسد بل ھو یعرضہ ش ای الموت یعرض الجسد م فتنزع فی الحال ولا یحتاج بعروضہ الی سبب بل یعرض شیئ فی حال عروضہ اولا وبقی تعلق الروح بالجسد بکیفیۃ اخری عن اولی کیف یشاء اللہ سبحانہ قال اللہ تعالی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۵ فقتل نفس التی ھی معنی من ھو تعطیلھا عن مرادھا الذی من مسلوباتہ تعالی باتصافھا بما من موجوداتہ تعالی فمنہ قتل جسد غایتہ التعطیل کما قال سبحانہ فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم وان لم یروہ فکیف قتل النفس بعدم تجزیتھا فکیف الخیر ش ای الخیر الموقوف علی

ترجمہ واین نیست از لزوم کہ برائی تناسخ ممنوع است یعنی لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیر او واین از لزوم نیست پس ممنوع نیست۔ وموت کہ او بوجود خود موجود است پس حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود ورنہ پس چگونہ است یعنی اگر موجود بوجود خود نباشد پس چگونہ حاضر کردہ شود وذبح کردہ شود۔ نہ او محض کشیدن روح است از جسد بلکہ این موت جسد را عارض شود ودر ہمان حال تنزع روح شود۔ وموت محتاج نباشد بعارض شدن خود سوئے سببے بلکہ در حال عارض شدن موت بجسد چیزے عارض می شود یا نہ شود۔ وبعد عارض شدن موت تعلق روح بجسد بہ کیفیت دیگر از اولی باقی ماند ہمچنانکہ خدائے سبحانہ خواہد۔ کہ فرمود خدائے برتر در سورۂ بقر رکوع نوزدہم ۱۹ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۵ یعنی ومگویید برائے ہر کس کہ کشتہ شود در راہ خدا مردگان۔ بلکہ زندگانند ولیکن شما نمی دانید۔ پس قتل نفس آنکہ او معنی ومراد است کسی را او تعطیل است یعنی بیکار کردن نفس از مراد او کہ آن از مسلوبات او تعالی است بوجہ اتصاف نفس بآنچہ کہ از موجودات او تعالی است۔ واز و است قتل جسد کہ غایت تعطیل است چنانچہ گفت سبحانہ در سورۂ بقر رکوع ششم ۶ فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم ط یعنی بکشید نفسہائی خود را این کشتن نفسہائی شما برائی شما بہتر است نزد آفریدنده شما واگر این معنی کہ گفتہ شد برائی قتل نفس مراد نہ شود وخواستہ نہ شود پس چگونہ قتل نفس باشد بسبب عدم تجزیۂ نفس یعنی نفس چون جزء جزء وپارہ شدن نمی تواند کشتنش چگونہ حاصل آید وچون کشتنش حاصل نشود پس خیر کہ بر قتل نفس موقوف است چگونہ برآید۔

تفسیر کبیر والقول الفصل فی سبیل اللہ وامثالہ واحیاء عند ربہم یرزقون الخ۔

بیان آنکہ عدم تجزیۂ نفس ممنوع است نہ ممتنع

بیان اثبات وجود ذات وکیفیت وحقیقت آن بعد شروع تعلق روح بجسد

۲۶ بحث تفسیر کبیر پرہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ

بیان معنی قتل نفس وقتل جسد ۲

بیان عدم تجزی نفس ۲

م والموت کنایۃ من تعطل النفس عما یتعلق بالجسد لانہ یعطلہا عنہ
ش ای عما یتعلق بالجسد م فنہی ش الموت الذی ہو تعطل
مقصود فی النہی حقیقتا لا القول م نہیا ش مصدر مجہول و
مفعول مطلق م خاصا یقتل فی سبیل اللہ تعالی لا عاما بغیر بل
احیاء خصوصا بأعلی من حیات التی بغیر قتل فی سبیل اللہ تعالی
نصریفا کما قال سبحانہ بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتہم
اللہ من فضلہ فعند ربہم یتعلق بما قبلہ فالحیوۃ خاصۃ التی
لا تشعر وہا ولو لا ش ای لا یتعلق بما قبلہ م فعاما تشعر لا
ش ای لا یتعلق م بما بعدہ فیرزقون بعموم الرازق فکان الرزق
من اللہ تعالی ومن غیرہ تعالی بما شاء اللہ تعالی فالرزق مطلق وعام
من الدنیا والاخرۃ باطلاق وعموم مرازق ومرزوق بہ وما اتہم ش
کما یقال اللہم ارزقنی علما نافعا وعملا صالحا

ترجمہ و موت کنایہ از تعطل نفس است از انچہ کہ متعلق میشود بجسد از انکہ موت نفس را از انچہ کہ بجسد تعلق دارد معطل میکند۔ پس در آیت کریمہ بالا از حکم لا تقولوا الخ نہی و ممانعتی کہ از مردہ گفتن کردہ شد آں ہمہ تعطل مقصود است دریں نہی حقیقتا نہ صرف قول یعنی مردہ نگفتن۔ و ایں نہی کہ کردہ شدہ است بمردہ گفتن بمعنی تعطل مقصود۔ خاص است بقتلی کہ در راہ خدا حاصل آمدہ عام است کہ بغیر قتل ایں راہ نیست۔ بلکہ مقتولان راہ خدا زندہ اند مخصوصا بہ برتر از حیاتی کہ بغیر قتل است در راہ خدا از روئے گردانیدن از جالی بجالی چنانچہ فرمودہ سبحانہ در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتہم اللہ من فضلہ یعنی آں مقتولان راہ خدا زندہ اند نزد پروردگار شاں رزق دادہ شوند۔ فرحان و شادان ہستند بانچہ کہ خدای برتر از فضل خود دادہ است شانرا۔ پس دریں آیت کریمہ عند ربہم متعلق بما قبل خود می شود۔ پس ایں حیات کہ تعلق بما بعد دارد خاص است چنانکہ شہدا و ایمنی دادید دآں زندہ ماندن شاں نزد پروردگار شاں۔ و اگر عند ربہم بما قبل خود متعلق نشود پس حیات عام است کہ دانستہ میشود لہذا بما بعد خود متعلق شد پس رزق دادہ شوند بعموم رازق بنا بر فعل مجہول کہ فاعلش مذکور نیست۔ پس ایں رزق از خدائے تعالی و از غیر او تعالی باشد بانچہ خدائے برتر خواستہ است۔ و ایں رزق مطلق است تمام از دنیا و آخرۃ است بسبب اطلاق و عموم رازق یعنی رزق دہندہ و مرزوق بہ یعنی انچہ بدو رزق دادہ شود وما اتہم یعنی انچہ دادہ شانرا چنانچہ گفتہ شود اللہم ارزقنی علما نافعا وعملا صالحا خدایا مرا علم نافع و عمل صالح رزق کن ✣

بیان معنی موت

۲۷ بحث تفسیر کریمہ بل احیاء عند ربہم الخ

بیان آنکہ حیات مقتولین راہ خدا از حیات دیگر شہدا و مومنان برتر است

فلا یکون مخصوصًا للمأکولات والمشروبات والملبوسات ولا مانعًا هم قسمتان
بالحسنات ومعصومون من السیئات ومنهم المدبرات امرًا ش اے
یذکرون لما یؤمرون هم ولولا ش کذا ای لا یتعلق بما بعده فیتعلق بما
بعد هم فخاص لا یشعر ولا دلیل علیه ش ای علی انه خاص لا یشعر اذ
ما قال الله تعالی ولکن لا تشعرون کما قال احیاء ولکن لا تشعرون هم
ولا یراد حیات التی هی صفة ذاتیة لانها ما زالت هی بل ما هی صفة
ذاتیة من الروح عمومًا ش ما نافیه وما موصولة لانها باقیة بالروح
فی البرزخ علی السویة للمقتول وغیره عمومًا بخلاف حیوة التی خصت
للمقتول المخصوص هم وان یود قتل جسد فیرد قولنا ش ای قولنا
ان قتل جسد غایة التقطل وله الحیوة کما ذکر هم وان لم ش ای ان
لم یرد قولنا هم فما الخیر فیه فالحیوة لقوله تعالی ثابتة والموت اشارة

ترجمہ پس این رزق بماکولات ومشروبات وملبوسات یعنی باغذیہ خوردنی ونوشیدنی ملبوسی مخصوص نباشد ومانع
غیر این باشد پس بحسنات ثواب داده شوند واز سیئات نگاهداشته شوند۔ واز ایشان فالمدبرات امرا یعنی تدبیر کنندگان امر اند
مراد آنکه تدبیر میکنند برای آنچه که حکم کرده شوند۔ واگر نه چنین است که بما بعد خود متعلق نباشد پس متعلق بما بعد باشد پس خاص باشد
آنچنان که ندانسته شود۔ وبرین دلیلی نیست یعنی جزو که او خاص است چنان که ندانسته شود از آنکه نفرمود خدائے برتر ولکن لا تشعرون
همچنانکه گفت احیاء ولکن لا تشعرون یعنی هر که در راه خدا کشته شود او را مرده مگویید بلکه زنده اند ولیکن شما نمی
شناسید۔ واز این حیات آن حیاتی مراد نباشد که او صفت ذاتیه است از آنکه متحقق است که این صفت از روح عموما
زائل نشد بلکه هر آنچه که او صفت ذاتیه است از روح بالعموم زوال پذیر نیست۔ زیرا که صفات ذاتیهٔ روح در برزخ بروح
باقی هستند چه مقتول وغیر مقتول هر دو علی السویه عموما یعنی مقتول وغیر مقتول هر دو در این بقاء صفت ذاتیهٔ
روح خوله این حیات باشد باقی عموما برابر اند وخصوصیتی نیست برائے کسے ازیں هر دو بخلاف حیاتے
که برائے مقتول مخصوص خاص کرده شده۔ واگر اراده کرده شود قتل جسد پس قول ما مراد شود که هر آئینه قتل
جسد غایت تعطل است ومرائے او حیات است چنانچه ذکر کرده شد۔
واگر قول ما مراد نه شود پس در وی خیر نیست که گفته شد فذلکم خیر لکم عند بارئکم۔ پس بنا بر قول او
تعالے این حیات ثابت است۔ وموت اشارتے است سوئے تعطل۔

بیان آنکه حیات وهمه صفات ذاتیه روح بعد مفارقت از بدن عنصری باقی اند
در برزخ باقی اند علی السویه میان مقتول وغیر مقتول وحیاتی که مخصوص مقتول است

الی التعطل فلا یلزم التعطل للجسد وان لم ش ای ان لم یکن الموت
اشارۃ الی التعطل م فکیف النہی عما ثبت ش ای عروض الموت م
لاثبات ما زال ش ای تعلق الروح بالجسد والحیوۃ کما فی الدنیا م
فما لاستبعاد فی التضریب من الجسد الشہودی والمثالی لانہ لا یستبعد
ممن قتل نفسا فی الحیوۃ الدنیا وجسدا ش الواو حالیۃ ای لبیان
حالۃ جسد اشارۃ الی ان لا استبعاد فی التضریب وجسدا تمییز بالعطف
علی نفسا م منہ ش ای بعض من قتل النفس م فالانبیاء اعلی الاحیاء
بالقتل الاول المذکور اصلا لا الثانی المشہور حصرا والاول یستجمعہ
ش ای الثانی م فاکبر لا ش ای لا یستجمع م الثانی الاول فاصغر
قال رسول اللہ تعالی صلعم رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
وقال صلعم الانبیاء احیاء فی قبورہم ویصلون الحدیث ش وقال
الحافظ السیوطی فی التنویر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ
وروحہ وانہ یتصرف ویسیر فی اقطار الارض وفی الملکوت بہیئۃ التی

بیان آنکہ از موت تعطل
برائے جسد لازم نمیاید۔

بیان آنکہ قتل نفسی کہ اقبل
اولی واہم است تضریب جسد
شہودی ومثالی مستبعد نیست و
انبیاء را بر اصل اعلی الحیات از
بقتل نفس فی سبیل اللہ۔

وقتل نفس جہاد اکبر است
از قتل جسد و رراہ خدا کہ
جہاد اصغر است۔

بیان آنکہ انبیاء در گور ہائی خود
زندہ و نماز خواندن ایشان از
روح و تصرف و سیر در ملکوت و
این عالم چنیان میکنند کہ پیش
از وفات۔ و در بین جسد شان
منجر در روایں مسئلہ قطعی است
بتواتر اخبار۔

كان قبل وفاته ولم يبدل منه شئ وايضا فيه واذن لهم اى الانبياء
فى الخروج من قبورهم والتصرف فى الملكوت العلوي والسفلي وايضا قال
الحافظ فى انتباه الاذكياء بحيوة الانبياء ان حيات النبي فى قبره وحيوة
سائر الانبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الادلة القطعية
فى ذلك وتواترت بها الاخبار منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء
احياء فى قبورهم ويصلون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم الله
على الارض ان تاكل اجساد الانبياء واخرج ابو نعيم فى اخبار المدينة
عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة فى قبر رسول
الله صلى الله عليه وسلم ايام الخرفاء حتى عاد الناس هم وقال الله تعالى
واعبد ربك حتى ياتيك اليقين واعلم ان اليقين مصدر كالنذير
وهو تحقق علم البديهة وحتى للتبيين والعبادة تتعلق بالجوارح والقلب ويدل عليه اليقين والاحسان وان قيل على الاختلاف هو الموت
فليس لغتا بل يتحقق يقين بما هو حق بالموت عموما فيراد به سموت فى مقصد

ترجمہ کہ پیش از وفات او را ابود واز وے صلعم ہیچ تبدیل کردہ شد۔ ونیز دروست کہ اذن دادہ شد انبیاء را در بیرآمدن از گورہائے خود وا
و در تصرف در ملکوت علوی و سفلی۔ و نیز گفت حافظ در کتاب انتباہ الاذکیا بحیوۃ الانبیاء کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم در قبر او حیات تمام
انبیاء نزد ما از روئے علم قطعی معلوم است از انچہ از دلائل قطعیہ قائم شدہ نزد ما۔ واخبار بآں متواتر آمدہ۔ از آنست آنکہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ انبیاء ہم زندگانند در گورہائے شاں و نماز میخوانند و فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اینکہ خدائے تعالیٰ بر زمین حرام کردہ کہ جسدہائے انبیاء را
بخورد و آورد ابو نعیم در اخبار مدینہ بسند حدیث از سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہ گفت می شنیدہ ہشتم اذان و اقامت را در گور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم در ایام خرفا یعنی در زمانہ خرابی یزید بن معاویہ تا آنکہ باز گردیدند مردمان۔ و فرمود خدائے برتر و اعبد ربک حتی
یاتیک الیقین او در سورہ حجر ختم یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ ترا یقین آید۔ یدانکہ ہر آئینہ یقین مصدر است چو نذیر
و او بدست تحقق علم بدیہیہ۔ و حتی برائے تبیین است۔ و عبادت تعلق دارد بجوارح و قلب کہ یقین و احسان بر و دلالت دارد بر تمامی
میکند۔ و اگر گفتہ شود بر بنائے اختلاف کہ او موت است پس نیست این معنی از روئے لغت بلکہ یقین متحقق میشود بآنچہ کہ او حق است بموت
عموما پس مراد شود موت باد در مقصدے ۔

تفسیر کریمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔

بیان آنکہ از یقین موت مراد است لیکن بر مقصد تر مراد شود و از موت عبادت مطلقہ ساقط نشود بلکہ بسقوط فرض و وجوب عبادت و فقیہ ۔

فیسقط تقید الفرض والوجوب (ای الاستقطاط) علی العبادۃ علی تقیید الموت وقتا
ش ای وقتا مقیدا بتقیید الموت ھ لا العبادۃ المطلقۃ علی اطلاق
الیقین وقتا ش ای وقتا مطلقا باطلاق الیقین ھ فلا شارۃ فیھا
فیعبد اللہ سبحانہ فی عالم المثال۔ والامر الیہ صلعم تشریفا بالخطاب
بمحبوبیتہ صلعم علی اصل معروف ش ھو عدم صحۃ الامر الیہ صلعم
ھ والی غیرہ صلعم مرادا ویتعلق بتحقق الیقین ای اعبد ربک حتی یتحقق
الیقین علی حقیقۃ العبادۃ للمعبود وھو لا یزول وصفا للمروح ولا مانع
بخصوصیۃ للاولیاء ولمتبعیھم بالانبیاء والثانی لغیر الانبیاء من اتبع
ش الواو حالیۃ لبیان حال الثانی ھو القتل جسدا ھ فلا فضل
للشھداء علی الانبیاء ولکنھم مشترکون بالاولیاء فی الولایۃ التابعۃ
علی قدر نصیب بتشریف وجہ خاص غایۃ تعطیل نفس عن مرادھا الذی
من مسلوباتہ تعالی باتصافھا بما ھو من موجوداتہ تعالی تضمنا بقتل جسد +

ترجمہ و دریں صورت تقید فرض و وجوب آں کہ از اشارت امر است بر عبادت بر بنائی تقید موت ساقط شود
از روئی وقت یعنی فرض و وجوب عبادت دراں وقت کہ مقید بہ تقیید موت است ساقط شود نہ عبادت مطلقہ ساقط
شود بر بنائی اطلاق یقین کہ مقید بوقتی نیست بلکہ باطلاق خود مطلق است بی قید بوقتی۔ پس در میان ہر دو
معنیہائی مختلفہ یعنی یقین و موت ہیچ مضارت یعنی نقصان و ضرر باہم نیست پس در عالم مثال خدائے سبحانہ
عبادت کردہ شود۔ و امر سوئی او صلعم بنا بر تشریف است بخطاب بسبب محبوبیت او صلعم بر اصل معروف کہ امر سوئے
او صلعم صحت نیابد باعتبار عصمت او صلعم و باعتبار تعریف مرا زانکہ برائی ممنوع امکان قصد او را باشد مگر برائی
تشریف خطاب چنانچہ گذشت در اصل ذکر کیفیت امر۔ و سوئی غیر او صلعم ایں امر بنا بر مراد است۔ و ایں امر عبادت
کہ دریں آیت است متعلق میشود بہ تحقق یقین یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ یقین متحقق شود بر حقیقت عبادت
برائی معبود۔ و ایں یقین زائل نمی شود کہ روح را وصف آمدہ۔ و ایں منع نیست بخاص شدن سر برائی اولیاء امۃ
بسبب تبع شاں با نبیاء علیہم السلام۔ حالانکہ ثانی یعنی قتل جسد کہ برائی غیر انبیاء است از تبع است با نبیاء
پس برائے شہداء بر انبیاء فضل نیست ولیکن ایشاں با ولیاء در ولایت تابعہ مشترک اند بر قدر نصیب بسبب تشریف یعنی حصول خرق
وجہ خاص کہ غایت تعطیل نفس است از مراد نفس و آں مسلوبات او تعالی اند بسبب اتصاف نفس باچیزے کہ او بموجودات
او تعالی است تضمنا بقتل جسد +

وفضّل بعضهم على بعضهم على قدر نصيب فيصرف تصريفا على ممن باقتل في سبيل الله تعالى بفضله وهمته اختياريين واضطراريين ودعائه وشفاعته لكنكم ما اصبتم بها شئ اى حيوة التى بقتل النفس فى سبيل الله تعالى ولا تشعرون فنفى الشعور دليل على ان ما اصبتم بها ومغايرتها من حيوة التى لغير مقتول فى سبيل الله تعالى لان ما حصل شعر - وفقنا الله يهدى من يشاء بفضله واياكم وصلى وسلم على محمد نبى الرحمة وعلى جماله كما يحبه ويرضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمہ وفضیلت دادہ شد بعض شاں بر بعض شاں بر قدر نصیب پس بگرداند و تصرف میکند از روی گردانیدن بر تراں کسیکہ کشتہ شد در راہ خدا تعالیٰ بفضل خود و ہمت خود بر دو اختیاری و اضطراری و دعائی خود و شفاعت خود لیکن شما نیافتید بآں حیاتی را کہ بقتل نفس در راہ خدای تعالیٰ است فلا تشعرون یعنی پس شما نمی فہمید۔ پس نفی شعور دلیل است بر آنکہ ہر آئینہ شما دریافتید آں حیات را و مغایرت او از حیاتی کہ برائے غیر مقتول است در راہ خدا تعالیٰ زیرا کہ ہر آئینہ آنچہ حاصل شد نشو و آگہی داده شد و توفیق دہد ما را خدائے بر ترکہ رہنما ید کسے را کہ میخواہد بفضل خود و خاص شما را و صلی وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما یحبه ویرضاه وشفعه فینا وترحمنا به درحمت و سلامتی باد بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر جمال او چنانچہ دوست دارد او را و خوشنود باد و او را شفیع کن در میان ما و رحمت کن ما را باد +

ذکر کیفیۃ غیب علمہ وما فیہا

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين + اعلم ان غيبا اما بمعنى ضد حضور وشهود فهو عدم مجهول

ترجمہ این ذکر بیان غیب و علم او است و ہر چہ در و است

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين بدانکہ ہر آئینہ غیب یا بمعنی ضد حضور و شہود است پس او عدم مجہول است۔ و یا بمعنی خلاف حضور و شہود است۔ و خلاف آنست وجود غیر مثل او باشد یعنی این وجود خلاف ہمچو وجودی نباشد کہ از و خلاف کردہ شد۔

بیان کیفیت غیب علم ما فیہا

اقسام غیب و تعریف او

کہ یعنی ضد حضور و شہود است

وَاَمَّا بِمَعْنٰی خِلَافِ شَیْءٍ اَیْ وُجُوْدِ غَیْرِ مِثْلِهٖ مِمَّا حُضُوْرٍ وَشُهُوْدٍ فَغَیْبُ
الذَّیْ بِمَعْنٰی خِلَافِ حُضُوْرٍ مَا یُنْبَئُ عَلَیْهِ مِمَّا جَازَ اسْتِحْضَارُهٗ وَقَدْ
غَابَ شَیْءٌ وَهُوَ غَائِبٌ مِمَّ فَالْغَائِبُ مَا یُنْبَئُ عَلَیْهِ مِمَّا جَازَ عَدَمُ اسْتِحْضَارِهٖ
وَقَدْ حَضَرَ شَیْءٌ وَهُوَ حَاضِرٌ مِمَّ وَقَدْ یَکُوْنَانِ شَیْءٌ اَیِ الْغَیْبُ وَالْحُضُوْرُ مِمَّ
بِمَعْنٰی غَائِبٍ وَحَاضِرٍ مَجَازًا فَمَا حَضَرَ وَاغَابَ وَعَکْسُهٗ فَالْغَیْبُ لَا یَثْبُتُ اِلَّا
بِاِنْبَائِهٖ مِنْ حُضُوْرٍ جَائِزٍ وَاِنْ لَمْ یُشْتَرَطْ جَوَازُ الْاِسْتِحْضَارِ وَعَدَمُهٗ فَلَزِمَ
وُجُوْبُهُمَا فَالْغَیْبُ وَالْغَائِبُ مُمْتَنِعَانِ بِاِمْتِنَاعِ اِنْبَائِهِمَا مِنَ الْوُجُوْبِ شَیْءٌ
اَیْ اِنْ لَمْ یُشْتَرَطْ جَوَازُ الْاِسْتِحْضَارِ وَعَدَمُهٗ فَلَزِمَ وُجُوْبُ الْاِسْتِحْضَارِ اَوْ
وُجُوْبُ عَدَمِ الْاِسْتِحْضَارِ فَاِنْبَائُهُمَا مُمْتَنِعٌ مِنَ الْوُجُوْبِ فَمَا یُنْبَئُ الْغَائِبُ فِیْمَا
یُنْبَئُ عَلَی الْغَیْبِ وَکَیْفَ عُلِمَ اَنَّهٗ لِغَائِبٍ فَکَیْفَ اِنْبَاءُ الْغَیْبِ مِنْهُ مِمَّ هٰذَا
تَعْرِیْفُ الْغَیْبِ وَالْغَائِبِ بِحَقِیْقَتِهِمَا۔ وَاِنْ قِیْلَ غَائِبٌ وَغَیْبٌ بِمُقَابَلَةِ مَنْ
یَحْضُرُ لَهٗ شَیْءٌ فَیُقَالُ بِمُقَابَلَةِ غَیْرِ عَالِمِهِمَا لٰکِنَّ الْحُضُوْرَ اَعَمُّ مِنْ کُلِّ وَجْهٍ
مِمَّ فَلَا یَتَحَقَّقَانِ حَقِیْقَةً اِلَّا شَیْءٌ یَتَحَقَّقَانِ مِمَّ مَجَازًا بِسَبَبِ الْحُضُوْرِ وَثُبُوْتِهٖ

تعریف خلاف وغیب کے معنے خلاف حضور است

تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او

بیان جواز و عدم جواز استحضار و وجوب یا امتناع غیب غائب من تعریف حقیقی + شان +

اقوال در تعریف غیب و غائب

ثم چون پس یعنی اگر بمعنی خلاف حضور است چیزی است کہ بروے آگہی داده شود از انچہ کہ استحضار ش جائز است یعنی حضور وی استش جائز شد حالانکہ او غائب است پس غائب چیزیست کہ بروے آگہی داده شود از انچہ کہ عدم استحضارش یعنی حضور نبودن استش جائز شد حالانکہ او حاضر است۔ و گاہی ہر دو غیب و حضور بمعنے غائب و حاضر مجازاً استعمال میشود پس آنچہ حاضر است غائب نیست و عکسش یعنی آنچہ غائب است حاضر نیست پس غیب ثابت نمیشود مگر بانباء او از حضور جائز۔ و اگرچہ جواز استحضار و عدم او شرط کرده نشود پس وجوب ہر دو لازم شود۔ پس این غیب و غائب ہر دو ممتنع آیند بسبب امتناع انباء ہر دو از وجوب یعنی اگر جواز استحضار و عدم استحضار شرط کرده شود پس وجوب استحضار یا وجوب عدم استحضار لازم شود پس بسبب ممتنع بودن انباء از ہر دو ہر دو ممتنع آید۔ پس غائب خبر داده نشود۔ و چیست کہ بر غیب خبر دہد۔ و چگونہ دانستہ شود کہ بر آمینہ او دانستہ غائب است۔ و چگونہ ثابت میشود کہ او از غیب خبر داده است یعنی از غائب۔ این تعریف غیب و غائب است بحقیقت آن ہر دو۔ و اگر گفتہ شود کہ غیب و غائب بمقابلہ کسی است کہ ہر دو غیب و غائب او را حاضر نشوند۔ گفتہ شد این قول بمقابلہ غیر دانندہ ہر دو را کسی است کہ ہر دو را دانندہ نیست۔ لیکن این حضور کہ دریغا است از ہر وجہ عام کرده شد پس غیب و غائب ہر دو حقیقتاً متحقق نخواہند شد مگر مجازاً بسبب وثبوت حضور یعنی حضور غیب و غائب نام کرده شود بسبب جائز بودن اگرچہ ثابت نیست یا ثابت حضور غیب و غائب نام نہاده شود بسبب دانستہ شدن +

ثم الضمیر الی الحضور هو الغیب والغائب ثبتا بانباء مما جاز استحضارہ وقد غاب ومما جاز عدم استحضارہ وقد حضر لا یتحققان فی حضور اللہ سبحانہ بوجوب الاستحضار الا الذات لسلب الحضور وثبوتہ فهو بعرضہ فان نفی السلب فلا یثبت الغیب فی علم اللہ سبحانہ لکن النوعین ثم الغیب الحقیقی والمجازی هم یتحققان فی حضور غیرہ تعالی وبمعنی خلاف الشهود المثال والروح والقدم فعالم الاجسام شهود وعالم المثال غیب وعالم الروح غیب الغیب والقدم غیب الغیوب وهکذا للملائکة الشهود والمثال والروح مناسبا لهم فعالم الملکوت عندنا کالمثال وعندهم الشهود اذ یدرکونه بحواس ظاهرة فالغیب عندهم عالمهم وغیب الغیب ورائه ولا تخرج الانسانیة عن حدها باتصافها بصفات الملکیة بل تفاوت من الملکیة بافضلیتها منها فی اتصافها اظلا بوجودات قدیمة ولا تدرک مرتبة منها بنفسها الا بصفة فی حدها ذلک الشهود یدرک بحواس ظاهرة

ثم تحقیق پس غیب وغائب کہ ہر دو ثابت آمدند بجز دانستن از انچہ کہ حضور خواستنش جائز شد در انحالیکہ او غائب است وازانچہ کہ حضور نخواستنش جائز شد در انحالیکہ او حاضر است ایں ہر دو متحقق نشوند در حضرت خدائے سبحانہ بسبب وجوب استحضار کل الا ذات را بسبب سلب حضور وثبوت حضور اند۔ پس او بعرض او است یعنی بعروض است بحضور پس اگر سلب وثبوت از عوارض حضور اند پس اگر نفی کردہ شود سلب پس غیب ثابت نماند در علم او سبحانہ۔ لیکن ایں ہر دو اقسام غیب حقیقی ومجازی متحقق می شوند در حضور غیر او تعالی۔ وغیبی کہ بمعنی خلاف شہود است مثال وروح وقدم است۔ پس عالم اجسام شہود است۔ و عالم مثال غیب۔ وعالم روح غیب الغیب۔ وقدم غیب الغیوب۔ وہمچنین است ملائکہ را شہود ومثال وروح کہ مناسب است ایشانرا۔ پس عالم ملکوت نزد ما ہمچو مثال است ونزد ایشاں شہود از انکہ ایشاں او را بحواس ظاہرہ ادراک میکنند ومی شناسند پس نزد ایشاں غیب بمثال شان است۔ وغیب الغیب وراء او یعنی پس وسوائے او۔ و انسانیت بسبب متصف شدنش بصفات ملکیہ از حد انسانیت خارج نہ شود بلکہ عروج میکند وبلند می شود از صفات ملکیت بسبب افضلیت خود از ملکیت در متصف شدنِ خود بطور ظل بموجودات قدیمہ۔ و مرتبہ از شہود ومثال وروح بنفسِ مرتبہ نشناختہ شود مگر بصفت در حد آں صفت۔ پس شہود شناختہ می شود بحواس ظاہرہ۔

بیان تحقیق غیب وغائب وشہود

بیان فضیلت انسان از ملائکہ وتمائز مرتبہ شہود ومثال وروح و تمائز ظاہر وباطن

ای ما یتعلق بالشہود والمثال بحواس باطنۃ ش بمقابلۃ حواس ظاہرۃ
مع المثال
ر ای ما یتعلق بالمثال وھی مرتبۃ صفۃ ظاہرۃ لہ والروح بصفۃ باطنۃ
للمثال وھی صفۃ ظاہرۃ للروح لان الظاہر والباطن لا یمتازان الا
بانطباقہما علی ماھیۃ واحدۃ بمقابلہما ش المجرد متعلق یمتازان بحذف
بعد حرف الاستثناء ر بینہما۔ والبتۃ ینزل الادراک من الروح الی المثال
ومنہ الی الشہود ویعرج من عکس النزول وان لم یکونا منطبقین علی ماھیۃ
واحدۃ فکیف الامتیاز بمقابل بینہما فیہما بل بطلا والنزول والعروج
ش معطوفان علی الامتیاز ر لتغایر ماھیۃ لہما وعدم اتحاد الحقیقتین
حقیقتا ش عطف علی التغایر والجواب ان قیل الاتحاد تا ر وعدم انقلاب
حقیقۃ الی حقیقۃ اخری ش عطف علی ما قبلہ والجواب ان قیل
انقلبتا ر والقدیم لا یعلمہ بنفسہ الا ھو فیدرک بدلالۃ بعیرہ لان ما علم
احیط واحاطۃ غیرہ علیہ ممتنعۃ فہو لایمان بالغیب فی معرفۃ اللہ تعالی

ترجمہ یعنی آنچہ کہ متعلق میشود بشہود ومثال بحواس باطنہ بمقابلۂ حواس ظاہرہ یعنی آنچہ کہ متعلق می شود بمثال برائے مثال مرتبۂ صفت ظاہرہ است ۔ وروح شناختہ میشود بصفت باطنہ کہ برائے مثال ہست حال انیست کہ آں صفت ظاہرہ است روح را از انکہ ظاہر و باطن ہر دو ممتاز نہ شوند مگر بمنطبق شدن ہر دو ۔ بر ماہیت واحدہ بمقابل ہر دو تمیز کردہ شوند درمیان ہر دو ۔ والبتہ ادراک از روح سوئے مثال نزول میکند واز مثال سوئے شہود ۔ وہمچنیں عروج میکند برترتیب از عکس نزول ۔ واگر ہر دو بر ماہیت واحدہ منطبق نشوند پس امتیاز ظاہر و باطن کہ درمیان ہر دو متقابل است دریں ہر دو چگونہ شود بلکہ ہر دو باطل شوند ۔ وہمچنیں چگونہ نزول وعروج شود بسبب تغایر ماہیت کہ برائے ہر دو ہست ۔ وبسبب متحد نشدن ہر دو حقیقت از روئے حقیقت از انکہ در دو حقیقت اتحاد از روئے حقیقت نمی شود مگر بطور مجاز ورنہ او حقیقت واحدہ است نہ دو ۔ وایں نیز جواب ہست اگر گفتہ شود کہ ہر آئینہ متحد آمدند بسبب منقلب نشدن حقیقت سوئے حقیقت دیگر ۔ از انکہ امتیاز ہر دو بتقابل است ودر انقلاب یکی از دیگری تقابل نمی ماند پس تمیز از کجا آید حالانکہ ہر دو دراں کہ امتیاز دارند اشتراک شاں در روحقیقتاً ممتنع است ۔ چنانچہ بیانش واضح تر در ذکر اصول در اصل سی ام ذکر کیفیت اشتراک ومنعش حقیقتاً مذکورہ آمدہ اگر خواہی آنجا ببیں ۔ وایں جواب ہست نیز اگر گفتہ شود کہ ہر دو منقلب آمدند یعنی از حالی بحالی مگر دیدند ۔ وقدیم کہ او را بنفس او بماند مگر او ۔ پس بدلالت بعیر او شناختہ شود از انکہ آنچہ دانستہ شود احاطہ کردہ شود واحاطت غیر او بر و ممتنع است ۔ پس ہمیں ایمان بغیب است در معرفت خدائے تعالی ۔

بیان شناخت خدا ایمان بغیب است

وھذا ش لے کل ما ذکر فی الصدر من الغیب م من بداھۃ الا تری فی نفسک ما ذا رایت فی الرویا ھو عالم المثال وما ذا تعلم لا تعلم من قبل وان قیل امتناع حضور غیب بان ما حضر ففی حضور وھو شھود فجوابہ یتعلق بما جاز استحضارہ وغیب الذی خلاف شھود اخر من غیب الذی خلاف حضور فھو بذاتہ فلا نفی لہ من علمہ سبحانہ فاللہ عالم الغیب والشھادۃ

ش ای جنس الغیب والشھادۃ من کل خلق م بتمامہا جزءً وکلاً بنفسہما فھو علام الغیوب نفی عالم الغیب نکتۃ بعلم اخفی الخفیات واشد غیب المغیبات واعلم ان حضور غائب یعنی خلاف حاضر لا یحصل بنفسہ والغیب مبنی علیہ متعلق

ش ای من غائب ففی الغائب ینفی الغیب م اما

ش یحصل حضور الغائب والغیب م بانیاء من حاضر بشرط جواز استحضارہ وحضور غائب یعنی خلاف شھود وبنسبۃ الی من احضر لہ یحصل بنفسہ لان الغائب ھھنا یتحقق بنفسہ ویکشف المغیبات برفع الحجب الی ما شاء اللہ تعالی

ترجمہ وایں از بداہت است بتمامہ آنچہ کہ از غیب در صدر مذکور آمد۔ آیا نمی بینی در نفس خود بہ بست ایں کہ دیدی در خواب کہ او عالم مثال است وچیست ایں کہ میدانی کہ از ایں پیش نمی دانستی۔ واگر گفتہ شود امتناع حضور غیب باعتبار کہ آنچہ حاضر آمد پس حضور است واو شہود است پس غیب کجا ماند کہ حضور ش گفتہ شود لہذا ممتنع آمد۔ پس جوابش متعلق می شود بما جاز استحضارہ یعنی آنچہ کہ حاضر آمدنش در حضور خواستنش جائز شد۔ وغیبی کہ خلاف شہود است دیگر است از غیبی کہ خلاف حضور است پس او بذات خود است پس نفی نیست او را از علم او سبحانہ چنانچہ در رکوع آخر سورۂ حشر است فاللہ عالم الغیب والشھادۃ پس خدا دانندۂ غیب وشہادۃ است یعنی جنس غیب وشہادت از ہر خلق بتمام او بطور جزو کل بنفس آں ہر دو فھو علام الغیوب پس او غیبہا را نیکو داننده ہست نمی در عالم الغیب یعنی در غیب دانندگی نکتہ ایست بالنسبۃ اخفی الخفیات واشد غیب المغیبات یعنی پوشیدہ ہائے پوشیدہ تر وسخت تر غیب علیہا۔ وبدانکہ ہر آئینہ حضور غائب کہ یعنی خلاف حاضر است آں حضور بنفس غائب حاصل نمی شود وحالانکہ غیب از وے مبنی علیہ است یعنی بر غیب از غائب آگہی دادہ شود پس نفی غائب نفی غیب باشد مگر حضور غائب وغیب حاصل میشود باگاہ کردن حاضر بشرط جواز استحضار او کہ حضور آمدنش جائز باشد وحضور غائب کہ یعنی خلاف شہود است وبنسبت بہ سوئے کسیکہ او را حاضر نشد آں حضور بنفس غائب حاصل شود لذا انکہ در آئینہ ایں غائب آنجا است لکن ثابت نیست بنفس خود۔ ومغیبات منکشف میشوند بہر دو شق ہمچنانچہ کہ خواستہ ہست خدائے برتر

بیان ذوق غیب بخلاف شہود وبخلاف حضور وکشف عالم الغیب والشہادۃ

بیان حضور غائب یعنی خلاف شہود دہد

اعجازاً او کرامۃً ومعونۃً بتصفیۃ وتزکیۃ النفس بتقوی اللہ تعالیٰ بایتان
ما اتی بہ الرسول من الایمانیات والاحکامیات فالرسول اولی بکشفہا ورسولنا
صلعم اعلیٰ شش لعلوہ فی خلقہ صلعم استجماعاً مر الخلق کلہ بانکشافہا
کما ہو بشواہد الخلقت علی تفاوت درجاتہا بدیہی واللہ تعالیٰ احق بعلمہا
لکن احاطۃ علم بکلہا فی ان وجوباً لغیرہ تعالیٰ ممنوعۃ وفی اوان جوازاً لصلعم
جائزۃ شش کما ذکر فی ذکر کیفیۃ احاطۃ علمہ صلعم مر فانکشاف المغیبات مع خلاف آتی بہ الرسول
فواستدراج ویحصل بانواع ویصل بالمسلوبات فمشترک الاسم بخلاف فی ایمان ما اتی بہ الرسول من الموجودات ومشترک الوصف اللہ
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ولیس تعارض فی المسئلۃ لان علم
الغیب بالاضافۃ وہو ثابت بخلافہ ماول فرفع التعارض فی منعہ
وجوازہ من العقل شش ای بادراک العقل اصالتاً مر والنقل شش ای
لانہ لکہ العقل اصالتاً لعلوہ لطافتہ الا بنقل الناقل الذی ایدہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ از روئے اعجاز وکرامت ومعونت بہ تصفیہ وتزکیہ نفس بتقوی خدا تعالیٰ بہ بیان آورد آنچہ کہ او را این رسول از ایمانیات واحکامات آوردہ است پس رسول بکشف مغیبات اولی است۔ ورسول ما صلعم کہ برتر ین خلق اند تمام او را بنا بر علوئے او صلعم در خلق خود از روئے استجماع پس از ہمہ برتر آمدند بانکشاف مغیبات چنانچہ او بدیہی است بشواہد خلقت بر تفاوت درجات آں کہ بدیہی است و خدائے برتر سزاوار تر است بعلم آں مغیبات لیکن احاطۂ علم بتمام آں از روئے وجوب بر آں واحد برائے غیر او تعالیٰ ممنوع است واز روئے جواز در آوان برائے او صلعم جائز است چنانچہ در ذکر کیفیت احاطت علم او صلعم ذکر کردہ شد۔ ولیکن انکشاف مغیبات مع خلاف آنچہ کہ او را رسول آورد پس او استدراج است ادا یحاصل بانواع ویصل بسلوبات می پیوندد پس مشترک اسم است بخلاف آنچہ یعنی آں مکاشفات کہ دیگر آوردن آنچیز است کہ رسول آورد کہ ہر آئینہ او بموجودات می پیوندد پس با و مشترک وصف است یعنی در کشف ہدایت راجی کہ خلاف ما اتی بہ الرسول است و در کشف ما اتی بہ الرسول کہ از ایمانیات واحکامیات است ہر دو اطلاق ہم کشف غیب میشود پس ہر دو ہم مشترک آمدہ بر حقیقت بخلاف آں غیب کہ دیگر آوردن آنچہ کہ او را رسول آورد کشف نیست کہ ہر آئینہ ایں مکاشفات غیبی بموجودات می پیوندد پس ایں کشف کہ او را ما اتی بہ الرسول است بموجودات مشترک الوصف است اما اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم کہ در رسول او در رکوع ششم آمدہ یعنی خدائے راہ مینماید ہر کرا خواہد بسوئے صراط مستقیم کہ راہ راست است۔ ودریں مسئلہ تعارض نیست از انکہ علم غیب ثابت بالاضافۃ است یعنی بخیں سفاں وحال نیست کہ اثبات آمدہ پس خلاف او ماول است پس ایں تعارض کہ در منع غیب وجواز او آمد از عقل ونقل برفع شد مع استنباط آں غیب کہ بحسب حال است وعلم عادی است کہ بدرس وتدریس وکسب حاصل شود ویرا آید۔ واظہار ثابت سفاہت یعنی فرومایگی وبیخردی است از انکہ آنچہ از عقل است او بادراک یعنی در رسیدن است یا صل عقل۔ وآنچہ از نقل است او را عقل اصالتاً ویرا آید بسبب علو ولطافت او مگر بہ نقل ناقل

بیان انکشاف مغیبات کہ برخلاف آنچہ رسول آورد جائز است یا نہ
بیان انکشاف مغیبات کہ برخلاف آنچہ رسول آورد جائز است یا نہ

بادراکہ اصالتاً ھر باستثناءِ بحسبِ الحالِ والعلم العادی وانکار الثابت شفاھًا
فاما من العقل کما ھو لا یخفی علی العاقل من المذکور وامّا من النقل فالآیات
فی الجوازِ شش اے جوازِ علمِ الغیبِ ھر فی آخر سورۃ البقر یعلم ما بین ایدیھم
ای فی زمانِ حالٍ وما خلفھم ای فی زمانِ مستقبلٍ فعلٌ ماضٍ الذی
لا یثبت باستقلالہٖ من کیفِ التمکنِ شش متعلق لا یثبت ھر بالحال
شش متعلق ثابتٍ خبرُ مبتدءٍ ھو علم ماضٍ ھر اذ ھو یعرض عدم لاحق
بوجود الحالِ فیقتضی عدمًا فیحتاج الی الحال فی استقرارہٖ فبفعلہٖ شش
مصدرٌ مجھولٌ اذ علۃ العدم بالوجود ھر بخلاف الحال والمستقبل اذ الحالُ
موجودٌ مستقلٌ والمستقبلُ بعدم سابقٍ فیقتضی الوجود فلا یحتاج الی الحال فی استقرارہٖ
فبفعلہٖ شش مصدرٌ مجھولٌ ھر فالکلامُ فی الاستقلالِ من حیث عدم
احتیاجہٖ الی غیرہٖ وجودًا واستقرارًا وعلمًا ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ
ای من علمہٖ یتعلق بالمعلوماتِ فی الزمانین ففیہ نکتۃ بتنزیہ علمہ
ومنع حصرہٖ مع حدوثِ معلوماتہٖ وحصرھا وان لم یسلم ھذا فکیف تجزیۃ
علمہ البسیط الا بما شاء ای بمعلومٍ من معلوماتہ وشاء یدل علی تحقق الفعل

ترجمہ اور بادراک واصالتاً تو انائی دادہ است۔ ولیکن از عقل چنانچہ اوپر عاقل پوشیدہ نیماند از بیان مذکور ولیکن از نقل پس آیات اند در جواز علم غیب
در آخر سورہ تقر یعلم ما بین ایدیھم یعنی میداند در زمان حال آنچہ پیش شان است وما خلفھم و دانند در زمان مستقبل آنچہ پس شان است پس
علم ماضی آن کہ باستقلال خود از کیفِ ممکن ثابت نمیشود ثابت بحال آنکہ او بعرض عدم است کہ لاحق بوجود حال شدہ اور است و عدم گشتہ ماضی
گردانید پس ماضی بعرض عدم لاحق بوجود حال محتاج میشود بسوئے حال در استقرار خود باحتیاج دارد پس بفعلہٖ شش از آنکہ علم عدم
ایشان وجود است در زمانِ عدم مجہول۔ بخلاف حال و مستقبل از آنکہ حال موجودِ مستقل است و مستقبل بعدم سابق است پس مقتضی وجود است پس بسوئے
حال در استقرار خود احتیاج ندارد۔ بازنشستہ شدن خود ہم بود محتاج نباشد۔ واین کلام در استقلال است از حیثیت عدم احتیاج او سوئے غیر او از
وجود استقرار او علم ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ و آنان در نگیرند دو احاطہ نمی توانند چیزے از علم او یعنی از علم او کہ تعلق دارد بمعلومات
درین ہر دو زمان حال و مستقبل و درین نکتہ است بتنزیہ علم او و منع حصر او با وصف حدوث معلومات انعلم و حصر آن معلومات۔ اگر این پذیرفتہ
نشود تسلیم نمایند پس تجزیہ علم بسیط او چگونہ شود یعنی علم بسیط حق چگونہ تجزیہ یابد و جزء جزء شدن نواند الا بما شاء مگر بآنچہ کہ خواستہ
است یعنی در نگیرد معلوم را از معلومات او آنقدر کہ خواستہ است او۔ اینجا لفظ شاء بر تحقق فعل دلالت میکند بنا بر صیغہ ماضی بر تحقق۔

فعلم العادیات وغیرھا فی ای زمان لغیر اللہ سبحانہ اضافتا بالاستناء
من المستثنی منہ یدل علی منع الاستقلال عن غیر اللہ سبحانہ تعمیما
متحقق فلا دلیل علی منع علم الغیب لغیر اللہ سبحانہ الا علی جوازہ وفی
سورۃ القصص واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ
فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین
وفی ال عمران واذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ
اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ہ
من الایتین علم الغیب لغیر الرسول ثابت ش عند اھل سنۃ وجماعۃ
خلافا للمعتزلین م وفی سورۃ الجن عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا
اعلم ان تعالی عالم الغیب ش بالذات بخلاف الشھود وبنسبۃ الی من یحضرہ له

ترجمہ پس علم عادیات وغیر عادیات در ہیچ زمان غیر خدائے سبحانہ را از روئے اضافت بخلق خالق ثابت و متحقق است بسبب استثناء
از مستثنیٰ منہ کہ بر منع استقلال از غیر خدائے سبحانہ دلالت میکند کہ بطور تعمیم است۔ پس دلیلی نیست بر منع علم غیب بر غیر خدائے سبحانہ
مگر بر جواز او۔ و در سورۂ قصص است رکوع اول واَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ
فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ہ وما وحی
کردیم و خبر دادیم مادر موسیٰ را اینکہ بشیر او نشانی او را یعنی از شیر خوراندن او۔ چوں بترسی بر او پس اورا در دریا بیافگن و مترس
و غمناک مشو۔ ما او را سوئے تو باز گرداننده ایم و او را از رسولان آورنده ایم۔ و در سورۂ آل عمران رکوع پنجم است وَإِذْ قَالَتِ
الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ہ و چوں فرشتہا گفتند اے مریم ہر آئینہ خدا ترا ببشارت و مژدہ میدہد بکلمۂ از وکہ نام او مسیح عیسیٰ ابن مریم
او با قدر و جاہ است در دنیا و آخرت و از مقربان خدا است۔ ازین ہر دو آیت علم غیب برائے غیر رسول ثابت است نزد
اہل سنت و جماعۃ و معتزلہ را خلاف است دریں۔ و در آخر سورۂ جن است عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا
مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا یعنی دانندۂ غیب است
پس یاری نمیدہد بر غیب خود کسے را مگر آنکس را کہ پسند فرماید از رسول و ہر آئینہ او در گرداند بر گمارد از پیش او و از پس او فرشتگانے
نگہبان۔ بدانکہ ہر آئینہ او تعالیٰ دانندۂ غیب است بذات بخلاف شہود است و بنسبت الی من یحضرہ است یعنی غیب است
بر نسبت کسی کہ او را حاضر نہاد۔

تفسیر آیۃ الکریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

تفسیر کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

م العامِ له سبحانه وغیرُہ ش عادتًا او بغیرِها ویدلُّ علی عمومِہ عدمُ
اختصاصہ لمختص م والاظہارُ بمعنی الامدادِ الذی یقع فیما وقع قبلہ
ش ای الاظہار م فلا یظہر علی غیبہ الخاص لہ سبحانہ ش لا لغیرہ
سبحنہ عادتًا ویدلُّ علی الغیب الخاص اضافۃُ الغیب الی الضمیر م الا من ارتضی من رسولٍ فلا نفی
من علم الغیب العامِ لعامِ من الانبیاءِ وغیرہم من المؤمنین ومن علم الغیب الخاصِ لخاصٍ من الانبیاءِ
ولما الاستثناءُ عن نفی علمِ الغیب الخاصِ بجوزہ لغیرہ سبحانہ فالعام
ش فیجوزُ علمُ الغیبِ العامِ م بالاولویۃ ش عند اہلِ سنۃٍ و
وجماعۃٍ خلافًا للمعتزلین اذ عندہم الرسول من ملکٍ ولمتوہمین م
فیدلُّ علی جوازِ احاطۃٍ کلیۃٍ علمًا بالغیب للرسولِ لعمومِ اللفظین ش
ای الغیب والرسول م فلسیدِ الرسل صلعم بخصوصیۃ قرینۃِ الکلام بمقدار
ش متعلق یدلُّ وان وقع صفۃً او حالًا للاحاطۃِ الکلیۃِ علمًا فمتعلقٌ
ثابتۃٌ م احاطۃٍ مرکزیتم فی شرحِ الصدرِ ش

ترجمہ این غیب عام است برائے او سبحانہ وغیر او بطور عادت باشد یا بغیر عادت۔ ودلالت میکند بر عموم این غیب عدم اختصاص
او برائے مختص۔ و اظہار بمعنی امداد است آنکہ واقع شود در آنچہ کہ پیش از اظہار و امداد وقوع یافت۔ پس او سبحانہ امداد
دہد بر غیب خاص خود کہ او سبحانہ راست نہ غیر او سبحانہ را از روئے عادت۔ و بر این غیب خاص دلالت میکند اضافت
غیب کہ سوئے ضمیر است۔ مگر بارے دہد کسے را کہ پسند آورد از رسول۔ پس نفی نیست از علم غیب عام از انبیاء و غیر شان
از مومنین و نہ نفی است از علم غیب خاص خاص را از انبیاء۔ و ہر گاہ این استثناء کہ از نفی علم غیب خاص است او را
یعنی علم غیب خاص را برائے غیر او سبحانہ جائز دارد پس این استثناء علم غیب عام باولویت جائز دارد نزد اہل سنت
وجماعت در حالیکہ خلاف است برائے معتزلہ زیرا کہ نزد شان این رسول مراد است از فرشتہ۔ و خلاف است برائے متوہمان
ہم۔ پس این استثناء دلالت میکند بر جواز احاطہ کلیہ بطور علم بغیب برائے رسول بنا بر عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ در
کریمہ آمدہ اند یعنی این استثناء بسبب عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ در این کریمہ آمدند دلالت میکند بر جواز
علم احاطہ کلی بغیب جائز است۔ پس دلالت میکند برائے سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام کہ دلالت بمقدار احاطہ
مرکزیت شان ہست حالانکہ این احاطہ مرکزیت شان در شرح صدر آمدہ۔ پس دلالت میکند برائے سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام
بر جواز احاطہ کلی بغیب بطور علم کہ ثابت است بمقدار احاطہ مرکزیت شان حالانکہ این ثابت است در شرح صدر۔

صتعلق ثابتۃً حالٌ لاحاطۃ مرکزیتہم مر ولو فی ان اواوان ش کما
ذکر فی ذکر کیفیۃ احاطۃ علمہ صلعم کما ھو عند اھل سنۃ وجماعۃ من
المتصوفین مر وان ش مفعول اعلم علی العطف م لفظ من معمم ولفظ من مخصص لان
لیس تبیین من انہ تخصیص من تعمیم وتخصیص بعد تعمیم لا یبقی جواز امر مخصص
لغیر مخصص لہ لاشتراکہما ش ای مخصص لہ وغیر مخصص لہ مر فی العموم ان لم یکن ش الضمیر المستتر
الی الامر المخصوص مر ممتنعا وفی وجہ الجواز جانب اول قوی ش الجملۃ
حالٌ من جواز الذی مضافٌ الی الامر فالواو حالیۃ والا عطف علی الجملۃ
مر ولا یبقی نقصان فہم المستقیم ہذہ البلاغۃ الی المرام فی فصاحۃ
الکلام مع التوسع للمقاصد وان الرسول غیر الملک ش عند اھل
سنۃ وجماعۃ خلافا للمعتزلین فعندہم ہو ملک مر وانہ انسان یدل
یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لان الملک غنی من الملک فی امرہ
وفی سورۃ النحل ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم وجئنا بک

ترجمہ اگرچہ در آن واصد باشد یا در آوان چنانچہ در ذکر کیفیت احاطۂ علم او صلعم ذکر کردہ شد چنان کہ او است نزد اہل سنۃ وجماعۃ از متصوفین یعنی از صوفیہ رحمہم اللہ تعالی۔ و بدانکہ بر آئینہ لفظ من بالفتح کہ در من الرنضی است معمم یعنی عام دارندہ است۔ ولفظ من بالکسر از من رسول مخصص است یعنی خاص کنندہ۔ از انکہ اینجا بیان من تبیین فہمیت کہ از کسی بیان کردہ باشد مگر برای تخصیص است از تعمیم۔ و تخصیص بعد تعمیم نفی نمیکند جواز امر مخصص را برای غیر مخصص لہ یعنی امر کہ خاص کردہ شدہ است جواز آن نفی نمیکند جواز امری را کہ برای او تخصیص نہ کردہ شدہ است بنا بر اشتراک ہر دو مخصص لہ وغیر مخصص لہ در عموم اگر آن امر مخصوص ممتنع نباشد حالانکہ در وجہ جواز جانب اول قوی است و نہ نفی میکند نقصان فہم مستقیم این بلاغت را کہ سوی مرام است در فصاحت کلام مع توسع برای مقاصد یعنی کلام فصیح کہ برای مقاصد توسع دارد و بلاغت سوی مرام میرساند اینچنین بلاغت و فصاحت متوسع بمقاصدہ موصل بمرام را از نقصان فہم مستقیم نفی نہ تواں کرد۔ و بدانکہ رسول در کریمۂ مذکورہ غیر ملک است یعنی فرشتہ نیست نزد اہل سنۃ وجماعۃ حالانکہ خلاف است معتزلین را کہ نزد شاں او ملک و فرشتہ است۔ و حال انیست کہ بر آئینہ او انسان است بدلالت یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا یعنی بطور نگاہداشت از پیش و پس او مقرر میکند از انکہ فرشتہ از فرشتہ در امر خود بی نیاز غنی است۔ و در سورۂ نحل است رکوع دوازدہم ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم وجئنا بک شہیدا علی ہؤلاء و دراں روز در ہر گروہ شہیدے یعنی گواہ خواہیم برانگیخت بر آناں از نفسہائے شاں یعنی از جنس ہائے شاں و بیاریم ترا

تمہیداً علی ھؤلاء ولیس الشہادۃ الا بالعلم المشہود بہ فلما یشہد فکیف یحمل فقیدہ
تدل علی ان الرسول علم کثیرا العلم بالمغیبات فی ان ش لکثرۃ المعلومات فی ان
فی حدیث کرۃ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم بسند صحیح قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال رایت ما تعمل امتی بعدی فاخبرت لھم
الشفاعۃ الحدیث ھ وکم من ایۃ فی القران المجید تدل علی الدعوی والآیات فی
المنع ش ای منع علم الغیب ھ فی سورۃ النمل قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون ہ وفی سورۃ لقمان ان اللہ
عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام ط وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط
وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیر ہ وفی سورۃ الانعام وعندہ مفاتح
الغیب لا یعلمہا الا ھو ط وغیرھا لیست معارضۃ للاولی لان الغیب باضافۃ اللہ سبحانہ
ثابت فتاول ش الضمیر المستتر الی ایات فی المنع والاصل ان معارض الثابت
ان کان خلافہ لا ضدہ یاول بوجود غیر مثلہ لان ما ثبت لا ینفی الا الذھنی

ترجمہ گواہ بریں ہمہ کسان۔ وشہادت نیست مگر بعلم مشہود بہ یعنی گواہی نباشد مگر بعلم چیزی کہ بدو گواہی دادہ شود کہ دیدہ است
او را پس ہرگاہ کہ شاہد باشد پس چگونہ جاہل باشد پس ایں آیت دلالت میکند بر اینکہ ایں رسول علیہ السلام کثیر العلم است بمغیبات
در یک ان بسبب کثرت معلومات در آن واحد در صدر مرکوز خود۔ وبزار وطبرانی در اوسط بر آوردہ است وابو نعیم بسند صحیح کہ فرمود رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود دیدم آنچہ عمل خواہد کرد امت من پس من۔ برای شاں شفاعت را پسندیدم تا آخر حدیث۔ وبسی است از آیات
در قرآن مجید کہ بریں دعوی دلالت میکند۔ وآیاتیکہ در منع علم غیب اند۔ در سورہ نمل رکوع پنجم است قل لا یعلم من فی
السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی بگو ای حبیب من نمیداند کسیکہ در آسمانہا وزمین
است غیب الا اللہ۔ وایشاں نمیدانند کہ کدام وقت برانگیختہ وبرداشتہ شوند۔ ودر سورہ لقمان است رکوع چہارم ان اللہ عندہ علم
الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس
بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر یعنی ہر آئینہ خدای بر تر کہ نزد اوست علم قیامت وفرود آرد باران را۔ ودانا ست آنچہ در رحمہای
مادران است ونمیداند ہیچ نفس کہ فردا چہ حاصل خواہد کرد اہ ونمیداند ہیچ نفس کہ در کدام زمین بمیرد ہر آئینہ خدای بر تر بسیار داننده است۔ ودر سورہ
انعام است رکوع ہفتم وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ط ونزد او است کلیدہای غیب نمیداند آنہا را مگر او۔ پس ہمہ آیات مذکورہ وغیرہا معارض نیستند
آیات اولی را کہ در اثبات غیب اند۔ ان اگر ہر آئینہ غیب را نفی ونسبت یعنی بجلال خدای سبحانہ ثابت است پس ایں ہمہ آیات کہ در منع غیب اند تاویل کردہ شوند بوجہیکہ بخلاف او
وقاعدہ ایست کہ ہر آئینہ معارض ثابت اگر او خلاف ثابت باشد نہ ضد وتاویل کردہ شود بوجود غیر مثل او وانانکہ آنچہ ثابت شدہ است نفی نکردہ شود مگر ذہنی

بیان آیاتیکہ در منع علم غیب اند مع تاویلات شاں

دلیل ہمہ علم غیب ازحدیث +

الذی لصلح لوجودٍ خارجٍ وھو غیر ثابتٍ بنسبۃٍ اخری فیاوّل النفی لا النبوت
لتقدمہ ھر بوجہٍ بالخلاف فرفع التعارض باستثناءٍ بحسب الحال او بحسب
العادت المخصوصۃ فلا ش ای فلا یثبت ھر منعاً مطلقاً والا التعارض و
مخالفۃ البداھۃ مما فی نفس المعرض ومن الاعجاز والکرامۃ فی المغیبات ش
الالف واللام للجنس ھر کاھم افلا یتدبرون القرآن ط ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا
فیہ اختلافاً کثیراً ۵ فالخمسۃ المشھورۃ من المغیبات افرادھا فاربعۃ منھا
فی الاعجاز والکرامۃ الا الساعۃ ش فارجع لثبوتھا الی کتب السیر من الاحادیث
فی اعجاز النبی صلعم ومن غیرھا فی کرامۃ الاولیاء ض فتدرک ھر واللہ
تعالیٰ اعلم والموفق والحفیظ ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ
کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا
وَتَرَحَّمْ عَلَیْنَا بِہٖ ۔

ترجمہ آنکہ وجودِ خارج را صلاحیت دارد حالانکہ او غیر ثابت است بنسبت دیگر پس نفی تاویل کردہ شود نہ ثبوت بسبب تقدم
او۔ پس رفعِ تعارض ثابت باستثناء است بحسب حال یا بحسب عادتِ مخصوصہ یعنی آنچہ حسب حال یا حسب عادت مخصوصہ است
از استثناءِ آن ازاں حیث تعارض رفع شود۔ پس منع مطلق ثابت نشود ورنہ تعارض است۔ ومخالفت بداہت از آنچہ کہ در نفس
معرض است یعنی روگردانندہ و از اعجاز و کرامت کہ در جنس مغیبات است لازم است یعنی از اعجاز و کرامت کہ در ہر جنس مغیبات
ثابت بداہت است ازیں بداہت آنچہ کہ در نفس معرض است مخالفت لازم آید و مخالفت از بداہت باطل پس اعراض از
چگونہ گردد۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا
کہ در سورۂ نساء رکوع یازدہم است۔ یعنی آیا پس تفکر نمی کنید و نمی اندیشید در قرآن۔ و اگر از نزد غیر خدا بودی البتہ دریافتندی در او
اختلاف بسیار۔ پس آں پنج مشہورہ از مغیبات افراد چار اند۔ و چہار ازاں ثابت اند در اعجاز و کرامت مگر ساعت و قیامت۔
پس برائے ثبوت ایشاں رجوع کن سوئے کتب سیر از احادیث در اعجاز نبی صلے اللہ علیہ وسلم و از قرآں در کرامت اولیاء رضوان اللہ
علیہم اجمعین پس بیابی۔ و خدائے برتر دانا است و توفیق دہندہ است و نیک نگاہ دارندہ ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ
وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْ عَلَیْنَا بِہٖ ۔

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا

ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف ومتعلقاتہا وما فیہا مع المطالب الاخری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان العلم صفۃ متوسعۃ لمعلومات جامعۃ ومانعۃ واختصاصہ بمعین معرفۃ وہذا علی حکم التعدیۃ فیہما فلعالم علم حصولی هو صفۃ علم منسوب بحصولہ العالم ش الضمیر المتصل الی علم مفعول المصدر م ای یحصلہ بغیریۃ بہ ش ای بعالم م بزیادتہ علی مرتبۃ ذاتہ فیحتاج لعلم معلوماتہ الی غیرہ وحضوری هو صفۃ علم منسوب بحضورہ لعالم ای بحضورہم فی نفسہ بعینیتہ بہ فی مرتبۃ ذاتہ فلا یحتاج الی غیرہ ش هو الزیادۃ فالحاصل ان عالما بعلمہ الحصولی

ذکر بیان علم ومعرفت وعارف ومعروف ومتعلقات او وآنچہ در وست با مطالب دیگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بدانکہ ہر آئینہ علم صفتی است متوسعہ برای معلوماتی کہ جامعہ ومانعہ باشد ۔ واختصاص یعنی خاص شدن این علم بمعلوم معین معرفت است ۔ واین علم بر بنای حکم تعدیہ است در ہر دو یعنی علم مصدر متعدی است کہ بمعلوم متعدی شود خواہ صفت متوسعہ باشد بمعلومات خواہ بمعلوم معین مختص ۔ پس بنا بر این حکم تعدیہ عالم را از دو علم چارہ نیست یکی علم حصولی است او صفتی است کہ منسوب کردہ شدہ است بحصول بسبب حصول عالم او یعنی این علم را عالم حاصل میکند بغیریت این علم با عالم کہ زیادت است بر مرتبہ ذات عالم بعینیت این علم بعالم ۔ پس عالم محتاج میشود بعلم معلومات خود بسوی غیر خود چرا کہ این علم بعالم بعینیت نیست بلکہ بغیریت است ۔ پس این غیریت بمقابلہ عینیت است لہذا احتیاج مرتبہ غیریت بنا بر واسطہ بعلم بمعلومات ضرور میشود ۔ وعالم دیگر علم حضوری است او صفتی علم است منسوب کردہ شدہ است بحضور بسبب حضور او عالم را یعنی بحضور علم در نفس عالم بعینیت آن علم بعالم در مرتبہ ذات عالم ۔ پس عالم بسوی غیر خود کہ او زیادت است محتاج نمیشود برای علم معلومات خود ۔ پس حاصل آنکہ عالم بعلم خود کہ حصولی است

یحتاج لعلم معلومہ الی غیرہ ای مرتبۃ غیریۃ علم بعالمہ لانہا واسطۃ بین عالم
ومعلوم وبعلمہ الحضوری لا یحتاج لعلم معلومہ الی غیرہ ای مرتبۃ غیریۃ علم
بعالمہ بل یعلم بمرتبۃ عینیۃ علم بعالمہ لانہا واسطۃ بین عالم ومعلومہ لکونہم
ان عالما یحتاج الی غیرہ ای معلومہ الذی ہو غیر نفسہ فی مرتبۃ علم حصولی
فیعلم غیرہ ولا یحتاج لعلم معلومہ الی غیرہ ای معلومہ الذی ہو غیر نفسہ
فی مرتبۃ علم حضوری فیعلم نفسہ ف لعلم معلوماتہ فعلم نفسہ وغیرہ ایضا
فی الوجہین ش ای ثابت فی وجہ علم حصولی وعلم حضوری ف لا یسعنی
احدہما عن فیئہ ولا یلزمہ شئ غیرہما المعلومہ فعلم عدم مطلق باصالتہ
ممتنع ش فلا اصل للسوال المشہور ای ان علم العالم القدیم عدما فی مرتبۃ
العلم الحضوری فلزم ان العدم عینہ وان لم یعلم فلزم الجہل والسوال مستبعد
لان العدم المطلق لا یحکم بمعلومیتہ الا ان یقال الحادث مفعول علم ولان لما
علم غیر نفسہ فہو حصولی ولما علم نفسہ فہو حضوری علی تعریف الحصولی والحضوری کقولہم

ترجمہ البتہ برائے علم معلوم خود محتاج شود سوئے غیر خود یعنی سوئے مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است از انکہ ایں مرتبہ غیریت
واسطہ است درمیان عالم ومعلوم۔ وعالم بعلم خود کہ حضوری است برائے علم معلوم خود محتاج نمی شود سوئے غیر خود یعنی
سوئے مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است بلکہ میداند بمرتبہ عینیت علم کہ بعالم است از انکہ ایں مرتبہ عینیت واسطہ است
درمیان عالم ومعلوم۔ ش قول شاں اینکہ عالم البتہ محتاج شود سوئے غیر خود یعنی سوئے معلومی کہ او غیر نفس او است
مرتبہ علم حصولی پس میداند غیر خود را۔ ونہ محتاج شود عالم برائے علم معلوم خود سوئے غیر خود یعنی سوئے معلومی کہ او غیر نفس او است در مرتبہ علم حضوری پس میداند
نفس خود را۔ پس علم نفس عالم وعلم غیر او نیز۔ دریں ہر دو وجہ کہ ثابت است یعنی در وجہ علم حصولی وعلم حضوری ہیچکدام ازاں ہر دو نمی یارد شد
از قسیم یعنی شریک خود۔ ونہ لازم شود عالم را چیزے غیر ایں ہر دو برائے معلوم خود۔ پس علم عدم مطلق باصالت خود ممتنع است۔ پس ایں سوال کہ
اصلے نیست یعنی اگر دانندۂ قدیم عدم را در مرتبہ علم حضوری بالذات پس لازم شود اینکہ عدم عین او است واگر ندانست پس جہل لازم آید
و ایں سوال مستبعد آمد یعنی از مضمون دور افتادہ و بعید شمردہ شد زیرا کہ عدم مطلق بمعلومیت خود حکم
نکردہ شود مگر اینکہ در سوال مذکور بجائے عدم حادث گفتہ شود بنا بر مفعول از فعل بدانست کہ ترجمہ علم
آمد۔ و از انکہ بر بنائے تعریف حصولی وحضوری ہمچو قول شاں کہ ایں است چوں عالم غیر نفس خود بدانست پس
او علم حصولی است وچوں نفس خود بدانست پس او علم حضوری است ۔

فلا یرد علیه شیء م وعلم نفسیه وحادث مع علم عدم مبنی علیه منع المبنی علی عدم مطلق بتعلیقه ش المجرور متعلق علم الحادث والضمیر الی الحادث م بفعل عالم وشبهه صنعه عنه تصمما والتزاما حصولیا و حضوریا ضروری معا وفی خلافه ش ای خلاف ما عرف لعلم حصولی و حضوری م کما هو المشهور یلزم عینیته غیر العالم به فی علم حضوری وغیریته عین العالم به فی علم حصولی والا الجهل من جهة فی حدهما +

ضمیمه مناسبة المحل

اعلم ان ربط الخلق الذی بین خالق ومخلوق باعث العلم والحکم منهما ش ای من مخلوق الی خالقه ومن خالق الی مخلوقه م والا بطل العلم والحکم اعلم ان الله تعالی علم نفسه وتقدس وتبارک مع صفاته حتی الفعل الحجابی مع اثره وهو مفعوله من حیثیة حدوثه ش مجرور من مع مضاف الیه یتعلق بعلم او یتعلق مفعوله والضمیر فی حدوثه راجع الی مفعوله او الی الفعل الحجابی وبهما مرادان ولم یختلف معناهما باختلاف مرجع الضمیر فلیس الفعل الحجابی ومفعوله قدیما م ولو فی علمه تعالی ولو جود خارج من علمه تعالی

ترجمہ پس بر وچیزے یعنی ربط صحیح سوال وارد نمی شود۔ و دانستن نفس محدود حادث مع علم عدم بطور حصولی و حضوری عالم را ضروری است معا بسبب تعلق حادث بحدوث خود بفعل عالم و بسبب شبه صنع حادث از عالم بطور تصمم و التزام۔ و باحادث علم عدم از انست کہ علم عدم کہ بر عدم مطلق آلهی دهنده است از حادث بر وآلهی است پس بنا بر تعلق حدوث حادث بفعل عالم و بسبب حصول شبه صنع او در عالم از روے تصمم و التزام و بنا بر خبر دادن حدوث حادث بر علم عدم داد و بر عدم مطلق بدانستن نفس خود و دانستن حادث مع متعلقاتش بتعلق فعل و صنع خود بنحو یکه قیام حقیقی صفات بذات بطور علم حصولی و حضوری معا ضروری است ورنه بدون علم این همه فعل و صنع بیکار و معطل آید و مخلوق بصنع ممتنع آمده خلق و صنع او چگونه شود کہ خلاف بداهت است۔ و در خلاف آنچه کبرائی علم حصولی و حضوری تعریف کرده شد همچنان کہ او مشهور است عینیت غیر عالم بعالم در علم حضوری و غیریت عین عالم بعالم در علم حصولی لازم شود ورنه جهل لازم شود از جهتی در حد هر دو۔

ضمیمہ مناسب این محل۔ بدانکه آئینه ربط خلق آنکه در میان خالق و مخلوق است همان باعث علم و حکم است از هر دو یعنی از مخلوق بخالق و از خالق سوے مخلوق خود ورنه بدون ربط علم و حکم هر دو باطل شد۔ بدانکه هر آئینه خدا بر تمام ذات خود کہ پاکیزه و مبارک است مع صفات او و افعال حجابی مع اثر او کہ مفعول اوست از حیثیت حدوث او اگرچه در علم او تعالی است و اگرچه بوجود خارج است از علم او تعالی یعنی دانستن مفعول بحیثیت حدوث مفعول است کہ بفعل فاعل بوقوع آمده یا بحدوث فعل حجابی است کہ بسبب تعلق اثر بفعل حجابی عالم فاعل بمفعول بر اثر مخلوق بوجود آمده حاصل شده پس فعل حجابی و مفعولش هر دو قدیم نیستند۔ و این فعل حجابی آن فعلی نیست کہ وصف فاعل است بلکه این فعل مرتبه حجاب است کہ وصف فاعل است حدوث یافته۔ و نه این فعل حجابی همچو اثر مخلوق است مراد آنکه حادث غیر مخلوق است و تفصیل او در ذکر کیفیت اثبار مرتبه حجاب در بیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمده آنجا باید دید +

حاشیہ: ... مع صفات خود ... از علم او تعالی است و اگرچه در علم او تعالی است و انست ... است۔ و باختلاف معلومات تغیر نیابد +

تعلّقہ تعالیٰ متعلّقٌ بما ھو قدیمٌ و بما ھو حادثٌ و لم یتغیّر باختلاف المعلومات
حتّٰی ما بلغ العلم فاعلم انّ المعرفۃ موقوفۃٌ فی نفس عارفٍ فلا یعرف ما فی
غیرھا فالمعرفۃ حقیقیّۃٌ بما قام بقیامہ الحقیقی فی نفس عارفٍ و مجازیّۃٌ
بما قام بقیامہ المجازی فیھا و القیام المجازی لا یتحقّق الا بما قام بقیامہ
الحقیقی فی نفس عارفٍ و ھو شبہٌ الّذی ھو وجہ معرفۃٍ فاعلم انّ الشبہ
لتکیّف علمٍ فی مرتبۃٍ مثالٍ بکیفیّۃٍ معلومٍ لا ما یقوم فیہ و علیہ کصورۃٍ فی
مرآت و علی غیرھا فیحتاج الی وجودٍ متقدّمٍ منہ فانّ حصول شیءٍ صنعًا
یحتاج الی شبہٍ متقدّمٍ منہ و علمًا ش عطفٌ علی صنعًا ای حصول شیءٍ
علمًا م علی وجھین بنفسہ من حیث انّ الشبہ یحتاج الی نفس شیءٍ و ھو
مقصودٌ و کشبہہ ش عطفٌ علی بنفسہ م من حیث ان معرفۃ شیءٍ یحتاج
الی شبہ الّذی ھو وجہ معرفۃٍ فلا نزاع و الحقّ انّھما معًا بتاخرٍ رتبیٍّ فلا
یعرف عارفٌ غیر ما ھو متقدّمٌ من شبہٍ متقدّمٍ ش من مصنوع م لصنع
و متقدّمٌ من شبہٍ متاخرٍ ش من معلومٍ م لعلمٍ

بیان علم الٰہی بشیار باشا نہا و با نفسہا

بیان آنکہ معرفت موقوف در نفس عارف است و شبہ آنہا معًا بتاخر رتبی است

بیان علم اشیا بنفس خود و شبہ آنہا معًا بتاخر رتبی است

ترجمہ پس علم او تعالیٰ متعلق است بآنچہ کہ او قدیم است و بآنچہ کہ او حادث است و باختلاف معلومات تا آنچہ کہ این علم در رسید تغیر نیافت و بدانکہ ہر آئینہ معرفت موقوف است در نفس عارف پس نشناخت شود آنچہ کہ در غیر او است پس معرفت از روئے حقیقی بآں چیز است کہ بقیام حقیقی خود در نفس عارف قائم است۔ و بطور مجازی بآنچہ کہ قائم بقیام مجازی است در و یعنی در نفس عارف و قیام مجازی ثابت و متحقق نہ شود مگر بآنچہ کہ در نفس عارف بقیام حقیقی قائم است۔ و او شبہ است آنکہ او است وجہ معرفت۔ و بدانکہ ہر آئینہ شبہ البتہ تکیف علم است یعنی چگونگی علم در مرتبہ مثال بکیفیت معلوم نہ آنچہ کہ قائم شود در و بر و مثل صورت در آئینہ و غیر او پس این شبہ محتاج باشد سوئے وجودے کہ متقدم از و ست پس ہر آئینہ حاصل شدن چیزے بطور صنع البتہ محتاج باشد سوئے شبہ کہ از آں شیء متقدم است و حصول شیء بطور علم بر دو وجہ است یکی بنفس شے از ین حیثیت کہ شبہ البتہ احتیاج دارد وصولے نفس شے کہ او مقصود است۔ دوم بشبہ از ین حیثیت کہ معرفت شے البتہ احتیاج دارد سوئے شبہ آنکہ او وجہ معرفت است پس نیست نزاعی۔ و حق ہمیں است کہ ہر آئینہ علم ہر دو معًا است بتاخر رتبی یعنی ازین سبب ماذن از روئے رتبہ است نہ بطور حقیقت۔ پس عارف نمی شناسد غیر آں چیز را کہ او مقدم است از شبہ کہ متقدم ہست او از مصنوع برائے صنع ایں مصنوع۔ و متقدم از شبہ متاخر کہ از معلوم ہست برائے علم است

توسیلۃ معرفۃ لھما ش اے لما ھو متقدم من شبہ متقدم لصنع ومتقدم من شبہ متاخر لعلم م وصف جامع ومانع والجامع ظل ذی ظل والمانع مسلوبہ وھو معارضہ وان نفی احدھما ش اے احد من وصف جامع ومانع م فالمعرفۃ ممنوعۃ فالتابعیۃ والمتبوعیۃ وھی العابدیۃ والمعبودیۃ بمعرفۃ الوصف الجامع والمانع فھی موقوفۃ التصدیق وھو حصول معرفۃ شئ کما ھو ھو وھنا الاسم للمعنی ش ای حصول معرفۃ شئ کما ھو ھو لا المعنی مصدری م ومحلہ القلب العنصری ومبدئہ من حد اعلی مرتبۃ حواس باطنۃ الی حد اسفلھا الی مرتبۃ مثال ش الی انتھائیۃ علی اصل غیر جنس م فمن تصدیق الی تصور ش اے الی انتھاء تصور علی اصل غیر جنس م وھو حصول شبہ شئ کما ھو ھو لقصد ش غیر معین م وھنا الاسم للمعنی ش ای حصول شبہ شئ کما ھو ھو لا المعنی مصدری م ومحلہ الدماغ ومبدئہ من حد اعلی مرتبۃ مثال الی حد اسفلھا الی مرتبۃ شھود ش الی انتھائیۃ علی اصل غیر جنس م فالتصدیق والتصور ھما اعتباران زائدان علی المعرفۃ بنسبتھما الی معروف

ترجمہ پس وسیلہ معرفت برائے ہر دو یعنی برائے آنچہ کہ او متقدم است از شبہ متقدم کہ برائے صنع است و ہم متقدم است از شبہ متاخر کہ برائے علم است۔ وصف جامع مانع است۔ و وصف جامع ظل ذی ظل است یعنی عکس صاحب عکس۔ و وصف مانع مسلوب ذی ظل کہ او معرض او است یعنی این مسلوب جائے ظہور ظل است۔ و اگر یکے از ہر دو وصف جامع و مانع است ہم موقوف تصدیق است۔ موقوفۃ بفتح را یعنی بر انگیختن و فرو فتن است یعنی از اینجا تصدیق بر انگیزد و بیفروزد۔ فما و یعنی تصدیق حصول معرفت شئ ہمچنان کہ او او ہو است پس اینجا تصدیق ہم است برائے آنچہ کہ او حصول معرفت شئ است کما ہو ہو نہ برائے معنی مصدری۔ و محل تصدیق قلب عنصری است۔ و مبدء یعنی جائے آغاز او از حد اعلی مرتبہ حواس باطنہ تا حد اسفل مرتبہ او تا مرتبہ مثال۔ این تا ای انتہائیہ بر قاعدہ غیر جنس است کہ در ہر دو دخول یکدیگر نمی نمایند۔ و از تصدیق تا تصور کہ او حاصل شدن شبہ شئ است ہمچنان کہ او او ہو است برائے قصد غیر معین۔ و حرف تا درین جملہ ہم بر قاعدہ غیر جنس است۔ و تصور باعتبار آنچہ کہ او حصول شبہ شئ است ہمچنان کہ او او ہو است اینجا اسم است نہ برائے معنی مصدری۔ و محل او دماغ است۔ و مبدء او از حد اعلی مرتبہ مثال تا حد اسفل او تا مرتبہ شہود۔ حرف تا اینجا ہم بر قاعدہ غیر جنس است پس تصدیق و تصور ہر دو اعتبار اند زائد بر معرفت بہ نسبت دو اعتبار تعلق ہر دو بہ معروف

بیان التصدیق والتصور والاقرار

بیان محل ومبدء تصدیق

بیان محل ومبدء تصور

والتصديق يتعلق بحسي وبغيره بدلالة اليه والتصور ش يتعلق م بحسي فقط فالمعقول غير حسي ولا دلالة ونسبة وربط منه ش فمستنبط من الكلام ان الحسي مصدق بتصوره ضرورتا والمعقول مصدق بدلالة اليه بحثا فلما اريد علم شئ فنبعث علمه من محل تصديق الى مراد من الحسيات وتوجه من محل تصور اليه ويتعلق به فيحصل شبهه في محل تصور بقيام الحقيقي فيعلم في محل تصديق توسعا او اختصاصا او اثباتا او نفيا والى مراد من المعقول بدلالة اليه بحثا وكيفية الانبعاث والتعلق والحصول مجهولة على التحقيق فالتصديق مقدم مقصودا وقريب باعلاه ومؤخر حصولا ش اي حصول شئ م في حد اعتباره والتصور موخر سببا ومقدم في حد اعتباره حصولا سببيا ش اي حصول شبه شئ لسببه م فليس مقصودا بذاته الا بسببية والقلب في الحال ش اي حال التصور م لاه وساه والتصديق من افعال اختيارية بخلاف المعرفة ش اي ليست باختيارية م فيشرف حواس ظاهرة في عالم الشهود باقراره والاقرار ما هو في عالم الشهود من اثره او هو في عالم

المثال تصديقا

بيان الاعتبار زائد لتصديق تصور بمعرفت وتعلق او الحسي وغير حسي ورود دوم فقط بحسي تصديق حسي تصور وتعلق معقول بدلالت سوئے

بيان كيفيت علم شئ حسي وغير حسي كه چگونه برخيزد وازكجا وبچه رود آورد ازكجا بوسيله كدام وچگونه حاصل آيد

كيفيت انبعاث علم وتعلق وحصول مجهول است

بيان آنكه بنا بر مقصود تصديق مقدم وبنا بر حصول مؤخر

وتصديق بنا بر سبب مؤخر است وازروئے حصول مقدم پس بذاته مقصود نيست

تصديق از افعال اختياريه است

حرجمه وتصديق بحسي وغير حسي تعلق دارد بدلالت سوئے او - وتصور فقط بحسي تعلق دارد - پس معقول غير حسي است محتاج بدلالت وتصديق معقول بدلالت سوئے او ونسبت وربط از معقول آمده - پس ازين كلام مستنبط است يعني بيروں آورده كه حسي ضرورتا متصور خود ومصدق است يعني تصديق كرده شود بنا بر آنكه تعلق تصور فقط بحسي است پس حسي ضرورتا او ومصدق آمده - ومعقول مصدق است بدلالت سوئے خود از روئے بحث يعني تصديق معقول صرف بدلالت آمده خالص از هر چيز از آنكه معقول غير حسي است - وچون دانسته شد چيزے اراده كرده شود - پس علم از محل تصديق كه قلب عنصري است برانگيزد سوئے مراد كه از حسيات است - ومتوجه عيشود از محل تصور كه دماغ است سوئے مراد شئ حسي وتعلق شود به او پس شبه او در محل تصور بقيام حقيقي خود حاصل شود پس دانسته شود آن چيز در محل تصديق از روئے توسع يا اختصاص يا از روئے اثبات يا نفي وحصول علم به انست كه چيز از محل تصديق سوئے مراد كه از معقولات است برانگيزد وصرف بدلالت سوئے آں شئ از روئے بحث - وكيفيت انبعاث يعني برانگيختگي علم - وتعلق - وحصول - بر بناء تحقيق مجهول است پس تصديق مقدم است از روئے مقصود وقريب است باعلاء او يعني در مرتبه مقصود است واز روئے حصول شئ مؤخر است - وتصور از روئے سبب مؤخر است - ودر حد اعتبار خود از روئے حصول سببيت يعني حصول شبه شئ كه سبب او است مقدم است - پس اين تصور مقصود بذاته نيست مگر بنا بر سببيت او - ودر بحال يعني در وقت تصور قلب لاه وساه يعني غافل وبيخبر است - وتصديق از افعال اختياريه است بخلاف معرفت كه اختياريه نيست پس حواس ظاهره در عالم شهود باقرار او مشرف شوند - و

تصديقُ الذى يفيد للايمان الشرعي بقبولِ المصدَّقِ واقرارُ الذى يدلُّ على
على صحةِ التصديقِ باتيانِ اثرِ التصديقِ وهو مصدَّقٌ حقيقةً وان لم
يكن فى التصديقِ مصدَّقًا لكنّه دليلهُ ظنًا ولا يكذَّب به وعالمُ الشهودِ
لتكميلِ المعرفةِ والحكمةِ فالاقرارُ فى حكمه كالتصديقِ فى حكمِه فرضًا و
وجوبًا واستحبابًا شرعيًا وعقليًا وليس اقرارُ اللسانِ بدليلٍ على التصديقِ
الا ظنًا ومجازًا ولا يكذَّب به ولا يزولُ التصديقُ بزوالِ الاقرارِ الا الدليلُ
عليهِ ولا يزولُ الاقرارُ الا بضدِّهِ ش اى بانكارِ ما هو مقرٌّ م والايقانُ
تحققُ علمِ المعلومِ من حيث هو هو فلا يصله الشكُّ الذى يمنع تحققَه
فلا يزيدُ ولا ينقص فى حدِّه لكنّه اذا كانَ لمعلومٍ غيرِ الذى علمَ من قبلُ
فيزيدُ فى غيرِ حدِّ الذى حصل من قبل فهما متغايران باعتبارِ المعلومِ فالزيادةُ
عليهِ من غيرِه لا فى حدِّه واعلم انما الايمانُ بعد زوالِ الكفرِ فان زاد او نقص
الايمانُ لزمَ الكفرُ فى الحالِ ولا يجتمعانِ - واعلم انما المصدَّقُ مغائرُ تصديقه
ش اى ليس عين تصديقه م مع ربطِه به لا ينقطع ش

ترجمہ پس تصدیق آنکہ مفید عیشود ایمانِ شرعی را بقبول مصدَّق است یعنی آنچہ کہ تصدیق کردہ شد - واقرار آنکہ دلالت میکند بر صحت تصدیق
باتیانِ اثرِ تصدیق است واو در حقیقت مصدَّق است اگرچہ در تصدیق مصدَّق نباشد لیکن او یعنی اقرار از روئے ظن دلیل تصدیق است
باقرار کذب نہ کردہ شود و بدروغ ملفف نشود - وعالمِ شہود برائے تکمیلِ معرفت وحکمت ثابت آمدہ پس اقرار در حکمِ خود بمنزلہ تصدیق است در
حکمِ او از روئے فرض و وجوب واستحباب کہ از راہِ شرعی وعقلی است - واقرار زبانی دلیل بر تصدیق نیست مگر بطور ظن ومجاز یعنی اقرار
زبانی دلیل ظنی است کہ مجازًا بر تصدیق محمول شود و باقرار دروغ و باطل نگفتہ شود - وبزوالِ اقرار تصدیق زائل نمیشود مگر بزوالِ دلیلِ
کہ بر تصدیق است - واقرار زائل نمیشود مگر بضدِ او یعنی بانکارِ آنچہ کہ او مقر است بدان یا بانکارِ چیزی کہ او را اقرار می کرد - ویقین
تحققِ علم است برائے معلوم من حیث ھو ھو یعنی از منظورِ کہ او او است پس نمیرسد او را شک آنکہ تحقق او را مانع باشد پس یقین در حدِّ خود
بیش و کم نمی شود لیکن او بر گاہ برائے معلومِ غیرِ آں باشد کہ از پیش دانستہ شد پس بیش میشود در غیرِ حدِّ کہ آں از قبل حاصل شد پس باعتبارِ معلوم آں
ہر دو متغایر اند پس زیادت بر او از غیرِ او است نہ در حدِّ او - وبدانکہ ایمان نیست کہ ایمان بعد زوالِ کفر است - پس اگر ایمان بیش شد یا کم کفر در حال لازم
شد - وایمان کفر ہر دو مجتمع نمی شوند - وبدانکہ مغائر تصدیق خود است یعنی نیست عین تصدیق او باربط بتصدیق بمصدَّق

کہ منقطع نشود این ربط ہ

ای ربطُ التصدیقِ بالمصدَّقِ لا ینقطعُ م فالمصدَّقُ لا یتحقَّقُ دونَ التصدیقِ
والتصدیقُ لا یتحقَّقُ دونَ المصدَّقِ ش فهما لازمٌ وملزومٌ بینهما م فمن
هنا الایمانُ والاسلامُ لم یتفرقا تفرقةً کلیةً بینهما ش ومن هنا الفاظُ
المترادفةُ کالایمانِ والعملِ والتصدیقِ والاقرارِ کلها بمرادٍ واحدٍ م فوجودُ
العلمِ والمعرفةِ والتصدیقِ والیقینِ علی وجودهم الحاصلِ باطلٌ الا علی
تجدُّدِه بمثلِه فتشخُّصهم ش اعلم انَّ العلمَ علی وجودِه علمٌ معلومٌ وهو باطلٌ
وقس علیه المعرفةَ والتصدیقَ والیقینَ وانَّ تشخُّصَ ماهیةٍ مجرَّدةٍ متجدِّدٌ
لانَّه هو عینُ نفسِها لا تشخُّصٌ زائدٌ علیها منها م علی تشخُّصِهم الحاصلِ الزائدِ
علی ماهیةٍ منها باطلٌ الا ش یبطلُ م تشخُّصُهم علی تشخُّصِهم الذی هو
عینُ ماهیةٍ اذ هو یتجدَّدُ معها الا علی العلمِ معرفةٌ وعلیها تصدیقٌ وعلیه
توصیفٌ وتکمیلُهم علی بناءِ مفعولِهم فی عالمِ الشهودِ فضلاً عن حدِّهم ش
ان تم الفعل علی المفعول ۱۲
ای زیادةٌ تمیزٌ من التکمیلِ

بیان آنکه وجود بر وجود زائد است

بیان آنکه وجود بر وجود باطل است مع کیفیت ورود تشخص که زائد بر ماهیت و عین ماهیت است

بیان آنکه بر وجود علم وجود معرفت و تصدیق و بر توصیف و تکمیل ایشان

ترجمه یعنی مصدَّق گو مغائر تصدیق خود است ولیکن درمیان ایشان ربطی است چنانکه یکی بدیگر جدا نمی شود - پس مصدَّق بغیر تصدیق متحقق نشود و تصدیق بغیر مصدَّق ثابت آید پس هر دو درمیان هر دو لازم و ملزوم اند - و ازینجا است که ایمان و اسلام هر دو جدا نه اند چنانکه درمیان هر دو تفرقه کلیه یعنی کامل جدائی باشد - و ازینجا است که این الفاظ مترادف آمده چون ایمان و عمل و تصدیق و اقرار که همه آنها بر امر واحد اند - پس وجود علم و معرفت و تصدیق و یقین بر وجود حاصل شان باطل است مگر بر بنای تجدید امثال او - و بدانکه هر آئینه علم بر وجود خود علم معلوم خود است که او باطل است - و قیاس کن برین معرفت و تصدیق و یقین را - و بدانکه هر آئینه تشخص ماهیت مجرده متجدد است یعنی نو آینده از انکه این تشخص او عین نفس ماهیت است نه تشخص او زائد بر ماهیت پس تشخص شان بر تشخص حاصل شان که این زائد بر ماهیت است از ماهیت باطل است - و ازین باطل نمی شود تشخص شان که بر تشخصی است که او عین ماهیت شان است از انکه او با ماهیت متجدد میشود - پس معلوم شد که وجود علم و معرفت و غیره و تشخص شان بر وجود علم و بر تشخص زائد هر دو حاصل شان باطل است مگر آن علم و غیره بر بنای تجدید امثال او که بمثل او است باطل نمی شود - و نه باطل شود تشخص که زائد است بر تشخص ماهیت که این عین ماهیت است که با ماهیت متجدد آمده - مگر بر وجود علم وجود معرفت صحیح و درست است و بر معرفت تصدیق و بر توصیف و تکمیل ایشان مفعول شان را در علم شهود است الا انکه فعل بر مفعول تمام شود و این تکمیل شان بطور فضل و زیادت است از حد تعین شان +

فضلاً از حد تعین شان + صحیح است

ای هذا تکمیلها حدا ناشئا عن حد تعینهم م لانتهاء معرفة المقصودات بالدلائل التی فی عالم الشهود قلا قرار درجات علی وفق ما فی عالم المثال ش ای من العلم والمعرفة والتصدیق والیقین م وهذا الکلام فی وجه لطیف فان اصبته فاستکثرت فی الخیر وان رغبت فلک مالک، فاعلم ان المؤمن من ش من تشیر الی انتزاع وتبعیض م ظل موجودات قدیمة متضمنا بها بقیام المجازی عنها فالوجود ش ای وجود المؤمن م مشترک بها ش ای بموجودات قدیمة م وصفا وهی منشاءه فتابعیته ومتبوع له وعابدیته ومعبود له من هذه ش ای هذه الموجودات القدیمة م فالتوفیق ش الذی مصطلح الشرع الشریف م ثابت ش بتوفیق المؤمن بموجودات قدیمة م والتوفیق یتعلق بالفعل والموفق مفعول متعاقب لا متقدم اذ هو غیر معقول ولا متاخر اذ هو متابعة ممنوع ولا معه اذ هو فی ثانیتین ولا احتیاج بینهما فانی لا اظن ان یراد معه بمعنی متعاقب والظل یقتضی قربة ورویة وفناء کلها نظریة

بیان المؤمن وعابدیتہ ومعبودہ والتوفیق

بیان مؤمن وعابدیت ومعبودیت وتوفیق

بیان قربت ورویت وفنا نظریہ وتحقیقیہ

ترجمہ وایں تکمیل درعالم شہود بدیں سبب آمدہ کہ انتہاء معرفت مقصودات است بدلائل است کہ آنہا درعالم شہود اند پس برای اقرار درجہا اند بروفق آنچہ کہ درعالم مثال است یعنی درجہای اقرار بر موافقت وسازواری آنچیزاست کہ درعالم مثال است از علم ومعرفت وتصدیق ویقین - وایں کلام در وجہ لطیف است پس اگر بر سی اورا بصواب پس در خیر بیشی گرفتی واگر کجی کردی پس برای تست آنچہ برای تو ہست - پس بدانکہ مؤمن آئینہ از ظل موجودات قدیمہ است یعنی انتزاع از بعض عکس موجودات قدیمہ آمدہ کہ بسبب قیام مجازی ازاں موجودات ایں ظل بموجودات متضمن دارد - پس وجود مومن از روئے وصف بموجودات قدیمہ مشترک است کہ منشاء ایں وجود ہمو موجودات قدیمہ است پس تابعیت او یعنی تابع شدن مومن ومتبوع بروئے او عابد شدن او ومعبود برای او ازیں موجودات قدیمہ است - پس توفیق کہ در لغت دو چیز را موافق کردن است کہ آں در شرع شریف اصطلاح آمدہ بتوفیق مومن بموجودات قدیمہ ثابت است - وتوفیق متعلق بفعل باشد - وموفق یعنی توفیق یافتہ مفعول است متعاقب فعل نہ متقدم از انکہ تقدم مفعول از دو غیر معقول است - ونہ متاخر از انکہ تاخر او تباعد است وبعد باہم ممنوع - ونہ مع او ہست از انکہ مفعول در ثانیتین است یعنی ثابت است در دو ثانیت - ودریں ہر دو فعل و مفعول احتیاجی نیست - پس ہر آئینہ من گمان نمیکنم اینکہ ارادہ کردہ شود با یعنی مع او بمعنی متعاقب - وظل قربت ورویت وفنا نزد عارفان در دنیا کہ ہمہ نظریہ اند

فی حدِ اعتبارِها مع قربةٍ حقیقیةٍ غیرِ مکیفاتٍ بحسبِ حقیقةِ مقربِ الیه حال من القربة والرویة والفناء کلها نظریة ۱۲
ومرئیٍ ومعنیٍ به وهو ذو ظلٍ فی الدُّنیا ش متعلق یقتضی م فیجوزُ
الی رویةٍ حقیقیةٍ مع قربةٍ حقیقیةٍ وفناءٍ نظریٍ فی حدِ اعتبارِ فی الجنة
ش متعلق بجر م قال سبحانه وُجُوهٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
وکلُّ ذلك ما ذُکِرَ فی الرویةِ بحسبِ ارادةِ المعبودِ لا منعاً ش فجازت رویةٌ
حقیقیةٌ فی الدُّنیا لانه تعالٰی قادرٌ علٰی ان یخلقَ بصرَ الذی یراه تعالٰی فی
الدُّنیا کما یخلقُه فی الجنةِ لرویةٍ حقیقیةٍ وقیل فی الکلامِ کیف سؤالُ الرسولِ
علی الممنوعِ ای رَبِّ ارِنِی فقیل نعم کیف علی الممنوعِ ای لیست رویةٌ حقیقیةٌ
فی الدُّنیا ممنوعةً بل هی جائزةٌ بدلیلِ رَبِّ اَرِنِی م فیجوزُ بعدُ نظریٌ لجوازِ
نفیِ قربةٍ نظریةٍ لا بعدٌ حقیقیٌ لوجوبِ قربةٍ حقیقیةٍ ولا فناءٌ حقیقیٌ لامتناعِ
فناءٍ فی غیرِه حقیقتاً وما من قربٍ فی طاعةٍ هو نظریٌ او اتصالیٌ یوصلُ
الی حقیقیٍ او حجابٍ معلومٍ او مجهولٍ وقیل من متشابهاتٍ والبعدُ فی المعصیةِ

ترجمہ در حدِ اعتبارِ خود با مع قربتِ حقیقیہ حال آنکہ ایشاں کہ نظریہ اند باعتبارِ حقیقتِ مقربِ الیہ یعنی باآنکہ قربت و نزدیکی
حاصل شدہ است و باعتبارِ حقیقتِ مرئی یعنی آنکہ دیدہ شدہ است و باعتبارِ حقیقتِ معنی بہ یعنی آنکہ دیدہ و فنا حاصل کردہ
غیر مکیف اند یعنی کیفیتش معلوم نیست۔ و او ذو ظل یعنی صاحبِ ظل است کہ از وے عکس و سایہ حاصل آمدہ و مقربِ الیہ است
و مرئی و معنی بہ در دنیا۔ پس ایں ظل در بہشت سوئے رویتِ حقیقیہ میکشد مع قربتِ حقیقیہ و فنا نظری در حدِ اعتبارِ ایشاں
ہمہ۔ فرمود سبحانہ وُجُوهٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ در سورۂ قیامۃ رکوع اول۔ یعنی روئہا باشد
دراں روز تر و تازہ۔ سوئے پروردگارِ خود نگراں۔ و ایشاں ہمہ آنچہ کہ در رویت مذکور آمدہ بحسبِ ارادۂ معبود است چنانکہ
او خواہد۔ نہ از روئے منع کہ منع نیست۔ پس در دنیا رویتِ حقیقیہ جائز شد از آنکہ او تعالٰی قادر است بر اینکہ بیند قرار بصرے
بینائی آنکہ او تعالٰی را در دنیا بہ بیند چنانچہ خواہد آفرید بصرے را در بہشت برائے رویتِ حقیقیہ۔ و دریں کلام گفتہ شد کہ سوال
رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام چگونہ باشد بر ممنوع کہ گفت رَبِّ اَرِنِی یعنی ای رب ما پس گفتہ شد آری چگونہ بر ممنوع باشد
یعنی رویتِ حقیقیہ در دنیا ممنوع نیست بلکہ ایں رویت در دنیا جائز است پس بعدِ نظری جائز باشد نسبت بجوازِ نفیِ قربتِ نظریہ
نہ بعدِ حقیقی بسببِ وجوبِ قربتِ حقیقیہ۔ و نہ جائز باشد فنائے حقیقی از آنکہ فنا در غیرِ خود حقیقتاً ممتنع آمد۔ و آنچہ از قربِ کہ طاعت است نظری
است یا اتصالی کہ سوئے حقیقی یا حجابی معلوم یا مجہول می پیوندد و گفتہ شد کہ ایں قرب از متشابہات است و بعد کہ در معصیت است

بیان آنکہ رویتِ حقیقی در دنیا جائز باشد مع دلائل او +

بیان آنکہ بعدِ نظری جائز است نہ بعدِ حقیقی و نہ فنائے حقیقی، و قربت در طاعت نظری است یا اتصالی وغیرہ +

هو سلب المذكور فاعلم ان غاية التحقيق في مسئلة رؤية في الدنيا كما يشرف
الرائي بها انها واقعة في عالم المثال لانه غاية شبه ظلا ش تقع م
في عالم الشهود ولو وقعت في رؤيا او يقظة وانما يكشف عالم المثال البعض
اولياء الله تعالى في يقظة فلا مانع لها في اليقظة وهذه الرؤية بحجاب منسوب
اليه تعالى من تنزيهه تعالى او تشبيهه تعالى ولا تحصر بصورة معينة حتى
تمنع في غيرها لحدث بحكمته وقدرته تعالى كما يشاء وهو الحكيم القدير
كما ذكر في تقرير في محله ش اى ذكر كيفية اثبات مرتبة الحجاب بين القديم
والحادث المخلوق م وقد تاول الصورة بما شاء الله تعالى فهنا مسئلة
وحدة الوجود ش الاضافة بمعنى في م مصطلحة متصوفين في عروج
نظرهم الى موجودات قديمة من غير تمايز مسلوباتها لان تمايز مسلوباتها
موقوف على انبائها من حادث فهما ش اى الحادث والمسلوبات التي
مبنية عليها من الحادث م يقينيان من علم الذي ظل من علم موجودات قديمة
بقطع نظر عن غيرها اعتبارا من جهة فلا يقابلها غيرها في العلم ش

ترجمہ او سلب مذکور است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ انتہائی تحقیق در مسئلہ رویت در دنیا چنانچہ بیننده بدو مشرف میشود آنکہ او واقع است در عالم مثال از انکہ این عالم بطور ظل شبہ را غایت آمدہ۔ پس این رویت در عالم شہود واقع شود اگرچہ در خواب یا در بیداری واقع شد۔ وجز این نیست کہ عالم مثال برائے بعض اولیاء اللہ تعالیٰ در بیداری کشف می شود پس برائے شان در بیداری مانعے نیست۔ و این رویت بحجاب است کہ بسوئے او تعالیٰ نسبت کردہ شدہ است از تنزیہ او تعالیٰ یا تشبیہ او تعالیٰ۔ و این رویت حصر نمی یابد بصورت معین تا کہ منع شود در غیر صورت کہ آں صورت بحکمت و قدرت او تعالیٰ آنچنانکہ او میخواہد حادث می شود و او است حکیم و قدیر یعنی بسیار صاحب حکمت و صاحب قدرت چنانچہ ذکر کردہ شد در تقریر او یعنی در قرار دادن تعبیر حجاب بظل در محل او۔ یعنی این بیان در ذکر کیفیت اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق است۔ و گاہے تاویل کردہ شود صورت باینکہ کہ خدائے تعالیٰ۔ پس ہمیں جا است مسئلہ وحدۃ الوجود و این اضافت است بمعنی فی یعنی وحدہ در وجود اصطلاح کردہ متصوفین است کہ در عروج نظر شان سوئے موجودات قدیمہ اند بدون تمایز مسلوبات موجودات قدیمہ از انکہ تمایز مسلوبات انہا موقوف است بر آگہی دادہ شدن شان از حادث۔ و ہر دو یعنی حادث و مسلوبات آنکہ از حادث بریں آگہی دادہ شدہ است فانی میشوند از علم آنکہ ظل از علم

بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود

بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت

موجودات قدیمہ بسبب قطع نظر شدن از ایشاں از غیر ایشاں در علم مقابل او نمی شوند

بیان وحدت وجود و وحدت شہود

کیفیت وجود

ای علم الذی ظل من علم موجودات قدیمۃ بقطع نظر عن غیرہا اعتبارا من جھۃ ھو لکن تامل فی ظل علم موجودات قدیمۃ بقطع نظر عن غیرہا ان لا یھملہ موجودات قدیمۃ بنفسہا لحدوثہ فیحتاج الی دلالۃ بنفسہ لا لغیرہ لکن لا یمھل الی تمایز نفسہ فتعذر فالصوفی بائن عما فنی وکائن فیما بقی وما ھو مع تمایز مسلوبات وحدۃ الشھود ش بمعنی مقابلۃ والاضافۃ یعنی فی ھو لان مسلوبات منبئۃ علیہا من حادث فھما ش ای الحادث و المسلوبات التی منبئۃ علیہا من الحادث ھو یبقیان فی علم الذی ظل من علم موجودات قدیمۃ وغیرہا مستجمعھما صفۃ علم اعتبارا من جھتین فیقابلہا غیرہا مع روابط التی بینہما ش ای موجودات قدیمۃ وغیرہا من حادث ھو فھنا احوال فیجد وحدۃ الوجود الواجب سبحانہ دلالۃ من غیرہ سبحانہ الی ما نضیبہ من الولایۃ الخمسۃ فیجد کلہ منہ سبحانہ فیجد انہ ھو العارف والمعروف بنفسہ سبحانہ فینزل باستجماع العلم المذکور مع معیۃ وقرب واحاطۃ

ترجمہ یعنی دریں علم آنکہ از علم موجودات قدیمہ ظل است کہ او از غیر آں موجودات قطع نظر دارد و ایں ظل از روئے اعتبار ی است کہ از یں یکجہت است۔ لیکن در ظل علم موجودات قدیمہ کہ بقطع نظر از غیر او است تامل است یا تامل و فکر کن آنکہ ایں ظل موجودات قدیمہ را بنفس اینہا بسبب حدوث خود نمیدارند پس محتاج باشد سوئے دلالت بنفس خود نہ بغیر خود لیکن سوئے تمایز نفس خود مہلت نمی یابد بسبب سرعت فنائی خود۔ پس متعذر آمد کہ تمایز نفس خود کند و پیرا گہی او مسلوبات را یعنی مقابلہ موجودات بماند۔ پس صوفی بائن عما فنی وکائن فیما بقی است یعنی از انچہ کہ فانی شد بائن و جدا است و در انچہ کہ باقی آمد کائن و ستوندہ است۔ و انچہ کہ او مع تمایز مسلوبات است وحدت شہود است۔ و اینجا شہود بمقابلہ وجود است۔ و اضافت فی یعنی وحدت شہود کہ مقابل وحدت وجود است از انکہ مسلوبات آنکہ بر و از حادث پیرا گہی او شد۔ پس ہر دو حادث و مسلوبات کہ دریں از حادث پیرا گہی است باقی ماند در علم آنکہ از ظل است از علم موجودات قدیمہ و غیر او کہ ہر دو را ایں علم جمع آورندہ است از روئے اعتبار کہ او را از ہر دو جہت است پس دریں علم غیر موجودات مقابل او می شود مع روابط و تعلقاتیکہ در میان ایں ہر دو است یعنی موجودات قدیمہ و غیر او از حادث۔ و اینجا احوال اند پس می باید وحدت وجود واجب سبحانہ را بدلالت از غیر او سبحانہ تا انچہ کہ نصیب او است از ولایت خمسہ۔ و می ماند کہ سر آمد شان انست کہ ہمو عارف و معروف بنفس او سبحانہ است۔ پس نزول کند باستجماع علم کہ مذکور آمد مع معیت و قرب و احاطت

کیفیت شہود

احوال اسفار

بیان معنی الحدیث الشریف من عرف ربہ فکل لسانہ الحدیث والمؤمن مرآۃ المؤمن الحدیث فی ضمن الکلام

مع مجاوزۃ رتبتی فی حدودھم بحق الیقین فلا یطیق النطق فی حالہ فقد صدق قولہ صلعم من عرف ربہ فکل لسانہ فقد حق قولہ صلعم المؤمن مرآۃ المؤمن فی الوجھین ش ای وجہ وحدۃ الوجود ووجہ وحدۃ الشہود م مع تفاوت وجہ فینشیٔ الاصل ش ای المؤمن مرآۃ المؤمن م فی فروعہ حتی ماشاء اللہ تعالیٰ سنذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ فاعلم ان وحدۃ الوجود اختلاف الحال فمنہ المذکور ومنہ ان لولم تتمایز مسلوبات کالمذکور لابد لہ ش ای لبعض الحال من غیر المذکور م من وجود مطلق متمایز من تقیید اعتبارات لہ وھما علی ماھیۃ واحدۃ لا علی ماھیتین ففیہ ش ای وجود مطلق م انکشاف بداھۃ وجود الذات تعالت فی مرتبۃ حق الیقین حتی انمحی حادث من علم حادث فلا یتمیز حاس ومحسوس الا الذات تعالت وغیرھا معقول علی اعتبارہ والحقیق ان الذات تعالت بحاسۃ ومحسوسۃ بل ھی موجودۃ بداھتھا مع صفاتھا تنزھا وغیرھا

ترجمہ مع مجاوزۃ رتبتی در حدود شاں بحق الیقین۔ پس گویائی طاقت ندارد در حال خود۔ پس براستی آمد قول او صلعم من عرف ربہ فکل لسانہ یعنی ہر کہ بشناخت رب خود را گویائی او پس ملک شد زبان او۔ والبتہ محقق شد قول او صلعم المؤمن مرآۃ المؤمن یعنی مومن آئینہ مومن است۔ در ہر دو وجہ یعنی در وجہ وحدۃ الوجود و در وجہ وحدۃ شہود مع تفاوت وجہ کہ بتقریب ذکر آمدہ یعنی فانی شدن یا باقی ماندن حادث و مسلوبات از علم آنکہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر ایں موجودات یا مع غیر ایں مع تمایز مسلوبات یا بر وجہ کہ در میان موجودات و غیر ایں از حادث است پس جاری شود ایں قاعدہ کہ مومن آئینہ مومن است در فروع او تا آنچہ کہ خواہد است خدائے تعالیٰ۔ اگر خدائے تعالیٰ خواہد عنقریب ذکر کنیم۔ پس بداند کہ در وحدت وجود اختلاف حال ہست۔ پس بعض از وے مذکور است۔ و از وے است آنکہ اگر مسلوبات مذکور متمایز نشوند۔ برائے بعض حال از غیر مذکور چارہ نیست کہ از وجود مطلق باشد کہ متمایز است ایں وجود مطلق از تقیید اعتبارات کہ برائے او ہست۔ و بیان تقیید اعتبارات در ذکر صفات مذکورہ آمد۔ و ہر دو یعنی وجود مطلق مع تقیید اعتبارات ثابت بر ماہیت واحدہ امدہ بر ماہیتیں۔ پس در وجود مطلق انکشاف بداہت وجود ذات بر تر است امر مرتبہ حق الیقین تا آنکہ حادث از علم حادث محو و پاک شود پس حاس و محسوس تمیز نکردہ شوند مگر ذات تعالیٰ و غیر او معقول باشند بر اعتبار او۔ و نہ آنست کہ ذات تعالیٰ حاسہ و محسوسہ نیست بلکہ او موجود است ببداہت خود مع صفات خود بطور تنزہ۔ و غیر او

نتیجہ گفتگو زبان و آئینہ بودن

الف۔ بیان نمی صورت مذکور وجود

ب۔ بیان اختلاف احوال در وحدۃ الوجود

انکشاف وجود ذات او تعالیٰ بطور بداہت در مرتبہ حق الیقین

حاسٌ ومحسوسٌ لکنّہ اعمیٰ من علمہ فتعذّر وانتسابُ الحسِّ الیہا
فناءِ غیرِہا وھٰذہِ الحالۃُ اللاحقۃُ فی شہودِ قربِ الذی بمقربِ من احوالِ
الولایۃِ الثانیۃِ ولما تمّ الفناءُ لا یبقیٰ فی علمہ الّا اللہُ تعالیٰ بلادلالۃٍ
الیہ تعالیٰ فلا یمتازُ الحسُّ ولکن فیہا نظرٌ ای اذا فقدتْ دلالۃٌ لا یصلُ الیٰ
اللہ تعالیٰ تحقیقاً ومُاقیل اذا وصل الیہِ تعالیٰ لا یحتاجُ الیٰ دلالۃٍ لیس بحقٍ
ش اِذ حقّق انّ اللہ تعالیٰ لا یُعرفُ الا بدلالۃٍ اذ لا یُحیطُہ تعالیٰ علمُ حادثٍ
فتعارضَ فیما قیلَ م فعلی العارفِ تعقّلُ حادثٍ مخلوقٍ مُستشرعٍ فنائہ
لوجوبِ الدلالۃِ ش الی المعروفِ الموجودِ بداھتاً م وفیہ ش ای
وجودٍ مطلقٍ م انکشافُ مرتبۃِ حجابِ الذی حدثتْ من اسمائہ وصفاتہ تعالیٰ
بقدرتہ تعالیٰ وھو غیرُ مخلوقٍ وللحجابِ اضافۃٌ مجہولۃُ الکیفِ فی حدوثہ
تحقیقاً الیہ سبحانہ ویتشابہہ حادثٌ مخلوقٌ تحتَ امرٍ لکونہ جامعاً بہ
ش ای حجاب م ولا یُمیّزُ حدُّہما بالتعذّرِ فلا یفہم سرُّ قوسینِ الذی
رقم فی ذکرِ کیفیۃِ السلوکِ المعنوی ش الٰہی فی معرفۃِ النفسِ لمعرفۃِ اللہ سبحانہ م

ترجمہ حاس ومحسوس است لکن ایں غیر از علمِ حادث محو شد پس متعذر آمد ومعذور شد۔ وانتساب حس سوئے ذات بسبب کمی نقصانِ فنائے غیر او ست۔ وایں حالت لاحق شود در شہودِ قرب کہ آں بمقرب باشد ایں از احوال ولایت ثانیہ ست۔ وچوں کہ فنا تمام شود در علم او یاتی نماند مگر خدائے تعالیٰ بلا دلالتی سوئے او تعالیٰ پس امتیاز حس نباشد ولیکن در نظر وتامل است یعنی چوں فانی شد سوئے خدا تعالیٰ از روئے تحقیق نہ پیوندد۔ وآنچہ گفتہ شد کہ چوں واصل شد سوئے او تعالیٰ حاجت سوئے دلیلی نباشد از انکہ محقق شدہ است کہ ہر آئینہ خدائے برتر شناختہ نشود مگر بدلالت زیرا کہ علم حادث لحاظہ او تعالیٰ نکند پس معارضت افتاد در آنچہ گفتہ شد پس بر عارف لازم آمد تعقل حادثِ مخلوق کہ فنائے او نیز دریافتہ ست بسبب وجوب دلالت سوئے معروف کہ از دیدہ ست۔ ودر وجود مطلق انکشاف مرتبہ حجاب ست آں کہ از اسماء او وصفاتِ او تعالیٰ بقدرتِ او تعالیٰ حادث شد وایں مرتبہ حجاب غیر مخلوق ست۔ وبرائے ایں حجاب نسبت واضافت ست سوئے او تعالیٰ سبحانہ کہ در حدوث خود از روی مجہولۃ الکیف ست یعنی کیفیت حدوث ایں حجاب مجہول است واز احادث مخلوق کہ تحت امر است متشابہ وماند بسبب شدنِ حادثِ مخلوق بحجاب۔ وبسبب تعذر جدا جدا تمیز نہ کردہ شود پس سرِ قوسین آنکہ نوشتہ شد در ذکر کیفیتِ سلوکِ معنوی کہ آں در معرفتِ نفس ست برائے معرفت خدائے سبحانہ معلوم نمی شود

انکشاف ومرتبہ حجاب

وفیہ ش ای وجودٍ مطلق م انکشافُ حقیقۃٍ ش ای ماھیۃٍ م الانسانیۃ الجامعۃ لحقیقتھا ش ای علتھا م تضمناً بوجوداتھا والتزاماً بھا ولا تذری ش حقیقۃ الانسانیۃ الجامعۃ لحقیقتھا م فی حدھا ھی ھی تعذراً فاعلم انما الوجود وصفٌ منطبقٌ بالعینیۃ بما قام بہ وھو موصوفٌ مضافٌ الیہ فھو اما خاصٌ ش ای مانع الغیر کوجودِ زیدٍ م فلا کلام فیہ واما عامٌ ش ای لا یمنع الغیر کوجودِ زیدٍ وعمرٍو م فمشترکٌ فمتحدٌ مجازیٌ فی الوصف ومتغایرٌ حقیقیٌ فی الماھیۃ لا عکس ش ای متحدٌ حقیقیٌ فی الوصف ومتغایرٌ مجازیٌ فی الماھیۃ م اذا الاتحادُ الحقیقی ممتنعٌ ش کما ذکر کیفیۃ الاصول الخ فی اصل ذکر کیفیۃ الاشتراک م والوصفُ قائمٌ بالموصوفِ المتقدم رتبۃً وھو محققُ العمومِ بتغایرہ الحقیقی ش اعلم انما اذا کان وصفٌ عاماً لزم لہ تغایرُ ماھیاتِ التی قام بھا الوصفُ حقیقۃً اذ ھو محققُ العمومِ الذی فی الوصفِ واذا کانت ماھیۃٌ عامۃٌ لزم لھا تغایرُ اوصافِ التی قامت بالماھیۃِ حقیقۃً

انکشاف ماہیت بنابر علت

بیان وجود خاص وعام

ترجمہ در وجود مطلق انکشاف حقیقت یعنی انکشاف ماہیت انسانیت جامعہ بہ سبب حقیقتہا و یعنی علت بودن او از روئے تضمن بموجودات آں علت و حقیقت و از روئے التزام بموجودات۔ و ایں حقیقت انسانیہ جامعہ بنابر حقیقت و علت او در حد خود ہی ہی یعنی چنانکہ باید دانست نمیشود از روئے تعذر۔ پس بدانکہ جز ایں نیست کہ وجود وصفی است منطبق بعینیت بآنچہ کہ او بدو قائم است و او موصوف است مضاف الیہ کہ سوئے او نسبت کردہ شدہ۔ پس او یا خاص است یعنی مانع غیر را مانع چوں وجود زید پس در و کلامی نیست۔ و یا عام است یعنی غیر را مانع نمی شود چوں وجود زید و عمرو پس ایں وجود مشترک است کہ در وصف متحد مجازی و در ماہیت متغایر حقیقی نہ عکس یعنی در وصف متحد حقیقی و در ماہیت متغایر مجازی از انکہ اتحاد حقیقی ممتنع است چنانچہ در ذکر کیفیت اصول الخ در اصل ذکر کیفیت اشتراک مذکور کردہ۔ و از انکہ وصف قائم است بموصوف متقدم کہ از روئے رتبہ است۔ حال آنکہ او یعنی موصوف محقق عموم است بتغایر حقیقی خود۔ نہ عکس یعنی ایں نیست کہ موصوف قائم است بوصف متقدم از روئے رتبہ از انکہ ایں محال است۔ بدانکہ جز ایں نیست کہ چوں وصف عام باشد او را تغایر ماہیاتی کہ بدو ایں وصف حقیقتاً قائم شدہ است لازم شود از انکہ تغایر محقق است عموم را آنکہ در وصف است ہرگاہ کہ ماہیت عام باشد او را تغایر اوصافیکہ بماہیت حقیقتاً قائم شدہ است لازم شود

اذ هو محقق العموم الذی فی الماهیة مر لا عکس ش ای الموصوف
تالٍ بالوصف المتقدم رتبة مر اذ هذا محال فاعلم ان الوصف قد یکون
مصدرا بانتزاع الاوصاف منه مع شئ اخر ش وان لم یکن مع شئ
اخر فلم ینتزع منه الا وصاف فلم یکن مصدرا مر والوصف لا یلاحظ بلا انتزاع مصدر
لا تصدق الا مع شئ اخر فلا تصدق فی القدم اذ لا یثبت فی القدم شئ اخر الا
ش یصدق مر الوصف ش فی القدم مر فاعلم ان تمایز الاطلاق بالتقیید
ش الباء للمقابلة مر والتقیید بالاطلاق ش البلاء للمقابلة مر وهما
علی ماهیة واحدة ففس التقیید علیها بقیام حقیقی من جهة اخری لا
من جهة واحدة ش لانهما لا یتحققان من جهة واحد تعلیل التالی
مر فالاطلاق ما زاد علی ماهیة اذ لا ینتزع من ماهیة لکن یحکم بمقابلة
التقیید والتقیید زائد علی ماهیة اذ ینتزع منها من جهة اخری فالتقیید
شئ اخر منها ش وان لم یکن شئ اخر منها لا یحصل مر فیشبه بانتزاع
الذی فی المصدر وهو ممنوع فی القدم فبطلا ش الاطلاق والتقیید مر فالله
سبحانه فی ذاته وصفاته تعالت وتقدست منزه عن الاطلاق والتقیید فی مرتبة القدم
واعلم ان الاطلاق والتقیید یمیزان علی ماهیة واحدة بمقابلهما لا علی ماهیتین لعدم التقابل

بیان الاطلاق والتقیید والتمایز والمغایرة علی الماهیة فی رتبة واحدة وبها

ترجمہ از انکہ ایں تغایر محقق است عموم را کہ در ماہیت است پس بدانکہ ہر آئینہ موصوف کاہی مصدر میباشد بسبب انتزاع
اوصاف از و مع چیزی دیگر۔ واگر چیزی دیگر نباشد پس اوصاف از و انتزاع نیابند پس مصدر نشود۔ و وصف بانتزاع نگاہداشتہ
لحاظ نکردہ شود پس مصدر بودن او صادق نیاید مگر باشی دیگر۔ پس ایں مصدریت در قدم صادق نیاید از انکہ در قدم شی دیگر
ثابت نمی شود دیگر وصف در قدم صادق آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تمایز اطلاق بمقابلۂ تقیید ثابت ہست و تمایز تقیید بمقابلۂ
اطلاق حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ اند متحقق نباشد پس لازم برشت تامل و فکر۔ پس اطلاق بر ماہیت زائد نیست
از انکہ ماہیت منتزع نشود لیکن بمقابلۂ تقیید حکم کردہ شود۔ و تقیید زائد بر ماہیت ہست از انکہ از و منتزع میباشد از
جہت دیگر پس تقیید او ماہیت چیزی دیگر است۔ واگر تقیید از ماہیت چیزی دیگر نباشد تقیید حاصل نشود پس ایں
تقیید مشابہ میشود بانتزاعی کہ او در مصدریت واو در قدم ممنوع ہست پس اطلاق و تقیید ہر دو باطل آمدند۔ و خدائے سبحانہ از اطلاق
خود کہ بر تر و پاک از اطلاق و تقیید در مرتبۂ قدم منزہ است۔ و بدانکہ ہر آئینہ اطلاق و تقیید بمقابل ہر دو بر ماہیت واحدہ متمیز کردہ

خدائے سبحانہ از اطلاق و تقیید در ذات و صفات خود منزہ ہست

والوصف مغايرٌ في حده من ماهيةٍ في حدها فلا يصدق الاطلاق بالماهية
والتقييدُ بالوصف فلما كانا على ماهيةٍ واحدةٍ فتغيرُ التقييد يلزم حدوث
ماهيةٍ يقوم بها وعدمُه قدمها ش اى عدم تغيرِ التقييد يلزم قدم الماهية
م فحينئذٍ عدمُ الحدوث او القدم او اجتماع النقيضين او وجودهما ش
اى القدم والحدوث م على حدهما فعلى ماهيتين والرابع ش اى وجودهما
على حدهما م حقٌ اذ لا يتحقق غيرهُ ش اى غير الرابع هو القدم المحض و
الحدوث المحض واجتماع النقيضين م واعلم ان الجهة الاخرى كانت من الصفات
الثبوتية فثابتةٌ في القدم ش فليست حادثةً م وان كانت من الصفات
السلبية فمسلوبةٌ في القدم ش فليست قديمةً م فكيف معلومةٌ الا منبئةٌ
عليها من حادثٍ فمعلومةٌ فكيف الاطلاق قدماً والتقييدُ حدوثاً وهما على ماهيةٍ
واحدةٍ ش فبطلا لعدم تحققهما على ماهيةٍ واحدةٍ م وكالتقييد التنزلُ
والصورةُ على الهيولى كما تعارفه صحبُ الجهلاءِ الحقائق لكن تقييدَ الذاتِ باعتبار تقييد
صفاتها هي لا غيرها وتنزل الذات باعتبار تنزلِ صفاتها هي لا عينها متعينان في حدهما قدماً

ترجمہ وصف مغائر است در حد خود از ماہیت در حد ماہیت پس صادق نمیشود اطلاق بر ماہیت و تقیید بوصف - و ہرگاہ کہ ہر دو بر ماہیت واحدہ باشند پس تغیر تقیید لازم بود حدوث ماہیت اگر بود تقیید قائم باشد - و عدم تغیر تقیید لازم بود قدم ماہیت پس بر ہر دو حال عدم حدوث یا قدم یا اجتماع نقیضین یا وجود ہر دو قدم و حدوث بر حد ہر دو ہست پس بر دو ماہیت ہست - و این قسم چہارم در صورت یکہ یعنی وجود قدم و حدوث بر دو بر حد ہر دو حق ہست از انکہ غیر او یعنی غیر این صورت چہارم کہ او قدم محض است و حدوث محض و اجتماع نقیضین این ہر سہ صورت متحقق و ثابت نمی شود - و بدانکہ ہر آئینہ جہت دیگر اگر از صفات ثبوتیہ باشد پس ثابت ہست در قدم پس نیست حادث - و اگر صفات سلبیہ باشد پس این در قدم مسلوب ہست پس نیست قدیم - پس این چگونہ دانستہ شد مگر آنکہ بر واز حادث آگہی دادہ شد پس دانستہ شد - پس چگونہ ہست اطلاق از روی قدم و تقیید از روی حدوث حالانکہ ہر دو بر ماہیت واحدہ آمدند - پس باطل شدند بسبب عدم تحقق ہر دو بر ماہیت واحدہ - و مثل تقیید تنزل و صورت است بر ہیولی چنانچہ برای جہلای حقایق تعارف ہست شارع یعنی کلام و زمرہ ایشان ہست - لیکن تقیید ذات باعتبار تقیید صفات خود کہ این غیر او نیست - و تنزل ذات باعتبار تنزل صفات خود کہ این عین او نیست ہر دو در حد خود ما از روی قدم متعین و مقرر اند +

اطلاق با ماہیت و تقیید بوصف نمی آیند

اطلاق و تقیید بر ماہیتی نمی آیند کہ نہ قدم و نہ حدوث بر ہر دو درست آید +

بیان آنکہ تقیید تنزلات و صور بر ہیولی نمی آید

حالہای حقایق ثابت نیستند تا تقیید ذات باعتبار تقیید صفات باعتبار تنزل ذات باعتبار تنزل صفات و صورت بر ہیولی آید

باعتبار تقیید صفات خود کہ این عین او نیست ہر دو در حد خود ما از روی قدم متعین و مقرر اند

وتنزل الصفات حتی لاعینہا الی مرتبۃ الحجاب حدوثا صحیحۃ والصورۃ علی الھیولی
تصدق علی مرتبۃ الحجاب مع اصلہ فلا التقیید والتنزل فی ذات بحت ولا الی مرتبۃ
سفلیۃ التی تحت الامر کما ھو تعارف جھلاء الحقائق فظن المتعصبون علی اللہ ظن
الجاھلیۃ وسبحان اللہ عما یصفون فحق۔ واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون
ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ ومنا ایھا
المستفھم افھم کلامنا علی اصول تعصم مما یقدح فی ایمان المحکمات فاعلم ان لو
تعارضت المسلمتان فتساقطتا فما بہ الاعتقاد ولو تخالفتا فاعتقاد باحدیھما
فی تساویھما واجب لا بھما ولا ترجیح للمختار فما یقال للاخری وللمعتقد غیرہ
وجب او بقوی عن ضعیف منھما فیاول الضعیف بالقوی والفوت لتحقق وحدت
الشھود بمحکمات منصوصات والضعف لتحقق وحدۃ الوجود التی بمتشابھات
وامارات والمتشابھات تؤول بالمحکمات ولو ردت احدیھما فرد ما من الشریعۃ

ترجمہ وتنزل صفات کہ او عین او نیست تا مرتبہ حجاب از روی حدوث درست و صحیح است۔ و صورت بر ہیولی صادق آید بمرتبہ
حجاب مع اصلہ۔ پس نیست تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوئے مرتبہ سفلیہ آنکہ تحت امر است چنانچہ او تعارف جہلای حقایق است
فظن المتعصبون علی اللہ ظن الجاھلیۃ وسبحن اللہ عما یصفون ہ پس گمان کردہ متعصبین یعنی یاری
دہندگان و حمایت کنندگان بر خدای بر تر گمان جاہلیت و نادانی حالانکہ پاک ہست خدای مر تنزہ از انچہ کہ ایشاں وصف میکنند
پس حق ہست ایں کلام پاک کہ در شروع سورۂ آل عمران چنانچہ میفرماید او تعالی واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون
ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ یعنی ولیکن آنانکہ در دلہای
شاں کجی ہست پس پیروی میکنند آں چیز را کہ متشابہ میشود از و بطلب فتنہ و بطلب تاویل او و نمیداند تاویل او مگر خدای بر تر پس
مستفہم باندیشہ کلام ما بر اصولیکہ باز دارد از ان چیز کہ قادح و آتش زندہ باشد در ایمان محکمات پس بدانکہ اگر دو مسلمہ
باہم متعارض آیند پس ہر دو باہم ساقط شوند پس چیست کہ بدو اعتقاد کردہ شود۔ و اگر ہر دو باہم مخالف آیند پس اعتقاد بیکے
از ان ہر دو در صورت مساوی شدن ہر دو واجب ہست نہ بہر دو و نہ برائے مختار ترجیح نیست پس برائے دیگر چہ گفتہ شود۔ و چہ گفتہ
شود برائے اعتقاد کنندۂ غیر انچہ کہ واجب شد۔ یا اعتقاد واجب ست بقوی از ضعیف از ان ہر دو پس ضعیف بقوی تاویل کردہ
شود۔ و فوت برائے تحقیق وحدت شہود ست بمحکمات منصوصات قرآن مجید۔ و ضعف ثابت ہست برائے تحقق وحدت وجود
ان کہ بمتشابہات و امارات ہست۔ و متشابہات بمحکمات تاویل کردہ شوند و اگر رد کردہ شود یکی ہر دو پس رد کردہ شود انچہ از شریعت

بیان اعتقاد فی مسئلہ وحدت الوجود

تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوئے امراست کہ تحت امر است جہلا ایں حقایق را

او من الطریقۃ والطریقۃ فضلہا فکیف تثبت اخرہما لانہ ردّ ہا بردّہا وعکس ہذا وثبوتہا بثبوتہا وعکس ہذا فاعتقادہ بما ہو من علم الذی ظل من علم موجودات قدیمۃ بقطع نظر عن غیرہا اعتبارا من جہۃ لا یقدح فی ایمان بمحکمات وبما ہو لابد لہ من وجود مطلق علی حکم المعذور لمن تعذر باستیلاء حالہ لا المتعصب تعصبا فانہ الحد وتزندق ومن ورائہ ان الاختلاف فی المسئلتین فی کیفیۃ رابط الحادث بالقدیم بانہ منتزع بقیامہ الحقیقی بہ او بقیامہ المجازی لا فی القدیم کما ہو باسمائہ وصفاتہ الا بشئ مما فی الصفات فی کیف غیریتہا وعینیتہا بالذات واصل الایمان فی التوحید بالقدیم لا مع کیف الربط فلا نزاع فی اعتقاد التوحید اجمالا وہو مقصود فان اخطا فی تفصیل الحق بطلت صحۃ صواب الاجمال والاختلاف بانہ ہو بقیام حقیقی من متشابہات نظریۃ لصوفی صافی حقیقی فی عروج نظرہ الی موجودات قدیمۃ فہو معذور وان شاء اللہ تعالی مغفور ومن تصنع وتعصب وتعقد الحد وتزندق بانکار الحدوث بقیامہ المجازی بالقدیم نعوذ باللہ تعالی منہ

ترجمہ یا از طریقت است و طریقت فضل شریعت است پس چگونہ خواہد شد دیگر آں ہر دو از انکہ ہر آئینہ شان نیست کہ رد او بر رد او است و عکس ایں۔ و ثبوت او بہ ثبوت او است و عکس ایں۔ پس اعتقاد باینچہ کہ او از علمی کہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطع نظر از غیر خود از روئی اعتباری کہ از یکجہت است ایں اعتقاد در ایمان بمحکمات قادح نمیشود۔ و اعتقاد باینچہ کہ او برائی او ضروری است از وجود مطلق بر حکم معذور است برائی کسیکہ معذور آمد بسبب استیلائی حال خود نہ برائی متعصب از روئی تعصب پس ہر آئینہ او الحاد کرد و زندیق شدہ۔ و از ورائی او ہر آئینہ اختلاف ثابت است دریں دو مسئلہ کہ اول دو ثابت اند در کیفیت رابط حادث بقدیم باینطور کہ او منتزع بقیام حقیقی است بدو بقیام مجازی بدو نہ اختلاف در قدیم است چنانچہ او باسماء و صفات خود است مگر بچیزی چنانچہ در صفات است در کیف غیریت او و عینیت او بذات۔ و اصل ایمان در توحید بقدیم است نہ مع کیفیت ربط پس در اعتقاد توحید از روئی اجمال نزاعی نیست و ہو مقصود است۔ و اگر در تفصیل حق خطا کرد صحت صواب اجمال باطل شد۔ و اختلاف باینکہ او بقیام حقیقی است از متشابہات نظریہ است برائے صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او سوئے موجودات قدیمہ پس او معذور است ان شاء اللہ تعالیٰ و مغفور۔ و ہر کہ تصنع و تعصب آورد یعنی خود را بچنیں وانمود کرد آورد و بظاہر نہ در اصل و اعتقاد داشت باو آوا الحاد کرد و زندقہ آورد و یعنی او از دین برگشت و بیدین شد بسبب انکار او حدوث را کہ بقیام مجازی خود است بقدیم نعوذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی پناہ میخواہیم بخدائے تعالیٰ از و۔

بیان آنکہ اختلاف در ثبوت رابط حادث بقدیم بانتزاع حقیقی یا انتزاع مجازی
و مجازی از متشابہات نظریہ است کہ صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او سوئے موجودات قدیمہ دارد و ان شاء اللہ تعالیٰ مغفور
و بیان آنکہ صفات و عین غیر ذات بعد ثبوت اصل ایمان بتوحید اجمالی بکیف ربط نیست
و نزاع نیست و کیف در تفصیل خطا در تفصیل بطلان صحت صواب اجمال نیست

وتحقق الدعوی بقیامه المجازی بالقدیم بوجود المسلوبات فیه ش کما
فی تنبیه الذی فی ذکر کیفیة سلوك الذی فی معرفة النفس لمعرفة الله سبحنه
م فایاك وخطوات المتعصبین والکافر من ش متعلق ثابت تشیر الی انتزاع
وتبعیض م ظل مسلوبات منبئة علیها من موجودات حادثة تضمنا ش تمییز
من مصدر خبر محذوف ای ثابت متعلق به من ظل م بها ملتزما ش حال
من الکافر الی تضمنا م عن موجودات قدیمة بقیامه المجازی عنها فالوجود مشترك
بها اسما وهی منشائه فتابعیته ومتبوع له وعابدیته ومعبود له من هذه ش
المسلوبات م فالخذلان ش الذی مصطلح الشرع الشریف م ثابت
ش بخذلان الکافر عن تضمن موجودات قدیمة م والخذلان یتعلق
بالفعل والمخذول مفعول متعاقب لا متقدم ش اذ هو غیر معقول م ولا
متاخر ش اذ هو متباعد ممنوع م ولا معه ش اذ هو فی ثابتین و
احتیاج بینهما فانی لا اظن ان یراد معه بمعنی متعاقب

ترجمہ واین دعوی کہ حادث باقدیم بقیام مجازی خود است ثابت ومحقق میشود بوجود مسلوبات کہ در اوست
چنانچہ در تنبیہ آمدہ کہ آں در ذکر کیفیۃ سلوک کہ آں در معرفت نفس برائی معرفت خدائی سبحانہ است مذکور است پس نگہدار
خود را خاص وقدمہائی متعصبین را باخود۔ وکافر از ظل مسلوبات بطور تضمن بر وثابت است یعنی انتزاع عش از بعض
مسلوبات بطور تضمن بمسلوبات واقع آمدہ کہ از موجودات حادثہ بر مسلوبات الٰہی دادہ می شود جا لانکہ این کافر
موصوف ملتزم است بواسطۂ وجود حادث از موجودات قدیمہ بقیام مجازی خود از و یعنی از موجودات قدیمہ
پس این وجود کافر مشترک است در وجود بموجودات قدیمہ از روئے اسم واین مسلوبات منشا او است
یعنی وجود کافر از مسلوبات کہ جائے نشو او است منتزع آمدہ وجود یافتہ است پس مسلوبات منشا او
است وبموجودات قدیمہ در وجود بطور اسم مشترک است باطلاق اسم وجود نہ درحقیقت۔ پس تابع
شدن کافر ومتبوع برائی او وعابد شدن او ومعبود برائے او ازین مسلوبات است۔ پس خذلان یعنی
گذاشتن آنکہ در شرع شریف اصطلاح آمدہ ثابت است بخذلان کافر از تضمن موجودات قدیمہ وبیوستن بمسلوبات۔
متعلق بفعل باشد۔ ومخذول یعنی گذاشتہ شدہ مفعول متاخر است۔ متقدم از انکہ او غیر معقول است ونہ متاخر از انکہ او متباعد
ممنوع ونہ مع او از انکہ او در ثابتین است واحتیاجی درمیان این ہر دو نیست۔ پس ہر آئینہ من گمان نمیکنم کہ مع او یعنی با او
بمعنی متعاقب مراد است یعنی روا آید

بیان کافر و ما یتبعه و یعبد له و الخذلان

بیان کافر و ما یتبعه و یعبد له و خذلان

وجود کافر

خذلان

م فقد احتجب من الموجودات لتضمنه بالمسلوبات قال سبحانه كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ فَمَا ش يقصد به التعميم م وصل وصل الى اصله بتضمنه لقوته بالتضمن على الالتزام فان تعذر فقد حق قوله تعالى يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُۥٓ أُمُّ الْكِتٰبِ ۝ فهو يصل الى اصله فقد حق قوله صلعم كُلٌّ يَرْجِعُ الى اصله وقد حق قوله صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ وقد حق قوله صلعم من عرف نفسه ش من حيث حدوثها وظليتها من ذي ظل باضافة تحليلية فى نفسه م فقد عرف ربه ش من حيث قدمه باضافة مغايرت بين ربٍّ ومربوبه م فاقرب للموجود ربه فما ش من الوجود م علم علمه ربه قبله ش من جهة عدمه السابق م و معه وقريبه ومحيطه ش من جهة وجوده م وبعده ش

بیان مضمون حدیث شریف کُلٌّ یَرْجِعُ الی اصلہ الحدیث وکل میسر لما خلق له الحدیث ومن عرف نفسه فقد عرف ربه الحدیث فی ضمن الکلام ۱۲

بیان اقرب للموجود ربه فما علم علمه ربه قبله الخ

بیان حجاب کافراز موجودات بنابر دلیل در رجوع باصل خود ۱۲

بیان مضمون حدیث شریف کُلٌّ یَرْجِعُ الی اصلہ الحدیث ومن عرف نفسه فقد عرف ربه الحدیث فی ضمن الکلام ۱۲

ترجمہ پس تحقیق کافر از موجودات محجوب شد بسبب تضمن او بمسلوبات فرمود سبحانہ در سورۂ تطفیف رکوع اول پارہ عم كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ یعنی نہ اینچنین است ای تحقیق ہمیں است کہ ہر آئینہ ایشاں از پروردگار خود دراں روز البتہ محجوب شوند۔ پس ہر آنچہ کہ (مقصود دید و تعیم است) پیوست پیوست سوی اصل خود کہ متضمن شد او را بنابر قوت خود بسبب تضمن کہ بر التزام از آنکہ رابطۂ تضمن بر رابطۂ التزام قوی است و اگر متعذر شد پس تحقیق محقق آمد قول او تعالیٰ کہ در سورۂ رعد رکوع ششم است يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُۥٓ أُمُّ الْكِتٰبِ ۝ یعنی محو کند خدائے بر تر آنچہ می خواہد و ثابت میکند و نزد او است اصل کتاب۔ پس او می پیوندد سوی اصل خود۔ پس تحقیق حق آمد قول او صلعم كُلٌّ يَرْجِعُ الى اصله یعنی ہر چیز سوی اصل خود باز گردد۔ و تحقیق آمد قول او صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ یعنی ہر آسان کردہ شدہ آنچیز راست کہ برائے او پیدا شد۔ و تحقیق حق آمد قول او صلعم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ یعنی ہر کہ بشناخت نفس خود را از حیثیت حدوث و ظلیت نفس از ذی ظل باضافت تحلیلیہ کہ در لفظ نَفْسَهُ واقع است بمعنی نفس خود پس او بشناخت پروردگار خود را از حیثیت قدم او باضافت مغایرت کہ در لفظ رَبَّهُ واقع است یعنی در میان ربّ و مربوب او۔ پس اقرب برائے موجود ربّ او است پس آنچہ از موجود دانستہ شد ربّ آں موجود کہ قبل موجود است از جہت عدم آں موجود کہ آں عدم سابق او است۔ و دانستہ شد کہ ربّ آں موجود با موجود است در قریب موجود و محیط موجود و ایں از جہت وجود موجود است و دانستہ شد کہ ربّ آں موجود بعد موجود است ۔

من جہۃ عدم لحوق الدائر بہ معًا توسعًا واختصاصًا **ش** ای توسع العلم بجمیع القبلیۃ والمعیۃ والقربۃ والاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منہن او توسع الرب بالقبلیۃ والمعیۃ والقربۃ والاحاطۃ والبعدیۃ معًا واختصاصہ باحدی منہن **م** فلا یجمع القبلیۃ بالمعیۃ والبعدیۃ **ش** للمنافات **م** الا المعیۃ بالقربۃ والاحاطۃ **ش** لعدم المنافات **م** فعلم غیرہ لعلمہ **ش** ای الرب **م** حتی لا یعلم غیرہ لغیرہ والقصد یتبع العلم فالایمان والکفر والشرک متفرع من العبادۃ فالایمان المشروع برب الذی من موجودات قدیمۃ۔ والکفر المشروع بانکارہ حجۃ علی حقیقتہما والشرک متضمن بکفر فقد حق قولہ تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ہ فبالمعنی ان الرب خاص لافراد من والعمل الصالح ما ہو یصلح للرب ونسیان منہما لا یزیلہما **ش** لان النسیان بعد تحقق العلم لا یزیلہ **م** بل فی الحال کما مر نقدیری فاذا موبد

بیان فالایمان والکفر والشرک تتفرع عن العبادات فالایمان المشروع برب الذی من موجودات قدیمۃ والکفر المشروع بانکارہ حجۃ علی حقیقتہما والشرک متضمن بکفر فقد حق قولہ تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

ترجمہ از جہت عدم لحوق دائر است بسبب ربط یکہ دائر است بر رب او معًا بطور توسع واختصاص یعنی از روی توسع علم یکہ بجمیع اینہا است از قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا۔ واز روی اختصاص علم یکہ یا از روی توسع رب بہ قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا۔ ویا از اختصاص رب بہ یکی از اینہا پس قبلیت با معیت وبعدیت بسبب منافات گردنیاید مگر معیت با قربت واحاطت بسبب عدم منافات گردشود۔ پس علم غیر رب بسبب علم رب است تا آنکہ غیر رب دانستہ نشود بسبب غیر رب۔ وقصد علم را تابع باشد۔ پس ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادات است۔ پس ایمان مشروع کہ برب است کہ آن از موجودات قدیمہ است حجت است بر حقیقت او وکفر مشروع کہ بانکار ہمان رب است حجت است بر حقیقت او پس ایمان وکفر مشروع ہر دو حجت است بر حقیقت ہر دو۔ وشرک متضمن بکفر است پس تحقیق حق آمد قول او تعالی کہ در آخر سورہ کہف است من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ہ یعنی پس ہر کہ ایں چنیں است کہ لقائے رب خود را آرزومندی شود پس باید کہ کار کند عمل نیک وشریک نہ کند بعبادت رب خود کسی را۔ پس با معنی ہر آئینہ رب خاص آمد برای افراد من کہ ہر کس است۔ وعمل صالح آں چیز است کہ او برای رب صلاحیت دارد۔ ونسیان از ایمان وکفر ہر دو زائل نمیکند ہر دو را از آنکہ نسیان بعد تحقیق علم است کہ او تحقق را زائل نمیکند بلکہ در ہمچو امر تقدیری است پس دراں وقت موبد است یعنی ایمان وکفر دراں وقت ہمچو امر تقدیری دائم است وہمیشگی داشتہ +

بیان آنکہ ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادات است وایمان مشروع حجت بر حقیقت او وکفر مشروع ہم حجت بر حقیقت او ہر دو حجت اند بر حقیقت خود

ومنشاء فی موجودات حادثۃ ھو حادث اول فیھا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ
تضمنا والتزاما منہ فقد حق قولہ تعالی قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اعلم ان مقتضی الیاء
المضافۃ الیھا محمد رسول اللہ تعالی صلعم بدلالۃ الاضافۃ فی رحمۃ اللہ
وان لم یکن کذا فیجب اضافۃ الرحمۃ الی یاء توافقا للاولی کقولہ تعالی یا عباد
فاتقون ۝ وقل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ ویتفقوا مما رزقناھم الآیۃ
واعلم ان ربط خلق بین خالق ومخلوق لا یقتضی وجھا من عبودیۃ ھی متابعۃ
بل الربط محققھا فالبتۃ وجہ عبودیۃ ھی متابعۃ ربط ظلیۃ بین ظل وذی
ظل ومحققھا ربط خلق فان لم یکن فالظل معدوم وغیر محکوم فانظر ان نور محمد
صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم من نور اللہ تعالی وغیرہ صلعم من نورہ صلعم
فتعلی بناء ربط ظلیۃ محمد صلعم عبد اللہ تعالی وغیرہ صلعم عبد اللہ تعالی وایضا عبدہ
محمد صلعم واللہ تعالی اعلم بالصواب

ترجمہ ومنشار کہ در موجودات حادثہ ہست و حادث اول ہست در موجودات حادثہ کہ اول منشار انتزاع ہست برائے غیر حادث تمام او را
در وی تضمن و التزام از حادث پس تحقیق حق آمد قول او تعالی در سورۂ زمر رکوع ششم قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا
تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یعنی بگوای حبیب من کای بندگان من آنانکہ اسراف و زیادتی
کردند بر نفسہای خود نومید مشوید از رحمت خدا بر آئینہ خدا بیخشد گناہان را بتمامہ بدانکہ ہر آئینہ مقصود یا کہ مضاف الیہ عباد ہست محمد
رسول خدا ست تعالی بدلالت اضافت کہ در رحمۃ اللہ ہست یعنی رحمت خداست۔ و اگر اینچنین نباشد پس اضافت رحمت سوی یا واجب شود
بنا بر توافق برای اولی بمجرد قول او تعالی در سورہ زمر رکوع دوم یا عباد فاتقون ۝ یعنی ای بندگان من پس بترسید مرا۔ پس اینجا ہر دو
یائی ضمیر را مرجع یکی ہست واجب بحق بنا بر توافق۔ و بمجرد قول او تعالی در سورۂ ابراہیم رکوع پنجم قل لعبادی الذین امنوا یقیموا
الصلوۃ ویتفقوا مما رزقناھم الآیۃ یعنی بگوای حبیب من برای بندگان من آنانرا کہ ایمان آوردند بپا دارند نماز را و خرچ کنند
از انچہ کہ ما روزی دادیم شانرا الخ۔ و در بیجا ہم جمع ضمیر واحد متکلم و جمع متکلم ہر دو یکی واجب شود بنا بر توافق۔ و بدانکہ ہر آئینہ ربط خاص کہ میان خالق و مخلوق
نمیخواہد وجہی را از عبودیت کہ متابعت ہست آنرا بلکہ این ربط محقق عبودیت ہست۔ و البتہ وجہی عبودیت کہ او متابعت ہست ربط ظلیت ہست در میان ظل و ذی ظل و
محقق عبودیت ربط خلق ہست۔ و اگر ربط خلق نباشد پس این ظل معدوم ہست پس غیر محکوم است پس نظر کن کہ نور محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم از نور خدا تعالی ہست و غیر او
صلعم از نور او صلعم۔ پس بر بنائے ربط ظلیت محمد صلعم بندۂ خدا تعالی ہست و غیر او صلعم بندۂ خدا تعالی ہست و نیز بندۂ محمد صلعم و اللہ تعالی اعلم بالصواب۔

بیان منشار کہ در موجودات حادثہ ہست و حادث اول ہست در موجودات حادثہ کہ او منشار انتزاع ہست برائے غیر حادث تمام او را در وی تضمن و التزام از حادث و تفسیر آیہ کریمہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم الخ

فالعباد عام من التضمن والالتزام فی الخلق مطلقا ثم تخصیص بالذین اسرفوا علی انفسھم انسانا کما قال سبحانہ ان الانسان لفی خسر ثم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ مؤمنا کما قال سبحانہ یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء ثم بان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ولیا قال سبحانہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ فالحکم علی تفاوت التخصیص مع تفاوت التضمن والالتزام فرفع تعارض یغفر الذنوب جمیعا بمقابلۃ ما من وجہ فی اسراف الذی لا یغفر **ش** ھو شرک وکفر **م** وخلافہ **ش** عطف علی تعارض والضمیر الی یغفر الذنوب جمیعا **م** بمقابلۃ ما من وجہ فی اسراف الذی یغفر او لا علی مشیتہ تعالی **ش** ھو ذنب مع وجود الایمان **م** فالمؤید بھما **ش** الضمیر الی ما لا یغفر والی ما یغفر اولا علی مشیتہ تعالی **م** قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ع

ترجمہ پس ایں عباد کہ در آیہ مذکور قل یا عبادی الخ آمدہ عام است از تضمن والتزام در خلق از روئے مطلق باز تخصیص بہ الذین اسرفوا علی انفسھم از روئے انسان است چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ عصر پارہ عم ان الانسان لفی خسر یعنی ہر آئینہ انسان البتہ در نقصان است۔ باز تخصیص بر عباد بہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ از روئے مومن است چنانچہ فرمود سبحانہ یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء در سورۂ مائدہ رکوع ششم یعنی عذاب میکند ہر کرا میخواہد و میبخشد ہر کسیکہ میخواہد۔ باز تخصیص بہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا از روئے ولی است کما گفت سبحانہ در سورۂ یونس رکوع ہفتم الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیاء خدا اند کہ ترس نیست بر ایشاں ونہ ایشاں غم خواہند کرد۔ پس ایں حکم بر تفاوت تخصیص است مع تفاوت تضمن والتزام۔ پس برداشت تعارض یغفر الذنوب جمیعا کہ بمقابلۂ ما من وجہ است در اسراف آں کہ لا یغفر است کہ او شرک وکفر است یعنی بسبب عدم مغفرت ذنوب کہ در یغفر الذنوب جمیعا است بمقابلۂ عدم مغفرت کفر وشرک کہ از لا یغفر است در تفسیر اسراف بسبب عموم انسان کہ بالا مذکور آمدہ دریں آیت مذکورہ تعارض پیدا می شد۔ آں تعارض بمقابلۂ آنچیزی کہ از یک وجہ اسراف است برداشت۔ و برداشت خلاف یغفر الذنوب جمیعا بمقابلۂ آنچہ کہ من وجہ در اسراف است کہ آں کہ یغفر او لا یغفر علی مشیتہ تعالی است یعنی بخشد یا نہ بخشد بر مشیت او تعالی است کہ آں ذنب است مع وجود ایمان۔ پس مؤید ہر دو یعنی آنچہ کہ لا یغفر و آنچہ کہ یغفر یا لا علی مشیتہ تعالی قول او تعالی است در سورۂ نساء رکوع ہفتم ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یعنی ہر آئینہ خدائے بر ترنمی بخشد آنکہ باو شرک کردہ شود و خواہد بخشید آنچہ سوائے ایں است ہر کرا کہ میخواہد۔

ای من غیر توبۃ وانّا یغفرہما الشرک وغیرہ وجواب السائل ھل یغفر اللہ
قتل سید الشہداء حمزۃ نص بالایمان متضمن فی تخصیص بلا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ویمکن ان یقال فی جواب السائل یغفر بمعنی اسم صفۃ
ای غافر ھم وجمیعًا تمییز من الذنوب لا تاکید ای ان اللہ تعالی غافر
الذنوب من کل صنف علی قرینۃ السوال دون الشرک والکفر وفنشاء فی
مسلوباتٍ ھو حادث اول فیہا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا ولا بد من
اولٍ فی کل واحدٍ من المراکز ولا یعجبک قولی اذ لا بد للخلق من اولٍ وان
یکون من موجوداتٍ او مسلوباتٍ فان کان المخلوق کلہ اولًا دفعۃً ولیس
تقدمٌ وتاخرٌ فی معینٍ فکان الشبہ من الصانع لکل واحدٍ من اولٍ فلزم
ان یساوی کل مصنوعٍ فی کل وصفٍ وکان وجود مسلوباتٍ فیہم فی خارج
ممنوعًا لعدم منشاء شبہۃ فی صانعہ وھو خلاف بداھۃٍ او کان ثبوت متقدم
لشبہ المسلوبات فی الصانع وھو خلاف حقیقۃ فاعلم ان الصانع یحتاج فی انتزاع
ثانٍ الی اولٍ انتزاعًا وارادتہ وعلمہ بہما معًا

ھر چہ ہم یعنی آنچہ بجز شرک از غیر توبہ ہست بہ بخشد خواہ نہ بخشد ورنہ بتوبہ شرک وغیرہ ہم بخشیدہ شود۔ وجواب ایں سائل کہ آیا
خدا قتل سید الشہداء حضرت حمزہؓ را خواہد بخشید یا ایمان متضمن است در تخصیص بہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ومکن باشد کہ
گفتہ شود در جواب سائل کہ یغفر در آیۂ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا بمعنی اسم صفت یعنی غافر است
وجمیعًا تمییز است از ذنوب نہ تاکید۔ پس مضمون عبارت از آیت مذکور چنیں آید کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی غَافِرُ الذُّنُوْبِ
من کل صنفٍ علی قرینۃ السوال دون الشرک والکفر ہر آئینہ خدا بخشندہ گناہان ہست از ہر قسم بر قرینۂ
سوال نہ شرک وکفر۔ ومنشا کہ در مسلوبات بہت او حادث اول است در وی منشا انتزاع است برائے غیر خود تمامہ
او را از روئے تضمن۔ وچارۂ نیست از اول در ہر واحد از مراکز۔ وترا قول من در عجب نیفگند از انکہ برائے خلق از اول چارہ
نیست اگرچہ آں اول از موجودات باشد یا از مسلوبات۔ پس اگر ایں مخلوق تمامہ دفعتًا اول است ونیست تقدم وتاخر در
معین پس شبہ از صانع برائے ہر واحد از اول ہست پس لازم شد کہ ہر مصنوع در ہر وصف مساوی باشد ووجود مسلوبات در انہا در خارج
ممنوع شود بسبب عدم منشاء شبہ او در صانع او۔ واو خلاف بداہت ہست۔ یا مسلوبات را برائے شبہ ثبوت متقدم در صانع باشد
واو خلاف حقیقت ہست پس ہر آنکہ ہر آئینہ صانع البتہ محتاج شود در انتزاع ثانی سوائے اول بطور انتزاع وارادت وعلم صانع باول ثانی ہر دو معًا است +

بیان منشاء در مسلوبات او حادث اول فیہا منشاء انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا +

ولا بد من اول فی کل واحد من المراکز والاول الذی فی موجودات حادثۃ ہو محمد صلعم +

بیان منشاء در مسلوبات ہست او حادث اول است در موجودات

بیان آنکہ از اول در ہر از مراکز چارہ نیست اگر اول از موجودات ہست او محمد است صلعم +

فتاخر رتبی لغیر اول فی ارادتہ وعلمہ فی الوجہ ش ای وجہ احتیاج
الانتزاع م لازمانی وان لم فکیف ش ای ان لم یکن لاحتیاج الی اول
لثانٍ فثانٍ بذاتہ اول فکل واحد اول وھذا ابطال الاول حال ان وصف
بداھۃ فکیف یمکن م ابطال اول واحد وھو ظل من اول واحد قدیم
وانتزاع ش ای من جھۃ الاتحاد م ثان ش یوجد م باول حادث
(ای لا یوجد)
لا من اول قدیم لان المسلوبات بمقابلۃ قدیم عدم مطلق وبمقابلۃ اول حادث
منبئۃ علیھا منہ ش من جھۃ التغائر م ثم ممکنۃ فی محلھا ش ای فی
محل امکانھا م فتمیز بانبائھا ش المصدر مجھول والضمیر الی مسلوبات م
منہ فی علم واجب معا فاعلم ان اول الذی فی موجودات حادثۃ ھو محمد صلعم
رسولنا من اللہ الرحمن الرحیم ونعتصم فی معرفۃ الرسول بحسناتہ الذاتیۃ
ش ای ما ھو لیس بعرض م بالاصالۃ ش ای لیست بتبع م فحینئذ ضدھا
مسلوب عنہ فھو دلیل منطبق فی حد م مرکزیۃ علی حقیقۃ الرسالۃ ھی منشاء تعینہ
فی القدم بوجوداتہ علی موجودات القدیم وبمسلوباتہ علی مسلوبات القدیم

بیان نتعصم فی معرفۃ الرسول بحسناتہ الذاتیۃ وقولہ صلعم وظھورہ صلعم فی عالم الشھود فی الآخر علی ما ھو حقیقۃ وحدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای آدم علیہ السلام الی محمد صلعم +

ترجمہ پس برائے غیر اول در ارادت وعلم او در ہیچ وجہ احتیاج انتزاع تاخر رتبی باشد نہ زمانی۔ واگر نیست پس چگونہ است یعنی اگر احتیاج نباشد سوئے اول برائے ثانی پس ثانی بذاتہ اول است پس ہر واحد اول است۔ واین ابطال اول است کہ خلاف عقل و بداہت است پس چگونہ ممکن باشد ابطال اول واحد حالانکہ او ظل است از اول واحد قدیم۔ وانتزاع ثانی کہ از جہت اتحاد است یافتہ شود باول حادث نہ از اول قدیم یافتہ شود از انکہ ہر آئینہ مسلوبات بمقابلہ قدیم عدم مطلق است بمقابلہ اول حادث از حادث بر آنہا آگہی دادہ شود از جہت تغایر۔ باز ممکن در محل امکان خود است۔ پس تمیز باآگہی دادہ شدن مسلوبات است از اول حادث در علم واجب معا۔ پس بدانکہ ہر آئینہ اول کہ در موجودات حادثہ است او محمد است صلعم رسول ما از خدائے رحمن رحیم۔ پس چنگ میزنیم در معرفت رسول بحسنات ذاتیہ او یعنی آنچہ او عرض نیستند کہ آں حسنات بالاصالت اند یعنی بہ تبع نیستند۔ پس دریں ہنگام ضد حسنات از رسول مسلوب اند۔ واین رسول دلیل است کہ منطبق است در حد مرکزیت خود بر حقیقت رسالت کہ آں منشاء تعین رسول است در قدیم بموجوداتہ رسول بر موجودات قدیم وبمسلوباتہ رسول بر مسلوبات قدیم +

بیان انکہ در تعصم بر معرفت رسول بحسنات ذاتیہ او یعنی آنچہ عرض نیستند کہ بالاصالت اند صلعم

فهو على دعويه لا اله الا الله انى رسول الله دليل بنفسه النفيسة شئ
خبر مع المتعلق المقدم والمؤخر هم وليس للمكذب الا الجهل ختم كلامنا
وفرضنا ان ايات المكذب على ما ادعا بدليل فنقول لا بد للخلق من
مصداق اول فمن شئ اى من هو اول هم فلا دليل بيده حقا ويكذب
بما كذب حتى لا يبقى الا دعوى الاول فقوله صلعم اول ما خلق الله نورى
وظهوره صلعم فى عالم الشهود فى الآخر على ترتيب ضرورى من آدم عليه السلام
ومنشاء تعينه تعين الفعل هو موثر لآثار حادثة الى محمد صلعم ومنشاء
تعينه تعين الذات دليل على الترتيب الضرورى وجوده انه صلعم الى آدم
عليه السلام فيمنع نظيره مطلقا اى غيرا حافظا هم وذهنا لان كل ما هو ذهنى
يحصل من مصداق خارجى وفى الخارج منعه فكيف فى الذهن فحقق كقوله
تعالى ليس كمثله شئ الآية اعلم انبا فصاحة القرآن المجيد اعجاز فثابتة
فى زيادة الكاف تمنعها فباطلة كما هو المشهور شئ اى فصاحة القرآن المجيد
اعجاز وزيادت الكاف والزيادة تمنع الفصاحة هم فان تدبرت فى الآية

تفسیر الکریمہ
لیس کمثلہ شئ
الآیہ

ترجمہ ہم دلیل رسول بر دعوی خود لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ دلیل است بنفس نفیسہ خود۔ و نیست برای مکذب مگر
جہل پس تمام شد کلام ما۔ و بالفرض اگر مکذب بر آنچہ کہ دعوی کردیم دلیل بیارد پس بگوئیم کہ برای خلق از مصداق اول چارہ
نیست پس کیست کہ او است اول۔ و دلیلی نیست از وی حق بر ستاو۔ و تکذیب کردہ و در روغ داشتہ شود بآنچہ کہ تکذیب کرد
و در روغ داشت تا آنکہ باقی نماند مگر دعوی اول۔ پس قول او صلعم اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول چیز کہ آفریدہ خدا نور من است۔ و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بر ترتیب ضروری از آدم علیہ السلام کہ منشاء تعین او علیہ السلام تعین فعل است
کہ او موثر است برای آثار حادثہ تا محمد صلعم کہ منشاء تعین او صلعم تعین ذات است۔ این قول و ظہور او صلعم دلیل است بر
ترتیب ضروری کہ از وی وجود است از صلعم تا آدم علیہ السلام۔ پس منع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقا یعنی بطور خارج پس ظاہر است و هم
یعنی ذہن او انکہ بنا بآنچہ کہ او ذہنی است و حاصل میشود از مصداق خارج و حال اینکہ در خارج منع نظیر او ست پس چگونہ در ذہن نظیر او باشد
پس محقق آمد بچو قول او تعالی کہ در سورہ شوری رکوع دوم است لیس کمثلہ شئ الآیہ یعنی نیست بچو مثل او چیز الخ۔ بدانکہ
جزو این نیست کہ فصاحت قرآن مجید اعجاز است و این فصاحت ثابت است۔ و زیادت حرف کاف فصاحت ثابتہ را مانع میشود پس این زیادت باطل است
چنانچہ او مشہور است یعنی فصاحت قرآن مجید اعجاز است و زیادت حرف کاف و اینکہ زیادت مانع فصاحت شود۔ پس اگر در آیت سابقہ تدبر کنی

یظہر لک انما مثل مثل وصفی والانطباق بمظہریۃ بہ سبحانہ وھو محال صلعم ممتنع
ذاتا ھی تشخص مانع فلہ سبحانہ الا شخص ای فخص لہ سبحانہ او فلزم لسبحانہ
ممکن بالاولویۃ الا شخص استثناء من ممتنع ھو وصفا بدلالۃ لفظ المثل المضاف
علی جامعیتہ بوصف المضاف الیہ وشبہ صنعہ من موجودات قدیمہ وعام
ان المعرفۃ والایمان والاخلاص والخلوص باللہ تعالی متوقف علی محمد صلعم
لدلالۃ منہ صلعم الیہ سبحانہ فھو سبحانہ سمیع بقول القائلین وبصیر
بحقیقۃ القلوب فی التصدیق والنفاق نعوذ باللہ تعالی منہ ونسئلہ التوفیق
وقیل ان یمکن ظہور الذات مکررا ثم وثم بعد فناء زعما فیمکن نظیرہ صلعم
نعم بل من ظہور الفعلیۃ الی ظہور الذات علی ترتیب ضروری لا من الذات
المجردۃ کما زعم لکنہ ما اخبر بہ قرآن مجید وخبر صادق ودیننا بھما
فکلامنا معھما لا بزعم مجرد فلا دلیل علیہ فالتوقف علی ما قیل احادث فی
الدین علی الزعم المجرد نعوذ باللہ تعالی من شرور انفسنا ولا یجوز ظہور الانیاء
من مرکز تعین الذات تحت الاول لعدم التعدد والتجزی فی مرتبۃ الذات

ترجمہ تراظاہر شود کہ خلاف نیست کہ مثل مثل وصفی کہ از روئے انطباق باشد بمظہریت خود باو سبحانہ حالانکہ او محمد صلعم
یعنی بمظہر بودن خود باو سبحانہ او وصف منطبق آیند پس مثل ایں مثل وصفی بطور انطباق از روئے ذات ممتنع است کہ ایں
ذات تشخص است مانع پس برائے او سبحانہ مخصوص است یا او سبحانہ را لازم است ایں امتناع باولویت۔ مگر ممتنع نیست
از روئے وصف بدلالت لفظ مثل کہ مضاف است بر جامعیت خود بوصف مضاف الیہ وبدلالت شبہ صنع مثل از
موجودات قدیمہ۔ وبدانکہ ہر آئینہ معرفت وایمان واخلاص وخلوص بخدا تعالی متوقف است بر محمد صلعم بمابر دلالت
پس او سبحانہ شنوندہ است قول قائلین را وبیننده است حقیقت دلہا را در تصدیق ونفاق نعوذ باللہ تعالی منہ
ونسئلہ التوفیق یعنی پناہ میجوئیم بخدا تعالی از نفاق ومیخواہیم از و توفیق۔ وگفتہ شد بطور زعم کہ ظہور ذات از روئے
تکرار ثم وثم یعنی از حجاز بعد قبار ممکن است پس نظیرش صلعم ممکن باشد۔ آری بلکہ از ظہور فعلیہ تا ظہور ذات است بر ترتیب ضروری
نہ از ذات مجردہ چنانچہ گمان کرد لاکن شان نیست کہ قرآن مجید وخبر صادق باو خبر نداد۔ ودین ما بآں ہر دو است پس کلام ما
ہر دو است نہ بزعم مجرد پس نیست دلیلے بر و۔ پس توقف بر آنچہ گفتہ شد احادث در دین است بر زعم مجرد ونعوذ باللہ تعالی من
شرور انفسنا پناہ میجوئیم بخدا تعالی از بدیہائے نفسہائے خویش۔ وجائز نباشد ظہور انبیاء از مرکز تعین
ذات تحت اول از انکہ تعدد وتجزی در مرتبہ ذات معدوم است

بیان دلالت لفظ مثل مضاف بر جامعیت خود بوصف مضاف الیہ صلعم

بیان آنکہ معرفت وایمان واخلاص وخلوص متوقف باوست صلعم وخدا سمیع وبصیر قول قائل را وحقیقۃ دلہا است در تصدیق ونفاق

بیان دلالت لفظ مثل بر مضاف الیہ صلعم وگفتہ شد ظہور ذات مکرر ممکن باشد

کما ظهر الانبیاء من مرکز تعین الصفات لوجود تعدد الصفات منشائهم
وان یکن ظهور الانبیاء من تعین الصفات علی بناء استجماع المرکز الاول الذاتی
الصفات بعد ظهور النبی من مرکز تعین الذات فتختلط المراکز ویبطل بناء الملل
والترتیب الضروری واعلم ان الدلالات النظریة فی البحث مضطربة علی
اختلاف النظر ولا یصل نظر کل ناظر الی حقیقة ثابتة فاکتفاء باستماع نصی
اولی کما قال الله تعالی ولکن رسول الله وخاتم النبیین نبوتا فرتبة بدلالة لفظ
النبیین مستغرقا لا معهودا اذ لا تثبت النبوة بعده نقلا ولا عقلا مخالفا
النقل والحقیقة المذکورة الا زعما مجردا محدثا فی الدین فتثبت مستغرقا
بالدلیل وبجمع الکثرت وبوجه اخر ای ان کان معهودا فکان کلا فهو مستغرق
او بعضا فلا دلیل علیه صراحتا ومحلا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ
من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه
فنظم الایة الکریمة یقتضی خاتم النبوة ارفع الرتبة ش ف تفسیر فی ذکر کیفیة

ترجمہ چنانچہ انبیاء از مرکز تعین صفات ظاہر آمدند از انکہ منشاء صفات وجود تعدد صفات است۔ واگر ظہور انبیاء از تعین صفات بریں بناء کہ استجماع مرکز اول ذاتی صفات را بعد ظہور ایں نبی باشد کہ مرکز تعین ذات است پس ہمہ مراکز باہم مختلط و آمیختہ شوند و بناء ملتہا و ترتیب ضروری باطل شود۔ و بدانکہ ہر آئینہ دلالتہای نظریہ بناء اختلاف نظر دریں بحث مضطرب آمدند و نظر ہر ناظر سوی حقیقت ثابتہ واصل نمیشود و بنا بر سد پس باستماع نصی اکتفا یعنی بسندہ کردن اولی است چنانچہ گفت خدای بر تر در سورۂ احزاب رکوع ششم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی ولیکن رسول خدا است وختم کنندۂ انبیاء۔ و ایں ختم از روئے نبوۃ است پس از روئے رتبہ بدلالت لفظ النبیین کہ بر لام استغراق است نہ معہود از انکہ نبوۃ بعد او ثابت نمی شود بطور نقل نہ بطور عقل کہ مخالف نقل و حقیقت مذکورہ شود مگر بطور زعم مجرد کہ محدث در دین است یعنی در دین چیزے نو آوردہ شدہ و نو پیدا کردہ شدہ است پس بدلیل و بجمع کثرت لفظ نبی ایں لام استغراق ثابت می شود۔ و بوجہ دیگر یعنی اگر لام معہود باشد پس یا بطور کل باشد و او مستغرق است یا بطور بعض پس ہم از روئے صراحت و محل پیلے نیست چنانچہ فرمود او سبحانہ در سورۂ آل عمران وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ یعنی در گاہ عہد گرفت خدائے بر تر از انبیاء بر آنچہ کرد او شما را کتاب و حکمت باز عہد گرفت کہ شما را رسولے آید تصدیق کنندہ بآنچہ کہ باشما است تا کہ بدانچہ ایمان آورید البتہ او را یاری کنید۔ پس نظم آیہ کریمہ میخواہد خاتم نبوۃ را کہ بلند ترین رتبہ است و تفسیر ش

بیان دلالات نصیہ در ختم نبوۃ صلعم و فی منع تغیر صلعم کافیا باتباع نصی اولی کما قال اللہ تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نبوتا

بیان دلالات نصیہ در ختم نبوۃ صلعم و فی منع تغیر صلعم کافیا باتباع نصی اولی کما قال اللہ تعالی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نبوتا

اذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ واز دہ است احادیث شریفہ

اخذ میثاق از انبیاء باثبات عظمت وفضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش علیہم الصلوٰۃ والسلام وکما عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواہ الدارمی وقال صلعم فضلت علی الانبیاء بست الی ان قال ختم بی النبیون رواہ مسلم وفی کتاب المساجد وفی المشکوٰۃ عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان یقول انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی فانہ صلعم خاتم النبیین رتبۃ وزمانا علی اجماع اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفا النفتازانی فی المقاصد قد دلت النصوص وانعقد الاجماع علی انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ وانہ افضل الانبیاء انتہی ولما علم ان نور محمد صلعم ماخذ انتزاع غیرہ تضمنا والتزاما منہ بحصول شبہ خلق غیرہ صلعم عن

موجودا انہ صلعم او مساویا انہ صلعم بقیام مجازی بموجودا صلعم

ترجمہ اخذ میثاق از انبیاء نوشتہ شد مع اثبات عظمت وفضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش بر وبرشاں صلوٰۃ وسلام باد - وبچناں از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ است آنکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود منم قائد یعنی لشکر کش رسولاں وہیچ فخر نیست یعنی بریں رتبہ فخری ندارم ومنم ختم کنندۂ انبیاء وہیچ فخر نیست ومنم اول شافع ومشفع یعنی شفاعت کنندہ وشفاعت کردا شدہ ومرا فخری نیست - ایں حدیث را دارمی روایت کردہ - وفرمود صلعم من فضیلت دادہ شدم بر انبیاء وبشش چیز تا آنکہ فرمود وختم کردہ شد بنا انبیاء بمن - ایں حدیث را مسلم در کتاب مساجد روایت نمود - ودر مشکوٰۃ است از جبیر بن مطعم کہ گفت شنیدم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را تا آنکہ میفرمود منم عاقب وعاقب آنکہ بعد او نبی نباشد - ایں حدیث متفق علیہ است یعنی اصحاب صحاح بر وا تفاق آوردہ در صحیحین وبہ از ثوبان است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود ومنم ختم کنندۂ انبیاء کہ بعد من نبی نیست پس بر آئینہ او صلعم خاتم انبیاء است در روی رتبہ وزمانہ بر اجماع اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گفت نفتازانی در مقاصد کہ بتحقیق نصوص دال اند وبر اجماع منعقد شدہ است بر اینکہ او صلعم خاتم انبیاء است کہ بعد او نبی نیست وبر اینکہ او صلعم افضل انبیاء است انتہی - وچون دانستہ شد اینکہ نور محمد صلعم ماخذ است انتزاع غیر او را صلعم از روی تضمن والتزام از آنجا کہ حصول شبہ خلق غیر او صلعم را از موجودات او صلعم یا از مساویات او صلعم بقیام مجازی بموجودات او صلعم

فلزم احاطة المركز الخ

ومركزه فلزم احاطة المركز وقربته ومعيته لما فيه من الماخوذ مجهولة الكيف بالتنزه وهكذا كل واحد من الماخذ مركز لما فيه من الماخوذ فللآخذ تقدم رتبي وللماخذ تاخر رتبي في المعية والقربة والاحاطة بالماخوذ فكل واحدة منها ش اى من المعية والقربة والاحاطة م كانت حقيقية ونظرية وثبتت القربة بالنص القرآني إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآية وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآية ظنا على اختصاص الولاية بالمعاني ويحققها التزامها بالتولي ش كما ذكر تفسيره في ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية الخ م وليس علم غير الآخذ بالماخوذ ضروريا الا بما شاء الله تعالى لمن شرح صدره به ش اى بما شاء الله تعالى م فلما جاز علم الماخذ بالماخوذ فلا يمكن نفي علمه بكل ما منه بل هو الثابت ظنا والظن تابع الاذعان وان نفي ببعض ظنا فلا دليل عليه والى النهاية خلاف الثابت ش اى جواز علم الماخذ بالماخوذ وليس تقاطع وتداخل في بسائط

ترجمہ واین نمود شریف او صلعم مرکز غیر او است پس احاطت مرکز و قربت او و معیت او لازم آمد برای آنچہ کہ در او است ماخوذ مجہولۃ الکیف بالتنزہ یعنی این احاطت و قربت وغیرہ بسبب تنزہ در کیف مجہول اند پس ہر ماخذ مرکز است برای آنچہ کہ در او ماخوذ است۔ پس برای آخذ تقدم رتبی است و برای ماخوذ تاخر رتبی است در معیت و قربت و احاطت بماخوذ۔ پس ہر یک ازین معیت و قربت و احاطت از روی حقیقی است و از روی نظری۔ و قربت ثابت است بنص قرآنی کہ در سورۂ مائدہ رکوع ہشتم آمدہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآية و ایضاً در سورۂ مذکورہ رکوع مذکورہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الآية از روی ظن بر اختصاص ولایت بسبب معانی ولایت و محقق میکند این معانی را التزام او بتولی۔ چنانچہ ذکر کردہ شد تفسیرش در ذکر کیفیت رسالت و نبوت و ولایت۔ و علم غیر آخذ بماخوذ ضروری نیست مگر بانچہ کہ خواست خدای بر تر برای کسی کہ شرح فرمود صدر او را باو یعنی بانچہ کہ خدای بر تر خواستہ است۔ پس ہرگاہ کہ علم یعنی دانستن ماخذ بماخوذ جائز آمد پس نفی علم او ممکن نباشد بتمام آنچہ کہ از و است بل او از روی ظن ثابت است و ظن تابع اذعان است۔ و اگر نفی کردہ شود بعض از روی ظن پس دلیلے نیست بر او۔ و تا نہایت این خلاف ثابت است از انکہ جواز علم ماخذ بماخوذ ثابت است۔ و تقاطع و تداخل نیست در بسائط۔

منزہۃ (منزہ داده شده) موسعۃ (توسیع کرده شده) مشبہۃ (تشبیه داده شده)
من منزہۃ وموسعۃ ومشبہۃ ش وقد یفاض التشخص الزائد من
(منزہ داده شده) (توسیع داده شده)
الماخذ فیستجمع فاعلم ان التوسع بتعدد المثال والجسم کما لبعض الاولیاء کرام
من قدرتہ تعالیٰ فللانبیاء بالاولویۃ اعجازا لا ینافی وحدت التشخص الزائد
فلا باس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی تحت تفسیر
الآیۃ الکریمۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الایہ سبع
ارضین ش معنی مثلهن م فی کل ارض نبی کنبیکم و ش کان م
ادمکم ادم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسیٰ کعیسیکم کما رواہ
الحاکم فی مستدرکہ ورواہ غیرہ بطریق مختلفۃ وقال ابن عباس لوحدثتکم
بتفسیر هذہ الآیۃ لکفرتم وکفرکم بتکذیبکم بها انتهیٰ وینبغی ان یذکر
موسیٰ کموسیکم لانہ من اولی عزمہ فهذا المثل مثل مثالی او جسمی

ان التوسع بتعدد المثال الخ

فلا باس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضی

ترجمہ منزہۃ وموسعۃ ومشبہۃ یعنی در اشیائے بسیطہ کہ تنزیہ داده شده وتوسیع داده شده وتشبیہ داده شده
باینمعنی کہ مرتبۂ مثال بخشیده شده اند در وہم در یکدیگر رسیدن وباہم قطع نمودن یکدیگر را نسبت الی ماشاء اللہ
تعالیٰ یعنی تا انچہ کہ خواست خدا تعالیٰ است بتمام از انہا کہ منزہۃ وموسعۃ ومشبہۃ اند۔ وگاہی آشکارا کرده شود تشخص زائد از
ماخذ پس مستجمع میشود۔ پس بدانکہ ہر آئینہ توسع بتعدد مثال وجسم چنانچہ لبعض اولیاء از بطور کرامت است از قدرت او تعالیٰ پس
برائے انبیاء بطور اعجاز باولویت است کہ وحدت تشخص زائد را منافی نباشد۔ پس باکی نیست در قولی کہ نسبت کرده شده سوئے
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما در تحت تفسیر آیت کریمہ کہ در سورۂ طلاق رکوع دوم است اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الایہ سَبْعَ اَرَضِیْنَ ش مَعْنِیْ مِثْلَهُنَّ م فِیْ کُلِّ اَرْضٍ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ وَش
کَانَ م اٰدَمُ کَاٰدَمِکُمْ وَنُوْحٌ کَنُوْحِکُمْ وَاِبْرَاهِیْمُ کَاِبْرَاهِیْمِکُمْ وَعِیْسٰی کَعِیْسٰکُمْ یعنی ضرور است
آنکہ پیدا کرد او ہفت آسمان را واز زمین مثل آنہا یعنی ہفت زمین در ہر زمینی نبی است ہمچو نبی شما وہست آدم ہمچو آدم شما ونوح ہمچو
نوح شما وابراہیم ہمچو ابراہیم شما وعیسیٰ ہمچو عیسیٰ شما۔ چنانچہ این حدیث را حاکم در مستدرک خود روایت کرد۔ وروایت کرد او را غیر او
وگفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لَوْ حَدَّثْتُکُمْ بِتَفْسِیْرِ هٰذِهِ الْاٰیَۃِ لَکَفَرْتُمْ وَکُفْرُکُمْ بِتَکْذِیْبِکُمْ بِهَا انتهیٰ یعنی اگر
بیان کنم شما را تفسیر این آیت البتہ کافر شوید شما وکفر شما بتکذیب شما باشد بها۔ تمام شد قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ در تفسیر آیت مذکورہ۔ وضرور
باشد کہ ذکر کرده شود مثل کموسیکم یعنی موسیٰ ہمچو موسیٰ شما از انکہ او علیہ السلام از اولی عزم است۔ پس این مثل مثل مثالی یا جسمی است؟

ان التوسع بتعدد المثال الخ

فلا باس فی قول الذی نسب الی ابن عباس رضی

ظهر كمال التوسع للمتمثل فلا للمتمثل وجود مستقل في المماثلة بل هو قائم بالمتمثل حدث منه وينبغي ظهور المثال والجسم على ما تحت مركز يتهم يا ولي عزميتهم مكلفا وقع او غير مكلف لتعلقه بهم وجوبا والخمسة الممدوحة من الانبياء اولي عزم محيطة ما تحت مركزها ومن سواها من الانبياء من مركز منها وفي السموات ايضا ش عطف على في كل ارض م وان لم تفهم وقوله رض على ما كشف عليه ش كما يشير اليه قوله رض ولو حدثتكم الخ فلو كان تفسيرها على حديث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لوجب عليه رض اظهاره م فظني فلا يحكم في العقائد وفي القول وجه آخر ايضا فاعلم ان التشبيه يصدق في بعض وجه الذي مقصود لا في كل وجوه ش فالمشبه لا يشبه بالمشبه به في كل وجوه الا في وجه مقصود م ولا يظهر وجه مقصود في القول بدلالة الصراحة ولا بدلالة القرينة فالتشبيه يحول على فهم قائله وفي الزمان رجل ش هو محمد قاسم النانوتوي م تكلم بوجود مستقل

ترجمہ کہ برائی متمثل کمال توسع ظاہر شدہ است۔ پس برائی متمثل ای آنکہ مثال آورد یعنی صورت مثالی را وجود مستقل نیست در مماثلت بلکہ او قائم بہ متمثل است یعنی بمثال گیرندہ کہ از و حادث شدہ است۔ و سزاوار باشد ظاہر شدن مثال و جسم بر انچہ کہ تحت مرکز میت مثال است بسبب اولی عزمیت مثال خواہ آں ما تحت مکلف واقع آمدہ یا غیر مکلف بنا بر تعلق آں ما تحت بایشاں۔ کہ از روی وجوب است۔ و ایں پنج ممدوحہ از انبیاء کہ اولی عزم اند محیط ما تحت مرکز خود اند۔ و ہر کہ سوی ایں خمسہ ممدوحہ از انبیا بند از مرکز ہماں پنج اند۔ و در آسمانہا نیز ظہور مثال و جسم است بنا بر عطف ہمچو در ہر زمین اگرچہ نفہمیدی سوء قول او رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر انچہ کہ بر و رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکشوف آمد پس ظنی است کہ در عقاید حکم کردہ نشود۔ چنانچہ سوی قول او رض اشارہ میکند ولو حدثتکم الخ۔ پس اگر تفسیرش بر حدیث نبوی صلعم بودے البتہ بر و رض اظہارش واجب آمدی۔ و دریں قول وجہ دیگر ہم است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ صادق آید در بعض وجہ آنکہ مقصود است نہ در ہر وجوہ۔ پس مشبہ بمشبہ بہ در ہر وجوہ مشابہ نشود مگر در وجہ مقصود۔ و دریں قول وجہ مقصود ظاہر نمیشود بدلالت صراحت و نہ بدلالت قرینہ۔ پس تشبیہ محول باشد بر فہم قائل او۔ و دریں زمان مردے است او محمد قاسم نانوتوی است او کلام کردہ است

المماثلین لاولی عزمہ وغرضہ اثبات المثل لمحمد نبی اللہ تعالیٰ صلعم
علی انہ خاتم الانبیاء رتبۃً لا زمانًا باستدلال الآیۃ الکریمۃ وَلٰکِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ والقول المذکور عن ابن عباس رض
فجاز وجود نبی بعدہ صلعم واشبعہ قومہ فانہ کفر من علماء علامۃ
من مکۃ المعظمۃ والھند ورد قولہ بدلائل شرعیۃ شکر اللہ تعالیٰ سعیھم
وجزاھم خیر الجزاء فاعلم ان ضمیر جمع المؤنث فی مثلھن یرجع الی
السموات فوجہ التشبیہ طباق کما قال سبحانہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا
الآیۃ لا وجہ آخر من اوصاف عرضیۃ کوجود النجوم وغیرھا ولا
کما ھو ظاھر ولا ذاتیۃ کخلقھا من حدید وغیرہ کما ورد فی الحدیث
الشریف اذ لا یصدق فی بداھۃ التشبیہ وصراحۃ نص ولا یثبت
(الی وجہ آخر ۱۲)
فی طباق الارضین خلقۃ مکلفۃ وغیر مکلفۃ من صراحۃ قرآنیۃ
الا غیر مکلفۃ من صراحۃ حدیثیۃ

ترجمہ مماثلین برائے اولی عزم۔ وغرض او اثبات مثل است برائے محمد نبی خدا تعالیٰ صلعم بریں بنا کہ او
خاتم انبیاء است از روئے رتبہ نہ از روئے زمان باستدلال آیت کریمہ کہ در سورۂ احزاب رکوع پنجم است وَلٰکِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ وبقول مذکور از ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ پس جائز شد وجود نبی بعد
او صلعم۔ وپیروی کرد او را قومی۔ پس ہر آئینہ او تکفیر کردہ شد از علمائے علامہ از مکہ معظمہ وہند۔ ورد کردہ شد قول
او بدلائل شرعیہ کہ خدا تعالیٰ سعی شاں را مشکور فرماید وجزا دہد شاں را جزائے بہتر۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ضمیر جمع
مؤنث در مثلھن راجع می شود سوئے سماوات۔ پس وجہ تشبیہ طباق است چنانچہ فرمود سبحانہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَاقًا الآیۃ یعنی ہفت آسمانہا طبق برطبق یعنی تہ بتہ۔ نہ وجہ دیگر از اوصاف عرضیہ چوں وجود نجوم وغیرہ کہ
کہ در وے است چنانچہ او ظاہر است۔ ونہ از اوصاف ذاتیہ چوں خلق او از حدید وغیرہ در حدیث
شریف وارد آمدہ۔ از انکہ وجہ آخر بداہت تشبیہ وصراحت نص صادق نیاید۔ ونہ ثابت
می شود وجہ تشبیہ در طباق زمینہا خلقت مکلفہ وغیر مکلفہ از صراحت قرآنیہ مگر غیر مکلفہ از صراحت
حدیثیہ۔

وَمَنِ ادَّعَا بِالْمِثْلِيَّةِ بَعْدَ اِثْبَاتِ خَتْمِ الرُّتْبَةِ فَكَيْفَ اِذِ الْخَتْمُ وَصْفٌ مَانِعٌ فَالْخَاتِمُ لَا يَشْتَرِكُ فِي الصِّفَةِ غَيْرُهُ وَاِذَا اُثْبِتَ خَتْمُ الرُّتْبَةِ وَالْكَلَامُ فِي الظُّهُوْرِ فِي عَالَمِ الشُّهُوْدِ فَعَلَى التَّرْتِيْبِ الضَّرُوْرِيِّ فَكَيْفَ لَا يَثْبُتُ زَمَانًا وَفِي مَعْنٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَوْ فَتْحِهَا اَجْمَعُوا السَّلَفُ مِنْ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ عَلٰى اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ تَوَافُقًا بِالْاَحَادِيْثِ الشَّرِيْفَةِ وَادَّعَا بِمِثْلٍ اضافی ش اے جامعیۃ المثل بمثلہ مجازًا (ای الرجل المذکور ۱۲) م وافتراقًا بمثلٍ حقیقی وحرز نفسہ عما ش ای کفرٍ م بقولہ مثلٍ حقیقی بزعمہ وما فہم ان المماثلۃ باضافۃٍ لا بحقیقۃٍ اِذْ ہی ش ای المماثلۃ بحقیقۃٍ م ممتنعۃٌ فکیف الخ رُزُ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب +

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
وَعَلٰى جَمَالِهٖ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ
فِيْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

ترجمہ وہر کہ دعوی کرد بمثلیت بعد اثبات ختم رتبہ پس چگونہ است۔ از انکہ ختم وصف مانع است پس خاتم منفی است کہ غیر او دریں صفت مشترک نمی شود۔ وہر گاہ کہ ختم رتبہ ثابت کردہ شد حال آنکہ کلام در ظہور است در عالم شہود پس بہ ترتیب ضروری است۔ پس چگونہ از روئے زمان ثابت نہ شود۔ و در معنی خاتم النبیین بکسر تا یا بفتح تا اجماع کردند سلف از اہل سنت و جماعت بر اینکہ ہر آئینہ شان ایں است کہ بعد او نبی نیست از روئے توافق بہ احادیث شریفہ۔ و دعوی کرد شخص مذکور بمثل اضافی یعنی جامع شدن مثل بمثل خود از روئے مجاز و افتراق نمود یعنی جدا شدہ از دعوی بمثل حقیقی۔ و نگاہ داشت نفس خود را از کفر بقول مثل حقیقی بزعم خود و نہ فہمید کہ مماثلت باضافت است نہ بحقیقت از انکہ مماثلت بحقیقت ممتنع است پس چگونہ است تحریر یعنی نگاہ داشتنی خود از واللہ تعالٰی اعلم بالصواب + یعنی خدائے برتر داننده تر است بصواب اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما احببتہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود و سلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است و بر جمال او چنانچہ تو او را دوست داری و او را خوشنودی و شفیع کن او را در میان ما در رحمت فرما ما را و ما را

ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم ۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ تعظیم و ادب و حق و محبت بوصفہا ش وصف محبۃ آنست کہ نخواہد غیر محبوب را ہم آنحضرت صلعم بمعرفۃ صحیحہ بنوتش صلعم لوجہہ تعالیٰ واجب است وبجا آوردنش از امکان بیروں لیکن تا تواند بجا آوردہ مستغفر باشد قولہ تعالیٰ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ صحت ترجمہ این پیغمبر بہتر است مر مومن از نفوس ایشاں بدلالت الف ولام استغراق توافقا با ولویۃ مطلقہ ثابتہ در ہر وجہ مقصود تفصیل بمعانی ولایت عامۃ الاختصاص صراحتا و اقتضاء التزاما

ذکر کیفیت تعظیم وادب ومحبت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم

تفسیر قولہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم الآیہ

ترجمہ ذکر حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی تعظیم و ادب اور محبت کے بیان میں ۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ یعنی ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اُسی سے مدد مانگتے ہیں ۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اُسکے رسول پر جنکا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اور اُن سے شفاعت کے طالب ہیں ۔ اور اُن کی آل اور اُن کے اصحاب اور اُنکے سارے پیروؤں پر درود پڑھتے ہیں ۔ آنحضرت صلعم کی تعظیم اور آپ کا ادب اور آپ کا حق اور آپ کی محبت جیسا محبت کا وصف ہے کہ غیر محبوب کو یعنی محبوب کے سوا غیر کو محبت نہیں چاہتی ہے ۔ آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ خالص اللہ کی وجہ میں واجب ہے ۔ اور اُسکا ادا کرنا امکان سے باہر لیکن جہاں تک ہو سکے بجا لاکر استغفار کرتا رہے ۔ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب کے بارھویں رکوع میں اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ یعنی یہ پیغمبر بہتر ہے مومن کے لیے اُن کے نفسوں سے ۔ اس آیت سے مطلق اَولویت ثابت ہے نبی صلعم کو ہر وجہ میں ہر مومن پر کسی قسم خاص اَولویت اور بہتری کی قید نہیں ۔ اس دلیل سے کہ الف لام استغراق کا کل مومنین کے نفسوں کو بطور توافق و موافقت اس اولویت میں مستغرق کیے ہوئے ہے ۔ پس ہر وجہ تفصیل میں کہ مقصود ہو لفظ ولایت کے عام معنوں کے اعتبار سے جو لغت میں قرب تکفل خلت مالکیت قدرت اور نصرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں اس نبی کو ہر حالت اور ہر مناظر سے اور اقتضاء التزام یعنی لازم ہو جانیکے تقاضے ہر مومن کے لیے اُسکے نفس سے بہتری حاصل ہے

متن چنانچہ در تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ وما فیہا مع مطالب اُخریٰ مذکور است ھم ایں دعویٰ متضمن دلیل است ای چوں ایں نبی از ما اولیٰ است پس ہم از ما اولیٰ است و از غیر ما بما اولیٰ تر است ✦

تنبیہ از بجارد آنست کہ گفتند در امور دنیویہ بمصلحت خود از رسول صلعم دانا ترانند العیاذ باللہ تعالیٰ منہ بدلیل حدیث شریف در صحیح مسلم در کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قالہ شرعًا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی الرائی عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ وعن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقوم یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصًا فمر بھم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم الحدیث

(الکسر البنی من التمر اذا یبس صار شفا ۱۲)

ترجمہ جیسا ذکر کیفیت رسالت و نبوت و ولایت و اعجاز و کرامت و استدراج میں اور جو کچھ اسمیں ہی مع اور مطالب کے اس آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ کی تفسیر میں مذکور ہے جو سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں ہی۔ اور یہ دعوے قول خدا تعالیٰ کے متضمن دلیل ہے دلیل اسکے ضمن میں موجود ہی اس طرح کہ جب یہ نبی ہمسے اولیٰ ہے تو ہمسے ہمارے سے بھی اولیٰ ہے یعنی جیسے ہمکو اپنے نفس سے تربیت و خلت و تکفل وغیرہ حاصل ہے اُن سب میں نبی کو ہمارے نفس سے اولویت حاصل ہے۔ اور ہر ہمارے ساتھ کی شے سے جیسکو ہم سے نسبت حال ہی اُس نسبت میں ہمسے ہمارے نبی کو اولویت ہے۔ پس ہمارے غیر سے ہماری نسبت اولیٰ تر ہے۔ یہاں سے ثبات کا رد بھی ہے جنھوں نے کہا کہ دنیوی کاموں میں اپنی مصلحت میں رسول اللہ صلعم سے زیادہ دانا ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے خیال سے یا خدا بچائے اس سے اُنکی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے اُس باب میں جسمیں اُن چیزوں کی بجا آوری واجب ہونے کا بیان ہی جسکو آپنے شرعی ہونا ارشاد کیا یہ اُن چیزوں کی جنکو دنیا کے معایش یعنی اسباب زندگی ہی حضور صلعم نے علی الرائی ذکر کیا یعنی میری رائے پر۔ کہ روایت ہشام سے اُنکو عروہ سے اُنکو اپنے باپ سے اُنکو حضرت عائشہ سے۔ اور روایت ثابت سے اُسی حدیث کی حضرت انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک قوم کے پاس کہ پیوند لگاتے تھے درخت خرما کے ہم نر و ماده میں تو فرمایا آپنے اگر نہ کرو گے تم تو البتہ درست ہو جائیگا۔ کہا راوی نے پھر نکلی خراب یعنی چھوارا سو کھکر ردی ہو گئی پھر گذرے حضور صلعم اُن پاس اور کہا تمھارے باغوں کا کیا حال ہی تو اُنھوں نے کہا آپنے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا آپنے تم تمھارے دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو اپنے دنیا کے کاموں سے بہتر دانا ہو۔ اور اسی قسم کی ایک حدیث دوسرے طریقہ سے دوسرے الفاظ میں ذکر کیفیہ ۱۵ کے آخر میں مذکور آئی ملاحظہ ہو۔

بیان روایات کا کہ کوئی دنیوی امور میں اپنی مصلحت میں حضور صلعم سے زیادہ دانا ہے دلیل ہونا اس حدیث کا اس بات پر کہ حضور صلعم کا اپنے نفس کے لئے کوئی امر تجویز کرنا بطور تشریع نہ تھا بلکہ بطور رائے اور تدبیر کے تھا پس اس سے لازم نہیں آتا کہ کوئی دوسرا شخص اپنے نفس کے لئے کوئی امر تجویز کرے تو وہ بھی بطور تشریع ہو جائے ✦

پس اں اَوَّل باشد در وجہی بعد ایں ثبوت باید دانست در اَنْتُمْ اَعْلَمُ مُفَضَّل علیہ بعد عدم ذکرش عام است و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کثیر العلم در ہر وجہ از ہمہ عالم است از انکہ تعلیم کردہ شد علم اولین و آخرین و ما کان و ما یکون یعلم و دانا تر است بقرآن مجید آنکہ نیست رطب و یابس مگر دراں و اعجاز نبی غیر او در ہر وجہ متقابل است و فضل نبی بر غیرش در ہر وجہ متقابل مستثنیٰ است ازیں عموم ورنہ اعتقاد بہتر در ہر وجہے از پیغمبر لازم فضل متقابل منافی فضل کلی و اعجاز پیغمبر است پس حاصلش اینکہ شما دانا تر اید یکی از دیگرے در امر دنیا لاحق بشما فضلاً من وجہ چنانکہ گفتہ شد ناداں بکار خود ہشیار و مرخص نتواں شد دراں کہ امر فرمود صلعم قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ مضمون آنست کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ مشدد مبعوث نشد۔

ترجمہ پس ثابت ہونے اولویت و بہتری کے یہ حدیث تاویل کی جاوے گی کسی وجہ میں۔ معلوم ہو کہ لفظ حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ جو اسم تفضیل ہے اس کا مُفَضَّل علیہ بسبب مذکور نہ ہونے کے عام ہے کیونکہ معلوم نہیں اس علم میں مخاطب کو کس پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ کا علم کثیر ہے ہر وجہ میں تمام عالم سے لہٰذا ہر وجہ میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں اسلیے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم۔ اور مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ یعنی جو نہ جانتے تھے۔ وہ سب سکھلائے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے خوب جاننے والے ہیں کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو اسمیں نہ ہو یعنی ہر شے کا بیان اس میں ہے تو آپ سب کے عالم ہیں۔ اور نبی کا ہر غیر کو عاجز کرنا ہر وجہ میں متقابل ہے۔ پس نبی کی فضیلت اسکے غیر پر ہر وجہ میں متقابل ہے ورنہ پیغمبر صلعم سے بہتر کا اعتقاد ہر وجہ میں متقابل کی فضیلت کا لازم کرنے والا ہے جو منافی ہے فضل کلی اور اعجاز پیغمبر کا۔ پس حاصل آخر فقرہ حدیث کا یہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں جو تمکو لاحق ہیں آپسمیں ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وجہ میں زیادہ دانا ہو جیسا کہا گیا ہے ناداں بکار خود ہشیار یعنی نادان بھی اپنے کام میں ہوشیار ہے۔ اور جسمیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا بجز تعمیل چارہ نہیں ہو سکتی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ یعنی نہیں ہے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جبکہ حکم جاری ہو جاوے اللہ اور اللہ کے رسول کا یہ کہ اُن کو اُن کے کام میں کچھ اختیار ہو یعنی بعد اجرائے حکم اللہ و رسول کے مومنین کو بجز تعمیل کوئی اختیار نہیں رہتا۔ گمان یہ ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے اُنپر تشدد نہ فرمایا کیونکہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ برادر رحمت تالیف فرمائے اسلیے کہ آپ سخت و شدید نہیں پیدا ہوئے ✻

بیان اسکا کہ حکم خدا و رسول کے بعد اختیار و رخصت نہیں سوائے تعمیل کے کسی مومن مرد و عورت کو

وتواند شد کہ ورود ایں حدیث قبل نزول کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پس در حقوقِ خودش صلعم غالب باشد از حقوقِ خود تاں بہمہ گرد ر ہر وجہ از اینجا است ہر قدر کہ در محبت اکمل است در محبوبیۃ افضل پس تا او صلعم در ہر وجہ از ہمہ محبوب تر نباشد حقِ محبت او صلعم موفی نتواند شد فرمود صلعم وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدَیْہِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ صحیح بخاری ازینجا کہ عرض داشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّفَقَۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ بِنْتِیْ تَحْتَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وقولہ تعالیٰ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیۃ ترجمہ بنا بر کہ سیل کند بنفسہائے خود یعنی حقوق نفوس خود از نفسِ او صلعم یعنی متجاوز از حق نفسِ او صلعم ۔ و منجملہ مقاصد ایں کریمہ مناسب اینجا ہمیں است و منافع محبت با رسول مقبول صلعم از کریمہ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ

ترجمہ اور ممکن ہے کہ اس حدیث کا ورود اس آیت کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کے نازل ہونے سے پہلے ہو اور خدائے تعالیٰ درستی کو زیادہ جاننے والا ہے ۔ پس خود تمہارے آپس کے ہر وجہ کے حقوق سے خود اپنے حقوق میں حضور صلعم غالب ہوں گے ۔ پس یہیں سے ہے کہ جسقدر جو محبت میں کامل تر ہے محبوبیت میں افضل ہے ۔ پس جب تک حضور صلعم ہر وقت میں سب سے محبوب تر نہوں گے آپ کی محبت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا جیسا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مومن ہوگا کوئی تمہارا جبتک کہ میں اُسکی جان اور اُسکے مال اور اُسکی اولاد اور اُسکے والدین اور سب آدمیوں سے زیادہ اُسکو محبوب نہ ہو جاؤں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۔ محبوب ہو گئیں مجکو دنیا سے تین چیزیں ایک دیکھنا روی مبارک رسول اللہ صلعم کا ۔ دوسری خرچ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۔ تیسری یہ کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی ۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ توبہ رکوع بیدرہ میں وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیۃ اور نہیں چاہیے کہ رسول کریں اپنے نفسوں کی طرف یعنی اپنے نفسوں کے حقوق کی طرف حضور صلعم کے نفس سے متجاوز کر کے یعنی حضور صلعم کے نفس کے حق سے بڑھکر مطلب یہ کہ اپنی جانوں کو اُنکی جان سے زیادہ نہ چاہیں ۔ اور اس آیت کریمہ کے مقاصد میں سے یہاں کے مناسب یہی ہے ۔ اور رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت کے فائدے اس آیت کریمہ سے واضح ہیں جو سورۂ توبہ رکوع بیدرہ میں ہے ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی یہ اسواسطے کہ تحقیق وے ایشان را نمی رسانند تشنگی و نہ رنج و نہ بھوکا ماندن در راہ خدا و نہ پا بر قدم گاہ کہ خشم دیتی ہیں یعنی نہ کہیں پاؤں پھیرتے ہیں کہ غصہ ہوں کافر یعنی کافر کو غصہ میں لاویں

تفسیر قولہ تعالیٰ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیۃ

جانیکہ محبت بقدر محبت حضور صلعم واجب است

حقوق ہر کس بر کس حقوق او در وجوب غالب ہیں اور کسی کی محبت محبت الٰہی کے ہم حکم حدیث +

قول حضرت صدیق غلبہ حقوق حضرت صلعم بنا بر غلبہ محبت و ایمان بر ہمہ کس

۲ تفسیر کریمہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیۃ

حسب ایں آیت کریمہ حضور صلعم فوق محبت ہر کس محبت او واجب +

مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ واضح و قولہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ ترجمہ تحقیق ما فرستادیم ترا گواہ و مژدہ دہندہ برحمت و نعمت خدائی منعم و شفاعت خود و ترساندہ از عذاب خدائی منتقم۔

تنبیہ باید دانست مفعول ثانی ش اے مرسل الیہ ہم ارسلناک کہ ہمان مفعول شاہد و مبشر و نذیر کہ صفت مفعول مخاطب است بحذف شد متوسع عموم مفعول مفید عظمت و فضلش صلعم است و کیفیت این عموم اللہ تعالیٰ داناست و ہر کہ دانستن بخشیدہ شود و باید دانست کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا بسبب مفعول مخاطب نتواند شد پس بضرورت اقتضاء لتؤمنوا متعلق بہ بر الظمی مناسب مقدر است کہ از فصاحت و بلاغت است از اینجا است کہ فرستادیم محمد را صلعم شاہد و مبشر و نذیر بحال شما از بہر گرویدن شما بخدائی یگانہ و یکتا و بر رسول او تعالیٰ ختم الانبیاء و قوت دادن شما مر او را صلعم چنانکہ طمانیت دہد باخلاص شما در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق رسول صلعم تعظیماً لہ صلعم ش بدلالۃ توقیروہ از اینجا رفع اشتباہ آنست کہ شاید آنحضرت صلعم

ترجمہ اور نہ دشمن سے کوئی چیز چھینتے ہیں مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل بیشک اللہ نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا۔ اللہ فرماتا خدا تعالیٰ کا سورہ انا فتحنا رکوع اول میں اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ یعنی بیشک بھیجا ہمنے تجکو گواہ اور بشارت دینے والا رحمت اور خدائی نعمت کا اور اپنی شفاعت کا اور ڈرانیوالا عذاب منتقم یعنی بدلا لینے والا کے عذاب سے۔ **تنبیہ** معلوم ہو کہ صیغہ ارسلناک جسکا مفعول ثانی مرسل الیہ یعنی جسکی طرف رسول بھیجا۔ اور شاہد اور مبشر اور نذیر کہ ضمیر مخاطب مفعول ہے کے مقابلہ میں انکا بھی وہی مفعول ہے اپنے محذوف ہونیکے سبب مفعول کے عام ہونیکی وسعت دی رہا ہے۔ اور یہ توسع حضور صلعم کی عظمت و فضل کو مفید ہے۔ اور کیفیت اس عموم کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جسکو اسنے اسکی سمجھ بخشی ہو۔ اور معلوم ہو کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا کا بسبب مفعول مخاطب کے نہیں ہو سکتا ناچار اسکے خاص متعلق ہے کے تقاضہ کی ضرورت کے سبب متعلق بہ کیلیے کوئی نظم مناسب لیے رہے جو بصاحت و بلاغت کا سبب ہے۔ پس یہاں یہ مطلب و معنی ہوے کہ ہمنے محمد صلعم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا تمھارے حال کے موافق تمھاری گرویدہ ہونیکے واسطے یگانا و یکتا خدا کے ساتھ اور اسکے رسول ختم الانبیاء کے ساتھ۔ اور تمھارا خاص حضور صلعم کو قوت دینا اسطرح کہ تمھارے اخلاص سے تسلی حاصل ہووے وہ اخلاص کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی بابت ہو اور رسول صلعم کے حق کی بابت بھی آپ کی تعظیم کے لحاظ سے کہ آپ کی احتیاج کے۔ اسلیے کہ توقیروہ کی دلالت تعظیم و ادب کی مقتضی ہے۔ پس یہاں سے یہ شبہ بھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

تفسیر قولہ تعالیٰ انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا الخ

تفسیر قولہ تعالیٰ انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا الخ ۲ ۱۲ منہ

احتیاج بخلق دارند چہ آنحضرت صلعم از احتیاج غیر خدائے عزوجل مستغنی است شعر

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمیکنم ۔ منت بدار اینکہ بخدمت بداشتت

وبزرگ داشتن شمار او را صلعم بوقار رسالت وصفات او صلعم در حق اللہ تعالیٰ وہم حق نفس او صلعم باید دانست رجوع ضمیر متصل در تعزروہ وتوقروہ بحضرت صلعم است بدلالت وقف مطلق والا وقف مہمل پس وصل باشد وحال آنکہ فصل ثابت است واین ابتلا تعزروہ وتوقروہ غیر موقت است وضابتا بر عدم توقیت لتومنوا باستمرار معنی مصدر ومضارع معطوف علیہ وباعث توقیر یعنے رسالت ودر عدم توقیت لتومنوا وتوقیت تعزروہ وتوقروہ حجتی بالخصوص نتواں آورد بجا ودر توقیر کفر است بلزوم استخفاف رسول معظم بوقار رسالت وصفاتش صلعم بخلاف تعزیر کہ لازم استخفاف نیست وتائیدی بریں بقول تعالیٰ است فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ترجمہ پس لیکن آنانکہ گرویدند باو صلعم وقوت طاہیت دہ دادند او را صلعم باخلاص خود یاری ومدد کردند او را صلعم در حق اللہ تعالیٰ وحق نفس او صلعم

ترجمہ خلق کی احتیاج سے دور ہو گیا کیونکہ آنحضرت صلعم غیر خدائے عزوجل کی احتیاج سے مستغنی ہیں شعر چاکری کرنے کا احسان مت جتا ۔ شکر کر سلطان نے چاکر کر لیا ۔ اور تمھارا آنحضرت صلعم کو بزرگ رکھنا آپ کی رسالت اور آپ کی صفات کے وقار وعزت کے سبب حق اللہ کی وجہ سے ہے اور آپ کے بھی حق نفس کی وجہ سے صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر متصل کا مرجع حضرت صلعم کی طرف ہے کیونکہ آگے اسکے وقف مطلق ہے جو بالکل توقیر دلالت کر رہا ہے ۔ اور اگر ضمیر کا مرجع اللہ کی طرف کیا جائے تو وصل ہوگا وقف مہمل ٹھہرے گا حالانکہ وقف مطلق فصل کو ثابت کر رہا ہے پس لامحالہ مرجع ضمیر کا رسالت کی طرف ہے تاکہ فصل ثابت ہو اور اسی لیے وقف مطلق ہے ۔ اور یہ ابتلا اور آزمایش تعزروہ اور توقروہ یعنی مدد اخلاص وادب کی جو بسبب حکم فرض ہے غیر موقت ہے کہ مقید وقت نہیں اسلیے کہ لتومنوا میں بسبب معنی مصدری کے استمرار ہے اور اسکا معطوف علیہ مضارع ہے کہ وہ بھی بذات خود اور باعتبار عطف مستمر ہے ۔ اور سبب توقیر جو رسالت ہے اسمیں بھی استمرار ہے لہذا یہ تینوں بوجہ مستمر مقید بوقت نہیں ۔ اور لتومنوا کے موقت نہ کرنے اور تعزروہ اور توقروہ کے توقت کرنے سے کوئی خاص دلیل وحجت نہیں لا سکتے حضور صلعم کی توقیر کا بجا نہ لانا کفر ہے کیونکہ رسول معظم کو وقار رسالہ اور آپکے صفات کے مقابل انکی عدم توقیر میں استخفاف رسالہ لازم ہے بخلاف تعزیر کے اسمیں استخفاف لازم نہیں ۔ اور اسکی تائید اس قول اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پس لیکن جو لوگ کہ آپ کے ساتھ گرویدہ ہو گئے اور انھوں نے آپکو اپنے اخلاص سے نصرت دینے والی قوت دی یعنی اپنا اخلاص ظاہر کر کے آپ کے اطمینان کو قوی کر دیا اور آپ کی امداد کی یہ سب خدا تعالیٰ کے حق کی وجہ سے اور آپ کی جان کی حق کی بابت

تطوعاً و پیروی کردند نوری را کہ فرود آوردہ شد یعنی قرآن مجید باو صلعم متعلق پیروی کردند
هم انقیاداً در ہمال حق اللہ تعالیٰ و حق نفس او صلعم عموماً ہمانان آنند فلاح یابندگان و باید
دانست کہ قرآن مجید متبع تواند شد مگر باو صلعم و مفید تمیز تطوع و انقیاد عطف ایشان
باتحاد اتبعوا و معہ متعلق اتبعوا است بقرب معنوی و اقتضائی فعل مفعول ثانی را نہ انزل چہ
صلہ علی و الی را خواہد نہ مع را و الا تخصیص نزول محقق حکم نبوت لازم تقدم رتبی باو صلعم بحکم
ثبوت معیتہ در ثابتین و تبع عوارض دون ما قامت بہ نتواند شد توضیح باید دانست نزول
متقدم زمانی مقابل نزول متاخر زمانی است پس نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوت نیست مگر
نزول متاخر زمانی پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی است و نزول متاخر رتبی نیز
پس نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوت است و نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوت پس
ایں باید دانست ثابتین بے احتیاج یک بدگر در وجہ ثبوت در زمان معیت ہستند۔

ترجمہ براہ تطوع یعنی شوق و خوشی سے۔ اور انھوں نے اس نور کی پیروی آپ کے ساتھ کی براہ انقیاد یعنی تابعداری سے جو اتارا گیا یعنی قرآن مجید عام اسکی حق کے بابت جو اللہ تعالیٰ کا ہے اور آپ کی جان کا یہی لوگ ہیں کہ فلاح پانے والے ہیں۔ معلوم ہو کہ قرآن مجید جو متبع ہے پیروی نہیں کیا جا سکتا مگر آنحضرت صلعم کے ساتھ۔ اور تطوع اور انقیاد کے تمیز ہونے پر عطف جملہ فائدہ دے رہا ہے ورنہ اتبعوا کے اتحاد میں اہمال واقع ہوگا۔ اور معہ متعلق اتبعوا کا ہے معنوی قرب کے سبب اور فعل اتبعوا کے مفعول ثانی کو چاہنے کے سبب نہ انزل کا کیونکہ یہ فعل صلہ علی اور الی کو چاہتا ہے نہ مع کو ورنہ انزل معہ میں تخصیص نزول کی کہ حکم نبوت کی محقق لازم تقدم رتبی ہے بحکم ثبوت معیتہ ثابتین میں حضور صلعم کے ساتھ خاص نہ ہو سکے گی اور بغیر ما قامت بہ تبع عوارض نہ ہو سکے گا۔ حاصل یہ کہ آیت مذکورہ فاما الذین الخ میں اگر لفظ معہ متعلق اتبعوا نہ کیا جائے گا تو اول یہ قباحت لازم آئیگی کہ وہ نور جسکی اتباع کا حکم ہے یعنی قرآن مجید بغیر آنحضرت صلعم کے کیسے پیروی جا سکتا ہے حالانکہ اتحاد اتباع پر جملہ کے عطف ہونے سے تطوع اور انقیاد کی تمیز ہو رہی ہے کیونکہ بغیر شوق و رضا اور تابعداری پیروی کیا ہوگی۔ دوم اتباع کو آپکی معیت کے ساتھ معنوی قرب کے کیونکہ یہ مفعول ثانی کا خواہشمند ہے جو اس معیت سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ یہ لفظ معہ کا متعلق ہے اسلیے کہ اسکا صلہ علی یا الی آتا ہے نہ مع۔ سوم اگر معہ کو اتبعوا کے متعلق نہ کرینگے تو تخصیص نزول کی حضور صلعم کے ساتھ نہ ہو سکے گی کیونکہ یہ تخصیص حکم نبوت کی محقق اور ثابت کرنیوالی ہے اور تقدم رتبی کو لازم ہے۔ اور یہ دونوں ثابتین یعنی محقق حکم نبوت اور تقدم رتبی ثبوت معیت کے حکم میں ہیں یعنی اپنی وجہ ثبوت میں بغیر احتیاج ایک دوسرے سے خود زمان معیت میں ہیں چنانچہ اسکی تشریح توضیح الاخیر میں آتی ہے۔ چہارم عوارض بغیر متبوع کے تابع ہونا کیسے ثابت ہوگا کیونکہ قیام عوارض بغیر ما قامت بہ یعنی جسکے ساتھ وہ قائم ہوں اسکے بدون نہیں ہو سکتا تو بغیر ما قامت بہ تبع عوارض بھی نہ ہو سکے گا۔ **توضیح** معلوم ہو کہ نزول متقدم زمانی مقابل ہے نزول متاخر زمانی کا۔ اور نزول متقدم زمانی محقق حکم نبوۃ نہیں ہے بلکہ نزول متاخر زمانی محقق حکم نبوت ہے اسلیے کہ حکم نبوت نزول وحی سے ثابت ہوگا تو لا محالہ نزول متاخر ہوگا نبوت سے لیکن چونکہ حکم نبوت کا محقق نزول ہی ہے لہذا نزول کو تقدم رتبی حاصل ہے پس نزول متاخر زمانی نزول متقدم رتبی ہے اور نزول متاخر رتبی بھی۔ اور نزول متقدم رتبی محقق حکم نبوۃ ہے۔ اور نزول متاخر رتبی محقق استعداد نبوۃ۔ اسکے بعد

وتحقیق حکم نبوۃ باحتیاج نزول متقدم ربتی است وسخن درہمین است **ش** نہ در تحقیق استعداد نبوۃ کہ بجائی خود بنا بر نزول ثابت است ودریجا نا مقصود **م** پس معینۃ منزل محقق حکم نبوۃ نتواند شد مگر محقق غیر اولوالعزمی و دراینجا اولوالعزمی مراد است انتہی واز انجا کہ سرانجام امر بفعل موقوف اتباع رسول است اتباع کتاب دون الرسول صورت نہ بندد واتباع کتاب (فعلی) استقلالاً مخالف کتاب است قال سبحانہ (فعلی) اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ وعموم مفعولین اُنْزِلَ در ضمن اتباع رسول اللہ تعالیٰ صلعم مشیر اجتماع ملل بملت متبوع معہ بافادہ فضل اواست **ش** لے رسول اللہ تعالیٰ وملتش صلعم **م** ولطیفۂ تلمیحی دوام از معہ بقول قائل بتعلق اُنْزِلَ مشیر دوام نزول است وآں باطل وبتعلق اِتَّبِعُوْا مشیر دوام تبع است وآں مشتمل تقریر ولیکن تلمیح دوام از معہ صحت ندارد **ش** چہ معیت در ثابتین مقتضی دوام ثبوت معیت نیست **م** فکیف **ش** اشارت دوام **م** از ینجا پیدا است کہ صحت ایمان در تطوع وانقیاد اوامر ونواہی ومرخصات در تبع اواست صلعم وفلاح معلق بآں وقولہ تعالیٰ

ترجمہ اور تحقیق حکم نبوۃ کی اور اسکا اثبات نزول متقدم ربتی کی احتیاج کی بنا پر ہے یعنی حکم نبوۃ کو اپنی تحقیق واثبات میں نزول متقدم ربتی کی احتیاج ہے اور کلام اسی میں ہے نہ تحقیق استعداد نبوۃ میں کلام ہے اسلیے کہ تحقیق استعداد نبوۃ بجائے خود بسبب نزول ثابت ہے کیونکہ اگر استعداد نبوۃ نہ ہوتی تو نزول وحی کیسے ہوتا اور بے استعداد بار وحی کا متحمل کیونکر ہو سکتا اور یہاں پر یہ مقصود کلام نہیں ہے پس معینت منزل محقق حکم نبوۃ نہیں ہو سکتی یعنی کتاب خدا کا نبی کے ساتھ ہونا نبوۃ کا محقق نہیں ہو سکتا بلکہ حکم نبوۃ کا محقق نزول متقدم ہوگا ہاں البتہ منزل کا نبی کے ساتھ ہونا نبی کے غیر اولوالعزم ہونیکو ثابت کردیگا حالانکہ یہاں نبی کا اولوالعزم ہونا مراد ہے پس معینت منزل محقق غیر اولوالعزمی ہے اور یہاں اولوالعزمی مراد ہے انتہی۔ اور چونکہ حکم کا سرانجام فعل کے ساتھ رسول کی پیروی پر موقوف ہے اور پیروی کتاب کی بغیر رسول کے صورت نہیں حاصل کر سکتی۔ اور مستقل کتاب کی پیروی مخالف کتاب ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نساء رکوع آٹھ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور صاحبان امر کی تم میں سے اور اُنْزِلَ کے ہر دو مفعولوں کا عام ہونا رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے اتباع کے ضمن میں اشارہ کر رہا ہے کہ آپکی ملت متبوعہ کے ساتھ تمام ملتوں کا اجتماع آپ کے ہمراہ ہے اور اسمیں آپ کی اور آپکی ملت کی فضیلت کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ آپکی اور آپکی ملت کے تحت میں علاوہ آپکی ملت متبوعہ کے تمام ملتیں مجتمع ہیں اور آپکی نبوۃ ورسالہ جامع تمام انبیاء اور رسولوں کی نبوۃ ورسالہ کی ہے۔ اور لطیفۂ تلمیحی دوام جو معہ سے اُنْزِلَ کے تعلق کے سبب قائل کے قول کے موافق دوام نزول کا مشیر ہے وہ باطل ہے۔ اور اتبعوا کے تعلق کے ساتھ دوام تبع کا مشیر ہے اور یہ مشتمل تقریر ہے۔ لیکن معہ سے تلمیح دوام کی صحت نہیں ہوتی کیونکہ معیت ثابتین میں ثبوت معیت کے دوام کی مقتضی نہیں ہے یعنی معیت کا دو ثابتوں میں ہونا معیت کے ہمیشہ ثابت ہونیکو نہیں چاہتا تو اشارہ دوام کا کیونکر صحت پذیر ہوگا پس بایں بیان ظاہر ہے کہ ایمانی صحت اوامر اور نواہی اور رخصات کی بجا آوری میں خوشی کے ساتھ میں آپ کی پیروی میں ہے اور فلاح اسی کے ساتھ معلق ہے۔ اور قول خدائے تعالیٰ کل سورۂ حجرات پہلو کو عیاں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ترجمہ ای آنانکہ ایمان گزیدند پیشی مکنید پیش خدای عزوجل در رسول او تعالی صلعم در قول و فعل در مامورات و معادیات و بترسید خدای عزوجل را تحقیق اللہ تعالی شنوا و داناست لَا تُقَدِّمُوا متوسع المفعول است بحذف شیم از یمانست کہ وقت ذکر خدای عزوجل و رسول مقبول صلعم کہ از تتمہ ایں کریمہ و در حکم مذکور است تو ہین و نامناسب وقت پنداری دل بمقتضای معنی بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ہیبت و محبت در گرفتہ باشد و ایں نہی بر مومن غیر موقت است و لا بعطف رسولہ در مامورات کہ غیر موقت است چہ تواں گفت۔ و قولہ تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ ترجمہ ای کسانیکہ باایمان گزیدند باید کہ می باید بلند مسازید آوازہا خود را بر آواز پیغمبر صلعم و آواز بلند مکنید برائے او صلعم گفتن بسخن مقابل خطاب ہمچو آواز بلند کردن بعض شما برائے بعض بگفتن بسخن مقاصد یا خطاب کہ مختار در مساوات و مماثلت است یعنی بسخن نرم باادب و تعظیم کنید و بصفت یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ خطاب کنید برائے آنکہ باطل میشود اعمال شما بسوء ادب و شما نمیدانید۔

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝

ترجمہ یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ۝ یعنی ای جمعے ایمان اختیار کیا خدای عزوجل اور اسکے رسول صلعم کے سامنے قول و فعل میں جو مامورات و معادیات میں ہوں پیشی نکرو اور خدائے عزوجل سے ڈرو بیشک اللہ تعالی سنتا اور جانتا ہے۔ معلوم ہو کہ لَا تُقَدِّمُوا اپنے مفعول کے حذف ہونیکے سبب متوسع المفعول ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ خدائے عزوجل اور رسول مقبول کے ذکر کے وقت جو اسی آیت کا ضمیمہ ہے اور نہ کور کے حکم میں ہے کوئی قول و فعل جو وقت کے مناسب نہ ہو اور نہ کرے بلکہ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ کے معنی کے مقتضی پر اللہ و رسول کے حضور کو مدنظر رکھکر ہیبت و محبت کو لیوے اور یہ نہی مومن پر غیر موقت ہے یعنی یہ ممانعت وقت کی مقید نہیں ورنہ عطف رَسُولِهِ کی نسبت امورات میں جو غیر موقت ہیں کیا کہہ سکو گے۔

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اور قول خدای تعالی کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ یعنی اے لوگو جنھوں نے جس چیز کے ساتھ کہ چاہیے ایمان اختیار کیا اپنی آوازوں کو پیغمبر صلعم کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور مقصدوں یا خطاب کی باتوں کے کہنے میں حضور صلعم کے لیے آواز بلند مت کرو جیسا تمھارے بعض کا بعض کے واسطے مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے کہ مساوات و مماثلت میں اختیار کیا جاتا ہے یعنی کلام نرم ادب اور تعظیم کے ساتھ کرو اور آپ کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ صفت سے پکارو۔ کیونکہ بے ادبی سے تمھارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور تمھیں معلوم نہیں ہوتا۔

تفسیر قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

باید دانست بر قول الف ولام عہد است یا استغراق مدلل از ثبوت متقدم برائے نہی وازمشبہ بہ بمقولہ بحذف متوسع ووجہ تشبیہ جہر بالقول مع المقولہ است ولفظ بعضکم لبعض مفید معنی مساوات ومماثلت است وحبط عمل بلزوم کفر بہ ترک تعظیم قبل نزول فرضیۃ تحرز از منہی عنہ پس بعد نزولش چہ پیش آمد نعوذ باللہ تعالیٰ منہ **پس تنبیہ** از بیخبران است گفتند کہ تعظیم آنحضرت صلعم ہمچو تعظیم برادر کلاں بس است ودلیلے آوردند از حدیث شریف پس آں ماوّل باشد در وجہے بعد ایں ثبوت چہ نسبت کہ بعد نزول ایں کریمہ کسے خطاب باسم محمدؐ وکنیت ابو القاسم بمنکر حضرت عباسؓ باوجود قرائنے خطاب بصفت یا نبی اللہ ویا رسول اللہ ویا حبیب اللہ میکرد پس چہ جائے آنست کہ گفتند وباید دانست کہ اخوت حقیقی با آنحضرت صلعم باطل است مگر مجازی کہ مشیر معنی مماثلت ومساوات است پس آں ماوّل باشد بوجہی ورنہ معارض شود مر نہی لا تجھروا الخ را ہم بدانکہ بعد نزول نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ہ کہ موقت است در مسجد نبی صلعم ہنوز منع صوت باخفض صحابہؓ است بنا بر قرب نبی صلعم ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ وداناوشنوا است در قبر مبارک

ترجمہ معلوم ہو کہ اس آیت میں قول پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا کیونکہ نہی کے واسطے کوئی امر ثابت متقدم کا ہونا ضروری ہے جسپر ممانعت وارد ہو لہذا اس ثبوت متقدم سے جو نہی کے لیے ہے قول معہود پر دلالت ہو رہی ہے۔ اور مشبہ بہ سے جسمیں قول معہود مشخص نہیں بسبب توسع کلام استغراق پر دلالت پائی جاتی ہے۔ اور مقولہ بھی حذف ہونیکے سبب متوسع ہے۔ اور وجہ تشبیہ جو جہر بالقول ہے مقولہ کے ساتھ ہے تو اسمیں بھی معیت مقولہ کے سبب توسع موجود ہے۔ اور لفظ بعضکم لبعض مساوات اور مماثلت کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے۔ اور حبط عمل یعنی عمل کا باطل ہونا ترک تعظیم سے کفر لازم ہونیکے سبب ہے تاکہ قبل نزول فرضیت منہی عنہ سے تحرز کرے اور بچے ورنہ ممانعت کی چیز وکی فرضیت کا نزول ہو جانیکے بعد کیا ہو سکتا ہے بجز کفر دائر ہونیکے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے۔ **تنبیہ** یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا جنھوں نے کہا کہ تعظیم آنحضرت صلعم مثل تعظیم بڑے بھائی کے کافی ہے۔ اور حدیث شریف سے دلیل لائی پس وہ حدیث اس ثبوت کلام الٰہی کے بعد کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونیکے بعد اسم محمدؐ اور کنیت ابو القاسم کے ساتھ کوئی نہ خطاب کرتا تھا نہ پکارتا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود ایسی قرابت کے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ اور یا حبیب اللہ صفت کے ساتھ خطاب کرتے تھے پس کیا توقع اور گنجایش ہے ایسی بات کی جو انھوں نے کہی۔ اور معلوم ہو کہ حقیقی اخوت آنحضرت صلعم کے ساتھ باطل ہے مگر مجازی جو مماثلت اور مساوات کے معنی کی اشارت کرتی ہے پس وہ حدیث کسی وجہ کے ساتھ تاویل کیجاویگی ورنہ خاص نہی لا تجھروا کے معارض ہوگی۔ معلوم کرو کہ نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے نزول کے بعد کہ نہی موقت ہے مسجد نبی صلعم میں اب تک آواز بلند کرنیکی ممانعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے احتیاط کرنیکی وجہ سے قرب نبی صلعم کے سبب یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں ۔

بیان وارد کلام اللہ تعالیٰ در تعظیم حضرت صلعم بر برادر کلاں بہ دلیل حدیث شریف کہ آں ماوّل باشد یا نہ چہ بعد نزول ایں قطعی شود +

ہرگاہ باوجود فرضیتِ موقت عمل بمعنی غیر موقت کردند در غیر موقت کہ نفس فرضیت ہمچناں بود چہا باید وایں غیر موقت تائیدی آرد بر اخذ صحابہؓ و در شانِ اہلِ ادب میفرماید **قولہ تعالیٰ** اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ترجمہ بتحقیق کسانیکہ پست میکنند آوازہائی خود را نزد پیغمبر خدائی تعالیٰ صلعم یعنی نرم با ادب میگویند آں گروہ آنند کہ آزمودہ است اللہ تعالیٰ ایمان خالص کردہ است دلہائی شاں را برائی تقویٰ و برائی آناں آمرزش گناہاں است و مزدی لازم العظمۃ در تقابلِ عمل یا غیر شاں از ینجا است کہ جا آوردنِ ادب از تقویٰ است و سبب آمرزش گناہاں غیر مثوب تحت مشیئۃ بدانکہ بنا بر مراعات معنی عند رسول اللہ ہنوز غض صوت در مسجد نبی صلعم باخذ صحابہؓ است ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک و از ینجا آداب زیارتِ قبر نبی صلعم با دانستہ سزاوار جناب برکت مآب صلعم بحیاتِ ایں عالم بود پیدا است ؎ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ جب باوجود موقت فرضیت کے انھوں نے معنی غیر موقت پر عمل کیا تو غیر موقت میں جسکی نفس فرضیت اسی طرح ہو کیا کچھ چاہیے۔ اور یہ غیر موقت صحابہؓ کے عمل و اختیار کے تائید کر رہا ہے۔ دیکھو اہل ادب کی شان میں فرماتا ہے قول خدائی تعالیٰ سورۂ حجرات پارہ کوعمیں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو پیغمبر خدا صلعم کے نزدیک پست کرتے ہیں یعنی نرم ادب سے بات کہتے ہیں وے وہی گروہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو تقوی کے واسطے آزمالیا ہے یعنی خالص کرلیا ہے۔ اور انھیں کے واسطے گناہوں کی بخشش ہے اور بدلہ ہے جو لازم عظمت ہو اُن کے عمل کے مقابلہ میں یا اُن کے غیر کے مقابل میں۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ ادب بجا لانا پرہیزگاری و تقوی کی سبب ہے۔ اور سبب ہے اُن گناہوں کی بخشش کا جو غیر مثوب تحت مشیت ہوں یعنی جنکے بدلہ نہ ہوئی ہو بلکہ تحت مشیت خدا ہوں۔ معلوم کرو کہ عند رسول اللہ کے معنی کی مراعات یا رعایتوں کے سبب مسجد نبی صلعم میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل و اختیار کرنے سے ابتک آواز بند کرنا موجود ہے یعنی باتباع صحابہؓ اب تک آواز بلند کرنے کی مسجد نبی صلعم میں ممانعت ہے یہی بات ہے کہ حضرت نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں۔ اور یہیں سے آداب زیارت قبر نبی صلعم کے جن آداب کے ساتھ کہ آپ کی جناب برکت مآب کو اس عالم دنیا کی زندگی میں سزاوار تھے ظاہر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ اے خدا درود و سلام بھیج محمد پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا تجھ اُس سے محبت ہے اور تو اُس سے راضی ہے اور شفیع بنا ہمارے لیو اُسکو اور اُسکے سبب ہم پر رحمت کر ؎

تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الخ

تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الخ

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم بادیگر منافع

ذکر کیفیت وجوب خسرانِ دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم بادیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ؕ بدانکہ ایذائی حضرت حبیب الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم موجب خسرانِ دارین ہست قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ؕ ترجمہ تحقیق کسانیکہ میرنجانند اللہ تعالیٰ ورسول او تعالیٰ صلعم دور افگند اللہ تعالیٰ ایشانرا از رحمت خود در دنیا و آخرت و مقرر کرد برائی شاں عذاب خوار کنندہ ؕ ایں دوری و عذاب بر قدر ایذا نتواند شد نہ مطلق ش ای دوری و عذاب مطلق ھم چہ بعض آں کفر باشد و بعض آں نہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ؕ ترجمہ کسانیکہ میرنجانند مومنین و مومنات را بانچہ بجہد نکردہ اند پس تحقیق برداشتند بہتان و گناہ جلی کنندہ ؕ از نیک

ذکر کیفیت وجوب خسران دارین از ایذائے حضرت حبیب الرحمن صلعم بادیگر منافع ؕ

مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ؕ

ذکر بیان دونو جہان کے نقصان و ٹوٹا واجب ہونے کا حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کے سبب مع فائدوں کے

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ؕ معلوم کہ حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا دونو جہان کے خسران یعنی ٹوٹے اور نقصان کا موجب ہے ؕ فرمایا خدای تعالیٰ نے سورۂ احزاب رکوع سات میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ؕ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلعم کو رنج پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں انکو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عذاب خوار کرنیوالا مقرر کردیا ہے ؕ یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہوسکتا ہے کیونکہ بعض دوری و عذاب کفر تک ہوتا ہے اور بعض نہیں ؕ اور یہ آیت کریمہ بھی جو آیت مذکورہ کے بعد میں ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو اُن چیزوں کی بابت جو اُنھوں نے بجد و کوشش حاصل نہیں کی ہیں ستاتے ہیں پس یقینی اُنھوں نے بہتان باندھا اور گناہ ذمہ لیا جو نیکی سے دور کرنیوالا ہے

بیان التفسیر کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ الخ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ

باید دانست ذات سبحانہ منزہ است از تاذی بنفسہ پس نسبت تاذی بسبحان بواسطہ غیرہ باتحاد مجازیش باو سبحانہ بالعرض **ش** مربوط نسبت ای نسبت تاذی بسبحان بالعرض **م** باشد عموماً پس تخصیص نمود بہ تاذی رسول بعطف تفسیری فی العوارض یعنی تاذی تعظیماً لہ **ش** مربوط تخصیص نمود **م** صلعم بفارق عصمۃ پس فرمود بہ تاذی مومنین بنابر فرق احکام ایذا یعنی لعنہم اللہ واعد لہم وعیداً از اثماً مبیناً تنبیہاً پس ثانی تحت مشیئۃ تواند شد بخلاف اول بدلالۃ فرق حکم صیغہ فاعل ای ماضی در تحقق و عدم تحقق و در مقابلہ عصمۃ از حفظ بعطف مذکور استیناساً **ش** مربوط است بہ تاذی مومنین یعنی بعطف تفسیر استیناساً کہ عطف بر جملہ خواہد شد **م** تخصیصاً للاولیاء وتعمیماً لغیرہم بفارق حفظ از معونۃ و لفظ مومنین فارق است میان انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بفارق من وجہ ای از وجہ ایمان بر رسالۃ بنفس مبارک خودش نہ بتوحید حق سبحانہ وشامل است میان اولیاء وغیرہم بشمول عام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۰

ترجمہ معلوم ہو کہ ذات امد سبحانہ بنفسہ ایذا پانے سے پاک ہے پس نسبت ایذا پانیکی اللہ سبحانہ کی طرف اسکو غیر کے واسطہ میں بسبب اسکے مجازی اتحاد کے اسی سبحانہ کے ساتھ عام طور پر عارضی واقع ہوئی ہے کیونکہ اتحاد مجازی کے سبب واسطہ غیر انسمین بالعموم عارض ہے لہذا یہ نسبت بالعرض ہوگی عموماً پھر بنا بر تفسیر عوارض عطف تفسیری لاکر تاذی رسول یعنی رسول کے ایذا پانیکی تخصیص فرمائی بغرض تعظیم حضور صلعم کیونکہ آپ کی عصمت آپ کی عظمت و شان کو علیحدہ بتلا رہی ہے اور عموم سے فارق ہے۔ اسکے بعد از سر نو عطف تفسیری لاکر تاذی مومنین کو مذکور فرمایا تاکہ فرق احکام ایذا معلوم ہو کیونکہ لعنہم اللہ اور اعد لہم میں وعید ہے کہ وہ وعید رحمت خداوندی اور خواری عذاب ہے اور اثماً مبیناً میں تنبیہ ہے کیونکہ جلائی و نیکی سے دور کرنیوالا گناہ ہوتا ہے۔ پس بخلاف اول کے امر ثانی جسمیں تنبیہ ہے خدا کے تحت مشیت ہونا چاہیے۔ کیونکہ فرق حکم صیغہ فاعل کا ماضی ہے تحقق اور عدم تحقق پر دلالت کر رہا ہے اسلیے کہ صیغہ ماضی لعن اور اعد ہے تحقق حکم ثابت ہو رہا ہے کیونکہ ماضی تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے۔ اور اثماً مبیناً صیغہ اسم فاعل سے عدم تحقق ظاہر ہے۔ اور عصمت کے مقابلہ میں جواز سر نو عطف تفسیری لاکر ایذائی مومنین کا بیان ہوا اسمیں از راہ تحفظ اولیاء اللہ کے لیے تخصیص ہے اور انکے غیر کے لیے تعمیم یعنی اس حکم عدم تحقق تحت مشیت میں جو ایذائی مومنین پر تنبیہا ہے بسبب حفاظت خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اولیاء اللہ کے لیے اس حکم میں تخصیص ہے بمقابلہ عام مومنین کے کہ انکو خدا کی طرف سے معونت ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقاید کا مسلم و متفق علیہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ اور عام مومنین کو خدا کی طرف سے معونت۔ پس حفظ خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے انکی شان کو اس حکم ثانی میں عام مومنین سے خصوصیت کے ساتھ علیحدہ بتلا رہی ہے اور معونۃ مومنین سے فارق وحدہ کر رہی ہے۔ اور لفظ مومنین فرق پیدا کر رہا ہے درمیان انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ یہ فارق من وجہ ہے کیونکہ انبیاء کے لیے خود انکے نفس مبارک کی رسالہ کا ایمان ایک وجہ فارق ہے عام مومنین کے ایمان سے ایمان توحید حق سبحانہ کہ سب کو شامل ہے۔ اور درمیان اولیاء اللہ اور انکی غیر میں یعنی عام مومنین میں یہ لفظ شامل ہے کیونکہ ایمان توحید و رسالہ میں بسبب وجہ مساوات کے مکمساوی طور سے شمول عام ہے لیکن مع الفارق ثابت ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۰

از وجہ مساوات ایمان در توحید و رسالہ **س** تنبیہ ایں جملہ معطوفہ دلیل دعوی است و ہم جواب سوال مقدر بر وجہ تخصیص رسول از تعمیم اشتراک در ایمان وردّ آنست کہ گفتند بارسول اللہ تعالی برابرند در اخوت ایمانی بدلیل حدیث شریف پس آں ماؤل باشد بوجہی بعد ثبوت فارق **شعر**

نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وہمچنیں شمول اولیاء اللہ تعالی بفارق ثابت **ھ** پس ایذائیست قلبی لقولہ تعالی فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ترجمہ پس شاید کہ کشندۂ نفس خودی بر حال ایشاں اگر نگروند بایں حدیث یعنی قرآن مجید از روئے اندوہ ۔ ولقولہ تعالی وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ترجمہ ہر آئینہ صبر کنیم بر آنچہ ایذا کردید مارا بدو آں ترک ادب است در حق اللہ تعالی و ایذائیست نفسی کہ معلوم عام است و آں ترک ادب است در حق نفس و ایں ہر دو

ترجمہ پس یہ جملہ معطوفہ آیت دلیل دعوی ہے اور سوال مقدر کا جواب بھی کیونکہ تخصیص رسول تعمیم اشتراک ایمانی میں ظاہر ہے اسلیے کہ رسول کو اپنے خاص نفس مبارک کی رسالۃ کا ایمان مخصوص کر رہا ہے بخلاف اولیاء اللہ وغیر مومنین کے کہ انکو اپنے غیر یعنی رسول کی رسالۃ کے ایمان کی ضرورت ہے کیونکہ رسول کو ایمان رسالت میں اپنے نفس خاص پر ایمان ہونا چاہیے اور غیر رسول کو رسول پر ۔ پس اپنے نفس خاص پر ایمان ہونے اور غیر پر ایمان لانے میں فرق بیّن ہوا اور اسی سے تخصیص رسول بمقابلہ مومنین پیدا ہے ۔ اب یہاں سے اُن لوگوں کا بھی رد ہو گیا جنھوں نے رسول اللہ تعالی صلعم کو بدلیل حدیث شریف اخوت ایمانی میں برابر مانا کیونکہ بعد اس ثبوت فارق کے جو آیت کریمہ سے مذکور ہوا وہ حدیث شریف جسپر انکی دلیل کا مدار ہے کسی وجہ میں تاویل کی جاویگی اسلیے کہ بعد ثبوت حکم آیت حدیث سے امر ثابت کی نفی ہو سکتی بلکہ حدیث کی کسی وجہ کے ساتھ تاویل کی جاوے گی ۔ پس یہ امر حق ہے **شعر** بنی آدم سے کیا نسبت تمھاری ذات والا کو ۔ بہتر عالم و آدم سے ہو عالی نسب کیسے ۔ اور اسی طرح شمول عام اولیاء اللہ تعالی کا مومنین کے ساتھ ثابت بفارق ہے کیونکہ حفظ خدا انکی شان میں تخصیص کو ثابت کر رہی ہے ۔ پس ایذا یا قلبی ہے یا نفسی ہے ۔ قلبی بسبب فرمانے اللہ تعالی کے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا کہ سورہ کہف اول رکوع میں ہے یعنی پس شاید کہ آپ اپنے نفس کو ہلاک کرنوالے ہیں اُن کے حال پر اگر وہ گرویدہ نہ ہوئی امر حدیث یعنی کلام الٰہی پر از روئے غم و اندوہ کے ۔ یعنی انکو انکے ایمان نہ لانے پر اسقدر غم ہوتا ہے کہ آپکے لیے اندیشہ ہلاکی ہے ۔ اور بسبب فرمانے اللہ تعالی کے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا کہ سورۂ ابراہیم رکوع دوم میں ہے ۔ اور البتہ ہم اُس چیز پر صبر کرینگے جو تمنے ہمکو ایذا دی ۔ اور ایذائی قلب بسبب ترک ادب کے ہے حق اللہ تعالی میں یعنی ادب کا چھوڑ دینا ہے اللہ تعالی کے حق میں ۔ دوسرے ایذائے نفس مبارک کہ معلوم عام ہے ۔ اور یہ ترک ادب ہے آپکے حق نفس کی بابت ۔ اور یہ دونو

* یہاں سے کہ اسمیں ثابت ایمانی اور حضور صلعم کے ساتھ ہر ایک مومن کے ثابت ہونے کا ذکر ہے تا آخر یہ صفحہ

"اول کہا گیا کہ یہ فرق بیان نہیں ہوا تخصیص رسول صلعم کا نفس صلعم میں سو اظہر ہے

ومیان اقسام ایذا قلبی و نفسی ہیں دلائل ۔

+ ترک ادب ایذای قلب ہے ۔

ش اے حق اللہ تعالیٰ و حق نفس **م** مشترک اند بہر اختیار و ترک ادب پس آداب زیارت قبور کہ ترکش مستلزم ایذای مقبور باشد نیز مرعی خواہد شد چنانکہ از رسول اللہ تعالیٰ و غیرش صلعم نسبت بزائرو مزور در حد خود ما کہ بحالت حیات سزاوار او بود ثابت است قولاً و فعلاً چنانکہ در فتاوی عالمگیری است کیفیۃ الزیارۃ کزیارۃ ذالک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد کذا فی خزانۃ الفتاوی و ایں اجمال را **ش** یعنی اجمال ہر اختیار و ترک را **م** تفصیلے است مختلف فیہ کہ ایں مختصر نتابد مگر اصلی میگویم **ع** اگر عاقلی یک اشارت بس است **ش** در حق اللہ تعالیٰ اختیار استحباب است عبادتاً و عادتاً و در حق نفس انچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند و طریقۂ تمائز موافق نفس اینست کہ انچہ از دیگری نہ پسندی از خود مپسند و ایں نتوانی مگر بمحبۃ آری محبۃ خود ادیبی است کہ صد ادب می آموزد و بہترین آداب بجا آوردن امر است پس اطاعت امر رسول صلعم در مرخصات فرض است مع مفید ادب و حذر ایذا و خیر خود است

ترجمہ یعنی حق خدا اور حق نفس مبارک صلعم اختیار اور ترک ادب میں مشترک ہیں کیونکہ جو ادب کہ رسول اللہ کی نسبت اختیار کیا جائے گا یا ترک ہوگا وہ باعتبار رسالت کے خدا کی نسبت کہ ضرور ہوگا لہذا ترک و اختیار ادب رسول میں حق خدا اور حق رسول کا اشتراک لازمی ہوگا۔ پس آداب زیارت قبور بھی کہ انکا ترک مقبور کی ایذا کا مستلزم ہے رعایت کیجائینگے کیونکہ کسی مزار مومن کے ترک ادب میں جس کا وہ حالت حیات میں مستحق تھا صاحب مزار کو ایذا ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلعم اور آپکے سوا اوروں میں زائر کے لیے اور جسکی زیارت کی جاوے دونوں کی نسبت حسب حیثیت اپنی اپنی حد میں کہ حالت زندگی میں انکے لیے سزاوار تھا قول اور فعل سے کہنا اور کرنا ثابت ہے جیسا فتاوی عالمگیری میں کیفیۃ الزیارت میں خزانۃ الفتاوی کے حوالہ سے مذکور ہے کَزِیَارَۃِ ذَالِکَ الْمَیِّتِ فِی حَیَاتِہٖ مِنَ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ یعنی جیسے اس میت کی زیارت اسکی زندگی میں نزدیک و دور ہے۔ اور اس اجمال یعنی ہر اختیار و ترک کی بڑی تفصیل ہے جسمیں اختلاف ہے کہ اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں مگر ایک قاعدہ بیان کیے دیتے ہیں **ع** عاقل کے لیے اشارہ بس ہے چنانچہ وہ اصل یہ ہے۔ کہ حق اللہ میں اختیار استحباب ہے یعنی جیسی چیز اختیار کرنا عبادت اور عادت کے طور پر جو اچھی جانی گئی ہے۔ اور حق نفس میں یہ قاعدہ ہے کہ جو تو اپنے لیے نہ چاہے وہ دوسرے کے واسطے مت پسند کر۔ اور اسکے تمائز کا طریقہ نفس کے موافق یہ ہے کہ جو کچھ تجکو دوسرے سے پسند نہ آوے وہ اپنی ذات سے غیر کے لیے نہ پسند کر۔ اور یہ نہیں ممکن ہے مگر بذریعہ محبت۔ ہاں محبت خود ایسا ادیب ہے کہ سو ادب سکھلا دیتا ہے اور آداب میں سب سے بہتر بجا آوری حکم خدا ہے پھر اطاعت امر رسول اللہ صلعم فرض ہے مرخصات میں یعنی وہ امر جنکی خصوصیت ہے عادیات میں۔ اور یہ ادب ایذا سے بچنے اور اپنی بہتری اور خیر کے لیے مفید ہے

ہر کام اور ہر حرکت مقبور کی ایذا کو مستلزم ہے

اجمالی قاعدہ ادب ترک و اختیار کا

تفسیر قولہ تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینًا

لقولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ ترجمہ ہر گز نیست ہر مؤمن و مؤمنہ را ہر گاہ کہ جاری کرد اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم امری را اینکہ باشد برائے شاں رخصت از امر شاں و ہر کہ نافرمانی کند اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ را صلعم پس تحقیق گمراہ شد گمراہی کہ دور کنندہ از نیک بہت ✦ بہر دو عطف لنسق **ش** عطف لنسق آنست کہ صحیح باشد دراں ترديد **م** لفظ رسول بر لفظ اللہ بدلالت شان نزول ایں کریمہ و قد دال است بر تاکید تحقق فعل از ماضی **تنبیہ** از نجا رد آنست کہ گفتہ شد در مرخصات عادیہ مخالفت امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم جائز است و دلیلے آوردند از حدیث شریف عن رافع بن خدیج قال قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وھم یأبرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا کان خیرًا

تفسیر کریمہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا الخ

ترجمہ سبب فرمانے خدائی تعالیٰ کے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ سورۂ احزاب رکوع پانچ میں۔ یعنی ہرگز نہیں ہے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو جبکہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلعم نے کسی امر کو جاری کیا ہو یہ کہ اُن کے لیے اختیار رخصت ہو وے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کی وہ گمراہ ہوگیا ایسی گمراہی میں جو نیکی سے بعد اکریوالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ پر رسول کا ہر دو جگہ شان نزول کی دلالت سے عطف لنسق ہے یعنی وہ عطف جسمیں ترديد صحیح ہوتی ہے۔ اور قد فعل ماضی کے تحقق ہونیکی تاکید پر دلالت کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد اجرائی حکم خدا یا حکم رسول مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا بجز تعمیل چارہ نہیں۔ پس جیسے حکم خدا میں اختیار باقی نہیں اور تعمیل بغیر چارہ نہیں ہوتا ایسے ہی حکم رسول میں عدم اختیار و تعمیل لابدیت سے اور حکم ہر دو یکساں اور فرض ہیں۔ اسی طرح اللہ یا رسول کی نافرمانی میں گمراہی یکساں ہے خواہ کسی ایک کی ہو عقاب نہی ہے اور اُسکے تحقق میں تاکید یکساں ہے۔ اسجگہ اُس قول کا بھی رد ہوگیا جو کہا گیا کہ مرخصات عادیہ میں یعنی وہ امور عادیہ جنمیں رخصت و اختیار ہو۔ رسول اللہ صلعم کے حکم کی مخالفت جائز ہے اور یہ حدیث شریف دلیل میں لائے جو رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ کہا اُنھوں نے آئے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اور اہل مدینہ درخت خرما کے پیوند چڑھاتے تھے یعنی نر دانہ کا جوڑ دے رہے تھے۔ پس فرمایا آپ نے تم کیا کرتے ہو اُنھوں نے کہا ہم اُسکی اصلاح کرتے ہیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نہ کرو گے تو بہتر ہو جائیں گے۔

تعریف عطف لنسق

بیان یہ کہ مخالفت حضور صلعم مرخصات عادیہ میں جائز نہیں ✦

فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ پس ماول باشد بوجہے بعد ایں ثبوت باید دانست کہ رخصت در مرخصات قبل امر است نہ بعد ش از انکہ فرمود حق سبحانہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر ونہ فرمود لا تاخذوہ مظنون بر آنست کہ حضرت رحمت عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ مشدد مبعوث نشد و تواند شد کہ ورود ایں حدیث شریف قبل نزول کریمہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ تو انھوں نے اسکو چھوڑ دیا پس ناقص ہو گئے درخت کہا راوی نے پھر انھوں نے یہ حضور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تو بشر ہی ہوں۔ جب میں تمکو کسی چیز کا تمھارے دین کے کام میں سے حکم کروں تو اسکو جتنا کرو اور لو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز کا میری رائے سے حکم کروں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور اسی طرح مشکوۃ میں ہے۔ اور اسی مضمون کی حدیث اس سے پہلے ذکر کیفیۃ تعظیم وادب الخ کے شروع میں بسند والفاظ مختلفہ مذکور ہو چکی ہے ان شاء فلیرجع اگر خواہش ہو رجوع کرے پس یہ حدیث شریف بعد ثبوت حکم آیت شریف مذکورہ کے کسی وجہ میں تاویل کی جاوے گی۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امور مرخصات عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ اسکے بعد کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں یعنی جب حکم خدا اور رسول مومنین کے لیے جاری ہو جاوے تو انکو اپنے امر میں اختیار نہیں رہتا۔ اور فرمایا رسول مقبول صلعم نے جبکہ میں تمکو کسی چیز کا اپنی رائے سے حکم کردوں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ پس فانما انا بشر فرمایا لا تاخذوہ نہ فرمایا یعنی مت لو اسکو یا نہ اختیار کرو گمان اسکا ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے اوپر تشدد نہ فرمایا اس سبب سے کہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ از روئے رحمت تالیف فرمائی اسلیے کہ خدا نے آپ کو مشدد اور سخت نہیں پیدا کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث شریف کا ورود آیت کریمہ ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ الخ کے نزول سے پہلے ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ خدا تعالیٰ ہی صواب کو بہتر سمجھتا ہے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

حدیث مخالف بظاہر آیت اول الذکر

امور عادیہ رخصت امر سے پہلے ہے نہ بعد

۱۸ ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر منافع +

ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر منافع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + تعظیم و محبت ملائکہ کلہم اجمعین خصوصاً ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم السلام بانچہ باید و واجب ست وآں باعتقاد عصمۃ ایشانست لقولہ تعالیٰ لا یعصون اللہ ما امرہم ترجمہ نافرمانی نمیکنند اللہ تعالیٰ را آنرا کہ حکم فرمود شانرا + وگفتن علیہ السلام برائے مخصوصان ورحمہ اللہ تعالیٰ برائے دیگراں چنانچہ معروف ست وحذر از خطاب وانتساب نانرا لقولہ تعالیٰ من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکفرین ۵ ترجمہ ہر کہ دشمن

۱۹ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم کا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے نبی پر اور اُنپر صلوٰۃ وسلام ہو جیسی ہے مع بیان اور فائدوں کے +

بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ اور صحابہ اور تابعین وغیرہم کا ہمارے نبی پر اور اُنپر صلوٰۃ وسلام ہو جیسی ہے مع بیان اور فائدوں کے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

۱ تعظیم و محبت ملائکہ انکی عصمت کے سبب واجب ہے اور نہ ماننی انکی کفر +

تعظیم و محبت کل ملائکہ بتمامہ کی خاصکر ملائکہ کرام کی جو فرشتوں میں بزرگ ہیں ہمارے نبی پر اور اُنپر سلام ہو جیسی اور جس چیز میں چاہیے واجب ہے۔ اور یہ انکی عصمۃ کے اعتقاد کے سبب ہے کہ وہ معصوم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو گناہ سے پاک رکھا ہے اور جس کام کے مامور ہیں اُسکی بجاآوری میں مشغول ہیں اللہ کی نافرمانی انکا کام نہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو سورۂ تحریم کے اوّل رکوع میں اٹھائیسویں پارہ میں لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ۵ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اُس کام میں جس کا ان کو اللہ نے حکم فرمایا اور کرتے ہیں وہی جو حکم کیا جاتا ہے۔ اور خواص ملائکہ کے واسطے سلامتی بھیجنا الفاظ علیک السلام کہکر اور ان کے سوا باقی ملائکہ کے لیے حذر و اجتناب کرنا الفاظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہکر جیسا کہ معروف ہے۔ اور پرہیز کرنا ایسے خطاب و نسبت کرنے سے جس کے وہ لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اس فرمانے کے سبب ہے من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکفرین ۵ یعنی جو شخص دشمن ہے

خواص ملائکہ کے لیے علیہ السلام اور باقی کیلئے رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا اور بزرگ و خطاب و نسبت کرنے سے اُن کے بچنا چاہیئے

برائی اللہ تعالیٰ و فرشتگان او و پیغمبران او و جبریل و میکال علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پس بتحقیق اللہ تعالیٰ دشمن است مر کافران را + ازینجا است کہ دشمنی با ملائکہ و پیغمبران کفر است و تعظیم صحابہ و اہل بیت کہ ہمہ از اصحاب ہستند لوجہ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین واجب و آں باعتقاد محفوظیت وفضل ایشاں است بہ برکت و حرمۃ صحبۃ حضرت افضل المرسلین صلعم وحفظ مراتب فضل ایشاں ومحبۃ بہ بسبب دائرہ ایشاں بحضرت صلعم و اتصاف بصفات آں مظہر صفات اللہ الجلیل الاکبر وصفاً لقولہ علیہ السلام مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَبِمَقْتِیْ اَبْغَضَهُمْ وقت ذکر اسم شریف شاں لقولہ تعالیٰ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیۃ استثنائے بعض ازیں بشارت بوجہے نتواند کرد بایدد انست بعد صحبۃ صحابیۃ در ریادت دعائی غیر

ترجمہ اللہ کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُسکے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس بیشک اللہ تعالیٰ دشمن ہے خاص کافروں کا ۔ یہیں سے یہ ثابت ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کفر ہے ۔ اور تعظیم و محبت صحابہ اور اہل بیت کی کہ یہ بھی سب اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہیں جو خاص اسی رسول کی وجہ کے سبب سے ہے جو واجب ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین اور یہ تعظیم بسبب اعتقاد محفوظیت اور اُنکے فضل کے ہے جو حضرت افضل المرسلین صلعم کی صحبت کی برکت اور حرمت کے سبب سے اُنکو حاصل ہے اور اُنکی فضیلت کا حفظ مراتب اور اُنکی محبت اُن نسبتوں کے سبب سے ہے جو آنحضرت صلعم اور اُن کے درمیان دائر ہیں ۔ اور اُن کا اوصاف متصف ہو جانیکے سبب سے اُن صفات کے ساتھ وصف ہیں جو خدائے جلیل و اکبر کے صفات کو مظہر کی صفتیں ہیں یعنی صحابہ اور اہل بیت کے فضل مراتب اور اُنکی محبت اُن اعتبار سے نگاہ رکھنا چاہیے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ اُنکی نسبتیں دائر ہیں اور جسقدر رسول اللہ صلعم کے اوصاف کے ساتھ کہ آپ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں وہی اپنی صفات میں متصف ہو کر مظہر ذات و صفات رسول صلعم قرار پائے ہیں ۔ کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جسنے اُنسے محبت کی پس میری محبت کے سبب سے اُنسے محبت کی اور اُنکی تعظیم وقت ذکر اُنکے اسم شریف کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کہکر ۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کے مہاجروں کو عمیں اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیۃ یعنی اگلے سبقت کرنیوالے جو مہاجرین اور انصار میں اور جنھوں نے احسان کے ساتھ اُنکی پیروی کی اللہ اُنسے راضی ہوا اور وے اللہ سے راضی ہیں آخر آیت تک ۔ پس بشارت مذکور سے بعض صحابہ کا استثنا کسی وجہ کے سبب نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صحابہ مہاجرین و انصار بالعموم اس بشارت حسنیٰ میں ہیں بلکہ احسان کے ساتھ جو اُنکے پیرو ہیں وہ بھی بشارت میں شامل و محق ہیں پس بعض کو بذکر اس بشارت سے علیحدہ کیا جا سکتے ہیں گو کوئی وجہ واقع ہوئی ہو جیکہ خدا کیطرف سے اُنکا استثنا نہیں کیا گیا تو ہمکو اُسکی اطاعت واجب اور اُسکا خلاف منع ہے ۔ معلوم ہو کہ بعد صحبت ہوئے اُنکی صحابیت کے اور اُن کے حق میں دعائے خیر زیادہ ہونیکے

۲ تعظیم و محبت صحابہ و اہل بیت لوجہ الرسول واجب ہے +

اگر صحابہ کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا پر نفس

بشارت خدا اسم بعض صحابہ اور اُنکے تابعین کا استثنا نہیں ہو سکتا ہے جبکہ وہ بشارت میں شامل ہیں +

وبشارات از قرآن مجید وحدیث شریف بی استثنار بعض تقصیص مختلف مقصصین احوال
مشاجرات در تصحیح عقیدہ کہ از اصل قرآن مجید وحدیث شریف ہست نہ از غیرش دخلے ندارد قال
تعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ترجمہ بفرمای حبیب
من این راہ من کہ می بینید ایں است کہ میخوانم سوئے خدائے معبود واحد برحجۃ یا بینش باطن ہستم من وہر کہ
پیروی کرد مرا یعنی ایں خواندنم و پیروی کردن پیروان از سر حجۃ یا بینش باطن است کہ از خدائے تعالیٰ است
نہ از نادانستی وخودرائی وقال تعالیٰ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تالیف بخشید میان دلہائے
شاں یعنی ازیجا است کہ تجویز کینہ وعناد میان شاں نتواند شد وقال تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ
النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ترجمہ روزے کہ رسوا نکند اللہ تعالیٰ ایں نبی را وآنانکہ گرویدند باو صلعم
باہمہ برسر حق ہستند وبعظمتش صلعم وقال تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ

بیان کہ در مختلف تصاویر احوال مشاجرات در تصحیح عقیدہ کہ از اصل قرآن مجید وحدیث شریف ہست نہ از غیرش دخلے ندارد

ترجمہ اور قرآن مجید وحدیث شریف سے اُن کی نسبت بشارتیں ثابت ہونیکے کہ اُن بشارتوں میں کسی کی
نسبت اُن میں سے کوئی استثنار نہ کیا گیا ہو۔ احوال مشاجرت کے قصہ بیان کرنیوالوں کے بعض مختلف قصے عقیدہ
کی تصحیح میں کچھ دخل نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اصل تصحیح عقیدہ کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ہے نہ اُنکے سوا کسی اور
مختلف بیانات سے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ سورہ
یوسف رکوع آخر میں یعنی فرما دیجیے اے میرے حبیب یہ میری راہ کہ تم دیکھتے ہو یہ ہے کہ میں خدائے معبود یکتا کی طرف بلاتا ہوں
میں حجت یا باطن کی بینائی پر ہوں اور جو بھی میری پیروی کی یعنی یہ میرا بلانا اور پیرو لوگوں کی پیروی کرنا از سر حجت ہے یا بینائی
باطن کی راہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو نا سمجھی اور خود رائی سے نہیں ہے۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ آل عمران
رکوع گیارہ میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ یعنی خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے درمیان تالیف بخشندی ہے یعنی الفت پیدا
کردی ہے۔ یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کے درمیان کینہ اور عناد کا جائز کرنا نہیں جانا جا سکتا پس اُس کا
جائز ماننا درست نہیں بلکہ انکار نص کے سبب خوف کفر ہے نعوذ باللہ منہ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ لَا يُخْزِي
اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُسدن اس نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ اُن لوگوں کو جو حضور صلعم کے
ساتھ گرویدہ ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ برسر حق ہیں۔ اور حضور صلعم کی عظمت کے خیال سے اُنکی رسوائی اللہ کو منظور نہ ہوگی
اس لیے کہ آپ مقبول خدا ہیں پس بخیال عظمت ومقبولیت آپ کے گرویدہ اصحاب بھی مقبول ومعظم ہونگے اور یوم قیامت رسوائی سے
محفوظ رہینگے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ انا فتحنا رکوع آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ یعنی محمد صلعم پیغمبر خدائے عزوجل ہیں اور وے لوگ کہ اُن کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں۔

تفسیر کریمہ قل ہذہ سبیلی ادعو الی اللہ الخ

تفسیر کریمہ الف بین قلوبہم +

تفسیر کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ

تفسیر کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ترجمہ محمدؐ پیغمبر خدائے عزوجل است و آنانکہ با او ہستند سخت ترند بر کفار ای در غلبہ بہر وجہ و مہربانند با ہمد گر می بینی ایشانرا بسیار راکع و ساجد ظاہراً و باطناً میخواہند فضل از خدائے عزوجل و خوشنودی۔ علامت شاں در روئے شاں نست از اثر انوار سجدہائے مقبول ۔ از ینجا است ہر کہ اصحاب را رضی اللہ عنہم مہربان ہمد گر و جویائی فضل خدائے عزوجل در اعمال ندانند منکر صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وَيَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا است پس حکم منکر نزد علماء حق است ۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط ترجمہ اینکہ مذکور شد مثل ایشاں در تورات است و مثل ایشاں در انجیل مثل کشتی است کہ بر آورد خود را پس قوت داد او را پس سخت قوی شد پس استاد بر ساق خود

ترجمہ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط کفار پر یعنی غلبہ میں ہر وجہ کے ساتھ۔ اور مہربان ہیں آپس میں۔ آپ انکو ظاہر و باطن بہت رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا دیکھتے ہو۔ وہ خدائے عزوجل سے فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں انکی علامت ان کے چہروں میں ہے مقبول سجدوں کے انوار کے اثر کی۔ یہیں سے ثابت ہے کہ جو شخص اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپس میں مہربان۔ اور خدائے عزوجل کے فضل کا اعمال میں جویا اور متلاشی نہ جانے وہ صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی وے آپس میں رحیم و مہربان ہیں۔ اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی خدائے عزوجل سے فضل و خوشنودی کے جویا ہیں۔ ان دونو صفتوں کا منکر ہے۔ پس منکر کا حکم ایسے شخص کی نسبت جو علماء کے نزدیک ہے حق ہے اور علمائے حق ایسے شخص کو منکر جانتے ہیں۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط بقیہ آیت مذکورہ سورۂ فتح۔ یعنی یہ کہ مذکور ہوا ان کی مثل توریت میں ہے اور ان کی مثل انجیل میں۔ جیسے کوئی کھیتی ہے کہ اپنے کلّوں یا سوؤں کو نکال لائی۔ پھر اس کو قوت دی۔ تو سخت مضبوط ہو گئی۔ پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی۔

ای بقوت بالغۂ خود کہ شاد میکند آں زرع از حسن ذاتی و عرضی خود زُرّاع را و آیں تمثیل در انجیل
از بہر آنست تا بخشم آرد آں ممثل بہ سبب ایشاں ای محمد رسول اللہ والذین معہ کفار را
کہ اشارت تخصیصی بہ یہود و نصاریٰ است و تعمیمی بغیر شاں + باید دانست دریں مثل زرع
عبارت است از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و شطئہ از صحابہ و آزرہ از تربیت ظاہری و باطنی
شاں و استغلظ از رسیدن شاں بحد رسیدنی و استوی علی سوقہ از صحت اجتہاد و زُرّاع
لذ خدائی مدبر الامر چنانکہ فرمود أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ہ گفتند از نجا است
کہ احتیاط در انست کہ زُرّاع جز حق سبحانہ را نباید گفت و حال آنکہ لفظ جمع ش زُرّاع م و تشبیہ
جواز ش کردہ الحاصل ایں شادی پروردگار پیچ و تاب کفار بسر گرمی اختیار مرضیات حق تعالیٰ
بذات خود صلعم و توابع ش است پس شادی شود سبحانہ بملاحظہ کمال ظہور استجمائی مقصود ان اعرف
در مقابلہ اضداد ہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ہ

ترجمہ یعنی پیروں کے بل سبب اپنی قوت بالغہ کے۔ کہ وہ کھیتی اپنے حسن ذاتی اور عرضی سے زُرّاع کو یعنی کھیتی کرنیوالوں کو خوش کرتی ہے
اور یہ تمثیل انجیل میں اسواسطے ہے تاکہ وہ مثل مارنے والا یعنی اللہ سبحانہ اسکو سبب یعنی محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھیوں کے۔ کفار کو غصہ میں
لاوے کہ مخصوص انہیں یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اشارت تخصیصی اُنہیں کی طرف ہے اور تعمیمی اشارہ میں اُنکے سوا سب کفار شامل ہیں معلوم
ہو کہ اس مثل میں زرع یعنی کھیتی عبارت ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم سے۔ اور شطئہ یعنی اُس کھیتی کے کلے یا سوئے عبارت ہے
صحابہ سے۔ اور آزرہ یعنی اُسکی قوت دینے سے مراد ہے صحابہ کی تربیت ظاہری اور باطنی۔ اور استغلظ یعنے پوری مضبوطی یہ ہے کہ انکا
پہنچنے کے لائق حد تک پہنچ جانا۔ اور استوی علی سوقہ یعنی پنڈلیوں کے بل کھڑی ہو جانا مراد اُن کا صحت اجتہاد ہے۔ اور
زُرّاع یعنی کاشتکار کہ وہ خدائے مدبر الامر ہے جو ہر کام کو تدبیر کرتا ہے جیسا فرمایا سورۂ واقعہ رکوع دو میں ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ
أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ہ یعنی کیا تم اُسے اُگاتے ہو یا ہم اُگانیوالے ہیں۔ یہ قول نہیں ہے جنھوں نے کہا کہ احتیاط اسمیں ہے
لفظ زُرّاع بجز حق سبحانہ اور کسیکو نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہ لفظ جمع ہے اور بمقام تشبیہ میں ہے۔ پس اسکے جمع ہونے اور تشبیہ میں کہنے نے
اس لفظ کا جواز کر دیا۔ الحاصل یہ خوشی پروردگار کی اور کفار کا پیچ و تاب۔ خود حضور صلعم کی ذات پاک کا اور آپ کے
پیروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حق تعالیٰ کی رضامندیوں کو سرگرمی سے اختیار کرنے کے سبب ہے۔ پس اللہ سبحانہ
اپنا کمال ظہور استجمائی جو اَن اُعرف کا مقصود ہے اضداد کے مقابلہ میں ملاحظہ کر کے خوش ہوتا ہے یعنی خدائے پاک اپنا
پورا ظہور استجمائی جس سے اُس کا پہچانا جانا مقصود ہے جب مقابلہ اضداد میں دیکھتا ہے تو اپنے مقصود معرفت پر اپنا ظہور تام اور کمال جیسا چاہیے
پورا جمعیت کی حالت میں ملاحظہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ہ

ترجمہ وعدہ کرد اللہ تعالیٰ کسانی را کہ گروید ند بخدائی عزوجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم و عمل شایستہ کردند یعنی حسن سرانجام ماموربہ کہ از ایشان اند یعنی صحابہ مش تبیین است از کسانیکہ گرویدند م ستاری گناہا مزا در تحت مشیتہ و مثر دلازم العظمۃ + باید دانست لفظ منھم دلالت میکند بر تخصیص صحابہ دریں اشتراک تمیمی مومنین صالحین پس منع جواز نباشد غیر مخصص و لفظ مغفرۃ مطلق است از تقیید توبہ موعود مغفرت پس ایں وعدہ در غیر منتوب داخل تحت مشیتہ باشد ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + و لفظ اجرا عظیما بہ جزای لازم العظمۃ اعمال حسنہ جاں نثاری بامر رسول اللہ تعالیٰ صلعم لوجہ اللہ تعالیٰ در تقابل عمل خود و غیر خود وعن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سالت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی اللہ الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور

ترجمہ یعنی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو خدائی عزوجل اور اُسکے رسول مقبول صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے اور جیسے کہ چاہیں انھوں نے عمل کیے کہ وہ ماموربہ کا یعنی حکم خدا و رسول کا اچھی طرح سرانجام کرنا ہے۔ اور یہ عاملین صالحین جو صحابہ ہیں انھیں گرویدہ لوگوں سے ہیں۔ انکے لیے اللہ نے ستاری گناہوں کا وعدہ کرلیا ہے وہ گناہ جو تحت مشیت ہیں۔ اور یہ عوض کا جسمیں انکی عظمۃ لازم ہوتی ہو۔ معلوم ہو کہ اس اشتراک تمیمی مومنین صالحین میں جو کل مومنین صالحین کو اپنے عموم میں شریک کیے ہوئے ہے لفظ منھم یعنی انمیں سے صحابہ کی تخصیص پر دلالت کرتا ہے کہ انکو اس لفظ سے شرکت عام مومنین صالحین میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ پس خصوصیت غیر مخصص کے لیے جنکو خصوصیت نہیں ہے جواز کی منع نہیں کرسکتی لہذا جائز ہے کہ عام مومنین صالحین بھی اس وعدۂ مغفرت اور اجر عظیم میں شامل و شریک ہوں۔ اور مغفرۃ یہاں توبۂ موعود مغفرت کی تقیید سے مطلق ہے یعنی یہ مغفرت اُس قسم کی مغفرت نہیں ہے جو توبہ پر وعدہ کی گئی ہے بلکہ بے قید مطلق واقع ہوئی ہے پس یہ وعدہ جو غیر منتوب میں واقع ہوا یعنی بغیر توبہ وعدہ بخشش ہے یہ خدا کے تحت مشیت داخل ہوگا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ترجمہ دیکھو فرق راہ کا ہو کہاں سے کہاں تک + اور لفظ اجرا عظیما اعمال حسنہ کی ایسی جزا پر دلالت کرتے ہیں جو لازم عظمۃ ہے۔ یہ اپنے اور اپنے غیر کے عمل کے مقابلہ میں امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم پر لوجہ اللہ تعالیٰ جاں نثاری ہے جسکے ثمرہ میں یہ اجر عظیم ہے اور یہی اعمال حسنہ ہیں۔ اور روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپنے سنا میں رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے میں میرے رب سے میرے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کی نسبت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اے محمد صلعم یقینی تیرے اصحاب میرے نزدیک وہ منزلت رکھتے ہیں جو ستاروں کی آسمان میں ہے کہ بعض انکی بعض سے قوی تر ہیں۔ اور ہر ایک کے واسطے نور ہے

تفسیر حدیث شریف ترجمہ انشاء اللہ
ہر روایت معتبر فاروق اعظم ہر یقین اصابت
بقیہ عن باختلاف اصحابی من بعدی الخ

فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ رَوَاهُ رَزِیْنٌ فِی الْمَشْکٰوۃِ

ترجمہ پیغمبر خود صلعم پرسیدم از پروردگار خود از اختلاف اصحاب خود بعد خود پس وحی فرمود الی تعالیٰ طرف من ای محمد تحقیق اصحاب تو نزد من چناں منزلہ اند کہ نجوم در آسمان بعض شاں قوی تر است از بعض و برائی ہر یک نور است پس ہر کہ اختیار کرد چیزے را از انچہ کہ اوشاں بر انند از اختلاف باخود پس آں نزد من بر ہدایت است ✦ ازینجا صحت اجتہاد شاں عیاں است و اصحاب من مانند ستارگانند پس ہر کہ از ایشاں پیروی کرد بدرا راہ یافتید ✦ و در تشبیہ بہ نجوم توسع اسرار است مشتاق تواند دریافت و ازینجا ہمتدی بقدر ہدایت ✦ وقال صلعم اللّٰہ اللّٰہ فی اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ فِی الْمَشْکٰوۃِ **ترجمہ** لفظ مبارک اللہ مفعول بتر سید یا بفعول می ستایم یا استعجاباً و تکرار لفظ مبارک تاکید است حاصل آنکہ بتر سید خدائی را عزوجل

ترجمہ پس جسنے کسی چیز کو اختیار کیا اُس چیز سے کہ وہ اُس پر ہیں اُن کے آپس کے اختلاف سے پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ یہاں سے اُنکے اجتہاد کی صحت عیاں ہے۔ پھر فرمایا حضرت عمرؓ نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں پس اُنمیں سے جس کسی کے ساتھ تمنے پیروی کی تو تمنے راہ پائی۔ اور اس تشبیہ میں جو نجوم کے ساتھ واقع ہوئی اسرار کا توسع ہے یعنی اس تمثیل میں بڑی وسعت ہے بھید بھرے ہیں کہ مشتاق ہی دریافت کرسکتا ہے۔ اور یہیں سے مقتدی کا ہدایت پانا ثابت ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے ڈرو تم اللہ سے۔ یا میں خدائی عزوجل کی ستایش و تعریف کرتا ہوں۔ یا تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ ہرگز اُنکو میرے پیچھے نشانۂ تیر ملامت نہ بناؤ یا نہ گرفت کرو۔ پس جسنے محبت کی اُن کے ساتھ تو میری محبت کے سبب اُسنے محبت کی اور جسنے بغض کیا اُسنے میرے کینہ کے سبب اُسنے کینہ کیا۔ اور جس نے اُنکو ایذا دی پس تحقیق مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدائی عزوجل کو ایذا دی پس جلد ہے یہ بات کہ خدائے عزوجل اُسکو پکڑے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اس حدیث میں لفظ مبارک اللہ جو شروع میں مکرر آیا ہے مفعول ہے فعل محذوف ڈرو کا یعنی ڈرو تم اللہ سے۔ یا مفعول ہے اَحْمَدُ کا یعنی سراہتا ہوں میں اللہ کو۔ یا تعجب کی راہ سے واقع ہوا ہے یعنی تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ اور تکرار اس لفظ مبارک کی تعرض تاکید ہے ✦

تفسیر حدیث شریف معہ ترجمہ الحدیث فی اصحابی کالنجوم الخ

لا تتخذوھم غرضا من بعدی الخ

یا می ستایم خدائی راعزوجل یا تعجب است درحالِ اصحابِ من ہرگز نگیرید ایشاں را نشانہ تیر
اے تیر ملامت از پسِ من پس ہر کہ محبت کرد بایشاں پس بمحبتِ من محبت کرد بایشاں وہر کہ کینہ آورد
بایشاں پس بکینۂ من کینہ آورد بایشاں وہر کہ اذاکرد ایشاں را پس تحقیق اذاکرد مرا وہر کہ اذا کرد مرا پس تحقیق اذا کرد خدائی عزوجل
وہر کہ ایذا کرد خدائی راعزوجل پس زود است اینکہ بگیرد خدائی عزوجل اورا + بدانکہ اصل اخذ ممنوع
الجواز است پس مؤکد باشد بمقتضائی اصل **ش** اے نگزرد از سر مواخذہ **م** از اینجاست کہ متعصب
یا وہ نرہد پس ثبوت مع صحتِ اینچنیں سلامتِ احوالِ دنیوی واُخروی شاں ومنع ملامت ومطاعنۃ
مبغض را مواخذہ وخسارت بر قدر تفاوت مراتب بغض ومبغض الیہ است تا آنکہ بیم زیانِ ایمان است
مطلقاً وورود ذہنی در مطاعنۃ ونزول وعدۂ مغفرت بوقوعِ مابہ المطاعنۃ ومابہ المغفرت مشار بین عنہما
ش اے ورود ذہنی ووعدۂ مغفرت **م** منقوض نہ گردد۔ وتواند شد کہ ظن برخلافِ حقیقت باشد
پس اجتناب ازاں باید وقال سبحانہ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان

ترجمہ معلوم کرکہ آخر حدیث میں الفاظ فیوشک ان یاخذہ میں لفظ اخذ کی اصل ممنوع الجواز ہے یعنی اخذ میں
قاعدہ ہے کہ اسمیں جواز کی ممانعت سے پس اصل کے مقتضا کے موافق یہ لفظ مؤکد ہوگا۔ یعنی اللہ مواخذہ ضرور کریگا اور اسکے
خیال مواخذہ سے نگذریگا۔ یہیں سے ہے کہ متعصب بیہودہ بعد ثبوت اور صحت اُنکی دنیوی اور اُخروی احوال کی ایسی سلامتی کے
اور بعد منع ملامت اور مطاعنت کے مواخذہ سے نچھوٹے گا کیونکہ کینہ کرنیوالے کے واسطے مواخذہ اور خسارہ بغض اور مبغض الیہ کے
تفاوت مراتب کے اندازہ پر ہے یعنی جس مرتبہ کا کینہ ہوگا اور جس سے کینہ کیا ہے اُسکے مرتبہ کے اندازہ پر مواخذہ اور خسارہ کینہ
کرنے والے کے واسطے ہے یہانتک کہ مطلق ایمان کے زیاں کا خوف ہے اللّٰھم احفظنا بحق حبیبک سید المرسلین
صلعم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اور ورود ذہنی کا مطاعنت میں اور نزول وعدۂ مغفرت یہ دونو مابہ المطاعنت
اور مابہ المغفرت کے واقع ہونیکے سبب کہ یہ دونو اُن دونو سے مشار ہیں منقوض نہ ہوں گے۔ یعنی جبکہ باہم
اُن میں طعن کرنے کی ممانعت وارد ہو چکی ہو اور اُن کے لیے وعدۂ مغفرت کا نزول ہو چکا ہو اگر
ایسی چیز جس سے مطاعنت اور مغفرت کا واقع ہونا ثابت ہو جیسا کہ اُس نہی اور وعدہ سے اُن
دونو کے واقع ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے اُس نہی اور وعدہ کا حکم اُس وقوع سے نہ ٹوٹے گا +
اور ہو سکتا ہے کہ برخلاف حقیقت کے ظن ہووے پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ فرمایا اللہ
سبحانہ نے سورۂ حجرات رکوع دو میں یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان
یعنی اے گروہ لوگو بہت سے گمان کی باتوں سے پرہیز کرو کہ تحقیق

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ اے گروہ مردمان بہ پرہیزید بسیارے را کہ از گمان است تحقیق کہ بعض گمان گناہ است۔ و بمقابلۂ ثبوت فضائل کہ از قرآن مجید و حدیث شریف است در صورت تحقق حق یکجانبی دیگر بیش از خطائی اجتہادی کہ موعود یک ثواب است مظنون نتواند شد پس اے پیغمبر بکدام سود لائے نافرجامی **تنبیہ** از ینجا و تحذیر است از انکہ در مشاجرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ بتقصیص مختلف مقصّصین در تقابلِ حدیث شریف و قرآن مجید اعتقاد خلاف اہلِ سنۃ و جماعۃ گزیدند العیاذ باللہ تعالیٰ منہم و افضلِ ایشاں حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول است پس حضرت عمر فاروق خلیفۂ ثانی پس حضرت عثمان ذی النورین خلیفۂ ثالث پس حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہم و بنا بر اجماع بر تفضیلِ مذکور و بترتیبِ خلافت از روئے اتباعِ نصوص پس آں اجماع قرن پس قرن و ایں بحث طویل منتہی میشود بر اجماع پس ہر کہ خواہد رجوع کند بکتبِ مطوّلہ متوسعہ مفصلہ اہلِ سنۃ و جماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ الی یوم یبعثون براہِ راست ہر کرامی خواہد

ترجمہ بعض گمان گناہ ہے۔ اور مقابلہ میں ثبوت اُن فضائل کے جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں اُس صورت میں کہ ایک جانب حق کا تحقق ہو جاوے تو دوسری جانب میں خطائے اجتہادی سے بڑھ کر جس پر ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے گمان نہ ہو سکے گا یعنی جب اُنکے فضائل قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکے ہیں تو اس ثبوت کے مقابلہ میں اگر کوئی ایک اُن میں حق یکجانب بھی متحقق اور ثابت ہو جاوے تو دوسرے کی نسبت خطائے اجتہادی سے بڑھ کر گمان نہ ہو سکے گا کہ اُس خطا پر بھی ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے۔ پس اے پیغمبر تو کس سود کے نافرجام میں پڑا ہے **تنبیہ** یہاں سے اُس کا رد ہے اور اُس سے تحذیر بھی ہے کہ مشاجرات میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیش آئے مختلف قصہ گویوں کے قصص بیان کرنیکے سبب جنہوں نے بمقابلۂ حدیث شریف اور قرآن مجید خلاف اہلِ سنۃ و جماعۃ اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اُس سے پناہ دے یعنی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو مشاجرت یعنی جھگڑے پیش آئے اُنمیں مختلف قصہ گویوں کے قصے بیان کرنیکے سبب جنھوں نے حدیث شریف اور قرآن مجید کے مقابلہ میں خلافِ اہلِ سنۃ و جماعۃ جو اعتقاد اختیار کیا خدا تعالیٰ اُس سے پناہ میں رکھے۔ ڈرنا چاہیے ایسی خراب اعتقاد سے کہ رد اُس کا مذکورہ بالا نصوص سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور صحابہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اوّل ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق خلیفۂ دوم ہیں۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین خلیفۂ سوم ہیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ چہارم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ تفضیل مذکور اور ترتیب خلافت پر اتباعِ نصوص کے سبب کہ پیروی قرآن و حدیث ہے

بیان فضیلت و ترتیب خلافت صحابہ

بیان عدم تحذیر از مشاجرت بنا بر اختلاف قصہ گویان

اجماع ہے پھر وہ اجماع قرن بعد قرن ہوتا آیا ہے اور یہ بحث طویل جس کا ذکر ہو چکا منتہی ہوتی ہے اس پر کہ جو کوئی اہلِ سنۃ و جماعۃ کی راہ پر چلنا چاہے وہ اجماع پر چلے اور اجماع کی راہ پر چلنا چاہے تو مطوّل و متوسع و مفصل کتابوں کو دیکھ لے

وتعظیم ومحبت تابعین وتبع تابعین لقولہ علیہ السلام عن عمر قال قال صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم فی المشکوٰۃ۔ وعلمائے ربانی کہ درصفت ایشان کریمہ وھو یتولی الصالحین ہ ودر علامت ایشاں کریمہ والذین امنوا وکانوا یتقون ہ است بملاحظہ نسبتہ دائرہ وصفات تضمنی بارسول اللہ تعالیٰ صلعم وتعظیم ومحبت مومنین وعلمائے مجازی کو صفت این علماء کقولہ سبحانہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ط باشد لاکن بتعظیم ایشاں بتعلم دین حق کہ دارند واجب وسلطان عادل بملاحظہ نسب دائرہ تا حضرت صلعم مع تفاوت درجات حکم نسبتہ بمنتسبان وصفات تضمنی بارسول اللہ تعالیٰ صلعم قال صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ صحیح بخاری اے از ہر انچہ سزاوار است وقال صلعم ان من اجلال اللہ

ترجمہ اور تعظیم ومحبت تابعین اور تبع تابعین واجب ہے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کی اکرامت اور عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر لوگ ہیں پھر انکی جو ان سے قریب ہیں پھر انکی جو انسے قریب ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے۔ اور تعظیم ومحبت علمائے ربانی کی جنکی صفت میں یہ کریمہ ہے جو سورۂ اعراف رکوع آخر میں وھو یتولی الصالحین ہ یعنی اور وہی متولی ہیں نیک بختوں کے اور انکی علامت اور پہچان میں یہ آیت کریمہ جو سورۂ یونس رکوع سات میں ہے والذین امنوا وکانوا یتقون ہ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ متقی ہیں۔ یہ علامت تقویٰ بملاحظہ اس نسبت دائرہ اور صفات تضمنی کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو حاصل ہیں بملاحظہ اس نسبت اور صفات کے ہو کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دائرہ متضمن ہیں اور تعظیم ومحبت جملہ مومنین اور علمائے مجازی اگرچہ ان علمائے مجازی کی صفت شمار فرمائی اللہ تعالیٰ کے نہ ہو وہ کہ رکوع چار میں سورۂ فاطر کے ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ط یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء ہیں۔ لیکن انکی تعظیم دین حق کے جاننے کے سبب جو انکو حاصل ہے واجب ہے اور تعظیم ومحبت سلطان عادل کی ان نسبتوں کے لحاظ کرکے کہ حضرت صلعم تک دائر ہیں جنمیں منتسب یعنی اس شخص کے حال کے اعتبار سے جسکو نسبت حاصل ہے حکم نسبت میں متفاوت درجہ کا لحاظ ہوگا۔ اور ان صفات کا لحاظ کرکے جو رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے ساتھ متضمن ہیں۔ فرمایا حضور صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ محبت رکھتا ہے اپنے بھائی کے واسطے وہی جو اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے ہر اس چیز سے کہ لائق ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ تحقیق اللہ کے اجلال اور بزرگی دینے سے

بیان وجوب تعظیم ومحبت تابعین وتبع تابعین بنص حدیث

بیان وجوب تعظیم ومحبت علمائے ربانی وصفات و علامات شان بنص قرآن

بیان وجوب تعظیم ومحبت جملہ مومنین وعلمائے مجازی بسبب علم دین حق کے بنص حدیث وآیۃ

بیان وجوب تعظیم ومحبت سلطان عادل بلحاظ نسبتوں اور صفات کے حضور صلعم کے ساتھ وبنص حدیث وآیت

اِکْرَامُ ذِی شَیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ ش غالی آنست کہ جہد کند در تجوید قرأت بیفکر وتدبر وعمل بآنچہ در انست وجافی پہلو تہی کنندہ است یعنی معرض از تلاوت واز عمل بآں ۱۲ منہ

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فرود آور بازوئی خود را برائے مومنان ۱۲ یعنی تعظیم کن چنانکہ از بزرگاں بخوردال می زیبد نہ چنانکہ از خوردال بہ بزرگاں پس برائے رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر مومنان حسب حال است ۱۲

واین امر مخصوص الغیر است کہ از روئے لطف محبت بحضرت حبیب اللہ تعالیٰ است چہ امر نسبت بآں ہو صوف بہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ صحت نہ پذیرد ۱۲

بدانکہ اشتراک خصائل مخاصمۃ در تفاضل از یک دیگر انبیاء اللہ تعالیٰ واولیاء اللہ تعالیٰ خلاف نص است علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در مرتبۂ شریعت یا در مرتبۂ طریقت

مرقاۃ ج ۱ ص ۱۲ متعلق اشتراع ۱۲

ترجمہ ایک مسلم ذی شیبہ یعنی بوڑھے مسلمان کا اکرام اور بزرگی کرنا ہے اور حامل قرآن یعنی اچھا قرآن پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کا جسکے پڑھنے میں غلو نہ ہو ایسے شخص کا جو تلاوت قرآن اور اُسکے عمل سے منہ پھیرتا ہو اور اکرام وبزرگی سلطان کی کرنا جو منصف ہو۔ غالی وہ ہے جو تجوید قرأت میں بیفکر وسوچے اور عمل کے اس چیز سے جو اسمیں ہے جہد کرتا ہے یعنی کوشاں ہے تجوید قرأت میں اسطرح کہ نہ فکر وتدبر کو کام میں لاتا ہے نہ اُس چیز کا جو اس میں ہے عمل کرتا ہے۔ اور جافی خالی پہلو کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی تلاوت اور عمل کتاب سے اعراض کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر کے آخر رکوع میں وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یعنی اپنے بازو نکو مومنین کے واسطے جھکا دیجئے یعنی تعظیم کیجئے جیسا کہ بزرگوں سے چھوٹوں کی نسبت زیب دیتا ہے نہ ایسا کہ چھوٹوں سے بڑوں کے واسطے۔ پس رسول اللہ تعالیٰ صلعم اور اور مومنین کے لیے حسب حال ہے یعنی جیسا جو جسکے لائق ہو اُسکے موافق حال اُسکی تعظیم ہے۔ اور یہ امر مخصوص الغیر ہے یعنی یہ حکم تعظیم مومنین حسب آیت مذکورہ غیر کے واسطے مخصوص ہو نہ آنحضرت صلعم کے لیے۔ البتہ خطاب بحکم حضرت حبیب الرحمٰن کے ناشئہ لطف محبت کے طریق سے ہوا اسلیے کہ یہ امر ایسی کی نسبت جسکا وصف اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہو صحت نہیں قبول کرتا۔ آیت مذکورہ سورہ ن رکوع اول میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہیں یعنی آپ کی جمیع عادات یقینی بہت بزرگ ہیں۔ معلوم کرو کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں باہم اولیاء اللہ تعالیٰ اور انبیاء اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دوسرے کی نسبت فضیلت دینے میں باہم جھگڑنا ہے جو خلاف نص ہے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

بیان معنی غالی اور جافی کہ الفاظ حدیث ہیں ۱۲

تفسیر کریمہ واخفض جناحک للمومنین ۱۲

خدا تعالیٰ

بیان اس کا کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں باہم اولیاء اللہ اور انبیاء کے ایکدوسرے سے فضیلت دینے میں جھگڑنا ہے اور اسکا رد ۱۲ منہ

مگر آنچہ از قطعیات نصوص است از اعتقادیات است نہ برائے مخاصمت در تقابل و آنچہ از ظنیات است میلان بآں گنجایش دارد نہ مخاصمت در تقابل بدانکہ فضل عند اللہ تعالےٰ مقصود است و آں مجہول مگر آنچہ از قطعیات توان دانست حکمش مذکور شد نہ در کثرت اعمال چہ بسا است بسیار کنند و کم برآرند بسبب نقصان نیت یا برابر بسبب صحت و عدم توسع نیت و بسا است کہ کم کنند و بسیار برآرند بسبب صحت و توسع نیت و آں از فضل ربّ ذو الفضل العظیم است و زیادت ثواب ہر سو محمول و مجہول است **ش** **تنبیہ** از ینجا ردّ آنست کہ مظنۃ و تفاضل انبیاء و اصحاب و اولیاء علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ و السلام شعار دین خود ساختہ اند م

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ مگر جس قدر آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے وہ اعتقادیات سے ہے نہ مقابلہ میں باہم جھگڑنے کے واسطے۔ اور جو کچھ ظنیات سے ہے اُسمیں میلان کو گنجایش ہے نہ مقابلہ میں جھگڑنے کے لیے۔ سمجھ لے کہ فضیلت وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور وہ مجہول ہے اُسکی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جس قدر قطعیات سے جان سکیں سو اُس کا حکم مذکور ہو گیا۔ نہ فضیلت کثرت اعمال میں ہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بہت عمل کرتے ہیں اور نقصان نیت کے سبب فائدہ کم اُٹھاتے ہیں یا برابر نفع پاتے ہیں بسبب صحت عمل کے اور نیت متوسع نہ ہونے کے۔ اور بہت ہوتا ہے کہ کم عمل کرتے ہیں اور بہت نفع پالیتے ہیں صحت عمل اور توسع نیت کے سبب۔ اور یہ فضل ربّ ہے جو بڑا ہی صاحب فضل ہے۔ اور ثواب کی زیادتی ہر طرف کو محمول ہے یعنی اسکا احتمال ہر طرف میں ہے حالانکہ مجہول ہے کہ علم اس کا خدا تعالیٰ کو ہے۔ **تنبیہ** یہاں سے اس بات کا ردّ ہے جنھوں نے کہ انبیاء اور اصحاب اور اولیاء علیٰ نبیّنا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کی مظنّت اور تفاضل یعنی انکی نسبت بدگمانی اور ان میں باہم فضیلت دینا اپنے دین کا شعار بنا رکھا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

فضل کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ فضل عند اللہ مقصود ہے اور یہ مجہول مگر جو قطعیات سے معلوم ہو وہ اعتقادیات میں ہے نہ مقابلہ مخاصمت کے لیے

۱۹ ذکر کیفیت ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۹ ذکر کیفیت ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ مستفہما دریں مجمل تامل در آو بشوق مفصل بسوئے دیگر بر آ۔ بدانکہ بارواياتِ متعارضہ ومتخالفہ کلام مطول مستبعد فیہ در نفی ایمان والدیہ المکرمین صلعم است تا رفع تعارض وتخالف نہ شود مفسدہ عظیم بترتب عکم است اللھم انا نسئلک الحق۔ حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

قضیہ متنازعہ حدیث قال رسول اللہ تعالیٰ صلعم ان القبر الذی رایتمونی اناجی قبر امنۃ بنت وھب وانی استاذنت ربی فی زیارتھا فاذن لی فاستاذنتہ فی الاستغفار فلم یاذن لی فیہ ونزل ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ

حاصل قضیہ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

۲۰ بیان ذکر ایمان الدین رسول اللہ صلعم

بیان ذکر ایمان والدین رسول اللہ صلعم ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اے سمجھنے والے اس مجمل تحریر میں ذرا فکر سے نگاہ کر اور اگر تفصیل کا شوق ہے تو اوروں کی طرف متوجہ ہو۔ سمجھنا چاہیے کہ ایمان والدین مکرمین حضور صلعم کی نفی میں متعارض اور متخالف روایتوں کے ساتھ کلام بہت طویل مستبعد فیہ ہے یعنی جو روایتیں حضرت صلعم کے والدین کے ایمان کی نفی میں مذکور ہوئی ہیں ان میں باہم مخالفت اور معارضت واقع ہے اسی وجہ سے گفتگو دراز ہو گئی ہے کہ دیکھنے والا تحیر ہو جاتا ہے اور اپنی مراد نہیں حاصل کر سکتا۔ پس جب تک یہ تعارض اور تخالف نہ ٹوٹے گا حکم مترتب نہ ہوگا اور اس حکم کے حاصل نہ ہونے میں بڑا جھگڑا رہے گا۔ اے اللہ ہم تجھ سے حق کے طلبگار ہیں۔ قضیہ متنازعہ کا حاصل اور نتیجہ چند قواعد پر موقوف ہے قضیہ متنازعہ حدیث یعنی وہ قضیہ حدیث کا جس میں باہم جھگڑا ہے۔ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حقیقت وہ قبر کہ تم مجھ دیکھا کہ میں نجات مانگتا تھا آمنہ بنت وہب کی تھی کہ تحقیق میں نے میرے رب سے اسکی زیارت کی درخواست کی تھی تو مجھ کو اجازت ملگئی۔ پھر میں نے مغفرت مانگنے کی درخواست کی تو مجھ اسکی اجازت نہیں ہوئی اور یہ آیت اتری جو سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں ہے ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ۵ الآیہ یعنی نہیں ہے نبی کو واسطے اور ان کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ مغفرت مانگیں مشرکین کے لیے آخر تک

بیان قضیہ متنازعہ حدیث

فَاَخَذَنِیْ مَا یَاْخُذُ الْوَالِدَۃَ لِوَالِدَتِہٖ مِنَ الرَّقَّۃِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ + وَاین آیۃ جامع بمطالب دیگر روایات در جانب نفی ایمان حسب دعوی مخالفین است و امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نزول این کریمہ در منع استغفار نسبت بابی طالب روایۃ فرمودہ کہ اقرب بقبول است بدلالۃ الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا زیرا کہ وقت استغفار حضرت صلعم برائے ابوطالب از صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز قصد استغفار برائے سلف مشرکین شان مذکور است نہ دریں محل - و نیز اجتماع امرین در وقتی مستلزم اشتراک ہمدگر نہ تواند شد مگر اشتباہے تواند آورد کہ بمقابلہ وجہ اتحاد و اختلاف فریق تواند شد ش دریں کلیہ اشارت است باجتماع منع استغفار برای امہ مکرمہ آنحضرت صلعم و منع استغفار برائے مشرکین ھم پس نزول این آیت شریفہ بمکہ معظمہ بعد افتاحہا مانع شرکت منع ضروری

ش اے استغفار برائے ابی طالب ھم تخصیصی نسبتہ بابی طالب دریں تعمیم منع ضروری

ش اے استغفار برائے مشرکین ھم باتحاد حقیقۃ نتواند شد ش نزول این آیہ فاعل است

ترجمہ پس مجھکو اس چیز نے آلیا کہ فرزند کو ماں کے لیے رقت کی قسم سے لے لیتی ہے - اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے رُلایا - اور یہ روایت ان دوسری روایتوں کے مطالب کی بھی جامع ہے جو مخالفین کے دعوی کے موافق نفی ایمان کی جانب میں ہیں - اور امام المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول ابی طالب کی نسبت مغفرت مانگنے کی ممانعت میں روایت فرمایا ہے جو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی دلالت الفاظ کے اعتبار سے قبول ہونے سے زیادہ قریب ہے - کیونکہ حضور صلعم کے ابوطالب کے لیے مغفرت مانگنے کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ان مشرکین سلف کے لیے مغفرت مانگنے کا ارادہ مذکور ہے نہ اس محل میں جبکہ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے لیے مغفرت طلب کی ہے - اور دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی آپس میں مستلزم اشتراک نہیں ہو سکتا یعنی اسیات کو لازم نہیں کرتا کہ جب دو امر ایک وقت میں جمع ہوں تو دونوں امر میں شرکت لازمی ہو جاتی ہے البتہ ایک شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ وہ شبہ وجہ اتحاد اور وجہ اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے - تو ایسے دو امر جنکی طرف اس کلیہ میں اشارہ ہے ایک آنحضرت صلعم کی والدہ مکرمہ کے استغفار کی ممانعت ہے - اور دوم مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت - حالانکہ اس آیت شریفہ کا نزول مکہ معظمہ میں بعد فتح مکہ معظمہ کے ہوا ہے - پس یہ نزول آیت شریف ابوطالب کی نسبت جو منع تخصیصی ضروری استغفار کی ہے اس کا اس تعمیم منع ضروری میں جو مشرکین کے لیے استغفار کی ہے بسبب اتحاد حقیقت کے شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا -

بیان مشتمل نزول آیہ کریمہ ما کان للنبی والذین اٰمنوا الخ ابوطالب کے لیے

ترجمہ حضور صلعم کی والدہ کی نسبت +

بیان اس امر کہ دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی کسی کے اشتراک کا مستلزم نہیں ہو سکتا اور شبہ کا کون وجہ اتحاد اور اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع ہوتا ہے +

منع ضروری تخصیصی نسبتہ استغفار ابیہ تعمیم ضروری میں اتحاد حقیقت کے سبب مانع شرکت نہیں ہو سکتی +

ہم بل تواند شد کہ منع ضروری تخصیصی ش یعنی نسبتہ بہ ابی طالب ہم بسببے دریں تعمیم مندرج باشد چہ آں ش اے منع ضروری تخصیصی ہم بتخصیصہ حسب فرمودنِ حضرت صلعم کہ استغفار کنم تا آنکہ منع کردہ شوم ثابت نمی شود ش تنبیہ واگر مندرج نباشد نشاید کہ ایں تعمیم متضمن شرکت ابویہ المکرمین صلعم بسبب تخالفِ حقیقت باشد ہم مگر مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم بمنع ضروری بتخالفِ حقیقت ش استثنا ربا ثبات از تواند شد یعنی آں نزولِ آیہ مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم تواند شد ہم بملاحظہ حاصل قضیہ متنازعہ باصولے کہ مذکور خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ و در عدم تسلیم روایت امام المحدثین رح تعارضِ دیگر واقع شود از مفہوم اقتضائی ایمان از اذنِ زیارت ش بنا بر آنکہ اذنِ زیارت مشرکین بحکمِ نہی کا تقم علی قبرہ نہ تواند شد مگر برائے مومن ہم و بنا برین روایت فاخذنی ما یاخذ الولد للوالدۃ الخ مربوط فلم یاذن لی فیہ خواہد شد۔

ترجمہ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہو کسی سبب سے اس تعمیم میں مندرج ہو جو مشرکین کی نسبت منع ضروری استغفار کی ہے اسلیے کہ وہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے اپنی اس تخصیص کے سبب کہ موافق فرمانے حضور صلعم کے ہو کہ میں یہانتک استغفار کروں گا کہ منع کر دیا جاؤں ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس تعمیم ضروری میں کہ مشرکین کے استغفار کی ضروری ممانعت ہو نزول آیت شریفہ مذکورہ ابوطالب کی نسبت تخصیص ضروری ممانعت استغفار کا بسبب حقیقت ایک ہو سکے کہ دونو استغفار میں ممانعت ضروری ہو شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ تعمیم ضروری میں تخصیص ضروری کا بسبب اتحاد حقیقت اشتراک ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ خاص ابوطالب کی نسبت جو ضروری ممانعت ہے وہ اس عام ممانعت میں جو مشرکین کی نسبت ضروری کسی سبب سے مندرج ہو جاوے اسلیے کہ نزول آیت مذکورہ اگر اس منع ضروری تخصیصی کا اس عام میں شرکت سے مانع ہو گا اور اسکا اندراج تعمیم ضروری میں ممکن نہ ہو گا تو یہ خصوصیت ضروری ممانعت کی جو ابوطالب کی نسبت ہے اس تعمیم ضروری کے مقابلہ میں ثابت ہو گی حالانکہ خصوصیت استغفار نسبت ابوطالب حضور صلعم کے اس فرمانے سے ثابت ہو رہی ہے کہ میں استغفار کیے جاؤں گا یہانتک کہ منع کیا جاؤں۔ چنانچہ سورہ توبہ کے رکوع ۱۰ میں آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الخ کے مضمون سے ظاہر ہے۔ تنبیہ اور اگر تخصیص اس تعمیم میں مندرج نہ ہو گی تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہی تعمیم بسبب تخالف حقیقت کے حضور والدین مکرمین کے شرکت کی متضمن ہو کیونکہ ان دونو کی حقیقت میں تخالف سے تو شرکت ان دونو میں ممکن نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نزول آیت تالیف حضور صلعم کی والدین مکرمین کی شرکت کا عام مشرکین کی منع ضروری ہیں کہ وہ استغفار کی ضروری ممانعت سے بسبب اختلاف حقیقت مانع ہو سکتا ہے ان اصول و قواعد کے موافق جو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ان کے حاصل قضیہ متنازعہ کو ملاحظہ کرنے سے۔ اور امام المحدثین کی روایت کے تسلیم کرنے میں بسبب مفہوم اقتضائی ایمان کے کہ اذن زیارت سے حاصل ہو تعارض واقع ہوتا ہے کیونکہ اذن زیارت ایمان کا

شش تنبیہ اختیار کردہ شد در قضیۂ متنازعہ استدلال از قرآن مجید و حدیث شریف متوافق در جانب اثبات ایمان تا سخن در ضعف روایۃ نماند **هم کریمہ** لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ بنا بر قرءتی **حدیث** انا انفسکم نسبا و صهرا و حسبا لیس فی ابائی من لدن ادم سفاح کلها نکاح + **کریمہ** الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ

ترجمہ آنکہ نگاہ می دارد ترا وقت قیام اے بودن تو بعالم شہود و نگاہ میداشت گردیدن ترا در ساجدان اے از ساجدی بساجدی در عالم روح + بدانکہ دریں مراد یَرٰی و تقوم بمعنی مجازی است یعنی رویۃ بمعنی نگاہ داشتن و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن **شش** تفصیل و استدلال ادعا در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ الذی یراک الخ تواں در یافت **هم حدیث** انی نقلت من صلب ادم الی خیر الارض تم الی ان ولدت + بدانکہ غیر الارض پرہیزگاراند

ترجمہ۔ تنبیہ۔ قضیۂ متنازعہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف متوافق سے جو اثبات ایمان کی جانب ہیں استدلال اختیار کیا گیا ہے تاکہ کلام ضعف روایت میں نہ رہے۔ کریمہ[1] لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ سورہ توبہ کی آخر آیت ہے یعنی البتہ آچکا رسول تمہارے پاس تمہارے نفس تر لوگوں سے۔ یہ اُس قرءت کی بنا پر ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بفتح فا صیغہ اسم تفضیل نفاست ہے کہ متوافق حدیث ہے یعنی مطابق مضمون اس حدیث شریف کے ہے یعنی میں تم میں نفیس تر ہوں از روئے نسب اور نکاح یعنی سُسرال اور حسب کے میرے آبا یعنی بزرگوں میں آدم تک کوئی حرامی نہیں ہے بلکہ کل اُن کے نکاح والے ہیں + اور کریمہ[2] اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۙ کہ سورۂ شعراء کے آخر رکوع میں ہے۔ یعنی وہ جو تجھے وقت قیام نگاہ رکھتا ہے یعنی تیرے عالم شہود میں ہونے کے وقت۔ اور تیرا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا اور گشت کرنا نگاہ رکھتا ہے یعنی عالم روح میں ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف۔

معلوم ہو کہ اس آیت میں یَرٰی اور تقوم سے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یَرٰی رویت جس کے حقیقی معنے دیکھنا ہیں، یہاں معنی مجازی اُسکے نگاہ رکھنا مراد ہیں۔ اور تقوم قیام سے جس کے حقیقی معنے کھڑا ہونا ہیں۔ یہاں مجازی معنی ہونا یعنی موجود ہونا مراد ہیں۔ اس مدعا کی تفصیل اور اس کا استدلال اسی آیت کریمہ الذی یراک الخ کی تفسیر کے ذکر کیفیت میں معلوم کرنا چاہیے۔ جیسا یہ حدیث کہ متوافق ہے مضمون آیت کریمہ مذکورہ سے[3] حدیث یعنی میں پھیرا گیا اور منتقل ہوا ہوں آدم علیہ السلام کی پشت سے بہتر اہل زمین کی طرف پھر اور پھیرا یہاں تک کہ پیدا کیا گیا میں۔ معلوم ہو کہ خیر الارض یعنی بہتر اہل زمین پرہیزگار لوگ ہیں۔

[1] بیان آیت و حدیث متوافق در نسبت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم +

[2] تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یراک حین تقوم ۙ وتقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون در باب نگاہ داشت نور نبی صلعم بصلب ساجدین +

[3] تفسیر قولہ تعالیٰ الذی یراک حین تقوم ۙ وتقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون در باب نگاہ داشت نور نبی صلعم بصلب ساجدین +

کَمَا قَالَ سبحانہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ الآیہ ازینجا است کہ ابوت آزر سلم الکفر ممنوع المغفرت نسبتہ بحضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حقیقتاً صحیح نباید مش ورنہ بدعوی حضرت سید الصادقین صلعم متضاد باشد پس تاویل کردہ شود بمجاز ہم مگر مجازاً وہو المحقق والمشہور مش گویند کہ پدر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام تارخ است۔ ہم پس دعائے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ بے تاویل دور از حقیقت یعنی والدیت نسبتہ بحضرت آدم مستوجب المرحمۃ وحضرت حوا متحقق المغفرۃ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام وآزر ممنوع المغفرت مش دوری تاویل از حقیقت بتحقیق معنی والدین و استیجاب رحمت نسبت بحضرت آدم وتحقق مغفرۃ بحضرت حوا رض ومنع مغفرۃ نسبتہ آزر واضح است ہم نسبتہ بوالدین حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بدلالت سوق کلام کہ در دعائے خیر سلف وخلف است تواند شد ہمچو دعائے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ

ترجمہ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ الآیہ سورہ حجرات دوسرے رکوع میں۔ یعنی بیشک تم میں زیادہ مکرم اور بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تم میں متقی ہے۔ آخر تک۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر مسلم الکفر ممنوع المغفرت کی ابوت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حقیقت میں صحیح نہیں آتی ہے یعنی آزر جسکا کفر مسلم ہے اور بخشا جانا ممنوع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس کا باپ ہونا حقیقت میں صحیح نہیں آتا ہے۔ مگر بطور مجاز کے کیونکہ حقیقی حالت میں حضرت سید الصادقین صلعم کے دعوی سے متضاد ہوگا اور یہ ہم ایک دوسرے کے ضد ہو جاوینگے۔ پس ناچار آزر کا باپ ہونا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت معنی مجاز کی طرف تاویل کیا جاویگا۔ اور یہی محقق اور مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہیں۔ پس یہ دعا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جو سورہ ابراہیم رکوع چہ میں ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ یعنی اے رب ہمارے مجھے اور میرے ماباپ کو بخشدے بدون تاویل کے حقیقت سے دور ہے۔ یعنی والد ہونا نسبت حضرت آدم کے کہ سزاوار رحمت ہیں اور نسبت حضرت حوا کے کہ انکی مغفرت متحقق ہے علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام۔ اور نسبت آزر کے جسکی مغفرت ممنوع ہے۔ اور یہ دور ہونا تاویل کا حقیقت سے معنی والدین کے تحقیق۔ اور حضرت آدم کی نسبت قبولیت رحمت کے وجوب یعنی رحمت کے ضروری ہونے۔ اور حضرت حوا رض کی نسبت تحقق مغفرت یعنی بخشش کے ثابت وتحقق ہونے سے۔ اور آزر کی نسبت بخشش کی ممانعت سے ظاہر ہے۔ پس یہ دعا مذکورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کی نسبت کہ سوق کلام کسی دلالت سے اس دعائے خیر میں اگلے اور پچھلے سائل میں چنانچہ الفاظ دعا مذکورہ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ اسی کیطرف مشیر ہیں ویسا ہی ہونا چاہیئے جیسے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی دعا جو سورہ نوح کے آخر رکوع میں ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ یعنی اے میرے رب مجھکو اور میرے والدین کو بخش دے۔

بیان یہ کہ آزر مسلم الکفر ممنوع المغفرۃ کی بابت نسبتہ ابراہیم علیہ السلام حقیقت میں صحیح نہیں ہے مگر مجازاً کیونکہ حقیقی باپ تارخ ہیں اور آزر چچا کہ مشہور ومحقق ہے۔

متن ازیں کریمہ ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است پس از تشبیہ اشارت است بر خیریت سلف تا والدین حضرت نوح علیہم السلام و نیز استغفار و تبرء از حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت بہ تنہا آزر منسوب بہ ابوت مجازی است کما فی قولہ سبحانہ قال رَبِّ اغْفِرْ لِیْ الآیہ وَتَبَرَّأَ مِنْہُ الآیہ نہ نسبت بوالدین پس جائے آنست کہ بفہمند و نیز لفظ ابوین عام است بحقیقت و مجاز بخلاف والدین کہ مخصوص است بحقیقت چنانکہ مستعمل است در محاورہ مشہورہ کقولہ تعالیٰ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَكَ وَاِلٰہَ اٰبَائِكَ الآیہ وَکَمَا اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ الآیہ

ترجمہ کہ اس آیت کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہے۔ پھر اس تشبیہ سے اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلف کے خیر ہونے کا حضرت نوح علیہ السلام کے والدین تک ہو رہا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مغفرت مانگنا اور اس سے تبرّی کرنا یعنی بیزار ہونا بھی تنہا آزر کی نسبت میں مجازی باپ ہونیکے سبب منسوب ہے۔ جیسا حق سبحانہ کے قول سورۂ شعراء کے پانچویں رکوع میں ہے کہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ای میرے رب میرے باپ کو بخشدے آخر تک + اور سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں ۱۲ تَبَرَّأَ مِنْہُ الآیہ یعنی تبری کی اس سے آخر تک کہ یہ سب مضمون سورۂ توبہ کے رکوع چودہ میں ۱۲ کریمہ وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ الخ سے بخوبی لائح ہے۔ نہ نسبت والدین ہونیکے سبب کیونکہ مغفرۃ اب سے تبری واقع ہوئی ہے نہ مغفرت والدین سے لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کا والدین کی نسبت تبری کرنا ثابت نہیں پس چاہیے کہ یہاں سمجھیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مغفرت والدین کے لیے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ کہ اس دعائے خیر میں دلالۃ سوق کلام سے اگلے اور پچھلے مومنین تا قیامۃ شامل ہیں مثل دعائے مغفرۃ والدین حضرت نوح علیہ السلام کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ ہے ہونی چاہیے کہ اس کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیہ السلام ثابت ہے۔ پھر تشبیہ سے سلف کی خیریت پر نوح علیہ السلام کے والدین تک اشارہ ہے۔ اور اس دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں والدین ہونیکی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا جو سزاوار رحمت اور مستحق مغفرت ہیں۔ اور نیز آزر کی طرف نسبت کرنا جسکی مغفرت ممنوع ہے بدون تاویل ہی حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ والدین کے معنی کی تحقیق اور

حضرت آدم کی نسبت استیجاب رحمۃ۔ اور حضرت حوا کی نسبت تحقق مغفرۃ سے تاویل کا دور ہونا حقیقت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور سوائے اسکے مغفرۃ مانگنا اور اس سے بیزار ہونا اور تبری کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تنہا آزر کی نسبت سے جسکو باپ ہونیکی نسبت مجازی حاصل ہے جیسا آیات رَبِّ اغْفِرْ لِیْ الآیہ وَتَبَرَّأَ مِنْہُ الآیہ ظاہر ہے نسبت والدین ہونیکے سبب پس چاہیے کہ اسمقام میں سمجھیں۔ اور پھر لفظ ابوین معنی حقیقی اور مجازی دونوں کے لیے عام ہے بخلاف والدین کے کہ حقیقی معنی کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ استعمال محاورہ مشہورہ میں مثل فرمانے خدا تعالیٰ کے سورہ بقر رکوع سولہ میں قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَكَ وَاِلٰہَ اٰبَائِكَ الآیہ اور سورۂ اعراف رکوع تین میں کَمَا اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ الآیہ یعنی انھوں نے کہا ہم تیرے خدا اور تیرے باپ دادا کے خدا کی پوجا کرتے ہیں الخ اور

والبتہ بمعنی مجاز رجوع بمعنی مصدر حقیقی دائر میان فاعل ومفعول نمیکند فکیف التاویل المذکور یارب ترحم درینصورت ایں ہر دو کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ و رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وحدیث شریف اَنَا اَنْفُسُکُمْ وَاِنِّیْ نَقَلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ و کریمہ اَلَّذِیْ یَرَاکَ مؤید ہمدگر است حدیث سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی صَلْعَم عَنْ اَبَوَیْہِ فَقَالَ سَئَلْتُ رَبِّیْ فَیُعْطِیَنِیْ فِیْہِمَا وَاِنِّیْ لَقَائِمٌ یَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الحدیث سوال کردن حضرت صلعم نفس ابویہ المکرمین را صلعم مشیر محبت ورافت اتم وعطاہائی نامعین بالبشارت وَیُعْطِیَنِیْ بحذف مفعول ثانی وبصلہ فی مشیر توسع واشتراک بما بہ العطا است حدیث اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجُوْنَ حَزِیْنًا فَقَامَ بِہٖ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا قَالَ سَئَلْتُ رَبِّیْ فَاَحْیٰی لِیْ اُمِّیْ فَاٰمَنَتْ بِیْ ثُمَّ رَدَّھَا حدیث قد رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاٰمِنَۃَ بِنْتَ وَھْبٍ

ترجمہ اور البتہ بمعنی مجاز ایسے معنی مصدر حقیقی کی طرف جو فاعل ومفعول میں دائر میں رجوع نہیں کرتے ہیں تو تاویل مذکور کیونکر جائز ہے۔ اے رب رحم کر۔ اس صورت میں دونو آیت کریمہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ اور رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ اور حدیث شریف اَنَا اَنْفُسُکُمْ نَسَبًا وَصِہْرًا الخ اور اِنِّیْ نَقَلْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ الخ اور کریمہ اَلَّذِیْ یَرَاکَ الخ آپس میں ایکدوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ حدیث یعنی پوچھے گئے رسول اللہ تعالیٰ صلعم آپکے ماباپ کی نسبت پس فرمایا آپ نے میں نے ان دونوں کے لیے میرے رب سے سوال کیا تو مجکو ان دونو کی بابت میرا رب بخشش فرادے گا اور حال یہ ہے کہ میں بیشک ضرور قیام کرنے والا ہوں اُس دن مقام محمود میں۔

اس حدیث میں حضور صلعم کا اپنے خاص والدین مکرمین کے لیے سوال کرنا اللہ سے محبت اور پوری رافت کا اشارہ کرنا ہے اور اُن کے ساتھ غیر معین بخششوں کا۔ اور لفظ یُعْطِیَنِیْ جسکا مفعول ثانی محذوف ہے بنا بر حذف توسع مفعول کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور اپنے صلہ فی سے مشیر ہے بما بہ العطا کے اشتراک کا یعنی ایسی چیز کا جو بخشش کی ہے یا جسکے ساتھ بخشش ہے وہ آپکے والدین دونو کے درمیان مشترک ہے حدیث یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے غمگین ہوتے اور جب تک خدا نے چاہا اُسکے پاس کھڑے رہے پھر خوش ہوتے لوٹے اور فرمایا میں میرے رب سے سوال کیا تو میری لیے میری ماں کو زندہ کیا اور مجھپر ایمان لائیں پھر اللہ نے انکو لوٹا دیا حدیث یعنی تحقیق بعض صحابہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب اور آمنہ بنت وہب

تفسیر حدیث سئل رسول اللہ صلعم عن ابویہ الخ

سوال ہے اور ان کے لیے اغفار جن کا ذکر ہوا۔

تفسیر حدیث شریف میں حضور کے والدین کی نسبت آیا ہے۔

حدیث اسلام والدین رسول اللہ صلعم زندہ ہو کر دونو کا بروایت بعض اصحاب رضہ

وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَا لِاَنَّ اللّٰہَ اَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا

ایں روایات جامع مطالب دیگر روایات در جانب اثبات ایمان و ایمان مجدد بر نبوت حضرت صلعم است + **اصل** ۱ تقدم دخول جنت نتواند شد بمنع خروج مگر تقدم دخول نار بمنع خروج لازم پس رفع تعارض مثبت ایمان است **اصل** ۲ بعد ثبوت اخبار نبوی صلعم و آثار قولی وفعلی وحالی والدیہ المکرمین صلعم چنانکہ معروف و مشہور است اخبار دخول نار بمخروج لازم تواند شد پس ازیں دخول نار دلیلی بر لزوم خلود و نفی ایمان نتواند شد فتم الکلام فی اثبات المرام **اصل** ۳ بی ثبوت عصیان امر مرسل عذاب نمی شاید لعدم حجت فرمود سبحانہ کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + اگر رسولی دریں عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید

ترجمہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوا اسلام لائے کیونکہ اللہ نے ان دونوں کو آپ کے لیے زندہ کر دیا اور وہ دونوں ایمان لائے۔ یہ روایتیں دوسری اور ایسی روایتوں کے مطالب کی جامع ہیں جو آپ کی والدین کے اثبات ایمان اور آپ کی نبوت پر ایمان تازہ لانیکے ثبوت کی جانب ہیں۔ **فائدہ** ۱ دخول جنت کا تقدم منع خروج کے سبب نہیں ہو سکتا ہے مگر تقدم دخول نار بخروج کے ساتھ لازم ہے پس رفع تعارض کا مثبت ایمان کا ہے۔ یعنی جنت میں داخل ہو کر وہاں سے نکلنے کی منع ہونیکے سبب جنت میں داخل ہونیکی پیشگی نہیں ہو سکتی البتہ دوزخ میں داخل ہونیکی پیشگی وہاں سے نکلنے کے ساتھ لازم ہے۔ پس جب اس آیت شریف مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ کا نزول حضور صلعم کے والدین مکرمین کی نسبت بعد تحقیق کے منع استغفار ضروری میں اشتراک دونوں کا باہم ہو سکتا ہے اور ایک کی تعمیم دوسرے کی تعمیم میں مندرج ہو سکتی ہے۔ اور آپ کی والدہ کی نسبت نازل ہونا اس آیت کا صحیح نہیں آتا پس بہ رفع تعارض حضور کے والدین کے ایمان کا ثبوت دیا ہے اور اذن زیارت مزید برآں + **فائدہ** ۲ اخبار نبوی صلعم اور آپکے والدین مکرمین کے قولی اور فعلی اور حالی آثار جیسا معروف و مشہور ہیں ثابت ہونیکے بعد دوزخ کے دخول کی خبر کہ خروج کے ساتھ لازم ہونی چاہیں۔ پس اس دخول نار سے لزوم خلود پر مع نفی ایمان کے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی یعنی یہ دوزخ میں داخل ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کو لازم نہیں کرتا اور نہ ایمان کی نفی کرتا ہے۔ پس کلام مفصود کا اثبات میں پورا ہوا اور حضور صلعم کے والدین کے ایمان کا ثبوت ہو گیا + **فائدہ** ۳ بغیر ثبوت حکم مرسل کی نافرمانی کے عذاب میں لانا نہیں ہوتا ہے کیونکہ حجت موجود نہیں بلکہ معدوم ہے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ میں کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی اور ہم نہیں عذاب کرنیوالے ہیں جبتک کہ ہم کسی رسول کو نہ بعث کرلیں گے یعنی نہ بھیج لیں گے۔ اگر اس عالم میں کوئی رسول نہ پہونچے گا تو لامحالہ ضرورت کے سبب آخرت میں پہونچے گا۔

۱ فائدہ ۱ کا تقدم دخول جنت بمنع خروج نہیں ہو سکتا مگر تقدم دخول نار بخروج لازم ہے اور رفع تعارض مثبت ایمان +

۲ فائدہ بعد ثبوت اخبار و آثار آپکے والدین کے اخبار دخول نار خروج کے ساتھ لازم ہے جبکہ اور دخول نار لزوم خلود و نفی ایمان پر دلیل نہیں ہو سکتی

۳ فائدہ غیر مدرک امر مرسل پر عذاب نہیں اور بیان کیفیت ارسال رسول آخرۃ میں اسکے لیے مع نصوص آیت وحدیث۔ اور یہ ایسی کی نسبت حالت باسکا اعتبار نہیں +

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْفَتْرَتِ وَالْمَعْتُوْہَ وَالْاَصَمَّ وَالْاَبْکَمَ وَالشُّیُوْخَ الَّذِیْنَ لَمْ یُدْرِکُوا الْاِسْلَامَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا اَنِ ادْخُلُوا النَّارَ فَیَقُوْلُوْنَ کَیْفَ نَدْخُلُھَا وَلَمْ یَاْتِنَا رَسُوْلٌ قَالَ وَاِیْمُ اللّٰہِ لَوْ دَخَلُوْھَا لَکَانَتْ عَلَیْھِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ثُمَّ یُرْسِلُ اِلَیْھِمْ اَنِ اَطِیْعُوْا فَیُطِیْعُہٗ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّطِیْعَہٗ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ پس بمجرد مدرک امر مرسل وجوب عذاب و اعتبار حالت باس نباشد بخلاف مدرک پس حذری در احیاء و ایمان بحکم اعجاز و عدم اعتبار حالت باس نتواند شد **اصل** ۔ اقل مدت تامل در زمان فترت بست و پنج سال است و حال آنکہ حضرت عبداللہ ہیزدہ سالہ و حضرت آمنہ بست سالہ وفات فرمودند رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس کجا است رفع عذر حالت فترت ۔ و این دو اصل ذاہق است بدو اصل سابق ۔

ترجمہ جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث یعنی جب قیامت کا دن ہوگا اہل فترت یعنی کم عقل اور دیوانہ نیم مجنون اور بہرہ اور گونگے اور ایسے بوڑھوں کو جنھوں نے اسلام نہیں پایا جمع کرے گا پھر انکی طرف قاصد بھیجے گا تاکہ دوزخ میں داخل ہوں تو وے کہیں گے ہماری پاس تو رسول آیا ہی نہیں ہم دوزخ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں فرمایا قسم خدا کی اگر وے دوزخ میں داخل ہو جاتے تو اُنپر دوزخ سرد اور سلامت ہو جاتی ۔ پھر اُن کی طرف رسول بھیجے گا کہ وے اطاعت کریں تو رسول کی وہی اطاعت کرے گا جس کسی کا ارادہ اطاعت کرنے کا تھا ۔ فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس پڑھو اگر تم چاہو تو یہ آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ یعنی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک ہم کسی رسول کو نہ بھیج لیں گے ۔ پس امر مرسل کے غیر مدرک پر یعنی جسنے امر مرسل نہ حاصل کیا ہو اُسپر عذاب واجب نہیں اور نہ اُسکی حالت باس کا یعنی وقت موت کا اعتبار ہے بخلاف اُسکے جسنے امر مرسل حاصل کر لیا ہو پس بحکم اعجاز زندہ کرنے اور ایمان میں کوئی حذر نہیں اور عدم اعتبار حالت باس بھی نہیں ہو سکتا ہے ۔

قاعدہ زمانہ فترت میں تامل کی اقل مدت پچیس ۲۵ سال ہیں ۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ نے اٹھارہ برس کی اور حضرت آمنہ نے بیس برس کی عمر میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ پس حالت فترت کا بھی رفع عذر نہیں ہوا یعنی عذر فترت قائم رہا اور یہ دونو قاعدے اول کے دونو قاعدوں کے ساتھ ذاہق ہیں ۔ یعنی چلنے والے ہیں ۔

قاعدہ اقل مدت فترت پچیس ۲۵ سال کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیس برس کی اور حضرت آمنہ بیس برس کی عمر میں وفات پائی پس اہل فترت ہیں ۔

اصل در اوائل اسلام حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام از استغفار مومن مقروض ممنوع بودند لما جاء فی الحدیث نفس المؤمن معلقۃ بدینہ حتی یقضی۔ پس منع استغفار دلالتی قطعی بر کفر ندارد دلیل دریں جا جانب دیگر بمقابل اخبار اقرب است واین اصل جواب فاضل بر سوال فاضل است **حاصل** بملاحظہ اصلین ناچار خبر نار بکفار حضرت صلعم و منع استغفار ماول بوجہ من الوجوہ غیر کفر است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ و بملاحظہ اصلین زاہقین اقرب تاویلات اخبار نار قبل از اطلاع حال اہل فترت است چنانکہ در حال اطفال مشرکین فرمودہ بودند کہ ہما در و پدر خود شاں در آتش ہستند و بعد نزول کریمہ لا تزر وازرۃ وزر اخری فرمودند در جنت ہستند و اخبار ایمان پس ازاں پس منع استغفار پس احیاء والا ارتفاع تعارض و تاویل تخالف متوانند شد و بمعنی مات ابویہ بالکفر حوالت بقائلش توانند شد **حکم** در صورت اختلاف روایات

ترجمہ قاعدہ - ابتدائے اسلام میں حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مومن مقروض یعنی قرضدار کے استغفار کی ممانعت تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا نفس اپنے قرضہ میں معلق ہے یہانتک کہ وہ ادا ہو۔ پس استغفار کی ممانعت کوئی دلالت قطعی کفر پر نہیں رکھتی ہے بلکہ یہاں اخبار ایمان و کفر کا مقابلہ کرنے میں دوسری جانب یعنی ایمان کی اقرب ہے۔ اور یہ قاعدہ سوال فاضل پر جواب فاضل ہے۔

حاصل - اول کے دونو قاعدوں کے ملاحظہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خبر دوزخ اور حضرت صلعم کا گریہ فرمانا اور استغفار کی ممانعت - ناچار کسی ایسی وجہ کے ساتھ وجوہ میں سے تاویل کیے جاویں کہ بنسبت کفر زیادہ تر ہو واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ اور خدائے تعالیٰ اسکی حقیقت سے بہتر دانا ہے۔ اور پچھلے دونو زاہق یعنی چلتے قاعدوں کے ملاحظہ سے یہ حاصل ہوا کہ قریب تر تاویل اخبار نار کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خبر اہل فترت کے حال کی اطلاع کے پہلو کی ہے۔ جیسا کہ اطفال مشرکین کے حال میں فرمایا تھا کہ وے اپنے اپنے ماباپوں کے ساتھ دوزخ میں ہیں - اور بعد نزول کریمہ کے جو سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی نہیں بوجھ اٹھاویگا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ آپ نے فرمایا جنت میں ہیں۔ اور ایما کی حدیثیں اسکے بعد کی - پھر ممانعت استغفار کی - پھر زندہ کرنا - نہیں تو تعارض رفع نہ ہو سکے گا اور نہ تخالف کی تاویل ہو سکے گی - اور معنی مات ابویہ بالکفر اسکے قائل کے حوالہ ہونے چاہئیں جسنے کہا کہ آپکے والدین کافر ہیں مرے

حکم خیال کرنیکا مقام ہے کہ اختلاف روایات کی صورت میں -

قاعدہ ابتدائی اسلام مومن مقروض پر منع استغفار تھا جس حدیث پس منع استغفار سے دلالۃ قطعی پر نہیں بلکہ جانب ایمان اقرب تقابل اخبار میں دوسری جانب سے ہے

حاصل قضیہ یہ کہ خبر دوزخ و گریہ آنحضرت صلعم و منع استغفار کسی وجہ غیر کفر میں تاویل کیے جاوینگے بنا بر ملاحظہ ہر دو اصل اور بنا بر ہر دو اصول زاہق خبر ناقبل اطلاع حال اہل فترت ہے بعض حدیث اطفال مشرکین کے حال میں - پھر اخبار ایمان پھر منع استغفار پھر احیاء

بیان حکم ایمان نسبت والدین حضرت صلعم موافق اخبار ایمان اور اسکے خلاف میں

باختیارِ جانبِ ایمان چہ جدل و اعتساف است و باختیارِ جانبِ کفر چہ عدل و انصاف خود بفرمایند عدل و محبت و ادبِ عظمت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم ہمیں اعتساف و انصاف را خواہد یا آنکہ حکم فقہ حنفی میداند قال فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ و نیز عجب است کہ باوجود وقائع کثیرہ ارصاصات وقت تشرف صلب حضرت عبداللہ و بطنِ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وقتِ ولادت و بعدش و اخبار منامیہ انبیاء و ملائکہ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اخبارِ احجار و اشجار و کاہنان و راہبان بظہور خاتم النبیین مسمّٰی بہ محمد و احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از صلب حضرت عبداللہ رض و بطن حضرت آمنہ رض

ترجمہ جانب ایمان کے اختیار کرنے میں کیا جدل و اعتساف ہے یعنی کیا جھگڑا ہے اور کون سی حد سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور کفر کی جانب اختیار کرنے میں کونسا عدل اور انصاف حاصل ہو جاتا ہے۔ خود ہی فرمائیں کہ انصاف اور محبت اور حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی عظمت کا ادب کیا اسی اعتساف اور انصاف کا خواہاں ہے۔ باوجود اس بات کے کہ حکم فقہ حنفی جانتے ہیں کہ کہا ہے درمختار میں کہ مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا جبکہ اس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ایک ضعیف روایت ہو۔ اور تعجب ہے کہ حضرت عبداللہ رضؓ کی پشت مبارک اور حضرت آمنہ رضؓ کے بطن مبارک میں نور نبی صلعم کے تشریف لانے کے وقت۔ اور ان کی ولادت کے وقت اور اس کے بعد باوجود بہت سے واقعات ارصاصات کے یعنی وہ معجزات جو قبل ولادت اور عین ولادت اور بعد ولادت آپ سے ظہور پائے جو ارصاصات کہلاتے ہیں۔ اور انبیاء اور ملائکہ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخبار منامیہ یعنی باوجود انبیاء اور ملائکہ سے خواب میں آپ کے تولد کی اطلاعیں پہنچنے کے اور پتھروں اور درختوں اور کاہنوں اور راہبوں کی اطلاعیں حاصل ہونے کے کہ حضرت خاتم النبیین جنکا نام پاک محمد اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوگا حضرت عبداللہ رضؓ کی پشت اور حضرت بی بی آمنہ رضؓ کے بطن سے ظہور پائیں گے۔

کہ ش بیان وقائع ارصات واخبار م بر حضرت عبد اللہ رض وحضرت آمنہ رض
رو نمودند ش چنانکہ در کتب حدیث شریف ورسالہ میلاد ابن جوزی وسید جعفر
برزنجی وغیرہما علماء متقدمین ومتاخرین مذکور است م ایمان نیاوردند خلقی
بہ شیدن ایمان آوردند تو نمی ترسند از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم
قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ یا آنکہ در قصہ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب
میخوانند کہ از ایذاء اقرباء ایذاء خود مبارک فرمود وایذاء خود مبارک را ایذاء خدائے تبارک شعر

اے چنگ فرو بردہ بخون دل حافظ فکرت مگر از غیرت قرآن خالیست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ
کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ
فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ جیسا حدیث شریف کی کتابوں میں اور میلاد کے رسالوں میں ابن جوزی اور سید جعفر برزنجی اور
ان دونوں کے سوائے علمائے متقدمین اور متاخرین سے مذکور ہے۔ آپ کے حضرت عبد اللہ رض اور آپ کی والدہ
حضرت آمنہ رض جس پر بہ تمام واقعات اور اخبارات ظہور پائے ایمان نہ لائیں۔ اور ایک مخلوق سنکر ایمان لے آئے
کیسے اچنبھے کی بات ہے۔ کیا تجھے حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کا خوف نہیں اور کیا وے ایذائے محبوب خدا سے
نہیں ڈرتے ہیں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے رکوع ستہ میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ بیشک جو لوگ
اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے عذاب
سخت مقرر فرمایا۔ باوصف اسکے کہ حضرت سبیعہ بنت ابی لہب کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ آپ نے
ایذائے اقربا کو ایذائے خود مبارک فرمایا۔ اور ایذائے ذات مبارک کو ایذائے خدائے تبارک شعر

خون دل حافظ سے تو ہاتھوں کو رنگیں کر چکا غیرت قرآن حق کا تجکو اندیشہ نہیں

اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

۲۰ ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ عنہم

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ عنہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ واثار مجمع علیہا اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ عنہم ہذا التخالف تخاصم ہے یعنی جو اس سے مخالفت کرے وہ خصومت کرنیوالا جھگڑالو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اسکی محبت رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور اسکی محبت شیخین یعنی صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ مسح خفین پر یعنی دونو موزوں پر مسح کرنا۔ صلوٰۃ جنازتین پر یعنی نیک اور فاسق دونو کے جنازوں کی نماز پڑھنا۔ صلوٰۃ عقب الائمین یعنی نیک اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا۔ حکم الایمان علی الاثمین یعنی کبیرہ صغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ دونو مذکور چیزیں کہ ابھی ہیں فی الحال موجود ہیں چنانچہ فرمایا اللہ سبحانہ نے وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ الآیہ یعنی اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے یہ ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے مقرر ہے۔ اور ہمیں بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے اور کتاب بدء الخلق میں ابن حجر سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہا انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک۔

۲۱ ذکر بیان مسائل اجماعیہ آثار اہل سنۃ وجماعت رضی اللہ عنہم کہ متخالفہ سے متخاصم ہے۔

ترجمہ۔ بیان ذکر اہل سنۃ وجماعۃ کے اجماعی آثار کا یعنی اُن مسئلوں کا جنپر سب کا اجماع ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اہل سنۃ وجماعۃ کے آثار جنپر سبکا اجماع ہے یہ ہیں انکا تخالف تخاصم ہے یعنی جو انسے مخالفت کرے وہ خصومت کرنیوالا جھگڑالو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اسکی محبت رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور اسکی محبت شیخین یعنی صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور انکی محبت۔ مسح خفین پر یعنی دونو موزوں پر مسح کرنا۔ صلوٰۃ جنازتین پر یعنی نیک اور فاسق دونو کے جنازوں کی نماز پڑھنا۔ صلوٰۃ عقب الائمین یعنی نیک اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا۔ حکم الایمان علی الاثمین یعنی کبیرہ صغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ دونو مذکور چیزیں کہ ابھی ہیں فی الحال موجود ہیں چنانچہ فرمایا اللہ سبحانہ نے وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ الآیہ یعنی اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے یہ ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے مقرر ہے۔ اور ہمیں بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے اور کتاب بدء الخلق میں ابن حجر سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہا انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک۔

بیان تعظیم ومحبت خدا ورسول وشیخین وختنین وسبطین رضی اللہ عنہم

مسح موزوں پر نماز صالح وفاسق کے پیچھے اور انکے جنازہ کی نماز صغیرہ وکبیرہ گنہگار ہر مومن کا حکم جنت ونار فی الحال مستام ہونیکے جو ہمیں ہیں موجود ہیں

دلیل قرآن وحدیث

جنت مخلوق ہے بدلیل نص قرآنی وآثار سے

وفی الصحیح البخاری فی باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانہا مخلوقۃ وقال سبحانہ فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۵ قولہ اعدت للکافرین ۵ دلیل علی ان النار مخلوقۃ معدۃ لہم الان ۵ من انوار التنزیل وفی الصحیح البخاری فی باب صفۃ النار وانہا مخلوقۃ ففی الجنۃ تنعیم للمومنین بما ہو منہا لقولہ تعالی جنتان ۵ ذواتا افنان ۵ فیہما عینان تجریان ۵ فیہما من کل فاکہۃ زوجان ۵ جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضا کما ہو ثبت والرویۃ بالعین لقولہ صلعم یراہ المومنون وہم فی الجنۃ باعین رؤسہم ۵ ولقولہ تعالی وجوہ یومئذ ناضرۃ ۵ الی ربہا ناظرۃ ۵ والبقاء فیہا علی حیث التشخص لقولہ تعالی اولئک اصحاب الجنۃ ۵ ہم فیہا خالدون ۵ وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین ۵ وانتم فیہا خالدون ۵ ولیجزیہم اللہ احسن ما کانوا یعملون ۵

ترجمہ اور صحیح بخاری شریف کے اُس باب میں جو صفتِ جنت میں آیا ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانہا مخلوقۃ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۵ یعنی پس بچو اگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ کافروں کے واسطے مقرر ہے۔ پس خدا سبحانہ کا فرمانا اعدت للکافرین یعنی کافروں کے واسطے مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آگ یعنی دوزخ کافروں کے لیے اسوقت طیار پیدا کی ہوئی۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے۔ اور صحیح بخاری شریف کے باب صفت نار میں ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانہا مخلوقۃ۔ اور جنت میں مومنین کے لیے نعمتیں ہیں جو اسی جنت کی ہیں۔ کیونکہ فرمایا خدا تعالی نے جنتان ۵ ذواتا افنان ۵ فیہما عینان تجریان ۵ فیہما من کل فاکہۃ زوجان ۵ کہ یہ تمام آیات سورہ رحمن کے تیسرے رکوع میں ہیں اور معنی انکے یہ ہیں۔ یعنی وہ دو دو باغ ہیں۔ کہ دونو وہ گنجان شاخدار درختوں کے ہیں۔ جن دونوں میں ہر سہ دو دو طرح کے ہیں۔ یہ عمل کا بدلہ نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل نعمت ہو جائے اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور جنت میں رویۃ بالعین یعنی دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی مومن اسوقت کہ جنت میں ہونگے خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وجوہ یومئذ ناضرۃ ۵ الی ربہا ناظرۃ ۵ سورہ قیامۃ کے اول رکوع میں یعنی بہت سے چہرے اُسدن اپنے رب کی طرف دیکھ کر تازگی پانے والی ہونگی۔ اور جنت بقا یعنی موجود رہنا حیثیت تشخص کی بنا پر ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اولئک اصحاب الجنۃ ۵ ہم فیہا خالدون یعنی اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جنکو نفس چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت پاتی ہیں۔ اور تم اُسمیں ہمیشہ رہوگے۔ اور سورہ توبہ کے رکوع پندرہ میں لیجزیہم اللہ احسن ما کانوا یعملون ۵ یعنی البتہ خدا اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے بہت اچھا بدلہ دیتا ہے +

۱۲ دوزخ مخلوق ہے اور فی الحال مع ان تمام اشیاء کے جو اُسمیں ہیں موجود ہے +

۱۳ مومنین کے لیے جنت میں نعمتیں ہیں یہ اعمل ہیں اور یہ کہ اعمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو +

۱۴ جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا

۱۵ جنت میں باقی رہنا مع اُس تشخص کے منص آیات

لفظ وجوہ یومئذ ناضرۃ و الی ربہا ناظرۃ و اولئک وہم وانتم دال است بر تشخص حاصل مشار الیہ و لفظ فیہا بر ظرفیۃ و لفظ خالدون بر دوام بقاء تشخص حاصل ظرف و مظروف و لفظ ما تشتہیہ الانفس بر خواست اختیاری نفوس بنعماء عام از جنۃ و لفظ ناظرۃ و تلذ الاعین بر رویت و لفظ احسن ما کانوا یعملون بر عدم لزوم تشکل عمل فکیف لزوم تشکل الاعمال بنعمائہا الذی ثبت بظنی و ہو خاص و اضطراری و محدود بالعمل بنفی ما دونہ و ارتفاع اعتبار التشخص الحاصل معتقد من اتبع توحید الفلسفۃ و ان جزاء العمل و بقاء التشخص الحاصل ثابتان بقطعی محکم و فی النار تعذیب بما ہو منہا لقولہ تعالیٰ اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل و لو کان کذا ایضا کما ہو ثبت و البقاء فیہا علی حیث التشخص للکافر +

بیان دلائل بقاء تشخص بحصول خط نعمائے جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت

ترجمہ آیات مذکورہ میں الفاظ وجوہ یومئذ ناضرۃ۔ اور الی ربہا ناظرۃ۔ اور اولئک اور ہم اور انتم تشخص پر دلالت کر رہے ہیں جو حاصل مشار الیہ ہے کہ اسکی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ اور فیہا ظرفیت مکانی پر۔ اور لفظ خالدون بقائے دائمی تشخص پر جو ظرف و مظروف کا حاصل ہے۔ اور لفظ ما تشتہیہ الانفس نفسوں کی اختیاری خواہش پر جنت کی عام نعمتوں کی جانب۔ اور لفظ ناظرۃ اور تلذ الاعین چشم سر سے دیکھنے پر جسکو تشخص لازمی ہے۔ اور لفظ احسن ما کانوا یعملون عمل کے لازمی متشکل نہ ہونے پر یعنی یہ نہیں ہے کہ عمل کا نعمت کی صورت میں متشکل ہونا لازمی و ضروری ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اعمال کا نعمتوں کی صورت میں متشکل ہونا جسکا ثبوت ظنی ہے اور وہ تشکل اعمال بھی خاص ہی صورت کا ہے بسبب خصوصیت اعمال اور اضطراری ہے کہ عمل ہی متشکل ہو۔ اور عمل پر محدود ہے حسب حیثیت مقدار عمل۔ کہ وہ اپنے ماسوا کی نفی کو لازم ہی کرتا ہو۔ اور یہ اعتبار تشخص حاصل کا معتبر ہے کیسے مرتفع ہو سکتا ہے جسکا ثبوت ظرف و مظروف اور ضمائر کا مشار الیہ ہونے سے حاصل ہے۔ اور انکا اعتقاد بھی ملکہ ہے جو توحید فلسفہ کے متبع ہیں۔ حالانکہ جزائے عمل اور بقائے تشخص حاصل یہ دونوں ثابت ہیں قطعی محکم آیات سے اور دوزخ میں عذاب ہے اس چیز کا جو دوزخ کی ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما یعنی یہی لوگ ہیں کہ ہمنے ان کے لیے عذاب دردناک مقرر کر رکھا ہے۔ یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل بعذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور بقا یعنی موجود رہنا دوزخ میں کافر کے واسطے تشخص کی حیثیت کی بنا پر ہے +

بیان یہ کہ عمل کا متشکل بنعمت ہونا لازم و ضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بدلیل کیونکہ تشکل عمل محدود و مخصوص و اضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل +

لقولہ تعالیٰ اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ۝ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ۝ پس بقائے تشخص حاصل مشار الیہ از لفظ اولئک وھم و نادوا و علینا و انکم و از لفظ فیھا خالدون و ماکثون دوام بقاء ظرف و مظروف واضح و اگر مرتفع شود اعتبارات تشخص چنانکہ گفتند چہ فرق در رویت و حجاب ثابت است فرمودہ سبحانہ کَلَّآ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ وفضل الانبیاء علی الاولیاء و صلوٰۃ التراویح فی لیالی رمضان المبارک عشرین رکعات و ہنوز در مقابل بدعات مبتدعین آثار اہل سنت و جماعۃ محصور بر ہیمہ گفتہ شدہ اند

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر رکوع چار میں اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی یہی لوگ دوزخ والے ہیں وے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور فرمایا سورۂ زخرف کے رکوع سات میں نَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ۝ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ۝ یعنی وے پکاریں گے اے مالک کہیں فیصلہ کرچکے ہمپر تیرا رب۔ کہے گا مالک بیشک ابھی تمہیں رہنا ہے اسی طرح بقائے تشخص حاصل مشار الیہ جس کی طرف اشارہ ہے الفاظ آیات مذکورہ اولئک۔ اور ھم۔ اور نادوا۔ اور علینا۔ اور انکم سے۔ اور لفظ فیھا خالدون۔ اور ماکثون سے ظرف و مظروف کا بقائے دائمی واضح ہے۔ اور اگر اعتبارات تشخص اٹھا دیئے جاویں جیسا کہ لوگوں نے کہا تو رویت اور حجاب میں کیا فرق ثابت رہے گا۔ کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ تطفیف پارہ عم میں کَلَّآ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ یعنی ہرگز یہ بات نہیں بیشک وے اپنے رب سے اُس دن البتہ محجوب ہوں گے۔ اور فضیلت انبیاء کی اولیاء پر۔ اور نماز تراویح کی رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت۔ اور ابھی تک بدعتی لوگوں کی بدعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت و جماعت کے آثار جو ایسے مسائل ہیں کہ اُن سب کا اجماع ہے صرف انہیں پر محصور نہیں ہو سکتے جو بیان میں آئے۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور جو کچھ دوزخیوں کو عذاب ہے ۔

بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نہ رہنے میں رویت و حجاب کا فرق نہ رہے گا ۔

بیان فضیلت انبیاء بر اولیاء

بیان نماز تراویح بیس رکعت

بیان یہ کہ مقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت و جماعت ایسے اور بھی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے اور صرف مذکورہ بالا پر نہیں ہو سکتا ۔

۲۱ ذکر کیفیت تعظیم ومحبت شعائر اللہ تعالیٰ وشعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

ذکر کیفیت تعظیم ومحبت شعائر اللہ تعالیٰ وشعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تعظیم ومحبت قبلتین کما قال سبحانہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ الآیہ وما یتعلق بہما وکتب منزلہ بانچہ شاید۔ وتعظیم ومحبت دین اللہ وآں الضرام بالانتظام شں وحرمتش در دل است علی تفاوت الحال سں مرلوط است بتعظیم ومحبۃ حالاً ہم فرض است یا واجب یا سنت سں ایہما معطوف علیہ ومعطوف خبر مبتدا است یعنی تعظیم ومحبت ہم وتعظیم مسجد بما یتعلق بہ من حق لقولہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ

۲۲ ذکر بیان تعظیم ومحبت شعائر خدا ورسول وغیرہ کا

ترجمہ بیان ذکر تعظیم ومحبت اُن چیزوں کا جو خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم اور بزرگان دین سے منسوب ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

۱ تعظیم ومحبت قبلتین

تعظیم ومحبت قبلتین یعنی کعبہ معظم اور بیت المقدس کی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نور رکوع پانچ میں فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ الآیہ یعنی اُن گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بلند کریں گے اور وہاں اُسکا نام پڑھنے کا آخر آیت تک۔ اور تعظیم ومحبت اُن چیزوں کی جو انمیں دونو قبلتیں سے متعلق ہیں۔ اور تعظیم ومحبت خدا کی طرف سے اُتری ہوئی کتابوں کی جیسی ہونی چاہیے۔ اور تعظیم ومحبت اللہ کے دین کی اور یہ اُسکا انتظام کے ساتھ انصرام کرنا ہے اور اُسکا ادب وحرمت دلمیں ہے۔ اور یہ تعظیم ومحبت حسب حال متفاوت ہوگی کیونکہ کیفیت تعظیم ومحبت باعتبار مراتب احکام دین فرض ہوگی یا واجب یا سنت پس اسی ادب کے لحاظ سے جو اُسکے دلمیں باعتبار مراتب احکام دین ہے اُسی مرتبہ انتظامی کے ساتھ اُسکا انصرام کریگا لہذا تعظیم ومحبت دین مختلف ہوگی۔ اور تعظیم مسجد کی جو اُس چیز کے کہ متعلق مسجد اُس سے متعلق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ سورۂ حج کے چوتھے رکوع میں من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ یعنی جو ادب کرے مسجد کی جو کچھ چیزیں اُسکا سو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے تا آخر آیت

۲ تعظیم ومحبت کتب منزلہ

۳ تعظیم ومحبت دین خدا انصرام بتفاوت مراتب

۴ تعظیم مسجد بحقوق متعلقہ مسجد منص کریمہ

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ الآیہ وہی از سورۂ ادب است لقولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الآیہ وازانواع تعظیم ومحبت شعائر تعظیم ومحبت آثار انبیاء واولیاء وتبرک باوست صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمْ چنانکہ پسران حضرت یعقوب پیراہن حضرت ابراہیم را تبرکاً وحفظاً بر بازوی حضرت یوسف علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در تفاسیر تواں یافت ش در تفسیر کبیر است مروی است کہ ہرگاہ حضرت ابراہیم علم برہنہ در آتش انداختہ شد حضرت جبرئیل علم پوشانید نش قمیصی از حریر جنت واں قمیص بحضرت یعقوب علم رسید حضرت یعقوب علم در چیزی سخت نہادہ بگردن حضرت یوسف علم آویخت م وتعظیم آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم وتبرک بآں فی المشکوٰۃ عن اسماء بنت ابی بکر اخرجت جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ الیٰ اَنْ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَلْبَسُهَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِیْ بِهَا رواہ مُسْلِمٌ وتعظیم آثار صحابہ وآثار اولیاء وتبرک

ترجمہ اور جو کوئی تعظیم کرے اللہ کے حرمتوں کی تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اسکے رب کے نزدیک تا آخر + اور شعائر اللہ کے ساتھ بے ادبی کی ممانعت سے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الآیہ یعنی بے حرمت نہ کرو اللہ کے نام لگی چیزوں کو آخر تک۔ اور اقسام تعظیم ومحبت شعائر میں ایک قسم انبیاء اور اولیاء کے آثار کی تعظیم ومحبت ہے اور اُنسے برکت حاصل کرنا ہے درود ہو جیو اللہ کا ہمارے نبی پر اور اُنپر جیسا حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیراہن کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بازو پر بغرض تبرک اور حفاظت باندھنا کہ تفسیروں میں معلوم کر سکتے ہو چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے۔ روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام برہنہ آگ میں ڈالے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حریر جنت کی ایک قمیص آپکو پہنائی اور وہ منتقل ہو کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی سخت چیز میں رکھکر حضرت یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اور آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی تعظیم اور اُس سے برکت لینا کہ مشکوٰۃ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک جبہ طیلسانی نکالا یہانتک کہ کہا بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پہنتے تھے اور ہم اسکو مریضوں کے واسطے دھوتے ہیں اور اُس سے ہم شفا پاتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور تعظیم آثار صحابہ اور آثار اولیاء کی اور اُن سے برکت لینا

۱ بیان ممانعت بے ادبی شعائر خدا بنص

۲ تعظیم ومحبت آثار انبیاء واولیاء اور تعظیم وتبرک لینا اُن سے دلائل

۳ تعظیم وتبرک آثار رسول اللہ تعالیٰ صلعم بنص حدیث

۴ تعظیم وتبرک آثار صحابہ واولیاء بنص کہ یہ نسبت تا ثابت نہ ہو کیونکر صحابہ

آں بملاحظۂ احوال اصحاب و اولیاء خود اظہر است مثل چنانکہ داشتن حضرت خالد رضؓ موئے سر مبارک حضرت سیدعالم صلعم در کلاہِ خودش و مظفر و منصور شدن ببرکتِ آں و ہمچنیں بسیار است و داشتن آثار پیران طریقت و تبرک بآں تا ایندم در سلاسلِ طریقت موجود و محمود است کہ بملاحظۂ کتبِ سیرِ صحابہ و اولیاءؓ معلوم تواند شد ہم و قصۂ تابوتِ سکینہ بر تعظیم و تبرک بشعائر دلیلی اشہر لقولہ تعالیٰ وقال لھم نبیھم ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون تحملہ الملٰئکۃ ط ان فی ذالک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین ہ وازاں است تعظیم و محبت مدینہ منورہ شرفھا اللہ تعالیٰ شرفاً عظیماً لقولہ علیہ السلام المدینۃ خیر من مکۃ ولقولہ علیہ السلام اللھم ان اخرجتنی من احب البقاع الیّ فاسکنّی فی احب البقاع الیک

ترجمہ کہ احوال صحابہ اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ سے خود ظاہر تر ہے یعنی خوب اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی ٹوپی میں موئے سر مبارک حضرت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور اسکی برکت سے متحند اور منصور ہونا۔ اور اسی طرح بہت ہے۔ اور پیران طریقت کے آثار رکھنا اور اُنسے برکت لینا اسوقت تک طریقت کے سلسلوں میں موجود ہے اور محمود ہے کہ اسکو اچھا جانتے ہیں جو کتب سیر صحابہ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور قصہ تابوت سکینہ کا شعائر کی تعظیم اور اُنسے برکت لینا پر ایک بہت مشہور دلیل ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر کے رکوع بنتیں میں وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖٓ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ یعنی اور فرمایا اُن کے لیے نبی نے کہ بیشک نشانی اسکی سلطنت کی یہ ہے کہ تمھارے پاس تابوت آئیگا جسمیں طمانیت رحمت کی ہے تمھارے رب سے اور کچھ بچی چیزیں اُنمیں ہیں جو اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون علیہما السلام چھوڑ گئی اسکو فرشتے اُٹھاتے ہیں۔ بیشک اسمیں تمھارے لیے پوری نشانی ہے اگر تم مؤمن ہو۔ اور اسی قسم تعظیم شعائر میں تعظیم و محبت مدینہ منورہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے بہت ہی بڑھکر شرف و عزت سے شرف کرکے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے مدینہ بہتر ہے مکہ سے اور اس سبب سے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے اے میرے خدا اگر تو نے مجھے ایسی جگہ سے نکالا جو سب جگہوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے پس تو مجھ ایسی جگہ میں سکونت دیجیو جو تجھ تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے

تعظیم و محبت مدینہ منورہ و مکہ معظمہ و احادیث متعلقہ

وبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم برحسب مدعا واختلاف فرمودند بعض علماء بفضل مکہ معظمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال صلعم واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت۔ بفہم درمندی ایں فضل مدینۃ الرسول صلعم جزئی من وجہ است نہ کلی پس نیست نزاعی در فضل ہمگر برقع تعارض پس فضل مکہ معظمہ درحد او است وفضل مدینہ منورہ درحد او کرمہا اللہ تعالیٰ تکریماً وتفاضل ہمگر بہ فضل کلی در تقابل نمیکند دریاب انچہ درو است سر تعارض وامانت طرفین ازطرفین ہم وآنکہ مکہ معظمہ محل نور تجلی مسجود الیہ محمد رسول اللہ تعالیٰ است وحقیقت آں تعین ذاتی باعتبار فعالیۃ مبدءۃ الربوبیۃ است کہ سر بیان صفت تعین ذاتی ہم علۃ وجود باجود صلعم کہ سر بیان صفت وجود باجود صلعم ہم مبدء ومواد عالم است وازمراتب الہیات شاملہ مسجودیۃ الہ مسجود لہ محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم

ترجمہ اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن میں نے مدعا کے موافق اختصار کرلیا۔ اور بعض علماء نے مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا اللہ تعالیٰ اسکی عظمت کو معظم کرے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم خدا کی بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھ سے نکلتا میں۔ کسی دردمند کی سمجھ میں مدینہ رسول صلعم کی یہ فضیلت جزئی من وجہ ہے نہ کلی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب جزئی فضیلت مدینہ رسول صلعم کو حاصل ہے نہ کلی طور پر لہذا اس فضیلت جزئی من وجہ سے تعارض فضیلت اٹھ جاتا کیونکہ سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونو کو بزرگی میں مکرم رکھے۔ اور مقابلہ میں کلی فضیلت کے ساتھ ایک کو دوسرے پر یہ دردمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین ہے اور طرفین سے ایک طرف کی امانت۔ معلوم کر اسمیں جو کچھ ہے۔ اور یہ کہ معظمہ محل نور تجلی ہے جو حضرت محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور تجلی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے کہ مبالغہ فاعل ہے یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا۔ مبدء ربوبیت ہے کہ جہاں سے رب ہونیکی ابتدا ہے۔ اور یہی تعین ذاتی باوجود حضور صلعم کی جو عالم کا مبدء اور مواد ہے علت ہے جو سبب ظہور وجود مبارک ہے۔ اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجود باجود حضور صلعم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود لہ ہے جسکی واسطے آپ نے سجدہ کیا ہے

اختلاف فضیلت درمیان مکہ و مدینہ کہ مدینہ معظمہ بعض علماء شافعی فضیلت

سؤال این است مربوط است از علۃ وجود باجود صلعم معطوف علیہ واز مراتب الٰہیات معطوف
هم اگرچہ حقیقۃ نور محمد صلعم کہ مبدء تعین اوست صلعم اعلیٰ وافضل است از حقیقۃ نور حجابی بسبب
مبدء تعینش برای حقائق الٰہیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات اللہ تعالیٰ است بقیام حقیقیش
باللہ تعالیٰ وایں نور ہادثی از مخلوقات اللہ تعالیٰ است بقیام مجازیش باللہ تعالیٰ وکلام
در نفس وجود ایں ہر دو است نہ در حقیقۃ ایں ہر دو ۔

واستحالۂ ذات مبارک صلعم بانوار حجابی کلی آوانی است پس جزئی آنی باشد وفضل نور حجابی
کعبہ معظمہ بکلیۃ آنی است سؤال فضل کلی راست باحاطۂ جزئی وایں تبیین حقیقۃ جواب سوال
مقدر است کہ ازیں عبارت میتوان یافت هم واحب البقاع نودن مکہ معظمہ بخاطر عاطر
حضرت محبوب رب العالمین بوجہ نور حجاب الٰہ مقصود ومعبود است واحب البقاع بودن
مدینہ مکرمہ بجناب رب العالمین بوجہ وجود باجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین
خود فارق فی الفضل بیّن است ودر فضل مدینہ مکرمہ بر مکہ معظمہ تاویل فضل جزئی تواند شد
بخلاف فضل مکہ معظمہ بوصف خیر ارض اللہ واحب ارض اللہ کہ جز کلی نتواند شد ۔

ترجمہ اگرچہ حقیقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدا ہوئی حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الٰہیات کے لیے ہے ۔ ولیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی عالم حادث مخلوقات خدا سے ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے ۔ اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں ۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور صلعم کا انوار حجابی کلی آوانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا ۔ اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیۃ آنی ہے سبب ہے ۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے ۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے ۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدا مقصود ومعبود کا محل نور حجاب ہونیکے سبب ہے ۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلعم ہے ۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق ہے فضل ومنزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے ۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو کہ معظمہ ہے جیسا کہ غور سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اسکا وصف ہونیکے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہو سکتا ۔

مدینہ مکرمہ کا مکہ معظمہ پر فضل جزئی ہونے کا برعکس مکہ معظمہ کا فضل کلی ہونے کا بیان

وجود باجود حضور صلعم کے سبب نور حجابی محمدی کا محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں مقصود ومعبود کا محل نور حجاب ہونیکے سبب ہونا

مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا

وبقطع نظر ازیں فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است و البتہ زمینکہ مشرف باشد بمحل جسد طیب صلعم اشرف جملہ روئے زمین و آسمان است سوائے زمینکہ محل نور حجابی است و عرش عظیم کہ محل نور مسجود لہ است اگر بریں بمطالب اختلاف دعوئی شاں و دلیل آں چنانکہ اختیار فرمودند و ایں دلیل دردمند میریں بہتری آں کہ اختیار کردان شاء اللہ تعالیٰ ۔ والبتہ عنصر قلب شریف حضرت صلعم افضل است از ماہیتہ عرش عظیم بحکم تبع عنصر بروح در مسلوباتش و البتہ عنصر قلبی افضل است از عنصر غیر قلب بر تفاوت حد خود ہا در تبع روح بفارق موجودات از مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم ۔ و قلب بسیط شریف حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضل از عرش عظیم بانکہ یقین عرش عظیم جزئی ش بیائی مجہول مفید معنی تقلیل ہم است از نور محمد صلعم باحمل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد امکان خود و دراں بلزوم قرار تشخص زائد خود

ترجمہ اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت صلعم کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جسنے جسد مبارک کو اٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اُس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے جو نور مسجود لہ کا محل ہے ۔ اگر تو ہماری علماء کے اختلافی مطالب اور انکی دلیل جو کچھ انھوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کریگا اور اس دردمند کی دلیل کو تو جو بہتری کہ اختیار کی ہے اُسکو انشاء اللہ تعالیٰ صحیح جانیگا اور بیشک عنصر قلب شریف حضرت صلعم عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے جیسے روح اعلیٰ کو روح تابع سے فوقیت و فضل ہے اسلیے کہ عنصر تابع روح ہے ۔ اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر غیر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپکے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا لحاظ کریں ۔ اور قلب بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے بفضیلت کے بعد بڑھکر فضیلت سے ۔ سیلئے یقین عرش عظیم نور محمد صلعم کا ایک جزو قلیل ہے باوجود حمل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنے امکان کے اور آن واحد میں بسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلیے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا متعدد امکان آنان کی مستلزم ہے لہذا یقین عرش کو حمل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے ۔ اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہونیکے سبب قرار لازمی ہے کہ آن واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا ۔

محل زمین جسد مبارک سوائے محل نور حجابی و عرش تمام روئے زمین و آسمان سے اشرف ہے

عنصر قلب شریف ماہیتہ عرش عظیم سے افضل ہے و عنصر تابع روح ہے اور اسکو مسلوبات سے ہے

قلب بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے

ولیقین قلب بسیط شریف کلی **سن** بیائی مجہول مفید معنی تعظیم **ھم** است باحمل انوار قدیم بر آوان بلزوم تجدد امکان خود و در ان بلزوم قرار تشخص زائد خود و تشریف اتصاف کلی در آوان فضلی دیگر است کہ بعرش عظیم نصیبی جزئی ہم ازاں نیست و دریں تبیین حقیقۃ جواب خطاہائے فکر لیست فکر سلیم در قرار نسب مخصوصۃ الوجہ فی محلہ باید تا انچہ باید برآید **سن** ای از انچہ باید برآمد برآید **ھم** و ہمیں است تعظیم و محبۃ دیگر آثار صلعم مختلف الحقایق متحد النسبۃ المختصر **شعر**

بر زمینیکہ نشانِ کف پای تو بود ✦ سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکہ اگر بثبوت رسد کہ اثری از دست صلعم کہ محقق نباشد تعظیم و محبۃ لازم است چہ نفی آں ثابت نتواند شد و ہمیں است عادت سلف ما و الا سوء ادب در تعظیم و محبت ظاہر ✦ **سن** در حال امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است در مدینہ منورہ ہر جا کہ عمارت قدیم میدید یا ادب تمام می بوسید بنظر بر آنکہ شاید آں رسول خدا حبیب کبریا صلعم وقتی دستے باں رسانیدہ باشد از ینجا ظاہر است کہ برائے تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ اور یقین قلب بسیط شریف ایک بڑا کل ہے انوار قدیم کا آوان متعدد میں حامل ہونیکے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور اتصاف کلی کا تشریف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اُس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہی فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں اُنکو اپنے اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیئے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیئے حاصل ہووے۔ اور اسی طرح تعظیم و محبت ہی حضور صلعم کے اور دوسرے آثار کی جنکی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے **شعر**

جس جا نشانِ پائے مبارک ہو آپ کا ✦ برسوں ہی سجدے اہل بصیرت کیا کریں

یہانتک کہ اگر ثبوت ہووے کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہے کہ محقق نہ ہووے تعظیم و محبت لازم ہے کیونکہ اُسکی نفی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ نہیں تو تعظیم و محبت میں بے ادبی ظاہر ✦ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ تھے یہ خیال کر کے کہ شاید کبھی اُس رسول خدا حبیب کبریا نے اُسپر دست مبارک لگایا ہووے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے ✦

تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ✦

نسبت ہوں لازم ہے فقط سمجھ کر نسبت محققی اور نہ محقق ہونا ثابت ہے اور نہ تھا ✦

ظاہر اور یہ طریقہ سلف کا ہے ✦

هم واز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کردہ اند فرمود صلعم مَنْ زَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِی وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِی فَقَدْ جَفَانِی ۔ ازیں حدیث شریف شرف بالانتساب وحضور مدینہ منورہ کہ موقوف علیہ تشرف بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفائے خاص است سنّ یعنی عدم حضور مدینہ منورہ وعدم تشرف بزیارت بابرکت حضرت صلعم ھم مؤکد است واین جفائے عدم حضور مشترک بہمہ تفاوت درجات خود بمقابلہ شرائف حضور است پس محکوم باشد بر مرتبۂ مستجمعہ قال سبحانہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ الآیہ علی معنی القرارین واز تشبیہ مراتب حکم قبر وآداب استنباط می تواں کرد سنّ تنبیہ از بیخ ردّ آنست کہ گفتہ شد لتعظیم آثار وتبرک آں شرک است وسخن ہائے نازیبا نیز العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ھم اللھم صل وسلم علی محمد النبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم بہ

تاکید شرف بالانتساب وحضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت بحسب حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ وتراتب حکم وآداب قبر ورد اقوال مخالفین بحکم تعظیم وتبرک آنہا ورد سخنان نازیبا

ترجمہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہیں کی پس بیشک اُس نے مجھ پر جفا کی۔ اس حدیث شریف سے شرف بالانتساب کی تاکید ہے یعنی نسبت ہونے کی وجہ سے شرف کی تاکہ معلوم ہو کہ شرف میں کیونکر شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی جس پر شرف حاصل ہونا موقوف ہے کہ وہ زیارت مرقد مبارک حضور صلعم ہے۔ اور جفائے خاص سے بچنے کی تاکید ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہونا اور حضور صلعم کی زیارت بابرکت سے شرف حاصل نہ کرنا ہے۔ اور یہ حاضر نہ ہونے کی جفا اپنے تمام متفاوت درجوں کے ساتھ اُن شرفوں کے مقابلہ میں ہے جو حاضر ہونے میں حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس جفا کا مرتبہ مستجمع پر حکم ہوگا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ کے آخر رکوع میں عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ الآیہ دو قراءتوں کے معنے کی بنا پر۔ یعنی بھاری ہے اُس رسول پر جو تمہارے نفسوں سے ہے یا تمہارے نفیس تر لوگوں سے یہ کہ تم تکلیف پاؤ۔ اور حدیث مذکور میں جو تشبیہ ہے اُس سے حکم قبر اور آداب قبر کے مرتبوں کا استنباط کر سکتے ہیں۔ تنبیہ یہیں سے اس بات کا رد ہو گیا جو کہا گیا کہ آثار کی تعظیم اور اُس سے برکت حاصل کرنا شرک ہے اور ایسے ہی اور نازیبا باتوں کا۔ خدا تعالیٰ اُن سے پناہ دے اللھم صل وسلم علی محمد النبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم بہ۔

۲۲ ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ ورود جہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ ورود جہی (ای خلق ۱۲) از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علے رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ مخلوق را از اشتراک وصفی یا اسمی باللہ سبحانہ ورود جہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے بود واین بحث مطول از جاماے خوش بمن است در اشتراک وصفی بصفۃ رافۃ ورحمۃ

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ در اشتراک وصفی تجلیں فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ در اشتراک وصفی بترزیق واللہ خیر الرازقین ۔ در اشتراک وصفی بشکر

ترجمہ۔ بیان ذکر وصفی یا اسمی اشتراک کی صحت کا اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی وجہ میں وجہوں سے جو خلق تعالی کی اضافت یعنی خلق میں ہیں یعنی یہ ذکر اس بیان میں ہے کہ مخلوق خدا تعالے کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک صحیح ہے خواہ اشتراک کی کسی وجہ میں ہو سکی وجہ نہیں ہے باعتبار اس نسبت کے جو خلق کو اللہ تعالے کے ساتھ ہے خدا تعالے کے پیدا کرنے سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علے رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ مخلوق کو اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک یعنی نام یا وصف کی شرکت ہو جانے کسی وجہ میں جو خدا کی نسبت کے وجہ ہے چار نہیں ہے۔ اور یہ بحث مطول جو بہت دراز ہے اپنے مقاموں سے بخوبی ظاہر ہے بیان وصفی اشتراک میں صفت رافت ورحمت کے ساتھ خدا تعالی کا یہ کلام ہے جو سورہ بقر رکوع ستر میں ہے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی بیشک اللہ آدمیوں پر بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اور یہ کلام جو سورہ توبہ کے آخر رکوع میں ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی یقینی آچکا ہے تمھارے پاس رسول تمھاری جنسوں سے یا تمھارے نفس تو لوگ سے ایسا کہ بہت گراں ہے اوپر اس کے تم مشقت میں پڑو۔ حریص ہو تم پر یعنی تمھاری تلاش رکھتا ہے ایمان لانیکو۔ مومنوں کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اور وصفی اشتراک میں صفت تخلیق یعنی پیدا کرنے یا بنانے کی نسبت یہ کلام الہی جل جلالہ سورہ مومنون کے اول رکوع میں ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی جب سے عمدہ پیدا کرنیوالوں اللہ ہے برکت والا۔ اور وصفی اشتراک میں صفت ترزیق یعنی روزی دینے کی بابت یہ کلام حق سبحانہ سورہ جمعہ کی آخر آیت میں ہے واللہ خیر الرازقین یعنی اور اللہ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور وصفی اشتراک میں صفت شکر کی نسبت خدا تعالی کا فرمانا اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ الآیہ سورہ لقمان کا دوسرا رکوع یعنی یہ کہ میرا اور اپنے ماباپ کا شکر کر

مطلب بیان اشتراک وصفی

۲۳ بیان ذکر صحت اشتراک وصفی یا اسمی کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وجوہ خلق خدا تعالی کی کسی وجہ میں

مطلب بیان اشتراک وصفی

۲۴ اشتراک صفۃ رافت ورحمت

۲۵ اشتراک صفۃ تخلیق

۲۶ اشتراک صفۃ ترزیق

۲۷ اشتراک صفت تشکر

بعطف نسق پس از واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ تخصیص عبادت مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نبود مگر شکر مخصوص بہ سبحانہ مراگر نشود در اشتراک شکر کہ از عبادت است شرک فی العبادۃ حقیقتاً یکریمہ ان اشکرلی ولوالدیک ثابت خواہد شد بل تساقط۔ واز بنجا البتہ از نظم واعبدوا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ نیز تخصیص عبادت مطلقہ علی انواعہا مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع عبادت غیر مخصوصہ بسبحانہ لغیرہ سبحانہ نشود ورنہ شکر ہم ممنوع در اشتراک وصفی باطاعۃ اطعن اللہ ورسولہ الایہ

عطفِ نسق

شکر مخصوص موقوفۃ النیت لہ سبحانہ مانع شکر غیر مخصوص بسبحانہ نہیں ہوتا مگر مانع شکر مخصوص بسبحانہ۔

شکر بھی اوقسم عبادت ہے

ترجمہ اس آیت میں عطف نسق ہے جسمیں تردید صحیح ہے جو عطف مذکور کا منشا ہے پھر یہ آیت واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے یعنی اور خاص اللہ کا ہی شکر کرو جبکہ تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس سے ایسی عبادت کی تخصیص ہے جو اللہ معبود کی مخصوصہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے ہی موقوفۃ النیۃ ہو۔ تخصیص عبادت ایسے شکر کی مانع نہیں ہو سکتی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو مگر اس شکر کی جو مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ ہو کہ وہ شکر مخصوص غیر کے لیے ممنوع ہے۔ اسلیے کہ اگر شکر مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ مرتد نہ ہوگا تو اشتراک شکر میں کہ یہ بھی عبادت ہے اس آیت کریمہ ان اشکرلی ولوالدیک سے شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہو جائیگا بلکہ تساقط ثابت ہوگا کہ ایک کا دوسرے میں ساقط کر دیا جائیگا یا دونوں سے ہر ایک دوسرے کے لیے حکم سقوط پیدا کریگا جس سے دونوں کا سقوط ثابت ہوگا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور والدین کی نسبت ہے اگر اس میں عطف نسق مراد لیکر تردید کا صحیح ہونا تسلیم نہ کیا جائے گا تو دوسری آیت شکر سے جو خاص اللہ کے لیے ہے عبادت میں حقیقتاً اور واقعی شرک ثابت ہو جائے گا بلکہ انجام شکر مخصوص کا تساقط ثابت ہوگا کیونکہ شکر بھی منجملہ عبادت ہے پس یہ اشتراک شکر عبادت میں حقیقی شرک پیدا کرکے تخصیص شکر و عبادت کا مانع ہوگا اور یہ منع تخصیص شکر و عبادت شرک حقیقی کے سبب تخصیص شکر جو آیت سے ظاہر ہے ساقط کریگا اور تخصیص کا سقوط عبادت و شکر مخصوصہ کو کہ ثابت ہے ساقط کرکے آپسمیں تساقط ثابت کریگا۔ لہذا معلوم ہو کہ آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ سے عبادت مخصوصہ خدائے معبود کی کہ خاص اسی کے لیے نیت موقوف کرکے کی ہو یہ تخصیص عبادت اسی شکر کو غیر کے واسطے منع کرتی ہے جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہو نہ ایسی شکر کو جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ اگر اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص شکر مراد نہ ہوگا تو شکر خود عبادت ہے آیہ ان اشکرلی ولوالدیک الایہ سے اشتراک شکر میں شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہوگا اور یہ شرک حقیقی فیما بین عبادت مخصوصہ کو ساقط کریگا جیسا بیان ہوا۔ پس یہاں نسبی الوناس نظم جملہ اعبدوا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون سے بھی یعنی اور خاص اللہ کی ہی عبادت بجا لاؤ کہ جبکہ تم خاص اسکی بندگی کرتے ہو۔ کہ یہ نظم جملہ متوافق مضمون آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون کے اس تخصیص عبادت مطلقہ کی بنا بر اسکے اقسام کے کہ جو خاص خدائے معبود کی اسکے لیے خاص نیت موقوف کرکے کیگئی ہیں۔ یہ ایسی عبادت کی مانع ہوگا کہ غیر مخصوصہ اللہ سبحانہ ہو غیر اللہ سبحانہ کے واسطے کہ وہ شکر بھی ممنوع ہوگا۔ اور وصفی اشتراک میں صفۃ الطاعۃ کے بارہ میں اللہ کا یہ حکم سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے اطعن اللہ ورسولہ الایہ یعنی اطاعت کرو تم نے عود تو اللہ اور اس کے رسول کی

اشتراک مقتضا غیر عطف نسق و تفسیر

بعطف نسق فی حق اللہ تعالیٰ وحق الرسول صلعم بدلالۃ شانِ نزول واطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ بعطفِ تفسیری بدلالۃ شانِ نزول دراشتراک وصفی یقنوت من یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ بعطفِ نسق بدلالۃ شانِ نزول دراشتراکِ وصفی بایمان فآمنوا باللہ ورسولہ والنورِ الذی انزلنا الآیہ دراشتراکِ وصفی بربوبیۃ فرمودہ سبحانہ حکایتاً از حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا الآیہ دراشتراکِ وصفی بہ برأت اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٓ من المشرکین ۙ ورسولہ ط باید دانست وقف مطلق بے تقیدی باختلافِ ۙ مقتضی ثبوتِ متقدم میانِ لفظ مشرکین ورسولہ لازم جواز ہر قیدی از قیود بحکم وصل وفصل مفید اشارتِ عطفِ تفسیر وہم عطفِ نسق افادت

ترجمہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول صلعم کے حق کی بابت شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سورۂ انفال رکوع چھ کی اطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ میں۔ یعنی اے مردو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ شان نزول کی دلالت سے عطف تفسیری ہے۔ اور وصفی اشتراک صفت قنوت یعنی بجا آوری حکم کی نسبت یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیہ یعنی اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبردار کریگی الخ۔ اسمیں بھی دلالت شان نزول کے اعتبار سے عطف نسق ہے۔ اور اشتراک وصفی ایمان کی باب میں یہ آیہ سورۂ تغابن رکوع اول میں ہے فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا الآیہ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول اور اس نور کا جسکو ہم نے اتارا الخ۔ اور اشتراک وصفی ربوبیت کے بارہ میں کہ حضرت حق سبحانہ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حکایت کرکے فرمایا سورۂ یوسف رکوع پنجم میں یاصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا الآیہ یعنی اے میرے قید خانہ کے ساتھیو تم دونوں میں ایک جو ہے وہ تو اپنے رب کو شراب پلائیگا الخ۔ اور اشتراک وصفی برأت یعنی بری ہونیکے بارہ میں اللہ کا قول سورۂ توبہ رکوع اول میں اسطرح ہے اذانٌ من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٓ من المشرکین ۙ ورسولہ ط یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو خبر سنا دیا ہے اور اعلان کی کہ اللہ بری اور الگ ہے مشرکین سے اور اسکا رسول۔ یہاں سمجھنا چاہیے کہ اس آیت میں لفظ رسولہ کو بعد وقف مطلق یعنی بغیر کسی قید کے وقف کرنا اور اسکے ساتھ بولنا لفظ مشرکین وقف لا کا اختلاف بصریوں کے نزدیک یہاں آیتے ہے۔ اور یہ وقف لا درمیان لفظ مشرکین اور رسولہ کے بموجب متقدم کا مقتضی ہے۔ یہ وقف مطلق مع اختلاف لا بحکم وصل وفصل کہ عطف تفسیر اور عطف نسق دونوں کی اشارت کو مفید ہے

تینوں میں سے ہر ایک قید کے جائز ہونیکو لازم کرتا ہے

۱ اشتراک مقصد ثبوت

۲ اشتراک صفت قنوت

اشتراک صفت ربوبیت

۳ اشتراک صفت برأت

وقف مطلق مع وقف لا مختلف فیہ کی اسرار برأت والیہ اور مستقلہ میں بحکم وصل وفصل مستعمل بعطف تفسیری و عطف نسق الخ

براءت تابعہ و مستقلہ من بمقابلہ تابعہ ہم میکند و عدم قبول مستقلہ انفائی عصمت
ہست در اشتراک وصفی بخشیدن و لو انہم رضوا ما اتاہم اللہ و رسولہ سیؤتینا
(در سورہ توبہ ۱۲)
اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون ۵ و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ
و انعمت علیہ الآیہ در اشتراک وصفی برضاء و اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان
کانوا مومنین ۵ در اشتراک وصفی باغناء و فضل و ما نقموا الا ان اغناہم اللہ
و رسولہ من فضلہ ج در اشتراک وصفی بانتساب قل الانفال للہ و الرسول ج

ترجمہ براءت تابعہ اور مستقلہ جو مقابلہ تابعہ میں ہے دونوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مستقلہ براءت کا دانستہ عصمت کی نفی کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقف مطلق میں مع اختلاف لا کے براءت و علیحدگی اللہ اور اسکے رسول کی مشرکین سے خواہ براءت تابعہ ہو یا مستقلہ ہر دو قسم کی براءت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ لفظ من رسولہ کے بعد جو وقف مطلق ہے وہ بیقید ہے۔ اور لفظ مشرکین کے بعد جو وقف لا ہے اسکے ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے حالانکہ نفی ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس بحکم وصل و فصل یہ عطف تفسیری اور عطف نسق دونوں کی جہات اشارت کا فائدہ دے رہا ہے۔ لہذا وقف مطلق اسی حکم وصل و فصل مذکورہ کے موافق قیود میں سے ہر قید کے جائز ہونے کو لازم کرتا ہے۔ چنانچہ در صورت وصل یعنی تسلیم وقف لا کہ مقتضی ثبوت متقدم ہے بہ تبع بریت خدا باعتبار عطف تفسیر اسکے رسول کی بریت بھی مشرکین سے حاصل ہے اور یہ براءت تابعہ ہے۔ اور در صورت فصل یعنی عدم تسلیم وقف لا یا باعتبار عطف نسق براءت خدا و رسول کی ہر ایک بالاستقلال مشرکین سے ثابت ہے والا مستقلہ براءت نہ ماننے میں عصمت رسول کی نفی کرنا ہے۔ اور اشتراک وصفی بخشیدن کرنے میں یہ کلام الٰہی جل جلالہ

۱۰ اشتراک صفت بخشیدن

سورۂ توبہ کے رکوع ہفتم میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وے راضی ہوتے جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے۔ اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ دے رہیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اسکا رسول ہمکو اللہ ہی چاہیئے۔ اور سورۂ احزاب رکوع پنجم میں وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الآیہ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ تم اسکو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تم نے بھی اسپر احسان کیا یعنی بخشش کی یہ کہہ رہے تھے آخر تک۔ اور اشتراک وصفی رضا یعنی خوشنودی کے بیان میں

۱۱ اشتراک صفت رضاء

آیت کریمہ سورۂ توبہ کے رکوع ہشتم میں ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ یعنی وے اگر مومن ہیں انکو اللہ اور اسکے رسول کو راضی کرنا بہت ضرور ہے۔ اور اشتراک وصفی اغنا یعنی غنی کرنے اور فضل کے بارہ میں یہ کلام حق سورۂ

۱۲ اشتراک صفت اغنا

توبہ رکوع نہم میں ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج یعنی اور عیب کرتے ہیں وے اسکے مدار میں کہ اللہ اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے انکو دولتمند کر دیا۔ اور اشتراک وصفی انتساب کے بارہ میں یہ کلام الٰہی ہے جو سورۂ انفال کے ابتدا میں

۱۳ اشتراک صفت انتساب

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج یعنی کہدیجیے کہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے

وراشتراکِ وصفی بکفایت یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۵
وراشتراکِ وصفی بتولیت وامداد واعانت فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح
المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظھیرا ۵ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین ۵
الآیہ وراشتراکِ وصفی بقضاء امر وعصیان ازامر ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی
اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد
ضل ضلالا مبینا ۵ بہر دو عطف نسق میان لفظ اللہ ورسولہ بدلالۃ شان نزول این
اشتراک وصفی از ایمانیات است بتفاوتِ مراتب فرضیۃ ووجوب واباحۃ پس شرک دریں
اشتراک بفرض است یا واجب یا مباح واعراض از حقیقتِ آں کفر است العیاذ باللہ
تعالیٰ منہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فیا ایھا الموحدون کیف

کفرتم عن الشرک

اشتراک صفۃ کفایت ۱۴

اشتراک صفۃ تولیت واداد واعانت ۱۵

اشتراک صفۃ قضاء امر وعصیان ازامر ۱۶

بیان یہ کہ اشتراک وصفی ایمانیات سے ہے واعراض اُس سے کفر ۱۷

ترجمہ اور اشتراکِ وصفی کفایت کی بابت یہ آیت ہے سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ۵ یعنی اے نبی تجکو اللہ کافی ہے اور ایمان والوں میں سے جنہوں نے تیری پیروی کی۔ اور اشتراک وصفی دربارۂ تولیت وامداد واعانت یہ کلام حق سبحانہ ہے سورۂ تحریم رکوع اول میں فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذلک ظھیر ۵ یعنی پس شبہ خدا وہی اُسکا مولیٰ یعنی رفیق ہے اور جبرئیل اور نیکوکار مومن اور فرشتے بعد اسکے بڑی حمایتی ہیں۔ اور سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یہ آیت ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین ۵ الآیہ یعنی وہی ہے جسنے تجکو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا۔ اور اشتراک وصفی بقضاء امر یعنی اجرائے حکم اور عصیان ازامر یعنی حکم سے نافرمانی کی نسبت میں یہ آیت ہے سورۂ احزاب کے رکوع پنجم میں ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ۵ یعنی نہیں ہے کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو یہ لائق کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا حکم دیوے تو انکو اپنے کام میں اختیار یا رخصت باقی رہے۔ اور جسنے اللہ اور اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ اس آیت میں دو نو جگہ بمقام اجرائے حکم اور نافرمانی حکم لفظ اللہ اور رسول کے درمیان شان نزول آیت کی دلالت کے اعتبار عطف نسق ہے۔ پس یہ اشتراک وصفی جسکا آیات سے ہونا ذکر ہوا ایمانیات سے ہے جسمیں مراتب کے تفاوت پر نظر کرنے سے کہیں اس اشتراک وصفی کا ایمان فرض ہے اور کہیں واجب اور کہیں مباح۔ پس شرک بھی اس اشتراک میں بمقابلہ ایمان یا تو فرض ہوگا یا واجب ہوگا یا مباح۔ اور اسکی حقیقت سے اعراض کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ بحمد اللہ کے جو نہایت برتر اور بزرگ ہے توانائی اور قوت نہیں حاصل ہے۔ فیا ایھا الموحدون کیف کفرتم عن الشرک پس اے موحدو تم خواہی کے مانے والے ہو شرک سے کیسے منکر ہو گئے

سؤال تنبیہ از ینجا رد آنست کہ گفتہ شد اشتراک تعظیمی شرک است چنانکہ سجدہ تعظیمی ولفظ بندگی ومنتسبات مالی ومتشابہات محضہ نیز چنانکہ خمیدن وقت سلام تعظیماً هم باید دانست اشتراک وصفی یا اسمی لابد منہ شرک نیست البتہ اشتراک حادث بقدیم در وصف قدم ووجہ مخصوص شرک است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اگرچہ دریں بحث اشتراک مقاصد اجمالاً بایاں رسید اما تفصیلی در تحقیق عبودیت ومعبودیت وعبادت وشرک مناسب نمود۔ باید دانست تحقق عبودیۃ خود نبودن است وتحقق معبودیۃ خود بودن چنانکہ نزد اولوالالباب از قول الست بربکم بحذف خبر بتوسع مقاصد مؤ ورنہ ربکم فصیح بود وزیادۃ خلاف فصاحۃ هم ہمیں معرفۃ مقصودہ عیانست مؤ از ربط وظلیۃ مربوب برب هم

ترجمہ۔ تنبیہ یہانتک اسکا بھی رد ہوگیا ہے جو کہا گیا کہ اشتراک تعظیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور منتسبات یعنی جو مالی منسب چیزیں ہیں کہ انکو نسبت دی ہے۔ اور متشابہات محضہ بھی یعنی وہ جنمیں صرف مشابہت ہی ہو جیسے سلام کے وقت تعظیم کیلئے جھکنا سمجھنا چاہیے کہ اشتراک وصفی یا اسمی ایسا کہ اُس میں چارہ نہ ہو شرک نہیں ہے۔ البتہ اشتراک حادث کا قدیم کے وصف قدم میں یا وجہ مخصوص میں شرک ہے ایسے شرک سے اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ اور اگرچہ اس بحث اشتراک میں جو تقاصد تھے انکا مجمل طور پر بیان تمام ہوگیا لیکن عبودیت اور معبودیت اور عبادت اور شرک کی تحقیق میں کچھ تفصیل مناسب معلوم ہوئی۔ پس معلوم ہو کہ تحقق بات عبودیت میں خود نبودن یعنی خود نہ ہونا ہے اور معبودیت کا تحقق خود بودن یعنی خود ہونا ہے جیسا کہ اولوالالباب یعنی خلقات عقلا کے نزدیک قول الست بربکم سے یعنی کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ یہی مقصودہ معرفت بسبب اُس ربط وعلاقہ کے جو مربوب کا رب کے ساتھ ہے اور بسبب ظل وسایہ ہونے پروردہ کے اسکو اپنے یا لینے والے سے ہی ظاہر اور عیاں ہے کیونکہ اسمیں خبر کے حذف ہونیکے سبب مقاصد کا توسع پایا جاتا ہے ورنہ ربکم فصیح تھا اور زیادتی حرف کا فصاحت کے خلاف ہے۔ مطلب یہ کہ عبودیت میں محقق واصلی بات خود نہ ہونا ہے۔ اور معبودیت میں تحقق خود ہونا جیسا قول الست بربکم کے بڑی عقلمندوں کے نزدیک چونکہ اس میں حذف خبر کے سبب مقاصد متوسع ہیں یعنی مقصودات وسیع واقع ہوئی ہیں اسی مقصودہ معرفت بودن اور خود نبودن کا اظہار ہے جو رب معبود کے خود ہونے اور مربوب کی حالت عبودیت میں خود نہ ہونے پر دال ہے ورنہ بجائے بربکم کے ربکم فصیح تھا اور زیادتی ایک حرف کی بھی فصاحت کے خلاف ہے۔ پس حرف با قول الست بربکم میں رب موجود کا مربوب مخذوف کے ساتھ یعنی پالینے والے کے خود ہونیکا پروردہ کے خود نہ ہونے یعنی مقدر ہونیکے ساتھ ربط وعلاقہ بتلا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پروردہ اپنے یا لینے والے کا ظل وسایہ ہو جو اپنے آپ نہیں ہے بلکہ ذی ظل کے خود ہونے پر اُسکا ہونا منحصر ہے لہذا عبودیت میں خود نہ ہونا ظاہر ہے۔ یا یوں سمجھو کہ الست بربکم میں حذف خبر مقاصد متوسع خود نبودن کے جسپر مقصود معرفت کا ہے ربط وظلیت کے اعتبار سے بواسطہ حرف با کے رب معبود کے ساتھ کہ خود موجود ہونا اُسکا ظاہر ہے عیاں کر رہا ہے پس رب موجود کے ساتھ کہ موجود مستقل بخود ہے اُسکے مربوب غیر مستقل موجود کو جو ربط بودن حادث کا بواسطہ با کی موجودہ حاصل ہے ہیں تحت ظل خود بودن کے اُسکو ربط خود نبودن کی نگاہ داشت توسع مقاصد کے لیے مقصود معرفت ہے والدلیل اعلم

مطلب تحقیق عبودیت وغیرہ اور اشتراک میں۔ اشتراک تعظیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور منتسبات اور متشابہات محضہ۔ اشتراک حادث کا قدیم کے وصف قدم میں یا وجہ مخصوص میں شرک ہے اور اشتراک میں تحقیق عبودیت اور معبودیت کی قول الست بربکم سے

ومراد از خود نبودن نفی خود بودن است نہ نفی بودن کہ مہمل است وکفر نعوذ باللہ تعالیٰ منہ
عبادت بجا آوردن فعلی است بجہۃ عبودیت ودراں جہۃ امر شرط نیست اگرچہ باشد ونیت دراں شرط است
اطاعۃ بجا آوردن فعلی است بجہۃ امر ودراں جہۃ عبودیۃ ونیت شرط نیست اگرچہ باشد
پس اشتراک عبادت واطاعت در جہت امر تواند شد قربت بجا آوردن فعلی است
بجہت قربت بمقرب الیہ ودراں جہت امر وعبودیت واطاعت شرط نیست اگرچہ
باشد ودراں نیت شرط است پس اشتراک عبادت واطاعت وقربت در جہۃ قربت
تواند شد پس عبادت واطاعت وقربت جہتی عام بربط جامع س کہ بخدائے پاک و
غیرش ہم یافتہ شود م دارد وجہتی خاص بربط مانع س کہ بجز خدائے پاک بغیرش نیافتہ
نشود دارد م شرک بر چند قسم است شرک فی الذات وشرک فی الصفات وشرک فی
الافعال آنست کہ واقع شود در نفس معبود از جہت خود بودن در ذات وصفات وافعال
وشرک فی العبادۃ آنست کہ واقع شود در عبادت بغیر معبود یا آنکہ مشترک شود در نسبتین

تعریف عبادت کی

تعریف اطاعۃ کی

تعریف قربت کی

بیان اقسام ش

ترجمہ اور مراد خود نہ ہونے سے خود نہ ہونیکی نفی ہے نہ نفی ہونیکی کہ مہمل ہے اور کفر ہے نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اور عبادت۔
کسی فعل کا عبودیت کی غرض سے ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت امر شرط نہیں ہے گو جہت امر بھی پائی جاوے لیکن شرط نہیں البتہ
اسمیں نیت شرط ہے بخلاف اطاعت کے کہ بسبب امر کسی فعل کا ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت عبودیت اور نیت شرط نہیں ہے گو یہ بھی
پائی جاویں لیکن شرط نہیں البتہ جہت امر شرط ہے۔ پس جہت امر میں عبادت اور اطاعت مشترک ہو سکتے ہیں۔ اور قربت کسی فعل
کا ادا کرنا قرب کی غرض سے ہے مقربا الیہ کے ساتھ یعنی جسکی قربت حاصل کرنی ہو۔ اور اسمیں نہ جہت امر شرط ہے نہ جہت عبودیت
اور اطاعت گو یہ بھی ہوں لیکن شرط نہیں البتہ اسمیں نیت شرط ہے۔ پس عبادت اور اطاعت اور قربت جہت قربت
میں مشترک ہو سکتے ہیں۔ لہذا عبادت اور اطاعت اور قربت ایک جہت عام رکھتی ہے جو خدائے پاک اور اسکے
غیر میں ربط کی جامع ہو۔ اور ایک جہت خاص رکھتی ہے جو طرفین میں ربط کی مانع ہو کہ خدائے پاک کے
سوا اس کے غیر میں وہ جہت نہ پائی جاتی ہو۔

شرک کی کئی قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جب ذات میں شرکت ہو دوسری شرک فی الصفات جب
صفات میں شرکت ہو تیسری شرک فی الافعال جب افعال میں شرکت ہو۔ یہ تینوں قسم کا شرک ایسا شرک
ہے کہ نفس معبود میں واقع ہوتا ہے کیونکہ خود بودن یعنی اپنے آپ ہونا ذات وصفات اور افعال میں موجود ہے چوتھی
شرک فی العبادت وہ یہ ہے کہ عبادت میں غیر معبود کے ساتھ واقع ہو وہی یا یہ عبادت دو نسبتوں میں مشترک ہو وے

پس اگر فرق نہ کردہ شود بہ کیفیت نیت در نسبتین وقوع شرک شود در نفس معبود وہم وہم در نفس عبادت بمقابلہ ایمان ورنہ نہ چنانکہ عبادت بریا فرمود صلعم اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ وایں شرک بمقابلہ ایمان نیست نہ مزیل ایمان و شرک فی العلامۃ باختیار زنار و قشقہ وصلیب وغیرہ کہ علامت خاص بصاحب مذہب است وایں از امارات کفر است اگرچہ باستہزا باشد بمقابلہ ایمان و شرک فی المراسم باختیار ہمچو ریسمان رنگین در حلقہ آہنی بستہ کہ وقت معاقدت بر ساعد یا بند و در ہندی کنگنہ گویند شاید کہ رسم مجوسانست حرام است نہ شرک بمقابلہ ایمان و شرک فی العادت باختیار عادت مخالف مذہب است عادتاً دال ظاہر است مکروہ است بمقابلہ عادت اہل اسلام و بہ نیت مشابہت حرام و مومن بایں مشابہت تکفیر نکنند بنا بر مذہب اہل سنت و جماعۃ واگر تخصیص نکردہ شود فعل بہ نیت حکمتی فعل مہمل گردد من بعد باید دانست سجدہ کہ از سر عبودیت خاص برائے غیر حق تعالیٰ باشد شرک فی العبادت

ترجمہ پس اگر دونو نسبتوں میں کیفیت نیت پر فرق نہ کیا جائیگا تو نفس معبود میں شرک کا وقوع ہوگا اور نفس عبادت میں بھی جبکہ بمقابلہ ایمان ہو۔ اور اگر نسبتوں میں کیفیت نیت کا لحاظ رکھا جاوے گا تو شرک نہ واقع ہوگا کیونکہ عبادت میں نیت شرط ہے نہ جہت امر جیسا عبادت بریا فرمایا حضور صلعم نے اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ یعنی ریا شرک ہے۔ اور یہ شرک ایمان کے مقابلہ میں نہیں ہے اور نہ ایمان کو زائل کرنیوالا ہے۔ پانچویں شرک فی العلامت جیسے زنار اور قشقہ اور صلیب وغیرہ اختیار کرنے سے کہ یہ علامتیں خاص صاحب مذہب کی ہیں۔ اور کفر کے نشانات سے ہیں اگرچہ استہزا اور ٹھٹھول کی راہ سے ہوں جبکہ مقابلہ میں ایمان کے ہوں چھٹی شرک فی المراسم یہ ایسی رسمیں اختیار کرنے سے ہوتا ہے جیسے رنگین کلاوہ میں لوہے کا چھلا باندھکر وقت نکاح کلائی میں باندھتے ہیں جسکو اہل ہند کنگنہ کہتے ہیں۔ شاید یہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں کی رسم ہے۔ یہ رسم حرام ہے نہ شرک ایسا جو ایمان کے مقابلہ میں ہے۔ ساتویں شرک فی العادت اور یہ مخالف مذہب عادت کو عادت بنا کر اختیار کرنا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مکروہ ہے جبکہ عادت اہل اسلام کے مقابلہ میں ہو۔ اور جب کہ یہ نیت مشابہت کفار ہو حرام ہے۔ اور مومن کی ان مشابہت کے سبب اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنا پر تکفیر نہ کریں گے۔ اور اگر فعل نیت کے ساتھ تخصیص نہ پاوے گا تو وہ فعل بسبب اہمال نیت اپنی حکمت میں مہمل ہو جاوے گا کیونکہ نہ معلوم ہوگا کہ اس فعل کی بنا کس حکمت پر ہوئی ہے پس بسبب عدم صحت حکمت و بنائے فعل وہ مہمل و عبث ہوگا۔ اب اسکے بعد معلوم ہونا کہ سجدہ جو عبودیت کے خیال سے خاص غیر خدا کے واسطے ہووے یہ شرک فی العبادت ہے +

+ بیان فرق سجدہ عبودیت و سجدہ تحیت

+ ثبوت شرک فی العبادت سجدۂ عبودیت میں قرآن مجید سے +

وسورۂ سجدہ ومن اٰیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ از لفظ للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ ظاہر است کہ مقصود فی النہی سجدۂ عبودیۃ برائے غیر او تعالیٰ است و تخصیص ایاہ تعبدون در وجہ مخصوص للہ تعالیٰ است ورنہ مشکلے لاینحل است در تعارض واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ وان اشکرلی ولوالدیک ۔ واسجدوا لاٰدم ۔ واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ وازیہیں کریمہ بر تفرقۂ نیت دلیل بیتواں گرفت وسجدۂ کہ از بندگی خاص بود اشمہ شرک فی العبادت نیست چنانکہ فرمود سبحانہ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من طین ۔ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۔ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون ۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۔ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین ۔

(اخلاق)

ثبوت بشرک فی العبادت سجدۂ عبودیت میں قرآن مجید سے

سورہ حم سجدہ جناب خدا تعالیٰ نے سورہ حم سجدہ رکوع پنجم میں ومن اٰیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ یعنی اور دن اور سورج اور چاند خدا کی بعض نشانیاں ہیں ۔ تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اللہ کے لیے ہی سجدہ کرو جس نے انہیں بنایا اگر تم اسکی ہی یعنی خاص خدا کی ہی پوجا کرتے ہو ۔ یہاں الفاظ للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ سے ظاہر ہے کہ مما نعت میں سجدۂ عبودیت غیر خدا کے واسطے سجدہ مقصود ہے ۔ اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ورنہ مخصوص اس وجہ پر ان آیات ذیل سے وہ مشکل پیدا ہوگی جو حل نہ ہو سکے گی چنانچہ وہ آیات یہ ہیں واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ وان اشکرلی ولوالدیک کہ انکو مطالب کی مع معنے تصریح ہو چکی ہے اور اسجدوا لاٰدم یعنی سجدہ کرو آدم کو ۔ اور اسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ۔ یعنی اور سجدہ کرو خاص اللہ کا جسنے انکو بنایا اگر تم خاص خدا کی ہی عبادت کرتے ہو ۔ اور اسی آیت کریمہ یعنی آیۂ ومن اٰیاتہ اللیل والنہار والشمس الخ سے تفرقۂ نیت پر بھی دلیل خاص ہو سکتی ہے اور جو سجدہ بندگی کے خیال سے خاص نہ ہوگا وہ شرک فی العبادت نہیں ہے جیسا فرمایا تاج سبحانہ نے سورہ ص رکوع پنجم میں اذ قال ربک للملٰئکۃ انی خالق بشرا من طین ۔ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۔ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون ۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۔ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین یعنی جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو تحقیق میں بشر کو مٹی سے بنانیوالا ہوں پھر جب میں اسکو ٹھیک کر لوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے لیے ساجدین ہو کر گر پڑو ۔ تو سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اسکو تکبر نے لیلیا اور تکبر میں پڑ گیا ۔ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجھکو سجدہ کرنے سے روکا اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ۔ کیا تو نے غرور کی ہے ۔ کیا تو بڑے رتبہ والوں میں ہو گیا

ثبوت بشرک فی العبادت سجدۂ عبودیت غیر خدا کے واسطے سجدہ مقصود ہے اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ورنہ مخصوص اس وجہ پر ان آیات ذیل سے وہ مشکل پیدا ہوگی جو حل نہ ہو سکے گی

وفرمود حکایتاً وخروا له سجداً وقال یا ابت هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقاً
الایۃ ش قال قتادۃ رض فی قوله وخروا له سجداً کانت تحیۃ الناس یومئذٍ یسجد بعضهم
لبعض تفسیر کبیر ہم باید دانست اختلاف کیفیۃ سجدہ از انکہ سجدہ بمعنی سر بر زمین نہادن وتمیز
است از لفظ فقعوا کہ بمعنی در افتید وار لفظ خروا کہ بمعنی بروی افتادند است مرتفع شد وقولہ تعالیٰ
خرّاً رکّعاً وانابَ بیان کیفیۃ اضطراب است یا اشارت بصلوٰۃ انابت واستغفار پس متمیز
چنین باشد بروی افتادخمال یا عجز کناں وظاہر است کہ مقصود فی الکلام خرّ است وغایۃ عجز در سجدہ
است ورنہ اجتماع متخالفین یعنی خرور ورکوع صورت نہ بندد واز لفظ له بتاید لما خلقت بیدیّ
وقال یا ابت هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقاً تخصیص سجدہ برای حضرت
آدم وحضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام واضح تر۔

ترجمہ اور فرمایا حکایتاً وخروا له سجداً اس آیت میں ورفع ابویه علی العرش وخروا له سجداً وقال
یا ابت هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقاً الآیہ کہ سورۂ یوسف رکوع یازدہم میں ہے
یعنی اور اونچا بٹھایا اپنے ماباپ کو تخت پر اور وے سب حضرت یوسفؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو حضرت یوسفؑ نے کہا ای میرے باپ
یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے کہ تحقیق اسکو میرے رب نے سچ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس قول وخروا له
سجداً کی تفسیر میں یہ فرمایا کانت تحیۃ الناس یومئذٍ یسجد بعضهم لبعض یعنی وے اسکے لیے منہ کے بل سجدہ
کو گر پڑے۔ کیونکہ اسوقت لوگوں کی یہی تحیۃ تھی کہ بعض بعض کو سجدہ کرتے تھے۔ جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔ اب معلوم ہو چونکہ
سجدہ کے معنی سر زمین پر رکھنا اور جھکنا ہیں تو لفظ فقعوا سے جسکے معنی گر پڑو اور لفظ خروا سے جسکے معنی منہ کے بل
پڑ گئے کے ہیں کیفیت سجدہ کا اختلاف اٹھ گیا۔ رہا کلام الٰہی جل جلالہ خرّاً رکّعاً وانابَ سو یہ بیان ہے کیفیت
اضطراب کا یا یہ اشارہ ہے نماز انابت واستغفار کا۔ پس اسکے معنے یہ ہونگے کہ منہ کے بل گر پڑا جھکتا یا عاجزی کرتا۔ اور
یہاں مقصود کلام میں جو کچھ ہے وہ خرّ یعنی منہ کے بل گر پڑنا ہے حالانکہ انتہا عجز کی سجدہ ہی میں ہے ورنہ خرور
اور رکوع یعنی منہ کے بل گر پڑنا اور جھکنا ان دو متخالف کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس اجتماع کی صورت کیسے حاصل ہو سکتی
ہے۔ اور لفظ له یعنی اسکے لیے یا اسکے آگے جو آیات مذکورہ میں فقره فقعوا له وخروا له سجداً
میں ہے اسکی تائید میں یہ فقرہ لما خلقت بیدیّ یعنی اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور قال یا ابت هذا تاویل رؤیای من
قبل قد جعلها ربی حقاً الآیہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ یہ میرے اسی پہلے خواب کی تعبیر ہے جسمیں میں نے چاند سورج اور ستارہ کو میرے لیے
سجدہ کرتے دیکھا تھا اب میرے رب نے اسکو سچ کر دکھایا کہ تم سب نے سجدہ کیا۔ انھیں آیات میں موجود ہیں جو حضرت آدم اور حضرت یوسف کی نبینا وعلیہما

وبنیر باید دانست کہ ازما اشارت بعموم منسوبات باو سبحانہ است چہ ما مستعمل است در غیر ذوی العقول نیز غالبا و صراحت بخصوص حضرت آدم بقرینہ محلی و تخصیص خلقت بیدیّ است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الصواب و از بنجا است کہ حکم شرک فی العبادت بریں سجدۂ تحیۃ لحوق کفر کند بر حاکم و در صورت عدم ثبوت نسخ قیاس اینست کہ استکبار و انکار از ین سجدہ بما یستحق کشند و اگر فرق نکردہ شود بہ نیت تخصیص سجدہ این است کہ امر فرمود اللہ سبحانہ بشرک و شرک آورد حضرت یعقوب علیہ السلام و این متعارض خواہد شد از نہی سجدہ عبودیۃ و عصمۃ نبی نہ موافق و نہ منسوخ از بنکہ شرک باتفاق جملہ ملل منہی عنہ است و اگر فرق کردہ شود خود ظاہر است کہ سجدہ عبودیت شرک است نہ غیر او لیکن بعد ثبوت قطعی نسخ غیر سجدۂ عبودیت از قرآن مجید چنانکہ معمول علم اصول است وقوعش کبیرہ باشد ورنہ مباح باشد بقاعدۂ علم اصول

ترجمہ اور یہ بھی معلوم رہے کہ حرف مَا جو نقرہ لما خلقت بیدیّ میں ہے گو اس سے اللہ سبحانہ کے عام منسوبات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے یعنی وہ عام اشیاء جو خدا کی طرف نسبت کی گئی ہیں۔ کیونکہ عربی میں حرف مَا اکثر ذوی العقول میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن قرینہ محلی اور تخصیص خلقت بیدیّ پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر اسکی صراحت ہے یعنی حرف مَا کا استعمال اکثر بیعقل اشیاء کے لیے زبان عرب میں ہوتا ہے لہذا اس سے اشارہ اگرچہ ان تمام اشیاء کی جانب ہے جو خدا کی منسوبات میں ہیں لیکن قرینہ محل اور خاص خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی مخلوق کی خصوصیت پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر صاف صاف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ حرف مَا کا استعمال کبھی صاحب عقل کے لیے بھی ہوتا ہے گو اکثر اور غالب نہیں بخلاف مَنْ موصولہ کے کہ اسکا استعمال ہمیں اکثر اور غالب ہے۔ اور حقیقت صواب کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہو گیا کہ اس سجدۂ تحیۃ پر حکم شرک فی العبادت اسکے حاکم پر کفر کو لاحق کریگا بلکہ اسکے منسوخ ثابت ہونیکی صورت میں قیاس یہ ہے کہ اس سجدہ سے استکبار اور انکار بما یستحق کو کھینچ لیجائیگا یعنی جو کلام الٰہی پر انکار و استکبار کا حکم ہے اسی کا وہ مستحق ٹھہرے گا۔ اور اگر تخصیص سجدہ کے ساتھ نیت میں فرق نہ کیا جاویگا تو یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ نے شرک کا حکم فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شرک ظاہر ہوا اور یہ شرک نہی و ممانعت سجدۂ عبودیت سے جو غیر کے لیے منہی عنہ ہے اور عصمت نبی سے کیونکہ نبی معصوم شرک وغیرہ سے خدا کی پناہ میں ہے متعارض ہوگا نہ موافق ہوگا اور نہ منسوخ کیونکہ نہ آیات موافق سے رفع تعارض ہو کر توافق ہو سکے گا نہ منسوخ سے اسلیے کہ شرک بالاتفاق تمام ملتوں میں منہی عنہ ہے اور اسکی ممانعت ہر ایک نبی کی ملت میں ثابت ہے۔ اور اگر تخصیص سجدہ کی کر کے نیت کے ساتھ فرق کیا جاویگا تو خود ظاہر ہے کہ سجدۂ عبودیت غیر کیلئے شرک ہے نہ اسکے سوا اور سجدہ۔ ولیکن قرآن مجید سے سجدۂ عبودیت کے سوا غیر سجدہ کا منسوخ قطعی ثابت نہ ہونیکے بعد بھی جیسا کہ علم اصول کا معمول ہے سجدہ غیر کا واقع ہونا کبیرہ ہوگا ورنہ علم اصول کا قاعدہ پر مباح ہوگا جبکہ غیر سجدۂ عبودیت کا حرام مجید سے منسوخ قطعی ثابت نہ ہوگا +

وازکریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ نسخ وہنی سجدہ تحیۃ ثابت نمی شود بسبب وقوع اختلاف در تحقیق لفظ و معنی مساجد چنانکہ گفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم اسم ظرف بمعنی موضع سجدہ است واین کریمہ نازل شد تنہیا در منع مشابہت با یہود و نصاریٰ کہ عبادت میکنند حضرت عزیر و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام را با لوہیت در صوامع خود ہا و در منع مشابہت با مشرکین کہ گرد بیت الحرام میگفتند لبیک لا شریک لک الا شریک ہو لک وگفتہ شد کہ نازل گردید برای کسانیکہ عرض کردند یا رسول اللہ صلعم دریں مسجد حضور نتوانیم بسبب دوری فرمان رسید کہ ہمہ مسجد برای خدای دانا و بینا است ہر جا کہ نوانید عبادت با خلاص نمایید۔ وگفتہ شد کہ نازل گشت در اباحۃ آنکہ تمام روی زمین مسجد است برای اُمۃ آنحضرت صلعم پس عبادت با خلاص کنید وگفتہ شد کہ مراد از مواضع سجود سجدہ است ای سجدۂ مخصوص برای خدائے عزوجل است

ترجمہ اور آیت کریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝ جو سورۂ جن کے اول رکوع میں ہے یعنی اور بے شک مسجدیں خدا کے ہی لیے ہیں سو تم نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو۔ اس کریمہ سے مساجد کے لفظ اور معنی کی تحقیق میں اختلاف واقع ہونیکے سبب سجدہ تحیۃ کا نسخ اور انہی یعنی منسوخ اور منع ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ مساجد جمع مسجد بکسر جیم صیغہ اسم ظرف کا ہے جسکے معنی موضع سجدہ کے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ مشابہت میں ممانعت کے لیے تنبیہاً نازل ہوئی ہے کہ وہ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی انہی اپنے عبادت خانوں میں خدا کا کر عبادت کرتے تھے۔ اور اُن مشرکین کی مشابہت میں منع کیلیے بھی جو بیت الحرام کے گرد لبیک لا شریک لک الا شریک ہو لک کہتے تھے نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اُن لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس مسجد میں دوری کے سبب نہیں حاضر ہو سکتے حکم ملا کہ سب مسجدیں خدائے دانا اور بینا کے واسطے ہیں جہاں ہو سکے تم اخلاص سے عبادت کرو۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اس بات کی اباحت میں نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہے پس عبادت اخلاص سے کرو کہ خدا نے تمام روئے زمین کو تمہارے لیے مسجد بنا دیا اور عبادت کو ہر جگہ مباح کر دیا جہاں چاہو اخلاص سے عبادت کرو۔

اور مساجد کی نسبت یہ بھی قول ہے کہ مواضع سجود سے مراد سجدہ ہے یعنی مراد ظرف سے مظروف ہے۔ اس صورت میں مطلب آیت یہ کہ سجدہ خدائے عزوجل کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق لفظ و معنی مساجد جمع اختلاف نزول آیہ کریمہ کہ سجدہ تحیہ منسوخ و منع نہیں ہے

وگفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ است جنس پس تنبیہ بر خصوصیۃ اجناس سجدہ برای خدائے عزوجل است ودریں دو صورت اخیرہ بقرینہ فلا تدعوا مع اللہ احدا خصوصیۃ سجدہ عبودیت مفہوم میشود نہ سجدہ تحیۃ واگر گرفتہ شود از مساجد اجناس سجدہ این ہر دو اول قطعی الثبوت نیست بسبب اختلاف وقرینہ مذکور تا ناسخ بود مر سجدہ تحیۃ را وایں اختلاف بمطالعہ تفاسیر متوان یافت اکنون سخن اثبت در تحقیق معانی احادیث طیبہ چنانکہ ذکر کرد صاحب مشکوٰۃ از شرح امام محی السنہ عن ابی خزیمۃ انہ روی فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلعم فاخبرہ فاضطجع النبی صلعم وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبہۃ النبی صلعم از لفظ صدق رؤیاک الخ براشارت بجا آوردن ایں سجدہ است ظاہر است کہ دریں حدیث شریف صراحۃ سجدہ عبودیت یا سجدہ تحیۃ نیست پس ظن ہمیں است کہ ایں سجدہ تحیۃ باشد اگر سجدہ عبودیت بودی حضرت صلعم خویشتن بر پیشانی نورانی وتاویل در کلام نفرمودے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ترجمہ اور یہ بھی قول ہے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی ہے جس کے معنے جنس سجدہ ہیں پس اجناس سجدہ کی خدائے عزوجل کے لیے خاص ہونیکی تنبیہ ہے۔ اور ان دو آخری صورتوں میں فلا تدعوا مع اللہ احدا کے قرینہ سے سجدہ عبودیت کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے نہ سجدہ تحیۃ کی۔ اور اگر مساجد سے اجناس سجدہ ہی مان لی جاویں تب بھی یہ مدلول اختلاف اور قرینہ مذکور کے سبب قطعی الثبوت نہیں ہے کہ اسکا ثابت ہونا قطعی مانا جاسکے تاکہ خاص سجدہ تحیۃ کے لیے ناسخ بجا وے۔ اور یہ اختلاف تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتا ہے اب احادیث طیبہ کے معانی کی تحقیق میں گفتگو ہے جیسا صاحب مشکوٰۃ نے ذکر کیا ہے شرح امام محی السنہ سے کہ حضرت ابی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے روایت کی اس بارہ میں جو سوتا ہوا آدمی خواب میں دیکھتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر انھوں نے سجدہ کیا خواب میں پھر آپ سے اگر بیان کیا تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ گئے اور فرمایا آپنے خواب کو سچ کر لے پس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کر لیا۔ اس حدیث شریف میں لفظ صدق رؤیاک سے اس سجدہ کی بجا آوری کی اشارت پر دلالت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث شریف میں سجدہ عبودیت اور تحیۃ کی صراحت نہیں ہے۔ پس گمان یہی ہے کہ یہ سجدہ سجدہ تحیۃ ہوے اگر سجدہ عبودیت ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سجدہ کی پیشانی نورانی پر اور کلام میں تاویل نہ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی خزیمۃ الخ اور روی فیما یری النائم الخ

تفسیر حدیث شریف اول حضرت ابی خزیمہ کی سجدہ جبین مبارک پر کرنیکے باب میں بنا بر تقیید لفظ رؤیاک

واخرج الامام احمد بن حنبل رضی عن عائشۃ قالت ان رسول اللہ صلعم کان فی بعض
المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ صلعم نحن
لک ابہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال رسول اللہ صلعم اعبدوا
ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمرا احدا لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا
بما کہ تقریر متعلق جواب باسوال ضرورتا جواب ازسوال خاص محمل بعمومی عموم عبادت مخصوص
معبود وعموم اکرام وکرم مساوی المنزلت تفصیلاً بفصاحت کلام و بلاغت مرام است
حاصل آنست کہ ہرچہ از جنس عبادت بدنی ومالی برائے معبود است برائے اکرام مساوی جائز نیست

ترجمہ حدیث اور سنن امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں مہاجرین اور انصار کے تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اس نے آپکو سجدہ کیا اور آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم آپکو سجدہ کرنیکے زیادہ لائق ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائیوں کی تکریم اور عزت کرو۔ اور اگر میں کسی کو کسی کے واسطے سجدہ کرنیکا حکم کرتا البتہ میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کے لیے سجدہ کرے کا حکم دیتا۔

تشریح یہاں کچھ کہنا چاہیئے کہ جواب کو سوال کے ساتھ جو تعلق ہے اس پر نظر کرنے سے یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ سوال خاص محمل ہے عموم عبادت اور خصوص معبود اور عموم اکرام اور کرم مساوی المنزلت بطور تفصیل ہے پوری فصاحت کلام اور بلاغت مرام ہے یعنی سوال وجواب کے تعلق میں جو ان کے درمیان ہے غور کرنے سے مفہوم مطلب کے لیے انکے آپس کے تعلق میں غور و فکر کرنا ضروری ہے اور ضرور کئی امر معلوم ہونگے۔ ایک یہ کہ سوال رخصت سجدہ کی بابت ہے اور جواب اسکا جواب مجمل ہے۔ تیسرے اس مجمل جواب کے ضمن میں عموم عبادت کا بیان ہے۔ چوتھے خصوص معبود کا اظہار ہے پانچویں عموم اکرام کا حکم ہے۔ چھٹے یہ کہ لوگ بھی جو عموم اکرام میں شامل ہو کر مکرم سمجھے جاتے ہیں انکا بھی عموم ہے ساتویں اس حکم اکرام کی تفصیل مراتب ہے۔ آٹھویں باوجود مجمل کلام کے اسقدر مطالب مع التفصیل کا مشتمل ہونا بلاغت ہے باہر ہیں اس کلام کا اپنے مقاصد میں فصیح و بلیغ ہونا بخوبی ظاہر ہے اور فصاحت یہ کہ بیان عام فہم اور سادی سلیس ہو۔ اور بلاغت یہ کہ قلیل الفاظ میں کثیر معانی ہوں۔ حاصل یہ کہ جو کچھ بدنی اور مالی عبادت کی جنس سے عبودیت معبود کیواسطے ہو وہی بصورت اکرام مساوی بتفاوت نیت ہر شخص کے اکرام کے لیے جائز ہے پس ہر فرد کے لیے زیادہ مناسب ہے اور سجدہ بھی ایک قسم اسی کی ہے۔ مطلب یہ کہ سوال خاص عبادت سجدہ کا جواب کلام عام عبادت میں خصوص معبود کا اظہار کرنا پھر اکرام مساوی کا حکم اسی پر عطف کرکے ہمیں اولویت کا لیقہ سجدہ شرعاً کا دیا اور اس قسم کی جو کچھ عبادت بدنی و مالی کہ معبود کیلیے ہو ہے بہت عبودیت وہی مساوی کے اکرام کے لیے جائز ہے بہت کچھ کہ زمانہ میں لوگ اکرام کے لیے کرتے ہیں اور اس دلیل سے جائز ہے حالانکہ سجدہ بھی بجز اسی عبادت ہے تو ثبوت عبادت خاص عموم عبادت کے لیے کیسے مانع ہوگا؟

پس برائے اعلیٰ اولیٰ است وسجدہ ہم نوعی از انست از بنجا است کہ سجدہ وقیام بر لبطِ یدین و وانحناء وندرانہ از ہرچہ باشد وذبیحہ اکراماً روا است وبقطع تعلق مذکور جواب از سوال نشاید ونیز اصلی دیگر برائے استدلال بر جوازِ قیام بر لبطِ یدین وانحناء وذبیحہ اکراماً ثابت شد چنانکہ فقہاء جوازاً نہمہ فرمودہ اند ہم وظاہر است کہ امر ثابت است نہ نہی مگر اشارتاً از عموم عبادت لغیر معبود کہ آں مراد است بجائے خود ومانع نشود وسجدۂ تحیۃ ثابت مذکور را واگر مزعوم شود سجدۂ تحیۃ معارض نشود ثابت مذکور را فکیف الزعم + وخصوص اکرام باخوتِ حقیقی معارض نشود عموم ثابت قرآنی وحدیثی را کہ باکرامِ غیر عام واقع است قال سبحانہ واخفض جناحک للمؤمنین لابنہ وقال صلعم ان من اجلال اللہ اکرام ذی شیبۃ المسلم پس عموم اکرام باخوت مجازی است ای بمعنی مساوی واخوتِ حقیقی باحضرت سرور انبیاء صلعم ثابت نیست

ترجمہ پس یہاں سے یہ مسئلہ حاصل ہو گیا کہ سجدہ۔ اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ اور سلام کیلئے جھکنا۔ اور نذر کرنا جس چیز کی ہو۔ اور قربانی اکرام مکرم کے لیے جائز ہے۔ اور اگر اس تعلق سے جو سوال و جواب کی نسبت مذکور ہے قطع نظر کیجائے تو یہ جواب سوال خاص کا کیسے ہوگا بلکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ قطع تعلق مذکور کرنے پر سوال خاص سجدہ کا یہ جواب ہو سکے سوائے اسکے ایک اصل اور قاعدہ اور بھی اکرام وتعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے۔ اور جھکنے۔ اور قربانی کرنیکے جواز پر دلیل اختیار کرنے کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء نے ان سبکو جائز فرمایا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اسطرح کہ حدیث مسطورہ میں جواب سوال میں جو امر ہے وہ ثابت ہے نہی یعنی کرنیکا حکم ہے ممانعت نہیں ہے مگر عموم عبادت سے اشارتاً غیر معبود کے لیے بھی ثبوت ہے کہ وہ بجائے خود مراد ہے اور سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا مانع نہیں ہوتا ہے کیونکہ سوال ثابت کا جواب ثابت میں بغیر نفی وہنی واقع ہوا ہے۔ پس اثبات عبادت معبود مخصوص تعمیم عبادت غیر مخصوص کا نافی ومانع نہیں۔ اور حکم ثبوتِ اکرام ہر قسم کی تعظیم ومکرمت کو شامل ہے اور سجدۂ تحیۃ بھی تعظیمی اور اکرامی ہے تو بطور تکریم مکرم کے لیے جائز ہے اور امر ثابت مذکور کا کسی طرح مانع نہیں کیونکہ عموم عبادت میں تحت اکرام داخل ہے پس خصوص عبادت کو کسی طرح مانع اور اسکا معارض نہیں ہے۔ اب یہ زعم کہ سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا معارض ہوتا ہے کیسا زعم ہے۔ حالانکہ خصوص اکرام بھی حقیقی اخوت کے ساتھ خاص حدیث کے الفاظ اکرموا اخاکم سے ثابت نہیں ہے اسلیئے کہ وہ معارض ہوتا ہے عموم اکرام کا جسکا ثبوت قرآن اور حدیث سے اکرام غیر کے لیے عام واقع ہوا ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے واخفض جناحک للمؤمنین الآیہ کہ ستارہ صحر کے رکوع ششم میں ہے یعنی اور جھکا دیجیے اپنی بازو واسطے مومنوں کے یعنی انکا اکرام کیجیے جیسا بزرگوں کو خردوں کے لیے زیبا ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

بیان جواز سجدہ تحیۃ وقیام بر لبطین وسلام بانحناء وندر بغیر معبود برائے اکرام مکرم کے لیے +

بیان تعمیم عبادت غیر معبود کے ساتھ بعد ثبوت خصوص عبادت معبود کے +

بیان تعمیم اکرام غیر کے ساتھ بعد ثبوت خصوص اکرام مخاطبی اخوت کے ساتھ +

من الانصار فی الحائط غنم فسجدت له صلعم فقال ابوبکر یا رسول الله صلعم نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم فقال رسول الله صلعم لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا لله تعالی۔ باید دانست کہ بر لفظ سجود الف ولام عہد ذہنی تواند شد اعنی سجدہ کہ غنم بجا آوردہ و آں جز تعظیمی تواند شد ازینجا است از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم نہ الف ولام استغراق کہ مشتمل سجدہ عبودیت تواند شد و آں برائے غیر اللہ تعالیٰ جائز نیست و لفظ ینبغی در محل جواز مستعمل است نہ وجوب پس حاصل ایں است کہ ایں سجدہ بش کہ سجن در آنست ہم سزاوار نیست کسی را برائے کسے لیکن سزاوار است برائے اللہ جل شانہ بحواز نفی ش در مستدرک منہ ہم و اثبات ش در مستدرک ہم و درینصورت الا بنا بر استدراک است نہ تحصیر ش چہ جواز مانع تحصیر است

ترجمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اُنکے احاطہ میں ایک بکری تھی پس اُسنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو اس سجدہ کرنیکے اس بکری سے زیادہ حقدار ہیں اسوقت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کسیکو کسی کا سجدہ کرنا نہیں زیبا ہے لیکن خدائے برتر کے لیے یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ سجود پر فقرہ نحن احق بالسجود الخ میں الف ولام عہد ذہنی کا ہو سکتا ہے کہ مراد اس سے وہی سجدہ ہے جو بکری نے ادا کیا اور وہ سوائے تعظیمی کے اور نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم یعنی بکری کی نسبت دیکر خود کو زیادہ حقدار سجدہ بیان کیا تاکہ معلوم ہو کہ مراد وہی سجدہ ہے جو بکری نے کیا جسمیں غایت تعظیم مقصود تھی۔ نہ الف و لام استغراق کا لفظ مذکور پر ہے جو سجدۂ عبودیت کو مشتمل ہو سکتا ہے کیونکہ غیر خدا کے لیے ایسا سجدہ جائز نہیں ہے۔ اور لفظ ینبغی اور لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہوتا ہے نہ وجوب میں پس فقرہ لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا اللہ تعالیٰ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ سجدہ جس میں کلام ہے کسیکو کسی کے واسطے زیبا نہیں ہے لیکن زیبا ہے اللہ جل شانہ کے واسطے مستدرک منہ میں جواز نفی کے ساتھ اور مستدرک میں اثبات کے ساتھ۔ کیونکہ جملہ مستدرک منہ جسکی جواز نفی سے مفہوم اثبات مستدرک حاصل ہوا ہے اُسکے لفظ لا ینبغی میں نفی جواز کے اعتبار سے کسیکو کسی کے لیے سجدہ سزاوار نہ ہونا جائز ہے اور جملہ مستدرک الا اللہ تعالیٰ اس میں اسی اعتبار سے اُسی کا اثبات بوجہ استدراک واجب ہے پس حاصل سابق کا یہ مفہوم حاصل ہے اور اس صورت میں حرف الا استدراک کے لیے ہے نہ تحصیر کے لیے کیونکہ جواز اثبات و نفی جس کا لا ینبغی مقتضی ہے وہ مانع تحصیر ہے لہذا حرف الا بمعنے حصر و استثناء یہاں نہیں مراد ہو سکتا بجز جواز اور استدراک کے۔

بیان لفظ ینبغی و لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہے نہ وجوب میں۔

م و نیز باید دانست کہ آن کہ یسجد ہم عام تواند شد کہ عموم سجدۂ عبودیت را ہم شامل تواند شد آں در تحت لا ینفی تواند شد کہ منفی بہ ش برائے غیر اللہ تعالیٰ م و مثبت بہ ش برائے اللہ تعالیٰ م بوجوب است پس سخن در سجدہ جائز تواند شد کہ سجدۂ تعظیم است نہ ش سخن سجدۂ م واجب کہ سجدۂ عبودیت است پس ازیں حدیث شریف اولویۃ سجدۂ تعظیم ہم برائے خدائے عزوجل کہ شامل عبارت است تواں فہمید نہ نفی سجدۂ تحیۃ کہ معارض شود و مرتبت را [illegible] حدیث شریف ای ما رواہ ابو داؤد عن قیس ابن سعد رض قال اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلعم کل حق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلعم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا +

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ آن یسجد سے سجدۂ تعظیمی عام مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ عموم سجدۂ عبودیت کو بھی شامل ہو سکے گا۔ اور سجدۂ عبودیت کا لا ینفی کے تحت میں رہنا نہیں ہو سکتا اسلیے کہ یہ منفی بہ غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور مثبت بہ خدا تعالیٰ کے لیے مرتبہ وجوب میں ہے یعنی سجدۂ عبودیت کی نفی غیر خدا کے واسطے اور اسکا اثبات خدا کے لیے واجب ضروری ہے۔ لہذا یہ گفتگو سجدۂ تعظیمی میں ہو سکتی ہے جو سجدۂ تعظیمی ہے نہ سجدۂ واجب میں جو سجدۂ عبودیت ہے کہ اسمیں کلام کی گنجائش نہیں۔ پس اس حدیث شریف سے اولویت سجدۂ تعظیم کی خدائے عزوجل کے لیے بھی کہ شامل عبارت ہے سمجھی جا سکتی ہے نہ نفی سجدۂ تحیۃ کی اس سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ نفی میں خاص ثابت کے ساتھ معارضت پیدا ہو جاوے گی +

اور اس حدیث شریف میں یعنی جسکو ابو داؤد نے حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ کہا حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے حاکم کے لیے اُسکے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا اُس وقت میں نے اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ آپ کے لیے سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے حاکم کے لیے اُس کے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا پس آپ زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تو نے معلوم کر لیا جبکہ تو میری قبر پر گذر کیا ہے تو کیا اُس کا سجدہ کرے اُسپر میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا مت کرو +

این شرط و جزا مبنی بر جوازش است ورنہ در صورت تخالف شرط و جزا ش ای قبل بلی بمقابلہ لا وقل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ھم مبنی بر عدم جواز ثابت خواہد شد و در صورت صحت منع از شرط ش بحمل استفہام بمراد منع و باید دانست کہ حمل استفہام بمراد جواز ہم تواند شد ھم صحت منع از جزا معارض باثابت اعنی صدق رؤیاك وغیر آں است و این منع عام ش بجمع مخاطب ھم سجدہ تحیۃ مخصوص بتوقفش بر شرط و بمقابلش باثابت ش ای صدق رؤیاك وغیر آں ھم ضعفاً بعموم مفعول نہی بسجدہ مرموز ش متعلق بعموم ھم مشروط ش یعنی تواند شد کہ این نہی از سجدہ مشروط باشد پس حاصل چنین است کہ اگر ہستی کہ سجدہ کنی قبر مرا بمعرفت سویت عظمتم در حیات و ممات سجدہ کنی تو و ہر کہ عارف باشد و اگر نہ کن تو و ہر کہ بناست دم

ترجمہ یہ شرط و جزا اُسکے جواز پر مبنی یعنی خبر دی رہی ہیں ورنہ شرط و جزا کے مخالف ہونیکی صورت میں جبکہ مقابلہ لا میں بلی کہا جاوے۔ اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ تو اس شرط و جزا کا انبا یعنی آگہی عدم جواز پر ثابت ہوگی۔ یعنی بطور استفہام حاضری مزار کی شرط پر اُسمیں سجدہ کی قید لگانا اُسکے جواز کی خبر دیرہا ہے۔ ورنہ جملہ شرطیہ میں درصورت خلاف بجائے نا کے ہاں اور بجائے مت کرو کے کرو کہا جائے تو یہ شرط و جزا نہ جائز ہونے پر خبر دینے والے ثابت ہونگے۔ مطلب یہ کہ اسطرح کہنا کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اُسکا سجدہ کر مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہوا مت کرو۔ اسمیں اگر حاضر مزار ہونے پر سجدہ کرنیکا جواز نہ مانا جائیگا تو اسکے خلاف میں یہ عبارت کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر تو میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اُسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہو کہ کرو تو یہ شرط و جزا دونوں نہ جائز ہونے پر آگہی دینے والے ثابت ہونگے۔ حالانکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حمل استفہام یعنی کلام کا استعمال استفہام پر جو بطور سوال ہو محمول کرنا مراد کے جائز ہونے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور شرط سے مما نعت کے صحیح ہونیکی صورت میں جبکہ شرط مما نعت کی مراد پر استفہام کے ساتھ محمول ہو حالانکہ حمل استفہام مراد جواز پر بھی ہو سکتا ہے بغیر اسے صحیح ہونا مما نعت کا ثابت کے ساتھ معارض ہوگا یعنی جبکہ حاضری مزار کے جواز کے منع کو لا تفعلوا فرما پر صحیح مان لیا جاوے تو سجدہ کے جواز کی ممانعت کا صحیح ہونا اقوال ثابت کے معارض ہوگا جیسے صدق رؤیاك وغیرہ مذکور ہوئے۔ اور یہ منع عام کا لا تفعلوا جمع مخاطب کے ساتھ سجدۂ تحیۃ کا کہ اُسکا توقف شرط پر ہونیکے سبب منع مخصوص اور اُسکا مقابلہ ثابت کے ساتھ ہونیکے سبب یعنی صدق رؤیاك وغیرہ کے کہ مذکور ہو چکے ہیں مع توقف شرط ضعف کی صورت میں کہ یہ منع عام مخصوص ضعیف مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یا نہی سجدۂ مشروط سے ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ یہ نہی سجدۂ مشروط کی ہو۔ پس حاصل اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہے کہ میری مساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت زندگی اور موت میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کرے اور جو مجھے یہ معرفت نہیں ہے تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اُسکو یہ معرفت نہ ہو

یا نہی مفید اثبات ش ای تواند شد کہ نہی نفی مفید اثبات باشد پس حاصلش چنین است آنکہ
گفتی کہ سجدہ نکنم قبر را چنین مکن تو وہر کہ بالفرض قدرت در عظمتم بحالت حیات وممات ھم بخلاف ش
متعلق عموم ھم وجواز امر ش عام ش بجمع مخاطب ھم در تخالف شرط وجزا ش ای قیل
بلی بمقابلہ لا وقیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ھم وتوافق ثبات ش اے صدق
رؤیاک وغیرآں ھم قوتاً ثابت است پس ایں منع مخصوص بعرض دیگر ش یعنی
شرط ھم نہ بذاتش ضعیف معارض نشود مر عموم ثابت قوی را بلکہ از اشارت شرط ومفعول
نہی در جانب نفی سجدہ قبر مبارک ہم ثابت پس برائے حضرت اکرم ومکرم صلعم در حالت

حیات بالاولویۃ ثابت

ترجمہ یا یہ منع عام مخصوص بصورت ضعف ایسی نہی ہی جو مفید اثبات کی ہی بسبب جزء کے مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یعنی ہو سکتا ہی کہ یہ نہی نفی کی ہو وی جو اثبات کو مفید ہو پس اسکا حاصل یہ ہی کہ وہ جو تو نے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وی کیونکہ میری عظمت بحالت حیات وممات میں تفرقہ ہوتا ہے۔ اور اس سجدہ تحیۃ کا جواز عام جمع مخاطب کے بسبب شرط وجزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ لا کے مقابلہ میں بلی اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ اور اسکے متوافق ہونیمیں امر اثبات کے یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے ساتھ از روی قوت ثابت ہے۔ پس یہ منع مخصوص جو غیر کے یعنی شرط کے عارض ہونیکے سبب ضعیف ہے یا اپنی ذات میں خاص عموم ثابت قوی کا معارض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بسبب اشارت شرط اور مفعول نہی کے کہ جو نفی کی جانب میں ہی سجدہ قبر مبارک کا بھی ثابت ہے۔ پس حالت حیات میں حضرت اکرم مکرم صلعم کیلیے اولویت کے ساتھ ثابت ہے۔ حاصل مطلب تقریر مذکور کا جو اس حدیث شریف میں اُسکے آخر شرطیہ فقرہ سجدۂ قبر مبارک کی نسبت ہے یہ ہی کہ اسمیں شرط وجزا سجدۂ تحیۃ کے جواز پر آگہی دیرہی ہی کیونکہ حضور صلعم کا یہ فرمانا کہ کیا تو نے معلوم کیا کہ اگر تو میری قبر پر گذرے کیا تو ایسا ہی کہ اسکا سجدہ کریگا جسکے جواب میں کہا گیا نہیں تو فرمایا مت کرو۔ ابتدا میں شرط سے بصورت استفہام مدلول ہوا ہی۔ اور اس قسم کے سوال سے مراد کا جائز ہونا بھی مقصود ہوتا ہے پس یہاں جواز مقصود میں کلام ہوا ہی۔ اسلیے اگر عمل استفہام مراد منع پر شرط صحت منع سجدۂ تحیۃ کے لیا جاوے یعنی شرط زیارت قبر کی صورت میں سجدہ قبر کی ممانعت کے سوال مذکور سے صحیح سمجھی جاوے تو اسکی جزا سجدہ مذکور کی ممانعت کا صحیح ہونا امر ثابت صدق رؤیاک وغیرہ کے معارض واقع ہوگا۔ اور یہ منع جو لا تفعلوا یعنی مت کرو جمع مخاطب کے اپنی ذات میں عام ہے شرط زیارت قبر پر جو غیر چیز ہے متوقف ہونیکے سبب مخصوص ہو گیا ہی مگر بحالت ضعف۔ اور پھر امر ثابت مذکور سے مقابل ہونیکے سبب ضعیف مخصوص ہے پس ممکن ہی کہ یہ منع مخصوص مفعول نہی لا تفعلوا کے عام ہونیکے سبب نہی سجدہ مشروط سے ہو وے جسکا حاصل مطلب ہی کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری معاوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت حیات وممات میں میری قبر کا سجدہ کرتو اور جو عارف ہو کر نہ کرے اور جو شخص یہ معرفت نہیں ہی تو تو کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت ہو یا ہو سکتا ہی کہ یہ نہی اس نہی سے ہی جو مفید اثبات ہے یعنی نفی کی نہی ہی جسکا حاصل اثبات ہی جو حذف سے مفعول کے عام ہونیکے سبب یہ بھی انہی عموم میں شامل ہے پس حاصل اسکا اسطرح ہی کہ وہ جو تو نے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وے کیونکہ میری عظمت بحالت حیات وممات میں تفرقہ ہوتا ہی اور اگر یہ سبب تسلیم نہ کیا جاوے تو شرط وجزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ بلی کے معنے ہاں مقابلہ لا کے معنے نہیں۔ اور افعلوا کے معنے کہ فعل مقابلہ لا تفعلوا کے یعنی مت کرو کہا جاویگا۔ تو اسوقت شرط وجزا کا سجدۂ تحیۃ کے عدم جواز پر آگہی دینے سے عاجز رہے گی جسکا حکم امر ثابت سے متوافق ہو جاویگا کیونکہ افعلوا امر ثابت کا مقتضی ہی جالانکہ حکم ثابت صدق رؤیاک وغیرہ میں سجدۂ تحیۃ کا حضرت نبی اکرم صلعم کی حالت حیات کیلیے ہی۔ اور اس صورت میں جبکہ جمع مخاطب افعلوا سے بذاتہ اسکا جواز عام ثابت ہے اور امر ثابت سے اسکا توافق ہو تو اس عموم قوی ثابت حاصل کرکے وہ منع مخصوص

بیان منع مخصوص کے عارض نہ ہونیکے سبب ضعیف ہونے کا اور اثبات قوی کا اسکے معارض نہیں ہو سکنے کا

وعن صہیب انّ معاذاً لما قدم من الیمن سجد للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال الیہود تسجد لعظمائھا وعلمائھا ورایت النصاریٰ تسجد لقسیسیھا و بطارقتھا فلت ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ السلام کذبوا علی انبیائھم ۔ تفسیر کبیر۔ ظاہر است کہ سجدہ حضرت معاذ رض تحیۃ بودہ وسکوت حضرت صلعم بران وفرمود کہ دروغ گفتند بر انبیائی خود چہ از کریمہ ما کان لبشر الخ ظاہر است وحکم شرک نفرمود۔ از انجا کہ آنحضرت صلعم مبعوث بہ اوتیت بجوامع الکلم است این کلام بلاغت نظام کہ دریں بحث مذکور شد بحکمت است بنا بر موافقت مفہوم کریمہ ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ۔

ترجمہ اور یہ حدیث صحیح کہ بروایت ہے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن سے آئے خدمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے سجدہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا اے معاذ یہ کیا ہے عرض کیا یہود اپنے بزرگوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نصاریٰ کو دیکھا ہے کہ اپنے پادریوں اور سردار وں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے انھوں نے کہا سنت تحیۃ انبیاء ہے تو آپ نے فرمایا انھوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ کہا۔ یہ حدیث تفسیر کبیر سے نقل کیگئی۔ ظاہر ہے کہ سجدہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تحیۃ کا تھا کہ خود انھوں نے بقول یہود و نصاریٰ نقل کر کے حضور سرور عالم صلعم میں عرض کیا۔ اور حضرت صلعم کا اس پر سکوت بھی ظاہر ہے کہ بعد وقوع فعل سوال فرمایا کہ یہ کیا ہے وقت وقوع فعل کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے انبیاء پر انھوں نے جھوٹ کہا اسلیے کہ آیت کریمہ ما کان لبشر الخ سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب معنی اسکے مذکور ہونگے۔ اور اس سجدہ کے لیے حکم شرک نہ فرمایا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کہ آپ کی نعت وتعریف خود آپ کے فرمانیکے مطابق اوتیت بجوامع الکلم ہے یعنی مجکو کلمات جو جوامع جو جامع سے بھی بڑھ کر ہیں دیے گئے ہیں یہ کلام بلاغت نظام کہ اس بحث سجدہ میں اوپر کی حدیث میں مذکور ہوا حکمت پر مبنی ہے اس آیت کریمہ کے مفہوم کی موافقت پر کہ سورۂ آل عمران کے آٹھویں رکوع میں ہے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۔ یعنی بشر کو نہیں زیبا ہے جبکہ اللہ اسکو کتاب اور حکم اور نبوۃ عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ میری بندگی کرنے لگو و لیکن کتاب الٰہی کی تعلیم اور اسکی تلاوت کرکے ربانی اور خدا پرست بنو ۔

تفسیر عزیزی میں بروایت حضرت صہیب حضرت معاذ رض کا حضور صلعم کے لیے سجدہ کرنا اور یہود و نصاریٰ کے اپنے علماء اور اپنے بطارقہ کو سجدہ کرنے پر حضور صلعم کے لیے ان کا سجدہ کرنا ۔

مع اشارت باحت سجدۂ تحیۃ و اولویۃ حتی تفاوت الدرجات بموافقت کریمہ فقعوا
لہ ساجدین ہ و باید دانست در صورت تفرض باطل ثبوت دعوی متخالفین رفع
تعارض با کریمہ و حدیث شریف مشکل تر خواہد بود تم الکلام فی اثبات المرام۔ ایں ہمہ
سخن است در انچہ فقہا رح فرمودند کما فی فتاوی الھندیۃ من سجد السلطان
علی وجہ التحیۃ وقبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم کذا فی النہایۃ الکبیر
ھو المختار۔ قال ابو جعفر رح فان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم یحضرہ
النیۃ فقد کفر کذا فی جوھرۃ الاخلاطی ولو قال للمسلم اسجد الملک وإلا
قتلناک قالوا ان امرہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد ولکن
اکرہ علی ان یکفر وکان الصبر افضل وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم
لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد کذا فی فتاوی قاضی خان۔

ترجمہ ساتھ ہی اس کے حدیث مذکور میں آپ کا کلام بلاغت نظام سجدۂ تحیۃ کے مباح ہونے
کا اشارہ کر رہا ہے اور تفاوت درجوں کی بنا پر اس کی اولویت کو اس آیت کریمہ کے موافق بتلا رہا ہے کہ
فقعوا لہ ساجدین ہ جس کے معنے ہی ذکر میں بیان فرق سجدہ عبودیت اور سجدۂ تحیۃ کے تحت میں پوری
آیت کے ساتھ مرقوم ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ متخالفین کے ثبوت دعوئے باطل کو مان لینے کی
صورت میں جو تعارض آیات کریمہ اور حدیث شریف کے ساتھ ہوگا اس کا رفع کرنا اور دور کرنا بہت دشوار ہوگا
یہاں اثبات مقصود میں کلام تمام ہو گیا +

اب اس کے بعد گفتگو اس میں ہے جو فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا چنانچہ فتاوے ہندیہ میں ہے جس نے
سلطان کو تحیۃ کی وجہ میں سجدہ کیا یا اس کے سامنے زمین بوسی کی کافر نہ ہوگا ولیکن گناہ کبیرہ کرنے کے
سبب گنہگار ہوگا۔ اور یہی مختار ہے۔ ابو جعفر رحمہ اللہ نے کہا۔ اور اگر کسی نے سلطان
کو سجدہ عبادت کی نیت سے کیا یا اس کو نیت یاد نہ آئی تو تحقیق اس نے کفر کیا۔ جیسا کتاب جوہرہ
اخلاطی میں ہے۔ اور اگر کہا کسی مسلمان کو کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھ کو قتل کریں گے کہا فقہا
نے کہ اگر اس کو اس سجدہ سے عبادت کے لیے حکم کیا ہے تو اسکو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے تسلیم کرے کہ
کفر کرنے پر مجبور کیا جاوے اس حال میں صبر افضل ہے۔ اور اگر تحیۃ و تعظیم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم
کیا ہے نہ عبادت کے لیے تو اسکو سجدہ کرنا افضل ہے جیسا فتاوے قاضی خان میں ہے +

مطلب در انچہ فقہا رح فرمودند +

یہاں تک کلام سجدۂ تحیۃ
و عبودیت میں فقہا
رح کے اقوال

وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجهال والفاعل والراضی
اثنان کذا فی الغرائب تجوز الخدمة لغیر الله تعالی بالقیام واخذ الیدین
والانحناء ولا یجوز السجود الا لله تعالی کذا فی الغرائب باید دانست مختار ہمین
است کہ سجدہ تحیۃ کفر نیست فلا نزاع فیه ولکن کبیرہ پس انتظار صحت وثبوت اصلی
بر آنست وبر قول ابو جعفر رح البتہ سجدہ بہ نیت عبادت کفر است نہ بنیت تحیۃ ورنہ
معارض شود امر مختار را ولیکن بدون نیت مخالف انما الاعمال بالنیات است
پس دلیلی بر کفر بودنش می باید وقرصنا بوسیدن زمین پیش علماء وزہاد از افعال جہال
است ولیکن بر گنہگاری فاعل وراضی دلیلے باید چہ بسا است از افعال جہال کہ معصیت
نباشد واستادن وخمیدن ودست بر دست گرفتن کہ ہیچ ہم از ارکان عبادت است جائز
است باشد کہ بفارق نیت باشد ورنہ بنیت عبادت کفر است ولیکن بر استثناء سجدہ
از جواز دلیلی باید آورد اکنون منکر سجدہ تحیۃ را مجال تکفیر فاعلش نمانده

ترجمہ اور زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے روبرو جاہلوں کا فعل ہے۔ اور اسکا کرنے والا اور پسند کرنیوالا
گنہگار ہے چنانچہ کتاب غرائب میں ہے۔ جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کی خدمت کھڑے رہکر اور دونوں ہاتھ باندھ کر اور جھک کر
اور سجدہ بجز خدائے برتر کے نہیں جائز ہے جیسا غرائب میں ہے +

اب سمجھنا چاہیے کہ مختار یہی ہے کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے پس اسمیں تو جھگڑا نہ رہا ولیکن اسکا گناہ کبیرہ ہونا سو
اسکے صحیح ہونے کا اور اُسپر کوئی قاعدہ کے ثابت ہونے کا انتظار ہے یعنی صحت گناہ کبیرہ کی اور اُسکے کبیرہ ہونے پر
کوئی اصل کا ثبوت کہ اسکا انتظار ہے۔ اور ابو جعفر رحمہ اللہ کے قول کی بنا پر البتہ سجدہ عبادت کی نیت سے کفر ہے
نہ تحیۃ کی نیت سے۔ ورنہ امر مختار کا معارض ہوگا۔ ولیکن بغیر نیت یہ انما الاعمال بالنیات کے مخالف ہے
کیونکہ اعمال نیت پر مبنی ہیں پس احکام اعمال بھی نیت پر مترتب ہونگے۔ لہذا اسکے کفر ہونے پر کوئی دلیل چاہیے
اور ہمنے مانا کہ عالموں اور زاہدوں کے آگے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے ولیکن اُسکے کرنیوالے اور اُس سے خوش
ہونیوالے کی گنہگاری پر کوئی دلیل چاہیے کیونکہ جاہلوں کے بہت سے افعال ایسے ہیں جو معصیت نہیں ہوتے ہیں
اور کھڑا ہونا اور جھکنا اور ہاتھ پر ہاتھ باندھنا کہ یہ بھی ارکان عبادت میں سے ہیں جائز ہیں لیکن لائق ہے کہ فارق
نیت کے ساتھ ہو دیں ورنہ عبادت کی نیت سے کفر ہیں ولیکن جواز میں سے سجدہ کے استثناء پر کوئی دلیل
لانی چاہیے۔ اب سجدۂ تحیۃ کے منکر کو اُسکے فاعل کی تکفیر کی مجال نہ رہی +

۴ زمین بوسی بزرگوں کے آگے جہلا کا فعل ہے اور اسکا فاعل وراضی گنہگار ہے از غرائب

۵ سوائے سجدہ پر تعظیم کی تعظیم بطور عبادت غیر کے لیے جائز ہے عبارت غرائب +

حاصل و مختار یہ کہ سجدہ تحیۃ کفر نہیں ہے اور اسکے گناہ کبیرہ ثابت و صحیح ہونے پر کوئی اصل سی دلیل ہونا چاہیے

حکم کفر سجدہ پر بغیر نیت کے مقتضی دلیل ہے اور مخالف حدیث انما الاعمال الخ

چوں ارکان عبادت فارق نیت سے غیر کے لیے جائز اور بہ نیت عبادت کفر +

وجانب کبیرہ منظور فیہ ہست تا دلیلی واجب التسلیم موافق اصول فقہ نیارد و نیافتن
مباحات در افعال صحابہ رض دلیلی بر حرمت نیافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتی
واجب الاداء گردد و بسا واجب الترک پس سخن در نفس امر است نہ در اداء ترک و ہر چہ
آوردہ شد بر اثبات کافی است حاصل اینہمہ کہ گفتہ شد ایں ہست کہ امر بسجدہ تحیۃ نیابد
و نہ بر ساجد تکفیر و تفسیق از انکہ امر و نہی صریحی دراں یافتہ نشد بل جواز بالاشارت یافتہ
شد پس مباح باشد و نیز باید دانست کہ ابو رافع قرظی و سید بحرانی گفتند ای محمد منجواہید
کہ بپرستیم شما را و اختیار سازیم شما را رب خود پس فرمود معاذ اللہ آنکہ بپرستم غیر خدائے
خدائے تعالیٰ را و آنکہ امر کنم بغیر عبادت اللہ سبحانہ پس نہ مبعوث کردہ را اللہ تعالیٰ بایں
و نہ امر فرمودہ بایں پس نازل شد ایں کریمہ ما کان لبشر الخ چنانچہ در تفسیر کبیر مذکور ست
ہم می تواند شد کہ صحابہ کرام و غیرہم رض سجدۂ تحیۃ اعلاناً نیاوردہ باشند تا نگویند کہ حضرت صلعم
می پرستانند خود را باخفاء و آں معلوم نیست

ترجمہ رہی جانب کبیرہ وہ منظور فیہ ہے کہ ہنوز انمیں عذر و حجت باقی ہے جبتک کوئی دلیل واجب التسلیم اصول فقہ کے مطابق نہ لادیں۔ اور مباحات کا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ملنا نیافتہ چیز کے حرام ہونے پر کچھ دلیل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بہت سے مباحات کسی وقت میں واجب الادا ہو جاتے ہیں یعنی ادا کرنا انکا واجب سمجھا جاتا ہے اور بہت سے واجب الترک کہ ان مباحات کا ترک واجب سمجھا جاتا ہے پس کلام نفس امر میں ہے نہ ادا و ترک میں۔ اور جسقدر کہ اثبات پر بیان کیا گیا کافی ہے۔ حاصل اس سب کا جو کچھ کہا گیا ہی یہ ہے کہ سجدۂ تحیۃ کا حکم نہ دینا چاہیے نہ ایسا سجدہ کرنیوالے پر تکفیر و تفسیق کا حکم جاری کرنا چاہیے یہ کہ اسکو کافر و فاسق بنایا جاوے کیونکہ صریحی اور صاف صاف نہ انمیں حکم ہے اور نہ ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ اشارتاً جواز پایا جاتا ہے پس مباح ہوگا۔ اور بھی سمجھنے کی بات ہو کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے جو ابو رافع قرظی اور سید بحرانی نے شان نزول آیت کان لبشر کی نسبت کہا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ہم کہتے ہیں کہ ہم آپکی پرستش کریں اور آپ کو ہم اپنا رب مان لیں تو فرمایا آپنے معاذ اللہ یہ کہ میں غیر خدائے تعالیٰ کی پرستش کروں اور یہ کہ خدائے سبحانہ کی عبادت کا غیر کے لیے حکم کروں پس مجھکو اللہ تعالیٰ نے اسکے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ ایسی بات کا حکم کیا پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ما کان لبشر الخ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام و غیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلان کے طور پر سجدۂ تحیۃ نہ ادا کرتے ہوں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کو پجواتے ہیں۔ مگر پوشیدہ طور پر اور یہ نہیں معلوم ہے کہ ایسا ہو +

مباحات کا ثبوت اثر سے نہونا دلیل حرام نہیں بلکہ کبھی مباح بھی واجب الادا ہو جاتا ہے اور کبھی واجب الترک

واگر در اسرار در آئی یابی کہ سجدۂ تحیۃ در ضمن خود موصل بسجدۂ عبادت للہ تعالیٰ است مر عارف باللہ تعالیٰ را چنانکہ سجدۂ تحیۃ ملائکہ برائے حضرت آدم علیہ السلام بنا بر مقصدے کہ از لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي وَاِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً ظاہر است سجدۂ موصل الی اللہ تعالیٰ است ہم و ابلیس لعین از خودی در استکبار ماندہ محروم از مغفرت وسعادت شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا۔ وسجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب برائے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام بنا بر مقصدیست کہ در کریمہ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ای مالی فی حب یوسف عم مستتر است سجدۂ موصل الی اللہ تعالیٰ است ہم چنانکہ در ضمن سجدہ طرف قبلہ سجدہ طرف نور حجابی است و در ضمنش سجدہ برائے اللہ سجانہ است ۔ و در ضمن مسح و تقبیل حجر اسود و مصافحہ و تقبیل ید اللہ تعالیٰ پس باید دانست اگر سجدۂ تحیۃ موصل الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ۔ اگر تو اسرار میں داخل ہو یعنی انہیں غور و فکر کرے تو پائیگا کہ سجدۂ تحیۃ اپنے ضمن میں خاص عارف باللہ تعالیٰ کو کہ معرفت خدا میں وہ مخصوص ہو سجدۂ عبادت کی طرف جو خالص خدائے برتر کے لیے ہی موصل یعنی ملانیوالا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کیواسطے سجدۂ تحیۃ ملائکہ کا۔ اُس مقصد کی بنا پر جو لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ سے اور نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي اور اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف موصل ہے۔ معنی آیات مذکورہ یہ ہیں یعنی اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا سجدہ کا کون مانع ہوا۔ میں نے اسمیں میری کچھ روح پھونکدی۔ میں تحقیق زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور ابلیس لعین خودی سے غرور و استکبار میں رہگیا معرفت اور سعادت سے محروم ہوگیا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا یعنی ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے ہم خدائے برتر کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اُسی مراد کی بنا پر ہے کہ اس آیت کریمہ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ میں کہ سورہ یوسف کے دسویں رکوع میں ہے۔ پوشیدہ ہے ای مالی فی حب یوسف عم یہ موصل اللہ کیطرف ہے جیسا ترجمہ کریمہ میں ملاحظہ ہو۔ یعنی میں تو اپنے احوال اور غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں نہ غیر سے۔ مراد یہ کہ جو کچھ حبِ یوسف میں مجھپر اللہ سے غم و حال وارد ہی اور جس بپتا میں گرفتار ہوں میں ہی جانتا ہوں تمھیں کیا معلوم تم جانتے ہی نہیں۔ اور یہ موصل اللہ کیطرف اسی طرح ہی جیسا کہ سمت قبلہ سجدہ کرنیکے ضمن میں سجدہ نور حجابی کی طرف ہے اور اسکے ضمن میں سجدہ اللہ سجانہ کیواسطے ہے۔ اور حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے ضمن میں خدائے تعالیٰ کے بدمصافحہ کا اور چومنا ہے۔ پس سمجھنا چاہئے کہ اگر سجدۂ تحیۃ موصل خدائے تعالیٰ کی طرف

بیان اس کا کہ سجدۂ تحیۃ بھی سجدۂ عبادت کا ہے مثل اس کے توجہ بیلا کی نفیہ آیات +

سمت قبلہ در حجاب میں ضمن سجدہ اللہ سجانہ تعالیٰ

مقصد سجدہ تحیۃ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علیہما السلام کے لیے موصل الی اللہ ہے

در ضمن حجر اسود میں ضمن مصافحہ اللہ تعالیٰ

نباشد اثم است چنانکہ قیام لقولہ صلعم لا تقوموا کما تقوم الاعاجم بعظم بعضہا بعضا۔ شرح این حدیث شریف در ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور در ذکر قیام مرقوم است

م و تواند شد کہ قول فقہا رح در حرمۃ سجدۂ تحیۃ بریں مبنا باشد زیرا کہ بنا بر اعتقاد جواز آں ترک عمل بوجہ خیر کہ جواز سجدۂ تحیۃ ندانند و بر ساجد حکم کفر کنند یا گمان سجدۂ عبودیۃ برد رد افہار و نیز اختلاف اولیٰ تر است کما ہو معمول العلماء و حکم کفر و شرک بر عامۂ بیم کفر بر حاکم بہ سبب اختلاف مدعا دارد و آنچہ از قول فقہا رح یافتہ می شود شاید کہ برائے حفظ نادان باشد اکنوں سخن است در کیفیۃ طواف قال سبحانہ ولیطوفوا بالبیت العتیق وقال سبحانہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم

مطلب در کیفیۃ طواف و تفسیر کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق وان الصفا والمروۃ الخ

ترجمہ نہ ہوگا گناہ ہے جیسا کہ قیام بنا بر فرمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تم مت کھڑے ہو جیسا کہ عجمی لوگ کہ بعض اُنکے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور کے ذکر قیام میں مرقوم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ کا قول سجدۂ تحیۃ کے حرام ہونے میں اسی مبنا پر ہو۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ باوجود اعتقاد سجدۂ تحیۃ کے جائز ہونے کے اسکا ترک عمل اولیٰ تر ہے یعنی بہت مناسب ہے جسے کہ خیر جو سجدۂ تحیۃ کا جواز نہیں جانتا ہوا ایسا نہ ہو کہ اس سجدہ کرنے والے پر وہ حکم کفر لگا دیوے یا وہ اس پر سجدۂ عبودیت کا گمان لیجا کر اللہ کے غیر کے لیے روا سمجھے۔ اور پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہونیکے سبب بھی باوجود اس کے اعتقاد جواز کے اس عمل کا ترک بہت مناسب ہے چنانچہ یہی معمول علماء کا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کے کرنیوالے پر کفر و شرک کا حکم دینا اسکے حکم کرنیوالے پر مدار کے اختلاف کے سبب کفر کا اندیشہ رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ فقہاء رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے شاید کہ وہ نادان کی حفاظت کے لیے ہو۔ اب گفتگو ہے کیفیۃ طواف میں فرمایا اللہ جل شانہ نے سورۂ حج کے رکوع چار میں ولیطوفوا بالبیت العتیق یعنی چاہیے کہ وہ اللہ کا طواف کریں اس گھر کا جو قدیم ہے۔ اور فرمایا خدائے سجانہ نے سورۂ بقر کے انہتیسویں رکوع میں ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم یعنی یہ کہ تحقیق صفا اور مروہ اللہ کے نشانیوں میں سے ہیں پس جو حج بیت اللہ کا کرے یا عمرہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے یہ ان دونوں کے اللہ کا طواف کرے اور جو شوق سے کچھ نیکی کرے تو بیشک اللہ شاکر یعنی قدر دان ہے

سعی بین صفا و مروہ کا بیان کیفیت طواف اور اسکے اختلاف ترک کی وجہ ولیطوفوا الخ وان الصفا والمروۃ الخ

اَلطَّوْف بروزن اِفْعَل گرد گردیدن بخاصیۃ باب مفید تاکید فعل است و بہما شامل مفعولیۃ است نہ مفعول فیہ بمعنی بینہما بدلالۃ شمول بالبیت العتیق بمفعولیۃ نہ مفعول باید دانست لغۃ طواف در ہیکل حجر بمعنی موضوع **ش** اے گرد گردیدن **م** نتواند شد پس این طواف اگر از تعبد للہ تعالیٰ است برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت است پس طواف بیت عتیق **ش** کہ غیر اللہ تعالیٰ است **م** ہم شرک فی العبادت است و حال اینکہ اللہ تعالیٰ امر بشرک نمیفرماید و اگر از تعبد للہ تعالیٰ نیست برائے غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت نہ ولیکن امر طواف عبث است و حال آنکہ اللہ تعالیٰ امر بعبث نمیفرماید پس باید دانست **اصل** باء تعدیہ برائے حصول مفعول است **ش** چنانکہ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ **م** و باء تخصیص برائے تخصیص مفعولی از مفعولین **ش** چنانکہ عطیت زیدا بدراهم **م** پس فعل متعدی بمفعولی بنا بر تعدیہ و تخصیص اصلی باء تعدیہ و تخصیص را نخواہد از این اصل است کہ لغت طواف **ش** کہ متعدی بمفعولی است

ترجمہ اس آیت شریف میں لفظ یَطَّوَّفَ جسکا مصدر اَلطَّوَّفُ بروزن اِفْعَلٌ کا اسکے معنے گرد پھرنے کے ہیں بسبب خاصیت باب تاکید فعل کو مفید ہے اور لفظ بہما مفعول فیہ بمعنی بینہما یعنی درمیان دونوں کے نہیں ہے۔ بلکہ شامل مفعولیت ہی جبکہ حرف با کے سبب بیت العتیق کے ساتھ اسکا مفعولیت کو شامل ہونا دلالت کر رہا ہے نہ خاص مفعول بنانے کو۔ اور سمجھنا چاہیے کہ لغت طواف کے اس محل میں سوائے معنی موضوع یعنی گرد پھرنے کے اور نہیں ہو سکتے۔ پس اگر یہ طواف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بندگی اور عبادت ہونے میں ہے ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اسکا ہونا شرک فی العبادت ہے یعنی یہ طواف اگر خالص خدا کی ہی بندگی ہے تو غیر کے لیے شرک فی العبادت ہے خدا کا ہی طواف ہونا چاہیے نہ غیر کا۔ پس طواف خانہ کعبہ بھی کہ بظاہر غیر اللہ کا شرک فی العبادت ہے۔ و حالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ اور اگر یہ طواف خالص خدا کی ہی عبادت نہیں ہے تو غیر خدا کے لیے یہ طواف شرک فی العبادت نہیں ہے۔ ولیکن طواف کا حکم عبث ہے۔ اور حال یہ ہے کہ خدائے برتر عبث کا حکم نہیں فرماتا ہے۔ لیں ایک قاعدہ سمجھنا چاہیے۔ **اصل** حرف با تعدیہ کا مفعول کے حاصل ہونے کے لیے ہے جیسا ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ نور انکا اللہ لے گیا۔ اور حرف با تخصیص کا دو میں سے ایک مفعول کے خاص کرنے کے لیے آتا ہے جیسا کہ عَطَيْتُ زَيْدًا بِدَرَاهِمَ میں نے زید کو درہم دیے۔ یعنی دینے میں تخصیص درہم کی تھی پس فعل متعدی بیک مفعول چونکہ اصل میں متعدی اور مخصص ہوتا ہے اپنے اصلی تعدیہ اور تخصیص کی بنا پر باء تعدیہ اور تخصیص کی غرض نہیں رکھتا اور نہ اسکی اسے خواہش ہوتی ہے۔ اسی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر لغت طواف جو متعدی بیک مفعول ہے

تا عدۂ باء تعدیہ و تخصیص کہ فعل متعدی بدو مفعول بسبب اصلی کے ایک مفعول کا مقتضی نہیں ہے

ہم باد تعدیہ فعل و تخصیص مفعول را نخواہد اصلاً پس صلہ علیٰ در یطوفون علیہم و صلہ با در لیطوفوا بالبیت العتیق معنی متفاوت دارد۔ مدخول صلہ علیٰ بصحت مفعول لیتش مفعول غیرش نخواہد و صلہ با بعدم ضرورت تعدیہ فعل و تخصیص مفعول و عدم صحت تبعیض مفعول مقتضیٰ اخراج مدخول از مفعولیۃ مع مفعول غیرش بضرورت است پس مفعول مقتضیٰ بدلالۃ قرینہ الحال سبحانہ است و صلہ با مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطہ مدخول کہ شامل است مر مفعولیۃ را نہ فاعلیۃ را ش تنبیہ است ازینکہ در یہ معنی مدخولش شامل فاعلیۃ ہم تواند شد چنانکہ کتبت بالقلم ہم نسبۃ بمفعول مقتضیٰ است س بریں تقدیر نظم شریف و لیطوفوا بالله بالبیت العتیق خواہد شد

ترجمہ یہ باء تعدیہ فعل اور باء تخصیص مفعول کو ہرگز نہیں چاہتا ہے کیونکہ اسکے متعدی و مخصص اصلی ہونیکے سبب باء تعدیہ و تخصیص سے بے نیاز ہے۔ پس یَطَّوَّفُوْنَ عَلَیْہِمْ میں صلہ حرف علیٰ کا اور صلہ لِیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ میں صلہ حرف باء کا معنی متفاوت رکھتا ہے۔ کیونکہ صلہ حرف علیٰ کا پس داخل ہوتا ہے جبکہ اس مدخول کا مفعول ہونا صحیح ہو تو وہ اپنا غیر مفعول۔ نہیں چاہتا ہے۔ اور صلہ حرف باء کا جبکہ فعل کے متعدی کرنے اور مفعول کے خاص کرنیکی اسکو ضرورت نہ ہو۔ اور نہ اسکو صحت تبعیض مفعول کی ضرورت واقع ہو تو وہ اپنے مدخول کو مفعولیت سے خارج کرے گا اور اپنے غیر مفعول کا بالضرور تقاضا کرتا ہے یعنی جبکہ صلہ حرف باء کو نہ فعل کے متعدی کرنے کی ضرورت اور نہ مفعول کے خاص کرنیکی نہ اسکو کسی بعض مفعول کے صحت کی تو وہ اپنے مدخول کا مفعول ہونے سے خارج ہونا پسند کرتا ہے اور بضرورت اپنے غیر مفعول کی خواہش کرتا ہے۔ پس باعتبار دلالت قرینہ حال شعائر اللہ مفعول مقتضیٰ یعنی وہ مفعول جس کی خواہش اور تقاضا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ ہے۔ اور صلہ با ایسے معنی کو مفید ہے جو فعل کو مفعول کی نسبت واقع کرنے کے سبب کا بواسطہ مدخول مقتضی ہو وہ مدخول کہ خاص مفعولیت کو شامل ہو نہ فاعلیت کو۔ یہ تنبیہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اس معنی امر صلہ با کا مدخول شامل فاعلیت بھی ہو سکتا ہے جیسا کتبت بالقلم لکھا میں نے قلم سے۔ یعنی حرف با کا بواسطہ مدخول کہ جو مفعولیت کو ہی شامل ہے اپنے فعل کو جسکا یہ صلہ ہے مفعول کی نسبت واقع کرنے کے لیے سبب کا خواستگار ہے نہ وہ مدخول جو فاعلیت کو شامل ہو جیسا کتبت بالقلم کہ اس میں حرف با کا مدخول قلم ہے جو خاص فاعل متکلم ہی کو شامل ہے۔

صلہ با متعدی مدخول مفعول کا مقتضی غیر مفعول بضرورت ہے اور مدخول کو مفعولیت سے خارج کرتا ہے

صلہ با بواسطہ مدخول فعل کا مفعول کے ساتھ سبب ایقاع ہے

ہم پس ایں طواف تعبداً للہ سبحانہ مامور بہ است و ہمچنیں سعی بہ تقدیر اَنْ یَّطَّوَّفَ اللہ بہما ہم طواف صفا و مروہ تعبداً للہ سبحانہ غیر مامور بہ از مباحات و طواف متغایر سعی است لش کما قیل فی الدلائل الشافعیۃ انہ یُرفع الجناح عن الطواف بہما لا عن الطواف بینہما و عندنا الاول غیر واجب و الثانی ہو الواجب انتہی تفسیر کبیر و ایں بتقدیر اَنْ لَا یَطَّوَّفَ بہما است ہم پس ایں کریمہ دلالت نمیکند بر سعی میان صفا و مروہ لاکن ایں سعی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کما ثبت انہ علیہ السلام سعی لما دنا من الصفا فی حجتہ و قال اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ فَبَدَءَ بِالصَّفَا فَرَقِیَ عَلَیْہِ حَتّٰی رَاٰ الْبَیْتَ الحدیث امراً من اللہ تعالیٰ باشد کما رُوِیَ عن النبی صلعم انہ قال اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ السَّعْیَ فَاسْعَوْا الحدیث

ترجمہ پس یہ طواف اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے ہی جسکا حکم کیا گیا ہے۔ اسی طرح موافق تقدیر مذکور کے اس نظم شریف اَنْ یَّطَّوَّفَ اللّٰہِ بِہِمَا کی تقدیر کی بنا پر۔ یعنی اللہ کا طواف کرنا اُن دونوں کے واسطے ہے۔ طواف صفا اور مروہ کا اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے غیر مامور بہ جس کا حکم نہیں کیا گیا مباحات سے ہے۔ اور طواف متغایر ہوتا ہے سعی سے۔ جیسا کہ دلائل شافعیہ میں کہا گیا کہ گناہ اُٹھا دیے جاتے ہیں یعنی دور ہوتے ہیں طواف سعی بواسطہ اُن دونوں کے نہ طواف سے درمیان اُن دونوں کے۔ اور ہمارے نزدیک اول غیر واجب ہے۔ اور دوسرا تو واجب ہی ہے۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر کی۔ اور یہ مضمون تقدیر اَنْ لَا یَطَّوَّفَ اللّٰہِ بِہِمَا کی صورت میں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ درمیان صفا و مروہ سعی کرنے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ سعی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ سے ثابت ہے موافق اس حدیث کے کہ بیشک حضور علیہ السلام نے سعی فرمائی جب قریب ہوئے صفا سے اپنے حج میں اور فرمائی یہ آیت کہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ الخ یعنے صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔ شروع کرو تم اُس سے جس سے اللہ نے ابتدا کی یعنی کلام الٰہی کی ابتدا لفظ صفا سے ہے۔ پھر اپنی سعی کو شروع کیا مقام صفا سے اور چڑھے اُسپر یہاں تک کہ خانہ کعبہ دیکھ لیا۔ آخر حدیث تک۔ پس یہ سعی آپ کی اللہ کے حکم سے ہوگی جیسا یہ حدیث نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سعی کو فرض کر دیا پس تم سعی کرو تا آخر حدیث

طواف متغایر ہے سعی سے بدلائل شافعیہ

سعی صفا و مروہ فرض ہے بنص کریمہ نہیں ہے لیکن بنص حدیث ثابت ہے

تسہیلاً وتبرکاً برائے امۃ بنا بر فعل حضرت ہاجرہ کما ھو المشہور سنن الحکمۃ فی شرع ھذا السعی الحکایۃ المشہورۃ وھی اَنَّ ھاجرام اسمٰعیل ع حین ضاق بھا الامر فی عطشھا وعطش ابنھا اسمٰعیل علیہ السلام اغاثھما اللہ تعالٰی الی ان قال ثم جعل افعالھما طاعۃ لجمیع المکلفین الی یوم القیامۃ وآثارھما قدوۃ للخلائق اجمعین انتہٰی تفسیر کبیر۔ واز ینجا ترک فعل وآثار صلحاء روست ونیز اختیار سنۃ صلحاء از تطوع اولیٰ ھم باید دانست مدخول علیہ لاجناح در حکم وجوب وغیرہ ہمچناں تواند شد کہ پیش از دخولش بود واگر ثابت نشود حکمی از پیش مباح باشد پس دخولش تامل فیہ سنن ازیں اصل اشارت است باینکہ حکم طواف صفا ومروہ پیش از دخول لاجناح ثابت نیست مگر پس دخول کہ مباح باشد ھم وازمن تطوع خیرا زیادت در عمل ثابت نشود بسبب عدم ثبوت حکم عمل پیش از دخول لا

جناح بر ادم استدلال باثبات

ترجمہ پس یہ حکم امت کی آسانی کے لیے ہے اور برکت حاصل کرنے کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی بنا پر جیسا کہ مشہور ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے اسطرح نقل کیا۔ یعنی جو کچھ حکمت اس سعی کے اجرا میں ہے وہ حکایت مشہورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جب انکا اپنے اور اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیاس سے حال تنگ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی فریاد رسی کی۔ یہانتک کہا۔ پھر ان دونوں کے افعال تمام مکلفین کے واسطے قیامت تک طاعت بنا دیے گئے۔ اور ان کے آثار مخلوق کے لیے پیشوا ہو گئے۔ انتہیٰ۔ اور یہیں سے صلحاء یعنی نیکوں کے فعل وآثار سے برکت لینا روا ہے۔ اور نیکوں کی سنت کا اختیار کرنا بھی ثواب وتطوع کی راہ سے یا بہ نسبت نوافل اولیٰ ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لاجناح کا مدخول علیہ یعنی جسپر لاجناح کا لفظ داخل ہو کر گناہ کی قید سے اسکو تخفیف ہوئی ہے حکم واجب وغیر واجب ہونیمیں ویسا ہی اسکو ہونا چاہیے جو قبل دخول اس قید کے اسپر حکم تھا۔ اور اگر کوئی حکم پہلے سے ثابت نہ ہوگا تو اسکے دخول کے بعد مباح رہے گا اسمیں تامل وغور کرو۔ اس قاعدہ سے اسبات کا اشارہ کہ حکم طواف صفا ومروہ کا لاجناح داخل ہونے سے ثابت نہیں ہوگا مگر بعد لاجناح داخل ہونیکے لہذا یہ طواف مباح ہوگا۔ اور کریمہ مذکورہ کے فقرہ من تطوع خیرا سے یعنی جس نے شوق سے کچھ نیکی کی۔ زیادت عمل میں ثابت نہیں ہوتی ہے بسبب عدم ثبوت عمل کے لاجناح اسپر داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ جب تک لاجناح کی قید عمل پر عائد نہ ہوگی عمل جبکہ ثابت نہ ہوگا پس زیادت عمل میں کیسے ثابت ہوگی جبکہ حکم عمل اسپر صادق نہ ہو۔

بیان حکم سعی کہ تسہیلاً وتبرکاً برائے امۃ بنا بر فعل حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سعی کی۔

فعل وآثار صلحاء سے تبرک جائز ہے اور اختیار انکی سنت کا تطوع سے اولیٰ ہے

بیان مدخول علیہ لاجناح وحکم اسپر من بعض حیثیت

سعی باین کریمہ بنا بر فعل و قول رسول اللہ تعالیٰ صلعم باشد چہ ثابت شد طواف اگر سعی بجایش و اگر باو بتعبیض گرفتہ شود سعی در بعضہا بصحۃ مفعولیتش ہم طواف ہم بشمول سعی مودی تواند شد واللہ تعالیٰ اعلم باید دانست شعائر مراد است از چیزیکہ آگہی دہد از مقصود کما قال سبحانہ والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ الآیہ پس انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیائہ تعالیٰ خیر الشعائر اند لما قال صلعم اذا رؤا ذکر اللہ الحدیث وقال سبحانہ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ وقال سبحانہ من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ الآیۃ پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالیٰ بالاستقلال نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خیر التقوی و خیر است پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالیٰ بالاستقلال مضاف بسوئے اللہ تعالیٰ راست چنانچہ تعظیم تابوت سکینہ کہ می برد تعظیم اللہ سبحانہ بہ نیت نائی

مطلب بیان شعائر

بیان شعائر و معنی شعائر

ترجمہ اور سعی کے ثابت کرنے میں اس آیہ کریمہ سے دلیل اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ آپ کے قول و فعل سے طواف بنایا گیا مگر بجائے طواف سعی کا اثبات ہوا۔ لہذا سعی کا ثبوت اس آیہ کریمہ سے حضور صلعم کے قول و فعل کی بنا پر ہوا کہ آپ نے بجائے طواف سعی فرمائی نہ اصل آیت سے کیونکہ بجز طواف اسمیں لفظ سعی مذکور نہیں۔ اور اگر بعضا میں اسکے مفعول ہونیکی صحت پر حرف یا تبعیض کا مانا جاوے تو طواف بھی شمول سعی میں ادا کیا جا سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ معلوم ہو کہ شعائر مراد ان چیزوں سے ہے جو مقصود کی آگہی یا اطلاع دیتے ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الآیہ یعنی اور مکہ کی قربانی کے اونٹوں کو ہمنے تمھارے لیے اللہ کی نشانیوں میں بنا دیا۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ خیر الشعائر یعنی بہتر و عمدہ نشانیاں ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی جب وہ دیکھے جاویں یا نظر آویں خدا یاد آجاوے تا آخر حدیث۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ الآیہ یعنی جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم شعائر تقوی القلوب سے ہے یعنی دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے یا یہ کہ پرہیزگار دل کہ متقی لوگ ہیں شعائر اللہ ہیں یعنی داخل ہیں شعائر اللہ میں۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ الآیہ یعنی جو کوئی خدا کی محترم اور حرمت دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کریگا تو وہ اسکے لیے اسکے رب کے نزدیک ایک اچھی چیز ہے یا وہ اسکو واسطے بھلائی ہے اسکے رب کے نزدیک۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کہ محترم اور حرمات خدا اور خیر الشعائر ہیں خیر التقوی اور خیر ہے یعنی اچھی پرہیزگاری اور بھلائی ہے۔ پس جو شعائر غیر خدا کے ہیں انکی تعظیم غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے جیسا تعظیم تابوت سکینہ کہ نیت کرنیوالیکی نیت سے خدائے سبحانہ کی تعظیم کو پہنچا دیتی ہے یہ نیت کرنیوالے کی نیت پر ہے۔

انبیاء اولیاء خیر الشعائر ہیں

تعظیم شعائر متقی لوگوں کا کام ہے

تعظیم انبیاء اولیاء اللہ خیر التقوی و خیر ہے

تعظیم غیر خدا اور اسکے شعائر کی شرک نہیں ہے بلکہ اسکا اثر نائی کی نیت پر ہے جیسے تعظیم تابوت سکینہ کو موصل تعظیم خدا کو ہے

ورنہ سن اے اگر نباشد تعظیم غیر اللہ تعالیٰ بہ نیت تعظیم اللہ تعالیٰ ہم تعظیم غیر اللہ تعالیٰ غیر تعظیم مخصوص اللہ تعالیٰ شرک نتواند شد باید دانست کہ بیت عتیق مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بنور حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ کہ در اوست وصفا ومروہ مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالیٰ است بقدوم حضرت ماجرہ رض کہ بر وبود و آثار است کہ شعائر اللہ تعالیٰ غیر اللہ تعالیٰ ہستند پس طواف غیر اللہ تعالیٰ تعظیما برائے تعظیم اللہ تعالیٰ از عبادت اللہ تعالیٰ است مامور بہ باشد ہمچو طواف بیت عتیق یا غیر مامور بہ ہمچو طواف صفا ومروہ از آنجا کہ جسد انبیاء اللہ تعالیٰ وبعض اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ محل قلب محل نور حجابی ربوبیۃ اللہ تعالیٰ است اشرف از صفا ومروہ است طوافش ہمچو طواف بیت عتیق است اجرا وطواف قبر شان کہ محل جسد شان است ہمچو طواف صفا ومروہ تطوعا خیرا ۔

ترجمہ ورنہ تعظیم غیر خدا کی جبکہ خدا کی تعظیم کی نیت سے نہ ہو۔ غیر خدائے تعالیٰ کی تعظیم ایسی جو تعظیم مخصوص خدا کے غیر ہو شرک نہ ہونی چاہیے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ مرقومہ میں بیت عتیق مطوف ہے یعنی طواف کیا جاتا ہے اس سبب سے کہ نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کے سبب جو اس میں ہے شعائر خدا میں شامل ہے یعنی بیت عتیق چونکہ اسمیں خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کا نور حجابی ہے اس سبب سے خدا کے شعائر میں داخل ہو کر طواف کیا جاتا ہے لہذا بیت عتیق مطوف ہے۔ اور صفا اور مروہ مطوف ہے اس سبب سے کہ خدائے تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے اسلیے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدوم اسپر تھے یعنی صفا ومروہ کا شعائر اللہ میں سے ہونا ببرکت قدوم حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو اسپر تھے لہذا تبرکا مطوف ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ شعائر خدا تعالیٰ جو کچھ ہیں وہ غیر خدائے تعالیٰ ہیں۔ پس غیر خدائے تعالیٰ کا طواف تعظیم کے طور پر خدائے تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے خدا تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہے وہ یا مامور بہ ہوگا جیسے کہ نیکا حکم ہے جیسے طواف بیت عتیق یا غیر مامور بہ ہوگا جیسے کہ نیکا حکم نہیں ہے جیسے صفا ومروہ کا طواف۔ چونکہ جسم شریف انبیاء خدا اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا کہ محل قلب ہے اور قلب محل ہے نور حجابی ربوبیت خدائے تعالیٰ کا پس صفا اور مروہ سے اشرف ہے لہذا طواف جسد شریف مثل طواف بیت عتیق کے اجر میں ہے یا طواف قبر شریف جو انکا محل جسد ہے مثل طواف صفا ومروہ کے ہے تطوع خیر میں کہ حصول خیر کی غرض سے ازراہ شوق

بیت عتیق مطوف ہے سبب محل انوار حجابی ربوبیت اور صفا ومروہ بہ برکت قدوم حضرت ہاجرہ مطوف ہے اور طواف قبور انبیاء

جسم شریف انبیاء وبعض اولیاء اللہ اشرف صفا ومروہ ہے کیونکہ محل قلب ہے اور قلب محل نور حجابی ربوبیۃ ہے مانند بیت عتیق کے اجر میں ہے

اصل باید دانست ثبوت شئ لبشئ لزوم نفی ماورایش نکند تا نفی صریحش نباشد ورنہ قیاس کہ از اصول اربعہ اہل سنت وجماعت مجمع علیہ است باطل باشد ھش و آن باطل تواند شد باجماع ھم پس اگر نہی صریح واجب التسلیم بریں مدعا آوردہ نشود ازاں گزیر نیست ورنہ قیاس اجواز اینچنیں طواف بر مشروعیت طواف بیت عتیق است چنانکہ جواز بوسہ ہر معظم از مشروعیت بوسہ حجر اسود است ش کما فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضھم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من آدمی وغیرہ ھ وازینجا است کہ بعض فقہا ایں طواف را در آداب زیارت قبور نہادہ اند چنانکہ در فتاوی مجمع البرکات نقلاً از مطالب المؤمنین آوردہ است ویقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک و ان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات وانتہی

ترجمہ قاعدہ معلوم ہو کہ ایک شئ کا ایک شئ سے ثابت ہونا اسکے ماورا کی یعنی جو اسکے سوا ہیں نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف طور پر اسکی نفی نہ ہو چکی ہو۔ ورنہ قیاس کہ اہل سنت وجماعت کے اصول اربعہ میں سے ہے اور سب کا اسپر اجماع ہے باطل ہو جائیگا۔ حالانکہ قیاس بسبب اجماع باطل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ممانعت صریح جس کا ماننا واجب ہے اس مدعا پر لائی جائے تو اس سے چارہ نہ ہوگا ورنہ ایسے طواف کے جائز ہونیکا قیاس بیت عتیق کے طواف کی مشروعیت پر ہے جیسا ہر معظم کے بوسہ کا جائز ہونا حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونیکے قیاس پر ہے۔ چنانچہ کتاب الدر المنظم کی کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہا ہے حافظ ابن حجر نے کہ بعض علماء نے ہر ایک آدمی اور غیر آدمی کے بوسہ کا جواز جو مستحق تعظیم ہے حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونے سے لیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض فقہا نے اس طواف کو زیارت قبور کے آداب میں رکھا ہے جیسا فتاوی مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے نقل کرکے بیان کیا ہے یعنی اور میت کے چہرہ کے پاس کھڑا ہووے اور اپنا داہنا ہاتھ اسکی تربت پر رکھے اور یہ کہے۔ اے میرے اللہ اسکو بخش دے کیونکہ وہ یقینی اب تیری طرف محتاج ہو گیا۔ اور اگر بندۂ نیک بخت کی قبر ہو اور اسکو اسکے گرد طواف کرنا ناممکن ہے یہ تین بار کرے بس ہو گیا +

قاعدہ ثبوت شئ کا شئ سے اسکے ماورا کی نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف نفی نہ ہو چکی ہو

جواز تقبیل مستحق تعظیم کا حجر اسود کی تقبیل سے مستنبط ہے

بیان جواز طواف قبر مومن صالح اور اولویت مومن صالح کی +

از یہاں است کہ طواف برائے احیاء صالحین اولی بود ش فی الدرالمنظم
فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ وبین الافراط والتفریط امورٌ
مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ واختلفت فیہا الاقوال کالطواف
حول القبر الشریف وتقبیل سدتہ العلیۃ ووضع الخد علیہ ومسہ
جدرانہ والتمرغ علی اعتابہ ونحوہا فالمشددون من العلماء
حرموہا وکرہوہا سدًّا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المحرم
والمحققون منہم اباحوہا او استحبوہا تبرکًا بجناب المعظم
انتہی النظر الی الغرض فیہ فی البحث ثم اللہم صل وسلم علی
محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما
یحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ یہیں سے ظاہر ہے کہ زندۂ نیک بختوں کے لیے طواف اولی ہوگا۔ اور درمنظم میں کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی افراط اور تفریط میں بہت امور مشتبہ ہیں جس میں دلیلیں متعارض ہیں اور باہم پیش آتی ہیں اور اقوال اس میں مختلف ہیں جیسے طواف قبر شریف کے گرد۔ اور آپ کے آستانہ عالی کا چومنا۔ اور اس پر رخسارہ رکھنا یا ملنا۔ اور آپ کی دیواروں کا مس کرنا۔ اور آپ کی چوکھٹ یا آستانہ پر لوٹنا اور ایسے اور امور۔ پس جو سخت علماء ہیں انھوں نے تو اسکو حرام کیا اور مکروہ بتلایا تاکہ ان ذرائع کا سدباب ہو جائے جو محرمات کو پہنچاتے ہیں۔ اور جو نرم علماء ہیں انھوں نے اسکو مباح کیا اور مستحب ٹھہرایا ہے برکت حاصل کرنے کی بنا پر آپ کی جناب معظم سے۔ بس تمام ہوا۔ اب اس بحث کی بابت جو کچھ اس کتاب میں ہے تو خود دیکھ لے۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما یحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان اختلاف علماء مشددون ومحققون کا تحریم وکراہت میں اور اباحت واستحباب میں طواف قبر شریف۔ و تقبیل آستانہ علیہ۔ اور اسپر رخسارہ ملنا۔ دیوار کا مس کرنا۔ آستانہ پر لوٹنا وغیرہ اور حکم تحریم وکراہت بغرض احتیاط سدباب حرمت وکراہت ہے

۲۳ ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع +

ذکر کیفیۃ جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وتخصیص منتسب بہ جائز است بریں نیت کہ ایں حیوان یا غیر حیوان برائے فلانست انتساباً یا ایں نماز وروزہ برائے فلانست

۲۴ ذکر بیان جواز انتساب کا غیر خدا کے لیے لوجہ اللہ اور فضیلت تخصیص موہوب بہ اور موہوب لہ کی اور تخصیص وقت کی۔ اور نفع عمل غیر عامل کو پہنچانا مع اور فائدوں کے +

بیان ذکر اسبات کا کہ جائز ہے خدا کی وجہ میں غیر خدا کے واسطے کسی چیز کا منسوب کرنا اور موہوب بہ کی یعنی جو بخشش کریں یا بخشیں اور موہوب لہ کی یعنی جسکو بخشیں تخصیص کی فضیلت اور وقت کی تخصیص اور غیر عامل کو عمل کا نفع پہنچانا مع دیگر فوائد کے +

مطلب یہ کہ نذر ونیاز میں کسی چیز کا کسی کے واسطے لوجہہ اللہ نسبت کرنا جائز ہے۔ اور یہ کہ نذر ونیاز خاص چیز کی کرنا اور وہ خاص شخص کو دینا۔ اور اسکو خاص وقت میں کرنا بھی جائز ہے۔ اور اس قسم کی نذر ونیاز کی فضیلت بھی ثابت ہے۔ اور اسی طرح کوئی عمل کرکے کسی غیر کو کہ وہ اسکا عامل نہ ہو نفع پہنچانا اور بخشنا بھی جائز ہے۔ اور سوائے اس کے اور بھی کئی فائدے اسکے اسی کے متعلق اس بحث میں مذکور ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین لوجہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا غیر خدا کے واسطے نسبت کرنا۔ اور منتسب بہ کو بھی یعنی جو چیز نسبت کی۔ اس طرح نیت کرکے خاص کرنا کہ یہ حیوان یا غیر حیوان یعنی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز ہو فلاں کی نذر کا ہے یا فلاں کے واسطے

۲۳ ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ وفضل تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ وتخصیص زمانی واصابت نفع عمل لغیر عامل بادیگر منافع +

بیان جواز انتساب کا

استنباط نہ سمجھیں گفتن پس در صورت نبودن ہیچ استنباط و نذر مخصص باللہ سجانہ
شرک نیست و نہ منتسب بہ نذر مند و بہ حرام بقول سعد بن عبادہ فانہ قال یا رسول
اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا و
وقال ھذہ لام سعد رواہ ابو داؤد والنسائی رض فی المشکوٰۃ از بخاست
کہ آب ہم باچیزے دانش بہتر است و روی الطبرانی و دار قطنی ان رجلا
سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابرھما حال
حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
ان من البر ان تصلی لھما مع صلوٰتک وان تصوم لھما مع صومک
الحدیث فای الصدقۃ افضل قال الماء مفید فضل مطلق است وان تصلی
لھما وان تصوم لھما مفید فضل تخصیص منتسب بہ بحسب حال منتسب الیہ است ۔

پانی کے ساتھ دوسری چیزوں کی فضیلت

نذر روزہ کا مرنی کو ثواب پہنچانا

نذر جس منسوب ہے یا یہ نماز روزہ فلاں کیواسطے منسوب ہے اور اسی قسم کا اور کہنا جائز ہے۔ پس یہ نذر اور نسبت چونکہ اس نذر و نسبت کی جیسی نہیں ہوتی جو مخصص الہ سجانہ کی ہوتی ہے لہذا اس صورت میں شرک نہیں ہے۔ اور نہ منتسب بہ اور منذور بہ یعنی جو چیز نسبت پائی اور نذر کی ہے حرام ہے۔ بنا بر قول حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ کے رسول سعد کی مادر بیشک مر گئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا آپ نے پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی مادر کیواسطے ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے جو مشکوٰۃ میں ہے۔ اور نہیں ہے یہ ثابت ہوتا کہ نیاز کی چیزوں کے ساتھ پانی رکھنا بھی اوسکی افضلیت کے بہتر ہے۔ اور طبرانی اور دار قطنی نے روایت کیا۔ یہ کہ تحقیق ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس کہا میرے باپ کے کہ انکی زندگی میں دونو کی تسانیکی کیا کرتا تھا انکی موت کے بعد میں انکی دونو کے تسانیکی کیونکر ہو یعنی میں انکی تسانیکی کیونکر کروں۔ تو فرمایا اسکو حضور نے آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو جیو کہ اب تیکی انکی تسانیکی ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ انکی دونو کیلیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزہ کے ساتھ انکی دونو کیلیے بھی روزہ رکھے۔ آخر حدیث کے۔ پس حدیث اول کے الفاظ فای الصدقۃ افضل قال الماء یعنی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ پانیکی مطلق فضیلت کو مفید ہیں۔ کیونکہ انسے پانیکی فضیلت بالاقید مطلق ثابت ہوتی ہے لہذا ہر قسم کی نیاز کے ساتھ پانی کا رکھنا بہتر ہوگا۔ اسلیے کہ صدقات و ہدایہ میں فرمان رسول کریم سے اسکو افضلیت حاصل ہو پس ہر قسم کے صدقات کے ساتھ افضل شے کا ہونا اولیٰ ہوگا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ ان تصلی لھما وان تصوم لھما سے یعنی ان دونو کے واسطے تیرا نماز پڑھنا اور تیرا دونو کیلیے روزہ رکھنا منتسب الیہ کے حال کے موافق منتسب بہ کے خاص کرنیکی فضیلت کا فائدہ بھی حاصل ہے۔ مطلب یہ کہ دوسری حدیث کے الفاظ مذکورہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو چیز جس کے حال کے مناسب و مرغوب ہو ایسے شخص کے واسطے اُس چیز کا نذر و نیاز و صدقات و ہدایہ میں خاص کرنا فضیلت رکھتا ہے ۔

وایں نیت وکلام در انتساب لغیر اللہ تعالیٰ کہ غیر انتساب مختص باللہ تعالیٰ است بر
محاورہ است باختصار مستعمل کلام بنا بر شہرت نسبت مختص باللہ تعالیٰ و اظہار نسبت مجہولہ
لغیر اللہ تعالیٰ ہمچو انتساب فی قولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۔ و برانکہ انتساب
و نذر لغیر اللہ تعالیٰ بر مقصدی لابدّ منہ مشروع و مروج است قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین
اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدّموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذلک خیر لکم
واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم الآیہ وقال سبحانہ عفا
من ابوا لہم صدقۃ الآیہ ایجا صدقہ بمعنی ہدیہ خاص از بہر تعظیم و تکریم رسول اللہ
تعالیٰ است صلعم چہ غیرش برائے حضرت نبی معظم و مکرم صلعم ممنوع است لعظمۃ صلعم

ترجمہ اور اس طرح نیت و کلام کر کے غیر خدا کی طرف اُسکو نسبت کرنا جو لغیر نسبت کیے خدا کے ساتھ خاص
ہو جاتا ہے محاورہ کلام ہے کہ اسطرح کے استعمال سے کلام مختصر ہو جاتا ہی کیونکہ خدا کے ساتھ جو نسبت خاص ہی وہ محاورہ
کلام میں اختصار کلام کی غرض سے بسبب شہرت اظہار نہیں پاتی ہے نہ اُسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہی بخلاف نسبت
غیر خدا کے کہ وہ نسبت مجہولہ ہے اُسکے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے جیسا خود کلام الٰہی میں کہ نہایت فصیح اور ابلغ الکلام
ہے اس قسم کی نسبت کا بخوبی اظہار ہے دیکھو قول اللہ تعالیٰ کا سورۂ حم سجدہ رکوع چھ میں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
یعنی جسنے عمل کیا نیک تو اُسی کے نفس کے واسطے ہے ۔ حال آنکہ عمل نیک وہی ہی جو اللہ کیواسطے ہو نہ اپنے نفس کے واسطے پس اللہ
سبحانہ کا عامل کیواسطے عمل کا تخصیص فرمانا اور اپنی نسبت خاصہ کا اظہار نفرمانا بسبب شہرت و اختصار کلام کے ہی اور یہی اصل
فصاحت و بلاغت ہے ۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہی کہ حسب الحکم مضمون آیات ذیل یہ نذر و نسبت کرنا غیر خدا کے واسطے ناچار مراد خاص پر
مشروع ہوا ہے اور شرعاً جائز رکھا گیا اور رواج پایا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کے رکوع دوسرے میں یٰٓاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہو تم جب سرگوشی یا عرض حاجب و مناجات کرو تم رسول سے
پہلے کھڑا کرو نذر کیطے صدقہ یعنی ہدیہ پیش کرو ۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اور بہت پاکیزہ طریق ہے ۔ پھر اگر نہ پاؤ ایسی چیز کہ لائق ہدیہ
ہو تو بیشک اللہ غفور رحیم ہی ۔ اور فرمایا حق سبحانہٗ نے سورۂ توبہ رکوع تیرہ میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی لیجیے یا قبول کیجیے اے حبیب انکے مال میں سے تحفہ کیطرح ہدیہ خاص کے لوجہ اللہ ہی اور اپنی عالی
ہمتی اور بزرگی رتبہ کے خیال سے انکی ہمت ہدیہ کے شرم کے سبب اعراض نہ کیجیو کیونکہ تو ذکر مکتی ہی کیا بعوض انکے ہدیہ کیے انکی طہارت کو آپ جیسا چاہیے خوب پاک کردو گے اور جیسا
چاہیے انکے باطن کو بھی بخوبی پاک کردو گے اور انکا احسان اُنپر بڑھیا سے بڑھیا ہوگا اور اُنپر رحمت کیجیو ۔ بیشک آپکی رحمت انکے لیے آرام ہی بسبب آپکی رافت اور
نزول رحمۃ کے ہر اضطرار سے ۔ اور حال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا اور دانا ہے ۔ یہاں مراد صدقہ سے خاص ہدیہ ہی بسبب تعظیم و تکریم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس یہ کہ بوجہ عظمت و بزرگی حضور صلعم کے سوائے ہدیہ کے اور قسم کا صدقہ نبی معظم اور مکرم کے لیے ممنوع ہے ۔

صدقہ ہدیہ رسول صلعم کے لیے ممنوع ہے

ناجائز ہے نسبت کرنا کسی چیز کی طرف غیر خدا کے ساتھ بسبب اظہار کلام

نذر و نسبت لغیر خدا مشروع و مروج ہے

ناجائز ہے نسبت کرنا کسی چیز کی طرف غیر خدا کے ساتھ بسبب اظہار کلام

واستدامۃ ہدیہ باستدامۃ مناجات بجناب رسول اللہ تعالیٰ صلعم بقائی حیات و تصرف دائمش صلعم است **شش** اثباتِ حیات و تصرفِ دائمی حضرت حیات النبی صلعم با فضلیت حیات در ہمیں مکتوب از جا با واضح است اگر بینی و فہمی میتوانی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ہم از ینجا است کہ ہدیہ مخصوص برائی معظم و مکرم تعظیماً و تکریماً اولی است پس ہر کہ حکم کرد ایں انتساب و نذر را بشرک چنان است کہ تقدیم کرد بنفس خود در ترتب کفر و شرک در مقابلہ ہر وجہ ثابت **شش** کفر در مقابلہ وجہ ثابت یعنی نصوص قرآن مجید و حدیث شریف چنانکہ مذکور شد بوجہ انکار ش و انتسابش بشرک و شرک در مقابلہ صحۃ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ بر مقتضای لابد منہ بآنکہ خود عامل او است از ینجا رد آنست گفتند کہ گفتن اینکہ نماز و روزہ برائی فلان است ایں چیز برائی فلان شرک است ہم و نیز فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ

مطلب فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ

ترجمہ اور آپ کی بقائی حیات اور تصرف دائمی کے سبب ہدیہ اور عرض حاجت و مناجات کی ہمیشگی بھی اسی آیت سے ثابت ہے۔ پس بسبب تعمیم مومن اور تعمیم وقت کے ہر مومن ہر وقت و زمانہ میں آپ کی حضور میں ہدیہ پیش کرکے یا حالت غدر میں بغیر ہدیہ مناجات عرض کر سکتا ہے۔ اور آپ بسبب بقائے حیات اور تصرف دائمی اس کے حاجات میں لو جہ اللہ امداد فرما کے اسکے لیے موجب رحمت اور باعث تسکین ہو سکتی ہیں۔ حضرت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت مع فضیلت حیات اور آپ کا دائمی تصرف اسی کتاب میں کئی جگہ واضح طور پر ہے اگر دیکھو گے اور سمجھو گے تو ممکن ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے پر یہ آیت سورہ نور کے رکوع چھبیس میں ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معظم و مکرم کی تعظیم و تکریم کیلئے وہ ہدیہ جو انکے لیے خاص ہو اولیٰ ہے پھر جس نے اس نذر اور نسبت کرنیکو شرک کا حکم دیا تو ہر وجہ ثابت کے مقابلہ میں گویا اسنے اپنی ہی نفس پر کفر و شرک کے مترتب ہونیمیں یعنی ثابت کرنے میں تقدیم کی۔ اور کفر مقابلہ وجہ ثابت سے یہ مطلب ہے کہ جسنے ان آیات قرآن مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں جو نذر و انتساب کے ثبوت میں مذکور ہو چکی ہیں نذر و نسبت کرنے سے انکار کیا اسکو شرک کہا تو بوجہ انکار آیات و حدیث اور ان کے احکام کو شرک کہنے کے سبب۔ کفر پہلے اسکی ذات خاص پر مترتب و ثابت ہوگا۔ کیونکہ غیر خدا کی طرف نسبت کرنا جب مقصد خاص شرعیہ پر آیات وغیرہ مذکورہ سے صحیح ثابت ہوا تو اس صحت کے مقابلہ کرنے میں شرک لازمی ہوگا کہ اس سے چارہ نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ خود ہی عامل ہوگا سب جنھوں نے کہا کہ اسطرح کہنا کہ یہ نماز و روزہ فلاں کے لیے ہے اور یہ چیز فلاں کیلئے ہے شرک ہے انکا قول کا رد بھی ہیں ہو گیا۔ اور موہوب لہ اور موہوب بہ کی یعنی جسکے نام بخشا اور جس چیز کو بخشا۔ خاص کرنیکی فضیلت بھی

ہدیہ خاص معظم و مکرم کی تعظیم و تکریم کیلئے اولیٰ ہے

بیان فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ کا یعنی جس کے نام دیں اور جو دیں

ازینجا است کہ ذبح میکردند صلعم گوسپند برای اصابت ثواب بحضرت خدیجہ رضہ و بزنان احباء خدیجہ رضہ می بخشید اخرج البخاری ومسلم وترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی ان قالت ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث چہ دریں ورائی ثواب سرور مروح حضرت خدیجہ رضہ ہم ملحوظ بود کہ در حالت حیات خود ہم باینسان می بخشید وروزی نان باریک گندم از آتش سخت شدہ بر سفرۂ حضرت سید عالم صلعم بود فرمودند برائی خدیجہ بخشند کہ او می پسندید وآیات وذی القربی مقدم و مفید تر باستحقاق رحم دلیلے دیگر بر فضل تخصیص موہوب لہ است قال سبحانہ اٰت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ **شش تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص موہوب بہ وموہوب لہ بدعت است وتعیین زمانی سنت مستحبہ است

کما فی التفسیر الکبیر

ترجمہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ثواب پہنچانے کیلئے بکری ذبح فرماتے تھے اور بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو خاص بخشش فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہیں یہانتک کہ فرمایا بی بی صدیقہ رضہ نے ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث یعنی اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تھے پھر جوڑ جوڑ اسکے جدا کرتے اور وے بی بی خدیجہ رضہ کی جاننے والیوں کے لیے بھیجتے تا آخر حدیث۔ اسلیئے کہ انمیں علاوہ خوشنودی روح حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کو اسکا بھی لحاظ رہتا کہ حضرت بی بی صاحبہ اپنی حالت حیات میں بھی انھیں بخشش کیا کرتی تھیں۔ اور ایک روز گیہوں کی باریک روٹی آگ میں خوب سکی ہوئی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر تھی آپ نے فرمایا کہ خدیجہ کیلیے اسے بھیجدیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی روٹی پسند کیا کرتی تھیں۔ اور ذوی القربی کو دینا باعتبار ان کے استحقاق رحم کے زیادہ مقدم اور مفید ہے۔ پس موہوب لہ کے خاص کرنے کی فضیلت پر یہ ایک اور دلیل ہے جیسے فرمایا خدا سبحانہ نے معرض بنی اسرائیل کے مدکوع تیسرے میں اٰت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ یعنی آپ اول قرابتی کو اسکا حق دیجیئے پھر مسکین کو اور مسافر کو آخر تک **تنبیہ** یہاں پر اب اس کا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا موہوب بہ اور موہوب لہ کا خاص کرنا بدعت ہے اور تعیین زمانی یعنی نذر ونیاز اور زیارت اور ایصال ثواب مقرر وقت پر کرنا سنت مستحبہ ہے جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔

طلب تعیین زمانی سنت مستحبہ ہے

بانیاز اسکا کہ وقت مقرر کرنا سنت مستحبہ ہے نذر ونیاز اور زیارت اور ثواب پہنچانیکے لیے

انہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء عند راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون استنجا ایضا ایصال ثواب سالانہ ہم ظاہر است پس قریب را زیارت قبر اولی است ومتعذر زیارت را ایصال ثواب وحاضری سال بسال بر مقابر کہ عرس عبادت از انست ہم ازینجا است ودر مشکوٰۃ شریف است از محمد بن النعمان برفع حدیث قال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب برا الحدیث وقال اللہ تعالیٰ واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیہ وروز سوم بخانہ اہل عزا رفتن ودعای خیر کردن وطعام فرستادن سنت است ازانکہ حضرت رحمۃ عالم صلعم بروز سوم بخانہ آل جعفر رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب تشریف فرمود وفرزندان جعفر را دلداری نمود ودعای خیر کرد مر ایشان را وطعام فرستاد مدارج النبوت ودر کتاب فتاوی اورجندی مولف ملا علی قاری روایت است

ترجمہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کے مزارات پر برس کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور اسطرح انکو مخاطب کرکے فرماتے کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی تم پر سلامتی ہو جو سبب اسکے کہ تم نے صبر کیا اور اچھا ہوا آخر ٹھکانہ۔ اور چاروں خلیفہ بھی بعد آپ کے ایسا ہی کرتے رہے انتہی یعنی تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر۔ یہیں سے سالانہ ثواب پہنچانا بھی ظاہر ہے۔ پس قریب کیلیے زیارت قبر کی اولی ہے۔ اور جو زیارت کو عذر کے سبب نہ جا سکے اسکو ثواب پہنچانا۔ اور سال بسال مقابر پر حاضر ہونا کہ یہی مراد عرس سے ہے یہیں سے ثابت ہوتا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مرفوع ہے۔ کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونوں میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اس کے گناہ بخشدیے جاوینگے اور وہ نیکوکار لکھدیا جاویگا آخر حدیث تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیۃ اور یاد کرو اللہ کو کئی دن میں گنتی کے آخر آیت تک۔ اور تیجہ کے روز اہل میت کے گھر جانا اور دعائے خیر کرنا۔ اور کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اسلیے کہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم تیجے کے دن آل جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادوں کی دلداری کی اور دعائے خیر خاص انکے لیے فرمائی اور کھانا بھیجا۔ اور کتاب فتاوی اورجندی میں جو ملا علی قاری صاحب کی تالیف کی ہوئی روایت ہے ؂

بیان اسکا کہ وقت حاضری زیارت قبور کا سنت ہے یا نہیں اور ثواب ایصال ثواب پہنچانے کا کیونکر ہوتا ہے

جواز زیارت قبور ایصال ثواب وشرکت اعراس واولویت قریب کے لیے از متعذر کو

تیجہ کو میت کے گھر جانا دعا کرنا کھانا بھیجنا سنت ہے ؂

کان الیوم الثالث عن وفات ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ لبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ السلام الفاتحۃ مرۃ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل فرفع یدیہ ومسح وجھہ فامر ابا ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم الحدیث

متن با اختلاف بعض الفاظ در ہدیۃ الحرمین و بریں روایت از اوزجندی بست و شش مہر از اکابر علماء حرم شریف یعنی مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً شمردہم ازینجا است کہ روز سوم و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع یدین و مسح بر رو و تقسیم و اطعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سنت است وقال اللہ تعالیٰ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون ہ الآیہ

ترجمہ کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام صاحبزادہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنکے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی تھی پس اُسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ ایکبار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھا اور یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَھَا اَھْلٌ وَھُوَ لَھَا اَھْلٌ پڑھی۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کہ تو جس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اسکو تقسیم کردے۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراھیم کے لیے ہے تا آخر حدیث۔ اور یہی حدیث ہدیۃ الحرمین میں بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اسی روایت اوزجندی پر (حضرت مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں) کہ میں نے چھبیس مہریں بڑے بڑے علمائے حرم شریف یعنی مکہ معظمہ کی دیکھی ہیں اللہ تعالیٰ اُسکی شرافت اور عظمت کو زیادہ کرے۔ شمار کی ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھانا۔ اور اُن کا منہ پر پھیرنا۔ اور کھانے کا تقسیم کرنا۔ اور کھلانا۔ اور ہر قسم کی عبادت مالی و بدنی کا ثواب پہنچانا سب سنت ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج رکوع دہم میں وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون الآیہ یعنی اور خیر کرو شاید تمکو فلاح ملے

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

ایضاً جو کہ کھانے پر پہلے فاتحہ دینا اور تقسیم کرنا اور کھانا کھلانا اور اوزجندی کی روایت بھی ہر طرح کی بدنی و مالی عبادت کا ثواب پہنچانا سب سنت ہے ۔

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

بعموم زمان و مخیر و مخیر لہ و خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ سؤ باید دانست کہ عموم خیر شامل عبادت مالی و بدنی و روحی را و عموم مفعول شامل است نفس خود و غیر خود را از احیاء و موتی چہ اصابت خیر ہر دو ثابت ہم پس تعیین روز دہم و بستم وغیرہ برای خیر کہ شامل عموم است حسن است و اخرج النسائی عن مالک رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمیت اول عسیرۃ علی المیت فتصدقوا عنہ و ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت سبعۃ ایام وقیل اربعین فان المیت یتشوق الی بیتہ الحدیث باید دانست تصدقوا عام است از ہر ہیئت مخاطب و صدقہ و متصدق لہ و زمان بدلالۃ عموم میت و اربعین اولی است از سبعۃ و زیادت بریں ممنوع نیست کہ از تطوع است

ترجمہ اس آیت شریف سے عموم زمان اور عموم مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ یعنی جو کچھ خیرات کریں اور جس کے لیے خیرات کریں اور خیرات کرنیوالے کا عام ہونا ہر وقت میں ثابت ہے۔ اور معلوم ہوا کہ عموم خیر عبادت مالی و بدنی اور روحی کو شامل ہے۔ اور مفعول کا عموم شامل ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو خواہ زندے ہوں یا مردے کیونکہ خیر کا پہنچنا دونوں کے واسطے ثابت ہے۔ مطلب یہ کہ اس آیت شریف میں خیر کیلئے قید نہیں ہے خواہ کسی وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا۔ اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنے سے سبب عام ہونے وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا۔ اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنے جسکے لیے خیرات کی جاوے انکی بھی بغیر قید بالعموم ثابت ہونے سے بھی سب عام ہوئی لہذا ہر قسم کی خیرات خواہ کسی ہو یا جسم سے یا روح سے ہر شخص کیلئے خواہ کوئی ہو آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت میں سبکو شامل ہے کیونکہ عموم زمان و مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح اس آیت سے ظاہر ہے۔ اور اس خیر کے ثمرہ اللہ فلاح میں بھی یہی عموم موجود ہے کہ میت کیواسطے دسویں بیسویں وغیرہ کی تعیین یعنی ان تاریخوں کو مقرر کر کے انمیں خیر کرنا بسبب اسکے کہ اسی عموم میں سے بھی شامل ہیں حسن ہے اور اچھا فعل ہے اور حدیث کے موافق ہے جیسا حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلی رات میت پر سخت دشوار ہے پس اسکے لیے صدقہ دو اور لازم ہے کہ میت کے لیے صدقہ کی مواظبت کرو یعنی صدقہ برابر جاری رکھو سات دن اور کہا گیا چالیس دن کیونکہ اپنے گھر کیطرف مشتاق ہوتی ہے تا آخر حدیث۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں لفظ تصدقوا عنہ میت کے عام ہے اس واسطے کہ مخاطب عام ہے کیونکہ مفعول اول اسکا بوجہ توسع مذکور نہیں ہوا۔ اور مفعول ثانی یعنی میت کے عام ہونے سبب صدقہ اور جسکے لیے صدقہ دیں اور اسکا وقت بھی عام ہوا کیونکہ فعل تصدقوا کہ متعدی بمفاعیل ہے انکا مذکور ہونا توسع ہر ایک کے عموم پر دلیل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ہر میت کے لیے ہر قسم کا صدقہ ہر وقت دینا درست ہے۔ اور بہتر ہے کہ چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولی ہے۔ اور بہتر زیادہ کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تطوع ہے یعنی شوق عبادت زیادہ

ہر قسم کی خیرات ہر وقت کرنا درست ہے

چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولی ہے

سوائے چالیس دن پھر زیادہ کرنا اچھا فعل ہے

مش یعنی کہ زیادت عبادت نافلہ بر فرض و واجب از تطوع است و قال سبحانہ فمن تطوع خیرًا فھو خیرٌ لہ **مم** ازینجا است کہ چہل روز متصل تصدق کردہ باشد از ہرچہ تواند **مش** از عبادت مالی و بدنی در روحی ہمانا کہ موافق کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون است **مم** و مواظبت ترک روزی از اربعین نخواہد پس بروز سوم و دہم و بستم و چہلم باز زیادت صدقہ نیز کہ در ضمن اربعین است و ششماہی و سالانہ نیز کہ در ضمن عموم تصدقوا است و نیست در اینہا مگر زیادت صدقہ ثواب کہ مراد است و زیادت ممنوع نیست کہ در معنی تطوع خیر است و در ین تعیین حکمتی است کہ بمقتضای من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا حاصل میشود و نیز حکمتی دیگر ہم باشد واللہ تعالیٰ اعلم **مش** در ریاض المقاصد است کہ در جامع الفقہ از مجموع الروایات است اما اگر کسی از ملک خود طعام بکند و خلق را می خوراند بی شبہ حلال است زیرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ عنہ سوم روز و دہم روز و بستم روز و چہلم روز و ششماہی و سالانہ طعام دادہ و صحابہ نیز

ترجمہ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ سوائے فرض اور واجب کے نفل عبادت کی زیادتی تطوع میں شامل ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقر کے تیسویں رکوع میں فمن تطوع خیرًا فھو خیرٌ لہ یعنی پھر جو شوق سے نیکی کرے تو وہ نیکی اسکے لیے بہتر ہے۔ پس شوق خیر کا زیادتی کے ساتھ اولیٰ ہوگا خیر کے کم ہونے سے کہ ہمیں کرنیوالیکا نفع ہے لہذا صدقہ چالیس دن کا بہ نسبت سات دن کے بہتر اور اولیٰ ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برابر چالیس روز تک مالی و بدنی و روحی عبادت میں جس چیز سے ہو سکے میت کے لیے تصدق اور خیرات کرتا رہے کہ بعینہ یہ آیت کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون کے حکم کے موافق ہے۔ اور لگاتار چالیس میں سے ایکدن بھی ترک نہ کرے۔ پس بیسواں و بستم و چہلم بھی اسی چالیس دن کے ضمن میں ہیں کہ انمیں اور زیادہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور ششماہی اور سالانہ کہ یہ بھی عموم بتصدقوا کے ضمن میں آگیا پس ان سب میں بجز ثواب زیادہ ہونیکے کہ اصل مراد یہی ہے اور کیا ہے اور ایسی زیادتی جس کا مطلب تطوع خیر یعنی شوق خیر ہو ممنوع نہیں۔ اور اس تعیین و تخصیص میں ایک حکمت ہے کہ موافق حکم اس آیت کریمہ کے کہ سورۂ انعام کے رکوع بیس میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا یعنی جو ایک نیکی کرے تو اسکے لیے دس جیسی دس اور ہونگی۔ ایک چلہ اور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور سوائے اسکے اور بھی کوئی حکمت ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور ریاض المقاصد میں مذکور ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے نقل کرکے اسطرح لکھا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ملک سے کھانا پکوا کر مخلوق کو کھلائے بے شبہ حلال ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر تیجہ اور دسویں اور بیسویں اور چہلم کے روز اور چھ ماہی اور برسی کا کھانا دیا۔ اور صحابہؓ نے بھی

ف۱ یہ تیجہ دسویں بیسویں چہلم چھ ماہی برسی کا کھانا دینا تطوع خیر ہے نفس عبادت اور فرض و واجب کی طرح ضروری نہیں

بچنین کردند ہر کہ ازیں منکر باشد او از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم منکر باشد انتہی از ینجا است کہ سوم وغیرہ سنت است ۱۲ و تخصیص صدقہ برائے اموات بشب جمعہ وعیدین و شب برأت از ینجا است کہ در جامع الروایات فارسی از دستور القضات حدیثاً عنہ صلعم نقل کردہ کہ ارواح مومنان می آیند در شب جمعہ پس استادہ شوند بخانۂ خانی پس ندا میکنند ہر یکے بآواز حزین یا اھلی و اولادی و اقربائی بدہید بمن چیزے صدقہ ۱۲ ش فی دستور القضات من الفتاوی النسفیۃ ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی و اولادی و اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ و اذکرونا و لا تنسونا و ارحمونا فی غربتنا و قلۃ حیلتنا فی قبر ضیق و سجن وثیق و غم طویل و فقر شدید و قد کان ھذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا لو ینفق فی طاعۃ اللہ تعالی لم نسئل منہ شیئا و انتم تاکلون و تشربون و نحن نحاسب و نعذب فان اعطفوا رضوا بالصدقۃ و دعوا لھم بالبرکۃ

ترجمہ اسی طرح کیا۔ جو شخص اسکا منکر ہوگا یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر ہوگا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ تیجہ وغیرہ سُنّت ہے۔ اور صدقہ اموات کے واسطے خاص جمعہ کی رات اور عیدین کی راتوں اور شب برات میں کرنا یہاں سے ہے جو کتاب جامع الروایات فارسی میں کتاب دستور القضات سے بطور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں جمعہ کی رات میں آتی ہیں اور خانی گھر میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میری اہل اور اولاد اور میرے قرابتیو مجھپر صدقہ کرو۔ جیسا دستور القضات میں فتاوی نسفیہ سے اسطرح منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں آتی ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑی ہوتی ہیں پھر ہر ایک انمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میرے اہل یعنی گھر والو اور میری اولاد یعنی بچو اور میرے سگے قرابتیو یعنی رشتہ دارو ہمپر صدقہ سے مہربانی کرو اور ہمکو یاد کرو اور ہمیں نہ بھولو اور ہماری غربت اور حیلہ اور اسباب کی قلت کی حالت میں ہمپر رحم کرو کہ ہم تنگیٔ قبر اور سخت قید میں اور بڑے غم اور سخت محتاجگی میں ہیں حالانکہ یہ مال جو تمھارے قبضہ میں ہے ہمارے قبضہ میں تھا۔ اگر خدا کی بندگی میں خرچ کیا جاتا تو ہم اسکی بابت کچھ پوچھے نہیں جاتے اور تم کھاتے پیتے ہو اور ہمپر حساب اور عذاب ہے پھر اگر وہ مہربانی کرکے خرچ کرتے ہیں تو صدقہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور اُن کے لیے دعائے برکت کرتے ہیں +

بیان تخصیص قرأت سورۂ یٰسین و عیدین اور شب برأت

والا فیرجعون منهم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین اللهم اقنطهم من الرحمة کما اقنطوا من الدعاء والصدقة + وعن ابن عباس رضی الله عنهما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء ولیلة نصف من شعبان یاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هکذا اهم وازشرح امالی حدیثا عنہ صلعم کہ ارواح مسلمان دہ سال ہر روز و دہ سال در شبہائے جمعہ و دہ سال در شبہائے عیدین می آیند و بروایتی بعد سی سال تا قیامت در شب برأت و ہر شب جمعہ می آیند وھو الصحیح و باید دانست تخصیص امری است کہ اگر گذاشتہ شود تخصیصی دیگر ناگزیر است تا آنکہ عدم تخصیص ہم تخصیص است و در تحرز از تخصیص امر وافعلوا الخیر متروک مطلق شود والبتہ توقف اصابت ثواب در تخصیص و عدم اصابتش در غیرش باطل است و ہمچنین جائز است مصافحہ و معانقہ بروز جمعہ و عیدین کہ دریں زمان مروج است

ترجمہ نہیں تو اُن کے پاس سے غمگین روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک اُنمیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے اے اللہ اِن کو رحمت سے نا اُمید کر جیسا انھوں نے مجھے دعا اور صدقہ سے نا اُمید کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے تھے جب عید کا دن یا جمعہ کا دن یا عاشورہ کا دن ہوتا ہے یا نصف شعبان کی رات یعنی شب برات ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ایسا ایسا یعنی جیسا اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔

اور جامع الروایات میں ایک اور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرح امالی سے نقل کی ہے کہ مسلمان روحیں دس برس تک ہر روز اور دس برس جمعہ کی راتوں میں اور دس برس عیدین کی راتوں میں آتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ تیس برس کے بعد قیامت تک شب برات میں اور ہر جمعہ کی رات میں آتی رہتی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ تخصیص ایسی بات ہے کہ اگر چھوڑ دی جاوے تو ایک دوسری تخصیص سے چارہ نہ ہوگا یہاں تک کہ عدم تخصیص بھی تخصیص ہے۔ اور تخصیص سے بچنے میں وافعلوا الخیر یعنی خیر کرنے کا حکم بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ ثواب کا پہنچنا صرف تخصیص میں موقوف ہو اور غیر تخصیص میں ثواب نہ پہنچا سکتے ہوں البتہ باطل ہے اور ایسے ہی مصافحہ اور معانقہ یعنی ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جمعہ اور عیدین کے دن جیسا اس وقت میں رواج ہے جائز ہے +

شب برات میں ارواح مومنین کا اپنے اپنے گھر شب معہ تک آنے کا بیان +

تخصیص از عدم تخصیص بہتر ہے کا بیان +

مصافحہ و معانقہ کا جواز +

نہ توقف نیل ثواب بہ تخصیص جمعہ وعیدین بہ نفی جواز آں بروز دیگر ونیز آمدن اقربا و احبا بخانہ اہل ماتم بنا بر ادائے حق العبد لازم اجتماع ناگزیر است وسبب زیارت اسباب مغفرت بکلمہ وکلام شریف واطعام واطعمہ لطیف خصوصاً بروز سوم کہ روز اتمام ماتم است ونفس اجتماع غیر ممنوع ولوجہہ تعالیٰ عین مشروع ونفی ایں ثابت نتواند شد پس اجتماع موجب خیر در حق زندہ ومردہ تواند شد **شعر تنبیہ** از بیجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص زمانی در اجتماع بدعت است ہم پس تخصیص تاریخ رحلت صلحا برائے ایصال ثواب بایشاں اولیٰ است چہ آں روز رحمت در حق ایشاں است وہم در حق متعلقات شاں چنانکہ وقت ولادت سعید سعد است لنفسہ وہم لغیرہ چہ امید ہا کہ وقت ولادت باسعادت وکرامۃ ورحمۃ حضرت رحمۃ للعالمین مکرم ترین اوقات بکرامۃ کلی بوجہ سببیت وجود خیرات کلہا است وہمچنین وقت مواصلت بحکم آنکہ فرمود صلعم

ترجمہ نہ یہ کہ اُسکا ثواب یا جمعہ اور عیدین کی تخصیص پر موقوف ہو اور دوسرے دنوں میں اُسکے جواز کی نفی ہو یعنی اُن دنوں میں مصافحہ اور معانقہ کرنے سے ثواب نہ ملتا ہو سو ایسا نہیں ہے۔ اور قرابتیوں اور دوستوں کا پرسا کے لیے اہل ماتم اور میت والوں کے گھر حق العبد کے ادا کرنیکی غرض سے آنا بھی ناچار لازمی جمع ہوتا ہے۔ اور اس اجتماع سے اور بھی اسباب مغفرت کے پیدا ہو جاتے ہیں بسبب ذکر کلمہ اور کلام شریف کے اور لطیف کھانوں کے کھلانے سے خصوصاً تیجہ کے دن کہ اتمام ماتم یعنی ماتم کے ختم کرنیکا دن ہے۔ اور نفس اجتماع یعنی جس کا نام جمع ہوتا ہے کوئی منع نہیں کہ اُسکو ممنوع قرار دیں بلکہ غیر ممنوع ہے جب نفس اجتماع غیر ممنوع ہے تو لوجہ اللہ یعنی خدا کی وجہ میں عین مشروع اور یعنی بالکل موافق شرع کے کہا جائیگا۔ اور اس ثابت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ پس اجتماع زندہ ومردہ دونوں کے حق میں خیر کا سبب ہو سکتا ہے **تنبیہ** یہیں سے اسکا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا کہ وقت کی تخصیص اور اجتماع بدعت ہے۔ پس صلحا کی تاریخ رحلت کو اُن کے ایصال ثواب کے واسطے خاص کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ روز اُنکے حق میں رحمت ہے اور اُن کے متعلقات کے حق میں بھی جیسا نیکبخت کے پیدا ہونے کا دن خاص اُسکے نفس کے لیے بھی اچھا ہے اور اُسکے غیر کے لیے بھی اچھا ایسے ہی کہ ولادت سعید سعد ہے۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا وقت سعادت اور کرامت اور رحمت میں کل کرامۃ کے سبب تمام وقتوں سے مکرم ترین ہے کیونکہ وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سراسر سبب خیرات ہے اسی طرح وقت وصال شریف بھی بہمہ وجوہ خیر وبہتر ہے موافق حکم اس حدیث شریف کے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تخصیص تاریخ رحلت صلحا ثواب کے لیے اولیٰ ہے اور نہ دن انکی اور انکے متعلقین کے لیے رحمت ہے

حیاتی خیرٌ لکم وممانی خیرٌ لکم والموت جسرٌ لیوصل الحبیب الی الحبیب
پس نسبتہ بخواص مبنی از عموم ش اے منع عام ہم یا نسبتہ بعوام مبنی از خصوص ش
ای منع مخصوص برائے عوام ہم دریں تخصیص اگر پیش آرند فہو المقبول والا لا محذور
فی المراد ش در مجموع الروایات ثبت اذا اراد ان یتخذ الولیمۃ یتجہد بادراک
یوم موتہ ویحتاط فی الساعۃ التی نقل روحہ فیہا لان الارواح الاموات
یاتون فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعۃ ینبغی ان یطعم الطعام
ویشرب الشراب فی تلک الساعۃ فانہ بذلک یفرح روحہ وان فیہ
تاثیرا بلیغا ہکذا فی خزانۃ الجلالی وجمع الجوامع عن جلال الدین السیوطی
وقد ذکر بعض المتاخرین من المشائخ المغرب الیوم الذی وصلوا فیہ الی جناب
العزۃ وخطائر القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ والکرامۃ والنورانیۃ
اکثر واوفر من سائر الایام

ترجمہ حیاتی خیرٌ لکم الخ یعنی جیسی میری حیات تمہارے لیے خیر ہے ایسی میری موت بھی تمہارے حق میں بہتر ہے اور فرمایا الموت جسرٌ لیوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے پس اسی تخصیص میں خواص کی نسبت کہ کوئی خاص منع کہ منع عام سے ہو۔ یا عوام کی نسبت کہ اسی خصوص سے کوئی منع ایسا ہو کہ وہ عوام کے لیے مخصوص ہو اگر پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ فلاں وجہ میں خواص کے لیے تو منع نہیں آیا بلکہ عام کے لیے منع آیا ہے تاکہ منع عموم سے منع خاص خواص کے لیے ثابت ہو۔ یا یہ کہ عوام کے لیے تو اسی خصوص سے منع مخصوص ہو اور خواص کے لیے نہیں ہے تاکہ خصوص سے منع مخصوص عوام کے لیے ثابت ہو۔ تو وہی مقبول ہے حالانکہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جیسا خواص کے لیے منع تخصیص خاص نہیں ہوا کے لیے بھی کوئی منع مخصوص نہیں اگر بیان کرینگے تو وہ مان لیا جائیگا نہیں تو اصل مراد کے اعتبار سے کیا اندیشہ ہے جیسا مجموع الروایات میں ہے کہ۔ جب کوئی آدمی موتی کے ولیمہ مہیا کرنیکا ارادہ کرے تو اسکی موت کا دن یا اسکی کوشش کرے اور جسوقت میں اسکی روح نے نقل کی ہے اس گھڑی کے لیے احتیاط کی جاوے کیونکہ اموات کی روحیں ہر برس اسی ساعت میں اسی جگہ آتی ہیں۔ چاہیے کہ اسی ساعت میں کھانا کھلائے اور اسی ساعت میں پانی پلائے اسلیے کہ اس سے میت کی روح کو فرحت ہوتی ہے اور بیشک اسمیں میت کے حسب حال پوری پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب خزانۂ جلالی میں ہے اور کتاب جمع الجوامع میں جو حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ملک مغرب کے بعضے متاخرین مشائخ سے مذکور ہے کہ وہ دن جس میں اولیاء اللہ اور صالحین کی روحیں جناب عزت اور حظائر قدس کی طرف واصل ہوئی ہیں اور پہنچگئی ہیں اسی خاص دن میں اور تمام دنوں سے زیادہ کثرت اور بہت ہی بہتایت سے خیر و برکت اور نورانیت کی امید کی جاتی ہے ۔

تخصیص میں عام ہو خواص کیلئے منع نہیں اور یا کوئی خاص منع نہیں

تاکہ دونوں طرح ثابت ہو

یوم وصال اولیاء اللہ وصلحاء خیر و برکت و نورانیت کثیر کا دن ہے

وھکذا فی سراج الھدایۃ لمولٰنا سید جلال الدین البخاری وفی حاشیۃ المظہری من ھدیۃ الحرمین ۴ پس سفر برائے حضور مجالس اعراس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ بنا بر منافع زیارت قبر و تبرک تاریخ رحلت و لقاء دیگر صلحاء احسن خواہد شد بجواز عموم وقت ثابت شد پس منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقت مخصوص است فکیف المنع - ونہی فی قولہ صلعم لا تشدّ والرحال الّا الی ثلثۃ مساجد ترجمہ نہ بندید کجاوہائے شتران مگر سوئے سہ مسجد یعنی مسجد حرام و مسجد نبی صلعم و مسجد اقصیٰ ۴ مفید تاکید و تحصیر سفر دراز بہ نیل ثواب مخصوص ایں سہ باستثناء انہی از مساجد غیر ایں سہ است زیرا کہ دریں استثناء مفرغ دلالتی بر انقطاع نتواند شد مگر بر متصل از نفس مستثنیٰ ۴

ترجمہ آور اسی طرح کتاب سراج الہدایہ میں ہے جو حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی ہے۔ اور حاشیہ مظہری میں ہے ہدیۃ الحرمین سے اسطرح مذکور ہے۔ پس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ کی مجالس عرسوں میں حاضر ہونیکے واسطے سفر کرنا اس غرض سے کہ انکی قبر کی زیارت اور تاریخ رحلت کی برکت حاصل ہو اور وہاں اور صلحاء اور نیک بخت لوگوں کی ملاقات اور زیارت کے منافع اور فائدے حاصل ہوں بسبب جواز عموم وقت کے یہ جواز ثابت ہے اچھا اور نیک فعل ہوگا کیونکہ عموم وقت کا جواز جواز ثابت میں ہے اور اس جواز کا ثبوت مذکور ہو چکا ہے کہ ہر وقت میں خیر کرنا اور خیر سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست ہے تو اس عموم وقت کا جواز ثابت ہوتے ہوئے منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقت مخصوص ہوتا ہے یعنی جس وقت مخصوص کی ممانعت کی جائیگی بسبب جواز عموم وقت کے وہی وقت مخصوص جواز کو لازم ہوگا پس ایک ہی خاص وقت میں منع و جواز دونوں مجتمع ہوں یہ اجتماع ضدین کیسے ہو سکتا ہے لہذا عموم وقت کے جواز کے ساتھ جو ثابت ہو چکا ہے منع وقت مخصوص کا کیسے ممکن ہے پس منع کیونکر ہے۔ اب ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کے اس قول میں لا تشدّ والرحال الّا الی ثلثۃ مساجد یعنی نہ باندھو توشے کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ یہ ممانعت خاص ان تین مساجد کے سوا غیر مساجد کی طرف کو ثواب پانیکی غرض سے سفر دراز کرنیکی ہے۔ کیونکہ یہ ممانعت بطور استثناء کے تاکید و حصر کا فائدہ دیتی ہے جو استثناء کا اصلی مقصود ہے اسلیے کہ اس استثناء میں بسبب مذکور ہونے مستثنیٰ منہ کے کہ مفرغ ہے یعنی ذکر سے فارغ ہے کوئی دلالت منقطع ہونے پر نہیں ہو سکتی تا ہر قسم کے سفر کی نہی واقع ہو بخلاف متصل ہونیکے نفس مستثنیٰ سے کہ موجود ہے اسلیے کہ حصر و تحقق موجود و ثابت میں ہر تاخیر ہی میں جو ثابت ہے بالکل منقطع و غیر موجود ہو پس مساجد کہ مستثنیٰ متصل و موجود ہے ہی کا تین میں حصر ہو کر اسی تین کے سفر کی بغرض حصول ثواب تاکید اور باقی مساجد کے سفر کی ان تین کے سوا بسبب حصر نہی و ممانعت ہوئی اور یہی اتصال کی شرط ہے کہ طرفین یعنی مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہوں پس معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں سوائے تین مساجد مذکورہ کے اور مسجدوں کے لیے بغرض نیل ثواب سفر دراز کرنیکی ممانعت ہے ہر سفر کی

اصل سبب تفسیر حدیث شریف لا تشدّ والرحال الخ

جواز دو زیارت قبور اولیاء کا و حاضری دو اس کی اور انکے لیے سفر موجب خیر و برکت ہے

ثبوت جواز عموم واقع منع مخصوص ہو وقت

اجتماع ضدین لازم

بیان تفسیر حدیث شریف لا تشدّ الرحال الا الی ثلثۃ مساجد

از انجا کہ سفر بضرورت حج و زیارت نبی صلعم و تحصیل علم دین ظاہر و باطن و جہاد و زیارت استاد و مرشد طریقت و والدین گو در عالم برزخ باشند و دیگر مصالح عادیہ بتفاوت مراتب ثابت و محمود است کما قال سبحانہ السَّائِحُونَ الآیہ بعموم السیاحۃ بالخبر سنن تفسیر معنی سائحون و اطمینان از مشوشات اختلاف از تفسیر کبیر تواں یافت ہم پس نہی باستثنار منقطع راست نیاید فیا رب مالہؤلاء القوم لا یکادون ان یفقہوا حدیثا سنن فی العینی من احسن محامل ہذا الحدیث بان یکون المراد منہ حکم المساجد فقط وانہ لا تشد الرحال الی مسجد من المساجد غیر ہذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب العلم وفی التجارۃ وزیارۃ الصالحین والمشاہدۃ (ای القبور) وزیارۃ الاخوان ونحو ذلک فلیس فی النہی انتہی من ہدیۃ الحرمین ہم و نیز ایصال نفع اعمال از فرض و واجب و سنت مالی و بدنی و دعائی برائی غیر عامل اگرچہ از گزشتہ باشد

متعلق ایصال ۱۲

ترجمہ کیونکہ ضرورت حج اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحصیل علم دین ظاہر و باطن اور جہاد اور زیارت استاد اور مرشد طریقت اور والدین اگرچہ عالم برزخ یعنی قبروں میں ہوں اور اور مصالح عادیہ یعنی ضروری کاموں کی غرض سے سفر کرنا حسب ترتیب مراتب ثابت اور محمود ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ کے رکوع چودہ میں السَّائِحُونَ الآیہ اَیِ السَّائِرُوْنَ یعنی سیاحت کرنیوالے مراد یہ کہ عام طور پر سیر و سفر کرنیوالے کہ خیر کے لیے ہوں کیونکہ یہاں سیاحت عام ہے جبکہ خیر کی وجہ میں ہو۔ اور معنی سائحون کی تفسیر اور اسکے اختلافی جھگڑوں سے اطمینان حاصل کرنا ہو تو تفسیر کبیر دیکھیے۔ پس حدیث مذکورہ میں استثنار منقطع سے نہی و ممانعت صحیح نہیں آتی فیا رب مالہؤلاء القوم لا یکادون ان یفقہوا حدیثا یعنی پس اے میرے رب اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث سمجھنے کی بھی فہم نہیں رکھتے۔ چنانچہ شرح عینی میں اس حدیث کو بہت عمدہ معنی پر محمول کیا ہے کہ ہدیۃ الحرمین سے منقول ہے یہ کہ مراد حدیث سے فقط حکم مساجد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اونٹوں کے کجاوے مسجد نہیں سے کسی مسجد کی طرف نہ باندھو سوائے ان تین کے۔ ولیکن مسجدوں کے علاوہ دوسرے مقاصد کیلیے کجاوے یا اونٹوں کے کس کر سفر کرنا طلب علم میں اور تجارت میں اور زیارت صالحین اور مشاہد یعنی زیارت قبور کے لیے اور زیارت برادران دین اور ایسے ہی اور کاموں کی غرض سے سیر یہ مقاصد اس نہی میں نہیں ہیں جسکی حدیث میں ممانعت ہے۔ اور ایسے ہی نفع اعمال کا کہ فرض و واجب اور سنت و نفل مالی و بدنی کسی قسم کے ہوں ایسے غیر عامل کو پہنچانا کہ جا ہو وہ گذرا ہوا

بیان اثبات ایصال ثواب و نفع اعمال مشروط بطلب و اذن اموات و اجازت ایشان

بیان اثبات ایصال ثواب و نفع اعمال مشروط بطلب و اذن اموات و اجازت ایشان

یا موجود یا آیندہ می شود کما فی قولہ تعالیٰ حکایتا عن نوح علی نبینا وعلیہ السلام رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ط از مومنین و مومنات امتہ مرحومہ مراد است وَاَمَرَ اِلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِہٖ صلعم مع اشتراک مع غیرہ صلعم واستغفر لذنبک وَ للمؤمنین والمؤمنات ثابت است و بفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم عید الاضحیٰ فلما انصرف اُتی بکبش فذبحہ فقال بسم اللہ اللہ اکبر اللھم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی سؤال من امتی عام است از گذشتہ و موجود و آیندہ کہ از امتش ہستند صلعم

ترجمہ یا موجود ہو یا ہنوز موجود نہ ہوا ہو بلکہ آنیوالا پہنچتا ہے اور ایصال دعا بھی کہ وہ غیر عامل کے لیے غیر عامل کو پہنچتی ہے یعنی ہر قسم کی عبادات مشروعہ کا ثواب کسی ایسے کو کہ اُس نے نہ کی ہو مردہ زندہ آیندہ ہر ایک کے لیے پہنچائے سے پہنچتا ہے۔ اور دعا بھی کہ ایسے شخص کے متعلق ہو پہنچتی ہے۔ جیسا خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت سورۂ نوح کے آخر میں حکایت کر کے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط یعنی اے رب مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی مومن میرے گھر میں داخل ہو اُسکو اور سب مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو بخشدے۔ مومنین اور مومنات سے یہاں امتہ مرحومہ محمدیہ کے مومن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ اور سورۂ محمد کے دوسرے رکوع میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حکم کر کے اور آپکی ہمراہ آپکے سوا اوروں کو شریک کر کے اس قسم کی دعا کرنیکو ایصال غیر عامل کے لیے حکماً ثابت کر دیا خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ یا آیندہ چنانچہ فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی اے حبیب ہمارے آپ مغفرت طلب کیجئے خاص اپنے ذنب کیواسطے اور مومنین اور مومنات کے گناہ کے لیے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے کہ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الضحیٰ کی پھر جب لوٹے نماز سے رسول کریم ﷺ ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے اُسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور اُس شخص کی طرف سے ہے جسنے میری اُمت میں سے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس حدیث میں مِنْ اُمَّتِیْ کا لفظ تمام اُمت کو شامل ہے اسلیے کہ عام ہے یعنی میری اُمت سے آپکی اُمت گذشتہ اور موجود اور آیندہ سب مراد ہے

ایصال نفع اعمال باحیاء وازاموات وازاموات باحیاء بہمدگر +

وازاحیاء باموات بہ نماز جنازہ کہ فرض کفایہ است وازاموات باحیاء بہمدگر لقولہ علیہ السلام من دخل المقابر ثم قرء فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرءت من کلامک لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء الی اللہ تعالیٰ + لفظ کانوا دلالت میکند بر تحقق فعل در زمان حال ومستقبل از شفعاء والا شفاعۃ در زمان ماضی لا معنی لہا است وایں اشفاع عام الوجوہ مخصص بالوجہ دلالۃ لفظی از حدیث شریف نتواند شد دلیل نظر بتائیدات مثبت مدعا اشفاع عام الوجوہ را لاسع از اہل عالم روح وشہود وبرزخ وآخرت بہمدگر باخلاف عالم تواند شد ش

بیان نفع اعمال فعل عامل کا زندوں سے مردوں کو اور زندوں سے مردوں کو

ترجمہ اور زندوں سے مردوں کو اعمال کا نفع حاصل کرنا جیسا نماز جنازہ میں کہ فرض کفایہ ہے جس میں عامل کا عمل غیر عامل کے لیے کفایت کرتا ہے ظاہر ہے اور مردوں سے زندوں کو ان کے آپس میں حضور علیہ السلام کے فرمانیکے سبب ہے یعنی جو کوئی گورستان میں داخل ہوا پھر اُسنے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قل ہو اللہ احد اور سورۂ الہٰکم التکاثر پھر کہا تحقیق میںنے جو کچھ تیرے کلام سے پڑھا سکا ثواب میں نے اس گورستان کے تمام مومنین اور مومنات کے لیے کر دیا تو وہ سب اہل مقابر اللہ تعالیٰ کی طرف اُس پڑھنے والے کے لیے شفیع ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں لفظ کانوا جو ماضی ہے تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے اور لفظ شفعاء سے وقوع اس فعل کا زمانۂ حال واستقبال دونوں کے لیے دلیل ہے ورنہ شفاعت زمانہ ماضی میں ایسی بات ہے جسکے لیے کچھ معنی نہیں یعنی ایک بیمعنی بات ہے اور یہ شفاعت کرنا کہ ہر وجہ میں عام ہے اس حدیث شریف کے کسی لفظ کی دلالت سے کسی وجہ میں خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان تائیدوں پر نظر کرکے جو مدعا ثابت کر رہی ہیں اس اشفاع عام الوجوہ کو توسع ہو سکتا ہے ہر ایک کے لیے آپس میں عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ اور عالم آخرت کے رہنے والوں سے باوصف ان کے خلاف عالم ہونے کے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کانوا شفعاء سے یعنی شفیع ہوں گے ایک تو تحقق شفاعت پر زمانہ موجود کے لوگوں اور آنے والوں کے لیے دلالت ہوتی ہے۔ دوسرے جبکہ اس سے ہر طرح کی عام شفاعت کرنا پایا جاتا ہے تو اس کا کسی خاص وجہ کی شفاعت کے لیے بغیر دلیل مخصوص کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث کا کوئی لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ جب ہم ہماری مدعا کی ثابت کرنیوالی تائیدات کو دیکھتے ہیں تو ہمکو ہر عالم والوں کے لیے کہ عالم روح ہو یا شہود یا برزخ ہو یا آخرۃ انمیں سے ہر ایک کو ہر ایک کیلیے آپسمیں باوصف خلاف ہونے عالم کے شفاعۃ کا توسع ثابت ہو سکتا ہے +

بیان تحقق وتوسع شفاعت زمان حال ومستقبل میں ہر اہل عالم کا باہمدگر +

تنبیہ ازینجا است جواز خواندن قرآن مجید بر قبور و شعور مقبور بر اثر و باید دانست
کہ انتفاع و انتفاع ہمہ گر از عالم شہود و آخرت و بر نوع کہ مشترک بعالم شہود و آخرت
است مصرح مذکور است و انتفاع عالم شہود از عالم روح از روح مبارک صلعم و
بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی بملاحظہ کتب سیر انبیاء و اولیاء خواہد شد چنانکہ
استسقاء و توسل انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بروح مبارک صلعم و
توسل حضرت آدم علیہ بروح مبارک صلعم و دلیلی بر نفی افادت اختیاری حاصل
نتواند شد مگر بر اثبات افادت اختیاری و اضطراری و اگر باشد فلا عذر فیہ
واللہ تعالیٰ اعلم وہم و از اموات باموات لقولہ علیہ السلام اذا مات الانسان انقطع
المیت فاحسنوا کفنہ و عجلوا انجاز وصیتہ واعمقوا فی قبرہ وجنبوا جارالسوء
(رحمان کردن ۱۲)
قیل یارسول اللہ ھل ینفع الجار الصالح فی الاخرۃ قال ھل ینفع فی الدنیا

ترجمہ تنبیہ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ اور صاحب
قبر کا اسکی زیارت کرنے والے سے آگاہ ہونے کا جواز بھی ثابت ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ نفع پہنچانا اور نفع
اٹھانا آپس میں عالم شہود و آخرت سے اور عالم برزخ سے جو عالم شہود و آخرت دونوں سے مشترک
ہے یہ تو صراحۃ سے مذکور ہے۔ رہا نفع پانا عالم شہود کا عالم روح سے خاصکر روح مبارک حضور
صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم سے یہ کتب سیر انبیاء اور اولیاء
اللہ کے ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ مدد لینا اور وسیلہ کرنا انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و
السلام کا روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور وسیلہ اختیار کرنا آدم علیہ السلام کا روح
مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس اختیاری فائدہ پہنچانے کی نفی پر کوئی دلیل نہیں حاصل
ہو سکتی یعنی یہ کہ کوئی کسیکو اپنے اختیار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہو اسپر کوئی دلیل نہیں بجائے
اسکے اختیاری اور اضطراری فائدہ پہنچانے کے اثبات پر دلائل مل سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی دلیل
ہو تو اس میں عذر نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور خدائے برتر ہی بہتر دانا ہے۔ اور اعمال کا نفع
مردوں سے مردونکو پہنچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا جب تم میں سے
کوئی جاوے تو اسکو کفن اچھا دو اور اسکی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور اسکی قبر گہری کھودو اور
پڑوسی ہے اسے بچاؤ عرض کیا گیا یارسول اللہ کیا پڑوسی نیکبخت آخرۃ میں نفع دیتا ہے فرمایا کیا دنیا میں نفع دیتا ہے

ازالۃ الاموات باموات

بیان ایصال ثواب اموات کا اموات سے

قالوا نحقال کذلک ینفع فی الاخرۃ ۔ ومفہوم کل نفس بما کسبت رھینۃ ۔ وان لیس للانسان الا ما سعی ۔ وما مثل ہذا در حالت تعمیم نسبتہ بمومن وکافر معارضۃ بائن شئ ای بآنچہ مذکور شد از اصابۃ ثواب بعمل غیر ہم نمیکند چہ ایں سخن در وجہ استحقاق جزا بعمل سیۃ است عدلا کہ نفی عفو ۔ مغفرت وجزای بہتر از عمل حسنہ مثبت بہ فضلا بدلالۃ یغفر لمن یشاء ۔ ومن جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا نتواند کرد نہ بعمل غیر شئ ای سخن نہ بعمل غیر است ہم ونفی بعض منع ثبوت بعض نمیکند ہمچو عکس ایں شئ اے چنانکہ اثبات بعض نفی بعض نمیکند وعطف ایں جملہ بر جملہ است بطور دلیل دعوی وہم علۃ دلیل اول یعنی کہ نفی عفو ومغفرت مثبت بہ الخ ہم

تفسیر کریمہ کل نفس بما کسبت رھینۃ وان لیس للانسان الا ما سعی ۔

ترجمہ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا ایسا ہی آخرۃ میں نفع دیتا ہے ۔ اور مفہوم آیات کل نفس بما کسبت رھینۃ جو سورۂ مدثر کے رکوع دوسرے میں ہے ۔ یعنی ہر نفس بسبب اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا گرو ہے ۔ اور کریمہ ان لیس للانسان الا ما سعی جو سورۂ نجم کے آخر رکوع میں ہے ۔ یعنی ۔ یہ کہ نہیں ہے انسان کے واسطے مگر وہی جو اُس نے سعی کی ۔ اور ایسی ہی اور آیتیں جنکا مفہوم حالت تعمیم میں مومن اور کافر کی نسبت ہوتا ہو وہ اُن دونوں کی معارضت نہیں کرتا ہے جو غیر کے عمل سے ثواب پہنچانیکے بارہ میں مذکور ہو چکے ہیں ۔ پس یہ اور اسی قسم کی آیات اُن ثبوتوں کی عارض اور مانع اور معارض نہیں ۔ اسلیے کہ یہ کلام یعنی مفہوم آیات مذکورہ اس استحقاق جزا کی وجہ میں ہے جو برے عمل کی نسبت براہ عدل ہے پس یہ وجہ استحقاق کہ عامل کے عمل بد کی جزا بنا بر عدل ہے یہ اُس عفو ومغفرت اور جزائے بہتر نیک عمل کی جو مثبت بہ بنا بر فضل ہے نفی نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عمل بد کا بدلہ جیسا عدل پر ہے اسی طرح عفو ومغفرت اور بدلہ نیک عمل کا بہتر ملنا یہ خدا کے فضل پر ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے ۔ اور اسپر یہ آیتیں دلالت کر رہی ہیں یغفر لمن یشاء کہ سورۂ بقر کے آخر میں ہے یعنی جسے چاہتا ہے وہ بخشتا ہے ۔ اور سورۂ قصص کے آخر رکوع میں یہ کریمہ ومن جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا یعنی جو کوئی نیکی لایا پس اُس نیکی کا عوض اُسکے لیے اُس سے بہتر ہے ۔ اور یہ کلام یعنی مفہوم آیات کسب وسعی عمل غیر کی وجہ میں نہیں ہے جو اصابت ثواب کی نسبت مانع ومعارض ہو حالانکہ مفہوم آیات مذکورہ بنا بر عدل ہے عمل بد کی استحقاق جزا میں ۔ اور ثواب کا ملنا اور عفو ومغفرت وغیرہ از راہ فضل ہے پس جو کلام بنا بر عدل استحقاق جزائے بد میں ہو وہ عمل غیر کے اصابت ثواب وغیرہ کے جو فضل حق کی وجہ میں ہے کیسے نفی کر سکتا ہے ۔ اور نفی بعض کی بعض کے ثبوت کا مانع نہیں کرتی اسی طرح اسکا عکس یعنی اثبات بعض کا بعض کی نفی نہیں کرتا ہے ۔ حاصل یہ کہ وجہ استحقاق سزا کہ عمل بد کے سبب براہ عدل آیات مذکورہ کسب وسعی سے ثابت ہے اسمیں اسی بعض وجہ استحقاق سزا کا ثبوت ہے ۔ یہ ثبوت بعض اُس عفو ومغفرت وغیرہ ثابت بعد کی نفی نہیں کر سکتا کہ اسکا اثبات براہ فضل دوسری آیات مابعد سے ہو رہا ہے جیسا مصنف کتاب رحمہ اللہ کا اسکے دلیل دعوی کو بصورت عطف جملہ بر جملہ کرکے بیان کرنا ظاہر کر رہا ہے اور نیز یہ کہ اگر

بدانکہ مَا سَعٰی و مَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحۃ نفس عمل است و سخن در نیت صحتی است کہ وقوف جزائے اُخروی بآنست و آں مقصود مِا موصولہ است بیان نیت صحتی ۱۲
کہ متغایر و متاخر نیت صحۃ نفس عمل است بدلالۃ مفعولیۃ ما موصولہ مر فعل بعدش را یعنی بیان نیت صحتی مع متعلقاتش ۱۲
لوجہ اللہ تعالیٰ یا لغیرہ تعالیٰ پس ہر عمل رجوع میکند بنفس عامل در وجہ استحقاق جزائے اُخروی نہ استحقاق ما یُراد غیر جزائی مذکور کہ خارج از بحث مقصود است + اکنوں کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ را در تفسیر کریمہ کُلُّ امْرِئٍ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ الآیۃ مخصوص مومنین بسوق کلام سابق و لاحق و مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا را در تفسیر کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی و کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ

ترجمہ اور معلوم ہو کہ آیات مذکورہ میں لفظ ماسعیٰ اور ماکسبت بمعنی ما عمل مع نیت صحت نفس عمل ہے یعنی مراد سعی و کسب سے وہ عمل ہے جو نفس عمل کی صحت کی نیت کے ساتھ ہو یعنی ایسی نیت سے عمل کیا ہو کہ اُس سے عمل کی صحت ہوتی ہو۔ اور کلام جس نیت میں واقع ہوا ہے اُس سے نفس عمل کی صحت مراد نہیں ہے بلکہ وہ صحت مراد ہے جو پر آخرت کا بدلہ موقوف ہو۔ اور یہی ما موصولہ کا مقصود ہے جو ما کسبت اور ما سعیٰ میں آیا ہے۔ اور یہ نیت صحت جزائے اُخروی اُس نیت سے متغائر اور متاخر ہے جو نیت صحت عمل کی ہے اس دلیل سے کہ ما موصولہ خاص اپنے مابعد فعل کا مفعول ہوتا ہے خواہ وہ فعل خدا کی وجہ میں ہو یا غیر خدا کی وجہ میں۔ پس ہر عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے اُسی وجہ میں استحقاق جزائے اُخروی ہے نہ اُس استحقاق میں جو جزائے مذکور کے غیر مراد ہو کہ یہ امر بحث مقصود سے خارج ہے کیونکہ آیات کسب و سعی میں عامل کے اُسی عمل کا بیان ہے جس میں استحقاق جزائے اُخروی ہے پس یہی عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرے گا نہ وہ جو اس جزائے مذکور کے علاوہ کہ غیر ارادہ کیا جاتا ہے حالانکہ باعتبار شانِ نزول یہ آیات مخصوص کفار کے لیے ہیں جیسا خفر بیان ہوگا۔ اب آیت کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیت کریمہ کُلُّ امْرِئٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنٌ الآیۃ کی تفسیر میں جو سورہ طور کے اول رکوع میں ہے کہنا چاہیے کہ باعتبار سوق کلام سابق و لاحق مخصوص مومنین کے لیے ہے اور آیہ کریمہ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا کو جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے۔ آیۃ کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کہ سورہ نجم کے دوم رکوع میں اور کریمہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ کہ سورہ مدثر کے دوم رکوع میں ہے

مخصوص کافرین بنظم عبارت سابق ولاحق تواں گفت نہ اینکہ سش ایں نفی در مقابلۂ ثبوت معنی ما عمل است ھم جزائے عملی بغیر عامل نہ تواند رسید کہ دلالۃ لفظی ازیں نمیاند اردوحالانکہ جزاء امری متاخر از عمل بفعل معطی ذو القوۃ المتین است کہ اورا مانعی حقیقی تخصیصًا بانتقال جزائے اعمال مطلق از حسنات وسیئات در صورت حقوق عباد کہ بقولہ علیہ السلام مصرح است فی المشکوٰۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان کان لہ عملٌ صالحٌ اُخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسناتٌ اُخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ رواہ البخاری یا سش تردیداست بر حقوق عباد ھم بقصد عامل بغیرش سش از غیر خود یعنی غیر عامل ھم در حسنات اگرچہ از فرض عین باشد تا مستحب از مالی باشد تا بدنی نتواند شد سش فاعلش مانعی حقیقی ھم

ترجمہ ان دونوں کی تفسیر میں کہ مخصوص کافروں کے لیے باعتبار اُسکی نظم عبارت سابق ولاحق کے ہو کہا جاتا ہے۔ تو یہ کہ ما سعی وما کسبت فقط بمعنی ما عمل ہے یعنی جو کچھ ما عمل کے معنی سے ثابت ہو اُسپر حمل کرکے بدلالہ کسی عمل کا غیر عامل کو پہنچنا ہی نہیں ہو ایسا نہیں ہے کیونکہ ان آیات کے کسی لفظ سے یہ دلالت نہیں حاصل ہوتی۔ اور حال آنکہ ہر کام کا بدلہ کہ عمل سے متاخر ہوتا ہے یہ جزائے معطی ذو القوۃ المتین کے فعل سے ہے کہ عامل سے غیر عامل کی طرف جزائے اعمال پہنچانے میں اُسکے لیے کوئی حقیقی مانع نہیں ہو سکتا جسپر بطور تخصیص جزائے اعمال مطلق کے منتقل ہونے سے دلالت ہو رہی ہے کہ حقوق عباد کی صورت میں وہ اعمال روز جزا خواہ نیکیوں سے ہوں یا بدیوں سے باہم منتقل ہونگے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے بصراحت معلوم ہو رہا ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ فرمایا۔ اگر اُسکے لیے عمل نیک ہونگے تو لے لیے جاوینگے اُس سے اُسکے مظلمہ یعنی ظلم کے بدلہ کی مقدار پر۔ اور اگر نہیں ہیں اُسکی نیکیاں تو اُسکے ساتھی کی بدیوں سے لیکر وہ اُسپر لادہ دیجاوینگی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یا عامل کے قصد کی صورت میں اپنے غیر کے ساتھ جو عامل نہ ہو فقط حسنات میں جزائے اعمال کے منتقل ہونے سے اگرچہ وہ عمل فرض عین سے لیکر مستحب تک ہو کہ وہی مالی سے لیکر بدنی تک ہو بطور تخصیص دلالت ہو رہی ہے۔ پس اس تخصیصی انتقال جزائے اعمال کے لیے کوئی مانع حقیقی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ جزا ہر کام کی متاخر عمل سے بفعل جزائے معطی صاحب قوت متین ہے

جزائے عمل متاخر ہوتا ہے فعل معطی کی وجہ سے جو صاحب قوت متین ہے ہر جنس عمل سے بخصوصہ اور نہیں غیر کے لیے عطا ثابت بخلاف مطلق

وازاں تصلی لہما و اں تصوم لہما دلالۃ بر تعمیم از فرض و نفل است بتخصیص
و قیاس باید کرد دیگر عبادات را بر نماز کہ مستجمع عبادات است و اگر تفصیلی زیادہ تر
باید رجوع بکتب مفصلہ اہل سنۃ و جماعۃ لازم ش فی ذخیرۃ العقبیٰ الانسان
لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اہل السنۃ والجماعۃ عن الصلوٰۃ
والصوم والحج والصدقۃ والتلاوۃ وغیرہا من جمیع انواع البر ویصل
الی المیت وینفعہ وقالت المعتزلۃ لیس لہ شیٔ من ذلک انتہیٰ وکذا
فی البحر الرائق وغیرہم والبتہ سقوط عمل از ذمۂ غیر عامل در واجب نفسیہ بجزائی
عمل غیر تواند شد پس نفسیکہ از عمل غیر رسد ایں استحقاقش باستحقاق عامل است
کہ می بخشد او را کہ معلق بتقدیر و قضا است نہ بتبدل تقدیر و قضا

ترجمہ اور ان تصلی لہما اور ان تصوم لہما سے فرض و نفل کی تعمیم پر دلالت ہے
تخصیص پر۔ باقی اور عبادات کو نماز پر قیاس کر لینا چاہیے کہ یہ سب عبادات کی جامع ہے۔ اور اگر اس
سے کچھ تفصیل زیادہ چاہیئے تو اہل سنت و جماعت کی مفصلہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے جیسا
ذخیرۃ العقبیٰ میں مذکور ہے۔ کہ ہر انسان کو اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے واسطے کر دینا اہل سنت و جماعت
کے نزدیک ثابت ہے نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تلاوۃ وغیرہ سے تمام اقسام کی نیکی کا
اور یہ ثواب میت کی طرف پہنچتا ہے اور اسکو نفع دیتا ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں میت
کے لیے اس سے کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایصال ثواب سے نفع میت کو کچھ نہیں ہوتا۔ تمام ہوا قول صاحب
ذخیرۂ عقبیٰ کا۔ اور اسی طرح بحر الرائق وغیرہ کتابوں میں ہے۔
والبتہ وہ عمل جو اس کے نفس پر واجب ہے غیر کے عمل کے بدلہ سے وہ عمل غیر عامل کے ذمہ سے ہٹ نہیں سکتا
اور نہ ساقط ہو سکتا ہے۔ پس جو نفع کہ عمل غیر سے پہنچتا ہے یہ استحقاق اسکو عمل عامل کے استحقاق سے
بسبب اس کے بخشنے غیر کے حاصل ہوا ہے اسلیے کہ یہ فعل تقدیر و قضا سے معلق ہے نہ تقدیر و قضا کا بدل
بدل جاتا ہے۔ کیونکہ تقدیر و قضا کا بدلنا فاعل حقیقی حضرت حق کا کام ہے ہاں فاعل حقیقی کے
فضل تقدیر و قضا پر بندہ اپنے فعل کو معلق کر سکتا ہے پس محل اشتباہ اس مسئلہ میں یہی
ہے اور فہم کی کجی کا یہی موقع ہے فہیم کو چاہیے کہ یہاں نظر کو زیغ سے بچائے اور اپنے اور
خالق کے فضل کو بجائے خود نگاہ رکھے اللّٰھُمَّ استفتیک من سوء الفہم

(وجوب عمل کا غیر عامل سے ہٹ کر عامل کے حق اور استحقاق عمل پر ساقط نہیں ہو سکتا)

ازانجا کہ نزول کریمہ کُلُّ نَفْسٍ الخ مخصوص در شان کفار است بدلالۃ نظم ماقبل نہ مومنین بدلالۃ استثناء مابعدای اِلَّا اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ ۝ فائدہ نفی اصابۃ نفع عمل غیر مخصوص بمضمون صفت صفۃ اصابۃ مع متعلقاتش ہم مومنین ازیں کریمہ نتواند شد ونہ تعارض وہمچنیں کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ الخ بدلالۃ دیگر از نظم وشان نزول وضرورت رفع تعارض واز ملائکہ بانسان بقولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ واز انسان بملائکہ شرکت بصلوٰۃ مع النبی صلعم اشہر است بلکہ ایں انفاع وانتفاع بعمل غیر در دیگر اشیاء نیز تواند شد چنانکہ از تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ اِلَّا فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ

ترجمہ اور چونکہ آیت کریمہ کل نفس بما کسبت رھینۃ کا شان نزول کفار کے حق میں مخصوص ہے کہ نظم ماقبل کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے نہ مومنین کے حق میں کیونکہ استثناء مابعد یعنی اِلَّا اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ اس پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ یہ خاص مومنین کے حق میں غیر کے عمل کا نفع پہنچانے کی نفی کرتی ہے اور نہ ان آیات کی جنسے مومنین کے حق میں عمل غیر کے نفع پہنچانے کا ثبوت ہوتا ہے معارض ہوتی ہے اسی طرح کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کو اسکے نظم اور شان نزول وغیرہ کی دلالت اور اس کے رفع تعارض کی ضرورت پر نظر کر کے خیال کر لینا چاہیے۔ اور ملائکہ سے انسان کو نفع اعمال اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے جیسا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کہ سورۂ شوریٰ کے اول رکوع میں ہے یعنی اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان کے لیے جو زمین میں ہیں مغفرت مانگتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ بیشک اللہ وہی غفور رحیم ہے۔ اور انسان سے ملائکہ کو نفع اعمال یہ شرکت در درود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور تر ہے۔ بلکہ عمل غیر سے یہ نفع دینا اور لینا اور چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا سبزہ گور کی تسبیح سے صاحب گور کو نفع کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے اور فرمایا کہ یہ دونو صاحب قبر البتہ عذاب میں ہیں اور یہ دونو معذب نہیں ہیں مگر کبیر میں یعنی ایسے امر میں جس سے بچنا نہایت شاق اور دشوار ہوتا تھا اور بڑا معلوم ہوتا تھا اللہ بھی کہا گیا کہ بسبب امر کبیر معذب ہیں جو علت عذاب ہے اسصورت میں حرف فی تعلیلی ہے۔ لیکن ایک انہیں نہ بچتا پیشاب سے پاکیزگی

از انسان بملائکہ اور از ملائکہ بانسان

از تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور وتفسیر حدیث شریف اَنَّ رسول اللہ صلعم مرّ علی قبرین الخ

الخ امر کان ان یتنزہ ویکبر علیہا الاحتراز منہ وقیل فی التعلیل ۱۲

بیان نفع اعمال ملائکہ بانسان کو

بیان نفع اعمال ملائکہ بانسان کو

بیان نفع تسبیح سبزہ گور بصاحب گور وتفسیر حدیث شریف اَنَّ رسول اللہ صلعم مرّ علی قبرین الخ

کہ ان میں سے ایک پیشاب سے پاکیزگی نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا +

ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا باثنین فجعل علی قبر واحدۃ فقالوا یا رسول اللہ لم فعلت ھذا فقال لعلہ یخفف عنھما مالم ... ۲
وفی المشکوٰۃ باختلاف اللفظ متفق علیہ ایں فعل حضرت صلعم مخصوص بانبیا نتواند شد بدلالۃ تحویل تخفیف بہ مالم ییبسا نہ بفعل حضرت صلعم و در فتاوی ہندیہ است وضع الورد والریاحین علی القبور حسن و نیز ایں انفاع وانتفاع اختیاری وہم اضطراری نواند شد کہ حقیقتش اہل ادراک حقائق خفیہ تواند دریافت

نشر **تنبیہ** از بخاری آنست کہ گفتہ شد نفع اعمال بغیر عامل نمیرسد پس از احیاء نفعی باموات نتواند شد ۔

اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمیع آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم علینا بہ

نشر حمہ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اسکو چیر کر دو حصہ کیا اور ہر ایک کی قبر پر رکھدیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوویں۔ اور یہی حدیث باختلاف لفظ مشکوٰۃ میں ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ گلاب اور خوشبودار پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔ اور اس قسم کا نفع دینا اور لینا اختیاری اور اضطراری بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حقیقت پوشیدہ حقیقتوں کے ادراک کرنیوالے ہی جان سکتے ہیں۔

نشر **تنبیہ** یہاں اس بات کا رد بھی ہو گیا جو کہا گیا کہ اعمال کا نفع غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے پس زندوں سے اموات کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمیع آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحم علینا بہ

اے خدا درود وسلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور ان کے جمیع آل پر جیسا تو ان کو چاہتا ہے اور ان کو پسند کرتا ہے اور ان کو ہم میں شفاعتی کر دے اور انکے وسیلہ سے ہم پر رحم کر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً در تحقیق معنے کریمہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ مقدمہ بدانکہ اِہلال بمعنی برداشتن آواز مطلق است بدانکہ اصلش رفع صوت است صراح ومقید است بجواز رضہ باعموم تقید بعوارض دالہ بر مدلول ومتعدی بمفعولین است وگاہی مقتصر شود بمفعولی بر مقصودے وگاہی مفعول مخصص شود بباء وہماں تقید بعوارض مہلہ است چنانکہ ہماں تقید قول بعوارض رخویش مقولہ ہمچو اُهِلَّ بالتسمية على الذبيحة واَهَلَّ المعتمر صراح بالتلبية على قرينة المحل تلبيه وتسميه مہلہ است وذبیحہ احد المفعولين بصله على واَهَلَّ المولودُ اذا ولد واَهَلَّ الرجلُ اذا رأى الهلال ش

مطلب در تحقیق معنی کریمہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ آیت کریمہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو سورۂ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے اور سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں جو یہ آیت کریمہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ہے۔ ان دونوں کے معنی کی تحقیق میں بحث ہے۔ مقدمہ معلوم ہو کہ اِہلال کے ذاتی معنی مطلق آواز بلند کرنے کے ہیں کیونکہ اصل اسکی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا ہے جیسا لغت صراح میں ہے۔ پس اِہلال اس معنی کے اعتبار سے اپنی ذات میں مطلق یعنی بے قید ہے۔ اور اپنے عوارض کے سبب مقید ہے مگر یہ تقید بسبب عوارض کے کہ سب مدلول کی طرف دالّ یعنی رہنما ہیں عام ہے۔ اور مصدر اِہلال متعدی بدو مفعول ہے۔ مگر کبھی خاص مقصود پر ایک مفعول کے ساتھ کوتاہ ہو جاتا ہے یعنی ایک ہی مفعول پر بس کر جاتا ہے۔ اور کبھی مفعول حرف باء کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔ اور یہی عوارض کے ساتھ مقید ہو جانا مہلہ ہے اسی طرح جیسا قول کا اپنے عوارض کے ساتھ مقید ہونے کا نام مقولہ ہے۔ پس مہلہ ان الفاظ کو کہتے ہیں جنکے ساتھ آواز بلند کیجاوے جیسے اُهِلَّ بالتسمية على الذبيحة یعنی قربانی پر بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کی گئی اور اَهَلَّ المعتمر کہ صراح میں ہے یعنی عمرہ حاصل کرنیوالے نے لبیک کہکر پکارا۔ یہاں قرینۂ محل کے سبب بالتلبیۃ آخر میں مقدر ہے پس ہر دو مثال میں تسمیہ اور تلبیہ مہلہ ہیں کہ بصلہ باء خاص ہو کر رفع صوت انہیں سے ہوا ہے اور مثال اول میں ذبیحہ بصلہ علی جسپر رفع صوت بالتسمیہ واقع ہوا ہے اُهِلَّ کا مفعول ثانی ہے۔ اور اسی طرح

بیان تحقیق معنی کریمہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

معنی لغوی اِہلال اور اُسکا اطلاق وتقید وتقیدیہ وغیرہ۔ ومعنی مہلہ ومقولہ وغیرہ مع امثال۔

اَهَلَّ المعتمر جیسے مہلہ ہونے کی مثال اور اُهِلَّ بالتسمية على الذبيحة جیسے مقولہ ہونے کی مثال

وتوان گفت اھلّ التسمیۃ بالذبیحۃ والذبیحۃ بالتسمیۃ واھلّ المعتمر بالتلبیۃ للّٰہ والتلبیۃ للّٰہ وقال عمرو ابان یضرب بکرًا او بعمرو ان یضرب بکرًا ھم پس ازیں بمعنی آسانی در فہم معنی ہر دو آیت کریمہ مذکورہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ **تصریح** باید دانست مفسرین وفقہاء اہل سنۃ وجماعۃ رح اہلال را بخصوص محل مقید بذبح فرمودہ اند کہ از مطالعہ کتب تفسیر وفقہ توان دریافت

ش فی مدارک التنزیل ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاھلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اھل الجاھلیۃ باسم اللات والعزّٰی وفی انوار التنزیل ای رفعہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی یرفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرھما +

ترجمہ اور امثال مذکورہ کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں اھلّ التسمیۃ بالذبیحۃ اور اھلّ الذبیحۃ بالتسمیۃ اور اھلّ المعتمر بالتلبیۃ للّٰہ اور اھلّ المعتمر التلبیۃ للّٰہ۔ اور ایسے ہی یہ مثال کہ قال عمرو ابان یضرب بکرًا یا۔ قال بعمرو ان یضرب بکرًا نصب وجر دونوں حالتوں میں۔ یعنی عمرو سے یا عمرو کو بکر کے مارنیکو کہا۔ پس جیسے مثال آخر سے مقولہ کا حال معلوم ہوا کہ ان یضرب بکرًا ہے اسی طرح اول کی مثال سے معلوم ہوا کہ ہمزہ تسمیہ یہ تلبیہ ہے بحالت نصب وجر۔ اور نیز یہ کہ ہمزہ حرف با کے ساتھ کبھی مخصوص ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پس اس مقدمہ سے دو آیۃ کریمہ مذکورہ کے معنے سمجھنے میں آسانی ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ **تصریح** سمجھنا چاہیے کہ مفسرین اور فقہاء اہل سنۃ وجماعۃ نے خصوص محل کی دلالۃ سے اہلال کو ذبح کے ساتھ مقید فرمایا ہے یعنی محل خاص ہونیکی مناسبت سے اہلال کو ذبح کے معنے کے ساتھ مقید کر دیا ہے کہ تفسیر وفقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ مدارک التنزیل میں ہے ای ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاھلال رفع الصوت ای رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اھل الجاھلیۃ باسم اللات والعزّٰی یعنی ذبح کیا جاوے بتوں کے واسطے پس ذکر کیا جاوے ذبیحہ پر غیر نام خدا کا۔ اور اصل اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی بت کیواسطے آواز ساتھ اسمی اہلال کے بلند کی جاوے۔ اور یہ جاہلیت کا قول ہے کہ لات وعزی بتوں کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے ای رفعہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی یرفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرھما یعنی بلند کی جاوے ساتھ اسکے آواز وقت ذبح اس کے بت کے واسطے۔ اور حاشیہ میں بت کیواسطے آواز بلند کیجانیکے یہ معنی ہیں کہ بت کا نام

بیان تفسیر اہلال بذبح بقول مفسرین

ومعنی ما اُهِلَّ به لغیر الله فوذی علیه بغیر اسم الله واقام للصنم مقام لغیر الله بدلیل قوله تعالیٰ ما ذُبِحَ علی النُّصُبِ تنبیهًا علی ان المقصود بالخطاب هم المشرکون لانهم کانوا یستحلون هذه الامور ولیس المراد حتی شاید کہ المراد خبر مقدم باضمار قبل الذکر باشد وتخصیص الغیر به اسم مؤخر وعلی ما ذهب الیه الخ متعلق تخصیص والا استقامۃ معنی عبارت بفہم نمی آید والله تعالیٰ اعلم بما قصد الحشی

متن تخصیص الغیر به علی ما ذهب الیه عطاءٌ ومکحولٌ والحسنُ والشعبی وسعید ابن المسیب حیث اباحوا ذبیحة النصرانی اذا سُمّی علیها باسم المسیح لا یخلاف بمذهب الائمة الثلث مالک وابی حنیفة والشافعی رح فانهم اتفقوا علی حرمتها عملًا بظاهر النص + ازیں عبارت ظاہر است کہ در بیجا تقیید اہلال بذبح است تا آنکہ نزد آئمہ ثلاثہ رح وآنچہ بر شرح وحاشیہ در تخصیص صنم بمقابلہ عموم غیر اللہ ومقصود یتہ خطاب بمشرکین۔

ترجمہ اور معنی مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے یہ ہوئے کہ پکارا جاوے ذبیحہ پر غیر نام اللہ کا یعنی بت کا کیونکہ لغیر اللہ کی جگہ للصنم قائم کیا تا کہ غیر اللہ سے بت مراد ہو موافق دلیل قول خدائے تعالیٰ کے کہ سورۂ المدثر کے اول رکوع میں ہے مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ یعنی جو ذبح کیا جاوے بت پر۔ اس آگہی کی غرض سے کہ مقصود خطاب سے وہی مشرکین ہیں کیونکہ وہ ان امور کو حلال جانتے تھے کہ بجائے نام خدا کے بتوں کے نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت میں غیر کا خاص کرنا ذبیحہ غیر خدا کے واسطے اس بنا پر مراد نہیں ہے جسکی طرف عطا اور مکحول اور حسن اور شعبی اور سعید بن مسیب گئے ہیں اس طرح کہ انھوں نے ذبیحہ نصرانی کا جبکہ اُسپر مسیح کا نام لیا جاوے مباح کیا ہے۔ اسلیے کہ یہ تینوں اماموں کے مذہب کے خلاف ہے یعنی حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ کے کیونکہ انھوں نے ظاہر آیت پر عمل کرکے اُسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چاہیے کہ شرح کے اس فقرہ ولیس المراد تخصیص الغیر به علی ما ذهب الیه الخ میں لفظ مراد خبر مقدم ہو جسمیں ضمیر قبل ذکر ہو اور اسکا اسم تخصیص الغیر به مؤخر ہو۔ اور علی ما ذهب الیه آخر تک متعلق تخصیص ہو۔ ورنہ عبارت کے معنی کا استقامت پانا اور ٹھیک ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور خدائے برفرہی خوب جاننے والا ہے اس چیز کو جو محشی کا مقصود ہے۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ یہاں اہلال کا تقید ذبح کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ ان تینوں اماموں کے نزدیک بھی اور جو کچھ شرح اور حاشیہ پر تخصیص صنم کے باب میں کہ بمقابلہ عموم غیر اللہ ہے۔ اور مشرکین کے ساتھ خطاب کی مقصودیت میں

ولیس المراد الخ وارد تواند شد سخن کردہ نمی شود کہ بر لبیب ظاہر تواند شد و شاید کہ عبارت محشی مضطرب شد یا متغیر از ناسخ ہم پس بتجرد بہ ترک تقید اہلال بذبح بی دلالۃ راجحہ تر بید چہ اعتزال از جماعۃ است پس اہلال بتقید ذبح بتقید مہلہ است بر چہار وجہ تواند شد اہلال برای اللہ سبحانہ یا برای غیر او سبحانہ و یا باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ و ازیں چہار پنج وجہ دیگر بر آید اہلال برائے اللہ سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا برائے غیر او سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ یا باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ پس اہلال للہ تعالیٰ باسم اللہ تعالیٰ بہ نیت صحت ذکوٰۃ در حکم حلۃ است و اہلال للہ تعالیٰ باسم غیرہ تعالیٰ و اہلال لغیرہ تعالیٰ باسمہ تعالیٰ یا باسم غیرہ تعالیٰ و باسمہ تعالیٰ مع اسم غیرہ تعالیٰ بروجہ عطف باشد یا شرکت بنیت صحت ذکوٰۃ در حکم حرمت است موافق مقصود ہر دو کریمہ

ترجمہ - اور فقرہ ولیس المراد الخ کی نسبت اعتراض وارد ہو سکتے ہیں اُنہیں کلام کرنیکی ضرورت نہیں کہ لبیب و عقلمند پر ظاہر ہو سکتا ہے - اور شاید کہ عبارت محشی کی مضطرب ہو گئی ہو یا ناسخ یعنی کاتب سے تغیر واقع ہو گیا ہو - پس اہلال کا تقید جو ذبح کے ساتھ ہے اُسکو چھوڑ کر تنہا ہونا بغیر کسی دلالت راجحہ کے نہیں لائق ہے کیونکہ ایک جماعۃ سے علحدگی ہوتی ہے - پس اہلال ذبح کے تقید کے ساتھ کہ اُسمیں مہلہ کا بھی تقید ہو چار وجہ پر ہو سکتا ہے ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے - دوسرا غیر حق سبحانہ کے واسطے - تیسرا اللہ سبحانہ کے نام سے چوتھا غیر حق سبحانہ کے نام سے - اور ان چار سے پانچ وجہیں اور نکلتی ہیں - ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے اُسی کے نام سے دوسرے اللہ سبحانہ کے واسطے اُسکے غیر کے نام سے تیسرے غیر حق سبحانہ کے واسطے اللہ کے نام سے چوتھے غیر حق سبحانہ کے واسطے اُسی غیر کے نام سے پانچویں اللہ تعالیٰ کے نام سے اُس کے غیر کے نام کے ساتھ - پس اہلال اللہ تعالیٰ کے واسطے جو اُسی کے نام سے ہو صحت ذبح کی نیت سے وہ حلال کے حکم میں ہے - اور اہلال اللہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اُسکے غیر کے نام سے ہو - اور اہلال غیر خدا کے واسطے کہ خدا کے نام سے ہو یا غیر خدا کے نام سے ہو - اور خدا کے نام سے غیر خدا کے نام کے ساتھ ہو عطف کی وجہ پر ہو یا شرکت کی وجہ پر ذبح کے صحیح ہونے کی نیت سے - ان چاروں صورتوں میں حکم حرام میں ہے موافق مقصود دو آیت کریمہ کے +

بیان وجوہ و اقسام اہلال بنیت خدا و غیر خدا باسم خدا و باسم غیر خدا و تفصیل حکم حالت وحدت کی اُس پر

ش فی الہدایۃ والثانیۃ ان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم اللہ ومحمد رسول اللہ بکسر الدال فتحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ وکذا فی الدر المختار باختلاف اللفظ ازیں عبارت ظاہر است کہ اہلال در محل مراد بوقت ذبح است **ھ** ہمیں در کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ عموم مہلہ است باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ از فاعل حرام از مومن وکافر بتوسع فعل مجہول برائی فاعل عام با افادہ نسبۃ از صلہ لام پس حاصل آنست ہر جانور یکہ آواز برداشتہ شود وبانگ یابد بر او بوقت ذبح از مومن یا کافر باسم اللہ سبحانہ یا باسم غیر او سجادہ بنا بر تقرب غیر خدای عزوجل ہمچو تقرب مخصوص باللہ سبحانہ ودر کریمہ ما اہل لغیر اللہ بہ خصوص مہلہ از ہمہ جہت ضمیر مجرور باسم اللہ سبحانہ تقریش از فاعل عام از مومن وکافر بتوسع مذکور با افادہ مسطور پس حاصل آنست ہر جانور یکہ آواز برداشتہ شود وقت ذبح از مومن یا کافر بنا بر تقرب غیر خدای ہمچو تقرب مخصوص باللہ سبحانہ باسم اللہ سبحانہ وتوانمند شد کہ ضمیر راجع بما موصولہ باشد ولیکن خلافت فصاحۃ باشد بعدش فی التحقیق فائدہ بلاغت مرام

ترجمہ کہ ہدایہ میں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ذکر کیا جاوے ملا کر عطف کی وجہ پر ہو خواہ شرکت کی اسطرح کہ کہے بسم اللہ واسم فلان یہ صورت عطف ہے۔ یا کہے بسم اللہ وفلان یا بسم اللہ ومحمد رسول اللہ کہ اسمیں لفظ محمد کی دال کی زیر ہو۔ اور یہ دونوں شکلیں صورت شرکت کی ہیں۔ پس ذبیحہ حرام ہوگا کیونکہ وہ ذبح ہوا ہے ان الفاظ مذکورہ سے غیر اللہ کے لیے۔ اور ایسے ہی در مختار میں ہے اختلاف لفظ کے ساتھ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلال اس محل میں مراد بوقت ذبح ہے یعنی یہ اہلال مراد ہے جو ذبح کے وقت ہو۔ پس آیت کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ میں مہلہ کا عموم ہے کہ اللہ کے نام سے ہو یا اسکے غیر کے نام سے۔ اور وہ مہلہ جس فاعل سے ہو وہ بھی عام ہے مومن ہو خواہ کافر کیونکہ فعل مجہول بسبب فاعل غیر معلوم کے فاعل کے عام ہونیکے لیے متوسع ہے مع فائدہ دینے نسبت کے صلہ لام سے یعنی صلہ لام سے فائدہ نسبت بھی اسی عموم فاعل کو حاصل ہو رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو کوئی جانور کہ اسکے ساتھ بانگ کیوقت مومن یا کافر سے اللہ سبحانہ کے نام سے یا غیر حق سبحانہ کے نام سے آواز بلند کی جاوے اللہ سبحانہ کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے۔ اور آیہ کریمہ ما اہل لغیر اللہ بہ کہ سورہ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ اسمیں مہلہ کا مخصوص ہے۔ کیونکہ ضمیر مجرور بہ کی بسبب قریب ہونے اسم اللہ کے اسکی طرف راجع ہے۔ اور یہی مہلہ مخصوص جس فاعل سے ہو وہ بسبب توسع مذکور کے مع افادہ مسطور کے اسی طرح عام ہے مومن ہو خواہ کافر۔ پس حاصل یہ ہوا کہ ہر کوئی جانور کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیا جاوے یعنی پکارا جاوے مومن سے خواہ کافر سے غدا کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے خدا کے نام سے ہو اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر بہ کی ما موصولہ کی طرف راجع ہو لیکن یہ خلاف فصاحت ہے بعد اسکے فی التحقیق فائدہ بلاغت مرام

حاصل معنی کریمہ ما اہل لغیر اللہ بہ عموم مہلہ وفاعل مع افادہ نسبت صلہ لام

حاصل معنی عموم فاعل با افادہ نسبت از صلہ لام

مطلع عموم فاعل با افادہ نسبت از صلہ لام

رجوع ضمیر مجرور بہ بسبب قرب اسم اللہ

فصاحت عدم رجوع ضمیر بہ بما موصولہ

بلاغت مرام

پس در ینصورت ہم صلہ باء با اشارت تخصیص مذکور بمعنی علی است باقتضائی مفعول صلہ علی را پس مفیش نودی علیہ باشد و درین تحقیق زیادتی در تقریر رد مند باستفادہ معنی نسبت از صلہ لام است و بس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وآں مضر دعوی متفق علیہ نیست بل بجائے خود ثابت است **ش** یعنی انتساب لغیر اللہ تعالیٰ بنا بر تقربش بچو تقرب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن حرام است نعوذ باللہ سبحانہ منہ هم فتم الکلام ببلاغۃ المرام ولیکن نظر بامحا رخطرات مالا یعنی فضولی کردہ می شود بدانکہ اہمال ضمیر متصل نتواند شد بفائدہ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلہ باء **ص** از ینجا پیدا می شود کہ اگر فائدہ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلہ باء مراد نہ شود اہمال ضمیر متصل لازم گردد هم و نیز بدانکہ بر حرمت موقوف انتساب کہ **ص** بیان انتساب هم امری مبنوی است و لالتی از لفظ اہل ندانستہ شد چہ نہ گفتہ شد اہل بر بمعنی نسب مگر بمعنی مذکور واللہ تعالیٰ اعلم

ش ترجمہ پس اس صورت میں صلہ باء بھی بسبب اشارہ تخصیص مذکور کے بمعنی علی ہے کیونکہ مفعول صلہ علی کو چاہتا ہے۔ پس معنی اسکے نودی علیہ ہوتے ہیں یعنی پکارا جاوے اسپر۔ اور اس تحقیق میں زیادتی در دمند کی تقریر میں صلہ لام سے معنی نسبت کا فائدہ اٹھانے میں ہے اور بس واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ یہ امر دعوے متفق علیہ کو مضر نہیں ہے لیکن بجائے خود ثابت ہے کیونکہ مثل تقرب مخصوص خدا کے غیر خدا کی طرف اسکی قربت حاصل کرنے کی بنا پر مومن سے نسبت ہونا حرام ہے نعوذ باللہ سبحانہ منہ۔ پس یہ کلام اپنی بلاغت مقصود کے ساتھ پورا ہو گیا ولیکن مالا یعنی خطروں کے مٹانے کا خیال کر کے فضولی کی جاتی ہے معلوم ہو کہ ضمیر متصل سے مفعول کو تخصیص کا فائدہ حاصل ہے اسلیے کہ بذریعہ صلہ باء مفعول ضمیر سے متصل ہے لہذا ضمیر متصل مہمل نہیں ہو سکتی اور اہمال ضمیر متصل لازم نہیں آتا۔ جبکہ سوی ظاہر ہوتا ہے کہ فائدہ تخصیص مفعول کا جو ضمیر متصل سے بذریعہ صلہ باء حاصل ہے مراد نہ ہو گا تو ضمیر متصل کا اہمال لازم آئے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انتساب جسپر حرام ہونا مقرر کیا ہے وہ ایک امر مبنوی ہے جو نیت سے متعلق ہے اسپر لفظ اہل سے کوئی دلالت نہیں جاتی کیونکہ اہل بہ نسبت یعنی نسبت کیا گیا کے معنے میں نہیں کہا گیا مگر معنے مذکور یعنی ذبح میں واللہ تعالیٰ اعلم

ادہ نسبت کا صلہ لام سے

اقتضاء ضمیر متصل سے

پس یہ بات بذریعہ نسبت اہل سے حرمتی

ایک صحفہ مقتضا پر کہ امر مبنوی ہے کوئی دلالت

متن پس مرتفع شد زعم حرمت بمعنی نسبتہ از لفظ اُهِلَّ به بغیر تقیید اہلال بوقت ذبح هم و استفادہ معنی تعمیم از صراحت ما موصولہ مبطل تخصیص ذبیحہ است وحال آنکہ سخن در تعلیم حلۃ و حرمۃ حیوانات مخصوص بذبح ست باشارۃ تخصیص مفعول بضمیر متصل بصلہ با و صراحۃ استثناء لاحق هم است بخصوص نظم صراحتاً پس تعمیم لغت بمقابلہ خصوص نظم نتواں گرفت نمی بینی کہ در ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ عموم ما موصولہ را در مقابلہ خصوص نظم مصرح گنجایش نیست متن پس مرتفع شد زعم تعمیم کہ از صراحت ما موصولہ تواند شد هم و تسمیہ با سد شرط ذبح و مزکیٔ بذکی غیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم هم مزکی شود و در حد خود نہ بہر خوردن متن چنانکہ در فقہ مذکور است پس مرتفع شد زعم آنکہ منسلب لغیر اللہ تعالیٰ اگرچہ از ماکول اللحم باشد در حکم نجس العین است کہ پاک نمیگردد بہ تسمیہ و تکبیر هم معنی مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ترجمہ جانوری کہ ذبح کردہ شود از ذابح عام از مومن و کافر برائے اصنام

ترجمہ پس اب جو زعم حرمت کا نسبت کے معنی کے سبب لفظ اُهِلَّ به سے بغیر تقیید اہلال کے ذبح کے وقت کے ساتھ مفاد بھی مدار ا یعنی جن لوگوں نے اہلال کو ذبح کے وقت کے ساتھ مقید ہونیکی نفی کرکے یا مقید ہونے سے انکار کرکے اور اُهِلَّ به کو نسبت کے معنی میں لیکر حرمت کا زعم کیا تھا وہ بھی اُٹھا دیا گیا۔ اور معنی تعمیم کا استفادہ جو ما موصولہ سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے ذبیحہ کی تخصیص کو باطل کر رہا ہے حالانکہ کلام باعتبار خصوص نظم یا نظم کی خصوصیت کے سبب اُن حیوانات کے حلال و حرام ہونیکی تعلیم میں ہے جو ذبح کے لیے مخصوص ہیں جس پر مفعول کی تخصیس سے اشارہ ہو رہا ہے کہ صلہ با کے سبب ضمیر کے متصل ہونے سے یہ تخصیص ثابت ہے۔ اور پھر استثناء لاحق کی صراحت سے اُسپر صراحت ہے۔ پس تعمیم لغت خصوص نظم کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیجا سکتی۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں ما موصولہ کے عموم کو نظم مصرح کے خصوص کے مقابلہ میں جو خاص ہونے پر صراحۃ کر رہی ہے اُس عموم کی گنجایش نہیں ہے۔ تو زعم تعمیم کا جو ما موصولہ کی صراحۃ سے ہو سکتا تھا جاتا رہا۔ اور اللہ کا نام لینا ذبح کی شرط ہے اور غیر نجس العین ذبیحہ کے پاک کرنیکی یہانتک کہ غیر ماکول اللحم بھی یعنی جس گوشت کا کھانا ممنوع ہے اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے نہ کھانیکے لیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے۔ پس یہ زعم بھی اُٹھ گیا کہ غیر خدا کی طرف نسبت کیا گیا اگرچہ ماکول اللحم ہو نجس العین کے حکم میں ہے کہ تسمیہ اور تکبیر سے بھی پاک نہیں ہوتا معنی کریمہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے یہ ہیں۔ کہ وہ جانور جو عام ذبح کریوالے مومن اور

معنی ما ذبح علی النصب

پس عموم تعمیم ما موصولہ مرتفع ہے

خصوص نظم کے مقابلہ میں تعمیم لغت نہیں اختیار کیجا سکتی

تسمیہ اللہ شرط ذبح و مزکیٰ ذبح غیر ماکول اللحم کی بھی ہو جاتا ہے کہ ماکول اللحم اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے کھانیکے لیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے

بیان تفسیر و معنی کریمہ ما ذبح علی النصب اور نجس العین کا بیان

کہ ذبح و ذبیحہ کا سنت میں بھی یہی معنی ہے

تفصیل ذبیحہ و ذبائح کفار

عموم ذابح از مومن وکافر بنا بر اشارت فعل بمجہول بتوسع فاعل است **ش**
فی حاشیۃ انوار التنزیل قولہ وما ذبح علی النصب لعدم ذبحہ ذبحاشۃ عیناً
ان کان الذابح کافراً او لموافقۃ الکفار ان کان مسلماً **م** وترک صلۂ لام
بربنائی شہرتِ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ است **ش** فی انوار التنزیل وعلی
بمعنی اللام او علی اصلہا بتقدیر انتہیٰ ولم یذکر التقدیر **م** واختیار صلۂ
علیٰ بر اشارت کراہت تعیین مکان ذبح پیشِ اصنام بدلالۃ علی بر ظرفیۃ استعلائے
مجازی بنا بر رفع مشابہت کفار سوائی حرمۃ انتسابی کہ مستفاد از صلۂ لام متروک
است نہ **ش** بر اشارتِ کراہت **م** مکانِ عام سوائی نزد اصنام نمی دانیم تعیین
ذبح بہ منا از شعار اسلام است وغیر آں چنانکہ در صحیح نسائی است ان رسول اللہ
صلعم کان یذبح وینحر بالمصلی + وغیر آں ناگزیر است **ش** پس مرتفع شد
زعم آنکہ تعیینِ مکان ذبح سبب حرمۃ وکراہت است **م** وباید دانست کہ مذبوح

علی النصب وما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بسبب وجہ انتساب

ترجمہ اسمیں ذبح کا عموم مومن ہو خواہ کافر فعل مجہول کے اشارہ کی بنا پر ہے جسمیں فاعل کا توسع ہو۔ چنانچہ حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے یعنی فرمانا اللہ تعالیٰ کا۔ جو چیز بتوں پر ذبح کی جاوے۔ یہ بسبب اُسکے ذبح شرعی نہوگا جبکہ ذابح کافر ہو اور اگر مسلمان ہو کفار کی موافقت کے سبب سے۔ پس، وہ ذبح خواہ کسی سے ہو ذبح شرعی نہیں لہٰذا حرام ہے۔ اور اس آیت میں ترک صلۂ لام غیر خدا کے انتساب کے شہرت کی بنا پر ہے۔ جیسا انوار التنزیل میں ہے۔ اور علیٰ بمعنی لام ہے یا اپنی اصل پر ہے کسی تقدیر کے ساتھ۔ آخر ہوا کلام صاحب تفسیر کا۔ حال یہ ہے کہ مفسر نے تقدیر کو ذکر نہیں کیا۔ اور صلہ علیٰ کا اختیار کرنا تعیین مکان ذبح کی کراہت پر کہ بتوں کے سامنے ہو اشارہ کر رہا ہے یعنی یہ کہ بتوں کے سامنے ذبح کی جگہ مقرر کرنا کراہت میں ہے اسپر صلۂ علیٰ کے اختیار کرنے سے اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ علیٰ ظرفیت پر دلالت کرتا ہے جسمیں استعلائے مجازی ہے اور یہ اس بنا پر کہ کفار کی مشابہت نہ ہو نہ بسبب حرمت انتسابی کے جو صلۂ لام سے مستفاد ہے کہ وہ متروک ہے۔ نہ اشارہ کراہت عام مکان کا ہے سوائے بتوں کی نزدیکی کے کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ذبح کی تعیین منا میں شعار اسلام سے ہے اور سوائے اسکے اور مکان۔ جیسا صحیح نسائی میں ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح یا نحر یعنی اونٹ قربانی عید گاہ میں کرتے تھے۔ اور اسکے سوا کا ذکر چار نہیں ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھا دیا گیا کہ تعیین مکان ذبح یعنی ذبح کیلئے جگہ مقرر کرنا حرمت و کراہت کا سبب ہے۔ اور معلوم ہو کہ یعنی کے اعتبار سے مذبوح علی النصب۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ۔ اور ما اہل لغیر اللہ بسبب

توافق وتقارن ہر سہ کریمہ
ما ذبح علی النصب وما اہل
بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ

متحد است معنا پس اگر ذبح بدون التسمیہ مراد نباشد فائدہ تخصیص مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ از مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَمَا اهل لغير الله به نہ تواند شد و باتحاد مکرار بے فائدہ خواہد شد یا اہمال عطف و خود ظاہر است کہ از لفظ ذبح دلالتی بر معنی تسمیہ نیست چنانکہ از اُهِلَّ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل و الاولی ان یفرق بان ھذا یشتمل مالم یسم احد عند ذبحہ ھ و بتقریر دردمند زیادت اشارت مکانی از صلہ علی است و بس و اللہ تعالیٰ اعلم و کیفیۃ اشارت مکانی مخالف مذہب اہل سنۃ و جماعۃ نباشد و از انجا کہ سخن در حرمت حالۃ بر علت موت است اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ متعلق از ما بعد مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل قولہ من ذلک اشارۃ الی ما ذکر فی قولہ وَالْمُنْخَنِقَةُ وما بعدھا فیکون الاستثناء راجعا الی الجمیع ھ و معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ترجمہ خوردن اینہمہ حرمات کار بد

معنی ذلکم فسق

تعلق معنی الا ما ذکیتم بما قبل خود

ترجمہ انتساب کی وجہ میں متحد ہیں یعنی بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ اور غیر خدا کے لیے بغیر تسمیہ ذبح کیا ہوا۔ یہ سب ذبحے باعتبار معنی تسمیہ ہونیکی وجہ میں ایک سے ہیں۔ پس اگر بدون تسمیہ کے ذبح ہونا مراد نہ ہوگا تو مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے بتوں پر ذبح ہونیکی تخصیص کا جو فائدہ حاصل ہے وہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور مَا اهل لغير الله به سے کہ یہ بھی غیر خدا کے واسطے بت کی طرح ذبح ہونا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور بسبب اتحاد معنی کے تکرار بے فائدہ ہوگی اور عطف مہمل ہو جائیگا۔ اور آیت اول میں خود ظاہر ہے کہ لفظ ذبح سے تسمیہ کے معنی پر کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جیسا کہ اُهِلَّ سے ہے۔ چنانچہ حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ مناسب تر یہ ہے کہ یوں فرق کیا جاوے کہ یہ شامل ہے اس چیز کو کہ کوئی تسمیہ نہیں کیا گیا اسکے ذبح کے وقت اور دردمند کی تقریر میں بھی صلہ علی سے یہی اشارت مکانی کی زیادتی ہے اور بس و اللہ تعالیٰ اعلم اور کیفیت اشارت مکانی اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ کے مخالف مذہب نہیں ہوتی ہے۔ اور چونکہ کلام حرمت و علت میں علت موت پر ہے تو اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ یعنی مگر جو تم نے ذبح کیا۔ کہ جز و آیت مذکورہ ہے۔ یہ استثناء متعلق ہے مابعد مَا اهل لغير الله به سے۔ جیسا حاشیۂ انوار التنزیل میں ہے کہ ذٰلِكُمْ سے (جو قول صاحب تفسیر ہے) اس چیز کی طرف اشارہ ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے اور وہ وَالْمُنْخَنِقَةُ اور اسکا مابعد ہے۔ پس اس صورت میں استثناء سب کی طرف راجع ہوگا۔ اور معنی ذٰلِكُمْ فِسْقٌ کے کہ یہ بھی حرام ہے آیت مذکورہ کا۔ یہ ہیں کہ ان سب حرام کی ہوئی چیزوں کا کھانا برا کام ہے +

معنی ذلکم فسق بلحاظ خطاب مومنین مع افادۃ حصر و اشارت معنی ذلک +

وآں حکم بتخصیص مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب است کہ مبینۃ تا آن تستقسموا بالازلام است وفسق بمعنی کار بد است بدلیل خطاب بمومنان چہ مومن بعمل حرام کافر نمی شود و خطاب واشعار بمومنین از حرمت علیکم واضح ش چہ حلۃ وحرمۃ شرعی بمومنان است نہ بکافران ھم بخلاف کافران کہ بمنسوب بکافر در ضمن کفر افتراست س پس مرتفع شد زعم آنکہ عامل وآکلش کافر گفتہ شود ھم بدانکہ در کریمہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرھم لا یعقلون ۝ ترجمہ مشروع نگردانید اللہ تعالیٰ از بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام حلۃ یا حرمۃ را ولکن آنانکہ کفر کردند افترا میکنند بر اللہ تعالیٰ دروغ را بانچہ اختیار کردہ اند از حرمۃ واکثر آنان نمی فہمند ای افترا را کہ از سابقین بشاں آمدہ یا عذاب وعقاب افترا ۔

ترجمہ - اور یہ حکم مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب کی تخصیص پر ہے یعنی ایسی چیزوں کی تخصیص پر ہے جنکی تصریح ہوچکی ہے اور انکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ امور حسی کے قریب ہیں کیونکہ لفظ ذالک اسم اشارہ ہے حسی قریب کا۔ کہ یہ مبینۃ سے لیکر ان تستقسموا بالازلام تک آیۃ کریمہ مذکورہ میں بالتصریح مذکور ہیں۔ اور فسق کے معنی بیجگہ بُرے کام کے ہیں۔ اس دلیل سے خطاب آیۃ کریمہ میں مومنین کی طرف ہے کیونکہ مومن عمل حرام سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ خطاب اور آگہی مومنین کی طرف حرمت علیکم سے ظاہر ہے۔ کیونکہ شرعی حلت وحرمت مومنوں کے واسطے ہے نہ کافروں کے لیے بخلاف کافروں کے کہ فسق جو کافر کے ساتھ منسوب ہو وہ اسکے کفر کے ضمن میں ہے۔ پس یہ زعم اٹھا دیا گیا کہ اسکا کرنیوالا اور کھانیوالا کافر کہا جاوے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ جو سورۂ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرھم لا یعقلون ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام میں سے کسیکو حلال یا حرام ہونیکے لیے مشروع نہیں کیا یعنی اللہ کی طرف سے اسکی شرع کے موافق حلال یا حرام ہونیکی قیدان چیزوں کے ساتھ نہیں لگی ہے۔ ولیکن جنھوں نے کفر کیا وہی اللہ پر جھوٹ کا بہتان لگاتے ہیں ایسی چیز سے کہ حرام ہونا انھوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور اُن میں اکثر نہیں سمجھتے ہیں اس بہتان کو کہ اسی قسم کے بہتان اُنکے اگلوں سے بھی ہوچکے ہیں۔ یا اس بہتان کے عذاب وعقاب سے نا فہم ہیں۔ وصیلۃ بروزن فعیلۃ وصل سے نکلا ہے معنے جوڑ پیدا کرنے والا ہیں۔ یہ اصطلاح میں اس بکری کو کہتے ہیں جو سات بار بچہ مادہ جنکر اٹھویں بار نر و مادہ دو بچے توام جنے۔ اور حامی کہ در اصل حامی تھا مصدر حمایت ہے جسکے معنی بچانا ہیں اصطلاح میں۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے لائق سواری کے جنکر آئندہ سواری سے آزاد کر دی گئی ہو۔ زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کو آزاد کرکے انکا ذبیحہ اور گوشت حرام جانتے تھے کہ اسلام میں حسب الحکم کریمہ مذکورہ یہ حرمت ممنوع ہوگئی کہ کفار کا اللہ پر یہ افتراء کذب تھا۔ اور بحیرہ بروزن فعیلہ بحر سے نکلا ہے معنی کان پھاڑنا یعنی وہ اونٹنی جو کان پھاڑ کر آزاد کر دیجائے کہ زمانہ جاہلیت میں اسکو حرام جانتے تھے

قولہ یعنی کہ کیا جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الخ ۔

باید دانست کہ سائبہ ماخوذ است از سَیَب بفتح اول وسکون ثانی بمعنی رفتن پس سائبہ روندہ است و در اصطلاح ناقہ است کہ گذاشتہ شود مرفوعۃ الانتفاع بہا بر مراد نفس مجید پس حیوان روندہ غیر ناقہ را ہم بریں قیاس سائبہ میتواں گفت چنانکہ دریں دیار ہند کافران بزعم خیر نفس خود یا غیر خود گاواں را مرفوع الانتفاع میگذارند و حرمتش افترا صریح کافران است **ش** تخصیص سخن در سائبہ از انست کہ سخن در حرمتش رفتہ **م** از نجا کہ سخن حرمۃ در ما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بہ است سائبہ شامل فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ تواند شد **ش** از نجا ردِّ آنست کہ سائبہ را حرام گفتند و حیوانی را کہ بنام بزرگان مخصوص گردد در حکم سائبہ گرفتند **م تنبیہ** اگر نیکوئی غالبًا خراجیان وصوم وصلوٰۃ و ما یتعلق بہم ہمہ افعال ظاہر و باطن لوجہ اللہ تعالیٰ معلّق لغیرہ تعالیٰ است چنانکہ دادن چیزی بکسی لوجہ تعالیٰ و اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از برای اُمّتہ و اضحیہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ سائبہ سیب سے نکلا ہے جس میں سین پر زبر اور یا کا جزم ہے بمعنی اسکے چلنے کے ہیں تو سائبہ کے معنی چلنے والا ہوئے۔ اور اصطلاح میں اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مرفوعۃ الانتفاع بہا چھوڑ دی جاتی ہے یعنی اس غرض سے کہ اُس سے کسی قسم کا نفع نہ لیا جاوے بلکہ اُس سے نفع حاصل کرنا موقوف اور ارفع سمجھا جاوے کہ آیت مجید اسی معنی پر ہے۔ پس ہر جانور چلنے والے کو بھی جو اونٹنی کے علاوہ ہیں اسی قیاس پر سائبہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اس ملک ہندوستان میں کافر لوگ اپنے نفس کی یا غیر کی طرف سے خیر و خیرات کا گمان کرکے گائے بیلوں کو مرفوع الانتفاع چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سانڈ کہلاتے ہیں اور اسکا حرام ہونا صریح کافروں کا بہتان و افترا ہے۔ اور سائبہ میں خاص کلام کرنا اسوجہ سے ہے کہ کلام اسی کی حرمۃ میں واقع ہوا ہے حالانکہ اسکی حرمۃ کا فر دنکی طرف سے محض افترا ہے۔ اور چونکہ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ اور بما اہل لغیر اللہ بہ میں حرمت کی گفتگو ہے پس سائبہ کا کریمہ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کے شامل ہونا چاہیے جو سورۃ انعام کے چودھویں رکوع میں ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کھاؤ اُس چیز کو جسپر اللہ کا نام لیا جاوے پس سائبہ ماکولات میں ہو سکتا ہے۔ اب یہاں پر انکار بھی ہو گیا جنھوں نے حلت کو حرام کہا۔ اور اس جانور کو جو بزرگوں کے نام سے مخصوص ہوتا ہے حکم سائبہ میں لیلیا **تنبیہ** اگر تو غور سے دیکھے تو تمام افعال ظاہرہ و باطن کے جو خدا تعالیٰ کی وجہ میں ہوں سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے اور جو کچھ انکی متعلق ہے

سائبہ اور ہر روندہ جانور کہ مرفوع الانتفاع بغرض خیر چھوڑے جاتے ہیں مثل سائبہ حرام نہیں ہیں کہ انکی حرمۃ افترا صریح کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور کہ مخصوص بنام بزرگان ہیں حرام نہیں اور نہ حکم سائبہ پر

سائبہ اور ہر روندہ جانور کہ مرفوع الانتفاع بغرض خیر چھوڑے جاتے ہیں مثل سائبہ حرام نہیں ہیں کہ انکی حرمۃ افترا صریح کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور کہ مخصوص بنام بزرگان ہیں حرام نہیں اور نہ حکم سائبہ پر

افعال ظاہرہ و باطن کو جو اللہ تعالیٰ کے مستلزم ہیں

سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے

وامت از بہر حضرت نبی الرحمۃ صلعم وغیرہ صلعم کہ تا ایں دم است فی المشکوٰۃ عن حنش قال رایت علیاً یضحی بکبشین فقلت له ما هذا فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحی عنه سنن ایں مسئلہ در اہل سنۃ وجماعۃ مکتوب ومعروف است ودریں تنبیہ اہتمام آنست کہ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ لوجہ اللہ تعالیٰ از حسنات است با ابطال ادعاء آنکہ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ مطلقاً حرام است وجزائے عمل لغیر عامل نمیرسد ومگفتہ شد کہ حرمۃ سائبہ بسبب عدم خروج از ملک مسیب است بسبب عدم مقبوضیتش از جانبی دیگر انتہی وحال آنکہ خارج میشود بمجرد اخراج مگر بدانکہ خروج بذاتہ شی از ملک مخرج مشروط بقبض قابض غیر ش نیست مگر بعرض قصد شرط پس خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

ترجمہ اور امت کا حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کے غیر کے واسطے اس وقت تک جاری ہے۔ کہ مشکوٰۃ میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھوں کو ذبح کرتے تھے تو میں نے آپ سے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ اہل سنۃ وجماعۃ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ اور اس تنبیہ میں اہتمام اس بات کا ہے کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا حسنات سے ہے جس میں اس دعویٰ کرنے کا ابطال ہے کہ غیر خدا کی طرف منسوب ہونا مطلق حرام ہے یعنی مطلق غیر خدا کی طرف نسبت ہونے سے حرام ہونیکا دعوے باطل ہے۔ اور نیز یہ دعویٰ بھی باطل ہے کہ عمل کا بدلہ غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ سائبہ کا حرام ہونا سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے خارج نہ ہونیکے سبب سے ہے کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے اسپر قبضہ کیا جانا نہیں پایا جاتا لہذا ملک غیر پر تصرف حرام ہے حالانکہ مسیب یعنی سائبہ چھوڑنے والے کے ہی ملک سے اسکو خارج کرتے ہی سائبہ اسکی ملک سے خارج ہو جاتا ہے۔ معلوم ہو کہ کسی چیز کا خارج کرنیوالے کی ملک سے بذاتہ نکل جانا اسکے غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط نہیں ہے مگر قصد شرط عارض ہونے سے مطلب یہ ہے کہ مالک کو اپنی ملک سے کسی چیز کے خارج کرنے پر اس چیز کے بذاتہ اسکی ملک سے نکل جانیکے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ جبتک غیر اسپر قابض نہ ہو تب تک اصل وہ چیز مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ مالک کے خارج کرتے ہی خروج شی ثابت ہو جاتا ہے مگر جبکہ مالک نے اپنے ارادہ میں دوسرے کے قبضہ کی شرط پر اسکو اپنی ملک سے خارج کیا ہو سو وقت اس شی کے خروج کیلیے شرط قبضہ عائم ہو جائیگی اور وہ مالک کی ملک سے نکلنے کیلیے کسی غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط ہوگی۔ پس ایسا خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

خروج شی کا ملک سے بذاتہ قابض کے قبض پر مشروط نہیں ہے مگر وہ کہ شرط سے مشروط ہو۔ وہاں حقیقۃً قبض کا اور معنوی کے معنی پر

حب الشرط صحیح است از انجا کہ حقیقۃ قبض از روح مصرف بتعریف مصرف حقیقی
است بر قبض معنوی مانع حقیقتاً نتواند شد و از ینجا کہ جزائی اضحیہ نفسہا است لقولہ
علیہ السلام سمنوا ضحایاکم فانہا علی الصراط مطایاکم + نہ بغیرہا در صورت عدم خروج
از ملک بفعل اختیار اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از بہر امت بر خلاف حقیقت خواہد
بود العیاذ باللہ تعالیٰ من سوء الفہم والاعتقاد +

و از ینجا است کہ نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ تعالیٰ و تصرف بمصارف
لوجہ اللہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است و حساب بر ذمہ نائب پس
ہوشیاری در کار لازم او باشد و نیز بدانکہ انتساب لغیر اللہ تعالیٰ ہمچو انتساب مخصوص
اللہ تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان

ترجمہ حب الشرط صحیح ہے یعنی جس کا خارج ہونا قبض کے ساتھ مشروط ہو خواہ وہ قبضہ کی شرط اسی وقت کے لیے ہو یا آیندہ کے لیے اور وہ خروج ظاہر کا ہو یا باطن کا جیسی شرط ہو اسی کے موافق وہ خروج مشروط صحیح ہے۔ کیونکہ جہت قبض کی مصرف کی روح سے مصرف حقیقی کی تعریف کے سبب کہ اس قبض معنوی پر کوئی مانع حقیقتاً نہیں ہو سکتا ہے یعنی اصل میں قبض مصرف کی روح کا ہے اور یہ تعریف مصرف حقیقی ہے یعنی کسی حقیقی بصیر لے والیکو اپنے ارادہ کا بصیر لینا ہے اور یہی حقیقت قبضہ کی ہے جو ایک امر معنوی ہے اس معنوی قبضہ پر کوئی منع کرنیوالا حقیقت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کا بدلہ نفس قربانی سے ہے نہ اسکے غیر سے اسلیے کہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے کہ اپنی قربانیوں کو تم موٹا کرو کیونکہ وے پل صراط پر تمہاری سواریاں ہیں۔ پس در صورت ملک کے خارج نہ ہونیکے حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیواسطے قربانی کرنیکا اختیاری فعل حقیقت کے خلاف ہوگا خدا کی پناہ بری سمجھ اور اعتقاد سے + اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس منذور بہ کا منذور لہ غیر اللہ کے واسطے نذر کرنا۔ اور مصارف لوجہ اللہ تعالیٰ میں منذور لہ کی طرف سے بضرورت نائب بنکر تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور حساب نائب کے ذمہ۔ پس کام میں ہوشیار رہنا اسکو لازم ہے۔ یعنی خاص کسی چیز نذر مانی ہوئی کو خدا کے سوا جسکے لیے نذر مانی ہو نذر کرنا۔ اور اس نذر کو ایسے کاموں میں کہ خدا کی وجہ میں ہوں کسی دوسرے شخص کا اس شخص کی طرف سے جسکی نذر مانی ہو نائب بنکر خرچ کرنا یہ تصرف مصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہے یعنی ضرورت کی صورتیں۔ نائب کو حساب صحیح رکھنا اور کام میں ہوشیار رہنا لازم ہے اور اسکی بھگتان نائب کے ذمہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سے بوجہ دلالت ایمان کے نہیں ہو سکتا یعنی جیسا خاص خدا کے لیے نذر وغیرہ میں چیزیں منسوب ہوتی ہیں ایسا طرح اسی اعتقاد سے غیر خدا کی طرف کسی چیز کا منسوب کرنا مومن سے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان مومن کو ایسے اعتقادات کیطرف جس سے شرک پیدا ہو رہنمائی نہیں کرتا اور نہ ایسے امر کا معتقد ہونا ہے کیونکہ ثبوت ایمان مومن کا اسکی نفی پر دلالت کرتا ہے +

انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سے نہیں ہو سکتا ہے بوجہ دلالت ایمان کے

نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ کے صحیح نہیں ہو سکتا ہے بوجہ دلالت ایمان کے

تصرف بمصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہے اور حساب نائب کے ذمہ ہے +

پس فعل مومن را کہ صحتش بر نیت است سن وآں امریست مخفی ومدفنی پس
م منسوب بہ بدی نتوانکرد اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مگر آنکہ کہ آشکارا گردد حنفی را
موافق حکم اہل سنت وجماعت حنفی ہدایتش لازم است نہ تکفیر ودریں ہر دو کہ
صریح از حرمت حیوانات است نہ از منتسبات عامہ پس سخن صراحۃ حرمت منتسبات عامہ
از مومن وغیر مومن از بہائمی سزد بل تواند شد کہ افترا باشد والبتہ منتسبات لغیر
تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ از حیوان وغیر آں از مومن نوری بر نوری دارد وبسبب نسبتیں
بر تفاوت حال منتسب الیہ وخیرے بر خیری اداءً الحق العبد والحق سبحانہ
ومنتسبات لغیرہ تعالیٰ دون وجہہ تعالیٰ از حیوان وغیر آں ظلمتی بر ظلمتی دارد وبسبب حرمت
اسراف یا شرک باللہ تعالیٰ وسائبہ منذورتا بہا بنا بر تقرب ہمچو تقرب مخصوص
اللہ تعالیٰ از شرک باللہ تعالیٰ است وآنکہ بنا بر تقرب نیست از اسراف است

ترجمہ پس مومن کے فعل کو جس کی صحت نیت پر موقوف ہے اور نیت ایک پوشیدہ امر ہے اور تجھ معلوم
نہیں کہ وہ کیونکر ہے برائی کی طرف منسوب کرنا نہ چاہیے کیونکہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بے شک
بعض گمان گناہ ہے۔ مگر جبکہ ظاہر ہو جاوے تو حنفی کو موافق اہل سنت وجماعت حنفیہ کے اس کی
ہدایت لازم ہے نہ اس کا کافر بنانا یعنی ایسے شخص کو جسکی نیت میں فتور معلوم ہو مذہب حنفی کے
موافق حنفی کو اس کی ہدایت کرنا لازم ہے۔ اس کی تکفیر کرنا اور اسکو کافر بنانا نہ چاہیے۔ اور ان دو
آیات کریمہ میں کلام کا حرمت حیوانات کی نسبت ہونا ظاہر ہے یعنی جاندار کے حرام ہونے پر ان آیات میں
گفتگو کی گئی ہے کہ ظاہر ہے نہ عام منتسبات کی نسبت۔ پس ان آیات سے عام منتسبات کی خواہ مومن سے ہوں
یا غیر مومن سے صاف صاف حرام ہونے کی گفتگو کرنا نہیں زیب دیتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ افترا ہو۔ مثلاً اللہ
مومن سے جاندار یا غیر جاندار کا غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا بسبب دو نسبتوں کے نور پر نور
منتسب الیہ کے تفاوت حال پر یعنی جس کی طرف وہ شے منسوب ہے اس شخص کی صلاحیت
اور تقویٰ کے حال کے اعتبار پر زیادتی نور ہے اور نیکی پر نیکی ہے بسبب ادا ہونے حق العبد اور
حق اللہ کے۔ اور جو چیزیں کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب نہ ہوں خواہ حیوان ہوں خواہ اور کچھ
وہ بسبب حرمت اسراف یا شرک باللہ کے بہت ظلمتیں رکھتی ہیں۔ اور سائبہ نذر کیا ہوا جو کہ مانند تقرب خاص خدا کے
بتو کی قربت حاصل کرنیکی غرض سے شرک باللہ میں ہے یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ اور جو تقرب کی بنا پر نہیں ہے وہ اسراف میں ہے

پس حق تقوی اللہ تعالیٰ آنست کہ از منتسبات لغیرہ تعالیٰ کہ لوجہہ تعالیٰ نباشد پرہیزد تا آنجا کہ از آب پاک از دستِ غافل **شش** پرہیزد **ہم** کہ فعلش لغیر اللہ تعالیٰ بود از اینجا است کہ فعلِ خود ہم وقتِ غفلت لغیر اللہ تعالیٰ است و بے شبہ ظلمت منتسبات لغیر اللہ تعالیٰ را جز صاحب دل نتواند دریافت و ہمچنین است ظلمتِ حرمتِ کسبی اشیاء کسوئے **ہفتم تنبیہ** از ینجا ردِ قولی است کہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ عموماً از حیوان و غیر آں حرام است بدلیل کریمہ مَا اُهِلَّ الخ و منتسب مشرک است بدلیل کریمہ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ **ہم** واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا + اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس حق تقوی خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ جو چیزیں غیر خدا کی طرف منسوب ہوں اور خدا کی وجہ میں نہ ہوں خدا سے ڈرنے والوں سے پرہیز کرے یہانتک کہ پاک پانی سے بھی اگر غافل کے ہاتھ کا ہو پرہیز کرے کیونکہ اُس کا فعل غیر خدا کے واسطے ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا فعل بھی غفلت کے وقت غیر خدا کے لیے ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ غیر خدا کی طرف نسبت کی ہوئی چیزوں میں ظلمت ہوتی ہے لیکن بجز صاحب دل دوسرا اُسکو نہیں جان سکتا۔ اور اسی طرح جو چیزیں کسب کردہ ہیں یعنی اپنی محنت وسعی پر بھروسہ کرکے حاصل کی ہیں اور خالص بخشش خدا کی نہیں ہیں اُنکی ظلمت حرمت کسبی کو بھی ایسا ہی خیال کرنا چاہیے یعنی اُنکی ظلمت حرمت کسبی صاحب دل کے سوا اور نہیں معلوم کرسکتا **تنبیہ** اب یہاں پر اُن لوگوں کا قول بھی رد ہو گیا جنکے نزدیک غیر خدا کی طرف منسوب کی ہوئی چیز عام ایسی کہ وہ جاندار سے ہو خواہ بیجان سے آیت کریمہ مَا اُهِلَّ الخ کی دلیل سے حرام ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اس آیت میں کلام صراحتاً جاندار اشیاء کی حرمت میں واقع ہوا ہے بالخصوص مومن کی نسبت ایمان کی دلالۃ سے اُسکا حرام ہونا بھی نہیں ثابت ہوتا بلکہ افترا ہو سکتا ہے۔ دوم انکا یہ کہنا بھی رد ہو گیا کہ نسبت کرنیوالا کریمہ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ کی دلیل سے مشرک ہے حالانکہ فسق بُرا کام ہے۔ پھر مومن حرام فعل سے بھی کافر نہیں ہوتا انتہا یہ کہ گنہگار کہا جاوے۔ پس مشرک کریمہ مذکور سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اُسکی طرف رجوع وانجام کرتا ہے۔ آسیب ہمارے اگر ہمسے بھول ہوئی ہو یا ہمسے خطا کی ہو تو ہمسے مواخذہ نفرمایئو۔ اے اللہ درود وسلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپکے آل وجس پر جیسی آپکو محبت ہے اور تو اُنکی پسند کرتا ہے اور اُنکو ہمارے حق میں شفیع کر اور اُنکی طفیل ہمپر رحمت نازل کر برحمتک یا ارحم الراحمین

منتسب لغیر اللہ کریمہ اھل الخ سے حرام نہیں اور منتسب مشرک ہے بدلیل کریمہ ذٰلکم فسق الخ

ذکر کیفیت و فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر کیفیت فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم ان وقت الولادۃ مع السعادۃ والکرامۃ والرحمۃ لحضرۃ رحمۃ للعالمین اکرم الاوقات بکرامۃ کلیۃ لانہ مظہر زمانی لمظہر الحسنات کلہا وسبب حصولہا فیومہا ولیلہا ہش نقل عن بعض الشافعیۃ ان افضل اللیالی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ردالمحتار باب الاحرام ہروشہرہا وعامہا کذا واعلموا ان ہذا وقت ینتظر الیہ الانبیاء والملائکۃ وما ہو اہل بالانتظار فسروا بظہورہ صلعم

وقت الولادۃ مع السعادۃ والکرامۃ والرحمۃ اکرم الاوقات بکرامۃ کلیۃ لانہ مظہر زمانی لمظہر الحسنات کلہا وسبب حصولہا فیومہا ولیلہا ہش

ترجمہ ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین می گوئیم جملگی را و یاری می خواہیم از و و درود می فرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلعم۔ و از او شفیع میگردانیم۔ و درود می فرستیم بر آل او و اصحاب او و بر پیروان او تمامہ۔ بدانکہ ہر آئینہ وقت ولادت حضرت رحمت عالمیان کہ باسعادت و کرامت و رحمت است بکرامت کلیہ مکرم ترین ہمہ اوقات است۔ ازانکہ وقت ولادت شریف مظہر ہمہ حسنات و مظہر زمانی است یعنی آن زمان محل ظہور مظہر جمیع حسنات است۔ و سبب حصول حسنات است پس روز ولادت و شب ولادت و ماہ ولادت و سال ولادت شریف ہمچنان است کہ وقت ولادت شریف یعنی از ہمہ روزہا و شبہا و ماہہا و سالہا گرامی تر است چنانچہ منقول است۔ کہ از بعض شافعیہ کہ افضل شبہا شب پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم است۔ از ردالمحتار باب الاحرام۔ و بدانید کہ ہر آئینہ این وقت است کہ انبیاء و ملائکہ او را انتظار میکشیدند و آنچہ او اہل است بانتظار۔ پس شادی نمودند بظہورش صلعم

وقت ولادت ماہ و سال ولادت صلعم او صلعم

بیان سرور بظہور

علی ما اتم اللہ تعالیٰ رحمتہ التی توقفت علی شہودہ صلعم کما قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین خصوصا بظہورہ وعموما بوجودہ صلعم وقولہ صلعم للسائل عن صوم یوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ اشارۃ الی شرف الیوم وتعظیمہ بالتعبد فیہ والسرور فیہ بولادتہ صلعم شکر اللہ الرحمن باظہارہ ایاہ رحمۃ للعالمین واوصی النبی صلعم بلالا بصوم یوم الاثنین وقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ وفیہ ہاجرت وفیہ اموت الحدیث فالتعیین لما ینبغی فیہ ظاہر فمن یعظمہ بانیاء الحسنات ویفرح بولادتہ صلعم فیہ فیشکر بنعمائہ سبحانہ ومن لا فلا وقد تقرر من یفرح بنعمۃ المنعم لیفرح بہ ومن یفرح بشخص لیفرح بہ فلیس الامر ممنوعا الی الیوم الآخر فقال علماؤنا شکر اللہ سعیہم ذکر ولادتہ صلعم باجتماع الناس فی یوم معین بدعۃ حسنۃ بالاجماع

ترجمہ سپاس آنکہ خدائے بر تر رحمت خود را تمام کرد کہ متوقف بر شہود او صلعم بود چنانچہ فرمود خدائے بر تر در آخر سورۂ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۱۲ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان۔ و ایں فرستادن رحمت خصوصا بظہور او است صلعم وعموما بوجود او صلعم۔ و فرمودن او صلعم برائے پرسندہ از روزہ روز دوشنبہ۔ ایں روزے است کہ در و آفریدہ شدم۔ اشارت است سوئے شرف ایں روز و تعظیمش بہ پرستیدن و عبادت کردن است در او و بشادشدن در و بولادتش صلعم بسبب پذیرئی خدائے رحمن بظاہر نمودنش مراورا رحمت برائے ہمہ عالمیان۔ و وصیت فرمود نبی صلعم حضرت بلال را رضی اللہ عنہ بروزہ دوشنبہ یوم دوشنبہ فرمود آفریدہ شدم در و۔ و نزول وحی شد بر من در و۔ و ہجرت کردم در و۔ و بمیرم در و الحدیث۔ پس تعیین برائے آنچہ کہ زیبا است در و ظاہر است پس ہر کرا می بزرگ دارد آن روز را باو در دن حسنات۔ و شاد شود بہ پیدائش او صلعم در و پس او شکر بجا آرد بہ نعمتہائے او سبحانہ۔ و ہر کہ چناں کند پس او شکرے بجا نیاورد۔ و مقرر شدہ است ہر کہ شاد شود بہ نعمت منعم البتہ شاد شود او با نکس۔ و ہر کہ شاد شود بشخصے ہر آئینہ شاد شود او آں شخص را پس ایں امر تا روز آخر ممنوع نیست۔ و گفت علمائے ما خدائے بر تر سعی شانرا مشکور دارد۔ کہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است ۞

بیان آنکہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم بجمع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است

بیان آنکہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم بجمع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است

وَلَا اصْلَ لَهٗ فِی الشَّرْعِ الشَّرِیْفِ لِلْحَیْثِیَّةِ الْمَجْمُوْعِیَّةِ وَفِی الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ الْمُنِیْفَةِ
وَبَعْضُهُمْ اسْتَخْرَجُوْهُ قِیَاسًا کَمَا ذَکَرَ الْمُتَاخِّرُوْنَ وَاَخَذُوْا بِهٖ فَقَدْ اقْتَصَرْتُ عِبَارَاتِ
الْمُعَبَّرِ مِنْ کِتَابِ سَبِیْلِ الْهُدٰی وَالرَّشَادِ فِیْ سِیْرَةِ خَیْرِ الْعِبَادِ قَالَ اِنَّمَا اَحَدُهُمَا مَلِکٌ
عَادِلٌ عَالِمٌ وَقَصَدَ بِهِ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَحَضَرَ عِنْدَهٗ فِیْهِ الْعُلَمَاءُ وَالصُّلَحَاءُ
مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ مِنْهُ وَاسْتَحْسَنَهٗ اِبْنُ دِحْیَةَ وَصَنَّفَ لَهٗ مِنْ اَجْلِهٖ کِتَابًا فَهٰؤُلَاءِ
عُلَمَاءُ مُتَدَیِّنُوْنَ رَضُوْهُ وَاَقَرُّوْهُ وَلَمْ یُنْکِرُوْهُ اِنْتَهٰی وَفِی الْبَاعِثِ عَلٰی اِنْکَارِ
الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ وَقَالَ مِثْلُ هٰذَا الْحَسَنُ یُنْدَبُ اِلَیْهِ وَیُشْکَرُ فَاعِلُهٗ وَیُثَابُ
عَلَیْهِ وَفِی الدُّرِّ الْمُنَظَّمِ وَقَدْ عَمِلَ الْمَحْبُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلْعَمْ فَرَحًا بِمَوْلِدِهٖ الْوَلَائِمَ
فَمِنْ عَمَلِ ذٰلِکَ الشَّیْخُ اَبُو الْحَسَنِ الْمَعْرُوْفُ بِابْنِ فَضْلٍ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ وَیُوْسُفُ
الْحِجَازِیُّ وَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلْعَمْ وَدَارُهٗ اِلَیَّ وَقَالَ لَا ضَرْبَنَّکَ وَکَانَ مَرِیْضًا فَقُبِضْتُ
فَقُلْتُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ حَتّٰی لَا تُبْطِلَ الْمَوْلِدَ وَلَا السُّنَّةَ اِنْتَهٰی

ترجمہ ودر شرع شریف برائے او باین حیثیت مجموعیہ اصلی نیست ودہ در قرون ثلاثہ منیفہ یعنی در زمان صحابہ وتابعین وغیرہ کہ عہد بزرگ است یافتہ نشد۔ وبعض شان از روی قیاس اورا برآوردہ اند چنانچہ متاخرین ذکر کردند واورا برگرفتند۔ پس ہر آئینہ من برچیدم عبارات آنی کہ دریں مسئلہ تعبیر کردہ شدند کہ از کتاب سبیل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد است۔ گفت جز ایں نیست کہ او را بادشاہے عادل وعالم کہ ملک اربل بود بنا نمودہ وبدو ارادۂ تودیکی سوئے خدائے برتر کردہ۔ ودریں امر پیش او علماء وصلحاء بی انکار از وحاضر آمدند۔ واورا ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی پسندیدہ۔ وازیں رو برائے شاہ کتابی تصنیف کردہ کہ نام او التنویر فی مولد البشیر والنذیر است۔ پس ایں ہمہ علمائے باديانت باورضی شدند واورا اقرار نمودند واورا نکوہش نکردند انتہی۔ ودر کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث است کہ گفت ایں چنیں ہر آئینہ کار نیک است کہ از محاسن شمردہ شود۔ وفاعلش شکر کردہ شود۔ وبر او ستایش وثنا کردہ آید۔ ودر کتاب الدر المنظم کہ در تحقیق محبان ودوستداران نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر شادی مولدش صلعم بنہا ترتیب دادن معمول نمودہ۔ پس کسیکہ ایں کار کرد وعمل نمود شیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل است قدس اللہ سرہ ویوسف حجازی کہ گفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم را دیدم واو بمن متوجہ شد وفرمود البتہ ضرور خواہم زد ترا ودر دست مبارکش صلعم شاخ درخت بود پس گفتم یا رسول اللہ بچہ سبب پس فرمود تا آنکہ مولد را باطل نکنی یعنی فرو نگزاری ودہ سنتہا را فروگزاری۔

بیان کیفیت بنائے میلاد شریف

میلاد وفعل محبان است در فاعلش شکر ومدح

بیان معمول اصحاب در ترتیب میلاد ودر وقت اہل علم در قدیم وجہ تسمیہ بزرگ خوانی اہل او

ویقول الشیخ ابو یوسف موسی الزرھونی رایت النبی صلعم فی النوم فذکرت له مایقوله الفقهاء فی عمل الولائم فی المولد فقال صلعم من فرح بنا فرحنا به انتهی وفی قول زید والمحب مع احبابه ویقول المنصور البشار رایت النبی صلعم فی المنام یقول لی قل له لا یبطله یعنی المولد وما علیك بمن اکل ومن یاکل انتهی وقال الحافظ وقد ظهر لی تخریجه علی اصل ثابت فی الصحیحین من ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق الله فیه فرعون ونجی موسی ففحن نصوم شکرا لله تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه فیستفاد منه فعل ذلك شکرا لله تعالی علی ما من به فی یوم معین من اسباغ نعمة ودفع نقمة ویعاد ذلك فی نظیر ذلك الیوم فی کل سنة والشکر لله تعالی یحصل بانواع العبادات والسجود والقیام والصدقة والتلاوة

ترجمہ ومیگوید شیخ ابو یوسف موسی زرھونی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم وبا و صلعم ذکر کردم آنچہ اورا فقہاء میگویند در عمل دعوتہا در بیان مولد مبارک۔ پس فرمود صلعم ہر کہ شاد شد بما شاد شدیم باو انتہی۔ ودر قولے زیادہ کردہ شد ایں کہ دوست دارندہ باد وستان خود است۔ ومنصور بشار میگوید کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ میفرماید مرا۔ بگو او را کہ باطل نکند او را یعنی مولد را فرد نگزارد و کردہ باشد۔ وچیست بر تو از کسیکہ خورد واز کسیکہ نہ خورد انتہی۔ وگفت حافظ کہ این تخریج برائی من ظاہر شدہ است تخریج او یعنی بر آوردن او بر اصلے کہ ثابت است کہ در صحیحین است از ینکہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ در آمد پس یہود را یافت کہ روزہ روز عاشورہ میدارند۔ پس پرسید آنہا را پس گفتند ایں روز ہست کہ غرق کردائی بر تر در ایں روز فرعون را وغرق کردہ و موسی علیہ السلام را نجات دادہ۔ پس ما روزہ میداریم بنا بر شکر برائی خدائے بر تر۔ پس فرمود صلعم ما سزاوار تریم از شما بموسی پس روزہ داشت صلعم آنروز را وامر فرمود بروزہ ہائی او۔ پس ازیں مستفاد میشود وفائدہ حاصل آید کہ انچنیں فعل بنا بر شکر برائی خدائے بر تر است بر انچہ کہ منت نہادہ باو در ایں روز معین از ایجاد نعمت ودفع نقمت یعنی عذاب۔ وباز گردیدہ شود ایں فعل در نظیر ہمیں روز از ہر سال تا آنکہ عادت گیرد ومعتاد شود + وشکر برائے خدائے بر تر حاصل آید بانواع عبادات وسجود وقیام وصدقہ وتلاوت

تخریج میلاد تعین یوم معین عادت صوم یوم عاشورہ از صحیحین بتحقیق فاضل

وایّ نعمۃٍ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ ۔
وقال شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ عندی ان اصل عمل المولد
ھو اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسّر من القرآن وروایۃ الاخبار الواردۃ
فی مبداء امر النبی صلعم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یعدّ لھم مما
ویصرفون من غیر زیادۃٍ علی ذلک من البدع الحسنۃ التی یثاب
صاحبھا لما فیہ من تعظیم قدر النبیّ صلعم واظھار الفرح والا
بمولدہ الشریف قال وقد ظھر لی تخریجہ علی اصل آخر غیر الا
وھو ما رواہ البیھقی عن انسٍ انّ النبی صلعم عقّ عن نفسہ بعـ
انہ ورد انّ جدّہ عبد المطلب عقّ عنہ فی سابع ولادتہ صلعم وا
لا تعاد مرّۃً ثانیۃً فیحتمل ذلک علی انّ ھذا فعلہ صلعم اظھاراً
ایجاد اللہ تعالیٰ ایّاہ رحمۃً للعلمین ونشریفاً منہ صلعم کما کان

ترجمہ ۔ وکدام نعمت گرامی تر است ازیں نعمتی کہ ایں نبی کریم نبی رحمت است دریں روزہا
وگفت شیخ ما رحمہ اللہ تعالیٰ در فتاوائی خود کہ نزد من ہست آنکہ اصل عمل مولد کہ اد اجتماع مردم
است وخواندن از قرآن آنچہ آسان باشد وخواندن روایات اخبار کہ در رسید در امر نبی صلی اللہ علیہ
وارد شدہ یعنی در امر بدو خلقت نور نبی صلعم مذکور آمدہ وآنچہ در حال پیدائش او صلعم از آیات
واقع شدہ ۔ باز گسترانیدہ شود و در باز گردد برائے شاں سفرہ کہ بخورند ازاں و باز گردند
بران ایں ہمہ از بدعت حسنہ است کہ صاحب وعامل آنہا بر تنہمہ ثواب ومزد دادہ شود از
از تعظیم قدر نبی صلعم واظہار شادی است وشادشدن است بمولد شریف نبی صلعم
وتحقیق ظاہر شد برائے من تخریج او یعنی بر آوردن ایں عمل بر اصلے دیگر غیر آنکہ او
بیان کردہ ۔ واو آنچہ بیہقی اورا از انس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ ہم آنحضرت
اللہ علیہ وسلم از نفس مبارک خود بعد نبوت قربانی کرد عقیقہ فرمود با آنکہ تحقیق وا
کہ جدش عبد المطلب در روز ہفتم ولادت شریف از و صلعم قربانی عقیقہ کردہ ۔ وعقیقہ
باز نہ گردد ۔ پس حمل شود ایں بر آنکہ ایں فعل او صلعم اظہار است برائے شکر بر ایجاد خدا
پیدا کردن مر او را رحمت عالمیان را واز روئے تشریف است از و صلعم چنانکہ بر

بیان عمل مولد آنچہ در وی مشروع ۔ تخریج دیگر بر عمل مولد از حدیث عقیقہ باظہار شکر کردن سخا ۔ مولد بدعت ومن شکرات شرعی ودیں عمل خبر ۔

کذلک فیستحب لنا ایضا اظہار الشکر بمولدہ واطعام الطعام ونحو
ذلک من وجوہ القربات والمبرات انتہی وفی شرح سنن ابن ماجۃ الصواب
انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا انتہی ومن
المواہب اللدنیۃ قد رؤی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک
قال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی
ہاتین ماء واشار برأس اصبعیہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عند ما
بشرتنی بولادۃ النبی صلعم وبارضاعہ وفی معراج المسلمین عن ابن عباس
ابن عبد المطلب قال کنت موافیا لابی لہب ومصاحبا لہ فلما مات وقد
اخبر اللہ تعالی عنہ ما اخبر فحزنت علیہ وہممنی امرہ فسألت اللہ حولا
ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرایت نارا تلہب فسألتہ من حالہ فقال الی
النار فی العذاب فلا یخفف عنی العذاب الا لیلۃ الاثنین من کل اللیالی و
الایام فانہ یرفع العذاب عنی قلت وکیف ذلک فقال ولدت فی تلک اللیلۃ محمدا

ترجمہ نفس مبارک خود درود وصلوٰۃ میخواند۔ ہمچناں پس مستحب است برائے ما نیز اظہار شکر بمولد او صلعم واطعام طعام ونور ایندن ومثل این کہ از وجوہ قربات ومبرات است یعنی از اسباب نزدیکیہا ونکوئیہا است بحضرت حق انتہی ودر شرح سنن ابن ماجہ است کہ صواب آنست کہ او از بدعت حسنہ مندوبہ است یعنی کار نواست نیک از محاسن وخوبیہای شمار کردہ شدہ ہرگاہ کہ از منکرات کہ شرع از و باز داشتہ خالی باشد واز مواہب لدنیہ است کہ بتحقیق ابولہب بعد موت خود در خواب دیدہ شد پس گفتہ شد او را چہ حال است تر ا پس گفت او در آتش است مگر آنکہ بتحقیق ہر شب دوشنبہ از من عذاب سبک کردہ شود یعنی تخفیف عذاب شود۔ ومی مکد از میان این ہر دو انگشتان من آب را وایما کرد بسر ہر دو انگشتان خود۔ وہر آئینہ این تخفیف بآزاد کردن من است ثویبہ را وقتیکہ مرا خوشخبری داد او بولادت نبی صلعم وبشیر دادن او نبی صلعم را۔ ودر معراج المسلمین است از ابن عباس بن عبد المطلب گفت من بودم با ابو لہب بودنم یعنی با او برادری وصحبت میداشتم پس ہرگاہ کہ او مرد وتحقیق خدائے بر تر از و آگہی داد بآں خبری کہ بود پس حزین کردم برادو امر او و مرا در اندوہ آورد۔ پس خواستم از خدا تا یکسال کہ مرا بنماید در خواب مر او را۔ گفت پس دیدم آتش را کہ زبانہ میزند وشعلہای انگیزد پس پرسیدم او را از حال او پس گفت کہ سوئے آتش است در عذاب یعنی حال آتش وعذاب کہ در و مبتلا بود بیان کرد و آنکہ این عذاب از من سبک میشود مگر شب دوشنبہ از ہر شبہا و روزہا پس ہر آئنہ آن عذاب زائل شب از من دور گردد۔ گفتم چگونہ است پس گفت زائیدہ شد در این شب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وتخفیف عذاب ابولہب بمولد صلعم وقصہ ابولہب از حدیث ابن عباس رض

فجاءت امۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بمولدہ واعتقتہا فرحا فاتا بی اللہ
بان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ اثنین لذلک انتمی قال ابن الجوزی
فاذا کان ہذا ابولہب الکافر الذی نزل القران بذمہ جوزی فی النار بفرحۃ
لیلۃ مولد النبی صلعم فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام یسر بمولدہ
ویبذل ما اتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلعم لعمری انما یکون جزائہ من اللہ
الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنت النعیم ولا یزال اہل الاسلام یحتفلون
بشہر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات
ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرءۃ مولدہ الکریم ویظہر
علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم وما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک
العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرءا اتخذ لیالی شہر
مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد غلۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد ولقد اطنب
ابن الحاج فی المدخل فی انکارہا احدثہ الناس من البدع والاہواء والتعنی

ترجمہ وکنیزک پیش من آمد و مرا مژدہ داد بولادت او صلعم۔ پس شاد شدم بہ پیدایش او صلعم و آزاد کردم او را پس مرا مژدہ داد خدای بر تر تا مگہ دور کرد از من عذاب در ہر شب دوشنبہ بسبب ایں انتہی۔ گفت ابن جوزی پس ہر گاہ کہ ایں ابولہب کافر بود آنکہ قرآن بذم او ای بد گفتن او فرود آمدہ در آتش گرم دادہ شد بشادی شب پیدایش او صلعم۔ پس چہ حال مسلم موحد است از امت او صلعم کہ بپیدایش او صلعم شادی کند و آنچہ کہ بر سد سوی او قدرتش یعنی ہر چہ بتواند در محبتش صلعم صرف نماید۔ بجان من جزایں نیست کہ باشد جزای او از خدای کریم آنکہ داخل کند او را بفضل عمیم خود در جنات نعیم۔ و ہنوز زائل نشدہ دائم و قائم است کہ اہل اسلام ماہ پیدایش حضور علیہ السلام محافل و مجالس ترتیب میدہند۔ و دعوتہا می آرند۔ و در شبہای او اہتمام صدقات قسمت میکنند۔ و شادیہا و انمایند۔ و در نکوئیہا زیادت کنند۔ و بخواندن مولد نبی کریم اہتمام و اشتغال میدارند کہ از برکات او بر ایشان فضل عام ظاہر آید۔ و از آنچہ آزمایش کردہ شد از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان است در ایں سال۔ و مژدہ ایست بہ نزدیک است بہ بر آمدن ہر حاجت و مراد۔ پس رحم کرد خدای بر مرد یکہ او شہای ماہ مولد مبارک او صلعم را عید ہا گرفتہ بر کسیکہ در دل او عناد ہست ایں سخن تر و گران تر باعث و علت بود۔ و البتہ تحقیق ابن الحاج در مدخل ایں را دراز کردہ در انکار آنچہ کہ آدمیان او را احداث کردہ و پیدا نمودہ انداز بدعت و خواہشات نفسانی و سرائیدن

باب پیدایش او بشارت بنزول جنت و عموم فضل +

بیان اینکہ تا ایندم اجماع است بر میلاد +

خواص میلاد در رفع حاجات +

بیان منہیات کہ در میلاد نباید +

بالآلات المحرمۃ عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالیٰ یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل انتہی وھکذا من العلماء الصلحاء فیقول الحزین واللہ ولی التوفیق البدعۃ کلھا سیئۃ لقولہ صلعم کل بدعۃ ضلالۃ فالکلام یمنع تخصیص ش ھو وجہ زائد علی وجہ متحد الذی بہ العموم م البعض من العام ش ھو مشترک فی وجہ متحد م بیاش متعلق بالتخصیص ای بوجہ الذی م یعارض بالضد ما ش ای وجہا الذی م بہ العموم فلا یسع التاویل فلزم التساقط ولافادات الکل التاکید والحصر وھو یمنعان الاستدراک والاستثناء والتخصیص وقال لا یفید ش الکل التاکید والحصر م فھو یابی الاستثناء والاستدراک والتخصیص فالفرق ش ذاھر م بینھما ش ای کل للتاکید والحصر وکل لغیرھما بالاستثناء وغیرہ المذکور م فان التخصیص لا یزیل اشتراک ش

ای وجہ متحد م الذی بہ العموم

ترجمہ بالآلات ومزامیر محرمہ کہ شرع او را حرام داشتہ وقت عمل مولد شریف۔ پس خدائے برتر او را ثواب دہد بر قصد او کہ عمل نیک است۔ و بہر دو ما را براہ سنت۔ پس ہر آئینہ او بس است ما را و نیکو است وکیل انتہی۔ و ہمچنان است از علماء کہ بخصال اند و صاحب صلاح اند و اکنوں میگویند ایں اوند ہگیں۔ و خدائے برتر صاحب توفیق است۔ کہ بدعۃ تمام خود است بنا بر قول او صلعم کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر بدعۃ گمراہی است۔ پس ایں کلام شریف باز دارد تخصیص بعض را از عام یعنی از عام تخصیص بعض را منع میکند۔ و تخصیص وجہی است زائد بر وجہ متحد آنکہ با و عموم است۔ و عام آنکہ او مشترک است در وجہ متحد۔ و ایں منع تخصیص بعض از عام در کلام حدیث ازیں وجہ است کہ او یعنی وجہ تخصیص معارض بضد گردد آں وجہ را کہ با و عموم است۔ پس ایں معارضت کہ بضد است تاویل را گنجایش نہ دارد پس تساقط لازم شد۔ و از آنکہ لفظ کل تاکید و حصر را نفع می دہد۔ و ہر دو یعنی تاکید و حصر استدراک و استثناء و تخصیص را منع میکنند۔ و گاہے لفظ کل حصر و تاکید را مفید نہ شود پس او با استثناء و بہ استدراک و تخصیص ثابت است۔ پس فرق میان ہر دو ظاہر است یعنی کل برائے تاکید و حصر۔ و کل برائے غیر ایں ہر دو یعنی با استثناء و استدراک و تخصیص مذکورہ۔ پس ہر آئینہ تخصیص اشتراک را کہ وجہ متحد است آنکہ با و عموم است زائل نمیکند۔

بیان آنکہ بدعت ہمہ گمراہی است و تفسیر حدیث شریف کل بدعۃ ضلالۃ

تعریف عام و تخصیص

لفظ کل چوں مفید حصر و تاکید است مانع استدراک استثناء و تخصیص است و ہر گاہ کہ بنا بر ایں نیست و بیان فرق کل درین

والعموم والخصوص لا یعتبران الا فی العوارض فلا یجتمعان فی التعارض
ش الکلام المحقق تفسیر ودلیل علی دعوی منع التخصیص بوجہ الذی
یعارض بالضد وجہ الذی بہ العموم ثم فکیف تخصیصہا ش ای البدعۃ
من العام م وتخصیصہا ش استدلوا علی صحۃ بدعۃ حسنۃ بقول عمر رض
فیما قیل فی اثبات التراویح ان رسول اللہ تعالی صلعم صلی التراویح بجماعۃ
فترک جماعتہا من خوف نزول فرضیتہا علی امتہ صلعم فیصلون فی بیوتہم
منفردین فلما زال سبب ترکہا ھو خوف نزول فرضیتہا اعاد جماعتہا عمر رض
فقیل ھذہ بدعۃ فقال عمر رض نعمت البدعۃ ھی فقال غیرہ بعضہم البدعۃ
جوابا فیما قیل بدعۃ لا یدل علی انہا بدعۃ عند عمر رض اذ کانت صلتہا ما رضی
اللہ تعالی صلعم بجماعۃ بل اعادۃ ش والاعادۃ لیست ببدعۃ ھی فمرای
ش ای البدعۃ م احداث مفسدۃ فی الدین وما لیس بمفسد لیس ببدعۃ
فتسمیۃ ما لیس بمفسد بالبدعۃ الحسنۃ سامحت اللفظ مجازا علی ما لم یوجد عندھم والکلام

بیان المقصد قول عمر رض نعمت البدعۃ

ترجمہ: عموم وخصوص تعبیر نہ کردہ شوند مگر در عوارض پس در تعارض مجتمع نہ شوند۔ ایں کلام محقق حدیث شریف تفسیر ودلیل است بریں دعوی کہ تخصیص مدفوع ممنوع است کہ آں وجہ وجہی را کہ باو عموم ثابت معارض بضد باشد۔ پس چگونہ تخصیص بدعت بود از ہر ام او وچگونہ تخصیص بدعت باشد از ضلالتش تا آنرا بحسنہ گفتہ آید۔ وحال اینکہ بر صحت بدعت حسنہ دلیل آوردہ اند از قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہ گفتہ شدہ است در اثبات تراویح واں اینست کہ رسول خدائے تعالی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آئینہ تراویح بجماعت خواند۔ پس جماعتش ترک فرمود از خوف نزول فرضیتش بر امتش صلعم۔ پس مردمان در خانہائے خود تنہا تنہا میخواندند۔ وہر گاہ سبب ترک جماعت کہ آں خوف نزول فرضیت تراویح بود وبرشد عمر رضی اللہ عنہ جماعتش باز آورد پس گفتہ شد ایں بدعت است۔ پس فرمود عمر رضی اللہ عنہ نیکو است ایں بدعت۔ پس قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ یعنی نیکو است ایں بدعۃ۔ بطور جواب باینچہ گفتہ شد بدعت است دلیل نشود بر آنکہ او بدعت باشد نزد وے رضی اللہ عنہ چرا کہ رسول خدائے تعالی صلی اللہ علیہ وسلم او را بجماعت خواندہ است پس بدعت نیست بلکہ اعادہ است۔ واعادہ بدعت نبود۔ پس او یعنی بدعت احداث است کہ چیزے نو آوردن است در دین بطور فساد کنندہ تا ازاں در دین رخنہ وفساد ظاہر شود واینچہ مفسد نیست بدعت نیست پس چیزے را کہ مفسد نیست بدعت حسنہ نام نہادن مسامحت لفظ است از انکہ بطور مجاز

بیان مراد قول عمر رض نعمت البدعۃ ہذہ

عموم وخصوص در عوارض عارض شوند در تعارض مجتمع نہ شوند

تعریف بدعت ومسامحت بہ تسمیہ حسنہ

والسنۃ صراحتاً واقتضاءً افاد علم قال اللہ تعالیٰ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما
انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ
بکل شیٔ علیم فذکرہ صلعم فرض مؤبد علی انہ صلعم نعمت اللہ تعالیٰ
برسالتہ علی قرینۃ ما لحق وبتوقف النزول وتحصیل ذکر الکتاب والحکمۃ
علی الرسول وکیف استثناؤہ صلعم من نعمۃ اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ تعالیٰ
لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ
ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین
والتحذیر علی مخالفۃ الامر التنبیہ علی النفاق بما لحق یؤکدہ
ثم فی انزال التنزیل
نعمت اللہ التی من جملتہا الہدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام وفی مدارک التنزیل
نعمت اللہ بالاسلام وبنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللہ تعالیٰ وفرضنا ذکرک

فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر وتفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

ترجمہ وسنت از روی صراحت و اقتضاء ترد شاں ثابت شد یعنی استعمال ایں لفظ بمعنی اندافتن ہست در تاریکی کہ منفی ست آنچہ بمعنی اثبات ہست چہ بدعت ہر چیزے نام نہادہ کہ در کتاب و سنت ترد شاں بطور صراحۃ و اقتضاء ثابت نشد۔ پس بدانکہ فرمودہ خدائے بر تر در سورۂ بقر رکوع بست و ہم واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیٔ علیم یاد کنید نعمت خدائے بر تر کہ بر شما است و آنچہ کہ فرود آورد بر شما از کتاب و حکمت کہ پند میدہد بہر آں شما را۔ و بترسید خدا را و بدانید کہ خدا بہر چیز بسیار دانا است۔ پس ذکر او صلی اللہ علیہ وسلم فرض و مؤبد است یعنی فرض است دائمی بر انکہ او صلعم نعمت خدائے بر تر است بر خلق صلعم بنا بر تحقیق چیزے کہ لاحق شدہ است ادائے او بپند و تعلیم و بتوقف نزول بر صلعم و تحصیل ذکر کتاب و حکمت بر رسول یعنی آموختش بر رسول صلعم موقوف آمدہ۔ و استثناء او صلعم از نعمت شدن بر تر چگونہ میشود حالانکہ تحقیق فرمودہ است خدائے بر تر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ہر آئینہ بتحقیق منت نہاد خدائے بر تر بر مؤمنین اینکہ برانگیخت یا فرستاد میان شاں رسول را از نفسہائے شاں کہ بخواند بر ایشاں آیات او تعالیٰ و صاف کند دروں شاں و کتاب و حکمت می آموزد ایشاں را اگرچہ بودند پیش ازیں در گمراہی ظاہر۔ و آں تحذیر یعنی ترسانیدن کہ در کریمہ اولی است بر مخالفت امر و ایں تنبیہ و آگہی در کریمہ ثانی بر نفاق بآنچہ کہ لاحق شدہ مؤکد میکند او را آنکہ در انوار التنزیل است کہ نعمت خدا آنکہ از جملہ او ہدایت ہست و بعثت یعنی فرستادن محمد صلعم۔ و در مدارک التنزیل است کہ نعمت خدا باسلام است و نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ و فرمود خدائے بر تر در سورۂ شرح و رفعنا لک ذکرک آیا بلند کردیم ما خاطر برائے تو ذکر تو

در بیان اثبات آنکہ ذکر ولادت صلعم احسن ذکر است و تفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

ذکر او صلعم فرض مؤبد است و او صلعم نعمت خدائے بر تر است بر خلق صلعم

تفسیر کریمہ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم الخ

فاذ ذکر فضائلہ وشمائلہ صلعم عموما کان وسیلۃ التقرب الی اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ وبنی الانبیاء فاعجازہ منہا ش ای من فضائلہ وشمائ
م فکان فی المجالس الانبیاء واصحابہم واصحابہ صلعم وفی الملائکۃ
اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰ
علیہ وسلموا تسلیما ہ والصلوٰۃ علی النبی شاملۃ لذکرہ صلعم واختلفا
فی انہا فرض او واجب ومافی ولادتہ صلعم اعظم الاعجاز لانہ لا یشتبہ
بالعقلیات والنقلیات والسحریات قال فی التنویر فی مولد البشیر ا
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقا
ولادتہ بقوم فیستبشرون ویحمدون واذا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقا
حلت لکم شفاعتی الحدیث وفیہ عن ابی الدرداء نظر مع النبی صلعم
بیت عامر الانصاری یطلع وقائع ولادتہ لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذا اللہ

ترجمہ پس ہر آئینہ ذکر فضائل وشمائل او صلعم بالعموم وسیلہ تقرب بودن سوی خدائے برتر از انکہ او
برتر است وبنی انبیاء است۔ پس اعجاز او صلعم ہم ازیں فضائل وشمائل اوست صلعم۔ پس ایں
وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء واصحاب شاں واصحاب او صلعم بود۔ وہم در مجالس ملائکہ چنانکہ فرمود خدا
برتر در سورۂ احزاب رکوع ہفتم اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ یعنی ہر آئینہ خدائے برتر وفرشتگان او درود می فرستند بریں نبی ا
آنانکہ گرویدہ اند بفرستید درود بر او وسلام کہ حق تسلیم است یا بسپارید کہ سپردنی با اوست وصلوٰۃ بر
شامل است ذکر او را صلعم۔ وعلماء اختلاف کردند دراں کہ صلوٰۃ بر نبی صلعم فرض است یا واجب۔ وانچہ در
او است صلعم گرامی ترین اعجاز است از انکہ او بعقلیات ونقلیات وسحریات مشتبہ نمی شود۔ گفت
در کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ روزے
در خانۂ خود واقعات ولادت شریف او صلعم از قومی بیان می کرد وایشاں شاد می شدند وحمد میگفتند
ناگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث۔ ودر
از ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کہ او با نبی صلعم سوی خانۂ عامر انصاری رضی اللہ عنہ گذشت کہ او واقعا
ولادت شریف او صلعم پسران وخویشان خود را آموخت ومی گفت ہمیں روز۔

وکفضائل وشمائلہ صلعم وسیلۃ تقرب بودن سوی خدائے عزوجل وبنی انبیاء است۔ پس اعجاز او صلعم ہم ازیں فضائل وشمائل اوست صلعم۔ پس ایں وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء واصحاب شاں واصحاب او صلعم بود۔ وہم در مجالس ملائکہ چنانکہ فرمود خدا

واقعات ولادت او صلعم از قومی بیان می کرد وایشاں شاد می شدند وحمد میگفتند ناگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث۔ ودر

بعقل ونقل وسحر وذکر شان موجب شبہ شود وحمد وثنا فقط واللہ

هذا اليوم فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم انّ الله فتح عليك ابواب الرحمة والملائكة يستغفرون الحديث فانه ثابتٌ فكيف يكون بدعة حسنة لوجوده في القرون الاولى ش فاستدلال الخ على انه ليس ببدعة حسنة كما قال قد ذكرُ ولادته صلعم الخ م فذكرُ ولادته صلعم على الحيثية المرجوحة احسنُ على اصل الشرع فاصله بقوله صلعم تعاملُ الصالحين حقٌّ الحديث والتعاملُ العملُ الذي لا يوجد في الكتاب والسنة صريحًا واقتضاءً فالقياسُ والاجماع تعاملٌ يوجد في الاشارة والاستنباط او باستحسان وقوله صلعم من سنّ في الاسلام سنةً حسنةً فله اجرها واجر من عمل بها ومارآه المسلمون حسنًا فهو عند الله حسنٌ ولا يجتمع امتي على الضلالة فاعلم انه ليس الحسنُ الا وهو في الكتاب والسنة صراحةً او اقتضاءً او اشارةً

ترجمہ آیں روز۔ پس فرمود نبی صلعم ہر آئینہ خدا بر تو درہائے رحمت بکشاد و فرشتگان آمرزش میخواہند ترا تا آخر حدیث۔ پس ہر آئینہ کہ او ثابت است پس بدعت حسنہ چگونہ نشود از آنکہ در قرون اولی یعنی در زمان صحابہ وغیرہ یافتہ می شود کہ وجود او از حدیث ثابت آمدہ کہ گفتہ شد۔ و اختیار دلیلے دیگر زاں کہ او بدعت حسنہ است ایں قول است چنانکہ گفت۔ پس ذکر ولادتش صلعم بریں حیثیتِ مرجوحہ نیکو تر است کہ بر اصل شرع است۔ پس اصل او بقولِ او صلعم است کہ تعامل الصالحین حقٌ الحدیث یعنی تعامل صلحا حق است تا آخر حدیث۔ و تعامل عملے است آنکہ از کتاب و سُنّت بطور صراحت و بطور اقتضاء یافتہ نہ شود۔ پس قیاس و اجماع تعامل است کہ یافتہ می شود در اشارات و استنباط۔ یا تعامل استحسان او است یعنی بہ نیک پسند استنش بعمل آوردہ شد۔ و بقولِ او صلعم من سنّ في الاسلام سنةً حسنةً فله اجرها واجر من عمل بها بعدہ یعنی ہر کہ روش گرفت در اسلام شیوۂ نیک پس برائے او است اجرِ آں سنتِ حسن و اجرِ آنکس کہ عمل کرد بآں طریق نیکو۔ ومارآه المسلمون حسنًا فهو عند الله حسنٌ یعنی چیزے کہ مسلمانان او را نیک دیدند پس او نزد خدا نیک است ولا يجتمع امتي على الضلالة یعنی امتِ من بر گمرہی گرد نخواہد آمد۔ پس بدانکہ ہر آئینہ کیفیت نیست کہ حسن نگردد او در کتاب و سُنّت است بطور صراحت و بطور اقتضاء یا بطور اشارت یعنی حسن نہ او است کہ او از کتاب و سُنّت بطور صراحت و بطور اقتضاء یا بطور اشارت برآید

ذکر ولادت در قرون اولی ثابت است پس بدعت حسنہ است

حدیث تعامل صلحا حق است و تعریف او کہ چیست

بنا بر سنت موجب حصول اجر خود و اجر عمل کنندگان بعد او است۔ حسن نزد خدا است

حسن ہمو است کہ در کتاب و سُنّت است بصراحت یا باقتضاء یا باشارت یا قیاس بقول نص کریمہ

بقولہ سبحانہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ ولا مرطب ولا یابس الا فی امام مبین ۵ ای ما ھو مقصود فی الباب او قیاسا والقیاس علی الحسن حسن فوقع فی ضمن الاکمال ما سیق و لحق من الرضاء ووقع الاکمال حتی القیاس فی الرضاء علی الاحادیث الشریفۃ المرویۃ ۔ فالضلالۃ ھی الفساد فی الدین فھی بدعۃ وما وجدت فی الاصول الاربعۃ المسلمۃ فالاصل شئ اذکرہ صلعم علی الکیفیۃ المروجۃ ثم من حیث اجماع الصلحاء علی استنباط القیاس لقولہ صلعم ظاھر فمنکر الاجماع الذی صح وان قیل کل للتاکید والحصر معناہ کل ما احدث مبتدعا فی الدین فھو بدعۃ سیئۃ فیقابلہ کل ما احدثہ مصلحا فی الدین فھو حسنۃ

ترجمہ بقول او سبحانہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہ در سورۂ مائدہ برکوع اول است ۔ یعنی امروز برای شما دین شما کامل نمودم و تمام کردم بر شما نعمت من و پسندیدم برای شما اسلام را از روی دین ۔ و کریمہ لا رطب ولا یابس الا فی امام مبین ۵ کہ در سورۂ انعام برکوع ہفتم است ۔ یعنی نیست تر و نہ خشک مگر در امام مبین یعنی در لوح محفوظ است ۔ یعنی آنچہ کہ او مقصود دریں باب است ۔ یا بطور قیاس برآید ۔ و قیاس بر حسن حسن است پس ثابت شد قیاس در ضمن اکمال کہ او تمام کردن دین است یعنی قیاس در ضمن اکمال دین در آمد و آنچہ کہ سابق شد و لاحق آمد از رضاء و واقع شد اکمال تا قیاس کہ در رضاء است بر احادیث شریفہ مرویہ ۔ مراد آنکہ حسن آنست کہ او در کتاب و سنت است خواہ بلفظہ از و یافتہ شود خواہ بمقتضا و یا باشارت بقول او سبحانہ کہ اکمال دین بر آنشما و اتمام نعمت بر شما امروز کہ زمان ایں نبی امی است پسندیدم و پسندیدم برائے شما انقیاد را برای اکمال دین و اتمام نعمت خود کہ رضائے من است ۔ پس فرمودہ شریفہ حضور صلعم کہ او نعمت خدا است یعنی اسلام و اکمال دین او دریں کریمہ کتاب شارتاً یافتہ شد ۔ و آنچہ کہ او مقصود است دریں باب است کہ ہم مطلب و یا یابس دریں کتاب است و ہر چہ ہست یا حصار است دریں امام مبین کہ لوح محفوظ است پس اشارت یا حصار مقصود ہم دریں باب است یا بطور قیاس برآید و آں نیز کہ قیاس کہ حسن حسن است پس قیاس در ضمن اکمال دین واقع شدہ چہ قیاس او آنچہ کہ سابق آمد و لاحق شد از رضائے حق است برائے اکمال دین ۔ و اکمال تا قیاس واقع شد چہ قیاس کہ در رضائے حق است بر احادیث شریفہ مرویہ در تحت حسن است پس قیاس ہر حسن است در ضمن اکمال دین از رضاء ۔ و اکمال تا قیاس است کہ در رضاء است بر احادیث شریفہ ۔ پس ضلالت کہ او فساد است در دین پس او بدعت است کہ او در اصول اربعہ مسلمہ کہ کتاب و سنت و قیاس و اجماع است نیافتہ شد ۔ و اصلے کہ از حیثیت اجماع صلحا بر استنباط قیاس برائے ذکر او صلعم بریں حیثیت مروج است و بقول او صلعم ظاہر است ۔ پس منکر او انکار رضاء او کہ اجماع را کہ صحت یافتہ است ۔ و اگر گفتہ شود کہ لفظ کل برائے تاکید و حصر است ۔ و معنی حدیث آنکہ ہر آنچہ کہ نو آوردہ شد بطور فساد آوردہ در دین پس او بدعت سیئہ است ۔ پس مقابل او خواہد شد ۔ ہر آنچہ کہ نو آوردہ شد بطور اصلاح کنندہ در دین پس او بدعت

قیاس جزئی حسن است و در ضمن اکمال دین در رضاء و اکمال تا قیاس است در رضاء بر احادیث شریفہ مرویہ ۔

ترجمہ حدیث کہ بعد ذکر میلاد بقول او صلعم ۔

حسنۃ والاحادیث الشریفۃ المرویۃ فی بحث البدعۃ اصل لہا علی فہمہم
فیقول الحزین انما ہو فی القیاس والاجماع علی اصل الاحادیث الشریفۃ المرویۃ
علی قولہ ش ای الحزین م ولم یقل صلعم بدعۃ حسنۃ بل قال صلعم
سنۃ حسنۃ وما رآہ المسلمون حسنا فیحصل من القول ما لیس بمفسد فی
الدین لیس ببدعۃ بل حسن فی حد ذاتہ وان کان تعامل الصالحین الخ وما رآہ
المسلمون الخ وما مثلہ بدعۃ حسنۃ وما خذ قولہم العام مخصوص البعض
بعارض بالصد کل بدعۃ ضلالۃ لتعارض بالصد التخصیص بالحسنۃ مضا
عموم الضلالۃ الذی لا یزیلہ التخصیص ش فلا یسع التاویل فلزم
التساقط م فہذا ما ہو المذکور ش ای تسمیۃ ما لیس بمفسد بالبدعۃ
الحسنۃ مساہمت اللفظ مجازا علی ما لم یوجد عندہم فی الکتاب والسنۃ
صراحۃ واقتضاء ام وما وقع فی المنام للتقاتی دلیل الی صحۃ العمل حسنا
من اصل الذی فی المنام وانہ ش ای الحزین م اخذ بہ لنفسہ علیہ الامر

بقیہ لفظ نوٹ

حسنہ ہم حسنہ است۔ واحادیث شریفہ کہ در بحث بدعت روایت کردہ شد اصل اند برای بدعت حسنہ بر قول شاں۔
پس خواہد گفت ایں حزیں کہ او کہ در قیاس و اجماع بر اصل احادیث شریفہ مرویہ است جزایں نیست کہ بر قول ایں حزین
است۔ کہ نہ گفت او صلعم بدعۃ حسنہ بلکہ فرمود صلعم سنۃ حسنہ۔ و آنچہ کہ مسلمانان او را حسن دیدند۔ پس بجز
سنت حسنہ و حسن چیزی از لفظ بدعت نفہمود۔ پس ازیں قول حاصل میشود آنچہ کہ نیست مفسد در دین۔ بدعت
نیست۔ بلکہ در حد خود حسن است۔ و اگر تقاتل الصالحین الخ و ما رآہ المسلمون الخ و آنچہ مثل ایں ہر دو حدیث
بدعت حسنہ ہست۔ و ماخذ قول شاں ہست العام مخصوص البعض یعنی ایں عام مخصوص البعض است کہ بعض از و خاص
کردہ شدہ است۔ پس ایں ہمہ قول و دعوی حدیث کل بدعۃ ضلالۃ را معارض بصد خواہد شد۔ از بنکہ تخصیص بالحسنہ
عموم ضلالۃ را معارض بصد است چنانکہ آں عموم را ایں تخصیص زائل نمیکند۔ پس تاویل در و نمی گنجد پس تساقط لازم آمد
پس ایں آنچیز است کہ او ذکر کردہ شد۔ یعنی آنچہ کہ مفسد نیست بدعت حسنہ نام نہادن مساہمت لفظ است از روئے مجاز بر
آنچہ کہ نزد شاں در کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضاء یافتہ نشد۔ و آنچہ واقع شدہ در خوابہا بر التقات دلیل است او سوئے صحت عمل
او بر عمل حسن است از اصل آنکہ کہ او در خوابہا است یعنی اصل بریں صحت عمل کہ حسن است آں حدیثی است از و صلعم کہ بندہ
بجواب فرمود۔ و ہر آئینہ ایں حزیں بر آنچہ کہ او در عرش بخواب است بر التقاتی خود باو دلیل گرفتہ و آخذ است بر آں بجز خود باو امر کنندہ

نوٹ: التقات ہم دلیل صحت عمل و ایں ہست بیان تقاتی
اور ایستادہ بخواب دیدن و عمل بآں بحضرت مصنف رح
بقول الحزین ہم بیان صحت عمل بآں ہست

وانه ش ای الحزین مرة النبی صلعم فی المنام فی لیلة من الشهر الربیع الاول جاء صلعم فی دار امرة وهی تحتفل لذکر میلاد صلعم فعرض لها یارسول الله صلعم فقال صلعم من طلبنی جئته فالکلام الشریف عام ولکن یفهم به فی الوقت من احتفل لذکری کانه طلبنی وله ش ای الحزین م علی صحة الروایة من عالم المثال والعمل بها دلیل یا ایها العارف ان رایته صلعم فقد رایته صلعم حقا وان لم تعرفه صلعم فیا اسفا علیک ✦ وقوله سبحانه فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا ه دلیل علی الصحة امره صلعم لنا من عالم المثال ان کنا نعرفه صلعم والعمل به ش ای بامره صلعم ایضا والا فالرد عبث والخیریة والحسن مجهول فاعلم ان لفظ الحدیث فی المنام لا یبطله

ترجمہ و ہر آئینہ ایں حزیں نبی صلعم را در شبے از ماہ ربیع الاول بخواب دید کہ او صلعم بخانۂ زنے بیامد کہ برائے ذکر میلاد نبی صلعم او محفل می کرد پس عرض نمود ایں حزیں چرا یا رسول اللہ یعنی تشریف آوری حضور بچہ سبب است - پس فرمود صلعم من طلبنی جئته یعنی ہر کہ مرا خواند بیامدم او را - پس ایں کلام شریف عام است ولیکن بالوقت میشود کہ دریں وقت است یعنی وقت محفل میلاد - مراد آنکہ - ہر کہ برائے ذکر من محفل ساخت گویا او مرا طلب کرد - و ایں حزیں را دلیل است بر صحت روایت کہ از عالم مثال است و عمل بآں روایت کہ عنقریب گفتہ می شود - اے او کہ عارف است اگر تو صلعم را دیدی پس تحقیق راست دیدی تو صلعم را و اگر نشناختی او صلعم را پس اے افسوس بر تو ✦ و قول او سبحانہ کہ در سورۂ نساء بر کوع ہشتم آمدہ فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا یعنی پس اگر شما در چیزے باہم خصومت نمودید پس باز گردانید او را سوئے خدا و رسول اگر شما ہستید کہ گردیدہ اید بخدا و روز آخرت یعنی اگر شما بخدا و روز آخرت ایمان آوردہ اید - کہ ایں از روئے تاویل بہتر و نکوتر است - دلیل است بر صحت امر او صلعم برائے ما از عالم مثال اگر ہستیم کہ شناسیم ما او را صلعم ✦ و دلیل است ہم برائے ما بر عمل بامر او صلعم ورنہ پس ایں رد یعنی باز گردانیدن بسوئے خدا و رسول عبث است و خیریت و حسن یعنی خوبی و نکوئی مجہول ✦ پس بدانکہ لفظ حدیث کہ در منام منصور اشارہ فرمود صلعم لا یبطله اے بگوید را کہ عمل مولد باطل نہ کند

روایت وصف دارد ان او صلعم برائے ما آمدن او صلعم برائے ما در دنیا حضرت

میلاد شریف و در بیداری او صلعم را دیدن

امر او صلعم بعمل مولد حجت قوی است

و دلیل قوی بر عمل مولد کردنی است

نہی عن ابطال عمل الذی تقدم النہی وھو ثبوت متقدم والنہی یشیر الی وجوب ما عمل فیقول الکریم ذکر ولادتہ صلعم بعد اداء الفرض المطلق مستحب فمن لزمہ طائعا فعلیہ ان لا یبطلہ ویؤیدہ قولہ سبحانہ لا تبطلوا اعمالکم الایہ۔ فالاختیار بعد الاختیار لازم ویظن ما امر بہ صلعم لتسہیلہ للضعفاء برافتہ صلعم ولو امر لوجب فاعلم ان معرفۃ شخصہ صلعم فریضۃ والمعرفۃ بالوصف المانع المطلق فلما عرف بوصف ادّاھا فما بعدھا علی حالہ فمبدأ المعرفۃ من شخصہ ای ھو ھو صلعم فی عالم الشہود من ولادتہ تشخص شخصہ وبانہ صلعم بالاولویۃ والتوسع زمانا ومکانا للمستعرف فاداء الفرض المطلق اولی بالاولی فلیس ترکہ الا ترک الاولویۃ

ترجمہ۔ ایں نہی از ابطال عملی است کہ نہی را مقدم آمدہ۔ و او ثبوت متقدم است۔ و نہی اشارہ میکند بوجوب چیزے کہ عمل کرد۔ یعنی ایں نہی کہ در خواب صلحا واست از و صلعم ایں منع است از گذاشتن عمل نہ از عمل کہ پیش از منع بعمل آمدہ پس ابطال عمل ثبوت متقدم شدہ ازاں نہی کہ منع است بر ترتب اثر ثبوت ذہنی گذاشتن عمل و ایں منع گذاشتن عمل اشارت میکند سوئے وجوب انچہ کہ بعمل آمد یعنی وجوب عمل مولد و برقرار داشتن او۔ پس میگوید ایں حوئیں کہ ذکر ولادت او صلعم بعد ادائے فرض مطلق مستحب است۔ پس ہر کہ لازم گرفت او را در حالیکہ فرمانبردار است رسجا آورندۂ امر پس لازم است بر وکہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد۔ و تائید میکند او را قول او سبحانہ کہ در سورۂ محمد رکوع چہارم است لا تبطلوا اعمالکم الآیہ یعنی شما اعمال خود ہا باطل نکنید۔ پس اختیار بعد اختیار لازم است۔ و گمان میشود کہ ہر آئینہ حضور صلعم بنا بر تسہیل او برائے ضعفائے امت برافت خود او را امر نفرمود۔ و اگر امر فرمودے ہر آئینہ واجب شدی۔ پس بدانکہ معرفت شخص او صلعم فریضہ است۔ و معرفت می شود بوصف کہ مانع مطلق باشد پس ہرگاہ شناخت بوصف بگزارد آں فریضہ را پس انچہ بعد فریضہ است بر حال خود است۔ پس مبدء معرفت شخص او صلعم ای چنانکہ او او است در عالم شہود از ولادت او نست کہ ایں ولادت مشخص میکند شخص او را۔ ہمچناں معرفت او صلعم بپیدا شدن او است صلعم باولویت و توسع از روئے زمان و مکان برائے ہر مستعرف یعنی خواہندۂ شناخت۔ ای ابتدائے معرفت شخص او صلعم در عالم شہود از ولادت شریف است کہ شخص او را مشخص میکند و بہ پیدا شدن او است صلعم ایں معرفت بسبب اولویت۔ کہ بر ولادتش و پیدا شدنش صلعم بود و بسبب توسع است برائے ہر خواہندۂ معرفت در ہر زمان و مکان پس ہر خواہندۂ معرفت ایں معرفت شخص او صلعم کہ باولویت و توسع است بزمان و مکان بالعموم ہمیں قدر بس است و بالخصوص بعد ازیں خواص را بتدریج تخصیص است پس ادائے فرض مطلق باولی اولی است۔ و نیست ترک او مگر ترک اولویت

ذکر ولادت شریف بعد ادائے فرض مطلق مستحب است

ہر کہ او را لازم گرفت فرمانبردار است و ہر کہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد

معرفت شخص او صلعم فریضہ است

و او بذکر ولادت و پیدائش حاصل شود

وعدم تقید الزمان علی معنی مصدر وتقید الزمان علی معنی مضارع یفید
الاستمرار وباعث التوقیر رسالۃ وھی موبدۃ واین الدلیل علی عدم توقیت
لتؤمنوا وتوقیت تعزروہ وتوقروہ خصوصا ۔ واعلم ان خلاف التوقیر
یلزم کفرا للاستخفاف بخلاف التقریر ش ای خلاف التقریر لا یلزم کفرا
لعدم الاستخفاف م ولما ثبت تعظیمہ صلعم فی وقت حضورہ صلعم فما ھو
بمنوع فی غیر وقت حضورہ صلعم الا تعلم ان لا یرفع الصوت فی مسجد النبی صلعم
رای لان علی تزول یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایۃ
وھو موقت فما ھو فرض موقت فی حضورہ صلعم فی عالم الشھود مستحب
فی غیبۃ صلعم من عالم الشھود وحضورہ صلعم من عالم البرزخ علی انہ صلعم
حی وسمیع وبصیر وعلیم مع توسع صفاتہ عادتا واعجازا الان کما کان صلعم

ترجمہ از آنکہ بنا بر عطف مذکور ایں لفظ توقروہ کہ بر معنی مصدر است کہ در وقید زمان نیست ۔ وبر بنائے
اصل معنی مضارع ایں لفظ برائے معنی استمرار مفید است ۔ وباعث ایں توقیر موصوف رسالت بودہ است
کہ او مؤبد است ۔ وکجا است دلیلی بر نبودن توقیت لتؤمنوا وبر توقیت تعزروہ وتوقروہ از روئے
خصوص ۔ یعنی دلیلی نیست بریں کہ لتؤمنوا را تقیید زمان نباشد تا در ہر زمان بر وصلعم ایمان آوردہ شود ۔
وتعزروہ وتوقروہ مخصوص بتقیید زمان باشد تا تعظیم وتکریم او صلعم مخصوص مقید بزمان شود حالانکہ
علت ۔ وبنائے لفظ رسالت ہمہ برائے دوام واستمرار مفید آمدہ مشیر بر او است ۔ وبدانکہ ہر آئینہ خلاف
توقیر بسبب استخفاف کفر در و لازم می شود بخلاف تقریر کہ در و کفر لازم نیاید بسبب عدم استخفاف ۔ و
ہرگاہ کہ وقت حضور او صلعم بتعظیمش ثابت است پس او در غیر وقت حضور او صلعم ممنوع نیست ۔ آیا
ندانی کہ تا الیوم در مسجد نبی صلعم آواز بلند نہ کردہ شود بر نزول ایں آیت کریمہ کہ در سورۂ حجرات است
یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ اے آنانکہ ایمان
آوردہ اید آوازہائے خود را بلند مکنید بر آواز نبی صلعم ۔ حالانکہ او موقت است ۔ پس آنچہ کہ او فرض
موقت است در حضور او صلعم در عالم شہود ۔ او مستحب است در غیب او صلعم از عالم شہود ۔ وحضور
او صلعم از عالم برزخ بر اینکہ او صلعم ہر آئینہ زندہ است وشنوندہ ۔ وبینا است وداناتا با توسع صفاتش
بطور عادت واعجاز است الآن کما کان یعنی ہنوز ہمچنان است کہ بود صلعم ۔

خلاف تعظیم و توقیر او صلعم کفر لازم نیاید بخلاف تقریر کہ در و نیست وفرض موقت

علی اخذ اصحابہ صلعم الی الان واما القیام لہ صلعم فاعلم قال سبحانہ
وقوموا للہ قانتین ہ ولیعجبک استدلالی بالقول الکریم علیک النظر الی
ذکر کیفیۃ تفسیر قولہ سبحانہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی و
قوموا للہ قانتین ہ فعلیک القبول او الجواب بانصاف فاعلم ان القیام
ان کان لتعظیمہ صلعم لوقارہ برسالتہ صلعم فانہ عبادۃ للہ سبحانہ فکان
فی حضورہ وغیبہ صلعم عبادۃ للہ سبحانہ کالتوجہ الی بیت اللہ سبحانہ
وتعظیمہ فی حضورہ وغیبہ فاللہ سبحانہ ناظر الی من عظم بینہ ورسولہ
سبحانہ صلعم ومن ورائہ ذکر المذکور فی حکم المذکور علی قولہ سبحانہ
لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ الآیۃ کما سنذکرہ لاحقا وان کان لتعظیمہ
صلعم لوقارہ لنفسہ صلعم لا لرسالتہ صلعم فانہ لیس عبادۃ للہ سبحانہ فلیس
مقصودا لکنہ من الاخلاق السنیۃ الرضیۃ ش فان کان فکان سنیا ورضیا

قیام برائے او صلعم از نقش کہ بینہ

ترجمہ ش بنابر اختیار اصحاب او صلعم تا اینجا - ولیکن قیام برای او صلعم پس بدانکہ فرمود سبحانہ و
قوموا للہ قانتین ہ در سورۂ بقر کوع سی ویکم - یعنی و برخیزید برائے خدا تا بعداری کنندہ - در
ہر آئینہ ترا دلیل گرفتن من بایں قول کریم عجب خواہد افگند - پس بر تو لازم است نظر کردن بسوی
ذکر کیفیت تفسیر قول او سبحانہ کہ در سورۂ بقر است در کوع سی ویکم حافظوا علی الصلوات و
الصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین ہ یعنی حفاظت کنید بر نمازہا و نماز میانہ و برخیزید برائے
خدا تا بعداری کنندہ - پس لازم شود بر تو پذیرفتن یا جواب با نصاف - پس بدانکہ ہر آئینہ قیام اگر است
برای تعظیم او صلعم بنابر وقار او بر رسالت او صلعم پس ہر آئینہ او عبادت است برای خدای سبحانہ پس
باشد در حضور او و غیب او صلعم بطور عبادت برای حق سبحانہ چون توجہ سوی بیت اللہ سبحانہ و تعظیم او
در حضورش و غیبش - پس خدای سبحانہ ناظر است سوی کسی کہ تعظیم کرد خانۂ او و رسول او سبحانہ او
صلعم و از ورای او آنچہ ذکر مذکور در حکم مذکور است بر قول او سبحانہ کہ در سورۂ حجرات است لا تقدموا
بین یدی اللہ ورسولہ الآیۃ چنانچہ عنقریب بیان خواہیم کرد او را لاحق - و اگر ہست قیام برای
تعظیم او صلعم بنابر وقار او برای نفس او صلعم نہ برای رسالۃ او صلعم پس ہر آئینہ او نیست عبادۃ برای خدای سبحانہ
پس نیست مقصود - لاکن ہست از اخلاق سنیہ رضیہ یعنی بلند پایہ و دین و پسندیدہ پس اگر ہست مقصود پس ہست از اخلاق سنیہ

وفقنا لما تحبه وترضاه م والقيام لله سبحانه عبادة لله سبحنه
كما في الصلوة فقام له صلعم اصحابه صلعم كما في المشكوة عن ابي هريرة رضي الله
عنه قال كان رسول الله صلعم يجلس معنا في المسجد ويحدثنا فاذا قام قمنا
قياما حتى نراه قد دخل بعض بيوت ازواجه * وقامت فاطمة له صلعم كما
في المشكوة عن عائشة رض قالت ما رايت احدا كان اشبه سمتا وهديا ودلا
في رواية حديثا وكلاما برسول الله صلعم من فاطمة كانت اذا دخلت عليه
قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها في مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت
اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته في مجلسها * وما هو برواية في المشكوة عن
انس رض قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلعم وكانوا اذا رأوه لم
يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك * لا يدل الى ان لا يجوز القيام بل يدل

ترجمه اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه خدايا ما را توفيق ده براى چيزے كه تو او را دوست دارى و
او را پسند مى كنى - وقيام براى خداى سبحانه عبادت است براى خداى سبحانه چنانچه در نماز - پس قيام كرده براے
او صلعم اصحاب او صلعم چنانچه در مشكوة است از ابى هريره رضى الله عنه - گفت كه رسول خدا صلى الله
عليه وسلم امامى نشستند در مسجد و با حديث مى كردند پس هرگاه كه برمى خاستند او صلعم برمى خاستيم
از پى وى قيام تا آنكه مى ديديم كه در آمد بعض خانهٔ ازواج خود را - و قيام كرده فاطمه رضى الله عنها براى
او صلى الله عليه وسلم چنانچه در مشكوة است از عائشه رضى الله عنها گفت كه نديدم
كسے را كه باشد مانند تر از روى روش و سيرت و سكينت و وقار در هيئت و شكل و شمائل
وغيره - و در رواية است از روى حديث و كلام برسول خدا صلعم از فاطمه رضى الله عنها -
هرگاه كه او در نزد آمدے او را صلى الله عليه وسلم قيام مى كرد صلى الله عليه وسلم بسوى او و مى گرفت
دستش وى را و مى بوسيد او را و وى نشاند او را در نشست خود و هرگاه كه او صلى الله عليه وسلم در مى آمد بر او
رضى الله عنها برمى خاست رضا مندى او صلى الله عليه وسلم و مى گرفت دست او صلى الله عليه وسلم و
مى بوسيد او را و وى نشاند صلعم را در نشست خود بود آنچه او روايتى در مشكوة است از انس رضى الله عنه كه
گفت نبود شخصے محبوب تر الشان را از رسول خدا صلعم حالانكه چون مى ديدند او را برنمى خاستند از انكه
مى دانستند اين را از كراهت او صلعم - ازين دلالت نمى شود بسوے آنكه قيام جائز نباشد بلكه دلالت شود

الی جواز ہ بلفظ من کراھیتہ صلعم لذلک ولکن لم یقولوا بعض وجہ کراھتہ صلعم لذلک فھو یذکرہ وانکرہ
قیامھم لہ صلعم فاللہ سبحانہ اعلم بہ لا للکراھۃ المطلقۃ لانھا معارضۃ
للثابت المذکور ش بحدیث قیام اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم وقیامہ صلعم لھم
وما ھو بروایتہ فی المشکوٰۃ عن ابی امامۃ رض قال خرج رسول اللہ صلعم متکئا
علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا۔ فالنھی
مخصوص فی تشبیہ کیفیۃ القیام لتحصیل اعراض الدنیا ولا امکان فی نفس القیام فلا
حاجۃ فی منعہ الی التشبیہ فما کان لتحصیل ثواب الاخرۃ لیس فی النھی وما ھو
الثابت المذکور ش ای نفس القیام بحدیث قیام اصحابہ وفاطمۃ لہ صلعم و
قیامہ صلعم لھا رض ھم والنھی ش الالف واللام للجنس م بأول یوجہ عقابلۃ
الثابت لا الثابت بمقابلتہ کما یأول قولہ صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی
فرجع الکلام الی الثابت فما ھو ممنوع فی غیر وقت حضورہ صلعم لتعظیمہ لہ صلعم

ترجمہ۔ سوئے جوازش بالفاظی کہ گفت از کراہت او صلعم این را۔ ولیکن صحابہ کہ برمی خاستند برای او صلعم بعض وجہ کراہت او است صلعم این قیام را کہ آں وجہ ذکر نہ کردہ شدہ۔ یا وجہ کراہت قیام شاں ست او را صلعم۔ پس خدائی سبحانہ داناتر است باو۔ نہ بسبب کراہت مطلقہ از انکہ او معارض ست مذکور را کہ بحدیث قیام اصحاب او و فاطمہ رض ابرائے او صلعم۔ وقیام او صلعم برائے فاطمہ رض ثابت ست۔ وآنچہ او بروایتے در مشکوٰۃ ست از ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔ گفت برآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کردہ بر عصا پس برخاستیم او را پس فرمود قیام مکنید چنانچہ قیام کردند عجمیاں کہ بزرگ دارند بعض شاں بعض را۔ پس این نہی مخصوص است در تشبیہ کیفیت قیام برائے حاصل کردن اعراض از دنیا ودر نہ پس این نہی در نفس قیام بود۔ ودر ینصورت حاجت نیست در منعش بسوئے تشبیہ۔ پس آنچہ کہ ہست برائے تحصیل ثواب آخرت در نہی نیست حالانکہ او ثابت ست کہ مذکور شدہ یعنی نفس قیام بحدیث قیام اصحابش وفاطمہ رض برائے او صلعم۔ وقیامش صلعم برائے او رض۔ ونہی تاویل کردہ شود بمقابلہ ثابت بوجہے نہ ثابت بمقابلہ او چنانچہ تاویل کردہ شود قول او صلعم کہ لا تفضلونی علی یونس ابن متی یعنی نہ گرامی دارید مرا بر یونس پسر متی۔ پس این کلام کہ در نہی قیام ست بگردد سوئے ثابت۔ پس ممنوع او در غیر وقت حضور او صلعم برائے تعظیم او صلعم۔

بما هو ثابت من اخذ صلحاء امته صلعم وترکه بالکسل حرمان من ثواب
الصواب والاعراض عنه بلا حجة یلزم الاستخفاف وهو کفر واما السکوت
عما یلیق فی مجلس ذکره صلعم فعلی نزول یا ایها الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی
الله ورسوله واتقوا الله ط فیمنه ش ای من ما هو بممنوع فی غیر وقت حضوره
صلعم تعظیما له صلعم کما هو ثابت من اخذ صلحاء امته صلعم م وهم بنا
الذکر بمعنی المذکور علی تابید النهی ش وعلیك النظر فی معنی الایة وما
سبق الی ذکر کیفیة النبی صلعم * وقال ابراهیم النخعی واجب علی کل مومن
(ای الایات ۱۲)
متی ذکر او ذکر عنده ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکته وباخذ
من هیبته واجلاله بما کان یاخذ نفسه لو کان بین یدیه ویتادب بما ادبنا الله
به انتهی فاذا قبل قوموا لتعظیمه صلعم وقامت الجماعة لتعظیمه صلعم

ترجمہ۔ چنانچہ او از اختیار صلحائے اُمت او صلعم ثابت شد۔ پس ترکش از سستی حرمان است از مزد صواب۔ واز ورو گردانیدن بلا حجت و دلیل استخفاف لازم کند و او کفر است۔ و لیکن سکوت یعنی خاموش ماندن از انچہ کہ نزید در مجلس ذکر او صلعم پس بر بنای نزول این آیت کریمہ است یا ایها الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله ط کہ در سورۂ حجرات است۔ یعنی ای آنانکہ ایمان آوردید پیشی مکنید پیش خدا و رسول او و بترسید خدا را۔ پس او است یعنی از انچہ کہ او ممنوع نیست در غیر وقت حضور او صلعم برای تعظیم او صلعم چنانچہ او ثابت شدہ از اختیار صلحای امت او صلعم پس انجا ذکر بمعنی مذکور است بنا بر تابید نہی یعنی باین نہی از منع تقدیم یعنی پیشی نمودن کہ در این آیت است مؤبد است پس در ہر وقت مجلس حضور و غیر حضور پیشی کردن و آواز بلند نمودن بنا بر تعظیم او صلعم ممنوع آمد و سکوت لازم لہذا ہر چہ از تعظیم و ادب و سکوت و وقار و اخلاص برای تعظیم او صلعم کردہ آید ہمہ درست آمد و از صلحای امت عمل بر وی ثابت گردید۔ و در معنی این آیت کریمہ و آیاتی کہ در ذکر کیفیۃ تعظیم النبی صلعم کہ سابق مذکور آمد بر تو نظر و فکر کردن ضروری است باید کہ لازم گیری بر خود نگریستن در آن۔ و گفت ابراہیم نخعی کہ ہر مومن را واجب است وقتی کہ او ذکر شریف صلعم کند یا نزد وی ذکر شریف صلعم کردہ شود اینکہ با خضوع و خشوع باشد یعنی فروتنی کند۔ و بہ ہیبت و وقار بنشیند و از حرکت خود ساکن باشد۔ و از ہیبت و اجلال او صلعم بر آن قدر کہ اگر پیش او صلعم بودے نفس خود را گرفتے نگہ دارندہ باشد۔ و ادب کند بآنچہ خدای برتر ما را ادب آموختہ است انتہی۔ پس ہر گاہ کہ گفتہ شود برخیزید برائے تعظیم او صلعم و ہمہ جماعت برائے تعظیم او صلعم برخاست

سکوت وقار وغیرہ طریق تعظیم مجلس ذکر صلعم
بجا آوردن تمام است بنص کریمہ و جب

ولو فی غیر وقت حضورہ صلعم فلا یقضی الایمان بہ صلعم وتعظیمہ صلعم لمؤمن ان لا یقوم فمن ترکہ کاسلا او معرضا فقد ذکر حکمہ اعوذ باللہ سبحانہ من السوء وقال عثمان بن حسن الشافعی قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ * انتہی وقال عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ صلعم عند قرءۃ المولد الشریف فتوارثہ الائمۃ الاعلام من غیر نکیر ولھذا کان مستحسنا ویکفی فیہ اثر عبد اللہ بن مسعود رض ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن * انتہی ولما کان توارث عامۃ المسلمین علی غیر مفسد فی الشرع معتبرا عند الفقہاء کما ذکر فی کتب الفقہ من الھدایۃ وغیرھا فکیف کان توارث العلماء الصلحاء علی حسن فی الشرع غیر معتبر فتقیید الیوم والشھر لذلک الذکر باجتماع الناس والتعظیم للذاکر تعظیما لذکر المذکور المعظم اولی

ترجمہ اگرچہ در غیر وقت حضور او صلعم است۔ پس نمیخواہد ایمان باو صلعم و تعظیم او صلعم برائے مومن کہ بر پا نشود و قیام نکند۔ پس ہر کہ از روی سستی یا بطور اعراض ورد گردانیدن او را ترک کرد پس حکمش را آیۂ ذکر کردہ شدہ پناہ میخواہم بخدائی پاک از بدیہائی نفس۔ و گفت عثمان بن حسن شافعی کہ امت محمدیہ از اہل سنت و جماعۃ بتحقیق مجتمع شدہ است بر استحسان قیام مذکور یعنی بر نیکو داشتن او و ہمیں اجماع امت است بر او۔ و فرمود صلعم کہ امت من بر ضلالۃ جمع نخواہد شد۔ پس ہر چگونہ ممنوع آمد و گفتہ شود کہ منع است۔ تمام شد۔ و گفت عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج لیکن قیام وقتیکہ بیاید ذکر ولادت او صلعم وقت خواندن مولد شریف پس آئمہ اعلام او را بغیر انکار و نکیر خود کردہ اند و عمل نمودند و ہمیں توارث است۔ و ازیں است کہ مستحسن شد۔ و کافی شود در و اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی آنچہ او را مسلمانان نیکو دیدند پس او نزد خدا نیک است * انتہی۔ و ہر گاہ کہ توارث عامۂ مسلمین بوچیزے کہ در شرع غیر مفسد است یعنی از و در دین فساد نیاید معتبر است نزد فقہاء چنانکہ در کتب فقہ از ہدایہ و غیرہا مذکور است پس توارث علماء کہ صلحاء اند بر حسنے کہ در شرع است چگونہ معتبر نشود۔ پس تقیید یعنی قید نہادن روز و ماہ برائے ایں ذکر بجمع آوردن آدمیان و تعظیم او کہ سبب تعظیم ذاکر شود ذکر معظم اولی است

تقیید الیوم والشہر لذلک الذکر وتعظیم الذاکر

توارث و اجماع بر استحسان

قیام بعض حدیث *

بیان تقیید یوم و ماہ بذکر و تعظیم ذاکر و قیاس برادو برکت ذکر و ذاکر بر رفع گناہ * *

فالاشارۃ الی تقیید الیوم من تقیید صوم یوم الاثنین والقیاس علیہ علی یوم عاشوراء وللاجتماع بالطلب وفضیلۃ من الجماعۃ فی الصلوٰۃ بالاذان وقولہ صلعم یداللہ علی الجماعۃ وفی النزھۃ جاء فی الخبر ان العبد یاتی الی مجلس الذکر بذنوب کالجبال فیقوم من المجلس ولیس علیہ شیء فذلک سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روضۃ من ریاض الجنۃ ۔ وللتعظیم والترفیع لذکرہ صلعم من الخطیب فی الجمعۃ والعیدین بذکر اللہ تعالیٰ ورسولہ تعالیٰ وآلہ واصحابہ واتباعہ صلعم والسلطان المقسط ومن نصبہ صلعم منبرا فی المسجد لحسان رض وھو ذاکر فخرہ صلعم قائما علیہ کما فی المشکوٰۃ فثبت حسن الترفیع والقیام تعظیما فی حالۃ ذکر المعظم عموما وکذا الذکر ھو عام الاوقات فی حدہ کما اذکر ففی وقت المعین بالوجہ الحسن احسن فان لم یعین فکان العمل

ترجمہ ۔ پس اشارت سوئے تقیید روز از تقیید روز بہ یوم دوشنبہ است ۔ وقیاس ایں تقیید بر یوم عاشورا است ۔ وبرائے گرد آوردن بطلب وبرائے فضیلت اجتماع قیاس از جماعۃ است کہ در نماز باذان است یعنی برائے ذکر شریف مردان را طلب کردہ بشنیدن ذکر شریف جمع آوردن وفضیلت ایں اجتماع مجلس بر قیاس فضیلت نماز باجماعۃ است وباذان ۔ وبقولش صلعم کہ دست خدا بر جماعۃ است ۔ وایں در مشکوٰۃ است ودر کتاب نزہۃ است کہ در خبر آمدہ کہ آنکہ بندہ سوئے مجلس ذکری آید گناہانش ہمچو کوہہا در کثرت وگرانی پس از مجلس برخیزد در حالت کہ بر وے چیزی نیست یعنی از برکت ذکر وذاکرین بر وے ہیچ گناہ نماند وپس از گرانی سبک برخیزد ۔ پس بنا برین نبی صلعم او را نام نہادہ کہ روضۃ من ریاض الجنۃ باغہائے جنت ۔ وقیاس برائے تعظیم وترفیع برائے ذاکر او صلعم یعنی ذاکر ذکر شریف را گرامی داشتن وبلند نشاندن قیاس او از خطبہ خواندن در جمعہ وعیدین است بذکر خدائے برتر ورسول او تعالیٰ ۔ وبذکر آل واصحاب وپیروان او صلعم ۔ وبذکر سلطان عادل ۔ واز منبر نہادن او صلعم است در مسجد شریف برائے حسان رضی اللہ عنہ کہ او ایستادہ بر وذکر فخر وبزرگی او صلعم میکرد چنانچہ در مشکوٰۃ است پس حسن ذاتی ترفیع وقیام یعنی بلند نمودن وبر خاستن کہ بطور تعظیم است در حالت ذکر معظم بالعموم ثابت شد ۔ وہمچنیں ذکر کہ او در حد ذاتہ عام الاوقات است یعنی برائے ذکر در ذکر کردن وقتی معین نیست بلکہ شامل ہمہ اوقات ہست چنانچہ ذکر کردہ شد در تفسیر کبیر کہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ پس در وقت معین بوجہ نیکو باشد ذکر کردن حسن ونیکوتر بود ۔ واگر معین نکردہ شود پس عمل باو دشوار شود ۔

تکلیفاً لا یطاق او الترک به لفوتاً لا یلاق وهذا دلیل آخر الی القیام المعمول والذکر المشغول ومثلاً انما خلق الجن والانس للعبادات العامة فی کل وقت والصلوٰة افضل العبادات مع ذلک تعینت فی الاوقات الخمسة فان ادیت بشروط مصححة تکفی لکل وقت من اللیل والنهار لنیل الحسنات واذهاب السیئات فاعلم ان ذکر ولادته صلعم ههنا مقصود للفرح والسرور به صلعم وبشکر الله تعالیٰ علی ان بعث الینا رسولاً رحمة للعلمین شفیعاً للمذنبین وللبرکت فی الایمان بذکر اعجازه صلعم وانزول رحمة الرحمٰن به صلعم فی الدنیا والاخرة وما هو الا المشروع الثابت عبادة لله تعالیٰ یا ربی صل علی محمد نبی الرحمة وعلی اٰله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به ای ربنا من رحمتک بفرستی بر محمد صلعم که نبی رحمت است و بر آل او چنانکه دوست میداری او را و خوشنود میشوی او را و شفیع کن او را در میان مایان و رحمت کن ما را باو - پس ای قاصر آیا تو بخود نمی بینی بسرور و شادی بسیر خود آنکه ممکن باشد که در آئینه او نقصان بسان دگر بنده تراشود - نمی بینی بابی لهب بر واسطه صلب او سرور پیدایش نبی صلعم او را - پس چگونه شاد نشوی باو صلعم حالانکه او شفیع تو نیست تو

ترجمہ ۔۔۔ و تکلیفی بیارد که لا یطاق باشد یعنی تحمل تکلیف او از طاقت بیرون شود - یا از بے یقین وقت بترک او عادت بر دکه این فوت کردنش لا یلاق باشد یعنی بعبادت ترک فوت عمل زشت این لایق نباشد - و این دلیل دیگر است سوی قیام معمول و ذکر مشغول - و مثلاً جز این نیست که جن و انس خلق شده است برای عبادت عامه در هر وقت و نماز افضل عبادات است با وجود این در پنج وقت معین شد - پس اگر بشروطی که صحت کننده اند ادا شود کافی خواهد شد برای هر وقت از شب و روز برای حصول حسنات و بردن سیئات - پس بدانکه هر آئینه ذکر ولادت او صلعم که اینجا مقصود است برای فرحت و شادی باو صلعم و بشکر خدائی بر نعمت است بر اینکه فرستاد سوی ما رسول را که رحمت عالمیان است و شفیع گنهگاران - و برای برکت در ایمان بذکر اعجاز او صلعم - و برای نزول رحمت رحمان بر او صلعم در دنیا و آخرت و نیست او مگر مشروع که ثابت است از روی عبادة برای خدائی بر تو یا رب صل علی محمد نبی الرحمة وعلی اٰله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به ای ربنا من رحمتک بفرستی بر محمد صلعم که نبی رحمت است و بر آل او چنانکه دوست میداری او را و خوشنود میشوی او را و شفیع کن او را در میان مایان و رحمت کن ما را باو - پس ای قاصر آیا تو بخود نمی بینی بسرور و شادی بسیر خود آنکه ممکن باشد که در آئینه او نقصان بسان دگر بنده تراشود - نمی بینی بابی لهب بر واسطه صلب او سرور پیدایش نبی صلعم او را - پس چگونه شاد نشوی باو صلعم حالانکه او شفیع تو نیست تو

بیان آنکه ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول رحمت و عبادت مشروع که ثابت بنص کریمه است

علی واسطۃ القلب فکیف لا تندم وقال اللہ تعالیٰ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ہ ش من یشاء یرجع لا ستدراک معنی الآیۃ الکریمۃ الی ذکر کیفیۃ الاخلاق م ھیھات ھیھات ضاعت یا للہ ریاء ویا الاسلام دینًا ویا القرآن اماما ویا محمد نبیًا صلعم ونسیت الاخرۃ ونسیت الشفاعۃ وقلت انا مومن فیا ایھا المومن کیف قلت لا تذکر ولادۃ الرسول الشفیع الاولی بالمومنین من انفسھم وما فی الوقت من اعجازہ صلعم لانہ بدعۃ سیئۃ وانہ فرض علینا فبعد ادائہ مستحب یا ایھا المرء ای صدرک القلب ام الحجر الصلب کیف لا یخضع ولا یخشع ولا یعظم النبی الامی نبی الرحمۃ وھو خیر خلق اللہ کلھم عند ذکرہ صلعم فحق ما قال قائل رحمہ اللہ تعالیٰ شعر عند ھبوب النا شرات علی الحمی ✻ تمثل عصون البان لا الحجر الصلد ✻ فما فعلت الا جرحت قلوبنا ونسیت الجزاء

ترجمہ بر واسطہ قلب۔ پس چگونہ شرمسار نشوی کہ فرمودہ خدائی برتر در سورۂ یونس رکوع ششم قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ یعنی بفرمای حبیب من بفضل خدائی پاک کہ مشرف کردنش در دین ہمچو تست صلعم کہ جائی حصول جملہ حسنات وخیرات وبرکات کاملہ مخصوصہ است در تعامل دیگراں بغیر استحقاق۔ وبرحمت او تعالیٰ کہ حضرت رحمت عالمیان است صلعم وباین قرآن مجید۔ پس باید کہ شاد شوند یا ہمہ نوازہائے حق تعالیٰ کہ رسانید باینشاں۔ آں فرح یا ایشہ عطیات بہتر است از انچہ کہ می اندوزند از اعراض واسباب عیش دنیا وآخرت۔ ہر کہ خواہد استدراک معنی ایں آیت کریمہ را رجوع کند سوئے ذکر کیفیۃ اخلاق۔ ہیہات ہیہات تو خدائی را برب بودنش نہ پسندیدی واسلام را دین وقرآن را امام ومحمد صلعم را نبی۔ وفراموشیدی آخرۃ را۔ وفراموشیدی شفاعت را۔ وگفتی من مومنم۔ پس ای مومن چگونہ گفتی کہ ولادت رسول شفیع کہ اولی است بمومنین از نفسہائے شاں۔ وانچہ دراں وقت از اعجاز اوست صلعم ذکر نہ کردہ شود از انکہ او بدعت سیئہ است حالانکہ حالانکہ یقینی او فرض است بر ما پس ادائش مستحب۔ ای مرد آیا در سینہ ات دل است یا سنگ سخت۔ چگونہ فروتنی نخواہد کرد و ہیبت نگیرد دمزرگی نکند نبی ای را وقت ذکرش صلعم کہ نبی رحمۃ است حالانکہ او بہتر خلق خدا است از ہمہ خلق پس حق است انچہ گوینده گفت رحمۃ کند خدائی برتر او را للہ شعر ہنگام بادہائی وزیدن بہ مرغزار ✻ از شاخہائی بان چمیدنہ کہ سنگ سخت ✻ پس نکردی تو مگر زخم دادی دلہائے مارا وفراموش کردی جزا را ✻

تشبیہ ۱۲ ینقص الحزین نفسہ ولا ینفع الا من تاب وامن وعمل صالحا انتہی
ترک التعیین لایصال الثواب شہرا وسنۃ تعین لہ واختار التعمیم شہرا او
شہرا اکثر تا للثواب بالھدیۃ فیہ لانکار المتعینین قرء فی المنام یقول لہ
شیخہ من السلسلۃ المجددیۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابھا استفسرت
حالک عن رسول اللہ تعالی صلعم فقال صلعم انہ توھب توھبا قلیلا ورجع عن
طریقی رجوعا قلیلا فقط فتفکرت فی حالہ واستغفر وما فوھم وقفی قلبہ ولا
ینفعہ استغفارہ قرء فی المنام انہ دخل نعشہ فی مرقدہ صلعم وھو
صلعم فیہ وانہ فی یمینہ صلعم ووجھہ الی وجہہ صلعم وکان ظھرہ
الی الکعبۃ الشریفۃ وانہ مسرور بحالہ فخطر فی قلبہ ان یتوجہ الی الکعبۃ
الشریفۃ وان یکون ظھرہ الی صلعم ظاھرا ولکن یکون قلبہ متوجھا الیہ صلعم
فظھر الیہ صلعم وعلمہ اتبع الشریعۃ فقط فاستفسر تاویلہ عن شیخہ من
السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابھا۔ فقال صلی اللہ تعالی
اذنب او یذنب فلیستغفر ولیستغد ولا ینفعہ استغفارہ الی الان فزار قبر

ترجمہ ۔ تنبیہ ۔ این حزین نقصہ خود میکند کہ نفع ندہد مگر کسی را کہ رجوع کردہ و گریہ و عمل نیکو آورد ۔ کہ او تعیین را بگذاشت برای ایصال ثواب از روئے ماہ و سال کہ مقرر شدہ است او را و تعمیم را اختیار کرد ماہ یا ماہ ہا برائے کثرت ثواب بہدیہ در و نہ بطور انکار تعیین
پس در خواب دید کہ میگوید او را شیخ او کہ از سلسلہ مجددیہ یعنی بزرگ نسبت شدہ مجددیہ است خوشنود شد خدائے بر تو از اصحاب
شان ۔ من از رسول خدائے صلعم حال تو پرسیدم پس فرمود صلعم کہ او وہابی شدہ است بتوہب قلیل و برگشت از راہ من قدر برگشتے
پس بیازمایش در حال خود و استغفار کن ۔ و نہ فہمید او و قلبش سخت گشت و استغفارش سود مند نیامد او را ۔
باز در خواب دید کہ نعشش در مرقد او صلعم در آمد و او صلعم در او است و آنکہ در جانب راست او صلعم است و روئے او سوئے
روئے او صلعم است ۔ پس پشتش سوئے کعبہ شریف شد حالانکہ ہر آئینہ او مسرور است بحال خود پس خطرہ آمد در دلش
اینکہ بگردد سوئے کعبہ شریفہ اگرچہ پشتش بظاہر سوئے او صلعم باشد لیکن دلش سوئے او صلعم متوجہ باشد پس پشت کرد او سوئے او صلعم
و دانست او را کہ پیروی کرد او شریعت را فقط ۔ پس پرسید تاویلش از شیخ خود کہ از سلسلہ عالیہ قادریہ است خدائے بر تو خوشنود شد از
اصحاب شان ۔ پس فرمود رسلہ اللہ تعالی کہ او گناہ کردیا خواہد کرد پس باید کہ استغفار کند و بیاموزد ۔ و استغفارش تا ایندم او را فائدہ نمیکرد
پس زیارت کرد قبر

فصل اول در بیان تنبیہ برائے ہدایت

شیخ شیخ السلسلۃ المجددیۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا وجلس مراقبا
فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قہقرا فجلس مراقبا فقال رض
انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قہقرا فجلس مراقبا وما بقی الی ظہرہ مجلس فقال رض
انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع الی دارہ فاشتاق قلبہ الی خدمۃ شیخہ من
السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا فحضر وعرض ان المسئلۃ یعمل
علیہا علی ما ذکرہا فی صدر القصۃ فقال سلمہ اللہ تعالیٰ استغفر وتب لان العمل من الطریقۃ
الوہابیۃ فاستغفر وتاب فصح قلبہ لان صحۃ تامۃ بلا مشقۃ فما الذین انکروا التیمز
وہو سنۃ مستحبۃ واتلفوا حق العباد من غیر عذر فیا رب انا نعوذ بنبیک
ارسل رحمۃ للعلمین من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ
ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک ونشہد
ان محمدا عبدک ورسولک اللہم وانت حامدہ وہو محمودک فکیف احمدہ فادعوک عجزا
وافتقارا ان تصلی علیہ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ شیخ شیخ خود از سلسلۂ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا۔ ونشست بطور مراقب پس
فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس قلبش وحشت گرفت وبرخاست وباز پس آمد یک قدم ومراقب بنشست باز
گفت رض تو وہابی ہستی باز دلش وحشت گرفت وبرخاست یک قدم باز پس آمد ومراقب بنشست کہ پس پشتش جائی نشست نماند
باز فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس دلش وحشت گرفتہ برخاست وسوی خانۂ خود برگشت۔ باز دلش سوی خدمت شیخ خود
از سلسلۂ عالیۂ قادریہ است رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا مشتاق گردید وپیش آمد وہر آئینہ آں مسئلہ کہ بر وعمل میکرد ہمیں طریق کہ در صدر
قصہ اورا ذکر کردہ بیان نمود۔ پس فرمود سلمہ اللہ تعالیٰ کہ استغفار کن ورجوع کن از انکہ ایں عمل از طریقۂ وہابیہ است پس
استغفار کرد وتوبہ آورد۔ پس قلبش دراں دم صحت یافت بصحت کلی بلا تکلیف۔ پس چیست آناں را کہ انکار کردند
تمیز را حالانکہ او سنت مستحبہ است وتلف حق نمودند بندگاں را بغیر عذر۔ پس اے رب من ہر آئینہ پناہ میخواہم بتو بحق
نبی تو کہ رحمت فرستادہ شد برائے عالمیاں از بدیہائے نفسہائے ماناں واز گناہاں عملہائے ماناں۔ ہر کہ را خدا راہ نماید پس نیست گمراہ کنندہ
او ہر کہ گمراہ کند او را پس نیست او را راہ نمایندہ۔ وما گواہی میدہیم آنکہ نیست چیزے معبود بگر تو کہ یکتائی۔ نیست شریکی برائے تو۔ وگواہی میدہیم
آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ تو ورسول تست۔ خدایا وتو حامد او است واو محمود تو پس چگونہ حمد کنم او را۔ پس بعجز وافتقار میخوانم ترا کہ تو رحمت فرستی
بر او وبر آل او چنانکہ تو او را دوست داری ومی پسندی او را وشفیع گردانی او را میان ما ویا وما را رحمت کنی بوے

۲۵ ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمۃ مع مطالب اخری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم ان فی تحقیق زیارۃ القبور کانت علیّ مشقۃ لعدم تیسر اسبابہ فاضطررت الی ان یسرہ اللہ تعالی فاذا المکتوب المسمی بالدر المنظم فی اثبات القیام بجاہ القبر المکرم صلی اللہ علی صاحبہ وسلم سرنی بتیسیر مقصدی رحم اللہ تعالی لمؤلفہ وبارک فی معاشہ ومعادہ فنقلتہ بعینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود القائم علی کل نفس من الخلق ادنی واعلی۔ والصلوۃ والسلام علی سید نا محمد المخصوص بالمقام المحمود والشفاعۃ الکبری وعلی الہ واصحابہ

ترجمہ ذکر بیان ۲۶ زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم بامطالب دیگر ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

بدانکہ ہر آئینہ در تحقیق زیارت قبور بسبب میسر نیامدن اسباش بر من مشقتی بود۔ پس انتظار کشیدم تا کہ آسان کند اورا خدائی بر تر کہ ناگاہ مکتوبی مسمی بہ در المنظم در اثبات قیام پیش قبر مکرم رحمت خدا بر صاحب او وسلام باد۔ آسان نمود در مقصدم مرا خوشنود ساخت۔ رحم کند خدائی بر تر مؤلف او را ودر معاش ومعاد او برکت دہد۔ پس بعینہ او را نقل کردم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش بجناب خدائے راست کہ بادشاہ معبود قائم است بر ہر نفس از خلق ادنی واعلی۔ ودرود وسلام بر سردار ما محمد صلعم باد کہ بمقام محمود وشفاعت کبری مخصوص است۔ وبر آل واصحابش

الرحمۃ صلعم مع مطالب اخری ۲۵ ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور خصوصاً اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمۃ مع مطالب اخری

خطبہ مصنف تذکرہ الحق

خطبہ مؤلف رسالہ الدر المنظم

ذکر بیان زیارۃ قبور خصوصاً اشرف قبور کہ قبر نبی رحمت است صلعم بامطالب دیگر ۲۶

خطبہ مصنف کتاب ہذا تذکرۃ الحق

خطبہ مؤلف رسالہ الدر المنظم

الباسمین لربّهم سجدًا وقیامًا وعلی ابنائهم القانتین لمولاهم خشّعًا وصیامًا
اولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقون فیها تحیّة وسلامًا خالدین فیها حسنت
مستقرًا ومقامًا۔ وبعد فیقول الفقیر الی رحمة مولاه الغنی محمد مظهر العمری
النقشبندی الاحمدی نعمّده الله برحمته وغفرانه واسکنه فسیح جنانه۔ انه
قدم علینا بالمدینة المنورة فی سنة الف ومائتین وستة وتسعین فاضل
من اهل الهند ممن جذبهم الله تعالی الی الحرمین الشریفین وشرّفهم بزیارة
روضة حبیبه سید الکونین صلی الله وسلم علیه وزادهم تقربًا الیه۔ وهو
المولوی عبد العزیز لا زال عابدًا لربّه ومعزًّا لدینه وسألنا عن قیام الزائر فی
مواجهته صلی الله علیه وسلم ووضع یمینه علی یساره کهیئة الصلوة حین التسلیم
علیه صلی الله علیه وسلم هل هو جائز امر لا فاجبته بما فی کتب اصحابنا المناسک
من المتون والشروح من آداب زیارته صلی الله علیه وسلم فقال هذا کلام بلا دلیل
لیس فیه شفاء العلیل مع ورود الاحادیث فی النهی عن التعظیم والقیام مثل ما
تفعله الاعاجم

ترجمہ کہ شب زندہ دارانند سجدہ وقیام کناں پروردگار خود شاں را۔ و بر پیروان شاں کہ فرو تنانند و فرمانبردار ترسان و روزہ داران مولائی خود شاں را۔ ہمانانند کہ بدل داده شدند غرفہا ای بالاخانہا باآنچہ صبر کردند و ملاقات کرده شوند در غرفہا بتحیہ وسلامتی۔ ہمیشہ ماننده گانند در انہا کہ خوش است این از روئی قرارگاه وقیام گاه۔ و بعد ازیں پس میگوید آنکہ محتاج ست سوئی رحمت مولائی خود است کہ غنی است محمد مظہر عمری نقشبندی احمدی۔ پوشاند او را خدائی برتر برحمت و بخشائیش خود۔ و آباد کند او را بفراخ باغہائی خود۔ ہر آئینہ آنکہ بیامد بر ما بمدینہ منورہ در سنہ ۱۲۹۶ یک ہزار و دو صد و شصت و شش ہجری فاضلے از اہل ہند از ان کساں کہ جذبہ کرد ایشاں را خدائی برتر بکشد شاں را سوئی حرمین شریفین و بزیارت روضۂ حبیب خود سید کونین کہ رحمت خدا و سلامش بروباد مشرف کنده و بیفزاید شاں را تقرب نزد او صلی اللہ علیہ وسلم۔ و او مولوی عبد العزیز است ہمیشہ یار او پروردگار خود را پرستنده و عزت دہنده دین خود را۔ و او بار اپرسید از قیام زائر در مواجہہ او صلی اللہ علیہ وسلم و بہادن دست راست خود بر چپ ہیچ ہیئت نماز ہنگام سلام خواندن بر و صلی اللہ علیہ وسلم کہ آیا او جائز است یا نہ۔ پس من او را جواب دادم بانچہ در کتابہائی مناسک است از متون و شرحہا از آداب زیارۃ او صلی اللہ علیہ وسلم پس او گفت کہ ایں کلام بلا دلیل است کہ در و علیل را شفا نیست با آنکہ احادیث در نہی از تعظیم و قیام ہمچو انچہ کہ عجمیاں اورا کنند وارد شدہ اند۔

والمسئلة مشتبهة علي ولا بد من التفصيل والتحقيق وكان الوقت إذ ذاك
ضيقا فوعدته بالتحرير فأقول وبالله أحول قد تقرر وتحقق بالبرهان المحقق
حضور الزائر قبالة قبره الكريم والتسليم والصلوة عليه والتوسل بجاهه
العظيم والاستمداد والاستشفاع بجنابه الفخيم وباصحابه واهل بيته
واوليائه اجمعين صلى الله عليه وعليهم وسلم من افضل الطاعات واجل العبادات
وارجى المثوبات واعظم القربات عند رب العالمين جل جلاله وعم نواله
قال العلامة القسطلاني في المواهب اللدنية ومن اعتقد غير هذا اعتقد الخلع
من ربقة الاسلام وخالف الله ورسوله وخالف العلماء الاعلام انتهى قال
جل ذكره ولو انهم إذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقال صلى الله عليه وسلم من جاءني
زائرا لا يعلمه الا زيارتي كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة

ترجمہ واین مسئلہ برمن مشتبہ آمدہ چارہ نیست از تفصیل وتحقیق۔ واں وقت تنگ بود بمجانکہ باید بتحریر
او را وعدہ نمودم۔ پس میگویم وتحویل بخدای سبحانہ میکنم۔ ہر آئینہ بدلائل محققہ قرار یافتہ وثابت شدہ کہ
ہر آئینہ حاضر شدن زائر پیش قبر کریم او وصلوۃ وسلام خواندن وصلوۃ گفتن بروے وتوسل گرفتن بمرتبہ
عظیم او۔ ومدد خواستن وشفاعت طلبیدن بگرامی جناب او بلکہ باصحاب واہل بیت واولیای او ہمہ
کرامت باد از خدای برتر بر او وبر ایشاں وسلام باد۔ انا فضل ترین طاعات وبزرگ ترین عبادات است۔ و
واثق ترین ثوابہا وگرامی ترین تقربہا است نزد پروردگار عالمیان کہ بزرگیش بزرگ است وبخشیشہای او عام
است۔ گفت علامہ قسطلانی در مواہب لدنیہ وہر کہ اعتقاد آورد غیر ازیں پس تحقیق او از حلقہ اسلام بیرون
آمد ومخالفت کرد خدا ورسول او را وجماعت علمای اعلام را انتہی۔ فرمود سبحانہ کہ ذکر کرد حق بلندست
در سورۂ نساء رکوع نہم ولو انہم إذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لہم
الرسول لوجدوا الله توابا رحیما یعنی وچوں ہر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم کردند نفسہای خود را۔ آمدند نزد
پس معذرت خواہ شدند از خدا۔ ومغفرت خواستہ برای ایشاں ایں رسول ہر آئینہ یافتندے ایشاں خدا را رجوع
کنندہ بتوبہ ومہربان بتوبہ۔ وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ آمد بزیارت من زیارت کناں کہ نہ حامل کرد او را مگر زیارت من یعنی
بخلوص خالص زیارت مرا قصد کرد بر من لازم بود اینکہ او را روز قیامت شفیع باشم +

قدر وحق زیارت قبر شریف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وتوسل واستمداد واستشفاع بجناب او وباصحاب واہل بیت واولیای او

حدیث زیارۃ مزار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (اول)

اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر وعن خاطب رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات فی احد الحرمین بعثت من الآمنین وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسبا الی المدینۃ کان فی جواری رواہما الحافظ البیہقی کذا فی المواہب اللدنیۃ ہذا فی ہذا الباب سبعۃ عشر حدیثا عن سیدنا عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عباس وانس بن مالک وابی ہریرۃ وغیرہم باسانید متعددۃ والفاظ متقاربۃ یروایۃ الدارقطنی والطبرانی والبیہقی وابن خزیمۃ وابن عساکر والبزار وابی داود الطیالسی وابی بکر بن المقری وابن عدی وابی جعفر العقیلی وابی الفتح الازدی وابن ابی الدنیا وغیرہم ساقہا السید السمہودی فی الوفاء والعلامۃ ابن حجر فی الجوہر المنظم والشیخ محمد عابد السندی فی طوالع الانوار حاشیۃ درّ المختار قال الحافظ السخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ہو عند ابی الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح

ترجمہ: ایں حدیث را الطبرانی در معجم کبیر بیرون آوردہ - از خاطب است رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ ہر کہ مرا زیارت کرد پس موت من پس گویا کہ او زیارت کردہ مرا در زندگی من و ہر کہ مرد در یکے از ہر دو حرم برانگیختہ شد از امن یافتگان - و از انس است رضی اللہ عنہ گفت کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ زیارت کرد مرا بامید ثواب خدائے کریم بسوئے مدینہ باشد او در ہمسائگانم - بروایت کردہ ہر دو را حافظ بیہقی ہمچنیں است در مواہب لدنیہ - و دریں باب ہفدہ حدیث اند از سیدنا عمر ابن خطاب - و عبد اللہ ابن مسعود - و عبد اللہ ابن عمر - و عبد اللہ ابن عباس - و انس ابن مالک - و ابو ہریرہ و غیرشاں رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین - باسناد ہائے متعددہ و الفاظ متقاربہ یعنی الفاظیکہ در لفظ معنی باہم قربت دارند - بروایت دار قطنی - و طبرانی - و بیہقی - و ابن خزیمہ - و ابن عساکر - و بزار - و ابو داؤد طیالسی - و ابو بکر ابن مقری - و ابن عدی - و ابو جعفر عقیلی - و ابو الفتح ازدی - و ابن ابی الدنیا و غیرشاں کہ ادا راندہ و بیان کردہ است سید سمہودی در وفا - و علامہ ابن حجر در جوہر منظم و شیخ محمد عابد سندی در طوالع الانوار حاشیۃ در مختار - گفت حافظ سخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی ہر کہ زیارت کرد قبر مرا واجب شد او را شفاعت من - اینکہ او نزد ابو شیخ و ابن ابی الدنیا و غیر ایں ہر دو از ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح است ٭

دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علماء محدثین بر ضعف و صحت حدیث ٭

وابن خزیمۃ اشار الی تضعیفہ والطبرانی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی
وضعفوا لفظھم کان لکن رأی فی حیاتی وقال الذہبی طرقھا کلھا لینۃ
لکن یتقوی بعضھا ببعض لانہ ما فی روایاتھم بکذب وقال ومن اجود الاحادیث
باسناد احدیث خاطب واخرجہ ابن عساکر وغیرہ الی اخرہ ما فی المقاصد الحسنۃ
قد علم بالضرورۃ ان القربات والطاعات خالصۃ للہ عزوجل لیس فیہا شرکۃ
لمخلوق اصلا لکن فی بعضہا بمقتضی الحکمۃ والمصلحۃ یلزم توسط مخلوق التوجہ
الیہ واستقبالہ من غیر ان یکون ھو مقصودا حقیقیا فانہ لا مقصود ولا معبود
فی الحقیقۃ الا اللہ عزوجل وھو سبحانہ من کمال کرمہ وسع لعبادہ فی ادآء الطاعات
والعبادات والاذکار والقربات وقدرھا بحالات وھیئات من القیام والقعود و
الرکوع والسجود واستقبال القبلۃ وغیرھا فقال اللہ تعالی فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا
اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم وقال تعالی الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی
جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض

ترجمہ وابن خزیمہ اشارہ کردہ سوئے تضعیف او۔ وطبرانی۔ وابن عدی۔ ودارقطنی۔ وبیہقی ہم وا وشاں اورا ضعیف نمودند لفظ
شاں ایست کان لکن رأی فی حیاتی یعنی ہست ہمچو کسیکہ مراورا در حیات من۔ وگفت ذہبی طرقہائی او ہمہ نرم اند لکن بعض شاں
ببعض قوت می یابند ازانکہ ہر آئینہ او انچہ کہ در راویان اوست بہم اند بدروغ۔ وگفت وازنیکوترین احادیث ازروی استادیست
خاطب است کہ اورا ابن عساکر وغیرش برآوردہ تا آخر انچہ در مقاصد حسنہ است۔ وہر آئینہ بضرورت دانستہ شدہ کہ قربات
وطاعات خالص برائی خدائی عزوجل است وبرائی مخلوق ہرگز در وے شرکت نیست لیکن در بعض آنہا حسب تقاضائی حکمت
ومصلحت لازم شود واسطہ شدن مخلوق۔ وتوجہ سوئی او واستقبال او یعنی رو آوردن باو از غیر آنکہ مقصود
حقیقی باشد پس ہر آئینہ او در حقیقت مقصود ومعبود نیست مگر خدائی عزوجل۔ واو سبحانہ از کمال کرم خود در ادائی طاعات
وعبادات واذکار وقربات برائی بندگان خود فراخی داده۔ واندازه کرده آنہا را بحالتہا وہیئتہا از قیام وقعود ورکوع وسجود وروآوردن بقبلہ
وغیرہ۔ پس فرمود خدائے بر تردد سورۂ نساء کوع پانزدہم فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یعنی
پس چوں بگزارید نماز را پس یاد کنید خدائے را ایستاده ونشسته وبر پہلوہائی خود تان۔ وفرمود او تعالی در سورۂ آل عمران رکوع ہشتم
الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی آنانکہ یاد
میکنند خدائے را ایستاده ونشسته وبر پہلوہائی خود شاں وی اندیشند در پیدائش آسمانہا وزمین ۔

بیان اینکہ گاہ شود ضرورت کہ طاعات وقربات خالص برائی خدائی عزوجل است لیکن بمقتضائی حکمت ومصلحت در بعض شاں واسطہ شدن مخلوق لازم آید توجہ واستقبال باو کردہ شود۔ بمنصوص کریمہ

وقال تعالیٰ وقوموا للہ قانتین وبیّن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الکرام
وعلماءہ القیام مایلیق فی کل طاعۃ وعبادۃ وذکر وفکر من القیام والقعود
وتفصیلہ فی کتب الفقہ موجود وخصّت ھذہ القربۃ بالقیام والوقوف بالاحادیث
والآثار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین
والسلف الصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ اما الاحادیث فی وقوفہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی قبور المومنین فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مرّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیہم بوجھہ فقال السلام
علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر اخرجہ الامام الحافظ
الترمذی فی سننہ وعن ابی موہبۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انبہنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جوف اللیل فقال انی امرت ان استغفر لاھل
البقیع فانطلق معی فانطلقت معہ فلما وقف بین اظہرھم قال السلام علیکم یا اھل
المقابر لیہن لکم ما اصبحتم فیہ الی ان قال ثم استغفر لھم طویلا وعن عائشۃ رضی اللہ

اما الاحادیث فی وقوفہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبور المومنین الخ

ترجمہ وفرمود تعالیٰ وقوموا للہ قانتین ۔ بر خیزید برای خدا فروتنی کنندگان ۔ ونبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب
کرامش وعلمای بزرگ شانش آنچہ زہر طاعت وعبادت وذکر وفکر از قیام وقعود سزاوار است ۔ بیان کردہ است ۔ وتفصیلش
در کتب فقہ موجود است ۔ وایں قربت مخصوص است بقیام ووقوف بسبب احادیث وآثار از نبی صلی اللہ علیہ وسلم واز صحابہ وتابعین
وائمہ مجتہدین وسلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ لیکن حدیثہا کہ در وقوف او صلی اللہ علیہ وسلم
بر گورہای مومنین اند ۔ پس از ابن عباس است رضی اللہ عنہما گفت گذشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بگورستان
مدینہ پس پیش آمد بر اہنا بروی مبارک خود وفرمود السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم
انتم سلفنا ونحن بالاثر یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا بخشد خدای بر ما وشما ۔ شما پیشینگان ما ہستید
بایں آرین ۔ ایں ریشہ امام حافظ ترمذی در سنن خود بر آورد ۔ واز ابی موہبۃ کہ مولای رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غلام
او صلعم گفت بیدار کرد مرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از جوف لیل یعنی در میان شب پس فرمود مرا آنکہ من امر کردہ شدم کہ برای اہل بقیع
مغفرت خواہم پس بروم با من پس رفتم با او صلی اللہ علیہ وسلم پس چوں بایستاد در میان بلندی شان فرمود السلام علیکم یا اھل
المقابر لیہن لکم ما اصبحتم فیہ یعنی سلامتی باد بر شما ای اہل گورہا کہ ایمنہا پردہ دارد نیز برای شما چون ہست کہ بامداد
کردید شما در وے ۔ تا آنکہ گفت پس مغفرت خواست برای شان بدیر و دراز ۔ واز عائشہ ہست رضی اللہ عنہا

قالت الا اخبرکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی وقلنا بلی قالت لما کانت لیلتی انقلب الی ان قالت حتی جاء البقیع فرفع یدیہ ثلاث مرات واطال القیام ثم انحرف الحدیث وعنہا ایضا رضی اللہ عنہا قالت قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فلبس ثیابہ ثم خرج فامرت جاریتی بریرۃ فتبعتہ حتی جاء البقیع فوقف فما ادناہ ما شاء اللہ ان یقف ثم رجع الحدیث اخرج الاحاد الثلثۃ الحافظ الحجۃ ابو زید عمر بن شبۃ فی اخبار المدینۃ الشریفۃ وقال حدثنا ابو داؤد وقال اخبرنا مبارک قال حدثنا الحسن قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بقیع الغرقد فقام فقال السلام علیکم یا اہل القبور الحدیث وبسندہ اخر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام علی اہل البقیع فقال السلام علیکم یا اہل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث واما الوقوف علی قبر سید المرسلین وافضل الاولین والاخرین شفیع المذنبین والرحمۃ للعلمین محبوب رب السمٰوٰت والارضین واول شافع واول مشفع یوم الدین علیہ اتم صلوٰۃ المصلین واکمل تسلیما للمسلمین

واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلعم

ترجمہ کہ گفت آگاہ شوید خبر دہم شما را از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از من وگفتیم آری گفت چوں شب من بود واگردید او صلعم تا آنکہ گفت کہ تا بہ بقیع آمد پس ہر دو دست برداشت سہ بار و دراز کرد ایستادن باز برگشت تا آخر حدیث - واز وے نیز رضی اللہ عنہا گفت برخاست نبی صلی اللہ علیہ وسلم شبی ولباس خود پوشید باز برآمد پس کنیزک خود بریرہ را امر کردم کہ او پس او گرفت تا آنکہ او صلعم بہ بقیع برآمد پس بایستاد و کمی نہ کرد او انچہ خدا خواست بایستادن باز برگردید الحدیث - ایں ہر سہ حدیث از حافظ الحجۃ ابو زید عمر بن شبہ در اخبار مدینہ شریفہ برآوردہ - وگفت حدیث کرد ما را ابو داؤد وگفت خبر داد ما را مبارک گفت حدیث کرد ما را حسن گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر بقیع غرقد آمد پس بایستاد وگفت السلام علیکم یا اہل القبور الحدیث - وبسند از دیگر آنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بر اہل بقیع بایستاد وگفت السلام علیکم یا اہل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث سلامتی باد بر شما ای اہل گور ہا از مومنان ومسلمانان اگر بدانید شما را آخر حدیث - ولیکن ایستادن بر قبر سید مرسلان وافضل پیشینیان وپسینیان شفیع گنہگاران ورحمت برائے عالمیان محبوب پروردگار آسمانیان وزمینیان - واول شفاعت کنندگان واول شفاعت کنندگان روز دین بر تمام تر درود درود خواندگان وکامل تر تسلیم ہائے سلام فرستندگان تا ہمیشہ از ہمیشہ باد ؛

بیان وقوف قبر نبی صلعم

الی ابد الآبدین فقد رُوِی فی احادیث کثیرۃ واثار جمۃ کیف لا وھو سیّد البتول ومنبع النور ومھبط التجلیات الالٰھیۃ ومورد الفیوضات القدسیۃ وھو محفوف بالملائکۃ المقربین والمحضر للانبیاء والمرسلین وھو الموصل الی اعلی الدرجات والمفضی الی اقرب المثوبات۔ قال کعب الاحبار ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ اخرجہ الدارمی فی مسندہ وما احسن ما قال الامام البوصیری فی البردۃ

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ ۔ لکل ھول من الاھوال مقتحم

فاق النبیین فی خلق وفی خلق ۔ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

وکلھم من رسول اللہ ملتمس ۔ غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدھم ۔ من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم

ترجمہ ہمیشہ از ہمیشہ باد پس تحقیق روایت کردہ شدہ در احادیث کثیرہ و آثار جمہ یعنی انبوہ و چگونہ نباشد کہ او سید بتول و منبع یعنی چشمہ نور و مہبط یعنی جائی فرود آمدن تجلیات خداوندی و مورد یعنی جائی وارد شدن فیوضہائی قدسیہ است و او محفوف یعنی گرد گرفتہ شدہ است بملائکہ مقربین و محضر یعنی حاضر آمدن برای انبیاء و مرسلین است و او موصل یعنی رسانیدہ است سوی برترین درجہا و مفضی یعنی دریابندہ سوی نزدیک ترین مثوبات است گفت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ نیست از روزی کہ درخشد مگر نازل شود ہفتاد ہزار از ملائکہ تا آنکہ گرد گیرند قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم را کہ بزنند بپاہائی خود و درود فرستند بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنگہ بر گاہ شام کنند بالا روند و مثل شان فرود آیند و بجہاں کنند تا آنکہ چون زمین از وصلعم بشگافد فرو آید در میان ہفتاد ہزار از ملائکہ کہ روان و دوان باشند او صلعم را۔ دارمی او را در مسند خود بر آورده۔ و چہ خوب تر است آنچہ امام بوصیری در برده گفته

او حبیبی کہ باو چشم شفاعت دارند ۔ بہر ہر ترس ز اہوال نسے بیباکی

ہست فائق ز ہمہ انبیاء در سیرت و صورت ۔ در علم و کرم نیست باو ہیچ قریبی

زاں منہر حق ملتمس اندایں ہمہ سرور ۔ چوں جرعہ ز بحرے و یک قطرہ ز ابری

ایستادہ ز پہر او در حد مراتبہا ۔ چوں نقطہ از علمی یا شکلہ از حکمی

وعن عبد الله بن دينار قال رايت عبد الله بن عمر يقف على قبر النبي صلى الله عليه وسلم فيصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى ابي بكر وعمر رواه محدث دار الهجرة امام مالك في الموطا وعن ابن عون قال سأل رجل نافعا هل كان ابن عمر يسلم على القبر فقال نعم لقد رايته مائة مرة او اكثر من مائة كان ياتي القبر فيقوم عنده فيقول السلام على النبي السلام على ابي بكر السلام على ابي وقال يحيى في اخبار المدينة له حدثنا هارون بن موسى الفروي قال سمعت جدي ابا علقمة يسأل كيف كان الناس يسلمون على النبي صلى الله عليه وسلم قبل ان يدخل البيت في المسجد فقال كان يقف الناس على باب البيت يسلمون عليه وكان الباب ليس عليه غلق حتى توفيت عائشة رضي الله عنها وايضا روى يحيى الحسيني في كتابه عن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن ابيه عن جده رضي الله عنهم انه كان اذا اتى يسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وقف عند الاسطوانة التي تلي الروضة ثم يسلم ثم يقول ههنا راس رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال المطري وغيره وهذا موقف السلف

ترجمہ: و از عبد اللہ ابن دینار است کہ گفت دیدم عبد اللہ ابن عمر را رضی اللہ عنہما کہ می ایستاد بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و درود می خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ این حدیث را محدث دار الہجرۃ امام مالک رض در موطا روایت کردہ۔ و از ابن عون است کہ گفت پرسید مردی نافع را کہ آیا ابن عمر رض بر این قبر شریف سلام میفرستاد گفت آری البتہ بتحقیق دیدہ ام او را صد بار یا از صد بیشتر کہ می آمد مزار اقدس را و نزدیک می ایستاد و می گفت السلام علی النبی۔ السلام علی ابی بکر رض السلام علی ابی رض۔ و گفت یحیی در اخبار مدینہ رسول صلعم کہ حدیث کرد ما را ہارون بن موسی الفروی گفت شنیدم از پدر پدر من ابا علقمہ پرسیدہ می شد کہ مردمان چگونہ بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل در آمدن بیت در مسجد چگونہ سلام میفرستادند پس گفت آدمیان بر در بیت می ایستادند و بر وی سلام میکردند و در بیت بسته نمی شد بر وی تا آنکہ وفات یافت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ و نیز روایت کرد یحیی الحسینی در کتاب خود از جعفر بن محمد بن علی بن حسین از پدر خود از جد او رضی اللہ عنہم آنکہ او ہر گاہ می آمد کہ سلام کند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می ایستاد بستونی کہ نزدیک روضہ است و سلام می کرد بر وی گفت اینجا است سر مبارک صلی اللہ علیہ وسلم۔ و گفت مطری و غیر او ہمین است جای ایستادن پیشینیان۔

قبل ان یدخل الحجرۃ فی المسجد وروی ابن زبالۃ عن سلمۃ ابن وردان قال رایت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی فیقوم امامہ انتہی ینقل ہذہ الاخبار کلہا السید السمہودی فی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی وخرج سیدنا عمر رضی اللہ عنہ الی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا معاذ بن جبل قائم یبکی عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک یا معاذ الحدیث اخرجہ الحافظ البزار فی مسندہ نقلہ مولانا عابد السندی فی حاشیتہ علی الدر المختار وروی یحیی ابن الحسن العلوی عن ابن ابی فدیک قال سمعت بعض من ادرکت یقول بلغنا ان من وقف عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صلی اللہ علی سیدنا محمد وسلم وفی روایۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ یقولہا سبعین مرۃ نادتہ ملک صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃ کذا فی السیرۃ الشامیۃ واما استقبال قبرہ الشریف الذی ہو قبلۃ الارواح والاشباح من العلویین

ترجمہ پیش از داخل کردن حجرۂ شریف در مسجد۔ در روایت کرد ابن زبالہ از سلمہ ابن وردان گفت دیدم انس ابن مالک رضی اللہ عنہما ہر گاہ سلام میفرستاد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می آمد پس می استاد پیش روضۂ نبوی۔ این ہمہ اخبار را سید سمہودی در وفاء الوفا باخبار دار المصطفی نقل کردہ است۔ و بر آمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوی منبر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پس ناگاہ دید معاذ ابن جبل رض استادہ میگرید نزد قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت چہ می گریانندترا ای معاذ الحدیث۔ این حدیث را حافظ بزار در مسند خود بر آورده کہ مولانا عابد سندی در حاشیۂ خود بر درمختار او را نقل کرده۔ و در روایت کرد یحیی ابن حسن علوی از پسر ابی فدیک کہ گفت شنیدم از بعض کسے کہ دریافتم او را میگفت کہ ہر سیدار آنکہ کسی باستاد نزد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صلی اللہ علی سیدنا محمد و در روایتی است صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہ میگوید او را ہفتاد بار۔ مذکور است در افرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃ یعنی رحمت کرد خدا بر تو اے فلاں امروز ہیچ حاجتے برای تو نیفتاد و ساقط نشد۔ ہمچنین است در سیرۂ شامیہ۔ و لیکن استقبال یعنی روآوردن قبر شریف او را اعلم آنکہ او قبلۂ ارواح و اشباح یعنی کالبدہا از علویان

وما الاستقبال قبرہ الشریف فاعلم

بیان استقبال قبر شریف و ہو قبلۃ

والسفليين بل الخلائق اجمعين واستدبار القبلة فقد روى سراج الامة وامام الائمة الامام ابو حنيفة رضي الله عنه في مسنده عن ابن عمر رضي الله عنهما قال من السنة ان يأتي قبر رسول الله صلى الله عليه من قبل القبلة ويجعل ظهرك الى القبلة وتستقبل القبر الشريف بوجهك ثم تقول السلام عليك ايها النبي الكريم ورحمة الله وبركاته نقله عنه محقق الحقيقة الكمال ابن الهمام وكذا نقله في النقاية السيد السمهودي في الوفا وروى الامام ابو حنيفة رح عن ايوب السختياني انه دنا من قبر النبي صلى الله عليه وسلم مستدبر القبلة متوجها الى التربة ثم سلم عليه وصلى ثم علا صوته بالبكاء حتى كاد ان يغشى عليه اخرجه الحافظ طلحة بن محمد في مسند الامام ابو حنيفة رح بسنده عنه اورده العلامة محمد بن محمود الخوارزمي في جامع المسانيد وقال المحدث مجد الدين الفيروزابادي اللغوي روينا عن الامام الجليل ابي عبد الرحمن عن عبد الله ابن المبارك قال سمعت ابا حنيفة رح يقول قدم ايوب السختياني وانا بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه مما يلي وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وبكى غير مرة فلما فقام مقام رجل شفيق نقله السيد

ترجمہ وسفلیان بلکہ جمیع خلقہائے خدا است۔ و پشت دادن قبلہ را۔ پس تحقیق روایت کرد سراج الامۃ و امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بسند خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ گفت از سنت است آنکہ بیائی قبر رسول خدا را صلی اللہ علیہ یعنی رحمت خدا بود بر او از سمت قبلہ و بکنی پشت خود سوی قبلہ بر آوری قبر شریف را و روی خود را بگردانی السلام علیک ایہا النبی الکریم و رحمۃ اللہ و برکاتہ نقل کرد او را از و محقق حقیقت کمال ابن ہمام۔ و بچنیں پیروی کرد او را در نقل سید سمہودی در وفا۔ و روایت کرد امام ابو حنیفہ رح از ایوب سختیانی آنگاہ او نزدیک شد از قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پشت دہندہ قبر را و روآورندہ سوی تربت مبارک۔ پس بر او سلام کرد و درود فرستاد بر او و گریہ او را غلبہ کرد تا آنکہ نزدیک شد کہ بیہوش شود بر خود۔ او را حافظ طلحہ بن محمد بر آورد در مسند امام ابو حنیفہ رح بسند خود از و۔ و علامہ محمد بن محمود خوارزمی در جامع مسانید او را ایراد کردہ۔ و گفت محدث مجد الدین فیروز ابادی اللغوی کہ روایت کردہ شدیم از امام جلیل ابو عبد الرحمن از عبد اللہ ابن مبارک کہ گفت شنیدم ابو حنیفہ رح را کہ میگوید۔ بیامد ایوب سختیانی و من بمدینہ۔ پس گفتم ہر آئینہ ضرور خواہم دید آنچہ او میکند۔ پس بکرد او پشت خود از آنچہ کہ او نزدیک است قبلہ را۔ و روآورد از آنچہ کہ او نزدیک است بتربت و مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را۔ و گریہ کرد خیرے نالہ کنندہ۔ پس بایستاد بجائے مرد فقیہ۔ نقل کردہ او را سید

بیان استحباب استقبال قبر شریف و استدبار قبلہ

السمہودی فی الوفاء وروی ابن وھب عن مالک انہ قال اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقف للدعاء ووجھہ الی القبر الشریف لا الی القبلۃ وعن ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک یا امیر المومنین لا ترفع صوتک فی ھذا المسجد فان اللہ ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیہ وذم قوما فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیہ وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا فاستکان لھا ابو جعفر فقال یا ابا عبد اللہ استقبل القبلۃ وادعو ام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلۃ ابیک ادم علیہ السلام الی اللہ تعالی یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعہ اللہ رواہ الحافظ القاضی عیاض فی الشفاء بتعظیم حقوق المصطفی بسند جید وقد اتفق العلماء علی انہ علیہ الصلوۃ والسلام حی فی قبرہ الشریف یعلم بزائرہ

ترجمہ سید سمہودی در وفا روایت کرد از ابن وہب از مالک انہ او گفت ہر گاہ سلام میکرد او بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایستادے برائے دعا و روئے خود سوئے قبر شریف داشتی نہ سوئے قبلہ۔ و از ابن حمید است کہ گفت مناظرہ کرد ابو جعفر امیر المومنین با مالک رضی اللہ عنہ در مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت مالک را امیر المومنین آواز خود در ین مسجد بلند مکن۔ پس تحقیق خدائے بر تر ادب کردہ است قومی را۔ و ذم نمود در سورۂ حجرات لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ یعنی بلند مکنید آواز خود ہاں بر آواز نبی الخ۔ و تعریف کرد قومی را و گفت ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیہ در سورۂ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ پست کنند آواز ہائے خود شاں نزد رسول خدا الخ و ذم کرد قومی را و گفت ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیہ در سورۂ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ ترا آواز میخوانند از بیرون حجرہ الخ۔ حال آنکہ حرمت او صلعم در حال موت ہمچو حرمت او ست در حیات پس تعجب کرد آواز را ابو جعفر و گفت ای ابا عبد اللہ بقبلہ رو آرم و دعا کنم یا رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم رو آرم۔ پس گفت مالک رضی اللہ عنہ و چرا بگردانی روئے خود از و صلعم کہ او وسیلۂ تست و وسیلۂ پدر تو آدم علیہ السلام سوئے خدائے بر تر روز قیامت بلکہ روئے باو آر و او را شفیع گردان پس او شفیع گردانید او را۔ بر آوردہ او را حافظ قاضی عیاض در شفا بتعظیم حقوق مصطفی بسند جید و تازہ۔ و تحقیق اتفاق کردہ اند علماء بر انکہ او علیہ الصلوۃ والسلام زندہ است در قبر شریف خود۔ میداند زائر خود را

فلیستقبلہ الزائر ولیستدبر الکعبۃ وقد سن استدبار الخطیب الکعبۃ للسامعین
واستحب العلماء استدبار القوم الکعبۃ عند استقبال المدرس ولو بالمسجد الحرام
فلاجلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اولیٰ واحریٰ قالہ مولنا الشیخ عابد السندی ثم
المدنی فی حاشیۃ الدر المختار واما وضع الیمین علی الشمال فی الزیارۃ کما فی الصلوٰۃ
ففی الشفاء قال بعضہم رایت انس ابن مالک الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فوقف فرفع یدیہ حتی ظننت انہ افتتح الصلوٰۃ فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم انصرف قلت کذا علقہ الحافظ وقد اورده الحافظ السخاوی فی القول البدیع
فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ولفظہ اخرج ابن ابی الدنیا ومن طریقہ البیہقی فی
الشعب من حدیث عبد اللہ بن مسیب بن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال رایت انس
مالک رضی اللہ عنہ اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف فرفع یدیہ حتی ظننا انہ
افتتح الصلوٰۃ فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف ومعناہ ان سیاقہ یفسر
مالک رضی اللہ عنہما رفع یدیہ من الرکبتین الی قریب الصدر ووضع الیمین علی الشمال

ترجمہ پس باید کہ زائر او رو آرد و باید کہ کعبہ را پشت دہد۔ وتحقیق مسنون است خطیب را پشت دادن بجانب
برائے سامعین۔ وعلما مستحب داشتہ اند پشت دادن قوم کعبہ را وقت استقبال مدرس اگرچہ در مسجد حرام باشد
پس بہر او علیہ الصلوٰۃ والسلام اولیٰ واحریٰ است یعنی مناسب تر و سزاوار تر است۔ گفتہ است او را
مولنا شیخ عابد سندی ثم المدنی در حاشیہ درمختار۔ ولیکن در ہدایت دست راست بر چپ نہادن چنانچہ
در نماز پس در شفا است۔ گفت بعض شاں کہ دیدم انس ابن مالک را رضی اللہ عنہ کہ بیامد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
را و استاد پس بر داشت ہر دو دست تا آنکہ گمان کردم تحقیق او نماز را بکشاد۔ پس سلام کرد بر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم باز برگشت۔ گفتم ہمچنین است۔ تعلیق کرد او را حافظ۔ وتحقیق بیان کردہ او را حافظ سخاوی در کتاب
قول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع۔ واین ابی الدنیا لفظش بر آوردہ۔ واز طریق او بیہقی در شعب از حدیث
عبد اللہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بن ابی امامہ رضی اللہ عنہ گفت دیدم انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہ بیامد قبر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم را پس بایستاد و ہر دو دست خود بر داشت تا آنکہ گمان کردیم کہ او افتتاح نماز کردہ است پس
سلام داد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باز برگشت۔ ومعنی او آنکہ سیدنا انس ابن مالک رضی اللہ عنہما ہر
دست خود از ہر دو زانو تا قریب سینہ بر داشت و راست را بر چپ

وداد وضع الیمین علی الشمال فی الزیارۃ کما فی الصلوٰۃ

بیان اتفاق علماء بر رجحان و علو قدر [illegible]

بیان وضع نہادن راست بر چپ [illegible]

فوق السرۃ او تحتہا فظن الرائی انہ افتتح الصلوٰۃ ولا فالرفع بطریق الدعاء لیس
بمحل الاشتباہ والظن فتامل وبالوقف علی ہیئۃ الصلوٰۃ عمل جمہور المسلمین
المتقدمین والمتاخرین السابقین واللاحقین من الحنفیۃ والشافعیۃ والمالکیۃ
والحنبلیۃ وقد صرح بذلک فی کتب المناسک وقال الکرمانی عمدۃ العلماء
الحنفیہ ویضع یمینہ علی شمالہ کما فی الصلوٰۃ وکذلک السید السمہودی فی
الوفا والعلامۃ الشیخ محمد بن یوسف الشامی فی سیرۃ النبویۃ وامام الشافعیۃ
العلامۃ ابن الحجر الہیثمی فی الجوہر المنظم وسراج الحنفیۃ الملا رحمۃ اللہ السندی
وتبعہ الملا علی القاری وغیرہم من المتاخرین اصحاب الشروح والفتاوی کما شار
الدہلوی الشیخ عبد الحق والشیخ محمد عابد السندی فثبت ان ہذا الوقوف والقیام
انما ہو فی الحقیقۃ للہ عز وجل کالقیام والوقوف بعرفۃ ومزدلفۃ والمشاعر العظام
ایضا ولا یتہال الی اللہ الملک العلام غیر ان ہناک استقبال وتوجہ الی الکعبۃ
الشریفۃ التی ہی بیتہ وحرمہ وفی ہذا استقبال وتوجہ الی سید الانبیاء والمرسلین
وافضل الخلائق اجمعین الذی ہو حبیبہ وخلیلہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم

ترجمہ سر بالا کردن یا زیر ناف بہتر دیدن بیننده گمان کرد کہ تحقیق او نماز شروع کردہ در ندیدن بر داشتن بطریق دعا
محل اشتباہ وظن نیست پس بیاندیش پیوستادن بر ہیئت نماز عمل جمہور مسلمانان پیشینیان ومتاخرین سابقین ولاحقین
ہست از حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ - وتحقیق تصریح کردہ شدہ اند در کتب مناسک - وگفت کرمانی کہ عمدہ
علمائے حنفیہ است وبنہد او دست راست خود را بر چپ خود ہمچو در نماز - ہمچنان سید سمہودی در وفا - وعلامہ شیخ محمد بن
یوسف شامی در سیرت نبویہ - وامام شافعیہ علامہ ابن حجر ہیثمی در جوہر منظم - وسراج حنفیہ ملا رحمت اللہ سندی گفتہ - وپیروی
کردہ اورا ملا علی قاری وغیرشان از متاخرین اصحاب شارحین وفتاوی ہمچو شارح دہلوی شیخ عبد الحق ومشیخ
محمد عابد سندی - پس ثابت شد کہ تحقیق این وقوف وقیام جزایں نیست کہ او در حقیقت برائی خدائی عزوجل است
ہمچو قیام ووقوف برائی عرفہ ومزدلفہ ومشاعر عظام است برائی دعا وزاری کردن سوئی خدائی ملک
علام بے آنکہ اینجا استقبال وتوجہ است سوئے کعبہ شریفہ کہ او بیت وحرم او است و در اینجا
استقبال وتوجہ سوئی سید انبیاء ومرسلین وافضل الخلائق است بتمامہ آنکہ او حبیب او است وخلیل
او صلے اللہ علیہ وسلم

وقوف وقیام نزد قبر ہمچو وقوف وقیام عرفہ ومزدلفہ ومشاعر عظام است برائی دعا وزاری کردن سوئی خدائی ملک علام

فتامل فی الفرق والتفاوت بینهما تفهم ان هذا الفضل بتجلی ظل صحبته صلی الله
علیه وسلم التی هی افضل مراتب القرب اذ هو مناجات ومحادثة معه صلی الله علیه وسلم قال
فقد روی ابوداود ومن حدیث ابی هریرة رضی الله عنه ان صلی الله علیه وسلم قال
من مسلم یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام وعند ابن ابی شیبة
من حدیث ابی هریرة مرفوعا من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا
بلغته ذکره القاضی عیاض فی الشفاء وعن سلیمان بن سحیم وهو التابعی قال رایت
النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام فقلت یارسول الله هؤلاء الذین یاتونک فیسلمون
علیک افتفقه سلامهم قال نعم وارد علیهم کذا فی المواهب اللدنیة ولاجل ذلک
زاد اهل العلم والعرفان والمتشرفین بمراتب القرب والاحسان فی التادب فی الزیارة
الشریفة وتنبهوا علیه والدعوا علی تمام الخضوع والخشوع کمال التاکید وبینوا مافیه
من السنن والاداب والمستحبات قال الامام الغزالی رحمه الله تعالی فی الاحیاء

ترجمہ پس در فرق وتفاوت درمیان ہر دو بیاندیش - در یاب کہ ہر آئینہ ایں فضل بہ تجلی عکس صحبت او است
صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او افضل مراتب قرب است زانکہ او مناجات است وباہم حدیث کردن با او صلی اللہ علیہ وسلم
پس تحقیق روایت کرد ابوداود از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ او صلی اللہ علیہ وسلم فرمود نیست ہیچ مسلم
کہ سلام کند بر من سلام نمیدہد مگر خدای عزوجل بر من روح مرا رد کردہ است تا کہ سلام را بر وی رد کنم - وعند ابن ابی شیبة
از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطریق مرفوع کہ ہر کہ درود خواند بر من نزد گور من می شنوم او را - وہر کہ درود خواند بر من
از دور گوری وفصل - برسانم او را - ذکر کردہ او را قاضی عیاض در شفا - واز سلیمان بن سحیم است کہ او تابعی است
گفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم در خواب پس گفتم یا رسول اللہ ایشان کہ بتو می آیند
وبر تو سلام میرسانند آیا سلام شان می فہمی وجواب آری - ورد می کنم بر ایشان - بخشان
در مواہب لدنیہ است - ومیان بر ایں اہل علم وعرفان وشرف یافتگان بمراتب قرب واحسان
باداب داشتن در زیارت شریفہ افزونی کردند - وبر وتنبیہ نمودند واگہی دادند وتاکید ہر چہ
تمام تر بتمام خضوع وخشوع فرمودند - وہر چہ در واز سنتہا
وآداب ومستحبات است دریاں آوردند - گفت امام غزالی
رحمہ اللہ تعالی در احیاء

احادیث واثار سلام ودرود سلام کردن
ابن سلم وعلم وصلی علیہ الخ
فی التادب فی الزیارۃ الشریفۃ
تاکید باداب زیارۃ شریفہ وتنبیہ بر خضوع وخشوع الخ
ودرین صلوٰۃ وسلام بر درود بر اصحاب قال او

واعلم انه صلى الله عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وبزيارتك وانه يبلغه سلامك وصلوتك فتمثل صورته الكريمة في خيالك واحضر عظيم رتبته في قلبك وينبغي ان تقف بين يديه كما وصفنا وتزوره ميتا كما كنت تزوره حيا انتهى كذا في الوفا وقال في السيرة الشامية وليتفقد الزائر في حال وقوفه الى اسفل ما يستقبله من جدار الحجرة الشريفة ملتزما للحياء والادب التام في ظاهره وباطنه انتهى وقال العلامة الشيخ رحمة الله السندي في باب المناسك في الزيارة ثم قصد الزائر التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شئ من امور الدنيا واقبل بكليته لما هو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله عليه وسلم وحرام على قلب شغل بقاذورات الدنيا من الشهوات والارادات ان يصل اليه من ذلك شئ بل ربما يخشى عليه من نوع مقت واعراض والعياذ بالله تعالى من ذلك فليجتهد كل الاجتهاد في التفريغ ما امكنه وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله عليه وسلم وعطفه ورافته ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه

ترجمہ و بدانکہ او صلعم عالم و دانا است بحضور تو و قیام تو و بزیارت تو و بآنکہ سلام تو و درود تو او را میرسد پس نقش کن صورت کریم او در خیال خود و حاضر کن رتبہ عظیم او در قلب خود و می زیبد آنکہ ایستاده شوی تو پیش او صلعم چنانکہ وصف کردیم و در زیارت کنی او را در حالت حیات همچنانکہ زیارت میکردی در حالت حیات انتہی همچنان است در کتاب وفا و گفت در سیرت شامیہ و باید کہ زائر در حال وقوف خود نظر دارد بسوی زیرین آنچہ کہ رو برو شود او را از دیوار حجرۂ شریفہ لازم گیرد برای حیا و ادب کامل در ظاہر و باطن خود انتہی و گفت علامہ شیخ رحمت اللہ سندی در کتاب لباب المناسک در زیارت پس قصد کرد او یعنی زائر رو آوردن را سوی قبر مقدس و دل را فارغ کرد از ہر چیز از امور دنیا و روی آورد بتمامہ برای آنچہ کہ او در پیش او است تا کہ دلش اصلاح یابد برای یاری گرفتن از او صلی اللہ علیہ وسلم و حرام است بر دلی کہ شغل گرفتہ است بہ پلیدیہای دنیا از خواہشات و ارادات آنکہ بہ پیوندد سوی او از این چیزہا بلکہ بیمناک است کہ بر و خوف بیشود از قسم مقت و اعراض یعنی از فتیل دشمنی در و گردانی بر و اندیشہ باشد و العیاذ باللہ تعالی من ذلک یعنی پناہ بخدای بر تر از این۔ پس باید کہ بکوشد آنچہ بتواند از این فراغ حاصل کردن و باید کہ نگاہ دارد با این ہمہ از او از وسعت عفو او صلعم اللہ علیہ وسلم و عطوفت او و رافت او تا کہ آسانی دہد او را در این ہمہ از آنچہ کہ عاجز است او از دور کردن او از دل خود۔

زاد مولانا الشیخ محمد عابد ولیتیقن انہ یمد کلا من الزائرین بما یناسبہ وعلیہ
وانہ خلیفۃ اللہ الاعظم یعطی من یشاء ویمنع من یشاء وفوضت الیہ خزائن کرامہ
ولا یصل الی اللہ تعالی احد الا من طریقہ انتہی قال ثم توجہ مع رعایۃ غایۃ الادب
فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار
غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب واضعا یمینہ علی شمالہ مستقبلا الوجہ
الکریم مستدبر القبلۃ تجاہ مسمار الفضۃ علی بخار یعتاذ رع لا الاقل من السابعۃ
عند راسہ الکریم ناظرا الی الارض او الی اسفل ما یستقبلہ من الحجرۃ الشریفۃ محترزا
عن الاشتغال بالنظر باہو ہنالک من الزینۃ متمثلا صورۃ الکرامۃ فی خیالک
مستشعرا بانہ علیہ الصلوۃ والسلام عالم بحضورک وقیامک وسلامک مستحضرا عظمتہ
وجلالتہ وشرفہ وقدرہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال مسلما مقتدرا من غیر رفع صوت
ولا اخفاء بحضور وحیاء السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا

ترجمہ مولانا شیخ محمد عابد اینچنیں افزودہ۔ وباید کہ یقین کند کہ ہر آئنہ او صلعم یاری میکند ہمہ را از زائرین باچیزے کہ مناسب می شود وچیزے را کہ او بروست۔ وہر آئنہ او خلیفہ اعظم است از خدا۔ بہ بخشد ہر کرا کہ میخواہد آنرا وباز دارد کسے را کہ می خواہد کہ خزینہائے کرم او تعالی سوئے او سپردہ شدہ۔ ونمی پیوندد کسی سوئے خدائے برتر مگر از طریق او انتہی۔ گفت باز روآورد باگاہداشت غایت ادب پس بایستاد روبروئے شریف قرینے کناں وترساں باذلت وانکسار وترس ووقاری باآہستگی کار چشم فرو ہشتہ جوارح باز داشتہ ای اعضا را جمع آوردہ بادل فارغ وہمت مدارت خود بر چپ خود نہادہ روئے کریم را پیش گرفتہ ای قبلہ نمودہ۔ وقبلہ را پشت دادہ۔ مقابلہ میخ نقرہ کہ بقدر ہاچہار دہ انگشت از ستونیکہ نزدیک سر کریم او است صلی اللہ علیہ وسلم۔ ونگران سوئے زمین یا سوئے فروتر۔ آنچہ کہ او را در پیش شود از حجرۂ شریف۔ کنارہ کشان از اشتغال بنظر باآنچہ کہ او آنجا است از زینت نقش کناں صورت کریم او در دل خود۔ دانندہ وآگاہاں در دل خود باینکہ او علیہ الصلوۃ والسلام بحضور تو وقیام تو وسلام تو عالم دانا است۔ وعظمت وجلالت وقدر او صلی اللہ علیہ وسلم در دل موجود وحاضر داشتہ باز گفت سلام گویاں ومیانہ روی را مگراں از بلند کردن آواز ونہ پست کردن یعنی باوسط آواز بحضور وحیاء السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی سلامتی باد بر تو اے نبی ورحمت خدا وبرکتہائے او باد۔

طریق سلام بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا خلیل اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا امام المتقین السلام علیک یا من ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین السلام علیک یا شفیع المذنبین السلام علیک یا مبشر المحسنین السلام یا خاتم النبیین السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین السلام علیک وعلی آلک واھل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوۃ صلاھا علی احد من خلقہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشھد انک عبدہ ورسولہ خیرتہ من خلقہ واشھد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاھدت فی اللہ حق جھادہ وعبدت ربک حتی یاتیک الیقین الی ان قال ثم یطلب الشفاعۃ

ترجمہ السلام علیک یارسول اللہ یعنی سلامتی باد برتو ای رسول خدا السلام علیک یا حبیب اللہ یعنی سلام برتو ای حبیب خدا السلام علیک یا خلیل اللہ یعنی سلام برتوای دوست خدا السلام علیک یا خیر خلق اللہ یعنی سلام برتوای بہترین خلق خدا السلام علیک یا صفوۃ اللہ یعنی سلام برتوای برگزیدۂ خدا السلام علیک یا خیرۃ اللہ یعنی سلام برتوای پسندیدۂ خدا السلام علیک یا سید المرسلین یعنی سلام برتوای سردار رسولاں السلام علیک یا امام المتقین یعنی سلام برتوای امام پرہیزگاران السلام علیک یا من ارسلہ اللہ تعالی رحمۃ للعالمین یعنی سلام برتوای آنکہ فرستاد اورا خدائے برتر رحمت برائے عالمیان السلام علیک یا شفیع المذنبین یعنی سلام برتو ای شفیع گنہگاران۔ السلام علیک یا مبشر المحسنین یعنی سلام برتوای مژدہ دہندۂ احسان کنندگان۔ السلام علیک یا خاتم النبیین یعنی سلام برتوای ختم کنندۂ انبیاء السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین یعنی سلام برتو وبرہمہ انبیاء ورسولاں وفرشتہائے قرب یافتگان السلام علیک وعلی واھل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوۃ صلاھا علی احد من خلقہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشھد انک عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ واشھد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاھدت فی اللہ حق جھادہ وعبدت ربک حتی یاتیک الیقین یعنی سلام برتو وبرآل تو واہل بیت تو

صاحب تذکرہ بعد ذکر کردن درود ابراہیمی کہ آنرا درنماز میخوانند ودر اذکار بعد نماز نیز میگویند میگوید کہ بعد درود ابراہیمی مستحب است کہ بگوید اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید و درود ابراہیمی را بعد ہر نماز فرض خواندن مستحب است و در اذکار بعد نماز نیز میخوانند و در ہر نماز بعد تشہد اخیر خواندن آن واجب است نزد شافعیہ و مستحب است نزد حنفیہ و در اذکار بعد نماز نیز میخوانند و در ہر نماز بعد تشہد اخیر خواندن آن واجب است نزد شافعیہ و مستحب است نزد حنفیہ و در اذکار بعد نماز نیز میخوانند

فیقول یا رسول اللہ اسالک الشفاعۃ ثلاثا قال شارحہ الملا علی القاری لائق اقل مراتب الالحاح ولا یبعد ان یکون اشارۃ الی طلبہا فی المقامات الثلثۃ من الدنیا والبرزخ والاخرۃ قال فی اللباب ثم یتاخر الی صوب یمینہ قدر ذراع فیسلم علی خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فیقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صفی رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ السلام یا ثانی رسول اللہ فی الغار ورفیقہ فی الاسفار وامینہ علی الاسرار السلام علیک یا علم المہاجرین والانصار السلام علیک یا من اعتقہ اللہ من النار السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جزاک اللہ عن رسولہ وعن الاسلام واہلہ خیر الجزاء ورضی اللہ عنک احسن الرضاء ثم یتاخر الی یمینہ قدر ذراع فیقول السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق

فی الادب فی زیارۃ ابی بکر الصدیق رض

فی الادب فی زیارۃ عمر الفاروق رض

ترجمہ پس بگوید یا رسول اللہ اسالک الشفاعۃ یعنی ای رسول خدا تو شفاعت میخواہم۔ شارح او یعنی علی قاری رح از انکہ اقل مرتبہای زاری است۔ و دور نباشد کہ او اشارۃ شود سوی طلب شفاعت در ہر مقامات کہ از دنیا و برزخ و آخرۃ است۔ گفت در لباب باز پس آید سوی جانب راست او باندازہ یک گز پس سلام دہد بر خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پس بگوید السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای خلیفہ رسول خدا السلام علیک یا صفی رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای برگزیدہ رسول خدا السلام علیک یا صاحب رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای یار رسول خدا السلام علیک یا وزیر رسول اللہ یعنی سلام بر تو ای وزیر رسول خدا السلام علیک یا ثانی رسول اللہ فی الغار ورفیقی فی الاسفار وامینہ علی الاسرار یعنی سلام بر تو ای دوم رسول خدا در غار و ہمراہ او سفرہا و امین او بر سرہا السلام علیک یا علم المہاجرین والانصار یعنی سلام بر تو ای رایت ہجرت کنندگان و یاری دہندگان السلام علیک یا من اعتقہ اللہ من النار یعنی سلام بر تو ای آنکہ آزاد کردہ او را خدای بر تر از آتش السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جزاک اللہ عن رسولہ وعن الاسلام واہلہ خیر الجزاء ورضی اللہ عنک احسن الرضاء یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتہای او بدل دادہ ترا خدای بر تر از رسول خود و از اسلام و اہل اسلام بہتر جزا۔ و خوشنود شد خدای بر تر از تو خوب تر خوشنودی۔ باز پس آید سوی راست او در ریک گز پس بگوید السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر الفاروق یعنی سلام بر تو ای سردار مومنان حضرت عمر فاروق رض

بیان ہدایت نمودن در زیارت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیان ہدایت نمودن در زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

السلام علیك یا من كمّل الله به اربعین السلام علیك یا من استجاب الله فیه
دعوة خاتم النبیین السلام علیك یا من اظهر الله به الدین السلام علیك یا
من اعزّ الله به الدین السلام علیك یا من نطق بالصواب ووافق قوله محكم
الكتاب السلام علیك یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شهیدًا جزاك الله
عن نبیه وخلیفته وامته خیرًا السلام علیك ورحمة الله وبركاته ثم یرجع
قلیلًا ویقف بین الصدیق والفاروق فیقول السلام علیكما یا
صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان قال ثم یرجع الی حال وجه النبی
صلی الله علیه وسلم ویقف عند القبر الاقدس علی قدر رمح او اقل فیحمد الله
تعالی ویثنی علیه ویمجده ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویستشفع به الی ربه
ویدعو لنفسه بما یرید ولوالدیه واشیاخه ولمن شاء من اقاربه واخوانه

ثم یرجع الی حال وجه النبی صلی الله علیه وسلم

بیان بازگشتن سوئے زیارت روئے پیغمبر صلعم و باز آمدن بمقام اوّل و استدعائے خود و زیارت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و اولاد و اتباعش

ترجمہ السلام علیك یا من كمّل الله به اربعین یعنی سلام بر تو ای آنکہ کامل کرد ترا خدائے بر تر عدد چہل را از مومنین السلام علیك یا من استجاب الله فیه دعوة خاتم النبیین یعنی سلام بر تو ای آنکہ قبول فرمود خدائے بر تر دعوت او را خاتم انبیاء السلام علیك یا من اظهر الله به الدین یعنی سلام بر تو ای آنکہ پشت داد خدائے بر تر باو دین را السلام علیك یا من اعزّ الله به الدین یعنی سلام بر تو ای آنکہ محترم داشت خدائے بر تر باو دین را السلام علیك یا من نطق بالصواب ووافق قوله محكم الكتاب یعنی سلام بر تو ای آنکہ گویا شد بصواب و موافقت کرد قول او کتاب مضبوط را السلام علیك یا من عاش حمیدًا وخرج من الدنیا شهیدًا جزاك الله عن نبیه وخلیفته وامته جزاءً یعنی سلام بر تو ای آنکہ زندگی کرد ستودہ و بیرون شد از دنیا شہادت کناں۔ بدل داد ترا خدائے بر تر از نبی خود و خلیفہ او و امت او بہتر السلام علیك ورحمة الله وبركاته یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتہائے او باز برگردد قدری نیم گز پس بایستد درمیان حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پس بگوید السلام علیكما یا صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی سلام بر شما ای ہر دو یاران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ گفت۔ باز برگردد سوئے قرب روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بایستد نزد قبر اقدس بر قدر یک نیزہ یا کمتر پس حمد گوید خدائے بر تر را و ثنا خواند بر او و تمجید گوید او را و درود خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت خواہد باو سوئے پروردگار خود و دعا خواہد ہر چہ دوست بردارد برائے نفس خود و والدین خود را و شیوخ خود را و برائے ہر کسے کہ خواہد از نزدیکان خود و برادران خود

ولمن اوصاہ وسائر المسلمین الی ان قال وحسن ان یقول اللھم انک
قلت وانت اصدق القائلین ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الآیۃ
جئناک ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا فاشفع لنا واسالک ان تمن علینا
بسائر طلباتنا ویحشرنا فی زمرۃ عبادہ الصالحین الی اخرہ قال شارحہ الملا علی
القاری علیہ رحمۃ ربہ الباری واما ما اعتاد الناس من الاتیان خلف الحجرۃ النورآء
لزیارۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا فلا باس بہ لانہ قد قیل ان ھناک قبرھا
ھو الاظہر انتہی۔ ثم ان طال بہ القیام یجلس لیستریح من الصلوٰۃ والتسلیم علیہ
والاولی ان یجلس مفترشا او متورکا او جاثیا علی رکبتیہ فان ذلک لیق بالادب
معہ صلی اللہ علیہ وسلم من التربیع ونحوہ ذکر العلامۃ ابن حجر المکی فی الجوھر
المنظم وقال الشیخ رحمۃ اللہ السندی فی لباب المناسک فصل فی زیارۃ

فی الترجمۃ فی زیارۃ البقیع
وشہداء احد رضی

ترجمہ وبرای کسی کہ وصیت کرد او را وہمہ مسلمانان را تا آنکہ گفت۔ ونیکو است کہ بگوید اللھم انک
قلت وانت اصدق القائلین ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الآیۃ جئناک ظالمین لانفسنا
مستغفرین من ذنوبنا فاشفع لنا واسالک ان تمن علینا بسائر طلباتنا ویحشرنا
فی زمرۃ عبادہ الصالحین الی اخرہ یعنی خدایا بتحقیق تو فرمودی و تو راست ترین گویندگانی و اگر انھم
اذ ظلموا انفسھم جاءوک تا آخر آیت کہ در سورۂ نساء رکوع نہم است۔ یعنی وچوں البتہ ایشان
وقتیکہ ظلم نمودند نفسہای خود را۔ آمدندی تو پس مغفرت خواہ شدندی خدا و مغفرت خواست برای شان این
رسول البتہ یافتندی شان خدا را رجوع آرندہ تر و مہربان تر۔ آمدیم بتو ستمگاران برای نفسہای خود مغفرت خواہان از
گناہان خود پس شفاعت کن ما را و بخواہ او را آنکہ منت نہد بر ما بہر خواستہای ما و حشر کند ما را در گروہ نیک بندگان خود تا آخر
او۔ گفت شارح او ملا علی قاری بر وی باد رحمت پروردگار او کہ پیدا کنندہ است۔ ولیکن آنچہ اورا آدمیان عادت
گرفتہ اند از آمدن پس حجرہ روشن برای زیارت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا پس باکے نیست باو از انکہ ہر آئینہ آنکہ
تحقیق گفتہ شد کہ البتہ آنجا قبر او است واظہر تر است انتہی۔ باز اگر دراز شود بر وی قیام بنشینند تا کہ زیادہ کند
از درود و سلام گفتن بر او۔ و مناسب تر اینکہ بنشیند مفترش ای دو زانو بر زمین گسترندہ یا متورک ای بر یکطرف سرین نشیند و طرف سرین چپ بر پای راست
گزارندہ۔ یا جاثی بر ہر دو زانو کہ خود ای ہر دو زانو نشیند۔ پس بتحقیق این سزاوار تر است باد با او صلی اللہ علیہ وسلم از تربیع یعنی از چہار زانو نشستن
و مثل او کہ علامہ ابن حجر مکی در جوہر منظم بیان کردہ۔ و گفت شیخ رحمۃ اللہ سندی در لباب المناسک در فصل در زیارت

بیان آداب زیارت اہل بقیع و شہداء احد رضی اللہ عنہم

اهل البقيع يستحب ان يخرج كل يوم الى البقيع بعد زيارة النبي صلى الله عليه وسلم
وصاحبيه فيزور القبور التي به خصوصا يوم الجمعة وقد قيل انها مائة بالمدينة
من الصحابة نحو عشرة الاف غير ان غالبهم لا يعرف ومن لا يعرف عينا او جهة بالبقيع مشهد
عثمان رضي الله عنه ومشهد ابراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد عباس عم النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد
اخي النبي صلى الله عليه وسلم ومشهد يقال فيه ثلاث من اولاد النبي صلى الله عليه وسلم
فيسلم على هؤلاء كلهم الى ان قال وبقيت ثلاث مشاهد ليست بالبقيع احدها
مشهد مالك ابن سنان عربي المدينة داخل السور قبالتهما مشهد النفس الزكية
محمد بن عبد الله بن الحسن بن علي الشامي المدينة وثالثها مشهد سيد الشهداء
حمزة عم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم فيستحب ان يزوره ويزور شهداء
احد كلهم والجبل - والاولى يوم الخميس ويبدء بمسجد حمزة فيسلم عليه بخشوع
وخضوع مع مراعات غاية الادب والاجلال التام الى اخر ما قاله فيه نقلته
منه مختصرا وقال الفاضل المحقق الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي في كتابه جذب
القلوب الى ديار المحبوب تكميل في زيارة اهل الميت نقل في كتاب فصل الخطاب

ترجمہ و مستحب است مر اہل بقیع را کہ بیرون آید ہر روز سوی بقیع بعد زیارت نبی و صاحبان او و زیارت
کند گور ہا را کہ آنہا بدست خصوصا در جمعہ - و تحقیق گفتہ شدہ است آنکہ او کہ مرد در مدینہ از صحابہ بجز دہ ہزار اند
بجز آنکہ اکثر ایشان دانستہ نمیشوند و از انکہ دانستہ شود بعینہ یا بجہت در بقیع مشہد حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ و مشہد
حضرت ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم - صلی اللہ علیہ وسلم - و مشہد حضرت عباس عم نبی کریم - صلی اللہ علیہ وسلم - و مشہد
ازواج نبی - صلی اللہ علیہ وسلم - و مشہدی است کہ گفتہ شدہ در او سہ کس از اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس سلام گوید
بر ایشان ہمہ ایشان تا آنکہ گفت - و باقی ماند سہ مشاہد کہ نیست در بقیع یکی از آن مشہد مالک بن سنان است غربی مدینہ
از بیرون شہر پناہ - و دوم از آن مشہد نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی شامی المدنی است - و سوم
از آن مشہد سید الشہداء حمزہ عم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم - و رضی عنہم پس مستحب است آنکہ زیارت کند او را و زیارت کند
جمیع شہدای احد را کہ ذکر کردہ را - و مناسب تر روز پنجشنبہ است - و ابتدا کند از مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ - پس سلام دہد بر وی بخشوع و خضوع
با رعایتہای انتہای ادب و اجلال تام آخر آنچہ کہ در و گفتہ اش - از و تلخیص محتصر کردہ شد - و گفت فاضل محقق شیخ عبد الحق

بیان آداب زیارت اہل بقیع و شہدا و صحابہ رضی اللہ عنہم

فی الاذن زیارۃ البیت النبوی صلعم

محدث دہلوی در کتاب خود جذب القلوب الی دیار المحبوب در زیارت اہل بقیع و شہدا و صحابہ رضی اللہ عنہم

عن الامام جعفر الصادق رضی الله عنه وعن سائر اهل بیت النبوة انه قال من
زار واحدا من الائمة کان کمن زار رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل الرضاء
رضی الله عنه علمنی قولا بلیغا کاملا اذا انا زرت واحدا منکم فقال اذا صرت
الی الباب ففف واشهد شهادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورایت القبر
فقف وقل الله اکبر ثلثین مرة ثم امش قلیلا وعلیک السکینة والوقار وقارب
بین خطاک ثم قف فکبر الله ثلثین مرة ثم ادن من القبر وکبر الله اربعین
مرة تمام مائة مرة ثم قل السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة ومهبط
الوحی وخزان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم
وعناصر الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة النبیین
وعترة صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته السلام علی ائمة
الهدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته

ترجمہ از امام جعفر صادق رضی الله عنه واز تمام اہل بیت نبوة آنکہ گفت ہر کہ زیارة کردیکی را از آئمہ مثل ہمچو کسی کہ زیارة
کرد رسول خدا را صلی الله علیه وسلم - وگفته شد برای حضرت رضاء رضی الله عنه کہ مرا بیاموز سخنی کہ بلیغ وکامل باشد ہر گاہ کہ
من زیارة کنم یکی از شما - پس فرمود چوں برسی تا باب پس باایست وبہر دو شہادت گواہی دہ حالانکہ تو شستہ باشی
باغسل ووضو چوں دروں درائی وبینی قبر را پس باایست وسی بار تکبیر یعنی الله اکبر بگو - باز قدری پیش شو در حالی
کہ بر تو سکینت ووقار لازم است - درمیان ہر دو قدم خود با ہم قربت کن - باز باایست وسی بار تکبیر بخوان - باز نزدیک
شو از قبر وچہل مرتبہ تکبیر خوان کہ تمام صد مرتبہ باشد باز بگو السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة
ومهبط الوحی وخزان العلم ومنتهی الحکم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم وعناصر
الابرار ودعائم الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة النبیین وعترة
صفوة المرسلین صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر شما ای اہل بیت رسالة - وجای آمد
وشد فرشتگان - وجای نزول وحی - وگنجینہ داران علم - ومنتہای حکمتہا - وکان رحمت - وبنیادہای کرم - و
کشندگان امتہا - وعنصرہای نیکوکاران - وستونہای خیر کنندگان - ودرہای ایمان - وامانت داران رحمن - وفرزندان
قائم انبیاء - وفرزندان برگزیدہ رسولان - ودرود خدا بر وباد وسلام - رحمت خدا وبرکتہای او - السلام علی ائمة الهدی
ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته یعنی سلام بر امامان رہنمای - وچراغہای تاریکی
ونشانہای پرہیزگاری - وصاحبان بخردی وخرد - ورحمت خدا وبرکتہای او

السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ
سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی
مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو
محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی وقال المحدث المذکور فیہ ایضا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی ان قبر الامام
موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق اعظم لقبول الدعاء واجابتہ انتہی نقلا من کتاب جذب القلوب
ہذا الذی ذکرناہ من کیفیۃ الزیارۃ الشریفۃ والاستشفاع والاستمداد من الحضرۃ النبویۃ

ترجمہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ
سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام
بر جاہائی رحمت خدا۔ ومسکنہائی برکت خدا۔ وکانہائی حکمت خدا۔ ونگہبانان راز خدا۔ وبردارندگان کتاب خدا۔ وواژنان
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی
مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی
مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی
مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو محمد وال سیدنا محمد من الجن
والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی یعنی سلام
بر خواندگان سوی خدائی غالب وبزرگ۔ وراہ نمایان بر پسندیدہائی خدا۔ وظاہر کنندگان امر خدا ونہی او را۔ وخلوص
آورندگان در توحید خدا۔ ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ ہر آئینہ من سپارش خواہ سوی خدایم عزوجل بشما وپیش گاہ شما پیشرو
طلب من است وارادت من وخواست من وحاجت من است گواہی میدہم کہ تحقیق من مومنم بہ پوشیدگی شما وآشکارہ شدن شما۔
والبتہ من بری ام سوی خدائی برتر از خصم بردار ما محمد وال سردار ما محمد از جن وانس صلی اللہ رحمت خدا باد بر سردار ما محمد صلعم وال او
کہ بوی خوش دارند وپاکانند وسلام باد بر وسلام کردن انتہی۔ وگفتہ محدث مذکور در ونیز کہ گفت امام
شافعی رحمت خدا بر تراد باد۔ ہر آئینہ قبر حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ برائے قبول دعا
واجابتش تریاق اعظم است انتہی۔ این از کتاب جذب القلوب نقل کردہ۔ واین کہ آں۔
او را بیان کردیم از کیفیت زیارت شریفہ وشفاعت ویاری خواستن از حضرت نبویہ

النبویۃ والتربۃ المصطفویۃ علی صاحبہا الف الف الصلوٰۃ والسلام التحیۃ
ھو المختار عند العلماء المحققین قدیما وحدیثا والمعمول عند الاولیاء الصالحین
سلفا وخلفا من غیر نکیر منکر ولا رد راد فھو کالاجماع السکوتی عند جمیع ارباب
المذاھب والبعید عن الافراط والتفریط المحرمین المذمومین بالاتفاق عندھم وقد
صرحوا بھما فی کتبھم ونبھوا علیھما فی زبرھم۔ اما الافراط فافراط الزائر فی التعظیم
بحیث یشابہ عبادۃ القبر الاعطر من الصلوٰۃ الیہ او السجود او الرکوع قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا
قبور انبیاءھم مساجد اخرجہ الامام مالک وغیرہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم
لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد اخرجاہ الشیخان عن عائشۃ
رضی اللہ عنھا واما التفریط فتقریط الزائر فی الاحترام حتی یبلغ الی استحقاب النفس
الاقدس من استدبارہ ومد الرجل الیہ والقاء البزاق والنخام ونحو الاذی لدیہ
ورفع الصوت والخصام واللھو واللعب عندہ والنداء باسمہ الشریف بغیر تعظیم ورفع

فی الافراط والتفریط المحرمین المذمومین
واما الاخر او

واما التفریط

ترجمہ نبویہ وتربت مصطفویہ بر صاحبہا ہزار ہزار درود وسلام وتحیہ باد۔ او مختار است نزد علمای محققین کہ پیشین اند
ونو۔ ومعمول است نزد اولیاء وصلحای پیشین وپسین بغیر نکیر منکر یعنی کسے بر دافکار اعتراض نکرد۔ ونہ رد کردکسے رد کنندہ
پس او مانند اجماع سکوتی است نزد ہمہ ارباب مذاہب۔ وبعید است از افراط وتفریط یعنی از زیادتی وکمی کہ ہر دو حرام کردہ شدہ
وذم کردہ شدہ اند باتفاق نزد شاں کہ تحقیق ایشاں تصریح کردہ اند بہر دو در کتابہای خود واگاہ کردہ اند بریں ہر دو
در صحیفہای خود۔ لیکن افراط پس افراط زائر در تعظیم بایں طور است کہ مشابہ شود عبادت قبر اعطر را از نماز سوئی او یا سجدہ
یا رکوع۔ فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدایا مگردان قبر مرا بتے کہ عبادت کردہ میشود از انکہ سخت شدہ است غضب خدای بر قومی
کہ اتخاذ کردند گورہای انبیای خود را مسجد ہا۔ برآوردہ است امام مالک وغیر او رضی اللہ عنہم۔ وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم لعنت
کرد خدا یہود ونصاریٰ را کہ گورہای انبیای خود را مساجد گرفتہ۔ برآوردہ او را شیخان یعنی صاحب بخاری ومسلم از عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا۔ ولیکن تفریط پس تقریط زائر در احترام است تا انکہ برسد او سوئی سبک شمردن یعنی بے حرمتی قبر اقدس او پشت
دادن او ودراز کردن سوئی او وآب دہن وبینی وچیزی از ازار دہندہ او از تخلق نزد او وبلند کردن آواز ونشوست وداشتن
ولہو بازی کردن نزد او ونداکردن باسم شریف او صلعم بغیر تعظیم ورفع

بیان افراط وتفریط در تعظیم
اقول ولکن بیان افراط وتفریط در تعظیم

الفاحشة الملوثة قربة وامثال ذلك من المستقذرات والمنكرات قال الله تعالى
وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم
كان عند الله عظيما ۝ وقال جل ذكره ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ۝ وبين الامرين تفريط وتقريط امور مشتبهات
تعارضت فيها الادلة واختلفت فيها الاقوال كالطواف حول القبر الشريف
وتقبيل سدته العلية ووضع الخد عليه ومس حديده والتمرغ على اعتابه ونحوها
فالمشددون من العلماء حرموها او كرهوها سدا لباب الذرائع لئلا تفضي الى
المحرم لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما اسكر كثيره فقليله حرام اخرجه الترمذي و
ابو داود وغيرهم والمخففون منهم اباحوها او استحبوها تبركا بها بالمعظم
قال الله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب وقال سبحانه و
من يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه والصواب عند المحققين منهم انها

ترجمہ یعنی تلطیخ آلودہ قریب و امثال ایں از گندگی آلودہا و منکرات۔ فرمودہ خدائی بر تر در سورۂ احزاب رکوع ہفتم وما
كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما ۝
یعنی شما را کہ ایذا دہید رسول خدا را و مناسب نکاح کنید ازواج او را از پس او ہمیشہ تحقیق ایں ہا ہستند نزد خدائی بر تر بسیار بزرگ
داشتہ شدہ۔ و فرمودہ کہ ذکر او بزرگ است در سورۂ احزاب رکوع ہفتم ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ۝ یعنی آنانکہ ایذا دہند خدا را و رسول او را لعنت کرد ایشان را خدا در دنیا و آخرہ
و مقرر کردہ برائے ایشان عذاب خوار کنندہ۔ و درمیان افراط و تفریط امور مشتبہ اند کہ معارض شدہ اند در وے دلیلہا و مختلف
آمدہ اند در وے قولہا مثل طواف گرد قبر شریف و بوسیدن آستانہ علیہ او صلعم و رخسارہ نہادن بر او و بوسیدن مس کردن میلہائے
او و خاک غلطیدن بر آستانہائے او و مثل او پس سخت گیرندگان از علماء او را حرام کردہ اند یا مکروہ داشتہ اند برائے باز داشت
باب ذرائع فرائع روندگان و زود رسی کنندگان تا ایشان سوئے محرم یعنی آنچہ حرام کردہ شدہ است نرسند۔ از آنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است آنچہ کثیرش مستی آورد پس قلیل او حرام است۔ برآورد او را ترمذی و ابو داود و غیر شاں۔ و فراخ روندگان و سبک انگاران
کار ایشان اند او را مباح داشتہ اند و مستحب شمردہ اند از راہ برکت گرفتن بجناب معظم او۔ فرمودہ خدائی بر تر در سورۂ حج رکوع چہارم
ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب یعنی و ہر کہ بزرگ دارد شعائر یعنی نشانہائے خدا را پس آنہا از پرہیزگاری
دلہا است۔ و فرمودہ بجائے در سورۂ حج رکوع چہارم ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه یعنی و ہر کہ

بیان اختلاف مردم در انواع توسل و تبرک و زیارت بآثار و تربت بزرگان و تعارض ادلہ ایں امور و معارضہ آنہا با دلائل تحقیق

بیان اختلاف مردم در انواع توسل و تبرک و زیارت بآثار و تربت بزرگان و تعارض ادلہ ایں امور و معارضہ آنہا با دلائل تحقیق

تختلف باختلاف الناس والاحوال والاوقات فلا یمنع منہا من لا یملک نفسہ من غلبۃ الوجد والحب وقت الامن من الشیوع والتقلید العام ویمنع منہا من یملک نفسہ حین الخوف مما ذکر قال السید السمہودی فی الوفا قال الحافظ ابو عبد اللہ بن محمد بن موسی بن نعمان فی کتابہ مصباح الظلام ان الحافظ ابا سعید السمعانی ذکر فیما روینا عنہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحثی من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللہ قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللہ سبحانہ واوعینا عنک وکان فیما انزل علیک ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتک لتستغفر لی فنودی من القبر انہ غفر لک انتہی وقال العلامۃ تاج الدین السبکی فی الرد علی ابن تیمیۃ فی مسئلۃ الزیارۃ ان عدم التمسح بالقبر لیس مما قال الاجماع علیہ

ترجمہ مختلف باشد باعتبار اختلاف آدمیان واحوال واوقات۔ پس منع نہ شود ازینہا آنکس را کہ مالک نگذارد بر نفس خود از غلبۂ وجد وحب وقت امن از شیوع و تقلید عامہ یعنی وقتیکہ از شائع شدن واز پیروی کردن عوام بخوف ومامون باشد۔ ومانع داشتہ شود ازو آنکس کہ اختیار دارد بر نفس خود ہنگام ترس از انچہ کہ ذکر کردہ شد گفت سید سمہودی در وفا کہ گفت حافظ ابو عبد اللہ محمد بن موسی بن نعمان در کتاب خود مصباح الظلام آنکہ حافظ ابو سعید سمعانی بیان کرد در انچہ کہ روایت کردیم از و روایت کردیم۔ از علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہ فرمود پیش آمد بر ما اعرابی پس از انچہ کہ دفن کردیم ما رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم سہ روز ما یعنی پس سہ روز از دفن او سلم۔ پس بیامد او نفس خود را بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واز تراب او بسر خود خاک زد و گفت ای رسول خدا تو گفتی پس قول تو شنیدیم و تو یاد کردی از خدائی سبحانہ وما یاد گرفتیم از تو وہست در انچہ کہ نازل کردہ شد بر تو در جملہ انہا ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی وچون ہر آئینہ ایشان وقتی کہ ستم کردند بر نفسہائی خود۔ آمدند بتو پس مغفرت خواستند خدا و این رسول برای ایشان مغفرت خواست ہر آئینہ یافتندی ایشان خدائے را بسیار توبہ دہندہ و مہربان۔ و آمدم بتو تا مغفرت خواہی برائے من پس ندا دادہ شد از قبر مبارک کہ ہر آئینہ او تعالی بیامرزید ترا انتہی ۔ وگفت علامہ تاج الدین سبکی در رد ابن تیمیہ در مسئلہ زیارت آنکہ عدم تمسح بقبر یعنی قبر را بدست نہ سودن وبوسہ نہ کردن از انچہ کہ بر و اجماع قائم شدہ است

السلف انما منعوا من ذلك لمصلحة قطع الناس عن ذلك المؤدي التمكين منه
الى مفاسد من العوام لا تحصر كما هو ظاهر قال العزبن جماعه وفي كتاب العلل
والسوالات لعبد الله بن الامام احمد عن ابيه رواية ابي علي بن الصواف عنه قال
عبد الله سالت ابي عن الرجل يمس منبر النبي صلى الله عليه وسلم ويتبرك بمسه
وتقبيله ويفعل بالقبر الشريف مثل ذلك رجاء ثواب الله عزوجل قال لا بأس
وروى ابن عساكر بسند جيد ان بلالا رضي الله عنه لما قدم من الشام لزيارة
النبي صلى الله عليه وسلم اتى القبر الشريف فجعل يبكي عنده ويمرغ وجهه عليه
وفي تحفة ابن عساكر من طريق طاهر بن يحيى الحسيني قال حدثني ابي عن
جدي عن جعفر بن محمد عن ابيه عن علي رضي الله عنه قال لما قبر
رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءت فاطمة رضي الله عنها فوقفت
على قبره واخذت قبضة من تراب القبر ووضعت على عينيها وبكت

وانشاءت تقول ؎

ترجمہ سلف کہ ازیں منع کردہ اند جز ازیں نیست کہ بنا بر مصلحت باز داشتن آدمیان است ازیں مؤدی یعنی راہ رسانیدہ شدہ۔ کہ از و تمکین یعنی جا گرفتن است سوئی مفاسد از عوام کہ در حصر نیاید یعنی شمار نہ شوند۔ چنانچہ او ظاہر است۔ گفت عزبن جماعہ و در کتاب علل و السوالات کہ عبد اللہ بن امام احمد را است از پدر او کہ روایت ابی علی بن صواف است از و کہ گفت عبد اللہ پرسیدم پدر خود را از ان مردی کہ مس میکند منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را و برکت میگیرد بمس او و بوسیدن او و ہمچنیں بقبر شریف میکند بامید ثواب خدای عزوجل گفت باک نیست باو۔ و در روایت کرد ابن عساکر بسند تازہ ہر آئنہ بلال رضی اللہ عنہ ہر گاہ کہ پیش آمد از شام برائی زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیامد قبر شریف را پس گریاں شد نزد او و روئی خود بر و در خاک می مالید۔ و در تحفہ ابن عساکر است از طریق طاہر بن یحیی حسینی گفت حدیث کرد مرا پدر من از جد من از جعفر بن محمد از پدر خود از علی رضی اللہ عنہ گفت چوں قبر کردہ شد یا دفن کردہ شد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیامد فاطمہ رضی اللہ عنہا و بایستاد بر قبر شریف او و

بگرفت مشتے از خاک مزار شریف و بر بر و چشمان خود نہاد و بگریست۔

و ایں شعرہا از خود گفتن گرفت ؎

نہ مس دفن کردہ شدہ

مَاذَا عَلَيَّ مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

وذکر الخطیب بن جملۃ اَنَّ ابن عمر رضی اللہ عنہما کان یدہ الیمنی علی القبر الشریف وَاَنَّ بلالاً وضع خدّیہ علیہ ایضاً رضی اللہ عنہ ثم قال ولا شک اَنَّ الاستغراق فی المحبّۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والمقصود من ذلک کلہ الاحترام والتعظیم والناس تختلف مراتبہم فی ذلک کما کانت تختلف فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فالناس حین یرونہ لا یملکون انفسہم بل یبادرون الیہ واناس منہم اناۃ یتاخرون والکل محل خیر قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضہم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من آدمی وغیرہ فاما

مَاذَا عَلَيَّ مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ اَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

کہ ترجمہ اش بنظم اینست

ایں ہرچہ ہست برمن از بوئے خاک احمد نبویدہ اورا ہا خوشبوئی ایچنیہا
نازل شدہ مصائب برمن کہ گر ہمہ او بر روز ہا بیفتند گردند ہمچو شبہا

وذکر کرد خطیب بن جملہ کہ تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما دست راست خود بر قبر شریف می نہاد۔ و تحقیق بلال رضی اللہ عنہ نیز ہر دو رخسارۂ خود بر او نہادہ۔ باز گفت و شک نیست کہ ہر آئینہ استغراق در محبت حمل شود بر اذن دریں کار۔ و مقصود از ہمہ احترام و تعظیم است۔ و آدمیان مختلف میباشند در مراتب شان چنانکہ اختلاف می کردند در حیات او صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آدمیان اند وقتے کہ می بینند اورا اختیار نمی دارند نفسہائے خود را بلکہ مبادرت و زود می کنند سوئے او۔ و آدمیان اند کہ در اوشان وقار و آہستگی است در نگ می کنند۔ و ہمہ نیکے خیر اند۔ گفت حافظ ابن حجر کہ بعض شان از مشروعیت بوسہ دادن حجر اسود

استنباط کردہ اند جواز بوسہ دادن ہر آنکس کہ سزاوار است
تعظیم را از آدمی و غیر او
ولیکن

تقبیل ید الآدمی فسبق فی الادب واما غیرہ فنقل عن الامام احمد انہ سئل عن تقبیل منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ الشریف فلم یر بہ باسا نقل ذلک عنہ ابنہ عبد اللہ کما تقدم ونقل عن ابن ابی الصیف الیمنی احد علماء مکۃ من الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین انتہی کلام الحافظ ونقل الطیب الناشری عن المحب الطبری انہ یجوز تقبیل القبر ومسہ وقال علیہ عمل العلماء الصالحین والسلف +

لو رأینا لسلمی اثرا لسجدنا الف الف للاثر

وقال الآخر

امر علی الدیار دیار لیلی اقبل ذا الجدار والجدارا

وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا

ترجمہ: بوسہ دادن دست آدمی پس سابق گذشت در بحث آدمی۔ ولیکن غیر او پس نقل کردہ شد از امام احمد کہ ہر آئینہ او پرسیدہ شد از بوسہ دادن منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر شریف او پس روا نہ دید۔ نقل کرد این از او پسر او عبد اللہ چنانچہ پیش ازیں بیاید۔ ونقل است از ابن ابی صیف یمنی کہ یکے از علمائے مکہ است از شافعیہ۔ جواز بوسہ دادن مصحف وجزوہائے حدیث وگورہائے نکوکاران۔ تمام شد کلام حافظ۔

ونقل کرد طیب ناشری از محب طبری ہر آئینہ آنکہ جائز می شود بوسہ دادن گور وسودن او گفت وبر دست عمل علمائے صالحین وخواند این شعر

لو رأینا لسلمی اثرا لسجدنا الف الف للاثر

ترجمہ

گر ز محبوب نشانے قدمے بینیم سجدہا بہر نشاں بیحد وبیعد آریم

وگفت دیگر کسے

امر علی الدیار دیار لیلی اقبل ذا الجدار والجدارا

وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا

بیگویم ہر دیارے ہست گویا دیار لیلی می بوسم ہر جدارے وشاید ہر جدارا ۔۔۔ نگفتا این دلم راحب ابیات ولیکن حب کسیکہ ساکن شد این دیارا

ونقل بعضهم عن ابی حیثمة عن مصعب بن عبد الله عن اسمٰعیل بن یعقوب التیمی قال کان ابن المنکدر یجلس مع اصحابه قال وکان یصیبه الصمات وکان یقوم کما هو ویضع خدّه علی قبر النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فعوتب فی ذلک فقال انه یصیبنی خطرة فاذا وجدت ذلک استشفیت بقبر النبی صلی الله علیه وسلم وکان یاتی موضعا من المسجد فی الصحن فیتمرغ ویضطجع فقیل له فی ذلک فقال انی رایت النبی صلی الله علیه وسلم فی هذا الموضع اراه فقال فی النوم استنی نقلا من الوفا قال فی المواهب لله در القائل

فاح الصعید بجسمه فکانه ... روض بیمن بعرفة المتاوح

ماجسمه مما یغیره الثری ... والروح منه کالصباح الابلج

ولله در الابوصیری رحمه الله تعالی قال حیث

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمه ... طوبی لمنتشق منه وملتثم

ترجمہ: ونقل کرد بعض شاں از ابی حیثمہ از مصعب بن عبد اللہ از اسمٰعیل بن یعقوب تیمی کہ گفت بود ابن منکدر کہ می نشست با اصحاب خود۔ گفت واو را در رسید خاموشی پس بر می خاست چنانکہ او است وی نہاد رخسار خود بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باز بر می گشت پس عتاب کردہ شد پس دریافتم دریں پس گفت مرا آنکہ مرا خطرہ در رسد پس چوں ایں را می یابم شفا می طلبم بقبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ وی آمد بموضعی از مسجد در صحن پس می غلطید بر خاک و بر پہلو می خفت۔ پس گفتہ شد او را دریں۔ پس گفت مرا آنکہ من دیدہ ام نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دریں جائے کہ می ہستم او را پس گفت در خواب۔ آخر شد ایں کہ نقل است از وفا۔ گفت در مواہب خدای راست خوبی گویندہ

فاح الصعید بجسمه فکانه ... روض بیمن بعرفة المتاوح

ماجسمه مما یغیره الثری ... والروح منه کالصباح الابلج

ترجمہ

بوئید خاک بوئی خوش از جسم او کہ او گویا ... معطر مرغزاری ہست ہر سو بوئی خوش زادہ

چناں جسمی کہ خاک او را تغیر کے دہد گاہے ... چناں روحی کہ چوں صبح صداقی نور پاشیدہ

وخدای راست خوبی ابوصیری رحمہ اللہ تعالی کہ گفت بجا

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمه ... طوبی لمنتشق منه وملتثم

بہت خوشبو ہمچو خاکے کہ خواہش ضم شدہ ... مژدہ باد او را بہر گویندہ و بوسندہ از

ریب عندکن لہ ادنی تعلق بشریعۃ الاسلام ان قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ
اذا کان القبر کما ذکرناہ وقد حوی جسمہ الشریف علیہ الصلوٰۃ والسلام
انہ ھو اطیب الطیب فلا مریۃ انہ لا طیب یعدل تراب قبرہ المقدس واذا
عرفت ما حررنا فی الجواب وفہمت ما حققنا فی الخطاب لا یبقی لک شبھۃ فی ھذا
القیام العظیم بھذہ الکیفیۃ عند النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم بانہ
لا مناسبۃ بینہ وبین القیام الذی ورد فیہ النھی فی بعض الاحادیث النبویۃ
لان ذلک من اخس الاخلاق الدنیویۃ انما قصد بہ عرض ھذا الادنی وھذا من
اشرف الآداب الدینیۃ حیث اُرید بہ وجہ ربہ الاعلی فاستمع لما یتلی لک
من کلام شراح الحدیث المعوّل علیہ فی القدیم والحدیث قال شیخ الاسلام
الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری شرح صحیح البخاری تحت حدیث قوموا
الی سیدکم فقال ابن بطال فی ھذا الحدیث امر الامام الاعظم باکرام الکبیر من
المسلمین ومشروعیۃ اکرام اھل الفضل فی المجلس للامام والقیام الیہ لغیرہ من

ترجمہ: وشک نیست نزد کسی را کہ ادنی تعلق بشریعت اسلام باشد تحقیق آنکہ قبر شریف او صلی اللہ علیہ وسلم
مرغزاری است از باغہائی بہشت بلکہ افضل از وی ست۔ وہر گاہ ایں قبر شریف چنانکہ او ذکر کردیم ہست حالانکہ تحقیق جائے
گرفتہ است جسم شریف او۔ بر او صلوٰۃ و سلام باد۔ آنکہ او خوشبو ترین خوشبوہا ست۔ پس ہیچ گمان و شکی نیست
کہ ہر آئینہ آنکہ نیست خوشبوئی کہ برابر شود خاک گور مقدس او را صلی اللہ علیہ وسلم۔ وچوں بدانستی آنچہ در جواب تحریر
کردیم و فہمیدی آنچہ در خطاب تحقیق کردیم ترا شبہی نخواہد ماند دریں قیام عظیم بدیں کیفیت نزد نبی کریم بر و بزرگ ترین
صلوٰۃ و تسلیم باد۔ بتحقیق آنکہ مناسبت نیست درمیان او و درمیان قیامیکہ در وی نہی وارد شدہ در بعض احادیث
نبویہ از آنکہ ایں از پست ترین اخلاق دنیوی است۔ کہ جز ایں نیست کہ قصد کردہ شد بدو پیش کش ایں ادنی۔ و ایں
از شریف ترین آداب دینی است چوں باو ارادہ کردہ شود وجہ ربہ الاعلی یعنی روی پروردگار خود کہ برتر
از ہمہ است۔ پس گوش دار بآنچہ کہ نقل کردہ شود برای تو از کلام شارحان حدیث کہ بر و اعتماد و ناز کردہ شد در قدیم و حدیث
یعنی در عہد پیشین و نو در کلام قدیم و جدید یہ گفت شیخ الاسلام حافظ ابن عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری در
حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سردار شما۔ کہ گفت ابن بطال دریں حدیث کہ حکم کرد امام اعظم را بہ بزرگی کردن بزرگ
مسلمانان۔ و بمشروعیت اکرام اہل فضل یعنی جاری داشتن بزرگی بزرگان در مجلس خود۔ و قیام در وی برائے غیر خود از

تفسیر الحدیث اشرف قوموا الی سیدکم

بیان تفصیلی قیام و روایات احادیث فی قیام

وثبوت قیام

قول شیخ الاسلام ابن حجر در شرح و تفسیر
حدیث قوموا الی سیدکم

اصحابه واکرام الناس بالقیام الی الکبیر منهم واجاب الطبری عن حدیث لا یقوم
کما تقوم الاعاجم بعظم بعضهم بعضا بانه حدیث ضعیف مضطرب السند
فیه من لا یعرف وحدیث من احب ان یمتثل الرجال قیاما الحدیث اجاب عنه
الطبری بان هذا الخبر انما فیه نهی من یقام له عن السرور بذلک کالنهی من یقوم
اکراما له واجاب عنه ابن قتیبة ایضا بان معناه من اراد ان یقوم الرجال عن
راسه کما تقام بین یدی ملوک الاعاجم ولیس المراد بنهی الرجل عن القیام لاخیه
او اسلم علیه * واحتج ابن بطال لجواز القیام بما اخرجه النسائی من طریق عائشة
بنت طلحة عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا رای فاطمة ابنته قد اقبلت رحب بها ثم قام لها فقبلها ثم اخذ بیدها
حتی یجلسها فی مکانه قلت حدیث عائشة هذا اخرجه ایضا ابو داود والترمذی
وحسنه وصححه الحاکم وابن حبان واصله فی الصحیح کما مضی فی المناقب

ترجمہ اصحاب خود۔ واکرام آدمیان بقیام سوی کبیر از ایشاں یعنی گرامی داشتن مردمان قیام نمودہ بزرگان خود را و جواب
داد طبری نسبت حدیث تقوموا کما تقوم الاعاجم بعظم بعضهم بعضا یعنی برخیزید بمانند کہ عجمیاں برخیزند برائے
تعظیم یکدیگر بعض شاں بعض را۔ بتحقیق کہ ایں حدیث ضعیف است بسند مضطرب کہ در وے کسی است کہ شناختہ نمی شود
وحدیث من احب ان یمتثل الرجال قیاما الحدیث یعنی کسیکہ پسند دارد آنکہ مردمان بخدمت ایستادہ شوند قیام کنند
تا آخر حدیث طبری از و جواب دارد کہ بتحقیق ایں حدیث جز ایں نیست کہ در وے نہی است آنکس را کہ قیام کردہ شود برائے او بر جلوس
او بایں قیام۔ نہی است آنکس را کہ قیام میکنند او را برائے اکرام او۔ و جواب داد از و ابن قتیبہ نیز بایں طور کہ معنیش آنکہ مراد آنکس کہ
می خواہد برخاستن مردمان در سر خود چنانکہ پیش شاہان عجم استادہ میشوند۔ و مراد نیست از نہی آں مرد از قیام کہ برادر خود را
یا قیام برائے کسیکہ بر و سلام کرد *

و حجت گرفت ابن بطال جواز قیام را بآنچہ نسائی او را بر آوردہ از طریق عائشہ بنت طلحہ از عائشہ رضی اللہ عنہا کہ
گفت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ دختر خود را میدید کہ او پیش آمد باو مرحبا میگفت باز برائے
خاست برائے او و بوسہ میداد او را باز دست او میگرفت تا آنکہ بنشانید او را بجای خود۔ گفتم حدیث عائشہ آنست
بر آوردہ است او را نیز ابو داود و ترمذی و او را حسن شمردہ و حاکم و ابن حبان او را و حدیث صحیح گفتہ
و اصل او در صحیح است چنانچہ گذشت در مناقب

جواب طبری حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ
جواب ابن قتیبہ معنی حدیث
حدیث من احب ان یمتثل الرجال الخ
حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

وفی الوفات النبویۃ الی اخر ما قالہ الحافظ وقال العلامۃ الشیخ محمد طاہر
الفتنی فی مجمع البحار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار وحدیث قوموا
الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنہی
لان ذلک بمعنی الوقوف وھذا بمعنی النہوض ولیس ھو القیام الذی یفعلہ
الاعاجم تعظیما وانما کان سعد وجعا المارش فی اکحلہ فاراھم بالقیام لیعینوہ
علی النزول من الحمار لئلا یفجر عرقہ بالاضطراب ولو اراد التعظیم لقال قوموا
لسیدکم وفیہ نظر لان الی افخم کانہ قیل قوموا واذھبوا الیہ تلقیا وکرامۃ
یشعر بہ وصف السیادۃ واحتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا
اقبلوا قال القاضی ولیس ھو من القیام المنہی عنہ انما ھو فیمن یقومون علیہ وھو
جالس ویمثلون قیاما طول جلوسہ وحدیث لا تقوموا کما لاعاجم یعظم بعضھم
بعضا ای یعظم لاجل مالہ ومنصبہ بل لا یعظم لصلاح وعلمہ

ترجمہ۔ دور وفات نبویہ تا آخر آنچہ کہ او را حافظ گفت۔ وگفت علامہ شیخ محمد طاہر فتنی در مجمع بحار در غرائب
تنزیل ولطائف اخبار۔ وحدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سید شما۔ در و استحباب قیام است
وقت در آمدن افضل۔ و ایں غیر است از قیام منہی از انکہ او بمعنی وقوف یعنی استادن است۔ و ایں بمعنی نہوض
یعنی برخواستن۔ و ایں آں قیامی نیست کہ عجمیاں برائے تعظیم مقرر کردہ اند۔ و جز ایں نیست کہ حضرت سعد
رضی اللہ عنہ درد مند بود از انکہ در رگ او اکحل از ہفت اندام تیر رسیدہ بود پس حکم کرد او صلی اللہ
علیہ وسلم ایشاں را بالقیام تا او را بر فرود آمدن از حمار مدد کنند کہ باضطراب رگ او کشادہ نہ شود
و اگر ارادہ کردے تعظیم را ہر آئینہ گفتی قوموا لسیدکم کہ برخیزید برائے سید خود۔ و در و نظری است
از انکہ الی افخم است یعنی برائے بزرگی است۔ گویا کہ او گفتہ شد قوموا و اذھبوا الیہ تلقیا وکرامۃ
یعنی برخیزید و بروید سوی او بنا بر ملاقات و بزرگی کہ یاد آگہی شود بو صف سیادت یعنی تا سرداری او در یافتہ
شود۔ و حجت گرفتہ اند بو ہمہ جمہور برائے اکرام اہل فضل بقیام وقتیکہ پیش بیایند آں اہل فضل۔ گفت
قاضی کہ او از قیام منہی عنہ نیست از انکہ ایں قیام منہی عنہ در حق کسی است کہ ہمہ بروئے استادہ باشند و
او نشستہ و تا درازی نشست او ہمہ بخدمت بر پا ایستادہ می باشند۔ وحدیث لا تقوموا
کما لاعاجم یعظم بعضھم بعضا ای یعظمہ لاجل مالہ ومنصبہ بل لا یعظم لصلاحہ وعلمہ
یعنی برخیزید شما مجو ہمچو عجمیاں کہ بعض شاں بعض را تعظیم میکنند یعنی تعظیم میکنند بسبب مال و منصب او نہ کہ تعظیم میکنند برائے صلاح او و علم او

قول علامہ طاہر فتنی در استحباب قیام
وقت در آمدن افضل و حدیث قوموا الی سیدکم

قول قاضی عیاض در جواب حدیث قوموا الی سیدکم

وحدیث کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لہ وذلک للاتحاد الموجب لرفع الحشمۃ ومتی صفت القلوب استغنت عن تکلف اظہار ما فیہا والحاصل ان القیام وترکہ بحسب الازمان والاشخاص انتہی وقال العلامۃ الملا علی القاری فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم قیل ای للتعظیم ویستدل بہ علی عدم کراہیتہ فیکون الامر للاباحۃ او لبیان الجواز وقیل قوموا لاعانۃ النزول عن الحمار اذ کان بہ مرض واثر جرح اکحلہ یوم الخندق ولو اراد تعظیمہ لقال قوموا لسیدکم وتعقب الطیبی ھذا بان الی فی ھذا المقام اخص من اللام وقال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اھل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام اذا اقبلوا ھکذا احتج بالحدیث جماھیر العلماء وقال القاضی عیاض القیام المنہی عنہ تمثلھم قیاما طول جلوسہ وقال النووی ھذا القیام للقادم من اھل الفضل مستحب وقد جاءت احادیث ولیضم فی المنہی عنہ

ترجمہ وحدیث کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لہ یعنی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ دیدے صلعم ایشاں را برخاستن برائی او صلی اللہ علیہ وسلم - واین بنا بر اتحادی است کہ موجب است برداشتن حیا و دیدبہ را - در ہرگاہ دلہا صفا پذیرند از تکلف اظہار چیزی کہ در وے بیت بی نیازی شوند - وحاصل آنکہ قیام و ترک او بحسب زمانہا و شخصہا است وگفتہ علامہ ملا علی قاری در مرقات مفاتیح شرح مشکوۃ مصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم - کہ گفتہ شد ای للتعظیمہ یعنی برائی تعظیم او نہ خیزید سوے سردار شما - ودر دلیل حاصل آمد بر عدم کراہت او یعنی این قول دلیل است کہ قیام برائی تعظیم مکروہ نیست - پس این امر برائے اباحت باشد یا برائی بیان جواز یعنی این امر او صلعم برائی مباح کردن قیام بود نہ قیام تعظیم آمدہ - وگفتہ شد قوموا لاعانۃ النزول عن الحمار یعنی برخیزید برائی اعانت فرود آمدن او از الاغ او یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ مریض بود - واثر زخم داشت بر گ اکحل خود کہ بروز جنگ خندق خراب خورده بود - اگر ارادہ داشتی تعظیم او را البتہ گفتی قوموا لسیدکم - وپس اگر گفت طیبی یعنی بحر العلوم گفت این کہ تحقیق الی در مقام از حرف لام فہیم و بزرگ است - وگفتہ اند بعض علمای اہل حدیث کہ اکرام اہل فضل بقیام است کہ ہرگاہ کہ بیشتر بیایند بسبب علم و صلاح حال یا بشرف ایشاں کہ در این حدیث است - وحجت جماہیر علما را بایں حدیث حجت گرفتہ اند وگفت قاضی عیاض کہ قیام منہی عنہ بخدمت ایستادن شان است برخاستہ شدہ تا دراز نشستند - وگفت نووی این قیام کہ برائے آیندہ از اہل فضل است مستحب است - وتحقیق احادیث آمدہ و در نہی

جواب طعن قاری کہ در حدیث قوموا الی سیدکم صلعم اقوال تاویل

شئ صریح وقد جمعت کل ذلک مع کلام العلماء علیہ فی جزء وقال الامام حجۃ الاسلام القیام مکروہ علی سبیل الاعظام لا علی سبیل الاکرام ولعل المراد بالاکرام القیام للتحیۃ لمزید المحبۃ کما تدل علیہ المصافحۃ وبالاعظام القتال له بالقیام وھو جالس علی عادۃ الامراء الفخام وقال الملا علی المذکور فیہ ایضا فی حدیث کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذلک ای لقیامھم تواضعا لربہ ومخالفۃ لعادۃ المتکبرین والمتجبرین بل اختار الثمانۃ علی عادۃ العرب فی ترک التکلف فی قیامھم وجلوسھم واکلھم وشربھم ولبسھم ومشیھم وسائر افعالھم واخلاقھم ولذا روی انا واتقیاء امتی براء من التکلف * قال الطیبی ولعل الکراھیۃ بسبب المحبۃ المقتضیۃ للاتحاد الموجبۃ لرفع التکلف والحشمۃ ویدل علیہ قولہ لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الامام ابو حامد ھما تم الاتحاد خفت الحقوق

ترجمہ ۔۔۔ وتحقیق جمع کردہ شد ایں ہمہ احادیث باکلام علماء کہ بروایت در جزوی۔ وگفت امام حجۃ الاسلام کہ قیام مکروہ است بر طریق اعظام یعنی بزرگی نمودن بر طریق اکرام یعنی بزرگ داشتن۔ وباشد کہ مراد باکرام قیام برائے تحیت وسلام بسبب زیادتی محبت چنانچہ مصافحہ بر دلالت میکند۔ و باعظام برائے او بخدمت ایستادن بر خاستہ در انحالیکہ او نشستہ باشد بر عادت امرائے فخام۔ وگفت ملا علی مذکور نیز در مرقات در باب حدیث کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذلک یعنی چوں ایشاں او را سلام را می دیدند بر خاستند از انکہ در نشستن ایشاں قیام او را دوست نمی داشتند بر ایشاں برائے تواضع در حق پروردگار خود وازروئے مخالفت بعادت متکبرین ومتجبرین یعنی تکبر کنندگاں وظلم کنندگاں بلکہ اختیار کرد او صلعم ثبات یعنی بر جا بودن وقرار گرفتن را بر عادت عرب در ترک تکلف در نشست وبر خاست ایشاں وخوردن وپوشش ورفتار ایشاں وبمعاملہ واخلاق ایشاں۔ وازیں رو روایت کردہ شد انا واتقیاء امتی براء من التکلف یعنی من وپرہیزگاران امت من از تکلف بریدہ وبیزار شدہ گفت طیبی ومی باشد کہ کراہت بسبب محبت است کہ مقتضی براے اتحاد است کہ موجب است رفع تکلف وحشمت را یعنی ایں اتحاد کہ تقاضائے محبت است ترک وشرم بر داشتن را موجب باشد ودر میان ایشاں تکلف وحشمت بر خیزد ودر نہ کراہیت آرد۔ ودلالت میکند بر او قول او کہ لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ایشاں را شخصے محبوب تر از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نبود۔ وگفت امام ابو حامد ہر چند کہ اتحاد درست شد کم وسبک شدند حقوق

تاویل کلمہ کراہت مکروہ

تاویل ابو حامد غزالی

بینهم مثل القیام والاعتذار والثناء فانها وان کانت من حقوق الصحبة لکن
فی ضمنها نوع من الاجنبیة والتکلف فاذا تمّ الاتحاد یطوی بساط التکلف بالکلیة
فلا یسلک به الا مسلک نفسه لان هذه الآداب الظاهرة عنوان الآداب الباطنة
فاذا صفت القلوب بالمحبة استغنت عن تکلف اظهارها وفیها والحاصل ان القیام
وترکه یختلف بحسب الازمان والاشخاص والاحوال وقال الملا علی المذکور فیه
ایضا فی حدیث من سره ان یتمثل له الرجال قیاما الحدیث قیل هذا الوعید لمن
سلک فیه طریق التکبر بقرینة السرور بالمثول واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من
تلقاء انفسهم طلبا للثواب او لارادة التواضع فلا باس به وقد روی البیهقی فی شعب
الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یأمرهم بذلک ویلزمهم ایاه علی مذهب
الکبر والنخوة قال وفی حدیث سعد دلالة علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس
الفاضل والوالی العادل او المتعلم للمعلم مستحب غیر مکروه وقال البیهقی هذا القیام
یکون فی هذا المقام علی وجه البر والاکرام کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحة

ترجمہ کہ در میان شان اند چوں قیام و عذر خواہی و ثنا۔ پس ہر آئینہ اینہا اگرچہ از حقوق صحبت اند لیکن در ضمن
نوعی از اجنبیت و تکلف است۔ پس چوں اتحاد درست شد بساط تکلف بتمامہ پیچیدہ میشود و طی گردد۔ و باو سلوک نکردہ شود
بآں راہ مگر نفس او و از انکہ ایں آداب ظاہرہ عنوان آداب باطنہ اند و چوں دلہا بمحبت صاف شدند مستغنی
شدند از تکلف اظہار بآنچہ کہ در وست۔ و حاصل اینکہ قیام و ترک او بحسب زمانہا و اشخاص و احوال مختلف میباشد۔ و گفت
ملا علی مذکور نیز در وے۔ و در باب حدیث من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاما الحدیث یعنی ہر کہ شاد کند او را آنکہ در
برای او۔ قیام کردہ بخدمت ایستادہ باشند کہ گفتہ شد ایں وعید است برائے کسیکہ رہ گرفت در راہ تکبر بقرینۂ السرور
بالمثول یعنی شاد شدن بہر کہ بر کرسی خود۔ و لیکن ہر گاہ او نخواست ایں و قیام کردند ایشاں بملاقی شدن بنفسہای خود طلب
ثواب را یا بنا بر ارادۂ تواضع پس باکے نیست باو۔ و بتحقیق روایت کردہ است بیہقی در شعب ایمان از خطابی در معنی ایں
حدیث ساد انکہ امر کند بایشاں او را و ملازم کند ایشاں را مر خود را بر مذہب کبر و نخوت۔ گفت و در حدیث سعد رضی اللہ عنہ
دلالت است بر اینکہ قیام مرد پیش رئیس فاضل و والی عادل و قیام متعلم برائے معلم مستحب است غیر مکروہ و گفت بیہقی ایں قیام در مقام
بر وجہ نکوئی و اکرام باشد چنانکہ قیام انصار رضی اللہ عنہم برائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ۔ و قیام حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

تفسیر ملا علی قاری در حدیث من سرہ ان یتمثل الرجال قیاما الحدیث

تاویل بیہقی در معنی حدیث

لکعب بن مالک ولا ینبغی لاحد ان یقام لاحد ان یرید ذلک من صاحبہ حتی ان لم یفعل حقد علیہ اوشکاہ اوعاتبہ، وقال الملا علی المذکور فیہ ایضا فی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا ای لمالہ ومنصبہ وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکرہ ابن مالک وقال شارح من علمائنا ایضا اذا کان القیام والتعظیم للہ فحسن انتہی تکمیل الجواب فی الاستشفاع بعالی الجناب قال السید السمہودی فی الوفاء اعلم ان الاستغاثۃ والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتجاہہ وبقربہ الی ربہ تعالی من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعد خلقہ فی حیاتہ الدنیویۃ ومدۃ البرزخ وعرصات القیمۃ الحال الاولی وورد فیہ آثار عن الانبیاء صلوات اللہ علیہم ولنقتصر علی ما رواہ جماعۃ منہم الحاکم وصححہ واسنادہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ

ترجمہ برائی کعب ابن مالک رضی اللہ عنہما بود۔ ونمی رسید کسی را کہ قیام کردہ شود برائی او آنکہ خواہد از صاحب خود این را تا آنکہ اگر نکند او نسبت کینہ بر وی یا اورا شکایت کند یا بروخشم گیرد۔ وگفت ملا علی مذکور در ونیز در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا ای لمالہ ومنصبہ یعنی نہ برخیزید چنانکہ برخیزند عجمیان کہ بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی بنا بر مال ومنصب او۔ وجز این نیست کہ سزاوار باشد وی را تعظیم برائی علم وصلاح کہ این ملک اورا ذکر کرد۔ وگفت شارحی از علمای ما نیز کہ قیام وتعظیم خدارا باشد برای وجہ اللہ پس حسن ونیک است انتہی۔ **تکمیل جواب** در شفاعت خواستن بعالی جناب۔ گفت سید سمہودی در وفا۔ بدانکہ ہر آئینہ مدد وشفاعت خواستن بہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وبرتبۂ او وقرب او سوی پروردگار او تعالی از فعل انبیاء ومرسلین واز سیر نیکوکاران پیشین واقع است در حال قبل پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم وبعد پیدائش او صلعم در حیات دنیوی او ودر زمان مدت برزخ ودر میدانہای قیامت۔ حال اول یعنی قبل پیدائش او در شدہ است در روایات آثار از انبیاء صلوات اللہ علیہم۔ وہر آئینہ اکوتاہ میکنیم بر آنچہ کہ روایت کردہ است او را جماعۃ از انجملہ حاکم است کہ او اسناد او صحیح کردہ از عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ چون آدم علیہ السلام خطا ورزید گفت اے پروردگار من از تو می خواہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم برائے آنچہ کہ تو بخشی مرا۔ پس فرمود خدائے بر تر اے آدم وچگونہ شناختی محمد را حال آنکہ او را نیافریدیم

تفسیر ملا علی در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ ودلیل بر جواز قیام باحکام تعظیم

تکمیل جواب در استشفاع از وصلعم

استشفاع از وصلعم قبل خلقت او وحدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ

قال یاربِّ لانک خلقتنی بیدک ونفختَ فیَّ من روحک رفعتُ رأسی
فرأیتُ علی قوائم العرشِ مکتوباً لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعرفتُ انک
لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالی صدقتَ یا آدم
انہ لاحب الخلق الیَّ اذا سالتنی بحقہ فقد غفرتُ لک ولولا محمدٌ ما خلقتک
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ رواہ الطبرانی وزاد وھو
آخر الانبیاء من ذریتک الی آخر ما قال **تنبیہ** واما اعتادہ الناسُ و
صار متعارفاً بینھم لا سیما فی الحرمین الشریفین من القیام عند ذکر الولادۃ
الشریفۃ النبویۃ فی قرءۃ کیفیۃ مولد الذات المصطفویۃ صلی اللہ علیہ وسلم
وشرف ومجد وعظم فھو بدعۃ حسنۃ لانہ داخلٌ تحت قواعد الشرع و
اصولہ ولیس فیہ مخالفۃ للسنۃ ولا مفسدۃ وبینوا دخولہ فیہا وجوھاً
فقیل لتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک وقیل لتحضر روحانیتہ صلی اللہ
علیہ وسلم حینئذٍ وقیل لتصور انتقالہ من عالم الارواح الی عالم الاشباح او تخیل

ترجمہ گفت اے رب از نیکہ بر آئینہ تو پیدا کردی مرا بدست خود و دمیدی در من از روح خود بلند کردم سر خود۔ پس دیدم بر
قوائم عرش نوشتہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس دانستم کہ بر آئینہ تو نسبت نکردی سوی نام
خود مگر کہ محبوب ترین خلق تر کہ ہست سوی تو پس فرمود خدای برتر راست گفتی ای آدم کہ ہر آئینہ او محبوب ترین خلق
ہست سوی من۔ ہرگاہ کہ تو خواستی مرا بحق او پس بتحقیق بخشیدم ترا و اگر محمد نبودی ترا نیافریدمی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی
الہ واصحابہ۔ روایت کرد او را طبرانی و بیفزود و اینکہ او آخر انبیاء ہست از اولاد تو۔ تا آخر آنچہ کہ گفت۔

تنبیہ و اما آنچہ آدمیان او را عادت گرفتہ اند در میان شان مشہور و متعارف شدہ خصوصاً در حرمین شریفین از
قیام وقت ذکر ولادت شریف نبوی در خواندن بیان مولد ذات مصطفوی رحمتہا و خدای برتر بر او و سلام باد و شرف و بزرگی و عظمت
باد۔ پس او بدعۃ حسنہ است از انکہ داخل تحت قواعد شرع و اصول اوست۔ و در و مخالفت سنت نیست۔ نہ او مفسدہ است
و بیان کردہ اند برای دخول او در سنت وجوہات۔ پس گفتہ شد کہ برای تعظیم او ہست صلی اللہ علیہ وسلم در بن وقت یعنی قیام کہ وقت ذکر
ولادت شریف کردہ میشود بنا بر تعظیم او صلعم است۔ و گفتہ شد کہ بنا بر حاضر آمدن روحانیۃ او ہست صلی اللہ علیہ وسلم در بن وقت
و گفتہ شد کہ بنا بر تصور انتقالی او ہست صلعم از عالم ارواح سوی عالم اشباح اے عالم اجسام۔ یا تخیل

ولا اعتادہ الناس من القیام عند
ذکر ولادت الشریفۃ ✦

بیان آنکہ قیام در وقت ذکر ولادت شریف بدعت حسنہ است داخل
اصول شرع و مخالف سنت نہ مفسدہ و وجوہات در دخول او در شرع

بروزہ الشریف من بطن امہ المنیف وقیل غیر ذلک ولا یخفی ما فیہا من
الانظار والابحاث والذی یفہمہ ہذا الفقیر ان اصلہ ہو شکر الحق تعالی علی
ایجادہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلقتہ وبعثتہ التی ہی من اعظم نعم تعالی
علی العالمین واکبر منتہ سبحانہ علی کافۃ المؤمنین کیف لا وہی نعمۃ لولاہا
ما خلق اللہ الخلق وما اظہر الربوبیۃ وما خلق الافلاک والجنۃ والنار
نطقت بہا الصحف والتوراۃ والانجیل وبشر بہا الخلیل والکلیم وروح اللہ
والانبیاء والرسل جیلا بعد جیل صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم عموما
وعلی افضلہم خصوصا قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث
فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۵ وقال سبحانہ وما ارسلناک
وقال صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا

ترجمہ بروز شریفہ او از شکم مادر منیف خود یعنی بسبب خیال بستہ شدن ظہور شریف او صلعم از شکم مادر بزرگ خود و گفتہ شد غیر ازین و پوشیدہ نمی باشد آنچہ در دہست از نظرہا و بحثہا۔ و آنکہ می فہماد ادر ایں فقیر کہ رائیہ اصلش او شکر خدائے بر تر است بر نعمت ایجاد او صلی اللہ علیہ وسلم و پیدائش او و برانگیختن او و بر رسالت آنکہ او بزرگترین نعمتہائے اللہ تعالی است بر عالمیان و بلند ترین منت ہائے او بر مؤمنان۔ چگونہ نہ است حالانکہ او نعمتی است کہ اگر او نبودی خدائے بر تر خلق را پیدا نفرمودے و ربوبیت او ظاہر نہ فرمودے۔ و نہ آسمانہا و نہ دوزخ پیدا کردی کہ ناطق آمدہ اند باو صحیفہا و تورات و انجیل و بشارت دادہ اند بدو خلیل و کلیم و روح اللہ و انبیاء و رسولان گروہ بعد گروہ درودہائے خدائے بر تر و تسلیمہائے او بر ایشاں عموما و بر افضل شاں خصوصا۔ و مورد ثنائے بر تر در سورۂ آل عمران رکوع ہفتم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی بر آئینہ محقق منت نہاد خدا بر مومنان از انکہ فرستاد در میان شاں رسولے از جنس شاں کہ میخواند بر ایشاں آیات او و صاف می کند شانہا و می آموزد ایشاں را کتاب و حکمت اگرچہ پیش ازیں البتہ گمراہی بودند ظاہر پیدا کنندہ از حق۔ و در مورد سجدہ در سورۂ انبیاء رکوع ہفتم وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین و نہ فرستادیم ما ترا مگر رحمت برائے عالمیان۔ و در

بیان آنکہ اصل ہر چیز و وسیلہ استکمال نعمت خداست ایجاد و خلق و بعثت او صلعم کہ اعظم نعم است و من منت کہ وجود ہمہ عالم بر او موقوف سعادتی بود ما لمن و بشارت دہندہ بود انبیا را و حدیث

اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار و
فی روایة ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا کذا عزاہ الیهما الملا علی القاری فیما هنا
من نعمة ویجب علی کل الخلق شکرها والشکر علی النعمة یستلزم ذکرها وذکرها
فی الملاء خیر من ذکرها فی النفس لاجل ذلک وضع المحبون العاشقون اهل
السنة والجماعة لذلک الذکر کیفیة مخصوصة من اجتماعهم واستحضار
قلوبهم لذلک الشکر وتوجههم الیه بالکلیة وذکرهم کیفیة حمل صلی الله
علیه وسلم الذی هو صبیح طلوع شمس وجوده الشریف وما ظهر فی اثناء ذلک
الحمل المنیف من الآیات الباهرات والخوارق والمعجزات وکیفیة وضعه
صلی الله علیه وسلم وطلوع شمس وجوده المسعود وبروزه من عالم الغیب الی
عالم الشهود وقدومه من عالم الارواح الی عالم الاشباح وحضور الملائکة
المقربین الکرام واسیة ومریم بنت عمران وحضور حور الجنان وهتوف الهوانف واخماد
وهدم ایوان کسری وغیض معین فی ساوة وغیض بحیرة ساوة واستبشار الانس
والجن والوحوش والطیر والملائکة واهل البر والبحر والدنیا والاخرة

ترجمہ کہ جبرئیل نزدم آمد وگفت اے محمد اگر تو نمی بودے جنت را پیدا کردمی و اگر تو نمی بودے دوزخ را پیدا نہ کردمی۔ و در روایت
ابن عساکر است اگر تو نمی بودی من دنیا را پیدا نہ فرمودمی۔ ہمچناں نسبت کرد او را ملا علی قاری سوئے ہر دو۔ پس آنچہ بر ذمہ
ایں چنیں او نعمتی است واجب است بر ہمہ خلق شکر ایں نعمت۔ و شکر بر نعمت ذکر نعمت را مستلزم است۔ و ذکر نعمت
آشکارا بہتر است از ذکر نعمت در نفس۔ بنا بریں محبان و عاشقان اہل سنت و جماعت ایں ذکر را کیفیت مخصوصہ وضع
کردہ و بنا نہادہ اند از اجتماع خود شاں و حاضر آوردن دلہائے خود برائے ایں شکر و متوجہ شدن خود تمام سوئے او
و بیان کردن شاں کیفیت حمل او صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنکہ او صبح درخشیدن آفتاب وجود شریف او است۔ و آنچہ در اثنائے
ایں حمل بزرگ از نشانہائے روشن و خوارق و معجزات ظاہر شدہ۔ و کیفیت وضع او صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زادن مادرش او را صلعم
درخشیدن آفتاب وجود مسعود او صلعم۔ و بروں آمدنش صلعم از عالم غیب سوئے عالم شہود۔ و پیش آمدنش صلعم از عالم
ارواح سوئے عالم اجساد۔ و حاضر شدن ملائکہ کرام۔ و آسیہ۔ و مریم بنت عمران۔ و حاضر شدن حوران جنہا۔ و ندا دادن ہوا
غیب۔ و سرد شدن آتش۔ و در افتادن طاقہائے کسریٰ۔ و رواں شدن چشمہ در ساوہ۔ و پنہاں شدن دریائے ساوہ۔
و مژدہ رسانی انس و جن و حیوانات و پرندگان و فرشتگان و ساکنان بر و بحر و دنیا و آخرت

بیان آنکہ میلاد شریف او صلعم است و چیزہائے کہ ہنگام میلاد او صلعم ظاہر شدہ

یقدمونه صلی اللہ علیہ وسلم ویسمّون مجموع ذلک بالمولد الشریف فیتلونہ لیسیروا بجمال السرور ویجمّروا باتمام الحبور ویشکروا اللہ علی حصول ھذہ النعمۃ العظمی والدولۃ القصوی ومن تمام ذلک الشکر اطعام الطعام عقب ذلک المولد المنیف وھذا القیام ما ھو الا شکر الحق تعالی علی ھذہ النعمۃ السنیۃ وقد کان یحق القیام لاداء الشکر من شروع ذکر المولد الشریف الی انتھائہ لان الشکر یلزم بمجرد ذکر النعمۃ وحیث کان فی ذلک حرج وتکلیف اکتفی بالقیام الشکری عند ذکر الجزء الاعظم من میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی ھو وضعہ المنیف وحین ظھور بدر وجودہ الشریف وتخصیص اداء الشکر بالقیام مما یدل بدلیل عادۃ العرب العرباء بدلیل حدیث قیامہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الختم للشکر والدعاء وحدیث براءۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا وبدلیل قیام المصلی وحمدہ وشکرہ علی التوفیق لاداء العبودیۃ للملک المعبود فی الرکوع والسجود الا ترٰی ان من فاتہ القیام مع الامام وادرک الرکوع ادرک الرکعۃ ومن فاتہ الرکوع فاتتہ الرکعۃ۔ اما عادۃ العرب ففی تاریخ الخمیس قال فی المنتقی روی ان امنۃ لما ولدت صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ باید دانست کہ ذکر میلاد شریف آوردن او صلی اللہ علیہ وسلم۔ ومجموع ایں بمولد شریف نام می نہند۔ پس بخوانند او را تا خوش شوند بشوق بکمال سرور۔ وشادی بکنند ہر چہ میتوانند کرد۔ وشکر بجا آرند برائے خدائے بر تر بر حصول ایں نعمت عظمی ودولت مقصودی یعنی منتہا۔ ومر تمام ایں شکر پس ایں مولد بزرگ طعام خوردانیدن است۔ وایں قیام کہ نیست او مگر شکر خدائے بر تر بریں نعمت روشن۔ وتحقیق سزاوار می بود ایں قیام ادائی شکر را از ابتدائے ذکر مولد شریف تا انتہائی او از انکہ شکر لازم می شود بمجرد ذکر نعمت۔ وہر جا کہ دریں حرج وتکلیف بود بقیام شکری بس کردہ شود وقت ذکر جزء اعظم از میلاد او صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او از وضع منیف او است یعنی بر آمدن او صلعم از شکم بزرگ مادرش۔ وقت ظہور بدر وجود شریف او است صلعم کہ مراد از وقت تولد است۔ وادائی شکر بقیام خاص کردن مدلل است بدلیل عادت عرب عربا یعنی عرب خالص۔ وبدلیل حدیث قیام او صلی اللہ علیہ وسلم بعد ختم قرآن مجید برائے شکر ودعا۔ وحدیث براءت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ وبدلیل قیام مصلی وحمد وشکر او بر توفیق بجا آوردن بندگی ملک معبود در رکوع وسجود۔ اما عادت عرب پس در تاریخ خمیس است گفت در منتقی روایت کردہ کہ ہر آئینہ حضرت آمنہ چوں بزائید او صلی اللہ علیہ وسلم را

وقیام شکری بزرگ بیان وانکشاف بر تولد بزرگ است
ودلالت قیام شکر حسی وتقریر فعلی بر تولد بزرگ

ارسلت الی عبد المطلب وھو یجانبہ البشیر وھو جالس فی الحجر معہ ولدہ ورجال
من قومہ فاخبرہ ان امنۃ ولدت غلاما فسر بذلک عبد المطلب وقام ھو
من کان معہ ودخل علیھا فاخبرتہ بکل ما رات وما قیل لھا وما امرت بہ
فاخذہ عبد المطلب فادخلہ جوف الکعبۃ وقام عندھا یدعو اللہ ویشکرہ
علی ما اعطاہ الی اخر ما قال واما حدیث قیامہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الختم
للشکر والدعاء ففی النشر فی قرۃ العشر للحافظ الجزری رحمہ اللہ بروایۃ عن ابی
ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ختم القران دعا
قائما قال وکذا رواہ ابو الفرج بن جوزی فی کتاب الوفا وبروایۃ من ابی جعفر
قال کان علی بن الحسین رضی اللہ عنہما یذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کان اذا ختم القران حمد اللہ بمحامد وھو قائم ثم یقول الحدیث قال واخرجہ
البیہقی فی شعب الایمان انتہی واما حدیث براءۃ عائشۃ ففی صحیح البخاری
عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا فی حدیث الافک قالت واللہ ما رام

ترجمہ فرستاد خبر رسانی سوی عبد المطلب واین مژدہ دہندہ بیامد نزد او۔ واو نشستہ بود در حجر یعنی اندرون
حطیم جانب دیوار شمالی کعبہ۔ با او پسر او بود و مردمان از قوم او۔ پس آگہی داد او را کہ برآمنہ حضرت آمنہ پسر بزائید
پس شوشہ دہندہ عبد المطلب و برخاست او و کسیکہ با او بود۔ و در آمد نزد آمنہ۔ پس خبر داد او را آمنہ بہمہ انچہ او دید
و انچہ او را گفتہ شدہ۔ و انچہ باو حکم کردہ شدہ۔ پس برگرفت عبد المطلب او صلعم را و در آمد بہ حجر کعبہ
یعنی اندرون کعبہ و استاد نزد کعبہ کہ بخواند و دعا کند خدای را و شکر کند او را بر انچہ کہ عطا کردہ او را تا آخر انچہ گفت
ولیکن حدیث قیام او صلی اللہ علیہ وسلم بعد ختم برای شکر و دعا پس در کتاب نشر فی قرات العشر است کہ برای
حافظ جزری است رحمہ اللہ بروایت از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گفت بود مذہب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آنگاہ
قرآن ختم میکرد استادہ و دعا میخواند۔ گفت و ہمچنین روایت کرد او را ابو الفرج بن جوزی در کتاب وفا و بروایت
است از ابو جعفر کہ گفت بود علی بن حسین رضی اللہ عنہما ذکر میکرد از نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر آئنہ او صلعم چون ختم
قرآن میکرد حمد میکرد خدای را بہ محامد در حالیکہ او صلعم بر پا بود و باز میگفتی تا آخر حدیث۔ گفت و بر آورده
او را بیہقی در شعب ایمان انتہی۔ ولیکن حدیث براءت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پس در صحیح بخاری است از عروہ از عائشہ
رضی اللہ عنہا در حدیث افک بالکسر یعنی دروغ بستن بر اے او رضی اللہ عنہا پس قسم خدائے را کہ قصد نکرد او صلعم یا دوست

روایت قیام شکر حسب حال بعد ختم عبادت
صلعم کہ بعد ولادت او صلعم

قیام شکر از حدیث براءت
صلعم بروایت بخاری

رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا خرج احد من اهل البیت حتی انزل علیه
فاخذه ما کان یاخذه من البرحاء حتی انه لیتحدر منه مثل الجمان من العرق
وهو فی یوم شاتیة من ثقل القول الذی ینزل علیه قالت فلما سری عن رسول
الله صلعم وسری عنه وهو یضحک فکانت اول کلمة تکلم بها یا عائشة اما
الله فقد برءک فقالت امی قومی الیه فقلت والله لا اقوم الیه ولا احمد
الا الله عزوجل الحدیث۔ قال القسطلانی قومی الیه صلی الله علیه وسلم
لاجل ما بشرک به ای اشکریه علی ذلک بالقیام الیه وکان القیام الیه صلی
الله علیه وسلم هو الاکمل والافضل لها فی ذلک المقام لاداء حقه وشکره
علیه افضل الصلوة والسلام ولکن غلبها الحال المنزل علیها من الحق المتعال و
حملها علی الاقبال علی الخلق والجدال فکیف لا یجب القیام من یجب علیه شکره
عند تذکر ما انعم علیه بواسطته من النعم الظاهرة والباطنة والدنیویة و
الاخرویة فافهمه فانه هو الاصل عند اولی الالباب وان اردت

ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و نہ بیرون آمد کسی از اہل بیت تا آنکہ وحی نازل کردہ شد بر او صلی اللہ علیہ وسلم پس در گرفت
او را چیزے کہ در می گرفت او را از شدت تب تا آنکہ ہر آئینہ از و صلعم بچکید مروارید از عرق می چکید حالانکہ او در روز سرما بود از بار قولے
کہ آں بر و فرود می آمد۔ گفت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پس ہر گاہ کہ کشف کردہ شد از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آنچہ
کہ او را از حق آمد و او صلعم از و افاقہ گرفت یعنی بخود در آمد در حالیکہ او صلعم تبسم می فرمود اے بشگفت آمد پس
سخن اول کلمہ کہ بدو کلام فرمودہ یا عائشۃ امّا اللہ فقد برأک یعنی اے عائشہ لیکن خدائے بر تر پس تحقیق ترا
بری فرمود۔ پس مادر من گفت مرا بر خیز سوئے او صلعم۔ پس گفتم من قسم خدائے را نخواہم برخاست سوئے او و نہ حمد کنم مگر
خدائے عزوجل را تا آخر حدیث۔ گفت قسطلانی در قول او بر خیز سوئے او صلی اللہ علیہ وسلم از بہر آنچہ کہ ترا بشارت
داد یعنی لیست کہ شکر کن او را بریں بر خاستن سوئے او و ایستادہ۔ حالانکہ ایں قیام در ینمقام سوئے او صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ او اکمل و افضل بود او را
عنہا بجائے حق او و شکر او علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ لیکن غلبہ کرد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا را و را حال حالی علیہ کہ از حق متعال بر و فرود آمدہ
و نزول کردہ۔ و او را برداشت بجدال مخلوق و او را رضی اللہ عنہا بباز داشتن مشرکان بر بناء خلق و بر جلال۔ پس چگونہ واجب نشود قیام کسی را کہ واجب شود شکر او
شکر او صلی اللہ علیہ وسلم وقت یاد آوردن آنچہ کہ انعام کرد بر او بواسطہ او صلعم از نعمہا ئے ظاہرہ و باطنہ و دنیوی و اخروی۔ پس

شرح قسطلانی بر عبارت مذکورہ

بیان آنکہ وجوب شکر قیام ہنگام ذکر دلالت شرف واجب ست و اقوال علماء تقدیم بر و تا بیندیم عمل بر آں

النقل من الکتاب فقال العلامۃ الشیخ علی ابن برہان الدین الحلبی فی کتابہ
انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المشہور بالسیرۃ الحلبیۃ جرت عادۃ
کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا
تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ
مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس
لصلوۃ التراویح نعمت البدعۃ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ
علیہ وسلم من عالم الامۃ مقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین
السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضھم ان
الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد بالقول
الصرصری رحمہ اللہ فی مدحہ وشرفہ وعظمہ صلی اللہ علیہ وسلم

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ۔۔۔ علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنہض الاشراف عند سماعہ ۔۔۔ قیاما صفوفا او جثیا علی رکب

تخفیف ۱۲

ترجمہ واگر تو می خواہی نقل از کتاب پس گفت علامہ شیخ علی برہان الدین حلبی در کتاب خود کہ انسان العیون فی سیرۃ
الامین المامون است مشہور بہ سیرت حلبیہ کہ بسیار از آدمیان عادت گرفتہ اند کہ ہرگاہ کہ ذکر وضع یعنی ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم
گویا نند آنکہ برمی خیزند بنابر تعظیم برای او صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این قیام بدعت حسنہ ہست از انکہ ہر بدعتہ مذموم ہست
و تحقیق گفت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ در گرد آمدن آدمیان برای نماز تراویح نعمت البدعۃ یعنی نیکو
است این بدعتہ۔ و تحقیق یافتہ شد این قیام وقت ذکر اسم او صلی اللہ علیہ وسلم از عالم امۃ و پیشوایان امامان کہ اند اہ دین
و پرہیزگاری است از حضرت امام تقی الدین السبکی و پیروی کرد او را بریں عمل مشائخ اسلام در زمانہ خود۔ پس تحقیق حکایت
کردہ بعض شان کہ ہر آئینہ امام سبکی نزد وی جمع کثیر از علمائی عصر او جمع آمدند پس خواندہ شعر گفتن آغاز کرد بقول
ترجیع خدائے برتر او را رحم کند در مدح او و شرف او و عظمت او صلی اللہ علیہ وسلم

اشعار

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب ۔۔۔ علی ورق من خط احسن من کتب

وان تنہض الاشراف عند سماعہ ۔۔۔ قیاما صفوفا او جثیا علی رکب

تخفیف ۱۲

یعنی مدح مصطفی را صلی اللہ علیہ وسلم نزد نوشتن کسیکہ از کتب نیکو تر بر ورق سیم نوشتہ و ہر آئینہ بہنگام شنیدن او بر خاستن اشراف بصف
صف بایستادہ کاری اند ک است کہ بنظم پارسی این چنیں گفتہ آمد

اشعار

گر مدح مصطفی را نیکو ترین نگارے ۔۔۔ از زر نوشت بر سیم ہم کمترین کارے

ایں شنیدہ بر خاستند صف ما ۔۔۔ بر دا نوی او بپا ایستادہ چون بپا ہے

قیام الناس عند ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عند ذلك قام الامام السبكي رحمه الله تعالى وجميع من بالمجلس فحصل
انس كثير بذلك المجلس ويكفي ذلك في الاقتداء وقد قال ابن حجر
الهيتمي رحمه الله والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعمل
المولد واجتماع الناس له كذلك اي بدعة حسنة ومن ثم قال الامام
ابو شامه شيخ الامام النووي رحمهما الله تعالى ومن احسن ما ابتدع في
زماننا ما يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه وسلم من
الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من
الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلى الله عليه وسلم وتعظيمه في قلب
فاعل ذلك وشكر لله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله صلى الله عليه
وسلم الذي ارسله رحمة للعالمين هذا كلامه قال السخاوي
لم يفعله احد من السلف في القرون الثلثة وانما حدث بعد ثم لا
يزال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد

ترجمہ پس امام سبکی رحمہ اللہ در بیوقت برخاست وہمہ آنان کہ در مجلس بودند۔ پس انس بسیار از ین مجلس حاصل شد۔ وبس میشود ایں در اقتداء۔ وتحقیق گفت ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ وحاصل اینکہ بدعۃ حسنہ بر استحسان خود اتفاق کردہ شد۔ وعمل مولد۔ وبرای او اجتماع آدمیان ہمچنین است یعنی بدعۃ حسنہ است۔ واز ینجا گفت امام ابو شامہ شیخ امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ واز نیکو ترین انچہ کہ نو آوردہ شد در زمانہ ما چیزے است کہ کردہ شود ہر سال دریں روز کہ روز مولد او صلے اللہ علیہ وسلم را موافق است از صدقہا و احسان و اظہار زینت و سرور پس ہر آئینہ ایں ہا چیزے کہ فقرا را در و از احسان است مشعر است بہ محبت او صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیم او در دل فاعل ایں۔ و از شکر است برائے خدائے برتر بر انچہ منت نہاد با و از ایجاد رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ فرستاد او را رحمت برائے عالمیان۔ اینست کلام او۔ گفت سخاوی کہ نہ کرد او را کسے از سلف در قرون ثلاثہ و جز ایں نیست کہ بنا نہادہ شد بعد چنانچہ از ین پس جاری شدہ ہمیشہ شد کہ اہل اسلام از ہمہ کرانہا و در شہرہائے بزرگ عمل مولد شریف می کنند۔

قول ابن حجر ہیتمی کہ بدعۃ حسنہ بر استحسان خود اتفاق شدہ

و اینکہ عمل مولد و اجتماع آدمیان بدعۃ حسنہ است

قول ابو شامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد و فوائد آں

قول سخاوی در ایں جزوی در رفتاء

و نزد کرش نزد اکثر کہ ثابت نزد اص

ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقرءۃ مولدہ
الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم قال ابن الجوزی من
خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام
واول من احدثہ من الملوک صاحب اربل وصنف لہ ابن دحیۃ
رحمہ اللہ کتابا فی المولد سماہ التنویر بمولد البشیر النذیر فاجازہ
بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا
الحافظ السیوطی رحمہما اللہ تعالی انتہی مختصرا وھذا اخرما اوردناہ
فی الجواب بعون الملک الوھاب من الاحادیث الصحیحۃ والنقول
الصریحۃ والبراھین الباھرۃ والحجج الظاھرۃ والتحقیقات
الدقیقۃ والتدقیقات الانیقۃ ویرحمہ اللہ المصنف
المتامل البصیر الناقد الذی اذا عرف الحق اذعن لہ وقبلہ
ولم یعاند فقد ظہر الحق واستنار ظہورہ
الشمس فی رابعۃ النہار

ترجمہ و در شبہای او باقسام صدقہا خیرات کنند۔ و بخواندن مولد کریم او اہتمام نمایند۔ و بر آنان از برکات او ہر فضل عمیم ظاہر شود۔ گفت ابن جوزی از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان است در ہمین سال مژدہ دہندہ بہ نزدیک است بہ برآمدن ہر حاجت و مراد۔ و اول کسیکہ او را بنا نہاد از شاہان صاحب اربل است و تصنیف کرد ابن دحیہ رحمہ اللہ او را کتابی در مولد کہ او را نام کرد التنویر بمولد البشیر النذیر پس شاہ موصوف ہزار دینار او را عطا کرد۔ و تحقیق حافظ ابن حجر او را اصلی از سنت استخراج کردہ۔ و ہمچنان حافظ سیوطی رحمہما اللہ تعالی۔ این مختصریست کہ بانجام رسید۔ و این آخر است آنچہ او را در جواب وادر کردیم بعون ملک وہاب از احادیث صحیحہ و نقول صریحہ و براہان ماہی روشن و حجتہای ظاہرہ بتحقیقہائے باریک و دقیقہ ہای بزرگ قدر۔ و رحم کند خدائے بر ترا نصاف کنندہ و تامل کنندہ و بینا و ناقد را یعنی ہر کہ کنندہ را آنکہ ہر گاہ او شناخت حق را گردن نہاد او را و پذیرفت او را و دوست گیرد۔ پس تحقیق حق ظاہر شدہ در روشنی گستر ظہور آفتاب در چہارم روز۔

بیان بنای مولد و تصنیف کتاب در و

حافظ ابن حجر و سیوطی او را از سنت اصلی بر آوردہ۔

انتہی از مختصر کردم ما انتخاب کردہ

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل وھو حسبنا ونعم الوکیل
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ وسلم علی
سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وشفیع المذنبین
المبعوث رحمۃ للعالمین وعلی الہ و
اصحابہ ومن تبعھم باحسان
الی یوم الدین ۔ فقد تم المکتوب
اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک
وعلی انوارہ کما تحبہ و
ترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا

ترجمہ وخدائے برتر حق میگوید۔ واو ہست کہ راہ راست می نماید۔ واو بس است
مارا ومیکو ہست وکیل۔ واخر خواہش ما آنکہ ہمہ حمد مر خدائے را است کہ پروردہ عالمیان
است۔ ورحمت کرد خدائے برتر وسلام فرستاد بر سرور ما کہ نام پاکش محمد است
سردار انبیاء است ورسولان وشفیع گنہگاران کہ رحمت فرستادہ
شدہ است بہر عالمیان۔ وبر آل واصحاب او۔ وہر کہ پیروی کرد
شاں را باحسان تا روز دین۔ پس تحقیق تمام شد
ایں مکتوب
اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ
خدایا رحمت وسلام بفرمیں بر محمد نبی صلعم کہ نور تست وبر انوار او چنانکہ تو او را دوست
می داری وباو خوشنود شوی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت کن
ما را باو۔

درود از مصنف کتاب تذکرۃ الحق

ذکر کیفیت دعا و اجابتش با مطالب دیگر ۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ از انجا کہ در جانبی مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم لازم مومن است و در جانبی موجودات ممکنہ چہ مسلوبات مخصوصہ در مقابلہ امتیاز موجود آرد پس دعا لازم تضرع و خشوع و خضوع مستلزم عجز حقیقی کہ میرساند تا مجیب الدعوات بمعرفت تنوع افعالی بایجاد تنوع حاجات و قضای آنہا خلاصہ عبادت است قال صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء ھو العبادۃ ثم قرء ادعونی استجب لکم الی قولہ داخرین المشکوٰۃ و چوں برسد نظر داعی تا افعال رضا بافضال حق سبحانہ لازم مومن خواہد شد

ترجمہ ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے ۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ چونکہ ایک جانب میں وہ مسلوبات جو مخصوصہ محمدی صلعم ہیں مومن کو لازم ہیں اور ایک جانب میں موجودات ممکنہ کیونکہ مقابلہ میں مسلوبات مخصوصہ کے موجودات کا امتیاز حاصل ہوتا ہے پس جس دعا میں تضرع اور خشوع اور خضوع یعنی رونا گڑگڑانا اور عاجزی کرنا لازم ہو عجز حقیقی اسمیں ضرور لازم ہو جائیگا ۔ ایسی دعا طرح طرح کی حاجتوں کی ایجاد یعنی پیدا کرنے اور قضا یعنی پورا کرنے کے سبب ہوتی ہے کیونکہ موجد و مقضی یعنی پیدا کرنے والے اور پورا کرنیوالے کے قسم قسم کے افعال کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور یہ معرفت مجیب الدعوات یعنی دعاؤں کے قبول کرنیوالے تک پہنچا دیتی ہے پس یہ دعا خلاصہ عبادت ہے ۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی عبادت ہے ۔ اور دعا خلاصہ عبادت ہے ۔ اور جب دعا کرنیوالے کی نظر افعال تک پہنچ جائیگی تو مومن کو حق سبحانہ کے افعال پر راضی رہنا لازم ہو جائے گا

پس دعائیکہ خلاصہ عبادت است بمقصود خشوع و خضوع و اظہار ذل و افتقار مع الرضا
است و نا نماز اثر فعل دعا افضل است و چوں برگزرد سکوت سنت افضل ہم و دریں
محل دعا باذن اطاعت است و خلاف انیہمہ ہوائی نفس است کہ می برد بمفہوم
افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ زیں پس سخن است در کیفیت اجابت دعوات
قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب
غافل ولاہ فی المشکوٰۃ وفیہ عن سلمان الفارسی رض قال قال رسول
اللہ تعالیٰ صلعم لا یرد القضاء الا الدعاء الحدیث رواہ الترمذی
باید دانست قضا دائر است میان قاضی و مقضی مراد و دعا دائر است میان داعی
و مدعو مراد پس او سبحانہ قاضی است باعتبارے و مدعو است باعتبارے

کیفیت اجابت دعا

تفسیر حدیث شریف

لا یرد القضاء الخ

ترجمہ پس دعا خلاصہ عبادت ہے مراد اس دعا سے ہے جسمیں خشوع و خضوع اور ذلت اور محتاجگی کا اظہار مع رضا ہو یعنی جس دعا میں اپنا عاجزی کرنا اور ذلت اور محتاجگی کا ظاہر کرنا افعال خدا پر خوشنودی کے ساتھ ہو وہی دعا خلاصہ عبادت ہے۔ اور جب تک فاعل کے فعل کے اثر کا تمائز ہے دعا اسوقت تک افضل ہے یعنی دعا مانگنا فضیلت میں داخل ہے۔ اور جب دعا مانگنے والے کو فعل کے اثر کا تمائز نہ رہے اور اس حالت سے گذر جائے تو اسکو سکوت افضل ہے جو اسمیں کہ طلب دعا میں خاموشی اختیار کرے۔ اور اس محل میں دعا باذن اطاعت ہے یعنی اس محل میں دعا مانگنا صرف بجا آوری حکم اطاعت کے لیے ہے۔ اور خلاف ان سب کا ہوائے نفس ہے جو اس آیت کے مفہوم کی طرف لیجارہا ہے کہ سورۂ جاثیہ کے رکوع تیسرے میں ہے افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یعنی کیا آپنے اسکو دیکھا جسنے ہوائے نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یا جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا ہے۔ اب اسکے بعد کلام دعاؤں کے قبول ہونیکی کیفیت میں ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو کہ بیشک خدا اس دعا کو نہیں قبول کرتا ہے جو غافل اور لہو کرنیوالے دل سے ہو۔ کہ مشکوٰۃ میں ہے اور اسی میں بروایت ترمذی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول خدائے برتر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی ہے قضا کو مگر دعا انا آخر حدیث۔

یہاں سمجھنا چاہیئے کہ قضا دائر ہے درمیان قاضی کے اور مقضی مراد کے یعنی جاری کرنا کام کا دائر ہوتا ہے جاری کرنے والے اور اسکے درمیان میں جس کا جاری کیا جانا مقصود ہے۔ اور دعا دائر ہے درمیان داعی اور مدعو مراد کے یعنی دعا کرنے والے کے اور اس کے جس کا دعا کیا جانا مراد ہے یا مراد جو دعا سے ہے۔ پس حق سبحانہ ایک اعتبار سے قاضی یعنی جاری کرنے والا یا پورا کرنے والا دعا کا ہے اور ایک اعتبار سے مدعو ہے یعنی اس سے دعا کی گئی ہے +

تفسیر حدیث شریف کی کہ قضا کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا +

تحقیق سر قضا و دعا مع جلد دد

پس یعنی آنکہ میگرداند او سبحانہ کہ بمراد مدعو است قضا را کہ بمراد مقضی است بدعای داعی سبب را ذکر فرمود صلعم بلاغت المرام وفصاحت الکلام پس او سبحانہ مراد است برائے فعل خود نہ غیرش ازانکہ ممانع ومنازع نیست مر فعل او سبحانہ را پس قضا در دعا از فعل او سبحانہ معلوم او سبحانہ است باید دانست قضا بمعنی اجراء است لقولہ تعالیٰ واذا قضیٰ امرا انما یقول لہ کن فیکون ۵ وگاہے تجرید کردہ می شود بمعنے مضاف الیہ خود پس محکوم می شود بآں بالعرض پس بمعنی اجراء در ینجا حجابی حادث است بدلیل ردش بتعلیق دعاء در مرتبۂ مبرم ممنوع التغیر وتقیید قضا بزمان

ترجمہ پس یعنی یہ ہوئے کہ پھیر دیتا ہے حق سبحانہ جس سے مراد مدعو ہے قضا کو جس سے مراد مقضی ہے داعی کی دعا سے یعنی حق سبحانہ جو مدعو مراد داعی ہے داعی کی دعا سے قضا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ اسجگہ حضور صلعم نے بجائے مسبب سبب کو ذکر فرمایا کہ بلاغت مرام وفصاحت کلام ہے کیونکہ دعاء سبب ہے مدعو مراد کے لیے کہ وہ مسبب ہے پس بجائے مدعو مراد کہ مسبب ہے دعا کو جو سبب ہے ذکر کرنا کلام کو مختصر کرکے معنی کثیر میں بیان کرنا اسطرح کہ عام فہم ہو یہی فصاحت وبلاغت ہے۔ اب معنی حدیث دوم یہ ہوئے کہ حکم اجرائے خدا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے کوئی نہیں پھیرتا ہے مگر پکارنے والے کی پکار سے کہ مراد اسکی پکارکر وہی خدا ہے اسی کو اُسنے پکارا ہے اپنے حکم کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ پس وہی خدائے پاک اپنے فعل کا رد کرنیوالا اور پھیرنیوالا ہے نہ کوئی غیر کیونکہ خاص فعل خدائے پاک کے لیے ممانع اور منازع نہیں ہے تاکہ خدائے پاک کے فعل کو کوئی روکے یا اسمیں جھگڑے۔ پس قضائی فعل اور رد فعل حق سبحانہ کا فعل ہے جو حق سبحانہ کا معلوم ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ قضا کے معنی جاری کرنیکے ہیں کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ بقر رکوع ۱۴ و سورہ مومن رکوع ۷ میں واذا قضیٰ امرا ان یقول لہ کن فیکون ۵ یعنی اور جب کسی امر کو جاری کرتا ہے تو یہی اُسکو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یہی لفظ قضا اپنے مضاف الیہ کے معنی میں مجرد وتنہا کردیا جاتا ہے۔ پس اسی مضاف الیہ کا بسبب عارض ہو جانیکے محکوم ہو جاتا ہے۔ پس قضا بمعنی اجرا یہاں پر مرتبۂ حادث ہے ایک حجاب حادث ہے اس دلیل سے کہ اس کا رد دعا سے متعلق کرنے کے سبب مرتبۂ مبرم میں ممنوع التغیر ہے یعنی ایسے مضبوط مرتبہ میں ہے جس کا بدلنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث مذکور میں استثنا حصر وتاکید کا نفع دیگر اس کے تغیر کا مانع ہے۔ اور اس دلیل سے کہ قضائے امر آیت مذکورہ میں مقید بزمان ہے جو بسبب اذا کے حدوث وقت کا مقتضی ہے۔

قضا بمعنی اجراء

ید دانست قضا و قدر از صفات اضافیہ متعلق بصفات حقیقیہ او سبحانہ بمعنے
مخصوص خود است نہ آنکہ قضا مرتبہ اجمال معلوم است و قدر مرتبہ تفصیل معلوم
ز انکہ علم قدیم اجمال و تفصیل را بحال بسط خود ش تا بد و الا جہل در حق او لازم است
و الا اجمال و تفصیل باطل و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و فرمود سبحانہ وَاِذَا سَاَلَكَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ط فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ ترجمہ و محقق الوقوع است کہ ہر زمانی سوال
کنند ترا بندگان من بر کیف ما یجوز فی المضافات و آں چنان است کہ سوال از من
پس تحقیق نزدیکم بذات خود ش این قید بذات تحقیق در خلاف آنست کہ گفتہ شد
نزدیک است بصفات خود نہ بذات تحقیق این در ذکر کیفیۃ المعیۃ و القربۃ و الاحاطۃ
مذکور است ہم برائے اجابۃ چنانکہ قبول میکنم دعائے داعی را ہر گاہ کہ خواند مرا

تفسیر کریمہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ الخ

قضا و قدر ہر یک صفت مخصوصہ معنی مخصوص میں ۱۲

ترجمہ سمجھنا چاہیئے قضا و قدر خدائے سبحانہ کی اُن اضافیہ صفتوں سے ہیں جو حق سبحانہ کی حقیقیہ
صفات سے متعلق ہیں یہ اپنے مخصوص معنی میں ہیں یعنی اُن کے وہی معنی ہیں جنکے واسطے یہ صفات مخصوص ہیں
نہ یہ کہ قضا اجمال معلوم کا مرتبہ ہے اور قدر تفصیل معلوم کا مرتبہ اس سبب سے کہ علم قدیم اپنے علم کے کمال
بسط کے سبب اجمال و تفصیل کی طرف نہیں پھرتا ہے نہ اسکو چاہتا ہے ورنہ اجمال و تفصیل کی صورت
میں ایک جہت میں جہل لازمی ہوگا نہیں تو بسبب کمال بسط اجمال و تفصیل باطل ہے تاکہ جہل لازم
نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تفسیر آیت کریمہ اذا سالک عبادی عنی الخ

اور فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقر رکوع ۲۳ میں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ
دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ یعنی اور محقق
الوقوع ہے یا یا التحقیق ایسا واقع ہونا ہے کہ ہر زمانہ میں میرے بندے ما یجوز فی المضافات کے کیف
پر یعنی اُس حالت پر جو مخلوقات میں جائز ہے مجھسے سوال کریں گے اور وہ اس طرح ہے کہ سوال مجھ
سے ہے پس یعنی میں نزدیک ہوں اپنی ذات کے ساتھ یہ قید ذات کی تحقیق ہے اس بات کے خلاف
میں کہ کہا گیا اپنی صفات کے ساتھ نزدیک ہے نہ ذات کے ساتھ۔ اس کی تحقیق کیفیۃ معیۃ اور قربت اور احاطت
کے بیان میں مذکور ہے۔ قبولیت کے لیئے جیسا کہ قبول کرتا ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جبکہ مجھے پکارتا ہے

ترجمہ کریمہ از مصنف

ہرگاہ چنین است پس باید کہ جواب خواہند بقبول مسئول بہ یا جواب دہند بقبول
مخبر بہ کہ ش کاف بیانِ قبولِ قضاءِ مسئول ہم خاص برائی من است دریں
طورِ دعا کہ مسالت بارسول صلعم واقع شود یا برائی من ای رضاءِ من یا قربت
یا اجابت خصوصًا یا عمومًا بی تردید و باید کہ ایمان آرند بمن دریں مسالت بارسول صلعم
و استجابۃ کہ منتج نتائج رضاء و غیرہ خصوصًا یا عمومًا است پس شفقتًا و رحمۃً بحوالہ اختیار
اضافی عباد فرمود امید است ش امید میکنم یا کنندہم کہ ایشاں براہ شوند بقبول ایں مدعا
ش ای مسالت بارسولِ کریم صلعم و اجابت از و سبحانہ و مسلّم است کہ ایمان

ترجمہ جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ مسئول بہ یعنی جسکا سوال ہے اُسکی قبولیت کی نسبت جواب کے خواہاں ہوں
یا مخبر بہ یعنی جسکی خبر دی گئی ہے اُسکے قبول کی نسبت جواب دیں کہ یہ مسئول کے اجرا کی مقبولیت خاص میرے لئے ہو اس طور
کی دعا میں کہ رسول صلعم کے ساتھ مسئلت واقع ہو۔ یا میرے واسطے ہے یعنی میری خوشنودی یا میری قربت یا قبولیت کے لئے
جو خاص کر ہو یا عام کر بے تردید۔ اور چاہیئے کہ ایمان لاویں مجھپر اس سوال کرنے میں کہ رسول صلعم کے ساتھ ہے اور اجابت یعنی
جو رضا وغیرہ خصوصًا یا عمومًا کے نتیجوں کی منتج ہے۔ پھر براہ شفقت و رحمت بحوالہ اختیار اضافی عباد یعنی بندوں کے
اضافی اختیار کے حوالہ پر فرمایا امید ہے یعنی میں امید کرتا ہوں یا امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے قبول ہونے پر راہ پالینگے
یا راستہ پر لگ جینگے یعنی یہ دعا جو رسول کریم صلعم سے مسئلت یعنی سوال کرنیکا اور خدائے سبحانہ سے اجابت یعنی قبولیت کا ہے
مطلب یہ کہ یقینی ایسا ہونا ہے کہ میرے بندے ہر زمانہ میں اسی حالت و کیفیت پر جو خلق میں رائج و جاری ہے تجھسے سوال
کرینگے اور تجھسے سوال کرنا گویا مجھی سے سوال کرنا ہے پس میں یقینی ایسے سوال کرنیکو قبول کرنیکے لیئے اپنی ذات سے نزدیک ہو

از مترجم

یعنی اپنی ذات سے قبول کرتا ہوں کیونکہ تجھسے سوال کرنا گویا مجھ سے سوال کرنا ہے پس اُسکا جلد قبول کرنا بھی میری ذات سے ہے کہ اُسکی اجابت کے لئے
مع ذات قریب ہوں۔ بیطرح جیسا پکارنیوالا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اُسکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب ایسی بات ہے تو انھیں چاہیئے کہ اُس چیز
کی قبولیت کی بابت جسکا انھوں نے سوال کیا ہے جواب مانگیں کہ اس قسم کی مانگ و دعا کے اجرا اور پورا کرنیکی مقبولیت جسمیں رسول صلعم کے واسطے
سے سوال ہوا ہو میرے لیئے خاص ہے یا انھیں میری خوشنودی یا قربت یا اجابت خاص یا عام طور پر جسے تردید اور بغیر رد کیئے ہوئے ہے۔ یا وہ خود اس خبر کے
قبول ہونیکا جسکی خبر دیگئی ہے جواب دیدیں کہ میں اس قسم کی مانگ دعا کی جلد اجابت کیلئے مع ذات قریب ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اسطرح کی دعا کی
اجابت کیلئے جسمیں رسول صلعم کے واسطہ سے سوال ہو مثل پکارنیوالے کی پکار کے جو مجھی کو پکارتا ہو میں اپنی ذات سے قریب ہوں جب ایسا ہو تو چاہیئے
کہ جس چیز کی قبولیت کی بابت انکا سوال ہے جواب کے طالب ہوں اُسکا پورا کرنا حاضر میرے کام ہے انھیں میری رضا و قربت و اجابت بالخصوص یا بالعموم کی بے تردید امید
چاہیئے کہ وہ آپ اس سوال کے مقبول ہونیکا یہ جواب دیدیں کہ میں اسکی اجابت کے لئے ذات خود قریب ہوں۔ اور انھیں چاہیئے کہ اسطرح سے مجھسے سوال کرنیمیں جسکی
مانگ رسول صلعم کے ساتھ ہوئی ہو۔ اور اس قبولیت کے چاہنے میں جسمیں میری خوشنودی وغیرہ کے خاص یا عام نتیجے حاصل ہوتے ہیں مجھپر ایمان لاویں اور یقین
کریں۔ بعد اسکے شفقت اور رحمت کی راہ سے بندوں کے اضافی اختیار کا حوالہ دیکر اُسکی نسبت فرمایا میں اُمید کرتا ہوں یا وہ اپنے لیے امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے

صفۃ اختیاریہ عبد است پس ترجی مشیر شفقۃ و رحمۃ تواند شد نہ مشیر احتیاج کہ عدم احتیاج خود ظاہر تر است ہم باید دانست اذا مخصوص است بشرط عام الزمان و محقق الوقوع پس مقتضی است برابا خۃ سوال مذکور الکیف دواما و حذف مفعول ثانی مشیر توسع ہست و عباد بالاضافۃ عام است بمظہریۃ تضمنی و التزامی بموجودات قدیمہ بنا بر عموم لفظ و خاص است بمظہریۃ تضمنی بموجودات قدیمہ بنا بر خصوص محل اے مسالت بارسول کریم صلعم و استعارت مفید مبالغہ مشبہ و قرب ذاتی مسلم اہل تحقیق و حذف مفعول قریب بتوسع مشیر تفاوت مراتب قرب بروفق تفاوت مراتب مفعول پس قرب لعبد سئل از رسول کریم صلعم

ایمان صفت اختیاری بندہ ہے۔

ترجمہ بندہ کی اختیاری صفت ہے۔ پس بعد ایمان لعل کے لفظ سے رجاء و امیدواری دینا یا دلانا اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ سب امیدواری براہ شفقت و رحمت ہے نہ یہ اشارہ بغرض احتیاج ہے کیونکہ عدم احتیاج خود ظاہر تر ہے۔ اسلیے کہ بندہ کا ایمان اسکی صفت اختیاری ہونیکے سبب احتیاج کا نہ ہونا اچھی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ اور انی قریب کے معنی میں قرب ذاتی کی قید جیسا ترجمہ کریمہ میں مذکور ہوا اس بنا پر ہے کہ قرب ذاتی کا تحقق و ثبوت ہو جائے بخلاف اسکے جو کہا گیا ہے کہ اپنی صفات سے قریب ہے نہ ذات سے اسکی تحقیق و تردید ذکر کیفیت معیت و قربت و احاطت میں مذکور ہے وہاں دیکھنے سے ذات مع الصفات قرب ہونیکا حال بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اذا ایسی شرط کے ساتھ مخصوص ہے جسمیں زمانہ عام ہو اور اس شرط کا واقع ہونا محقق اور یقینی ہو چکا ہو۔ پس آیت کریمہ میں اذا مذکور الکیف سوال کے ہمیشہ مبلح رہنے کا تقاضا کر رہا ہے۔ اور سالک فعل کے دوسرے مفعول کا حذف ہونا اس مفعول کے متوسع ہونیکا اشارہ کر رہا ہے۔ اور لفظ عباد جو متکلم حقیقی قدیم کی طرف مضاف ہے عموم لفظ کی بنا پر عام ہے کہ بندے خواہ موجودات قدیمہ کے تضمنی مظہر ہوں خواہ التزامی۔ اور یہی لفظ خصوص محل کی بنا پر کہ رسول کریم صلعم کے ساتھ مسئلت ہے خاص ہے کہ وہی بندے موجودات قدیمہ کے خاص مظہر تضمنی ہوں نہ التزامی۔ اور یہ استعارہ کہ رسول کریم صلعم سے سوال کرنا گویا خدا سے مسئلت ہے مبالغہ مشبہ کو مفید ہے یعنی رسول صلعم سے سوال کرنے اور مانگ کر نہیں مبالغہ کرنے کے لیے مفید ہے۔ اور قرب ذاتی جل جلالہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلم ہے جو اسکو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور لفظ قریب کے مفعول کا حذف ہونا مفعول کے متوسع ہونیکے سبب مفعول کے متفاوت مراتب کی موافقت پر مراتب قرب کے متفاوت ہونیکی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پس فرمایا اسی بندہ سے جو رسول کریم صلعم سے سائل ہے

بمقتضائی مفعول مخصوص محل از متشابہات است وبمقتضائی عموم لفظ از محکمات ونیز باید دانست این کریمہ باشارت از معنی فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب وبمعنی فلیجیبوا رازی دیگر دارد از تفاع جہل است از تشابہ صفت بہ تثبیت و توصیف صفت اضافی رسول اللہ تعالیٰ صلعم باچنیں فضائل کہ ہست ونفی استقلال از صفتش صلعم چنانکہ در کریمہ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا الآیہ است باخبار پیشین اعجازاً درینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی خاصہ طلب ہست وضمائر امر غائب واسم لعل راجع لعباد بمراد مخصوص المحل یا اثبات فضیلت صفات اضافی رسول کریم است صلعم باچنیں فضائل کہ ہست در مقابلہ منکرین باخبار پیشین اعجازاً ودرینصورت فَلْيَسْتَجِيبُوا بمعنی فلیجیبوا بارجوع ضمائر امر غائب

ترجمہ بتقاضائے مفعول مخصوص محل متشابہات میں سے ہے یعنی وہ بندہ جو رسول کریم صلعم کے حضور میں سائل ہے یہ مسئلت چونکہ مخصوص محل مفعول کی خواہاں ہے لہذا یہ مفعول بندہ مخصوص ہوگا اسکے ساتھ جو قرب خدا ہوگا وہ متشابہات سے سمجھا جائے گا۔ اور عموم لفظ عباد چونکہ مفعول کا خواہاں ہے لہذا عام بندہ کے ساتھ خدا کی قربت محکمات سے شمار ہوگی موافق حکم قرآنی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ فلیستجیبوا والی کے معنی کی اشارت پر کہ بمعنی خاصہ طلب جواب ہو۔ اور یہ کہ بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنی میں ہو ایک راز جداگانہ کو شامل ہے کہ وہ تشابہ صفت کی نسبت جہل کا اٹھ جانا ہے جو رسول خدا کی برتر کی صفت اضافی کے ثابت کرنے اور وصف کرنے میں ہوتا تھا ایسے فضائل کے ساتھ کہ ہیں یعنی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کی صفت اضافی کو ان فضائل کے ساتھ جو یہاں ہیں ثابت کرنے اور انکا وصف کرنے میں جو جہل صفت کے متشابہ ہونیکی نسبت اسجگہ ہوتا تھا وہ اب نہ رہا اور آنحضرت صلعم کی صفت سے استقلال کی نفی بھی ہوگئی جیسا اس آیت کریمہ میں مع اخبار پیشین اعجازاً ہے یعنی بطور معجزہ پہلے سے خبر دینے کی اطلاع ہے۔ جو سورہ اعراف رکوع تیئیس ۲۳ میں ہے قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا الآیہ یعنی آپ کہدیجئے کہ میں اپنے اختیار سے خاص اپنی جان کے بھلے برے کا یا نفع نقصان کا بطور استقلال کہ خاصہ الوہیت ہے مالک نہیں ہوں (تفصیل اس آیت کی بحث ذکر ثبوت شفاعت میں ہے جو عنقریب کو رہوگی) اس صورت میں فلیستجیبوا بمعنے خاصہ طلب ہے اور ضمیریں امر غائب کی

واسم لعل بسوئی عباد بمراد عموم لفظ غیر مخصوص المحل است تدبر واجب است نہ پراگندہ مغزی و بہر صورت جواب سائل از قرب مذکور شان نزول است با زیادت مطالب دیگر بتعلیم طریقہ احسن دعا و مبالغہ اجابت بدلالت ترجی و استعارت۔

ترکیب نحوی اذا سالک عبادی مشبہ عنی بتقدیر کانہ سئل عنی مشبہ بہ استعارتاً مع عن مفید تجاوز پس مشبہ و مشبہ بہ شرط محقق الوقوع عام الزمان بخاصیت اذا است فانی قریب مع تقدیر بالاجابت متعلق قریب جملہ مستانفہ عنہا مشبہ اجیب الخ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعار بتقدیر حرف تشبیہ ای کما اجیب الخ مشبہ بہ پس این مجموع جزاء شرط اذا سالک الخ است جملہ خبریہ و این سر استیناف و تشبیہ از فصل مطلق توان دریافت

ترجمہ اور اسم لعل کا راجع عباد کی طرف ہے مخصوص المحل مراد پر جیسا اوپر مذکور ہوا۔ یا رسول کریم صلعم کی صفات اضافی کی فضیلت کا اثبات ہے ایسے فضائل کے ساتھ کہ یہاں ہیں منکرین کے مقابلہ میں جسمیں بطور اعجاز پیشین گوئی کی اطلاع ہے۔ اور اس صورت میں کہ فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دینے کے معنے میں ہے کہ اسمیں ضمائر امر غائب اور اسم لعل کا رجوع ان عباد کی طرف ہے جو بنا بر مراد عموم لفظ مخصوص المحل نہیں ہیں یہاں تدبر اور سوچنا واجب ہے نہ پراگندہ مغزی۔ اور بہر صورت یہ جواب ہے سائل کا قرب مذکور شان نزول سے مع زیادتی دوسرے مطالب کے جسمیں دعا کے بہت اچھے طریقہ کی تعلیم ہے اور بدلالت ترجی اور استعارہ کے قبولیت کا مبالغہ ہے۔ **ترکیب نحوی** آیت مذکورہ۔ اذا سالک عبادی مشبہ عنی کا جو مشبہ بہ ہے جسکی تقدیر یہ ہے کانہ سئل عنی کہ یہ بطور استعارہ مع عن مفید تجاوز ہے۔ پس مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوا کہ اس شرط کا عام زمانہ یعنی ہر زمانہ میں واقع ہونا لفظ اذا کی خاصیت پر محقق ہے فانی قریب کہ اسمیں بالاجابت بتقدیر ہی جو قریب کا متعلق ہے۔ یہ اسم و خبر مع متعلق ملکر ایک جملہ مستانفہ کہ اس سے نیا ہے مشبہ ہوا جس کا مشبہ بہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ہے کہ یہ جملہ شرطیہ مستانفہ استعارہ ہے جسمیں حرف تشبیہ بتقدیر ہی یعنی اصل یوں ہے کما اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ مشبہ بہ ہے اسی جملہ مستانفہ مشبہ کا یعنی فانی قریب بالاجابۃ کا۔ اب یہ دو جملے مستانفہ کہ مشبہ و مشبہ بہ ہیں ملکر جزا ہوئے شرط مقدم اذا سالک عبادی عنی کے جو مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوئے تھے۔ اب یہ مجموعہ شرط و جزا ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اس استیناف جملوں اور تشبیہ کا بھید فصل مطلق یعنی وقف مطلق سے جس کا اشارہ حرف ط سے ہو رہا ہے معلوم کرنا چاہیے

ترکیب نحوی آیت مذکورہ

والا وصل توصیفا یا عطف جزاء با اہمال شرط متاخری باید فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا لی جملہ معطوفہ جزاء شرط محذوف ای اذا کان الامر کذا و موید این مدعا کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا است واعینونی یا عباد اللہ و نیز باید دانست در صورت اختیار عن حکایتا طوالت بحذف بید لالت قل لابد منہ جزاء بسبب عدم استقامت معنی این جزا ش ای فانی قریب ام برین شرط ای اذا سالک ام است ش مربوط است بطوالت م وحذف بی مقصود و تاویل ناشاید بلطف خاص رب بعباد بمقابلہ وساطت بارسول نامحمود و ہم شرط و تعمیم اذا بی معنی بود بل کلام ہمچو یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ مستقیم المعنی شود

ترجمہ درنہ توصیف کی حالت میں وصل یا جزا کی حالت میں عطف چاہیئے باوجود اہمال شرط متاخر کے کیونکہ شرط کا آخر میں آنا مہمل ٹھہرتا ہے۔ اور فلیستجیبوا لی اور لیؤمنوا لی دونو جملے معطوفہ جزا ہیں شرط محذوف یعنی اذا کان الامر کذا کی۔ اور اس مدعا کی مؤید یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ نساء رکوع نہم میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا یعنی اور اگر وہی تحقیق جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کریں آئیں آپکے پاس پھر وہی آپکے واسطے سے اللہ سے مغفرت کے خواہاں ہوں اور یہ رسول انکے لیے مغفرت مانگیں البتہ وے اللہ کو رجوع کرنیوالا مہربان پائینگے۔ اور یہ حدیث ہے کہ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد اور اعانت کرو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ حرف عن کے معنی بطور حکایت اختیار کرنیکی صورت میں طوالت سے حذف کے ساتھ ہے دلالت قل کہ جزا کیلیئے اس قل سے چارہ نہیں ہے بسبب استقامت معنی نہونے اس جزا یعنی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کے اس شرط یعنی اِذَا سَاَلَكَ پر مطلب یہ کہ اِذَا سَاَلَكَ عَنِّیْ میں حرف عن بجائے معنی مجاوز حکایتاً اختیار کیا جاوے تو بغیر دلالت قل کے حذف میں طوالت ہوگی حالانکہ جزا کے لیے اس لفظ قل سے چارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دلالت قل کے اس جزا یعنی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کے معنی اس شرط یعنی اِذَا سَاَلَكَ پر مستقیم نہونگے۔ اور حذف بے مقصود ہوگا اور تاویل نامحمود ہوگی کیونکہ بندوں کی طرف پروردگار کے لطف خاص ہی جو اشارہ ہے وہ اس وساطت کے مقابلہ میں جو رسول کے ساتھ ہے اور یہ تاویل تحریف کے قابل نہیں۔ اور شرط بھی اور اذا کی تعمیم بھی بیمعنی ہو جائیگی۔ بلکہ کلام مانند آیات کریمہ کے مستقیم المعنی ہو جائیگا جیسا کہ یہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع دس میں ہے یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں روح کی بابت کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور کریمہ یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ کہ سورۂ بقر کے رکوع میں ہے یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کس قدر خرچ کریں کہدیجئے کہ عفو یعنی زائد حاجت سے

تائید مدعا از آیت و حدیث +

بیان رفع دخل دیگر معانی کا +

اذا گمان بُردہ شود بماضی برحسب سوال تجریدًا جزاء بلفظ قُلْ بنا بر سلب اتصالِ زمانی در جزاءِ شرط باذا لغو است ش اے شرطیکہ باذا است تحقق بانصالِ زمان خواہد کہ شرط را تاثیر در جزاء است و حال آنکہ شرط فی الوقوع مفید الزمان بالماضی است پس استقامتہ معنی بجزاء بلفظِ قُلْ چو تواند شد م و نیز ش عطف است بر جملہ بنا بر دلیل لغویت م صحتِ جزاءِ بشرط ممکن الوقوع بجعل جاعل است پس ما وقع شرط نبود مگر بوقتِ جعل جاعل بحذف اُذکُر بشرطِ اِذَا و اِن تَحَقَّقَ ش صیغۂ ماضی م بشرطِ اِنْ ش اے وقتِ جعلِ جاعل وقتِ شرط است نہ وقتِ وقوع بحذفِ اُذکُر بشرطِ اِذَا وحذفِ اِن تحقق بشرطِ اِنْ م کہ در اینجا مستقیم المعنی نیست بتخالفِ نظم وشانِ نزول در تعیینِ فاعل ش ای در نظم صیغۂ جمع فاعلِ سَاَلَکَ است و در سوالِ مذکور شانِ نزول تفرد سائل م فہم سخن بر لبیب است

ترجمہ اور اگر اِذَا سَاَلَکَ میں فعل ماضی ہونیکے سبب سوال کی موافقت پر اِذَا زمان ماضی میں گمان کرلیا جاوے اس حالت میں جزا کا حرف لفظ قُلْ سے مجرد کرنا بسبب انصال زمانی سلب ہونیکے جزا میں کیونکہ اتصال زمانہ کا جزا میں مسلوب ہے۔ شرط اِذَا کے ساتھ لغو ہے یعنی جو شرط کہ اِذَا کے ساتھ ہو وہ اپنی جزا کو زمانہ متصل میں متحقق یقینی واقع ہونیکو چاہتی ہے اسلیئے کہ شرط کی تاثیر جزا میں ہے۔ اور حالانکہ شرط جو زمانہ ماضی کے ساتھ مفید ہے اسکا واقع ہونا محقق ہے پس جزا میں معنی کا مستقیم ہونا لفظ قُلْ کے ساتھ کیسے ہوسکے گا۔ پھر شرط کا لغو ہونا یہاں اس بنا پر بھی ہے کہ جزا کی صحت جعل جاعل سے ہے جبکہ شرط ممکن الوقوع ہو یعنی واقع ہونا اُس کا ممکن ہو۔ پس ما وقع یعنی جو کچھ واقع ہوا شرط نہ ہوگا مگر جعل جاعل کے وقت یعنی کرنے والے کے کرنے کے وقت کہ وہی شرط کا وقت ہے نہ واقع ہونے کا وقت جس میں اِذَا کی شرط کی صورت میں لفظ اُذکُر یعنی یاد کر حذف ہوگا۔ اور اِنْ سے شرط ہونے کی صورت میں اِن تحقق کا حذف کیا جائے گا اس لیئے کہ یہاں نظم اور شانِ نزول کے باہم فاعل کی تعیین میں متخالف ہونے کے سبب معنی مستقیم نہیں ہیں کیونکہ نظم میں سَاَلَکَ کا فاعل صیغۂ جمع ہے اور شانِ نزول کے سوال مذکور میں سائل کا تفرد ہے۔ یہاں کلام کو سمجھنا عقلمند کا کام ہے۔

واگر گمان بردہ شود بمستقبل خلاف زمانِ سوالِ مذکور است لیکن آنکہ جواب سائل از قرب دریں ضمن منصور گردد و جزاءِ ممکن الوقوع متتابع و مخصوص الزمان باشد ش اشارت است باستقامتِ معنی قُل بمقابلہ شرط مستقبل مخصوص الزمان بوجود عالم شہود م ولیکن تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل مروی نیست۔ واگر باشد مقولہ قُل اِنَّہٗ است ولیکن اِنِّی مشیر بر تخصیص اظہار رحمت بقرب واجابت تواند شد وہنوز حذفِ قُل واستقامتِ معنی تعمیم اِذَا بمفہوم شرط وجزاء بہ قُل ہمچناں منظور فیہ است واگر گمان بردہ شود بعمومِ زمان اہمال سوال قرب در زمان عام بتحصیل حاصل بشہرت تحقق قرب حق تعالیٰ از کتاب ش اللہ تعالیٰ وکتاب الرسول صلعم م است واہمالِ جواب بعدم اہلیت استماع بعض سائل ش است م یا عدم جواب بہ بعض سائل مخالف امر ش است وایں تردید است بر اہمالِ جواب م باوجود شمول سائل بعموم عباد

ترجمہ اور اگر اِذَا زمان کے مستقبل کے ساتھ گمان کر لیا جاوے تو یہ خلاف زمانِ سوال مذکور ہے لیکن یہ کہ سائل کا جواب قرب کی نسبت اسی ضمن میں منصور ہوگا اور جزا ممکن الوقوع متتابع اور مخصوص الزمان ہو جائیگی۔ کیونکہ شرط مستقبل کے مقابلہ میں کہ عالم شہود میں ہونیکے سبب زمانہ مخصوص میں ہے قُل کے معنے پر استقامت پر اس کا اشارہ ہو رہا ہے یعنی جزا کے ممکن الوقوع اور مخصوص الزمان ہونے کا شرط کی تبع میں۔ ولیکن شرط کے زمانہ مستقبل میں واقع ہونے کا تحقق مروی نہیں ہے۔ اور اگر تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل ہووے تو مقولہ قُل کا اِنَّہٗ ہے ولیکن لفظ اِنِّی قرب واجابت کے ساتھ رحمت ظاہر کرنے کی تخصیص پر مشیر ہو سکتا ہے۔ اور ابھی تک حذفِ قُل اور اِذَا کی معنی تعمیم کی استقامت مفہوم شرط میں اور مفہوم جزا کا قُل کے ساتھ اسی طرح منظور فیہ ہے۔ واگر گمان کر لیا جاوے عموم زمان کا تو قرب کا سوال زمانِ عام میں تحصیل حاصل کے سبب مہمل ہوگا اسلیئے کہ قرب حق تعالیٰ کا تحقق کتاب اللہ اور کتاب الرسول صلعم سے مشہور ہے۔ اور جواب کا اہمال بعض سائل کے اہلیت استماع نہ ہونیکے سبب ہے۔ یا جواب کا نہ ہونا بعض سائل کی نسبت مخالف امر ہے باوجود شامل ہونے سائل کے عموم عباد میں۔ اور یہ اہمالِ جواب پر تردید ہے +

وفصل مطلق مانع توصیف وعطف فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا۔ بجزائی شرط
ای اذا ادعوہم او دعوتہم منافی ایمان وطاعت ماسبق حاصل عباد است
چہ امر بر غیر حاصل نتواند شد ہمچنیں ولیومنوا نیز ونیز ایمان بر ایمان حاصل باطل
است ومعنی تاکید را شرط مانع چہ تاکید بر معدوم باطل۔ تاویل لعل بالقصد عدم
وقوعش بر فعل مانع وافادت معنی تقلیل فائدہ فلیستجیبوا ولیومنوا را ناقص میکند
والبتہ تاویلش بمعنی راجین حاضرین یا غائبین نیکوتر است بموافقت اصلش
کہ بمعنی تمنی است ونیز باید دانست کہ ایں کریمہ دلیل دعوی استغاثہ از رسول
کریم صلعم تواند شد ونیز دعا بتوسل مقیمان عالم روح وعالم شہود وعالم برزخ
عموماً از انبیاء واولیاء وملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فرمود صلعم
ہر سلوا بی الی ربکم۔ وآں خواست شفاعت از وست صلعم یا خواست از حق تعالیٰ بکرامتی کہ بحال اوست صلعم

ترجمہ۔ اور فصل مطلق یعنی وقف مطلق توصیف اور عطف کا مانع ہے۔ اور جزا فلیستجیبوا میں
فلیجیبوا مع اس شرط یعنی اِذَا اَدْعُوْھُمْ اَوْ دَعْوَتُھُمْ کے یعنی جبکہ میں انکو بلاؤں یا میں نے
انکو بلایا۔ نفی کرنے والی ہے ایسے ایمان وطاعت کی جو پہلے سے بندوں کو حاصل ہوا سلیے کہ امر غیر
حاصل پر ہو سکتا ہے نہ حاصل پر۔ اور اسی طرح ولیؤمنوا بھی۔ اور یہی ایمان ایمان حاصل پر باطل
ہے۔ اور بمعنی تاکید کے لیئے شرط مانع ہے اسلیئے کہ تاکید معدوم پر باطل ہے۔ اور لعل کی
تاویل کو قصد کے ساتھ اس کا فعل پر نہ واقع ہونا مانع ہے۔ اور بمعنی تقلیل کا فائدہ دینا
فلیستجیبوا ولیؤمنوا کے فائدہ کو ناقص کرتا ہے۔ اور البتہ لعل کی تاویل راجین حاضرین
یا غائبین یعنی حاضر یا غائب امیدواروں کے معنی میں بسبب موافقت اپنی اصل کے کہ لعل کے
معنی تمنا کے ہیں بہت اچھی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ آیت کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
استعانت اور مدد مانگنے کے دعوی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ کے
رہنے والوں کی توسل سے دعا مانگنے کے دعوی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے عام ہے کہ وہ انبیا ہوں خواہ اولیا ہوں
خواہ ملائکہ علی انبیاء وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سلوا بی الی ربکم یعنی اپنے رب کی طرف
بحکم وسیلہ پکڑو میرا اور یہ حضور صلعم سے طلب شفاعت ہے یا حق تعالیٰ سے مانگ ہے اس کرامت کے طفیل میں جو حضور صلعم کے حال پر ہے

دلیل توسل واستعانت ازیں کریمہ بوسیلہ انبیاء واولیاء
وملائکہ وتوسل بمقیمان عالم ارواح وشہود وبرزخ
وثبوت احادیث بدیں۔

نیز دعا بتوسل مقیمان عالم روح الخ

چنانکہ در حدیث شریف از حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور
است یا ربِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ و از آنحضرت صلعم اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ اَنْ تَقْبَلَنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الْعَشِیَّۃِ
وان تجیرنی من النار چوں در لحد حضرت فاطمہ بنت اسد در آمد صلعم دعا کرد صلعم اللّٰہ الَّذِیْ یُحْیِیْ
ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک
والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین باید دانست ہر چہ کند او سبحانہ از نفع و ضرر و خیر و شر ہمہ راجع بحکمت معلوم اوست سبحانہ
نہ بوجوب و حق و غرض کہ مستلزم جبر و اضطرار باشد سبحان اللہ عن ذلک
البتہ بمقتضائے کرم و رحم او سبحانہ و کرامتی کہ بحال بعض عباد است حقی غیر واجب
کہ شائبہ از وجوب دارد و بر او است سبحانہ کما قال سُبْحَانَہٗ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِی
الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وکان حقا علینا نصر المؤمنین ۝ ش تنبیہ از نجاۃ قولہ

ترجمہ جیسا حدیث شریف میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مذکور ہے یا رب اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ یعنی اے میرے رب میں تجھسے بحق محمد سائل ہوں کہ تو مجھے بخشدے
اور خود آنحضرت صلعم سے بطرح اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ اَنْ تَقْبَلَنِیْ
فِیْ ھٰذِہِ الْعَشِیَّۃِ وَاَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ یعنی اے میرے خدا ہم تجھسے بحق سائل
ہیں بواسطہ اس حق کے کہ مانگنے والوں کا تجھپر ہے کہ مجکو اس صبح و شام میں قبول کرے اور یہ کہ مجکو
آگ سے نجات دے۔ اور جبکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی لحد میں حضور صلعم اترے تو آپنے یہ دعا کی اَللّٰہُ
الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَّوَسِّعْ عَلَیْھَا
مُدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یعنی اللہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے
اور وہ زندہ ہے نہیں مرتا ہے بخش تو بخشدے خاص میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور اوسپر اسکے داخل ہونیکی جگہ کو
چوڑا کردے تیرے نبی کے حق کے سبب اور مجھسے پہلے انبیاء کے حق کے بیشک تو ہی بڑا مہربان ہے مہربانوں میں
سمجھنا چاہیے جو کچھ حق سبحانہ نفع اور نقصان بھلائی اور برائی سے کرتا ہے سب اسی حق سبحانہ کی حکمت معلوم کے مطابق
راجح ہے نہ یہ حق سبحانہ پر واجب ہے کہ ایسا کرے اور اوسپر حق ہے کہ اسکے نہ کرنے سے گنہگار ہو گیا اور کسی غرض سے کیا ہو جس سے جبر و اضطرار
لازم ہوتا ہو۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ البتہ حق سبحانہ کے کرم و رحم کے تقاضے سے اور اس کرامت کی خواہش سے جو بعض
بندوں کے حال کے موافق ہے ایک غیر واجب حق جسمیں وجوب کا شبہ ہوتا ہے حق سبحانہ پیدا فرمایا ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ
سورۂ یونس رکوع گیارہ میں حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی ہمپر حق ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دینگے اور سورۂ روم
رکوع پانچ میں کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی ہمپر حق ہو گیا ہے مومنوں کا مدد کرنا۔ تنبیہ یہ ہے اس کلام سے

بیان اسکا کہ ہر شر و نقع و ضرر و خیر کہ واقع میشود در عالم ہمہ بحکمت حق تعالیٰ واقع میشود نہ بلزوم و وجوب و غرض ناقص بلکہ مقتضائے کرم و رحم و کرامتی است کہ بعضے از بندگان را شاید کہ بوجوب

کہ گفتند حق فلاں گفتن ممنوع است چہ بر خدائے عزوجل حقی از کسی نباشد
اے وائی دلیلے آوردند بریں از عدم وجوب امری بر حق سبحانہ و نظر نکردند بر قرآن
مجید و حدیث شریف ہم زیں پس سخن است در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ
وآں یا بالحال است حسب مراد تخصیصاً باعجاز ش اے بہ اشتراک غیر اعجاز ہم
وتعمیماً غالباً بکرامت ش اے باشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہم و شذوذاً
بمعونت یا بالمستقبل تخصیصاً غالباً بکرامت و معونت و شذوذاً باعجاز غالباً
بحکمت معلومہ یا تاویل است بہ بدل تخصیصاً غالباً بمعونت و شذوذاً بکرامت
وآں نیز بالحال است یا بالمستقبل الی الآخرۃ و نیز بدلی است بمافات۔

در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ

ترجمہ جنھوں نے کہا کہ بحق فلاں کہنا منع ہے اسلیئے کہ خدائے عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے اُنے
افسوس انھوں نے اسپر وہ دلیل اختیار کی جو حق سبحانہ پر کسی امر کے واجب نہ ہونیکی نسبت ہے اور قرآن مجید
اور حدیث شریف پر انھوں نے نظر نہ کی۔ اس کے بعد کلام ہے دعا کے ترتب اثر میں خدا کے مقبول ہونے
پر۔ اور وہ موافق مراد بالحال یعنی اُسی وقت بطور خصوصیت اعجاز ہے جسمیں غیر معجزہ کا اشتراک نہ ہو نادر۔
بطور عموم اکثر کرامت ہے جسمیں اشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہو۔ اور بطور شاذ و نادر معونت ہے۔ یا موقوف
مراد بالمستقبل یعنی آیندہ ہی بطور خصوصیت اکثر کرامت اور معونت ہے۔ اور بطور شاذ و نادر اعجاز ہے اکثر
حکمت معلومہ کے موافق۔ یا تاویل ہے بدل سے بطور خصوصیت اکثر معونت ہے اور بطور شاذ و نادر کرامت
ہے۔ اور وہ بالحال بھی ہے یا بالمستقبل آخرت تک۔ اور وہ بدل بھی ہے مافات سے۔ یعنی دعا
خدا کی جناب میں مقبول ہو کر حسب مراد خواہ اُسی وقت اُسکا اثر مترتب ہو جاوے اعجاز کے سبب خصوصیت
کی راہ سے کسی پیغمبر کے اظہار معجزہ کے لیے کہ غیر اعجاز کا اُسمیں اشتراک نہ ہو کیونکہ معجزہ سے بمقابلہ پیغمبر
غیر کا عاجز کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا پیغمبر کے لیے اسکی خصوصیت ہے۔ اور خواہ یہ دعائے مقبول کسی ولی
کی اظہار ولایت کے لیے عام طور پر اکثر بذریعہ کرامت مترتب ہو کہ اسمیں اشتراک غیر ہے یعنی اعجاز و
معونت ہر دو مشترک ہیں۔ اور خواہ نادر طور پر مومن متقی کے لیے بسبب معونت مترتب فی الحال ہو یا حسب مراد
دعائے مقبول کا ترتب اثر آیندہ ہو غالباً بطور خصوصیت بسبب کرامت و معونت۔ اور بصورت نادر بذریعہ اعجاز
اکثر حکمت معلومہ کے موافق۔ یا دعا مقبول ہو کر بدل کے ساتھ تاویل کر دی جاوے غالباً بطور خصوصیت بسبب معونت و
بصورت نادر بذریعہ کرامت اور اس اجابت دعا کا ترتب اثر بالحال یا بالمستقبل آخرۃ تک بھی ہو۔ اور یہ مافات کا بدل بھی ہو جاتی ہے

دریابد السنت کہ در بدل بمقتضائے حکمت و رحمت دو نعمت است حفظ از ضرر خواستہ و ایصال بہ نفع ناخواستہ و ایں **ش** داعی **م** ہنوز باوجود علم در اعراض حکمت و کفرانِ رحمت و ایں ہمہ **ش** اے ترتب اثر دعا بانواع مذکور **م** بمقتضائے انطباقِ دعا بارادتِ الٰہی جلت ارادتہٗ است زیں پس سخن است در اجابتِ دعوات کفار و آں نیز مقبول است کما قال سبحانہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الٰی بالعموم داعی و اذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل و جعل للہ اندادا لیضل عن سبیلہ ط و ہمچو دعائے ابلیس فرمود سبحانہ قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون ہ قال فانک من المنظرین ہ و دعائے فرعون استدراجا لہم مربوط است بہ مقبولات و مقبول

عوات کفار

بیان اجابت دعوات کفار کا

ترجمہ۔ اور سمجھنا چاہیئے کہ بدل میں حکمت اور رحمت کے مقتضا سے دو نعمتیں ہیں ایک ضرر خواستہ سے محفوظ رہنا۔ دوسری ناخواستہ فائدہ کو پہنچنا۔ اور یہ داعی ابھی تک باوجود علم کے اعراض حکمت اور کفرانِ نعمت میں ہے۔ اور یہ سب یعنی دعا کے اثر کا انواع مذکور میں مترتب ہونا ارادت الٰہی جلت کے ساتھ منطبق ہونیکے مقتضا پر ہے۔ اس کے بعد گفتگو ہے کفار کی دعاؤں کے مقبول ہونے میں۔ اور یہ بھی مقبول ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الٰی یعنی میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب مجھ پکارتا ہے کوئی ہو مومن خواہ کافر کیونکہ اس میں داعی یعنی پکارنے والا عام ہے۔ چنانچہ تفسیر اس آیت کی ابھی مذکور ہو چکی ہے۔ اور کریمہ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط کہ سورۂ زمر کے رکوع اول میں ہے یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف رجوع ہو کر پھر جب خدا اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو جسکی طرف پہلے پکارتا تھا اسکو بھول جاتا ہے اور اسکے لیے شریک بناتا ہے اسکے رستہ سے بہکانے کے لیے۔ اور اسی طرح ابلیس کی دعا کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ حجر رکوع تین اور سورۂ ص رکوع پندرہ میں قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ہ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ کا یعنی بولا اے رب تو مجھکو ڈھیل دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جاویں۔ فرمایا بیشک تو ڈھیل والوں میں ہے۔ اور دعا فرعون کی۔ کہ یہ سب دعائیں اکمل ہیں جو بطور استدراج ہیں مقبول ہیں

تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ +

باید دانست در کریمہ فیکشف مَا تَدْعُونَ اِلَیْہِ اِنْ شَاءَ الآیہ ان شاء متعلق بکشف (اور ان بیشک) ما تدعون الیہ است ای بالحال حسب مراد با تفارقِ مراتب مذکور **ش** کہ در ترتب اثر دعا مذکور است **م** پس نفی نمیکند اجابت دعا را کہ ترتب اثرش بالمستقبل باشد یا بدل ورنہ معارض باشد عموم اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ را و ازیں جا دانستہ کہ سلب بنسبت احتیاجے محتاج بمحتاج الیہ کہ بحقیقتِ خود ش غیر منقطع است مطلقاً **ش** نمیزاید از سلب بنسبت احتیاجی **م** سلب مطلقِ محتاج خواہد فکیف و بعضاً موافقِ دعویٰ است **ش** را ے بقضائے بعض حاجات پس نفی بعض مأوّل باشد بہ بدل بالحال یا بالمستقبل یا بما فات **م** و اگر قطع نظر کردہ شود از دعا بانجاحِ حاجاتِ کفار استدراجاً لہم بمشیتہ غیر معلق بدعاء دعویٰ بے دلیل خلاف ما ثبت و بداہت است ترا پس سخن است در تحقیقِ معنی وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ +

ترجمہ سمجھنا چاہیئے اس آیت کریمہ کو جو سورۂ انعام کے چوتھے رکوع میں ہے فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ الآیہ یعنی پس کھول دیتا ہے وہ اُسچیز کو کہ تم پکارتے ہو اُسکی طرف اگر چاہتا ہے۔ ہمیر اِنْ شَاءَ متعلق فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ کا ہے۔ یعنی ترتب اثر دعا میں کشف حسب مراد اُسی وقت بالحال ہوتا ہے اگر وہ چاہتا ہے مع تفارق اُن مراتب کے جو مذکور ہوئے۔ پس یہ مضمون آیت کریمہ اُس دعا کی اجابت کی نفی نہیں کرتا ہے جس کا اثر آیندہ مترتب ہوتا ہے یا اُسکا ترتب اثر بدل سے ہوتا ہے ورنہ یہ آیت معارض ہوگی عموم کریمہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ کے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احتیاج کی محتاج الیہ کے ساتھ جو نسبت احتیاجی ہے وہ اپنی حقیقت میں غیر منقطع ہے اُسکا مطلقاً سلب محتاج کا سلب مطلق چاہے گا پس محتاج کے ہوتے نسبت احتیاجی کا مطلق سلب کیسے ہو سکتا ہے اور سلب بعض نسبت احتیاجی کا یہ موافق دعوے کے ہے جسمیں بعض حاجات کا پورا ہونا ثابت ہے پس نفی بعض کی مأوّل ہوگی بدل بالحال کے ساتھ یا بالمستقبل کے ساتھ یا ما فات کے ساتھ۔ اور اگر قطع نظر کی جاوے دعاء کفار سے اُنکی حاجات کے پورا ہونے میں جو اُنکے لیے استدراج ہے اسلیے کہ مشیت حق اس دعا کے ساتھ متعلق نہیں ہے تو دعوی بدلیل خلاف ہے بداہت کے۔ اسکے بعد گفتگو ہے تحقیق معنی میں اس آیت کریمہ کے جو سورۂ مومن کے پانچویں رکوع میں ہے۔ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ یعنی اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر جنس گمراہی میں +

تخصیص نفی دعا بالکافرین بالآیۃ عدم

تخصیص نفی دعا بالکافرین بالآیۃ

بدانکہ دعا مضمونِ عبادت است و مضمونِ خواست نیز در دنیا و ہم در آخرت پس با تخصیص مفعول بہ بتن اعنی بتان یا اللہ تعالیٰ ہم موافق محل نزول حکم کردہ شود ای آنچہ دریں عالم از کفار نسبت بہ بتان است استعانۃً باشد یا عبادۃً ضلال است بصلۂ فی اشارۃً بمفعول فیہ جزئی یعنی نیست عبادت و خواستہ کافر مگر در جنسِ ضلال اے گمراہی و بطالت یا بجائی رسیدنی نارسیدہ یا گم شدنی اے نیست و نابود شود عند اللہ تعالیٰ اجراءً سخن در ردّ و قبولِ دعا است و آنچہ در آخرت است از اللہ سبحانہٗ است استعاذۃً تا و آنہم گم شدنی است اجابۃً پس تعارض ثابت زیں پس باید دانست انکارِ اجابتِ دعا کفر است بانکارِ نصوص قطعیہ العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

انکارِ اجابتِ دعا کفر است

ترجمہ معلوم ہو کہ دعا مضمونِ عبادت ہے اور مضمونِ خواست و طلب بھی یعنی دعا ایسی چیز ہے جس کے ضمن میں عبادت اور طلب دونو موجود ہیں خواہ دعا بغرض عبادت ہو یا بطلب۔ خواہ وہ مطلب دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ پس باعتبار تخصیص مفعول بہ کہ مراد اس سے بت ہوں یا خدائے برتر محل نزول کے موافق اسمیں حکم کیا جاوے گا یعنی کفار سے بتوں کی نسبت جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ بطور استعانت ہو یا بطور عبادت ضلال ہے کیونکہ صلۂ فی جزئی مفعول فیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی نہیں ہے کسی کافر کی عبادت اور خواستگاری مگر جنس ضلال میں یعنی گمرہی اور بطالت میں یعنی بجائے نارسیدہ میں یعنی بجائے پہنچنے والے کے نہ پہنچے ہوئے میں یا گم شدہ ہونے میں یعنی نیست و نابود ہونیوالی خدائے برتر کے نزدیک از روئے اجرائے سخن در گفتگو دعا کے رد و قبول میں ہے۔ اور جو کچھ کفار سے آخرت میں ہے وہ بطور استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کے طور پر حق سبحانہ سے ہے۔ اور وہ بھی اجابتاً گم شدنی ہے یعنی کفار آخرت میں جو کچھ خدا سے پناہ لے طالب ہوں گے وہ بھی براہ مقبولیت گم شدنی ہے پس تعارض جاتا رہا۔ اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ مقبولیت دعا کا انکار کفر ہے بسبب انکار نصوص قطعیہ کے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ یعنی اے خدا ہمیں توفیق دے اسکی جو تجھے محبوب ہے اور جس سے تو راضی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

انکارِ مقبولیت دعا کفر ہے از انکار نصوص قطعیہ

۲۷ تفسیر

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا وحدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا +

وحدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود صلعم لاتتخذوا قبری وثنا ترجمہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا سنگ بت + باید دانست اتخاذ افادت میکند بر معنی ممنوع الجواز پس اتخاذ نیز کذلک قولہ تعالی خذوا ما اتاکم الرسول الآیہ پس استفادۂ تاکید نہی باصل ست ش اے باصل اخذ است ۔ بعرض حرف تاکید م و استفادۂ ثبوت متقدم باقتضائے نہی

ترجمہ ذکر بیان تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا ۔ وحدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتتخذوا قبری وثنا یعنی ہرگز بت اختیار کرو میری قبر کو سنگ بت ۔ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اخذ ایسے معنی کو مفید ہے جس میں جواز منع ہے ۔ پس اتخاذ بھی اپنی اصل پر کہ فرع اخذ ہے اسی طرح حکم منع جواز میں ہے جیسا خدائے تعالی کے قول میں خذوا ما اتاکم الرسول الآیہ دیکھو سورۂ حشر وغیرہ میں یعنی لے لو اور اختیار کرو جو اس رسول نے تمھیں دیا آخر تک ۔ پس لاتتخذوا کی نہی سے تاکید کا فائدہ حاصل کرنا اس کے اصل مادہ کی بنا پر ہے کہ لفظ اخذ ہے جو جواز کا مانع ہے اور اختیار کا موکد نہ حرف تاکید کے عارض ہونے کے سبب ۔ اور ثبوت متقدم کا استفادہ نہی کے اقتضا سے ہے کیونکہ نہی ثابت کے عوارض سے ہوتی ہے کہ وہ ثابت اس سے پہلے ہو اور نہی بغیر اسکے نہیں ہو سکتی ۔ پس ثبوت متقدم کا فائدہ اسی نہی کی خواہش سے حاصل ہو رہا ہے +

ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا وحدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا +

تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا +

بیان لفظ اخذ واتخاذ مفید معنی جواز و تاکید ہے بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم ہے +

ولطافت اختیار لفظ وثن بحذف حرف تشبیہ بدلیل امتناع مفعولیت تابعہ مر اسم غیر صفت را مفید توسع مع وجوہ تشبیہ در عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ وعوارض عارضیہ البعد بہ تشبیہ وثن وتاکید منہی عنہ بالتصال بمفعول بہ است ش عطف تاکید بر توسعہ است وبار تعلیل بر اتصال متعلق مفید یا تاکید م ومقصود تشبیہ از عوارض ذاتیہ اقرب بہ تشبیہ است ش از عوارض عارضیہ البعد بہ تشبیہ م پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا حجر محض یا غیر نافع ومکروہ ہمچو وثن بل اثرے دارد از مقبور صلعم کما قال صلعم من زار قبری کنت لہ شفیعا او شہیدا ۱۲ وایں حدیث شریف ش ۱۲ لا تتخذوا قبری وثنا م متضمن دو اعجاز است بدلالت بالاشارت بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک ہذا صلعم وقتیکہ وجود یابد ہمچو وثن باقتضائے نہی مرثوث متقدم را کہ انطباق پذیرفتہ

بیان لطافت کہ باختیار لفظ وثن با حذف حرف تشبیہ کہ غیر صفت تابع مفعول اول مفعول ثانی شود امتناع دارد

ترجمہ اور لفظ وثن کے اختیار کرنے کی لطافت مع حذف حرف تشبیہ کے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا مفعول ثانی ہونا کہ تابع ہے منع ہے۔ مفید توسع ہے وجوہ تشبیہ کے عوارض ذاتیہ میں جو اقرب بہ تشبیہ ہیں اور عوارض عارضیہ میں جو ابعد بہ تشبیہ ہیں۔ اور مفید تاکید ہے منہی عنہ کے لیے بسبب متصل ہونے مفعول بہ کے۔ یعنی لفظ وثن کا حرف تشبیہ حذف کرکے اس دلیل سے کہ خاص اسم غیر صفت کا تابع ہو کر مفعول ثانی ہونا منع ہے۔ اختیار کرنے میں یہ خوبی ہے کہ اس میں وجہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ ہے اس کے عوارض ذاتیہ میں جو وثن کی تشبیہ میں قریب تر ہیں اور عوارض عارضیہ میں کہ تشبیہ وثن میں بعید تر ہیں۔ اور مفعول بہ سے اسکے متصل ہونیکی سبب منہی عنہ کی تاکید کا نفع ہے تاکہ جسکی ممانعت ہے اسکے اختیار نہ کرنے کی تاکید سمجھیں اور مقصود عوارض ذاتیہ کی تشبیہ ہے جو تشبیہ میں قریب تر ہیں نہ عوارض عارضیہ کی کہ تشبیہ میں بعید تر ہیں۔ پس حاصل یہ ہے کہ ہرگز میری قبر کو محض پتھر یا غیر نافع اور مکروہ بت کی طرح مت اختیار کرو بلکہ آپکے مقبور ہونیکے سبب بہت کچھ اثر رکھتی ہے جیسا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری قبر کی زیارت کی میں اسکے لیے شفیع اور گواہ ہونگا۔ اور یہ حدیث شریف لا تتخذوا قبری وثنا دو اعجاز کی متضمن ہے ایک تو بالاشارت دلالت سے اسطرح کہ نہی خاص ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس اس نہی سے جو حضور صلعم کی قبر مبارک کو جسوقت کہ وہ وجود پاوے بت کیطرح اختیار کرنیکی پیشین گوئی کا اعجاز کہ یہ نہی محل پر منطبق ہو چکا

حاصل معنی حدیث

اعجاز پیشین گوئی حدیث شریف مذکور

البتہ درین زمان کسانند کہ قبر شریف حضرت صلعم را وثن گفتند بمعنی غیر نافع
ش اعجاز ایست بہ پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم غیر نافع و دومی گفتن
لفظ وثن م و نیز بعد تحقیق حقیقت عابدیت و معبودیت ش تحقیق حقیقۃ
عابدیت و معبودیت از جائی تحقیقش در ذکر کیفیت العلم والمعرفت واضح است
و در ینجا اشارت است بابطال آنکہ وجہ تشبیہ بمعبودیت الوثن پوشانیدن ردا و
غلاف بر قبر و بر نخلین گل و صندل بران گرفتہ اند ای وائی بریں فہم ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم م و عبادت ش تحقیق عبادت در ذکر کیفیۃ
صحت اشتراک وصفی بابدسجانہ مذکور است م محمول میتواند شد کہ بمعبودیت
مخصوصۃ الوثن کہ از عوارض عارضیہ بعد بہ تشبیہ است مقصود باشد چنانکہ
در حدیث شریف لاحق دانستہ می شود باہمان اعجاز اگر انطباق پذیرفتہ باشد
ورنہ بعدم ثبوت متقدم ہمنی بجائی نرسد و معدوم حکمی بمقابلہ موجود حقیقی اعتباری نگیرد

ترجمہ البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے قبر شریف حضور صلعم کو وثن یعنی غیر نافع کہا ہے
اس قبر مبارک حضرت صلعم کو غیر نافع خیال کرنے کی پیشین گوئی یہ ایک اعجاز ہے۔ اور دوسرا لفظ وثن
یعنی بت کہنا یہ دوسرا اعجاز ہے۔ اور بعد تحقیق حقیقت عابدیت اور معبودیت کے کہ انکی حقیقت کی
تحقیق ذکر کیفیت العلم والمعرفت میں انکی تحقیق کے موقع پر واضح ہے۔ وہاں دیکھو۔ اور یہاں
اشارہ ہے اس بات کے ابطال کا جنھوں نے معبودیت وثن کے ساتھ قبر پر چادر و غلاف اڑھانے
اور حول اور صندل اسپر چڑھانے کو وجہ تشبیہ میں اختیار کر لیا ہے یعنی یہ باطل ہے کہ چادر پھول اور غیر
چیزوں پر چڑھانے میں اس کی ایک قسم کی مشابہت بت کے ساتھ معبود ہونے کی ہوتی ہے اور یہ چیزیں
وجہ تشبیہ میں داخل ہیں لہذا ان چیزوں کا وجہ تشبیہ میں اختیار کرنا خیال باطل ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی کچھ قدرت و قوت نہیں ہے مگر خدائی برتر و زبردست
کی مدد سے۔ اور بعد تحقیق عبادت کے کہ اسکی تحقیق ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی بابدسجانہ میں مذکور ہے وہاں
دیکھو۔ ان تینوں کی تحقیقات کے بعد یہ بھی گمان کیا جا سکتا ہے کہ وثن سے یہی معبودیت مقصود ہو جو بت
کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ وثن کے عوارض عارضیہ میں سے بہت ہی بعید تشبیہ ہے اگر اسی اعجاز کے ساتھ جیسا حدیث شریف لاحق میں سمجھا جاتا ہے انطباق
پایا ہو اور ثبوت متقدم ہو نیز سب بھی مجمل نہ واقع ہوگی۔ اور موجود حقیقی کے مقابلہ میں موجود حکمی کچھ اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

جادر و غلاف و گل و صندل وغیرہ قبر پر چڑھانا شرک ہے
اور جنھوں نے اس کو قبر کی معبودیت سے تشبیہ دی ہے

ش انطباقِ ثبوتِ متقدم موجود حقیقی است وعدم ثبوتِ متقدم معدوم حکمی است بعدمِ سابق بخلاف عدمِ لاحق کہ معدوم حقیقی است م وقولہ صلعم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ ش اخرجہ الامام مالک وغیرہ م مؤید ایں احتمال آخر نتواند شد چہ دریں محل ثبوتِ متقدم بفعلِ عباد مقصود نیست بلکہ محرز عنہ است بدلالتِ خطاب مگر بفعلِ مخاطب پس دانائے آں ش اے ثبوتِ متقدم بفعلِ مخاطب م رسول اوست صلعم واعجاز است بہ پیشیں گوئی علی الاشارت باقتضائے نہی مر ثبوتِ متقدم را بعد وجود قبر شریف ترقب انطباق است بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا ش کہ مقصود ایجا ثبوتِ متقدم بفعلِ عباد

ترجمہ کیونکہ ثبوت متقدم کا منطبق ہونا موجود حقیقی ہے اور عدم ثبوت متقدم یعنی متقدم کا ثبوت نہ ہونا بسبب عدم سابق کے کہ اسکے پہلے نہ ہونا ہے معدوم حکمی ہے بخلاف عدم لاحق کے کہ یہ معدوم حقیقی ہے حالانکہ قول حضور صلعم اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ یعنی میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جاوے اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہے جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں۔ اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ پس یہ قول اس احتمال آخر کا مؤید مددگار نہیں ہوسکتا اسلیے کہ اس محل میں ثبوت متقدم فعل عباد سے مقصود نہیں ہے بلکہ بدلالت خطاب محرز عنہ ہے یعنی ثبوت متقدم کا فعل عباد سے بچا ہوا ہونا دلالت خطاب کے ساتھ معلوم ہو رہا ہے مگر مخاطب کے فعل سے متقدم کے ثبوت کا گمان و احتمال ہے پس اس ثبوت متقدم کا جاننے والا جسکا احتمال فعل مخاطب پر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے البتہ وہی اسکے جاننے والے ہیں اور یہ قول حضور صلعم کا اعجاز ہے بسبب پیشیں گوئی کے دلالۃ بالاشارۃ سے بسبب نہی کے جو ثبوت متقدم پر ہے یعنی یہ معجزہ پیشیں گوئی کا اس قول حضور صلعم سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اسمیں جس منع کی نہی ہے وہ ایسی ہے جس چیز کے ثابت ہونیکو چاہتی ہے جسکی یہ نہی ہے۔ پس یہ قاعدہ ایسی ثابت متقدم کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو دلالت ہو رہی ہے کہ بعد وجود قبر شریف کے اسکے منطبق ہونیکی امید ہے یعنی امید ہے کہ یہ پیشیں گوئی جو نہی کے اشارہ سے اسکے ثبوت متقدم کی طرف ہو رہی ہے مطابقت پاجاوے۔ بخلاف لَا تَتَّخِذُوْا کے کہ یہاں ثبوت متقدم مقصود ہے فعل عباد سے

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا الخ

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا

ہم و نیز لفظ یُعبَد مدلل بعوارض عارضیہ فارق است میان مقصود دو حدیثین در وجہ تشبیہ بعوارض ذاتیہ و عوارض عارضیہ باید دانست کہ از اصل اخذ پیدا است کہ مسجد جز قبر انبیاء عم را جائز نمیداشتند والا افضل عبادت در جوار صلحاء رض ثابت است آنچہ سجدہ میکرد قبر شش بہ معبودیت مخصوصۃ الوثن چہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنی نیست تامل کنی دریابی والبتہ در ینوقت کسانند کہ پیرا بخدائش می پرستند پس چہ اعتقاد باشد بر رسول اللہ تعالیٰ صلعم توانند شد کہ گور را ہم بر اعتقاد در باطن خود پرستیدہ باشند از ینجا توانند شد کہ بنا بر راز نہان عرض نمود صلعم اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ امید است کہ ابر اجابت نہان بر دعاء حضرت صلعم و حرمت قبر شریف عیان نشود چہ معبودان اصنام نار باشند صلے اللہ تعالیٰ علے قبر محمد فی القبور و اشتد جملہ خبریہ بنا بر تحذیر است از اینکہ چہ حال باشد در گرفتن مشبہ ہا نند وثن

ترجمہ اور لفظ یعبد بھی جس سے عوارض عارضیہ پر دلالت ہو رہی ہے وجہ تشبیہ میں عوارض ذاتیہ اور عوارض عارضیہ کے سبب دونو حدیثوں کے مقصود کے درمیان فارق ہے کیونکہ ان دونو حدیثوں کے مقصود میں وجہ تشبیہ سے کہ اول میں عوارض ذاتیہ ہیں اور حدیث آخر میں عارضیہ الی الجملہ یعبد بھی ہے فرق پیدا ہو رہا ہے یہ لفظ بھی دونو حدیث کے مقصود میں فارق ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اخذ مسئلہ سے ظاہر ہے کہ وہ سوائے قبر انبیاء علیہم السلام کے مسجد جائز نہیں رکھتے تھے ورنہ جوار صلحاء میں عبادت کی فضیلت ثابت ہے۔ یا وہ سجدہ کے سامنے قبر انبیاء عم کو لے لیتے تھے نہ بطور معبودیت مخصوصہ نبت کے اسلیئے کہ مساجد جمع مسجد۔ بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنی نہیں ہے تذکر کریگا تو پائے گا۔ اور البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جو پیر کو اسکی خدائی کے ساتھ پوجتے ہیں پس کیا اعتقاد ہوگا خدائے تعالیٰ کے رسول صلعم پر ممکن ہے کہ گور کو بھی اسی اعتقاد سے اپنے دلمیں پوجتے ہونے کا یہیں سے ہو سکتا ہے کہ حضور صلعم نے بسبب اس نہان کے عرض کیا جناب الٰہی میں اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے۔ امید ہے کہ یہ راز نہان حضور صلعم کی دعا کی برکت اور قبر شریف کی عزت کے سبب ظاہر نہ ہو اسلیئے کہ معبودان اصنام یعنی بت و الٰہ معبودان میں رہینگے صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمد فی القبور یعنی اللہ تعالیٰ قبر وہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رحمت کرے۔ اور اشتد جملہ خبریہ بنا بر تحذیر ہے یعنی

ش نہ دعائیہ مخالف شانِ رحمت ہم دریں حدیث شریف ہم دعا است وہم تحذیر وہم تحذیر نہ آنکہ ادب و زیارت و تعظیم قبر مرا مکنید بآنکہ زیارت و ادب و تعظیم قبر و مقبور ثابت است باید دانست ترک ہر سوءِ ادب ادب است پس نہی از ادب بعد ترکِ سوءِ ادب بہنایتِ کفر رساند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تفسیر لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیْدًا

بِسْمِ اللّٰہِ الْمَعْبُوْدِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمَحْمُوْدِ مرسوم صلعم لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ترجمہ زنہار اختیار مکنید قبر مرا عید باید دانست اخذ و اتخاذ مفید است کما فی قولہ تعالیٰ خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ الآیہ پس نہی نیز و وجہ تشبیہ عرض العرض بغیر مشبہ و مشبہ بہ ش اے قبر شریف و عید م یعنی ش اے عرض لعرض م زیارت زائر و لقائی مومنین بزینت و سرور بروز عید کہ در سالے از دو بار بیش نباشد یعنی کمتر

ترجمہ :- جملہ دعائیہ کہ مخالف شان رحمت ہی۔ اس حدیث شریف میں دعا بھی ہے اور تحذیر بھی یعنی اور تحذیر یعنی پرہیز کرنا بھی۔ یہ کہ ادب اور زیارت اور تعظیم میری قبر کی مت کرو اس سبب سے کہ زیارت ادب اور تعظیم قبر اور مقبور دونوں کے لئے ثابت ہی۔ سمجھنا چاہیئے ہر بے ادبی کا ترک یعنی چھوڑنا ادب ہے پس ممانعت ادب سے بعد ترک ہر سوءِ ادب یعنی بے ادبی ترک نہ ہونے کے سبب انتہائی کفر کو پہنچا دیگی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور صواب و درستی کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے ✤

تفسیر لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیْدًا

بِسْمِ اللّٰہِ الْمَعْبُوْدِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمَحْمُوْدِ یعنی خدائے معبود کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسکے رسول محمود پر رحمت ہو جیو۔ فرمایا حضور صلعم لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی زنہار اختیار کرو میری قبر کو عید سمجھنا چاہیئے کہ اخذ اور اتخاذ مقصود کے منع جواز کا فائدہ دیتا ہے جیسا خدائے برتر کے کلام میں خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ تا آخر کہ سورہ بقر کے رکوع آٹھ میں ہی۔ یعنی جو نعمتیں دیا مضبوطی سے پکڑو۔ پس اسکی نہی بھی مقصود کے منع جواز کو مفید ہے اور وجہ تشبیہ اسمیں عرض کی عرض کے ساتھ ہی جو قائم بغیر ہے یعنی مشبہ کے ساتھ جو قبر شریف ہی اور مشبہ بہ کہ عید ہے۔ پس مراد وجہ تشبیہ عرض لعرض سے زیارت زائر اور لقائی مومنین ہی جو زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہی کہ سال میں دو بار سے زیادہ نہیں ہوتی بہت کم ہے ✤

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

مرض ذاتیہ کہ استقامت معنی نیارد ش عرض ذاتیہ عید یعنی عبادت از عباد و
تعیین مراحم از رحمٰن دراں روز است ھم و حذف حرف تشبیہ باستفادۂ توسعہ منصوب
و سرور تشبیہ و تاکید منہی عنہ بالتصال بمفعول بہ است ش عطف تاکید بر توسعہ و
حق باز تقلیل بر اتصال باستفادہ ھم پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید زیارت
قبر مرا ہجو لقائی مومنین بزینت و سرور روز عید یعنی کہ کمتر است پس نہی مشیر است
بر تاکید حضور بیشتر غیر مقید بزینت و سرور اے بہر حالیکہ باشید یارب ع در رہش
ترجمہ ہر دو دیدہ یا کنم ۔ نہ آنکہ بہجوم و زینت و سرور میائید یا آنکہ بہجوم ناگزیر است
ادائے ادب و تعظیم حق تعالیٰ ثابت قال سبحانہ یا بنی آدم خذوا
زینتکم عند کل مسجد الآیہ ترجمہ ای اولاد آدم اختیار کنید زینت خود از لباس و غیر
آں نزد ہر یک ہر مسجد ۔ باید دانست لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز است
و لفظ زینت عام است بمعنی زینت بلباس و صلاح ظاہر و باطن و تاویل زینت

ترجمہ تشبیہ عرض ذاتیہ میں ہے کہ اس سے استقامت معنی یہاں ہیں حاصل ہوتے کیونکہ عید کے عرض
ذاتیہ یہ دن سے عبادت کی تعیین اور رحمٰن سے تعیین مراحم یعنی خدا کی طرف سے رحمتوں کا اُس روز میں معین
کرنا ہے اور حرف تشبیہ کے حذف سے وجہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ حاصل ہے اور مفعول بہ ہی متصل
ہونے سے سبب تاکید کا فائدہ ۔ پس حاصل یہ کہ میری قبر کی زیارت کو ایسا ہرگز مت اختیار کرو جیسا
کہ لقاء روز زیارت زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے جو کمتر ہے ۔ پس نہی و ممانعت
اشارہ کر رہی ہے بیشتر حاضر ہونے کی تاکید پر غیر مقید زینت و سرور کے ساتھ یعنی جس حال میں کہ تم
ہو اے میرے رب ع اسکی رہ میں سر کے بل ہو دو تو آنکھیں پاکر دل چہ نہ کہ ہجوم کرکے زینت و سرور
آؤ ۔ اور جو دیکھ ہجوم سے چارہ نہیں ہے ۔ اور زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعالیٰ لفظ تعظیم ثابت ہے
قولہ تعالیٰ سورہ اعراف رکوع تین میں یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد
تا آخر یعنی اے اولاد آدم اپنی زینت اختیار کرو لباس وغیرہ سے ہر مسجد کے نزدیک ۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ
خذوا امر اختیار مختار ممنوع الجواز ہی یعنی مختار کہ زینت ہی اسکے اختیار کو مفید ہی اور اسکا جواز منع کیا گیا ہے
اور لفظ زینت عام ہے یعنی لباس کے زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعظیم کے اور باطن کے
مطلب یہ کہ ہر مسجد کے متصل زینت کا اختیار کرنا واجب مختار ہی اور بسبب اختیار وجوب اسکا جواز منع ہے

تفسیر کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد

حاصل معنی حدیث مذکور یہ ہے

تفسیر کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد

بمعنی سرائر اخلاص نہ غیر آں بنظم عبارت و شانِ نزول کہ در منع برہنگی وقت طواف حرام محترم کعبہ است راست نیاید + و مسجد بکسر جیم بمعنی ظرف است و بدلالت التزامی بمعنی سجدہ ہم پس مسجد شامل امر زینت است و سجدہ ہم باولویت و این از وضوح و بلاغت نظم شریف است و ظاہر است کہ حضور بحضرت صلعم واجب است و اقبال از حضور مسجد در ہر وجہ و سرور حضور بمقتضائی قدر ایمان برسول است صلعم کما فی المشکوٰۃ فی جوابِ السائل الذی قال انی احببت اللہ ورسولہ قال صلعم انت مع احببت قال انس رض فما رایت المسلمین فرحوا بشیء بعد الاسلام فرحہم بہا فہی حضور بہی الحجوم والزینت والسرور لحضورہ صلعم نیز باید دانست (ف ۱۲ بالمعیۃ) صلعم کہ بر ہر واحد واجب است لازم بحجوم و نہی بحجوم ہر نفس واحد نتواند شد مگر مع التغیر پس نہی حضور واجب بحضرت صلعم بر ہر واحد است و ہمچنیں ترک ہر زینت کہ نکند زینت ہست تا آنکہ نہایت کار بہ برہنگی منہی عنہ رسد و تاویل آنچہ از حسن بن حسن و امام زین العابدین

ترجمہ اور معنی میں سرائر اخلاص کے یعنی دے بعید جو متعلق اخلاص ہوں نہ اسکے سوا اور معنی میں بسبب نظم عبارت اور شان نزول کے کیونکہ شان نزول اس آیت کا برہنگی کی ممانعت میں ہے وقت طواف حرم محترم کعبہ کا پس اس معنی کے شان نزول راست نہ آئے گا۔ اور لفظ مسجد بکسر جیم بمعنی ظرف ہے۔ اور باعتبار دلالت التزامی بمعنی سجدہ بھی۔ پس مسجد امر زینت کو شامل ہے اور سجدہ بھی اولویت کے ساتھ اسی امر کو شامل ہے۔ اور یہ نظم شریف کی فصاحت و بلاغت میں سے ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا واجب ہے اور حضور مسجد سے ہر وجہ میں افضل ہے اور حاضر ہونیکی خوشی کا اندازہ رسول صلعم پر ایمان کے اندازہ کے موافق ہے۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک سائل کے جواب میں جسنے کہا یقینی میں نے اللہ اور رسول سے محبت کی فرمایا حضور صلعم نے تو اسی کے ساتھ ہے جسے تو نے دوست کیا۔ فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پس میں نے مسلمانوں کو نہیں دیکھا کہ بعد اسلام کسی چیز سے وہ خوش ہوئے ہوں ایسے کہ خوشی ہوئی انکو آنحضرت صلعم کے ساتھ ہمرہی سے پس کیسے ہو سکتی ہے ممانعت حجوم اور زینت اور سرور کی حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونیکے سے (ف ۱۲ منہ) سمجھنا چاہیے کہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جبکہ ہر واحد پر واجب ہے حجوم کو لازمی ہے ممانعت نفس واحد پر نہیں ہو سکتی مگر غیر کے ساتھ۔ پس حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہونا جو واجب ہے اسکی نہی ہر واحد پر لازم ہے۔ لہٰذا یہ وجوب حضور ہر واحد اور نہی حضور ہر واحد دو نوع دین کیسے مجتمع ہو سکتی ہیں۔ اور اسی طرح ترک ہر زینت کہ نکرے زینت ہے یہانتک کہ انتہا کار برہنگی کو پہنچے گا جسکی ممانعت ہو چکی ہے۔ اور تاویل اس چیز کی کہ حضرت حسن ابن حسن اور حضرت امام زین العابدین

تحقیق معنی مسجد جو کریمہ میں ہے

حضور صلعم حضرت صلعم افضل ہے حضور مسجد سے ہر وجہ میں اور واجب ہے کہ ہر واحد پر محجوم ہو لازم

رضی اللہ تعالیٰ عنہم در منع مکث بر مزار بابرکت و انوار رحمۃ للعالمین صلعم

در روایت ایں حدیث شریف نہ در منع وقوف مو صف لازم حضور مروی است از کتب اہل

سنت و جماعت باید دریافت چہ وقوف حضرات ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ

تعالیٰ علی النبی الامی و علیہم اجمعین بجوار مزار رحمت آثار صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم خود ثابت است فکیف یمنع عن الوقوف لازم الحضور

الثابت و دریں حدیث شریف ہم اعجاز لیست بہ پیشین گوئی سستی مردمان

بر زیارت مزار بابرکت لازم السعادت بدلالت بالاشارت

یا فضای ہمچو مشرب ستقدم را یا ایہا الناس افلا تعقلون

اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی

جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ

فینا وترحمنا بہ

ترجمہ۔ کی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار بابرکت و انوار پر ٹھہرنے کی ممانعت میں ہے وہ مع روایت اس حدیث شریف کے اس وقوف کے منع میں نہیں ہے جو حاضر کو لازم ہے اور جو مروی ہے کہ اہل سنت و جماعت کی کتابوں سے معلوم کرنا چاہیے اسلیئے کہ حضرات آئمہ اہل بیت صلوات اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و اجمعین کا وقوف۔ خدائی برتر کی رحمتیں نبی امی پر اور ان سب پر ہو جیو۔ مزار اعظم کے جوار میں خود ثابت ہے۔ پس اس وقوف کا کیسے منع ہو سکتا ہے جو لازم حضور ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ایک اعجاز پیشین گوئی بھی ہے جو لوگوں کی سستی ہے زیارت مزار بابرکت لازم السعادت کے لیئے کہ سعادت اسکو لازم ہے۔ اور بطریق اشارۃ النص اس مضمون سے دلالت ہو رہی ہے کہ نہی ثبوت متقدم کو بالخصوص چاہتی ہے سستی زیارت میں ہی جو مثل عیسہ کثیر ہے حالانکہ صحابہ و تابعین وغیرہ کے زمان قرب میں یہ حضور متصور نہ تھا جس سے دفع سستی کی تاکید ہے اور زمان حال کی سستی پر پیشین گوئی کا معجزہ ہے یا ایہا الناس افلا تعقلون اے لوگو کیا اب بھی تم سمجھو گے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

نہی بر وقوف مزار انور بمقابلہ وقوف ثابت اول

بیان اجابت پیشین گوئی جو در ضمن حدیث مذکور ہے

۲۸

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں یا دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

باید دانست نوشتن قرآن مجید از نجاست کفر است خفیفہ باشد یا غلیظہ باشد یا کثیر و دم مسفوح ہم ازیں است شے در تخصیص دم مسفوح است مع چہ اہانتش ظاہر کما فی شرح العقائد فی بحث الکبائر لا یخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر ولا نزاع فی ان المراد ما جعلہ الشارع امارۃ للتکذیب وتم کونہ کذلک بالادلۃ الشرعیۃ

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آں یا دیگر مطالب

ترجمہ ذکر بیان اس بات کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا منع ہے اور اس کا جلانا بھی مع اور دوسرے مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا کفر ہے خواہ نجاست خفیفہ غلیظہ تھوڑی ہو یا بہت اور خون جاری بھی اسی میں ہے۔ اور اسکی خصوصیت سے ہے کہ دم مسفوح کے احکام ناکمل ہیں اسی وجہ سے ہم کو یہ لکھنا پڑا۔ اور یہ کہ اس سے اہانت کلام الٰہی کی ظاہر ہے جیسا کتاب شرح عقائد میں بحث کبائر میں ہے ترجمہ یہ ہے۔ اور گناہ کبیرہ بندۂ مومن کو ایمان سے نہیں خارج کرتا ہے اس کو داخل کرتا ہے۔ اور اس میں جھگڑا نہیں ہے کہ بے شک وہی ہے جنکو شارع نے تکذیب یعنی جھٹلانے کے لیے امارت اور نشانی مقرر کیا اور ستر دلیلوں سے بھی ان کا اسی طرح ہونا معلوم ہو گیا۔

ذکر بیان اس کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا اور جلانا نصب سے اور دوسرے مطالب کے

قرآن مجید نجاست سے لکھنا کفر ہے اور دم مسفوح سے بھی کہ اہانت ہے۔

کسجود الصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمات الکفر
ہ ما ثبت بالادلۃ انہ کفر انتہی فالقائہا علیہ کذلک العیاذ باللہ
قطع نظر از قرآنیت کفری دیگر است بانکارش واگر قرآن مجید نیست پس
ت سے بطرح معنی ندارد واز بحث خارج است وبر آنکہ قطع نظر در عوارض از یکی بدیگر
است نہ در ذات مگر نوشتن متشابہات بقرآن مجید بعض آں کفر است ہمچو اسماء الٰہی
لت وجلت ورسول اللہ تعالیٰ صلعم وبعض آں نہ مگر از قباحات سوء ادب خالی
نوشتن ہمچو وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تردد
ت اگر بقرآنیت نوشت یا بقطع نظر ازاں کفر است واگر متشابہت
قرآن مجید است بضمیر متکلم کفر است پس از سوء ادب چہ محل سخن است حیرت از انانکہ
سے اکراہ جوازش فرمودند وحسرت بر انانکہ بہوائے نفس اصرارش نمودند از انجا کہ سخن بخلاف
ایں از بعض فقہاء بنا بر منافع خلق بقطع نظر از قرآنیت یا بے قطع نظر ازاں مذکور است

ترجمہ جیسے بت کا سجدہ اور مصحف شریف کا گندگیوں میں ڈالنا اور کلمات کفر کا بولنا اور مثل اسی کے ہر
سلسلہ سے ثابت ہوگئیں تحقیق وہ کفر ہیں۔ تمام ہوا مضمون کتابہ پس اسیطرح گندگیوں کا
کتاب الٰہی پر ڈالنا بھی ہے۔ خدائے برتر اس سے پناہ میں رکھے۔ اور قطع نظر کر قرآن ہونے سے اسکے ایک
دوسرا کفر ہے اسکے انکار کے سبب۔ اور اگر قرآن مجید نہیں ہے تو قطع نظر کرنے کچھ معنی نہیں کہ خارج از
بحث ہے۔ اور معلوم ہو کہ قطع نظر یعنی نظر کا قطع کرنا عوارض میں ہوتا ہے ایک عرض سے نظر قطع کرکے دوسرے
نظر کرنا نہ ذات میں۔ مگر جو چیزیں کہ قرآن مجید ہے متشابہ ہیں یا وہ الفاظ کہ متشابہت رکھتی ہیں انمیں سے
یا دم مسفوح سے لکھنا کفر ہے جیسا خدائے برتر و بزرگ کے اسمائے مبارک۔ اور رسول خدائے برتر صلعم کے
متشابہات کا لکھنا کفر نہیں ہے لیکن بے ادبی کی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر لکھنے میں
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے یعنی ہم قرآن
ہے وہ مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ وہ تردد ہے جسکا علاج نہیں کیونکہ اگر اسکو اسکے قرآن مجید
اسنے لکھا ہے یا اس سے قطع نظر کرکے لکھا ہے ہر حال میں کفر ہے۔ اور اگر متشابہات قرآن مجید سے سمجھ کر
ہے ساتھ اسکو نجاست یا دم مسفوح سے لکھا ہے تو بھی کفر ہے پس بے ادبی کی نسبت کیا گنجائش محل کلام ہے حیرت ہے ان
نہ لانے پر اکراہ و کراہت اسکو جواز فرمادیا۔ اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنھوں نے ہوائے نفس سے اسکا اصرار کیا۔ آں توقیع

قطع نظر کرکے یعنی قطع نظر کرنا عوارض میں ہوتا ہے ذات میں نہیں ہوتا

اور بعض کا نہیں کہنا بنا بر ایک خلاف ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اختلاف ہے

بسبب اختلاف خلق کے اجتہاد کی وجہ سے

قطع نظر کرکے یعنی قطع نظر قرآنیت کے جو کفار کے نزدیک ہے

بسبب اس کے کہ قرآن ہونے سے

مثل مذکور ہے وہ

که محمول بر خطائے اجتہادی تواند شد در تکفیر مجوزین احتراز واجب و تاویل ہم ممکن
تواند شد نہ در انجاس دیگر و البتہ سوختن از امارات اہانت و اعراض بالقطع
تا تحقیق علت حکمی نہ تواں کرد چہ حکم بر علت است آری سوختن بلا اہانت
و بے مصلحت شرعی سوء ادب و مصلحت شرعی سوختن بفعل حضرت ذی النورین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بضرورت مصلحت دین کہ مقصود از بعثت رسول صلعم بود استدلال برائے
ہوائے نفس نتواند شد فاتقوا اللہ العظیم یا اولی الالباب بلا کہ تبرک و تقرب
و اسماء طیبات و تبرک و استعانت از اللہ تعالیٰ و انبیاء و اولیاء صلوٰۃ اللہ
علیہم از روئے تعظیم مقتضائے دین و عقل است نہ از روئے بے خرمتی
تعالیٰ من الشرور و اللہ تعالیٰ اعلم و الیہ المرجع اللّٰھم صل
علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و تشفعنا فیہ
و ترحمنا بہ

ترجمہ وہ خطائے اجتہادی پر محمول ہو سکتی ہے اسلیے اسکے جواز کا حکم کرنیوالوں کی تکفیر میں احتراز واجب
کی غیر مسفوح کے ساتھ ہو سکتی ہے نہ اور نجاستوں کہ وہ نہیں تاویل کی جا سکتیں اور البتہ قرائن
اور اعراض کے امارات یعنی نشانیوں سے ہے۔ پس جب تک جلانیکی علت کی تحقیق نہ ہو لے کر ہی حکم نہ کرنا چاہیے کہ
حکم علت پر ہوتا ہے البتہ اہانت اور اعراض سے اسکا جلانا کفر ہے۔ اور بغیر مصلحت شرعی کے ایسا کرنا بے ادبی ہے
اور شرعی مصلحت سے مستحسن یعنی نیک و کام ہے۔ اور فعل حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مصلحت دین کی
ضرورت کے سبب کہ مقصود بعثت رسول صلعم سے تھا بغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہو سکتا
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کی
کہ مقصود اسکا بعثت رسول سے تھا۔ پس اے حضرات عقل خدائے بزرگ سے ڈرو
معلوم ہو کہ کلمات طیبات اور اسمائے طیبات سے برکت حاصل کرنا اور وسیلہ پکڑنا اور
اور اسکے ولیوں سے برکت لینا اور مدد مانگنا صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہم
و عقل کا مقتضی ہے نہ بے ادبی کے طریق سے نعوذ باللہ من الشرور و اللہ تعالیٰ اعلم و
خدا کی پناہ مانگتے ہیں بدیوں سے۔ اور خدا بہتر جانتا ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے اللّٰھم صل علی محمد نبی الرحمۃ
و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و تشفعنا فیہ و ترحمنا بہ

جلانا ان کا اہانت و اعراض کے قرینہ سے کفر ہے اس سے جو
کیونکہ جلانا اہانت وغیرہ کا قطعی نشان نہیں ہے بلکہ حکم
علت پر ہوتا ہے پس جب تک علت کی تحقیق نہ ہو لے
مصلحت شرعی کے ایسا کرنا بے ادبی ہے اور جو
بغیر

کلمات طیبات
اسمائے طیبات و بعد اولیاء
و اولیاء سے تعظیم مقتضائے
عقل نہ از راہ بے خرمتی خدا کی
پناہ ۵